بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال شیرین نثار مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین عزیز علم و دین متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

اعلان۔ چونکہ یہ کتاب بصرف کثیر مطبع تصنیف ہوئی ہے لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے۔

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

اطلاع - الحمد للہ کہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین قصہ جات نظم و نثر اُردو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اُسی درجہ او مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قصہ جات نظم		بالاباختر	عا ر
الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت		ایرج نامہ جلد اول	عا ر
مین ہین - از منشی طوطا رام شایان - کامل	ہ عہ ر	” جلد دوم	عا ر
ایضاً جلد اول - از منشی طوطا رام شایان	۱۲/	طلسم ہوشربا جلد اول	عا ر
ایضاً - جلد دوم ” ”	۱۰/	” جلد دوم	عا ر
ایضاً - جلد سوم ” ”	۶/	” جلد سوم	عا ر
ایضاً - جلد چہارم - از منشی شادی لال	۱۳/ ر پ	” جلد چہارم	سے ر
قصہ جات نثر		” جلد پنجم کا حصہ اول	عا ر عہ/
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابو الفضل		” ” حصہ دوم	عا ر عہ/
فیضی نے شہنشاہ اکبر کے وقت مین تصنیف کی		” جلد ششم	سے ر ۸/
اور آٹھ دفترون مین ہے اور اُسکے نامون کی		” جلد ہفتم	سے ر
تصریح حسب مندرجہ ذیل ہے		بقیہ طلسم ہوشربا حصہ اول	۱۲ عہ پ
نوشیروان نامہ جلد اول	عا ر پ	” حصہ دوم	عا ر
” جلد دوم	عا ر ر	صندلی نامہ دفتر ششم	عا ر پ
ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ پ	توریج نامہ جلد اول - دفتر ہفتم -	سے ر
ہنومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	ہ عہ	” جلد دوم	صہ ر پ
کوچک باختر	عا ر	طلسم فتنہ نور افشان جلد اول دوم و سوم کامل	لعہ ر

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال نثار شیریں مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن خوبی چھپا

اعلان۔ چونکہ یہ کتاب بصرف کثیر مطبع تصنیف ہوئی ہے لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق یکتا با[illegible] ــ دنیا کیا رحیم و کریم ہی حقیقت مین وہ سمیع و علیم ہی کیا کارساز [illegible] یار ہی ہر طرح کے طریقے مین راز و نیاز ہی کس لطف سے شکم انسان مین قطرہ نجس سے لطفہ قائم ہوتا ہی اول مضغہ بنا پھر ترکیب سے اعضا قرار دیے نو مہینے شکم مادر مین رہا بعد نو مہینے کے حکم حاکم حقیقی صادر ہوا کہ اب قید تاریکی سے باہر آ اور ساکنان دنیا کو صورت دکھا فوراً لڑکا زمین پر پیدا ہوا جدائی ندیمان عالم ازل سے پیدا ہوتے ہی روتا ہی بروقت آنے کے پروردگار نے عہد لے لیا کہ دنیا مین جا کر ہماری عبادت کرنا دام مکر ابلیس مین نہ پھنسنا یہان آغوش مادر مین شیر پی کر پرورش پاتے ہین آخر جب ہوشیار ہوے طور زمانہ دیکھا اپنے بیگانے کو پہچانا اور حیرت بڑھی اب یہ فکر پڑی فرد تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے کس لیے آئے تھے اور کیا کر چلے + دنیا کے جھگڑون مین پھنسے انجام و آرام عدم کے کچھ سامان نہ کیے ہر وقت یہی فکر ہی ہر گھڑی یہی ذکر ہی کہ کسی طور سے چار پیسے پیدا کیجیے طریقۂ نیک و بد کو بھولے گلزار دنیا کو دیکھ کر پھولے اب نازنینان مہ جبین سے ہم بستری سامان عیش و آرام میسر ہوے زہے کریمی و خہے رحیمی ہر شخص اپنے اپنے طور پر اپنی ہی فکر مین ہی ہر شخص موافق اپنی حقیقت کے کام کرتا ہی انجام کو اسکے پروردگار دیکھتا ہی جن و انس مور و مار طائران ہوا و درندگان صحرا اپنے اپنے کام پر مامور ہین ہر ایک کا کام پروردگار بناتا ہی ہر ایک کے

ساتھ نیکی مان باپ سے زیادہ فرماتا ہی سب پر پروردگار مہربان ہی جس کام کو جو کوئی کرتا ہی بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا ہی اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے نگاہ پھیر لے تو انسان گھٹ گھٹ کر مرے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس و ناکس کا وہ نگہبان ہی اپنے بندون پر مان باپ سے زیادہ مہربان ہی صفت رب اکبر لکھنا نہایت دشوار ہی وہ ہمارا پروردگار ہی۔

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خداؐ

اوصاف باانصاف جناب اشرف انبیا مثل حمد خدا مشکل ہی وہ پیغمبر کامل کہ جسنے ضلالت کو کفر و شرک کی نور اسلام سے منجلی کیا لیکن ابو جہل کہ جہل مرکب تھا جسقدر حضرت نے اُسکو سمجھایا اُسی قدر کفر اُسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا مٹانے پر ختم رسل کے مرتا تھا ایک روز حضرت زیر کوہ حرا تشریف رکھتے تھے یہ بیحیا حضرت کی نگاہ بچاکر پہاڑ پر آیا کئی من کا پتھر پہاڑ سے اُس سنگدل نے لیا اور تاک کر حضرت کے سر انور پر پھینکا جب دیکھا کہ پتھر قریب سر انور پہونچ چکا تب اس مردود ازلی نے آواز دی کہ اے محمدؐ اب تو بچو اسی پتھر کے نیچے دب جاؤ گے حضرت نے جو پتھر کو آتے ہوے دیکھا بہ نرم زبانی آواز دی کہ اے پتھر تجکو اس خدا نے بنایا کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی مجکو محفوظ رکھ وہ پتھر ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابو جہل کے آیا آواز دی او جہل مرکب مین تیرے اوپر گرون تیرے استخوان توڑ دون ابو جہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمدؐ مجھے بچاؤ حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر ابو جہل سے الگ گرا وہ خانۂ کعبہ مین آکر کہنے لگا یارو محمدؐ سحر مین کامل و اکمل ایسا ساحر ہی کہ مین نے پتھر اُسپر پھینکا وہ پتھر اُلٹا مجھپر آیا معجزات حضرت گنتی سے باہر ہین پروردگار اُنکے اوصاف حمیدہ سے ماہر ہی ہم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق نہین ہی کہ اُنکے اوصاف بیان کرین درود نامحدود اُنکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجا یہی کافی ہی کہ فیض و سخا مین یکتا و کامل ہین حبیب خداے عادل ہین

منقبت جناب حیدر صفدر قاتل عمرو و عنتر شیر بیشۂ داور کنندۂ در خیبر زوج زہراؑ اطہر

سبحان اللہ جیسا نبی برحق ویسا ہی وصی مطلق اگر ذات جناب علیؑ مرتضے پردۂ دنیا مین نہوتی

جناب سیدہ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرتؐ نے بکراہت منھ پھیرلیا اور ارشاد فرمایا کہ یارو وہ دختر پیغمبرؐ ہو ہر امر اُسکا موقوف بحکم رب داور ہو ایک دن امین وحی سبحان الذی اسریٰ و مرحلہ پیمائے منہاج قاب قوسین او ادنیٰ حبیب رب العزت یعنی جناب ختمی مرتبت گوشۂ خلوت مین جلوہ فرما تھے کہ ناگاہ ایک ملک بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام بنی برحق پر بجالایا دست بستہ عرض کی کہ نور کو ساتھ نور کے تزویج فرمایئے حضرت نے فرمایا کسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو ساتھ علیؑ مرتضیٰ کے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونون شانون کے اُس ملک کے ایک نوشتہ پایا اُسکو پڑھا لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ اے ملک یہ نوشتہ کب سے تیرے دونون شانون پر ثبت ہو ملک نے عرض کی کہ چوبیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجکو مع اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہو اب اس حقیر مصنف نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہو کہ ملک نے حضرت رسولخدا کے سامنے بزبان حال کہا قطعہ

سر عقد پسر عم تو با خیر النسا
درشب جمعہ باصحابہ ہویدا گردد
زہرہ در خانۂ ہرکس کند از چرخ نزول
صاحبش مشتری زہرہ زہرا گردد

مراد یہ ہو کہ شب جمعہ کو ستارہ زہرہ آسمان سے اُتریگا جسکے کوٹھے پر آکے چمکے اُسکے ساتھ شادی جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی ہوگی۔ رباعی

اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست
گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علیؑ بواجبی کی دانم
الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

یہ چند اشعار ذات بابرکات پر مناسب و انسب ہین۔ قصیدہ

قبل خلقت ہو بنائے قصر شان بوترابؑ
خاک آدم ہو غبار آستان بوترابؑ

لامکان سے کیون نہ برتر ہو مکان بوترابؑ
دوش ختم المرسلین ہو نردبان بوترابؑ

کان رکھکر خانۂ حق مین اگر کوئی سُنے
اب تلک آتی ہو آواز اذان بوترابؑ

لب تلک جو بات آئی دفعتہً وہ ہوگئی
ہو زبان خامۂ قدرت زبان بوترابؑ

بسکہ لاغر جسم کو مشق ریاضت سے کیا
پوست باقی رہگیا یا استخوان بوترابؑ

دو جہان کا کر دیا مختار خالق نے اُنھین
کر لیا سو سو طرح جب امتحان بوترابؑ

سال بھر مین تیس دن ہے خلق مہمان خدا
بعد ازین گیارہ مہینے مہمان بوتراب

کوئی شے گھر مین نہین ہے دزد لیجائیگا کیا
پاؤن کو پھیلا کے سوئے پاسبان بوتراب

کیون نہو ہر ضرب بہتر طاعت کونین سے
مدح خوان احمدؐ خدا ہے قدردان بوتراب

پوست کندہ عظمک عظمی سے یہ ظاہر ہوا
استخوان مصطفےٰ ہین استخوان بوتراب

کوئی نعمت تھی سواے جو نہ مولا کی غذا
سنگ سوزان پر ہوا سہل امتحان بوتراب

فرش پر ہر چند ہے وہ صاحب سیف و قلم
عرش اعلےٰ ہے سریر عز و شان بوتراب

واقفِ سر سلونی واقفِ امر خفی
ہین پیمبر واقف راز نہان بوتراب

ایک ہین باقی فقط ہے پردۂ پیغمبری
درمیان مصطفےٰ و درمیان بوتراب

دیکھکر سبطین کو طفلی مین کہتے تھے ملک
ہین یہ دونون طفل فخر خاندان بوتراب

مرتبہ کیا کوئی جانے شبرؑ و شبیرؑ کا
ایک جان فاطمہؑ ہے ایک جان بوتراب

یہ غزل مٹی سے لکھدینا کفن پر بعد مرگ
پاس کچھ تو ہو قیامت مین نشان بوتراب

نوح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہو اسیر
ہین یہ دونون زینہ ہاے نردبان بوتراب

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہے کہ اُنکی اولاد اولاد رسول مختار کہلائی جتنے فاطمی ہین سادات بزرگ کہلاتے ہین ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد کی عطا کی کہ تمام عالم مین سادات موجود ہین یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہین ہوا

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان جانا نورالدہر و ایرج کا طرف صحراے گرداب نشان کے اور گرفتار ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہونچنا امیر کا عین جشن مین ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر نشہ خیز
کہ پیر مغان کا ہے عزم گریز
مرے ساقی خوش ادا مہ لقا

کہ ہے آج بزم مسرت فزا
اُبلتی ہے شیشے کی صورت صدا
کہ ہے مجمع ساقی پارسا

ہر اک جام ہی جام جمشید کا
کہ تجھپر غرور آ کے غالب ہوا
قد او نہال گلستانِ چمن
ہر اک رند میکش کو پھر کد ہوئی
قمر وصفِ عارض نے حیران کیا
بڑھاتے ہین اب جنگ پر پھر قدم

ملے رند میکش کو اسکا مزا
رخش ماہ اوج جلالت نشان
زہے شوکت سرو بستان حسن
جو دیکھا جلال اُس مہ نور کا
زہے حسن ساقی مے نوش کا

ہین اک جام کا تجھسے طالب ہوا
لبش عیسی درد بیچارگان
ادا سے جو ساقی کی آمد ہوئی
سمان پھر گیا آنکھ مین طور کا
امیر جہانگیر والا حشم

چہرہ غازیان غزوات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت و جلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکرسی نشاند این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران خوش سیر دربار مین رونق افروز ہین ذکر ہو رہے ہین امیر فرماتے ہین کہ اگر ہفت پیکر کا پتہ پاؤن تو مین جا کے اُسے قتل کرون غرضکہ ایک تاجر حاضر ہو کچھ زرین خود لایا ہو سامنے امیر کے وہ اشیا پیش کیے امیر نے وہ اشیا دیکھکر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دیدو شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر در خزانے پر آئے توڑے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض و سخا دیکھکر مبہوت ہو گیا اپنے دل مین سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہی مہینون مین یہ روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہین کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یون فوراً مل گیا بیحد و بیپایان صاحبقران کی تعریفین کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ مجھکو ایک مرتبہ پھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگون کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا خوشی مین گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیون ای تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہگیا ہی عرض کی کہ حضور بڑے بڑے شاہون کے دربار مین گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہین صرف خزانہ وغیرہ لیا جاتا ہی مہینون مین روپیہ یاجاتا ہی حضور کے یہان نہ صرف خزانہ مجرے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار مین گیا تھا یا وہان یہ قاعدہ دیکھا یا حضور کے یہان اُنسے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے

عرض کی یہان سے چالیس منزل پر صحراے کیمیا ہے یار ؛ تیرہ لاکھ فوج گویا دریا کی موج
ساحر بھی ہزارون ساتھ ہین ایک ایک انصاف پسند سُنتے تھے کہ شیر بکری ایک گھاٹ
پانی پیتے ہین اُس لشکر مین دیکھ لیا کہ معشوق عاشق پر ستم نہین کرتے آنکھ نہین چُراتے دزد
حنا کے سر دست ہاتھ باندھے جاتے ہین افسر کا لقب رستم بیلتن ہی حضور کی صورت سے
بہت ملتے ہین چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ غلام اُنکے لشکر مین کئی مہینے رہا کئی لاکھ روپے کا مال
بیچا اسیطرح روپیہ اُنھون نے بھی دیا جب تلک اُنکے لشکر مین رہا دونون وقت خوان کھانے
کے آتے تھے جب رخصت ہوا فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے لشکر مین آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے
فرزند دلبند ہین اب کس حال مین ہین تاجر نے بیان کیا کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کا ارادہ
کیا ہی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر حاصل کیا اب صحراے
باد انگیز کا قصد ہی وہان سے لوح طلسمی کا پتہ ملیگا صاحبقران یہ حال سُنکر خوش ہوگئے
فرمایا کہ حقیقت مین وہ بہادر طلسم ہفت پیکر فتح کریگا کچھ خواجہ کا بھی حال سُنا تاجر نے
عرض کی خواجہ عمرو و برق ہمراہ لشکر ہین دو صحرا عیاری کر کے فتح کیے کہ جادوگرنیون کا
مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرا معمور تھے غیر ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلون مین
قدم رکھتا اُن دونون جنگلون کو اُستاد و شاگرد نے مل کر فتح کیا مگر قید ہو گئے تھے ایک
ساحرہ اُستاد و شاگرد کو دار پر کھینچتی تھی وقت پر جا کے رستم پہونچے اُنکے ساتھ کے ساحرون نے
خون کے دریا بہا دیے اب صحراے باد انگیز کا قصد ہی امیر نے لاکھ روپے کا موتیون کا مالا گلے
سے اُتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ اے تاجر تو نے وہ خوشخبری سُنائی کہ روح کو راحت قلب
کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفۂ یادگار تجھے دیتے ہین ہم بھی بر سر راہ ہین ورنہ تیری اَور خدمت
کرتے دست چپی جھومنے لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس توڑے
لا کر تاجر کو دیے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُسنے پندرہ ہزار روپے لا کر تاجر کو دیے
تمام دست چپیون نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہی کوئی ضرورت پوچھتا ہی جمہور کہتا تھا
کہ دست چپیون کی تیغ مین یہ قوت ہی کہ جہان جاتے ہین خون کے دریا بہاتے ہین
اُس وقت خواجہ زادے بھی دربار مین حاضر تھے مالک نے کہا کہ آپ اسوقت ملاحظہ کرین

کہ رستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچۂ آرزو کھلین گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحراے گرداب نشان کے جائینگے جو صحراے گرداب نشان فتح کریگا اُسنے گویا عجائب و غرائب ہفت پیکر مٹائے صحراے گرداب نشان مین خزانہ ہفت پیکر رہتا ہی اُس خزانے مین بڑے بڑے تحفہ جات ہین ایرج نے خلعت بھاری منگواکر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ تو ارشاد فرمایئے کہ صحراے گرداب نشان کس مقام پر ہی خواجہ زادون نے کہا کہ یہان سے چالیس روز کا رستہ ہی سمت مشرق ایرج یہ سُنکر چپ ہو رہے تاجر کو امیر باتوقیر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتے مین طرف صحراے گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جاچکا اور دربار برخاست ہوا ایرج اپنی بارگاہ مین آئے کہا کہ ای شاپور دادا جان نے اُس طلسم کی فتاحی پر ہاتھ ڈالا ہی کہ انسان کی مجال نہین کہ ایسے راستون مین قدم رکھے دست جیبون کا یہی طریقہ ہی کہ جس ویرانے مین جائین وہ ویرانہ آباد ہو رعایا وہان کی دلشاد ہو دادا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہین اور غیر ساحر بھی بیحد ہین مین جاکر صحراے گرداب نشان کو فتح کرون مرکب ہمارا تیار کرو شاپور نے اُسی وقت کرہ بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاپور البتہ ساتھ ہو لیا اُسی شب تیرہ و تار مین طرف مشرق کے چلے قضاے کار شبرنگ بن عمرو عیار عیار نور الدہر طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا شاپور اور ایرج کو جاتے ہوے دیکھا اُسی وقت بھاگا ہوا خدمت نور الدہر مین آیا آکے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجرزادہ طرف صحراے گرداب نشان کے گیا نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ اسپ بیہوش تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جطرح ایرج گئے ہین اُسی طرح ہم بھی چلین ورنہ یہ تاجرزادہ ایسا بلبلائیگا کہ بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑیگا اُسی وقت شبرنگ نے اسپ بیہوش تیار کیا نور الدہر سوار ہوے طہماس پڑا ہوا سو رہا تھا کہ یہ دل و جان سے شاہزادے پر عاشق ہی عالم خواب مین دیکھا کہ شاہزادہ کہین جاتا ہی گھبرا کے اُٹھا آنکھین ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار غلام قدیم کو ساتھ نہ لیجیے گا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پانون دوڑا ہوا آتا ہی شاہزادہ

ٹھہر گیا **طہماس** نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو ساتھ لیجیے **نورالدہر** ٹھہر گئے **طہماس** نے اُسی وقت گینڈا تیار کیا نورالدہر کے ساتھ ہوئے اول حال ایرج تحریر کرتا ہون کہ **ایرج** گھوڑے کو ڈالے ہوئے جاتے ہین اگر کوئی مقام معقول پایا تھوڑی دیر ٹھہر گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دو راتین گذرین کہ پشت مرکب سے زمین پر نہین آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہائے آب بھی جوش مار رہے ہین درختون پر طائر زمزمہ سرائی مین مصروف ہین **ایرج** گھوڑے سے اُتر پڑے صحرا مین ٹہلنے لگے **شاپور** سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے **شاپور** نے چھاگل نکالی چشمے کی جانب چلا سامنے درۂ کوہ تھا اُسمین سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اِس پٹھے کو توڑ کر اُس پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قرولی کمر سے نکالی کہ جھپٹ کر اُسکو بہ قربانی پہونچاؤن دور سے شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سینے پر رکھا آہو کی آنکھین بحسرت گردش کرتی ہین کہ اُسنے منھ کھول کر ایک چیخ ماری شاپور نے دیکھا یہ شیردل گر کر بیہوش ہوا پاؤن زمین پر رگڑنے لگا شاپور رہا ہے آقا کہکر دوڑا آہو پاؤن زمین پر رگڑنے لگا پاؤن سے اسکے غبار بلند ہوا غبار مین شاہزادہ پوشیدہ ہوگیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو ہے نہ وہان پر ایرج نوجوان ہین شاپور بے اختیار رونے لگا ایک صدائے ہیبتناک کان مین آئی کہ او عیار مکار اپنی جان کو غنیمت جان بھاگ یہان سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا شاپور یہ صدا سُنکر کانپ گیا ایک جانب بھاگا ایک غار مین جا کر چھپا شام کو کانپتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ پہاڑ پر روشنی معلوم ہوتی ہی اور آواز گانے کی آتی ہی شاپور کوہ کی جانب چلا دور سے دیکھا کہ گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی سر ہل رہا ہی مگر لٹھیا ہاتھ مین لیے بیٹھی ہی شاپور گھاٹیون کو طی کرکے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے پکار کر آواز دی کہ ارے آنے والے ادھر نہ آ ورنہ بلا مین مبتلا ہوگا شاپور نے قریب آ کے سلام کیا ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہا نانی امان آپ نے غلام کو نہین پہچانا بڑھیا نے کہا کہ ارے نگوڑے مین کیا جانون کہ تو کون ہی مُفت مین رشتہ لگاتا ہی کوئی مکار معلوم ہوتا ہی **شاپور** نے کہا کہ نانی امان آپ بھول گئین جب مان

میری مرگئی مین روتا تھا آپ نے مجکو مارا مین نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی اُنھون نے اپنے گھر کا مالک کر دیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہون مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو مال کا نام شُکر بڑھیا بلائین لینے لگی کہا بیٹا مین نے نہین پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے اسقدر روئی کہ بصارت مین فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے اُن لڑکون کو کھلاؤگی تو روشنی آنکھون کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالا روپئے نکالکر سامنے بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہوگئی کہا کہ ای فرزند اس دھوم سے تیری شادی کرون کہ سب عزیز واقارب جمع ہون چاندسی دلھن بیاہ کے لاؤن روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ کہ کے شاپور نے ابکی جو کمر مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا عقیق سرخ کی نکالی ہشت پہل۔ کہا نانی امان اسکو نہ کھولنا اسمین کنکر پتھر ہین بڑھیا نے کہا کہ بیٹا مین دیکھکر رہنے دونگی شاپور نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اسمین جواہر ہی کہا بیٹا بیٹھ مین دیکھ کے اسکو بند کر دونگی یہ کہ کے ڈبیا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے جو زور کیا ڈبیا کھلی بیہوشی اُڑی بڑھیا چھینک مارکر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے کپڑے اُتارے اُسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ وروغن عیاری کا لگا کے اُسی بڑھیا کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالاے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی ٹھنی مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ واری مزاج کیسا ہی آپ کو مکدر پاتے ہین ہم سب بہت گھبراتے ہین ٹھنڈی سانس کھینچ کر اُس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل سے آگاہ کرون کیا کیفیت بیان ہو اگر ہر موے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کر سکون اصل مین یہ کیفیت ہی۔

نظم

خانۂ دل مین ہر اک جانب اُسی کا نور ہی
میرے گھر مین جلوہ گر تیرا چراغ ای طور ہی
دل دُکھانے پر کسی کے خلق کیون مغرور ہی
نالۂ مور ضعیف اسکو صداے صور ہی
بعد مردن بھی گناہون کے سبب پہونچا نہ مین
کوے جانان جنت الماوی ہی جانان حور ہی
شوق میخواری نے بھٹی مین گرایا ہی مجھے
جو پھپھولا ہی بدن پر دانۂ انگور ہے
رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال
یہ سپیدہ زخم دل کو مرہم کافور ہی

عارضِ جانان پہ تل ہی یا کلف ہی ماہ مین
ہی شفق مین زہرہ یا ماتھے پہ سیندور ہی
بھیک بھی مانگی تو بہرِ عبرتِ اہلِ دول
مجھ گدا کے ہاتھ مین جامِ سرِ مغفور ہی
تیری زلفون کی سیاہی کا تصور بندھ گیا
عید کا دن بھی نگاہون مین شبِ دیجور ہی
ہی وہ نزدیک اور نہین عارض پر اُسکے دسترس
مہرِ تابان پاس ہی ماہِ درخشان دور ہی
دستِ موسیٰ ہی بغل مین شرم دستِ یار سے
نور پا سے سنگِ رہ جو ہی وہ سنگِ طور ہی
خط کے آتے ہی ملا ہمکو نہ زلفون کا پتا
سچ تو ہی مارِ سیہ اکثر غذاے مور ہی
کوچہ گردی مہوشون کے عشق مین چھوڑی قبول
غیرتِ عشقِ حقیقی سے نہایت دور ہی

خواصین ان شعرون کو سُنکر رونے لگین ایک نے کہا کہ واری آپ کے طرزِ کلام سے عشق ٹپکتا ہی وہ کون ظالم ہی کہا کہ صاحبو کیا کہون **فرتوت جادو** آتی ہی اُس سے حال پوچھو کہ وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہی اتنا جو شاپور پر اشارہ کیا شاپور جھپٹ کر صحبت مین آیا سب کے سامنے تھرکنے لگا کہا بُوا ایسا مردوا میری نگاہ سے نہین گذرا اقرار ہی نہین کرتا ذرا واری اُسے صحبت مین بلائیے یہ سُنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھو یہ کہکے کتاب نکالی پڑھنے لگی اُسمین یہ لکھا تھا کہ اے ساکنانِ **طلسمِ ہفت پیکر** آگاہ ہو فلان سال مین طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کریگا ہر تدبیر سے مارا جائیگا اور عزیز طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرینگے جو جس مقام پر جائیگا اُسکو فتح کر لیگا بڑے بڑے جھگڑے ساحرون مین پڑینگے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کرینگے بادشاہ کوہ غرائب ایرج نوجوان پر عاشق ہو اور عاشق ہو کر اُس جوان کا ساتھ دے اگر نہ ساتھ دیگی بڑی ذلت اُٹھائیگی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی تصنیف کردہ ہی کسکی مجال ہی کہ اس کتاب مین دخل دے حقیقت مین ایسا ہی ہوا۔ ایرج نوجوان پوتا طلسم کشا کا میری حوالی مین آیا مجھ کمبخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے جمال بےمثال پر عاشق ہوئی وہ وصل سے انکار کرتا ہی شاپور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ اے ملکۂ عالم ذرا اُس جوان کو مجھے دکھائیے کون ایسا کور ظاہر و باطن ہوگا کہ جو آپ کو نہ پسند کریگا ذرا بلوا کر مجھے دکھائیے مین دو باتین اُس سے کر دون دیکھون کیونکر نہین مانتا صاحب خانہ نے

کہا کہ ای فرتوت دن بھر تو نے بھی سمجھایا مین نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہین ڈرتا ہر مرتبہ یہی کہتا ہی مجھے قتل کر ڈال مین مجبور ہو گئی اب مین نے اس سختی سے قید کیا ہی کہ مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی اب تم کیا سمجھاؤگی شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دن کو آپ نے کپڑے نہ بدلے تھے اسوقت آپ بناؤ کرکے بیٹھی ہین اسوقت بلوائیے کہ کنیز اُس سے باتین کرے یہ باتین تھین کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت اُٹھ کھڑی ہوئی کہا مری ہمشیرہ آتی ہین کمیت شعلہ خیز کا ابر چھٹا دیکھا ایک جادوگرنی کمال چمک دمک سے تخت پر سوار پہلو مین ایک جوان حسین بسلاسل تخت پر پڑا ہی مگر زنجیر ہلا رہا ہی چاہتا ہی کہ قید توڑ ڈالون زنجیر نہین ٹوٹتی کمیت آکر اُتری کہا بوا توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی نبیرۂ حمزہ آیا میری سرحد مین یہ جوان آکر پہونچا مین کمبخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے یہ نخلستان سے نکلا کہ مین دیکھکر عاشق ہوئی اسکو اُٹھا لائی دن بھر سمجھایا مگر یہ جاہل نہین مانتا آخر مین نے قید کیا ہو توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہوئین توسن رونے لگی کہا بوا آج دن بھر چلتے ہوئے گذرا مین نے بھی اُسکو قید کیا ہی اب آتا ہی تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی ملتا ہی بالکل یہی باتین ہین غصہ انتہا کا ہی شاپور نے نورالدہر کو پہچانا اشارون سے باتین کرنے لگا کہتا ہی کہ ای شہریار قبلہ و کعبہ لے اکثر آپ لوگون کو سمجھایا کہ ساحرہ سے جرأت کو نہ ظاہر کیا کیجیے جسطرح بنے مطلب کو نکالیے مگر آپ لوگ نہین مانتے نورالدہر نے شاپور کو پہچان کر منھ پھیر لیا کہ جھنانے کی زنجیر کے آواز آئی خانہ زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ ایرج نوجوان اکڑتے ہوئے چلے آتے ہین نورالدہر کو دیکھکر اور زیادہ اکڑنے لگے توسن نے کہا کہ بوا کمیت دیکھتی ہو کسقدر جرأت کا ناز ہی یہ نہین جانتے کہ سحر کے آگے زور نہین چلتا ای فرتوت اس جوان کو سمجھا شاپور نے کہا کہ بیٹھنے دیجیے انکے سامنے ناچ گانا ہو دونون بہنین مل کر بیٹھیے پھر چرچہ شراب و کباب کا ہو آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزون نے بٹھایا ایرج نورالدہر کو گھور رہے ہین نورالدہر بھی تنے ہوئے بیٹھے ہین اور فرماتے ہین کہ ای کمیت شعلہ خیز تو مجھکو قتل کیون نہین کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرتوت حجت کرکے بیچ مین آئی مٹکنے تھرکنے لگی بایان کھینچا اور سے رہا سے رہا ٹھیکہ بجایا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔

نظم

روا ہی کسکے دین مین یہ طریقہ کس مسلمان کا
اکیلے چھوڑتا ہون خاک و خون مین قید بیجان کا

پری زادون کا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین اسمین
ملے کشکول یان گر افسرِ شاہِ سلیمان کا

جوانی مین اُسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے
لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا

مری ہر سقف دل پر ہی لکھا مضمون بیتابی
طناب آہ رشتہ ہی ان اوراقِ پریشان کا

وہ غیرون سے گلے ملتا ہی کیا فلک نے بنایا ہی
ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا

بوقت بیخودی مجھسے جو اسکا چھٹ گیا دامن
وہین دستِ جنون دشمن ہوا میرے گریبان کا

عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہو گئے راہی
قمر مالک ہی تو ہی ان دنون کوہ و بیابان کا

اس طور سے یہ غزل گائی توسن نے کہا کہ ای فرتوت آج تو تونے جوانون کے دانت کھٹے کردیے شابور نے عرض کی مین چاہتی ہون ان نوجوانون کو راضی کرون توسن نے کہا ای کمیت کتاب قدرت مین قدرت کیا تحریر فرماتے ہین ہمین تمھین لکھا ہی کہ عزیز داران طلسم کشا کی مددگار رہونگی یہ کہکے توسن سامنے ایرج کے آئی کہا کہ ای نبیرۂ طلسم کشا مین تمھارے ساتھ ہون راستہ گرداب نشان کا بتاؤنگی کمیت نے اُٹھ کر ہی نورالدہر سے کہا دونون نے اطاعت کی دونون قید سے رہا ہوے مسند پر لاکے ایرج و نورالدہر کو بٹھایا ایرج نوجوان نے شابور سے کہا کہ نورالدہر کے ساتھ نسب قدیمی ہوگا وہ آج کہان ہی نورالدہر نے کہا کہ وہ شیر بیشۂ جرأت ابھی آتا ہوگا شمشیرزنی کر رہا ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک جادوگرنی طہماس کی کمر مین پنجہ دیے ہوے آکر پہونچی طہماس کو ڈالدیا اور کہا صاحبو تم سب خوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گذرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوے یہ جاہل مزاج نہین مانتا کمیت نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار تو نے اس جوان کو کہان پایا کہا کہ صحراے گل اندام مین یہ بیتاب ہوکر روتا پھرتا تھا مین نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ مین لیگئی بہت سمجھایا یہ نہین مانتا آخر میرے خیال مین آیا کہ کوہ غرائب پر چلون شابور نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار ان دونون صاحبون نے ان دونون شیرون کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہماس تمکو ضرور قبول کرین گے شمشیر جوہر بار نے آواز دی کہ ای فرتوت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے یہ سُنکر طہماس نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار مین جان و دل سے تیری خدمتگذاری کو حاضر ہون

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کر شمشیر جوہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی توسن کے پہلو مین ایرج کمیت کے پہلو مین نورالدہر طہماس پاس شمشیر جوہر بار کے بیٹھے ناچ گانا ہونے لگا دور شراب بے اندیشۂ انجام شروع ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو یکایک ایک آندھی سیاہ اُٹھی سب جادوگرنیان کانپنے لگین کمیت و توسن و شمشیر یہ تینون اپنے مقام سے اُٹھین دستکین دیتی ہین چاہتی ہین کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف نہین ہوتی آندھی نے اسقدر زور پکڑا کہ کنیزین مثل پر کاہ اڑی جاتی ہین آندھی مین سے تین پنجے پیدا ہوے ایک پنجہ کمر مین توسن کی اور ایک کمر مین کمیت کی اور ایک کمر مین شمشیر کی پڑا اور ایک صداے ہیبتناک آئی کہ او نالائقو تمنے اطاعت مسلمانان کی تمکو قدرت جہنم مین پھینکین گے نورالدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اُٹھین مگر اُٹھ نہ سکے شاپور نے بھی چاہا کہ کوہ سے کودکر بھاگ جاؤن زمین نے اُسکے بھی پاؤن تھام لیے تھوڑے عرصے مین آندھی دفع ہوئی تینون جادوگرنیان غائب ہوئین آخر مین دیکھا کہ تینون کے گلے مین زنجیر بندھی ہوئی ہے لٹکتی ہوئی جاتی ہین اور کنیزین اُڑکر زیر کوہ گرین پڑی ہوئی تڑپ رہی ہین ایرج و نورالدہر و طہماس و شاپور پہاڑ سے اُترے آگے نورالدہر و طہماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈالدیا مگر نورالدہر و طہماس کوئی دس کوس نکلے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ استادہ ہے کہ قبۂ بارگاہ کا قبۂ فلک سے ہمسری کر رہا ہے گرد خیمے کے ہزارون جادوگر اُترے ہوے ہین جادوگرون نے جو نورالدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر پکارے کہ اے خورشید جادو عزیزدار طلسم کشا آتا ہے اندر سے خیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کر لو سب جادوگر لینا لینا کہکے طرف نورالدہر کے چلے نورالدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کو کھینچا فوج پر جا پڑے شبرنگ بھی اپنے آقا کی تلاش مین اُسی صحرا مین سرگردان پھر رہا تھا اپنے آقا کے نعرے کی صدا سُنکر آپڑا حقۂ آتشبازی مارا کئی سو جادوگرون کے منھ جلے طہماس نے ساطور جو ہلایا کئی سو کے سر اُڑ گئے نورالدہر نے کئی سو جادوگرون کو تیغۂ خاراشگاف سے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک ساحر سیہ فام گولہ ہاتھ مین فولادی لیے ہوے نکلا پکار کر آواز دی

که او نبیرۂ حمزه کیون قضا کا طالب ہی اگر گوله ماردونگا مع گھوڑے اُڑ جاؤ گے یه کب جواب دیتے ہین اُسی طرح گرم جنگ رہے طہماس ساطور ہلا رہے ہین بیچ مین فوج ساحران کے جا پڑے وہ ساحر جو خیمے سے نکلا اُسنے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترو ساتھ کے رفیق کو بھی منع کرو ابھی مین خیر ہی ورنہ سحر کرونگا که زمین ہل جائیگی اگر اشاره کرون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹو منم خورشید بلاخیز ایسا نہو کہ مجھے تکلیف کرنا پڑے ہر چند که یه چیخا لیکن یه شیر بیشۂ صاحبقرانی کب سنتے ہین ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبه اسنے اسی طرح پکارا یه لوگ لڑتے رہے تب آگے بڑھا گوله فولادی ہاتھ مین تھا وه پھینک مارا گوله آکر بیٹھا نورالدہر کا مرکب بدلگامی کرنے لگا طہماس کو گینڈا لیے لیے دوڑا پھرتا ہی چاہتا ہی کہ گرا دون طہماس جب بیٹری جماتا ہی گینڈے کی پسلیان کڑکتی ہین مگر رکتا نہین که سامنے سے گرد اُڑی ایرج بھی آکر پہونچے دیکھا که نورالدہر حیران و پریشان مصروف جنگ ہین طہماس گردن سے گینڈے کی لپٹے ہین ہر طرف سے نیزے اور تیر پڑ رہے ہین خون بدن سے جاری ایرج بھی آ پڑے اُس ساحر نے آواز دی که یه دام ہی بے دام کا جو آئیگا وه پھنسے گا ای فولاد شیر سوار اس جوان کو لینا صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا که ایک زنگی کرگدن سوار آکے ایرج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزه مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا شاپور نے دیکھا که ایرج ایسا صف شکن اُلجھ اُلجھ کے نیزه بازی کر رہا ہی خیال ہی که ایسا نہو نیزه ہاتھ سے نکل جائے شاپور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے اُس ساحر کے آیا کہا که ای شہریار دیکھیے جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران آتے ہین اگر وه آ گئے تو تھوڑے ہی عرصے مین کل فوج کو ته و بالا کر دینگے خورشید بلاخیز نے کہا پھرا شاپور نے جلدی مین خنجر مارا ساحر کے شکم پر پڑا لڑکھڑا کے گرا ساحر کے گرتے ہی اندھیرا ہو گیا ایرج نے دیکھا که وه زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نورالدہر کا گھوڑا اُڑکا طہماس کا گینڈا اصلاح پر آیا طہماس و نورالدہر تو مصروف جنگ ہوے شاپور دوڑا ہوا قریب ایرج کے آیا کہا که ای شہریار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وه بھی دیکھیے نابود ہوا اُسی کے سحر کا باعث تھا یه سُنکر ایرج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی که ای کشتی گیر زادے دست جیبی ایسے وقت کی مدد کرتے ہین یه کہکے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نورالدہر و طہماس نے تھوڑے ہی

عرصے مین اس لڑائی کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے دامن صحرا سے منھ کو چھپایا
مگر نورالدہر و طہماس و شبرنگ پھر طرف صحرا کے چلے فرماتے ہوے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور
شاپور کا تیزی کر کے ساحر کو مارنا مجکو بہت ناگوار ہوا دیکھا تمنے کیا کہتا ہوا نکل گیا طہماس نے کہا
کہ حضور جو آپ کی شوکت و شان ہو سب پر ظاہر ہی اُس تاجر زادے کے کہنے سے کیا ہوتا ہی یہ
کہتے ہوے جاتے ہین مگر ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کوئی دس کوس رستہ طی کر کے
ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے شاپور سے فرماتے ہین ادھر ویرانہ زیادہ ہی آبادی کا نام
نہین اب تک کوئی ملک نہین ملا صحراے گرداب نشان کا کیونکر پتہ ملیگا کہ کان مین توپ کی
آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سُنکر کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہی یہ کہکے اُسی طرف گھوڑا
پھیرا شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہی تھوڑی دور گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ
سر بہ فلک کشیدہ عاجز و درماندہ اہالی قلعہ ایک دیوخصال گینڈے پر سوار یلغر کیے ہوے قریب
خندق کے پہونچا ہی اہالی قلعہ فریاد کر رہے ہین ایرج نے وہین سے للکارا کہ او نامرد انکی فریاد
کو نہین سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملک ایرج نوجوان ایرج نے جو للکارا وہ پہلوان
یا تو خندق فرانے کو تھا پلٹ کے اُسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مرکب سیہ چشمی زیر ران
اُڑائے ہوے گھوڑے کو آتا ہی شعشعۂ نور جمال سے میدان نورانی و منور ہو گیا ہی پلٹ پڑا وہ
بادشاہ پیر قلعے کا حاکم اُسنے کہا کہ یارو مین نے اس وقت بصدق اعتقاد خداے نادیدہ کو
یاد کیا تھا اُسی خداے حقیقی کی مدد ہی اب پھاٹک قلعے کا کھولدو اس جوان کے پیچھے صف آرا ہو
قلعے کا پھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہو کے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان یہان دیوخصال
اکرنگا ورزن ہوا دیوخصال کا گینڈا اچھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اُس
جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم میثاق کوہ تن ای جوان تیرا نام نامی کیا ہی مدد کو آنے کا کیا باعث
ایرج نے کہا کہ منم ملک ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد
رہتے ہین اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہی ہم نہین دیکھ سکتے حتیٰ کہ اسوقت تیرا یلغر انکی عاجزی
بہت ناگوار گذری کہ اُنکی فریاد اور تیری بیداد اب حربہ کر اُسنے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو تو
معشوق خوشخو ہی صحبت مین تیرے بیٹھنے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا تجکو بادشاہ کرون میرا حریم

چاہتا ہی میرا حربہ غضب لات و منات ہو ایرج نے کہا کہ لات و منات کون گدھے تھے یہ سنکر پہلوان نے جھلا کر نیزہ مارا چاہا نوک نیزے پر اُٹھالوں ایرج نے سنان نیزے کو بچا کر گلوگاہ پہ ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا ایرج نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لوں اُسنے گریبان میں ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے گھٹنے ٹیک دیے دونوں لپٹے ہوے زمین پر آئے دونوں جوانوں سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ ایرج نوجوان نے اُترتے ہی زور صاحبقرانی کو صرف کیا جب پکڑ لائے ایسے دو چار گھسّے مارے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے خون بہ رہا ہی اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی دوپہر اُلجھ اُلجھ کے لڑا پہر دن رہے ایرج نوجوان نے دونوں مونڈھے اُسکے تھامے سینے میں سر اڑا کر لے دوڑے پندرھویں قدم پر لا کے ایک پٹکا مارا دونوں گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے ایرج نوجوان نے کمر میں ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور میں تا بہ گھٹنہ دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے اُس خود سر کو بلند کیا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت پروردگار میں کیا کہتا ہی اسکے ساتھ والے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے کہ ہمارا افسر زیر ہوا ایسا کہ کے دوڑ پڑے وہ بادشاہ پیر جو تخت پر سوار ہو کے نکلا تھا اُس نے بارہ ہزار جوانوں کو حکم دیا ان بچاؤن کو رد کو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا پڑے دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی ایرج نوجوان پر نیزے اور تیر جو پھینکے ایرج نوجوان اُنکے بچانے میں مشغول ہوے میثاق کو وقت نکل کر بھاگا اپنی فوج میں پہونچ گیا ایرج چاہتے ہیں کہ جا کر اسکو ماروں اُسکے ساتھ والے جان دیکر بچاتے ہیں شاپور شیر دل معروف لشتی بانی ہی کہ جو پشت سے آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایک بیجیا نے شاپور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاپور کا نشانہ ہوا شاپور شیر دل ہٹا ایک بیجیا نے آ کے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اُسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پر میثاق آگیا اُسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا زخم چو پارہ ہوا اب رات ہو گئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑوں تلوار نیام میں کی ہاتھ گھوڑے کی گردن میں ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منہ سر چبا ڈالا کسی کو ٹپک مار دی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پیر

بارہ ہزار جوانون سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہوگا صبح خبر مشہور ہوئی کہ ایرج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اُسی طرح لڑ رہا ہی آخر بادشاہ پیر نے شکست کھائی بھاگ کر قلعے مین چھپا تو ہین ہارین تب میثاق کوہ تن رُکا کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق اُترا آب ودانہ اہل قلعہ پر بند کیا بادشاہ پیر زخم خوردہ قلعے مین آیا محلات مین تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ خواجہ سرا نے آکر عرض کی حضور کو محل مین یاد کیا ہی بادشاہ زخم باندھ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر آکے ٹھہری بیٹی گل اندام سرو قد کھڑی رو رہی ہی باپ کو جو دیکھا گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ابا جان فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ ای نور نظر میثاق کوہ تن تو دیو ہی اُسنے یلغار کرکے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران عالیشان خداوندلقا کا نواسہ آکے پہونچا اُس شیر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دیو سے لڑا چھوٹا قد حسین وجمیل تین پہر مین اُسکو زیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کرکے آپڑی مین بارہ ہزار جوانون سے برائے مدد پہونچا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُس شیر صولت نے کتنے ہی افسر تاک تاک کر مارے عیار بھی اُسکا بلائے روزگار تھا پشتی بانی کرتا تھا ایک بیچا نے نیزہ مار کر اُسے زخمی کیا اُسکے زخمی ہونے کے بعد اُس شیر کو بھی مکر سے زخمی کیا نہین معلوم شب کو اُسپر کیا گذری ہمنے شکست کھائی نہین معلوم اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہی قلعے کو گھیرے ہوے پڑا ہی آب آزوقہ ہمپر بند ہوا دس پانچ دن تک خیر وعافیت ہی آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گے لڑ بھڑ کر اپنی جان دینگے گل اندام نے جو حال ایرج نوجوان سُنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کیونکر دیکھون دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا ایک مادیان چپکے سے کھول لی اُسپر سوار ہوکے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد نامے نگہبان دروازے پر تھا اُس سے گل اندام نے پکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھولدو تلاش مین اُس جوان کی جائین گے بادشاہ نے حکم دیا ہی فولاد آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کھڑکی کھولدی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر قلعے کے آئی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی اب تو فولاد بدحواس ہو گیا کہا یارو یہ کون قتال عالم جاتا ہی ارے اسے گھیر لو ملکہ نے گھوڑی کو بھگایا کوڑا جو مارا طرارہ بھر کے چلی سوار دوڑے ہلڑ جو ہوا بادشاہ محل مین جاگ پڑا گھبرا کے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کنیزون نے عرض کی

نہین معلوم کیا باعث ہی کہ صاحبزادی نکل گئین مادیان عربی پر سوار ہوکے گئین وہ مادیان جو اسی سال حضور نے خریدی ہی بادشاہ نے کہا کہ اوس کمبخت کی خبر لو کس وجہ مین نکل گئی چند خادم پلٹ کر آئے اُنھون نے کہا کہ حضور ملکہ نکل گئین بادشاہ چیخ پیٹ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر ہلڑ ہوا کہ بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر میثاق نے سنی رسالہ دار اپنے خرس پیل کن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر تلاش مین ملکہ کی جاؤ خرس پیل کن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ مین چلا ملکہ جو چلی صحرا کا سناٹا اور جانوران درندگی آوازین یہ پروردہ مہد ناز و نعم اُسپر یہ رنج و غم کہ جانورون کی آوازین کان مین آتی ہین کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈالدیا کبھی بائین جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل بیچ مین دس بیس جوانون کے گھرا ہوا وہ لوگ رسیان اور زنجیرین مارتے ہین گھوڑا طرارہ بھر کے نکلتا ہی کسی کا سر پھٹتا ہی کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہی اور دو چار آگے شریک ہو جاتے ہین معرکہ یہ گذرا کہ ایرج زخمی جنگل مین پڑا تھا اُس حوالی مین قزاق رہتا ہے کہ سفاک قزاق اُسکا نام ہی برائے سیر جو نکلا ایرج کو زخمی دیکھا صورت دیکھکر عاشق ہو گیا کرہ بن اشقر ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایرج کو قلعے مین لایا علاج کیا شام کو ایرج نے آنکھ کھولی آنکھ کو کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا وہان نہین تھا ایرج نے کہا کہ میرا گھوڑا وحید ہی کرہ کہکر پکارنا جہان ہوگا وہ آجائیگا دس بیس قزاق آئے کرہ صحرا مین مارا مارا پھرتا تھا کرہ جو کہکر پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقون نے گھیرا ہی مگر وہ گرفتار نہین ہوتا ملکہ نے چاندنی مین گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اُس نوجوان کا گھوڑا اسپ حبشی تھا یہ حبشی دیکھکر سمجھی کہ اُسی شہریار کا گھوڑا ہی مادیان کو بڑھایا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہٹ جاؤ ہم گھوڑے کو رام کیے دیتے ہین قزاق عاجز ہو رہے تھے ملکہ نے قریب آکے کہا کہ او مرکب اصیل اپنے آقا کے پاس چل یہ مرکب مثل انسان کے باتین سمجھتا ہی ملکہ نے جو یہ کہا کرہ ساتھ ہولیا ملکہ نے قزاقون سے پوچھا کہ وہ شہریار کہان ہی قزاقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہی ملکہ اشتیاق مین ایرج نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے مگر یہی کہتی ہی کہ اپنے آقا کے پاس چل گھوڑا چلا آتا ہی ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے مین آئین قزاقون نے جاکر سفاک سے کہا کہ ایک سوار آیا اُسنے نہین معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھان پر پہونچ گیا اب وہ سوار

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہی سفاک نے کہا کہ بلالو قزاقون نے آکر بلا لیا ملکہ اُس بارہ دری مین آئین کہ جسمین ایرج نوجوان پلنگ پر بیٹھے ہین سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہی کُرتا کمخوابی کا پہنے ہوے تلوار تیغے مین بیٹھے ہین ملکہ نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے چاہین کہ قریب جاوٴن نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین دلجو خوشخو آنکھین مثل چشم آہو خنجر ابرو دلآرام بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بمشکل اپنے کو سنبھالا ملکہ قریب آئین ایرج نے ہاتھ تھام لیا ملکہ پاس بیٹھ گئین پوچھا کہ اے ملکہ عالم تم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہان کا بادشاہ میرا باپ ہی مین نے جو آپکا ذکر سُنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہی کہ آپ تک پہونچی میثاق نے قلعے کو گھیرا ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا باپ میرے لرزان و ترسان قلعے مین ہین ایرج نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون سفاک نے کنیزون سے سُنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہی ایرج کی مشتاق ہو کر سفاک نے کہا کہ مین تو جاکر دیکھون کہ وہ نازنین کون ہی سفاک نے کہلا بھیجا کہ اے شہریار مین حاضر ہون ایرج نے کہا کہ آوٴ ملکہ کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سُنا تھا وہ مفصل بیان کر دیا یہ تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ نبیرہ صاحبقران پوتے رستم کے فکر صحرائے گرداب نشان مین نکلے ہین جب اسنے حال نازنین کا سُنا کہا کہ اے شہریار غلام سے کیا پردہ یہ ملکہ ایرج نے نازنین کو آواز دی ملکہ گل اندام سرو قد بلا تکلف چلی آئین سفاک کی نگاہ جو پڑی دل دادہ اور مائل و شیدا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر مارون اور اس نازنین پر قبضہ کرون یہ سوچ کر کہا کہ حضور کا کیا ارادہ ہی ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہی مین جاکر میثاق کو مارون سفاک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے ایرج نے کہا کہ بے میرے جائے نہ بنے گا اور صبح کو ہم جائین گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ جاویگا ایرج نے حکم دیا کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے پہر رات رہے ایرج سوار ہوے ملکہ بادبان پر سوار ہوئین چار گھڑی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے میثاق نے جو دختر شاہ کا حال سُنا تھا رات ہی کو اسنے طبل یلغر بجوا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہرا قلعے پر یلغر کیا قلعہ سے توپ پڑنے لگی جب دو تین ہزار آدمی اسکے مارے گئے تب میثاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کا دے پہ

ایڑین بر گینڈے کو ڈالے ہوئے قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے فریاد کی میثاق نہین سنتا چاہتا ہی خندق فرا کے جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان مع سفاک قزاق آکر پہونچے ایک مادیان پر سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہی ایرج نوجوان نے وہین سے للکارا کہ او میثاق کہان جاتا ہی ایرج کو دیکھکر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر پہونچے اُسنے گرز اُٹھا کے یہ کہکے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے قصر تن کو برباد کرونگا ایرج نے تلوار کا ہاتھ مارا گرز کے دو ٹکڑے ہوئے اُسنے ڈنڈ کھینچ مارا ایرج نے خالی دیکر خبردار خبردار کہکر وار تیغہ برقتاب کا کیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر مع گینڈے میثاق کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مار کر فوج پر اُسکی جا پڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخرکار فوج میثاق کی شکست کھا کر بھاگی لاشہ الک کا بمشکل لیا طرف صحرا کے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی کو فتح کر کے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہی ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا یہ بھی بصدق مسلمان ہوا سفاک قزاق کو بہت ناگوار ہوی یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے ایرج کو آزار پہونچیگا مین بادشاہ قلعہ پر دباو ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کرونگا اب میثاق مارا گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کریگا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہان حضور کی دعوت ہی اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہی اس فتح کی اسکو بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایرج کو اور کاؤس کو لے کر بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقون سے کہدیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑ لونگا دختر کاؤس پر میری جان جاتی ہی بارگاہ مین لایا ایرج کو مقام صدر پر بٹھایا جام ارغوانی بھر کر سامنے لایا عرض کی کہ حضور نوش کرین ایرج بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا تھوڑے عرصے مین ایرج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیون اے سفاک کیا تو نے ہمکو بیہوشی کی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونون اپنے مقام سے اُٹھے آخر لڑکھڑا کے گرے اور بیہوش ہوے شاپور نے چاہا کہ اُٹھ کر بھاگے دس بیس قزاقون نے اسے مل کر گرفتار کر لیا چند لوگ یہان سے بھاگ کر قلعے مین پہونچے ملکہ نے قلعہ بند کر لیا گولا اندازون کو

حکم دیا کہ بالائے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا توپین لگی ہوئی ہین پکار کر آواز دی کہ ای اہلِ قلعہ پھاٹک کھولدو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس چلی آؤ ورنہ ایرج اور کاؤس کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہو قلعے کا پھاٹک نہ کھولو سفاک نے میدان خونی کی تیاری کی تین داریں استادہ ہوئین آپ بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کھڑا ہوا ایرج و کاؤس و شاپور کو دار پر کھینچ دیا تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا اہلِ قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو مین تمھارے مالک کو قتل کرتا ہون ملکہ نے آواز دی کہ او ملعون تجکو اختیار ہو چاہتا ہو قزاق کہ تیر رہا کرے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان مثل آفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے۔

نعرہ نور الدہر

همای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی		که شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش		عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده

	ز طفلی به جرأت ہنر داشتم	دیگر	لقا را به یک دست بر داشتم	
	ظفر بر یلان عرب یافتم		شه نوجوانان لقب یافتم	

وہ جو جوان گینڈے پر سوار تھا اسنے آواز دی کہ منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور یہ کہکے آگے ایرج نوجوان نے جو نور الدہر کو دیکھا تڑپکر زنجیر پکڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا نعرہ کیا۔

نعرہ شاہزادہ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر		که صاحبقرانیم و آفاق گیر		چو تیغ یلی برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف		اگر تیغ بر سنگ خارا زنم		زگاؤ زمین بیخ و بن برکنم

ملکہ نے جو بالائے قلعہ کے دیکھا کہ ایرج نے قید کو توڑ ڈالا اور شاپور کو بھی رہا کیا شاپور نے جھپٹ کر تیغچہ مارا کاؤس تاجدار بھی قید سے چھوٹا ایرج لڑتے بھڑتے برابر سفاک قزاق کے پہونچے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ تو نے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی اسکی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر سفاک کا چنبر گردن سے اڑ گیا سفاک کو مار کر قزاقون کو قتل کرنا شروع کیا قزاقون مین صدائے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھا کر بھاگے نور الدہر طہماس کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے اور پکار کر آواز دی کہ او تاجزادے

کر باس فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا بدلہ کیا اب بیٹھ کر اس قلعے مین سڑ کر او ہم طرف صحرائے گرداب نشان کے جاتے ہین ایرج نے للکارا کہ او کشتی گیر زادے ٹھہر جا مین آکر تیری گوشمالی کرتا ہون نور الدہر نے چاہا کہ پلٹ پڑین طہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہی ناحق کو تکرار ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلیے نور الدہر و طہماس نکل گئے ایرج نوجوان لڑائی فتح کر کے قلعے مین آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اسنے ترنج خوشبوئی سینے پر مارا وزیرون نے نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ ایسا شیر صاحب حسب و نسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحرائے گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجاے کاؤس تاجدار قلعے مین تخت پر بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحرائے گرداب نشان مین چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہی قریات مین جا کر پتے لگاتا ہی شام کو آکر شاہزادے کو منزلون کا نشان دیتا ہی ایک منزل پر جو ایرج اُترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب چشمے لاجواب جون جون شام ہونے لگی لشکر تو اُتر پڑا مگر شاپور دیکھ رہا ہی کہ صحرا کی رعنائی مین فرق آیا درختون مین پتے خشک ہونے لگے چشمون کا موج مارنا موقوف ہوا شاپور چھپ کر ایک گوشے مین بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل مین روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان پر ایک شعلہ چمکا پلک شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھین کھولین دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش ہو گیا پھر شعلہ چمکا ایکی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہے اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان رکھی ہین جام اُسپر اوندھے ہوے ہین اور ایک نازنین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن بکبر و نخوت مسند پر بیٹھی ہی چند ستارے آسمان سے اُڑتے ہوے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چند کنیزین زرین پوش گرد آکے بیٹھین باتین ہونے لگین ایک کنیز پیشاب کے واسطے جنگل مین جو آئی شاپور نے کمند مار کر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکے محفل مین آیا بیٹھکر سامنے اُس نازنین گلپوش کے یہ غزل گائی **نظم**

ہر دم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا
کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا
افسوس ہی تو رشک مسیحا نہین جاتا
حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا

باقی ہی پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہین جاتا
ویران ہو بیابان جنون جب سے گئے ہیں مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا
اُس زلف کی تسخیر مین عاجز ہین سپیرے کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا
جس بات کی جا ہو قسم اک مرتبہ لیلو ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہین جاتا
کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہین جاتا
ہی تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا یہ ذکر یہ مذکور یہ چرچا نہین جاتا
ہی رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہی اغماض سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہین جاتا
چل پھر کی جو طاقت تھی رہی تاب و توان تک اب تھک کے جہان بیٹھے پھر اُٹھا نہین جاتا
احباب کو کیا کام یہ کیون پوچھتے ہین رند جاتا ہون مین اُس کوچے مین اب یا نہین جاتا

اس طور سے شاپور نے یہ غزل گائی نازنین گلپوش نے کہا کہ ای نرگس آج تو تو نے رنگ باندھ دیا آج لشکر عزیز دار طلسم کشا اس صحرا مین آکر اُترا ہی عیار اُسکا بڑا تیز و طرار ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیاری کرے کوہ غرائب پر مین بحکم خداوند گئی بیچ بنگلے کمیت و توسن و شمشیر کو اُٹھا کر لے آئی تینون میرے پاس قید ہین اطاعت خداوند کا اقرار نہین کرتین جبکا لشکر یہان اُترا ہو اُسکی عاشق توسن ہی وہ بہت بیقرار ہی آٹھ پہر روتی ہی ایسا نہو کہ عیار طلسم کشا کے عزیز کا یہان آجائے تو باعث خرابی ہو فرزندان عمرو مین شاپور بلائے روزگار ہی ایسا نہو کہ کہین پھرتا پھرتا اس جانب نکل آئے شاپور کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا نہو یہ ملعونہ پہچان لے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ ای ملکہ عالم عیار کی کیا مجال ہی آپ کا وہ انتظام ہی کہ کوئی اس صحرا مین قدم نہین رکھ سکتا لشکر مسلمانان فروکش ہی دن کو اُن سب نے صحرا سے سبزہ زار دیکھا شام کو اسی صحرا مین خزان تھی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہان عیار کی کیا مجال ہے مین جنگل مین پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرف سے دیکھا کسی کو نہین پایا اگر حکم دیجیے شاپور کو پکڑ لاؤن نازنین گلپوش نے کہا کہ ارے تم لوگون نے ایسا ہی انتظام کیا ہی مجکو نام سے ان عیارون کے خوف آتا ہی ان عیارون نے ملک کے ملک ویران کر دیے شاپور نے اور چند شعر گائے باتون مین لگا کر پوچھا کہ صحراے گرداب نشان کا کیا نشان ہی گلپوش نے کہا ہزار طرح

مسلمان کدر و کوشش کرینگے صحراے گرداب نشان تک نہ پہونچ سکینگے ایک صحراے لق و دق وادی بے کنارہ ہو وہان جاکر دھوپ سے ہلاک ہو جائینگے وہ دھوپ پڑتی ہو کہ ہم لوگون نے جاکر اکثر برف برسائی وہان تاثیر نہین کرتی وہ جھونکے ہواے گرم کے چلتے ہین کہ نخل سرسبز جلتے ہین اُس گرمی کی کیا برداشت کر سکینگے ایک جھونکے مین ہوا کے پامال ہو جائینگے شاپور نے پھر دل پر پتھر رکھا گستاخ ہو کے پوچھا راستہ کس طرف سے ہو گلپوش نے کہا کہ ای نرگس تو تو آج اس طرح پوچھتی ہو گویا تجکو جانا منظور ہو مین قیدیون کو بلواؤن دیکھون اب راہ پر آئے یا اس قید شدید مین بھی وہی سرکشی ہو کنیزون سے اشارہ کیا توسن و کمیت و شمشیر کو لاؤ کنیزین چار پانچ اُٹھین ستارے بنگے آسمان مین ڈوبین تھوڑے ہی عرصے مین خانۂ زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ چار پانچ کنیزین کمیت و توسن و شمشیر کو لیکر آئین مگر اُن سب مین توسن زیادہ بیقرار و مضطر تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ کیون بی توسن اب بد لگامی مٹی یا نہین کیا منظور ہو قدرت نے تمکو یاد فرمایا ہو توسن نے دیکھکر آواز دی کہ ہم اُسی مصیبت مین ہین قتل اور بخشنے کا تجھے اختیار ہو قیدی سب طرح مجبور و ناچار ہو شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اُسی حال مین ہین دھگڑون کی جو یا انکو قتل کیجیے گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہین ہوا ہو حکم ہو کہ ہمارے بندون کو سمجھاؤ راہ پر لاؤ ان بندون نے پشت بپشت سجدہ کیا ہو ذراسی خطا پر کیونکر قتل کیے جائین شاپور کہتا ہو کہ ملکۂ عالم سامان عیش و نشاط مہیا کیجیے دورہ جام چلین اس طور سے شراب پلاؤن کہ آپ خوش ہو جائین پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن نیا رنگ محفل مین دکھاؤن کبھی ایسی ساقی گری نگاہ سے نہ گذری ہوگی یہ سُنکر گلپوش نے کہا کہ ای نرگس تیری خوشی واجب و لازم ہو تجکو خبر ہو کہ مین کس فکر مین ہون آج اس صحراے پُر ہول مین لشکر ظفر اثر نبیرۂ طلسم کشا آکر اترا ہو ایک قلعہ اُسنے فتح کیا بارہ ہزار جوان اُسکے ساتھ ہین لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہو یہ کہہ کے کنجی میخانے کی ازاربند سے کھول کر سامنے نرگس نقلی کے پھینکی کہا لو نرگس آج تمھاری ساقی گری دیکھین شاپور میخانے مین آیا اپنے بزرگون کے طریقے ایجاد کیے پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے

سب کنیزین شراب لینے کو آئین اور لے گئین شاپور نے چند گلابیان مئے ارغوانی سے بھرین محفل مین لیکر آیا گھنگرو پانون مین باندھے پہلے گت ناچا پھر جھک کر جام لبریز کیا سامنے گلپوش کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ مین لیا ایک نخل سامنے تھا پتے اُسکے گرنے لگے گلپوش نے ہاتھ رو کا اشارہ کیا کہ نرگس ایک پتہ تو اُٹھا لے شاپور لرزان و ترسان قریب نخل کے آیا پتہ جو اُٹھایا ایک شعلہ چمکا کر رنگ و روغن عیاری کا جل گیا پانون زمین نے تھام لیے گلپوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہی نرگس کہان گئی کنیزون نے عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہی کنیزین اُسکو اُٹھا لائین شاپور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور اُن تینون جادوگرنیون کے ساتھ کنیزون سے کہا کہ اسکو بھی لیجا کر قید کرو کنیزون نے شاپور کو لیا اور اُن تینون جادوگرنیون کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال کے لے گئین گلپوش جلسے کو برخاست کر کے خدمت خداوند مین چلی صبح کا وقت ہی ہوا ٹھنڈھی چلی پھول برستے ہوے گجرے ہاتھون سے کھول کھول کے پھینکتی جاتی ہی کوہ زبرجدی پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہی مرادمند زیر کوہ فریاد مچا کر رہے ہین کوئی کہتا ہی کہ یا خداوند ہم بیمار ہین صحت عطا کیجیے کوئی پکارتا ہی کہ اولاد نہین ہوتی تصویر سنگی سے آواز آتی ہی کہ جا تیرے یہان اولاد ہوگی زوجہ تیری حاملہ ہی فرزند پیدا ہوگا گلپوش آ کے اُتری زبرجد جادو تاج سر پر رکھے درِ دیر پر کھڑا ہی گلپوش نے کہا کہ اے زبرجد عرض کرو قدرت سے کہ مین نیا معاملہ عرض کرنے آئی ہون زبرجد شاہ نے عرض کی کہ گلپوش کچھ عرض کیا چاہتی ہی تصویر نے آواز دی کہ اے بندی خاص الخاص بیان کرو یا قدرت کہدین کہ جو تم پر معرکہ گذرا وہ ہمپر روشن ہی گلپوش نے عرض کی کہ میرے یہان شاپور عیاری کرنے آیا کنیزون نے گرفتار کیا لشکر اُسکے آقا کا میرے جنگل مین اُترا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن اور تینون جادوگرنیان اطاعت قدرت نہین قبول کرتین وہ عشق مین نور الدہر و ایرج و طہماس کے گرفتار ہین جب اُنکو سمجھایا جاتا ہی تو وہ بلکتی ہین تڑپتی ہین نہین مانتی ہین اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی تصویر نے آواز دی کہ تینون کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاپور کو دار پر کھینچ دو لشکر ایرج نوجوان تباہ کر کے آؤ تو تمکو خلعت وزارت ملے یہ سنکر گلپوش خوش ہوگئی خوب سا بناؤ سنگار کر کے چلی پہاڑ پر آئی بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی دو دن سے شاپور غائب ہی ایرج نوجوان کنارے پر

لشکر کے کھڑے انتظار کر رہے ہین کہ گلپوش پہاڑ سے دیکھنے لگی نگاہ آتیج نوجوان پر پڑی عاشق ہوئی جمال ہمشیال دیکھکر بیتاب ہو گئی خود سر پر کج زلفین خلیلی تابدوش معلوم ہوتا ہی کہ مار سیاہ لہرا رہے ہین خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہویدا و ظاہر عارض انور ماہ کامل ہونٹون سے مسیحائی سپہ گری چہرے سے برس رہی ہی تیغۂ دودم سکندری حمائل سپر پشت پر ہلال و بدر کا ساتھ ہی کمان کیانی کا خم بازوے تہمتن پر اپنے کو قربان کر رہی ہی ترکشون سے تیر دلدوز منھ نکالے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماران سیاہ بانبی سے منھ نکالے ہین یا طائر تیر پر بند ہین یا محبوب لودپسند ہین کہ منھ کو پردۂ ترکش مین چھپایا ہی خنجر آبدار جوہر دار زیب کمر جس سے روح رستم و اسفندیار کو خطر کمر مضبوط باندھے ہین لڑنے پر چست ارادہ درست قد سرو بلند خوبی یا کلک غلطی خانۂ محبوبی کھڑے ٹہل رہے ہین اس جمال ہمشیال کو دیکھکر بیتاب ہو گئی بے اختیار منھ سے یہ اشعار نکل گئے نظم

لالہ رویون پہ دل جلاتے ہین
اپنا رنگ اسطرح جماتے ہین
آہ آمد ہی کسکی محفل مین
آزمالے جو آزماتے ہین
گرے شیشہ نہ دست ساقی سے
جب طواف حرم کو جاتے ہین
غل ہی زنجیر کا کہین شاید
کو بکو در بدر پھراتے ہین
گرتے ہین زلف یار مین شانہ
آستین وہ عبث چڑھاتے ہین

شمع تربت مری بجھاتے ہین
داغ بالاے داغ کھاتے ہین
نہین ہوتا وہ ہم بغل جس رات
گل جو بچھوے نہین سماتے ہین
خشک کیونکر نہون کہ کس کسطرح
مست ہی پانون لڑکھڑاتے ہین
بھوین یہ آنکھین غمزن ہو دل
لڑکے دیوانون کو ستاتے ہین
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ
سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہین
درد دل جب بیان کرتا ہون

روح کو بھی غرض جلاتے ہین
پان اس شوخ کو کھلاتے ہین
تکیے پہلو کے کاٹے کھاتے ہین
نہ رہے حوصلہ رقیبون کو
درد و غم مجکو کھائے جاتے ہین
یاد آتا ہی گشت کوچہ یار
مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہین
شوق دیدار و حسرت گفتار
تنکے چنتے ہین خاک اڑاتے ہین
دھو چکا ہون مین اپنی جان سے ہاتھ
دانت میری زبان دباتے ہین

جادۂ صحراے عشق کے ای زند
سانپ بنکر مجھے ڈراتے ہین

چلاکے جو گلپوش نے یہ اشعار پڑھے آتیج نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریا مین کھڑی ہونٹون کے غوطہ زن معشوقہ پرفن کھڑی گلچینی گلشن جمال کی ہمارے کر رہی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی

ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ای محبوب گلپوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ مین آؤ ہم بھی تمھارے مشتاق ہین گلپوش پہاڑ سے اُتری ایرج نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین لائے مقام صدر پر جگہ دی جب وہ بیٹھ چکی تو ایرج نے پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی گلپوش نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا تھا کہ جا کر لشکر ایرج کو پامال کر دو خود پامال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اُسکے سراسر خلاف ہوا گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجا لائین تمھارا عیار مہتر شاپور شیر دل ہمارے پاس قید ہی اور کمیت و توسن و شمشیر کو مین ہی گرفتار کر کے لے گئی تھی ایک ہفتہ گذرا سمجھاتے ہوے وہ نہین مانتین ہی اُنکا قول ہی کہ ہمکو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائین ایرج نے کہا کہ ہماری خوشی یہ ہی کہ اُنکو بلواؤ گلپوش نے کہا کہ مین اُنکو ابھی بلواتی ہون اب بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے نکل جائیے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہونچ گئی مین نے جا کر سب حال کہا وہان سے حکم ہوا تھا کہ ان چارون کو قتل کرو اور لشکر ایرج پر جا کر وہ سحر کرو کہ اس صحرا سے گھبرا کر نکل جائین اسی ارادے پر آئی تھی کہ صحرا کو سخت کرون مگر آپ کے اقبال نے زور مارا میری بدعت سے بچایا قصد کیا تھا کہ سحر کرون آپ کے سحر حسن مین پھنسی اب جو فرمائیے بجا لاؤن ایرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہی ہمین زندگی دشوار ہی وہ ہمارا دوست صادق و محب واثق ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی کہ ساحرہ کو مارون اپنے آقا کا مرتبہ بڑھاؤن اُسی کے نہ ہونے سے ہمنے کوچ نہین کیا ورنہ ہم بر سر راہ ہین صحرای گرداب نشان کا قصد ہی آئندہ پروردگار کو اختیار ہی منظور یہ ہی کہ اپنے کو صحرائے گرداب نشان مین پہونچا مین کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلپوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت پر آشوب ہی وہانکی گرمی آپ کے لشکر سے نہ اٹھیگی ایک ایک جھونکا ہوا کا کرہ نار ہی ایرج نے کہا کہ ای ملکہ عالم اگر موت ہمکو لیے جاتی ہی تو ہم مجبور و ناچار ہین یہ غیر ممکن ہی کہ ارادہ کرین اور رہجائین ہمارا ہمچشم آگے بڑھ گیا نہایت جوان صف شکن ہو سپہ گری مین پر فن ہی ابھی سامنا ہوا تھا مگر وہ بھاگ گیا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلپوش نے آنکھون مین آنسو بھر کر عرصہ دراز تک ایرج کو سمجھایا ایرج نے نہ مانا آخر گلپوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ ای

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو۔ دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چمکے آپس مین ٹوٹتے ہوے زمین پر آئے دیکھا سات کنیزین زرین پوش سامنے آئین گلپوش سے کہا کہ کنیزون کو کیون یاد کیا گلپوش نے کہا کہ اے ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہین ہم انکے مطیع ہوے اب جو انکی خوشی ہوگی وہ کرینگے اور انکو تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچائینگے وہ جادوگرنیان جو قید مین اُنکو لاؤ اور شاپور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اُسکو کوئی صدمہ پہونچے تو باعث خرابی ہو وہ ساتون کنیزین پہلوے نخل مین آکے غائب ہوئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتون کنیزین ایک تخت پر سوار تینون جادوگرنیان کمیت و توسن و شمشیر زبانون مین انکی سوزن سر جھکائے ہوے اور عیار قید سے رہا وہ بھی تخت پر بیٹھا ہے تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہین ایرج نے تینون کی زبان سے سوزن نکالی شاپور کو گلے سے لگایا گلپوش نے عرض کی کہ آج کنیز چاہتی ہے آپ کے ملازمون کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجیے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمھاری گلپوش نے ساتون کنیزون کو اشارہ کیا ساتون کنیزین پھرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین ایرج نے دیکھا کہ ساتون کنیزین پھر کر آئین کنارے چشمون کے فرش بچھا ہے مسندین قاعدے سے لگی ہین نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہر سرو گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہے قمریون نے اپنے اپنے آشیانے جمائے ایک مقام پر کہ گوشہ نہر کلان تھا وہان بارگاہ ایرج استادہ ہوئی ملازم جابجا اُترے سردار صحرا مین ٹہلنے لگے ایرج بارگاہ مین آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے توسن و کمیت و شمشیر بھی بارگاہ مین حاضر ہین کہتی ہین کہ ہم رفاقت مین رہینگے جو مناسب ہو ہمارے حق مین تجویز کیجیے ایرج فرماتے ہین ملکہ گلپوش کو تمھارے مقدمے مین اختیار ہے گلپوش نے کہا کہ اے کمیت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہے آج یہ سامان جمایا ہے جشن قرار دیا ہے اگر ہفت پیکر کو خبر پہونچی تو ضرور فساد برپا کریگا یقین ہے کہ خبر پہونچے اس وقت تمام صحرا مین روشنی ہے دن سے بہتر معلوم ہوتا ہے ایرج مقام صدر پر ایک طرف کمیت اور ایک جا توسن اور شمشیر پشت پر کمیت کے سردار جمع ہین بادشاہ تخت پر چیدہ صحبت سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصعی لیکر بیچ صحبت مین آیا چنگ مرصعی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

گرمی سے اُسکے رُخ کی یہ گلشن دہک گیا
گل پر پڑا جو دانۂ شبنم چٹک گیا
کاکل مین تیری مرغ دل اب ہوچکا اسیر
پھنستا نہین جو دام سے طائر بھڑک گیا
دل چاہتا ہی آپ گلا رگڑون یار چہ سے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم پھڑک گیا
آباد دیکھے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کون سا آکر بہک گیا
اللہ ری وحشتین مرے آہو خصال کی
کوسون ہی رم گیا ہی جو پتا کھڑک گیا
مطبوع طبع یار نہ ہوگی شبیہ بھی
رنگ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا
دی جان اُسنے آتش گل سے کباب ہو
شاید کہ آشیانۂ بلبل بھڑک گیا
نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل
ہر کوچہ مثل صحن گلستان مہک گیا
شاعر نہین ہون رند ہون مین مجنون عشق ہون
جو منھ مین آیا عالم وحشت مین بک گیا

شاپور نے جو یہ غزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھ کر گرد بارگاہ ایرج آ گئے تعریفین شاپور کی کر رہے ہین گلپوش بھی نہایت بحال چہرہ خوشی سے لال پہلوے ایرج مین بیٹھی کہتی ہی کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زرجد کی پر ہی ہفت کوہ کے لوگ آکر جمع ہوتے ہین اور جشن ہوتا ہی مین پلٹ کر نہین گئی اب اُسکو کھٹکا ہوگا نہین معلوم کون اُسکے کان مین کہہ دیتا ہی کہ فلان ساحرہ نے یہ کیا جو یہان ہو رہا ہی اگر وہ خیال کریگا صورت بارگاہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ اُٹھا گلپوش یہ کہکر اُٹھی کہ کوئی آتا ہی ہفت پیکر کو خبر ہوگئی شمشیر جوہر بار بلند ہوئی ابر کے قریب پہونچکر تلوارین برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے پہونچی اُسمین سے پنجہ پیدا ہوا تلوار کو تھام لیا جب کئی سی تلوارین اسی طرح غائب ہوئین تو شمشیر نیمچہ کھینچ کر ابر پر جا پڑی یہ سب نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر نے نیمچہ ابر پر مارا کئی پنجے کٹ کر گرے ایک پنجے نے آکر ہاتھ پر تھپکی ماری نیمچہ ہاتھ سے شمشیر جوہر بار کے نکلا یقین تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا پنجہ ابر سیاہ سے پیدا ہوا اُسنے وہ نیمچہ پکڑ لیا شمشیر کے سر پر نیمچہ مارا کہ شمشیر جوہر بار کا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا شمشیر کا کمیت پر بہت شاق ہوا کمیت بلند ہوکر برابر ابر کے پہونچی مرکب مشکین بنکر چاہتی ہی کہ سبزۂ ابر کو پامال کرون کہ ایک جوان ابر سے نکلا باگ پکڑ کر ایک گھونسہ منھ پر مارا کہ مرکب بیقرار ہوگیا گھونسہ مار کر پشت مرکب پر سوار ہوا

اسطرح مرکب کو دوڑایا کہ ابر مین جا کر غائب ہوا اور آواز آئی کہ ای گلپوش رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا ہی اب گلپوش دامن جھاڑ کر اُٹھی اور ایرج نوجوان سے عرض کی کہ بڑی زبردست ساحرہ آئی ہی شعلۂ ابربار اسکا نام ہی آپ ہوشیار رہین اگر میرا سحر چلا تو اسکو جا کر مارتی ہون ورنہ قدمون پر نثار ہونے جاتی ہون یہ کہکے گجرے پھولون کے اپنے ہاتھون سے کھولے گلے سے طوق اُتارا وہ گجرے طرف ابر کے پھینک مارے طوق کو بھی توڑا پھول اُچھالے دیکھا سب نے کہ یا تو ابر کا رنگ سیاہ تھا یا سُرخ ہو گیا نخل صحرا کے سرسبز ہونے لگے پتے مثل برق کے چمکے شاخین خمیدہ خنجر بنگئین ہزارہا طائر آشیانون سے نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلپوش یہ حال دیکھکر اُڑی ابر مین جا کر غائب ہوئی بعد تھوڑے عرصے کے سب نے دیکھا کہ طائرون کی زمزمہ سرائی تو بڑھ گئی مگر درخت خشک ہو رہے ہین پتے مثل رنگ مدقوق زرد ہو کر درختون سے گرا چاہتے ہین ہر نخل کے سائے مین پتون کا انبار جب جھونکا ہوا کا چلا ہے درختون سے گرتے ہین زیر نخل انبار ہوتے جاتے ہین یکایک ابر سے گلپوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت سیارہ کہان ہین آکے اپنے کام مین مصروف ہون دیکھا سب نے کہ سات ستارے آسمان سے لڑتے ہوے پیدا ہوے درختون پر گر کر ہوا گرم چل رہی تھی وہ موقوف ہوئی پتون کا گرنا رکا طائرون نے دھوم مچائی ایک عندلیب فرحت قریب پتون سے نکلی پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا آگاہ ہو نظم

مین تو ہون زندان مین اور دھوم مچاتی ہی بہار
رنج دیتی ہی مرے دل کو دکھاتی ہے بہار
کھل رہے ہین غنچہ و گل ہر طرح کے ہر طرف
گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہی بہار
رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے
رنگ اپنا پہلے گلشن مین جماتی ہے بہار
دفن ہو یان کونسا دیوانہ ہر دل عزیز
باغ مین ہر سال آکر خاک اُڑاتی ہی بہار
مین تو مجنون ازل ہون میرا کیا مذکور ہی
ہوشیارون کو بھی دیوانہ بناتی ہی بہار
پابزنجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہین
حیف ہی ابکی برس کیا مفت جاتی ہی بہار
آمد آمد اُس گل رعنا کی ہے گلزار مین
صورت گل پیرہن مین کب سماتی ہی بہار
اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہی سر کو پھوڑ کر
ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

دیکھ لینگے سال آیندہ اگر جیتے رہے
گُل روانہ ہو گئے ای رند جاتی ہی بہار

اسطرح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرا مین اُس طائر کی آواز گونجی تمام صحرا پُربہار ہو گیا وہ ساتون ستارے عکس اپنا درختون پر ڈال کر بلند ہوے ابر مین ڈوبے اب جو دیکھا تو ابر ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھینچا ہوا آگے رکھا ہی خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی ہی برقین چمکتی ہین اُن برقون اور ابر کو وہ ستارے توڑکر اُس ساحرہ سے لپٹ گئے ایک سر پر ایک پشت پر ایک سینہ پر دو دونون بازون مین لپٹ گئے اور تخت سے اُس ساحرہ کو اُٹھایا خنجر کو مارا۔ گلیوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ خالی ہو ہی گلیوش نے بڑھ کر جھولی اُسکی اُتاری اپنے قبضے مین کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر نکلا اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر ایرج پر خنجر برسنے لگے کئی سو جوانون کے سر اُڑ گئے ایرج نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ گلیوش لشکر تباہ ہوتا ہی کئی سو جوان مر چلے گلیوش تڑپ کر گری یا وہ خنجر طرف زمین کے آتا تھا یا اُس خنجر کو روکا روک کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتون ستارون نے اُس خنجر کو پکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی پنجے سُنہری ظاہر ہوے اُس خنجر سے لپٹتے تھے مگر وہ ستارے اُن پنجون کو ہٹاتے ہین مگر پنجے لپٹے جاتے ہین ایک آواز آتی ہی کہ ای گلیوش کیا غضب کرتی ہی شعلہ ابر بار کو ستاتی ہی یہ فرستادہ خداوند ہفت پیکر ہی مگر اُن ستارون نے کچھ نہ سُنا خنجر گلے پر اُسکے پھیر دیا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا ایک آندھی سیاہ اُٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سو جوان لشکر ایرج کے جل گئے گلیوش نے اُنگلیان اپنی کاٹ کر خون آسمان پر پھینکا جب خون بلند ہوا تب آگ برسنا موقوف ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ ابر بار جادو بود گلیوش ہنستی ہوئی سامنے ایرج نوجوان کے آئی اُنھین سات ستارون پر اشارہ کیا کہ ای ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئین خوب آکر گھیرا کمیت گوشۂ کوہ پر بیہوش پڑی ہی انتہا کی زخمدار ہی اگر مین گھڑی بھر اور نہ پہونچتی تو کمیت کا خاتمہ ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملکہ گلیوش تمکو بلاتی ہین ساتون ستارے جا کر بالاے کوہ پہونچے دیکھا کمیت جادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمدار ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی ساتون ستارون نے کمیت کو اُٹھایا لیکر سامنے گلیوش کے آئے گلیوش نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے

پکار کر آواز دی کہ بہن اُٹھو زخم تمھارے اچھے ہوے کمیت اُٹھ بیٹھی پانون کو گلیوش کے بوسہ دیا کہا کہ ای گلیوش کیا کہنا آج تمنے کارنامہ سحر کا دکھایا اتنی بڑی جادوگرنی کو مارا کہ ہفت پیکر کو بڑا قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ رازدار قتل ہوئی یہ اُسکو خبر دیتی تھی اب خبر مسدود ہوگی ملکہ گلپوش ایرج کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئین حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوے ہین اُنکے لاشے اُٹھواؤ لاشے سب کے اُٹھوائے گئے اُس وقت دربار مین سب گلیوش کی تعریفین کر رہے ہین کہ ای گلیوش آج تمنے کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہو جاتا تو لشکر تباہ و برباد کر دیتی یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ ای نور نظر تمھارے دادا جان تمھارے واسطے نہایت پریشان ہین اگر مناسب ہو چند منزلین پیچھے ہٹو تو رستم کے لشکر سے مل جاؤ ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہین کہ میرا چچا نور الدہر آگے بڑھ گیا ہی وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کریگا اب یہی بہتر و انسب ہی کہ مین اپنے کو تا بہ صحرائے گرداب نشان پہونچاؤن خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر برق میرے ساتھ ہی مین آگے بڑھون صحرائے گرداب نشان کا پتہ لگاؤن ایرج نے کہا کہ آپ مالک ہین دادا جان کے ساتھ مہینون رہے اُنکو ابھی تک صحرائے بادانگیز کا پتہ نہین لگا وہ صحرائے بادانگیز مین پہونچین اور ہم صحرائے گرداب نشان مین پہونچ جائین دادا جان کو فتاحی طلسم مین آسانی ہو آج تک کئی سال کا زمانہ گذرا کہ لوح کا پتہ نہین ملا ایسا نہ ہو کہ نور الدہر آگے گیا ہی وہ کہین صحرائے گرداب نشان لگالے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہکر چلے کہ ہم جاکر صحرائے گرداب نشان کا پتہ لگاتے ہین یہ کہکے دونون عیار چست و چالاک ہوکر تلاش صحرائے گرداب نشان مین چلے عمرو نے راہ مین کہا کہ ای برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہین آپس مین ساتھ نہ چھوٹنے پائے برق نے کہا کہ اُستاد میری جان تک آپکے ساتھ ہی یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا مین آگے بڑھتا ہون خواجہ نے کہا کہ ای فرزند بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بنکر چند قدم بڑھا تھا کہ عمرو نے دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آوازین دیتا ہوا کہ میان برق آگے نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہی برق نے نگاہ اُٹھائی تھی کہ طائر بصد جوش و خروش یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

خلاف وعدہ سے ترے دشوار جینا ہوگیا
ایک دن کو کہہ گیا تھا اک مہینا ہوگیا
خوار کرتا ہی جو نامردون کو سفلون کو عزیز
سن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہوگیا
وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال
گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہوگیا
کب محیط غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا
ہر حباب اسکے لیے گویا سفینا ہوگیا
اس مہینے مین بھی ہر رو سے رہا پہلو تہی
عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہوگیا
گھر ہوا ہے عشق کا اس عرش مسند کے لیے
آسمان کوٹھے کا جسکے ایک زینا ہوگیا
دوسرا مجھسا نہ ہوگا کوئی برگشتہ نصیب
کی محبت مین نے جس سے اسکو کینا ہوگیا
اب کہان وہ اینڈ نا مستون کی وہ ہو حق کہان
ساقیا موقوف جب سے مے کا مینا ہوگیا
اب نہین دل مین کدورت آئنہ حاصل ہو صفا
جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہوگیا

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا عمرو نے دیکھا کہ وہ طائر تڑپ کر گرا برق کو اٹھا لے گیا عمرو نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اٹھا لے گیا حیران و پریشان اسکی جستجو مین چلے مگر برق متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگیا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہی اسمین جلسہ آراستہ ہی ایک نازنین جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہی گرد اسکے جلیسین جمع ہین برق نے اپنے کو سامنے اس جادوگرنی کے پایا اس ساحرہ نے برق کو دیکھکر آواز دی کہ او نگوڑے تو کہان چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحرائے پر آشوب ہی آشوب آدمخوار مین یہان کی حاکم ہون برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای ملکہ عالم مین نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا یہان دخل ہی اگر مین یہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا اب مین نے اطاعت کی اپنے خدمتگارون مین مجھکو رکھیے آپ کے ساتھ رہونگا بڑے بڑے کام کرونگا شمع ایسی ڈھالتا ہون کہ جب وہ روشن کیجائے یہ آپ کو معلوم ہو کہ سر پر شمع کے پری ناچ رہی ہو کھانا خوب پکاتا ہون لشکر صاحبقران مین عمرو کی قدر ہی اور کوئی کسی کو نہین پوچھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کرو تین سے سوا تین نہین دیتے جب کوئی عیاری کی کسی جادوگر کو مارا تو صاحبقران فرماتے ہین کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبون کا کیونکر گذر ہو آشوب نے کہا کہ ای برق یہ بھی خوب سمجھ لو کئی سال گذرے کہ دو کاوشش

کر رہے ہین کُل سرداران صاحبقران اسی فکر مین ہین کہ لوح کا پتہ لگائین آج تک لوح کا پتہ نہین لگا یون ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جاکے یہ پیغام پہونچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائین ورنہ طلسم مین پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ مین جاکر رستم کو پلٹا دونگا رستم طلسم کشاے اصلی کہلاتے ہین ہم اُنھین سے وعدہ کرکے چلے تھے کہ صحراے بادانگیز کا پتہ لگا دینگے ہم آکے یہان گرفتار ہوے لیکن امیدوار ہون کہ میری بسر اوقات کی صورت نکالیے آشوب نے کہا کہ ای برق مین تمکو نوکر رکھ لونگی اور قدرت سے وعدہ کرادونگی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت وعدہ کرتے ہین کہ ہم اُنکا پیچھا نہ کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپکے پختہ وعدہ ہوا ہی مین جاکر رستم کو پلٹاؤنگا اور یہ خبر سناؤنگا کہ صحراے بادانگیز کا نشان نہین ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ مین مقرر ہین آپکے پہونچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپکے پاس سے نکل جائین کے سحر اُنکے مہلت نہ پائین گے بڑے بڑے ساحر جو اُنکے ساتھ ہین ویسے یہان کے ساحرون کی لونڈیان اور غلام ہین ادنے سحر مین دیوانے ہوجائین گے ایک کمال تو میرا سُنیے کہ آپ کو حال معلوم ہو وہ ساقی گری کرون کہ سب ساحر دیکھکر خوش ہون یہ کہکر برق نے کہا کہ پہلے گانا تو میرا سُنیے بایان کھینچا اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

محتسب دل کو نہ رندون کے بہلتے دیکھا
دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا
حق بجانب ہے جو غش آگیا قاتل کو مرے
دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا
ہوگئی پیش صنم قفل دہن خاموشی
حرف مطلب نہ کبھی منھ سے نکلتے دیکھا
ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال
کبک وطاوس نے شاید تمھین چلتے دیکھا
کشت انجم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار
کام اسفل سے نہ اعلی کا نکلتے دیکھا
آسمان کو نہین منظور ہے مردون کا فروغ
شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا
دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پر
مہندی اک دن اُسے ہاتھون مین ملتے دیکھا
قد سے اُس شوخ کے کیا دیتے ہین تشبیہ ای رنما
دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بیتاب ہوگئی کہا غلام اب رخصت ہوتا ہی آشوب نے کہا کہ ای برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

کہ پہلے رستم کو پلٹا دون جب اُنکو پلٹا آؤن تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤن مگر آپ کی خوشی ہی تو ابھی دیکھیے یہ کہکے کنجی میخانے کی طلب کی کنجی لیکر میخانے مین آیا بلڑ ڈالدیا کہ ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین اور ملازم گلابیان اُٹھا کے لیجانے لگے برق نے قید لگادی کہ ایک پیلہ بیس آدمی ملکر پئین اس طرح تقسیم کرو تھوڑے ہی عرصے مین شراب بانٹ کے چالیس گلابیان کنٹر الماس نگار اُسمین مُوّار غوانی بھری سلیقے سے شراب لیکر آیا سب نے کہا کہ حضور دیکھیے کس سلیقے سے شراب لایا ہی کہ پینے والے کا بھی دل للچائے برق نے لاکر شراب کو رکھا پہلے چوراسی گھنگرو پاؤن مین باندھے سامنے کھڑے ہوکر اس طور سے گت ناچا کہ اہل محفل کی بُری گت ہوئی سب تعریفین کرنے لگے ایک کنیز شیرین گفتار موسوم بہ لالہ رخسار بول اُٹھی حضور یہ بڑا کمال ہی کہ سر پہ جام رکھے توڑے لے رہا ہو اور قطرہ نہین گرتا ایسے کامل کہان دیکھے خداوند ہفت پیکر خیر کرین برق نے اُسکی جانب بہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہوگئی اب برق جام سر پر رکھے ہوئے ٹھوکرین لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بقول منشی قمر صاحب۔ فرد

ناچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر توڑا + اہل محفل نے کیا اُس پہ بچھاور توڑا +

آکے سامنے آشوب کے جھکا ایسی مہ جبین کی شکل برق فرنگی بنا ہی کہ نگاہ جو آشوب پر ڈالی آشوب ہنس پڑی ہنسنا اسکا برق کے لیے رونا ہوا دندان گوہر نما سے برق چمکی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم تمسے بڑا تعجب ہی کہ دام مکر مین عیار کے پھنسو برق دوڑکر قدمون پر آشوب کے گرا کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ شراب کو کیا ہوا جام کیون ٹوٹا آشوب نے کہا کہ ای برق تو نے شراب مین کوئی ایسی شی ملائی کہ باعث میری خرابی کا ہو تیری آنکھون کے گردش کرنے پر مین ہنسی میرے ہیرے نے مجکو آگاہ کیا اب مین تیرے ہاتھ کی شراب پیونگی اور جو شراب اُٹھاکر لے گئے تھے اُنھون نے جو پی اوک رہے ہین ڈاک رہے ہین جو بچھا وہ لڑکھڑا کر گرا کئی ہزار جادوگر بیہوش ہوے کوئی گھبرا کے دوڑا قریب نہر کے پہونچا نہر مین جو اپنا عکس دیکھا ہاے بھائی کہکے کود پڑا کوئی کنوین مین گرا ہرچند کہ باتین بنا کے برق نے پھر ایسا رنگ جمایا کہ آشوب محو ہوگئی مگر اپنے ملازمون کو بیہوش دیکھکر بہت بگڑی کہا کہ مین تجکو ابھی قتل کرونگی قدرت نے یہی حکم بھیجا تھا کہ فلان جنگل مین برق ٹھیر رہا ہی ای آشوب آدمخوار اُسکو

گرفتار کر کے سر اُسکا کوہ زبرجدی پر روانہ کرو تو نے وہ باتین کین کہ دل کو افسوس آیا کہ ایسے عیار کو نہ قتل کرون برق نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی آپ جو مجھپر مہربان ہوئین آپ کی خدمت کرنے والون کو ناگوار ہوا اُنھون نے بیہوشی لگائی کہ میرا اعزاز آپ کے سامنے نہ ہو لاکھ برق نے باتین بنائین مگر آشوب نے نہ مانا کہا تو مکار ہی مجھے دم دیتا ہی یہ کہکر برق کو قید کیا لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی ہو قید کو اُسکے سپرد کیا اُسنے لا کے برق کو رکھا مگر خواجہ عمرو جو تلاش برق مین چلے تھے برق کے واسطے نہایت بیقرار تھے کہ ایسا نہ ہو برق کو کوئی قتل کر ڈالے وہان لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ مین تجھے رہا کر کے نکال دون برق نے کہا کہ ابھی تامل کرو مین آشوب کو مار کر جاؤنگا ابھی مجھے رہا نہ کرو یہان خواجہ پھرتے پھراتے ایک صحرا مین پہونچے کہ گانے کی آواز کان مین آئی خواجہ اُس آواز کی طرف متوجہ ہوے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازے پر دس پانچ کنیزین کھڑی ہین خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر اُن کنیزون سے پوچھا کہ اس قصر مین کون صاحب تشریف رکھتے ہین ایک کنیز نے کہا کہ میان ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا کہ مین ساحر ہون سربندہ ہفت پیکر کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون منزل مقصد تک نہین پہونچتا نہین معلوم قدرت کو کیا منظور ہی صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتا دو مین نے آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہان جنگل مین نیولہ اور سانپ لڑ رہا ہی جب سانپ منھ مارتا ہی نیولہ لڑکھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہی اُسکی پتیان جا کر کھا لیتا ہی پھر جوشان وخروشان آ کر لڑتا ہی دونون بڑی دیر سے لڑ رہے ہین ایک کنیز جست و چالاک اُسنے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھین کس مقام پر ہی خواجہ اُس کو لگا کر لائے اُسکو بیہوش کیا کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے آ کر کہا کہ اری خیلہ گل اندام تو یہان ماری ماری پھرتی ہی ملکہ اورنگ تجکو پکارتی ہین خواجہ اندر گئے دیکھا کہ مکان نہایت لطف سے آراستہ ہی ایک ساحرہ نہایت کم سن مسند پر بیٹھی کچھ اُنگلیون پر شمار کر کے ہنسی کہا کہ ہماری خالہ امان نے برق عیار کو پکڑ لیا اب سر کاٹ کر اُسکا روانہ کرینگی طریقے سے ستارہ شناسی کے معلوم ہوتا ہی کہ برق کی اُس پہاڑ پر قضا نہین ہے مین جا کر آگاہ کرون کہ ایک کنیز کو حکم دیجیے کہ کسی جنگل مین لیجا کر اُسکا سر کاٹے قدرت تقدیر تو کر دیتے ہین مگر اُسکا انجام نہین بتاتے یہ کہ کے تخت پر سوار ہوئی گل اندام نقلی نے عرض کی

کنیز کو ساتھ لیے لیے میری بہن قریب کوہ دخان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی مین اب چلکر بدلہ لون اور رنگ نے کہا آؤ خواجہ اُچک کر تخت پر سوار ہوے اور رنگ کے ساتھ چلے یہان آشوب بیٹھی کہہ رہی ہو کہ کیون صاحبو تمنے ہمارے سحر کا رنگ دیکھا مین اور بات پر ہنسی تھی دانتون سے برق چمکی اُسنے جام کو توڑا ورنہ یہ برق دم بھر مین خاتمہ کرتا جوان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا بھی حال ہوتا دیکھو سب کی سب دیوانہ وار وحشی مثال چیختی پھرتی ہین اور لڑکھڑا کر نہرون مین گرتی ہین کیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہین اُترا وہی دمبدم خمار بڑھتا جاتا ہو کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور آپ کے تصدق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل کر کے نکل جاتا کون اُسکو پاتا یہ عیار چھلاوہ ہین یہ باتین تھین کہ آسمان پر تخت نمایان ہوا دیکھا اور رنگ تاجدار تخت پر سوار پہلو مین گل اندام کنیز میٹھی میٹھی باتین ملکہ اور رنگ سے کرتی ہوئی تخت آکر پہونچا آشوب نے کہا کہ بیٹیا آج خلاف وقت کہان آئین اور رنگ نے عرض کی کہ ای مادر مہربان میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ برق آپ کے یہان پکڑ لیا گیا گل اندام نے کہا کہ میری بہن کو اُسنے قتل کیا ہی اور مین نے جو از روے ستارہ شناسی کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس پہاڑ پر اُسکی قضا نہین لہذا گل اندام کو دیجیے کہ یہ صحرا مین جاکر اُسکو قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ ای لالہ رخسار برق کو لاؤ لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اندام ملکہ اور رنگ کی مصاحب ہین مین ایک دن آپ کے حکم سے براے ملاقات ملکہ اور رنگ گئی تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورا ہاتھ مین لیے گوشے مین میٹھی تانین مار رہی ہین آج تو انکا گانا سنیے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہو کہ ایسا نہ ہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عیار کا قتل ہونا مناسب نہین لہذا گل اندام کا گانا ہو اسی مین عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب بہت منتین کین تو خواجہ نے طرف اور رنگ کے دیکھا اور رنگ نے کہا کہ بی گل اندام ذرا گانا سناؤ خواجہ نے بمشکل قبول کیا طنبورا لیکر بیچ محفل مین بیٹھے ساز کو ملایا سازندے بھی ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے ساز ہوا تب خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

غمزہ مست جاتا ہی راہ عشق مین مغرور کا
ٹھوکرین کھاتا ہی یان سر قیصر و فغفور کا

گر مرے بختِ سیہ کا سامنا ہو جائیگا
رنگ اُڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا
جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا
ای اجل مشتاق ہون تب سے کنار گور کا
جاے خون زخم جگر سے شعلے اُٹھتے ہین مدام
آگ لگ اُٹھے اگر پھاہا ہمدردن کافور کا
دیکھنے والا ہون اُس رشکِ پری کا ای کلیم
پر تو وہ تھا حُسن کا جسکی تجلّی طور کا
دیکھکر صورت تری پریان کہین پڑھکر درود
واہ انسان کو دیا خالق نے چہرہ نور کا
دے چکا مجھ زار کو وہ عیسی دوران جواب
ای اجل تو ہی مداوا کر اب اِس رنجور کا
ساعد سیمین سے زیب اُس دستِ نگین کی ہوئی
پنجۂ مرجان مین دستہ جڑ دیا بلور کا
خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو نے رند کو
بعد مردن خاک سے اُٹھیگا بگلا نور کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ نے کہا ای گل اندام آج تو تو نے عجب کمال دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلین تو مین قتل برق کی تدبیر بتاؤن اسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ تڑپ تڑپ کر عیاریان کرتا ہی کیسا ہی مقام پر آشوب ہو وہان گھس پڑتا ہی اور عیاری کرتا ہی اورنگ ساتھ گل اندام کے ایک کمرے مین آئی خواجہ نے اورنگ سے باتین کرتے کرتے حباب مار کر بیہوش کیا اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اورنگ کی شکل بنکر پکار کر آواز دی کہ خالہ امان ذرا یہان آؤ دیکھو گُل اندام کیا کہتی ہی آشوب اُٹھکر کمرے مین آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہان گئی اورنگ نقلی نے کہا کہ مین نے اُسکو اپنے مکان پر بھیجا ہی کتاب سامری منگائی ہی دیکھون خداوند قدیم مقدمۂ قتل برق فرنگی کیا فرماتے ہین اس حال کو سب نے لکھا ہی یہ کہ کے باتین کرنا شروع کین کہا خالہ امان گلوری تو کھاؤ تمھارا مُنھ خشک ہو رہا ہی یہ کہ کے اپنے خاصدان سے گلوری نکالی آشوب کو گلوری کھلائی پیک جو حلق سے آشوب کے اُتری کلیجے مین آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گلوری مین کیا تھا عمرو نے کہا کہ آپ نے مجھے نہین پہچانا نعرہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر برم
رنگ از رخ بختاب بداختر برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر برم

یہ سنتے ہی آشوب دوڑی کہ عمرو کو پکڑ لون لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے اسکو بھی اُٹھا کر زنبیل مین رکھا آشوب کی شکل بنکر باہر آئے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ مین نے لڑکی کو قصر جمشیدی مین

بھیجا ہی کتاب سامری منگائی ہی کہ اُسمین حال دیکھون جب تک شراب کا چرچا ہو لالہ رخسار کو جو برق پر مہربان پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ ای لالہ رخسار برق کو باہر لاؤ اُس سے کہا جائے کہ سب کو شراب پلائے لالہ رخسار نے کہا کہ ای ملکہ عالم وہ دشمن آپکے خاندان کا ہی عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہی جو عیاری کر سکے مین نے سحر کر دیا ہی جب بیہوشی ملائیگا میرا سحر مجکو خبر پہونچائیگا میرے ہنسنے پر تو حال کھل گیا تھا اور نہ کہ جب قصد کرون تو حال مخفی رہسکتا ہی یہ سنکر لالہ رخسار نے برق کو قید سے رہا کیا اور یہ بھی کہدیا کہ ملکہ آشوب تیرے قتل کی درپے ہین برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہین اب آشوب کا دوسرا طریقہ ہی برق تڑپتا ہوا باہر آیا گلابیان اُلٹنا پلٹنا شروع کین کل شراب مین بیہوشی ملا کے برق نے پہلا جام خواجہ کو دیا خواجہ نے اس خوبصورتی سے اُس جام کو گریبان مین گرایا سب نے جانا کہ ملکہ پی گئین اب برق نے کنیزون کا دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین سب دست درازیان کرنے لگین کوئی کسی کا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی گھبرا کے اُٹھی اور کہا سامری و جمشید آتے ہین دو قدم چلی اور گری کوئی یہ کہکر اُٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہین مین اُنکی ٹانگ لون وہ بھی اس محفل مین آئین یہ کہکر دوڑی دس قدم پر جا کے گری کوئی دوڑ کر درخت سے لپٹی پکار رہی ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کہان تھے مین کئی دن سے تلاش مین تھی یہ کہکے بیہوش ہوئی اس طرح بہ طرز نو سب کنیزین گرین اور گر کر بیہوش ہوئین خواجہ و برق خنجر کھینچ کر کنیزون کو قتل کرنے لگے خواجہ کپڑے اُتار لیتے ہین مہتر برق کی زیور پر نگاہ ہی کسی کی انگوٹھیان اُتارین کسی کے چھلے اُتارے کسی کا کڑے کے واسطے ہاتھ کاٹا قضاے کار گلنار سرو قدمان آشوب کی اپنے باغ مین بیٹھی ہی سامنے نخل سرو پر قمریان کوکو کر رہی ہین دم محبت کا قد محبوب کے بھر رہی ہین کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ ای گلنار سرو قد ہوشیار ہو جاؤ جلد جا کر مدد کرو کہ عمرو تمھاری بیٹی کو قتل کیا چاہتا ہی عمرو نے صدہا جادوگر قتل کیے گلنار گھبرا کر اُٹھی اوراق سامری جھولی سے نکالے اُنکو جو دیکھا یہ تو ظاہر ہوا کہ عمرو باغ مین قتل کر رہا ہی مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئی یہان آفت برپا ہی برق ایک گوشے مین ایک کنیز اُٹھ کر بھاگی تھی اُسکے پیچھے دوڑا جا کر اُسکا پاؤن کاٹ لیا اُس وقت

گلنار آکر پہونچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پر خنجر مارا سر اُسکا کاٹا ہی کپڑے اُتار رہے ہین کہ آسمان سے لغزہ ہوا او ساربان زادے تجا میری بیٹی کو لیا کیا یہ کہکے زمین پر آئی زمین پر دو ہتھڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلنار کنیزون کو جگانے لگی جو اُٹھتی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہی کوئی مان کو پکارتی ہی جو اُٹھی وہ روتی ہوئی اُٹھی گلنار کہتی ہی کہ ارے آشوب کہان ہی خواجہ کہتے ہین کہ مین بھوکا تھا کھا گیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر چڑھ بیٹھتی ہی کہتی ہی کہ او ظالم تجھے قتل کرون خواجہ کہتے ہین کہ خنجر مار لے اُسی کے سر پر پڑیگا مین بچ جاؤنگا وہ میرے جسم مین پیوست ہی آپ کا حربہ زبردست ہی ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہی خواجہ پریشان ہین کہ کیا کرون کیونکر جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کریگی بیقرار ہو کر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھے کہ

اے کارساز اے بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچا لے۔ نظم

از حجاب بو جان چو روے روشن آن جانان نمود
شد فدا خورشید و جان قربان مہ تابان نمود

گاہ شکل گل بگلزار جہان شد آشکار
قد موزون گاہ مثل سرو در بستان نمود

از ہدایت کرد اندر دار دل روشن چراغ
گمرہ راہ طریقت را رہ عرفان نمود

صنعت حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد
ابر را گریان نمود و برق را خندان نمود

داد مفلس را خدا گنجینہ لعل و گہر
حق مہیا جملہ سامان بہر بے سامان نمود

بیقرار ہو کر جو خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی پکارتی ہوئی کہ اے ملکہ ذرا ادھر متوجہ ہو جیے گلنار جو پلٹی دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ گال کالے کالے دونون گالون مین گلوریان ٹھسی ہوئین پاینچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے ایک جوتا کہین رہگیا ایک پاؤن برہنہ اور ایک مین جوتا ٹپتی ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہی پکارتی ہوئی کہ بی بی ادھر آئیے آپ کی صاحبزادی ایک کونے مین کھڑی ہین کہتی ہین کہ امان جان کو بلاؤ میری بات کا جواب نہین دیتین ایک دن وہ تھا کہ جتو جتو کہکر لپٹتی تھین آج بات کا جواب نہین دیتین میرے ساتھ کیا غرور اس نگوڑے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہین ہین یہان بیٹھی ہین آئیے بلا لے جائیے گلنار نے جو یہ باتین سنین سینے سے عمرو کے اُٹھی ساتھ اُس کنیز کے چلی کنیز لگا کر لے چلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے سامنے بی بی بیٹھی ہین مُنہ سے نہین بولتین

گلنار ارے بچی کہکر بیٹھی تھی کہ کنیز نے خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

نقب ہی مرا برق خنجر گذار
کہے کون مکار و غدار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی رہ طے
تڑپ سے مری چرخ پہرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہے

گلنار جو مری کنیزین بھاگ گئین باغ سارا جل گیا عمرو نے ایک گوشے مین آکر اورنگ اور آشوب کو زنبیل سے نکالا ایک ستون سے باندھا فتیلہ دفع بیہوشی دیکر آواز دی کہ ای آشوب و اورنگ دیکھو وہ لاشہ گلنار پڑا ہی اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلام کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمرو نے سمجھایا آشوب نے عمرو سے اشارہ کیا کہ مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اورنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونون مطیع اسلام ہوئین دونون نے بصدق جواب دیا خواجہ ہمنے اطاعت اسلام بجان ودل قبول کی ہم کتاب سامری کے مطلب سے بخوبی آگاہ ہین اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہر چند کہ طلسم کشا کو بڑی سختیان ہین اہل طلسم کی کمبختیان ہین خواجہ نے دونون کو رہا کیا دونون کو ساتھ لیکر لشکر ایرج مین آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہ کہیے قبلہ و کعبہ کیا کیا عمرو نے دونون جادوگرنیون کو پیش کیا کہا کہ وہ صحرا صاف ہوے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے کہا کہ جہان تک کنیز جانتی ہی وہان تک رہبری کریگی اُن مقامون پر کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا حضور کوچ کرین ایرج نوجوان نے اُس صحرا سے کوچ کیا چار منزلین بخیر و عافیت طی کین پانچوین منزل مین آکر اُترے بارگاہ استادہ کرائی ایک بارگاہ مین ملکہ آشوب و اورنگ اُترین گرد لشکر جادوگرنیون کا پہرا شام کو ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے خواجہ ابھی تک رخصت نہین ہوے سب سردارون نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گوائیے ایرج نے کہا کہ خواجہ کو طمع ہی کچھ طلب کرینگے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائین برق نے خواجہ سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمائش ہوگی عمرو نے کہا کہ میرے ہوش درست نہین قرضدارون نے اسقدر پریشان کیا ہے کہ ابکی مرتبہ سود بھی نہین پہونچا اُن لوگون نے خط لکھے ہین اُسکا جواب کیا لکھون اسکا کوئی جواب دینے والا نہین اگر کچھ دلوائیے تو کیا عجب ہے

کہ دو چار شعر گا دون وہان دربار ایرج نوجوان نے آراستہ کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لاؤ شاپور نے آ کر عرض کی خواجہ نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا مین ایرج کا نوکر ہون مجھے فرصت نہین شاپور نے جا کر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصّے مین بیٹھے ہین سیکڑون باتین آپکو سناتے ہین ایرج خود اُٹھے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا باہر تشریف لائیے خواجہ منھ پھُلائے ہوے نکلے فرمایا بھئی کیا ہی ہمارے سونے کا وقت ہی ایرج نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ مین چلیے صلاح و مشورہ آگے چلنے کا کر لیجیے عمرو نے کہا کہ مین اب لشکر مین آقا کے جاؤنگا مین یہان نہ رہونگا مجھ آپ حکومت کرتے ہین مین صرف اپنے آقا کی حکومت اُٹھاتا ہون ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت دربار مین آپ کی ضرورت ہی بمشکل خواجہ بارگاہ مین آئے سب سردار منتین کرنے لگے کہ خواجہ کچھ گائیے جب سب نے انتہا کی منت کی خواجہ نے کہا کہ کچھ نقدی رکھیے ان منتون سے مطلب نہین نکلتا سبھون نے اپنے اپنے موافق منگوایا سامنے خواجہ کے رکھا تب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

عارض اُس رشکِ چمن کا گلِ رعنا سمجھا
سُرمگین چشم کو مین نرگسِ شہلا سمجھا

کثرتِ خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا
گردشِ ہفت فلک کو مین ہنڈولا سمجھا

لکنت اُس طفل کی مین لکنت موسیٰ سمجھا
جورِ مسخدی کا مین آ سکے ید بیضا سمجھا

سب درختون سے چمن کے جو وہ موزون دیکھا
سروِ گلشن کو قدِ یار کا سایا سمجھا

گلِ سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان
تجھ بن اے شوخ مین گلزار کو صحرا سمجھا

بھاگ کر مردمِ دنیا سے چھپا یان آ کر
امن کی جا مرے ویرانے کو عنقا سمجھا

لالہ و گل پہ گمان اُس رُخِ رنگین کا ہوا+
سنبلِ باغ کو مین زلفِ چلیپا سمجھا

اُس مسیحا پہ تصدق جو کیا تڑ گئی جان
ماش کے پتلے کو مین خاک کا پتلا سمجھا

شیفتہ جب ترا پریون کو بھی دیکھا مین نے
خاتمِ دستِ سلیمانؑ ترا چھلا سمجھا

بنگلی ڈھول کی آوازِ انا الحق کی صدا
دارِ منصور کو مین نٹ کا تماشا سمجھا

گلشنِ دہر مین شبنم کی طرح قانع ہون
قطرۂ آب ملا تو اُسے دریا سمجھا

خانۂ دوست سمجھ کر کیے کعبے کے طواف
قیس آ ہوے حرم کو سگ لیلا سمجھا
وہ غنی ہوں کہ زر و سنگ برابر ہیں مجھے
خاک و اکسیر کا میں ایک ہی رتبا سمجھا
چشم وحدت سے جو کی سیر جہان کی اکر ند
زاغ ابھی آیا نظر تو اسے عنقا سمجھا

خواجہ گا رہے ہیں ایرج نے منگا کر دس توڑے پیش کیے خواجہ دل توڑ کر گا رہے ہیں اور نئے نئے طور سے بجا رہے ہیں سامعین محو ہو رہے ہیں کہ لشکر میں آشوب کے ہنگامہ ہوا گرد بارگاہ کے اندھیرا فوج غم و الم نے گھیرا کنیزیں جو نکل کر بھاگتی ہیں جنہنے قدم خیمے سے نکالا منہ کے بھل گری آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوے کئی ہزار کنیزوں کے سر کٹ کٹ کر گرے فریاد کی صدائیں بلند ہوئیں یہ ہنگامہ جو آشوب نے سنا اٹھکر دوڑی آ کے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا چھایا ہے برقیں کڑک کڑک کر گر رہی ہیں کنیزوں کے لاشے لوٹ رہے ہیں بعض گھبرا کے بھاگیں درختوں کی آڑ میں چھپی ہیں بعض غاروں میں گریں ایک عجب ہنگامہ ہے یہ ہنگامہ دیکھ کر ملکہ آشوب نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا لے اب بچ یہ کہہ کے جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹتے ہی اسکے ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اسکے ایک طائر کلان پشت پہ ہزارہا طائر بارگاہ میں منقاروں میں دبائے ہوے صحرا میں آ کر اول وہ طائر کلان اترا اسکے بعد وہ سب چھوٹے طائر پروں سے جاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار اٹھا کے کچھ کہتا ہے وہ طائر منقاروں سے صحرا کو پاک کرتے ہیں کہ پھر وہ طائر کلان اڑا پروں کو ہلانے لگا منقار سے کچھ آواز دیتا تھا تھوڑے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پہ رکھے ہوے صحرا سے نمایاں ہوا پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحر اہتمام سواری کرتے ہوے نوبت و نقارے بجتے ہوے علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہو قریب بارگاہ آ کر وہ ساحر تخت سے اترا آشوب نے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈالنے سے کیا نفع ہوا یہ جانتا تھا کہ کنیزان شاہی موجود ہیں وہ ضرور سحر کرینگی ہمنے آخر کس واسطے اور کس دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے مکاروں سے مقابلہ پڑیگا جو آئیگا وہ اپنا اپنا زور دکھائیگا شاہباز طائر در نے آواز دی کہ ای آشوب تمنے بڑا غضب کیا شریک مسلمانان ہوئیں

تمھارے بارے مین قدرت حکم قطعی دیچکے ہین کہ سر کاٹ کر اُنکے بالاے کوہ زبرجدی لاؤ مین قدرت سے وعدہ کر کے آیا ہون کہ سر دونون کے لاتا ہون یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کنیزون کو اُنکے مقام پر اُتارا اپنی بارگاہ مین روشنی کرائی خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوئین تمام کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طاہر و براے مقابلہ سرکار آیا ہو کنیز اُس سے لڑیگی عمرو نے آشوب کو الگ بلایا کہا کہ اے آشوب ابھی ظاہر نہ ہونا اپنے کو مخفی کرو آشوب نے کہا کہ بہت خوب یہ کہکے ایک دستک دی جھونکا ہوا کا چلا آشوب و اورنگ غائب ہوئین خواجہ برق کو ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا خود بصورت آشوب اور برق کو بصورت اورنگ بنایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوے لشکر مین آکر داخل ہوے ہرکارون نے آکر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب و اورنگ آتی ہین شاہباز نے چند وزیرون اور امیرون کو حکم دیا کہ استقبال کر کے دونون کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمرو پہونچے تھے کہ دیکھا وزرا و امرا آکر پہونچے بہ اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلیے آپ کو شہنشاہ بلاتے ہین عقاب کج باز کہ شاہباز کا وزیر ہو اُسنے راہ مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہین ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یہ سب ساتھ رہتے تھے عمرو نے جاکر ہمارے ملک مین ایسی قیامت برپا کی کہ سواے ساتھ آنے کے کچھ نہ بن پڑا شاہباز نے سحر کیا مین اُنکی خدمت مین حاضر تھی کیونکر دفع نہ کرتی آخر ہم دونون نے آپس مین صلاح کی کہ چلکر شاہباز سے ملین اب ساحر زبردست آیا ہو اُس سے ملکر لشکر نبیرۂ رستم کو تباہ و برباد کرین صحراے گرداب نشان تک نہ جانے دین اگر یہ لوگ صحراے گرداب نشان مین پہونچے ہرچند کہ گرداب جادو وہ بلاے روزگار ہی کہ ان لوگون کو جینے نہ دیگی عقاب ملک آشوب سے باتین کرتا ہوا سراپا کو دیکھ کر کھٹکا ہی یہی سوچتا ہو کہ یہ دونون شریک نبیرۂ طلسم کشا ہوئین پھر کیا سمجھ کے آئین پہلے نہ سوچین کہ ہفت پیکر سے دشمنی کر کے کہان رہین گے جسکے ساتھ فوج دریا موج ہو پانچ پہاڑ فوجون سے بھرے ہین جسدن اپنے مقام سے نکل پڑیگا اگر کروڑون مسلمان ہونگے تو ملیدہ کر کے مٹا دیگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہین ہو یہ تو نہین سمجھا کہ یہ آشوب و اورنگ نہین ہین مگر یہ دل سے باتین کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد برپا کرینگی انکا ساتھ رہنا بہتر نہین ہو انکو گرفتار کرین یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا آکر شاہباز سے سب دلیلین بیان کین کہ اے شہنشاہ مناسب یہ ہو کہ آتے ہی ان دونون کو گرفتار کریجیے ایسا نہو کہ سرکار کے ساتھ بغاوت کرین شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب و اورنگ نقلی آکر پہونچین شاہباز کو آکر سلام کیا شاہباز براے تعظیم اٹھا کہا کہ اے ملکہ اگر تم نہ روکتین تو ایک سحر مین لشکر نبیرۂ طلسم کشا کا خاتمہ تھا مین نے خداوند سے وعدہ کیا ہو کہ تا بہ طلسم کشا جاؤنگا سب کو گرفتار کر لاؤنگا تمھاری کیا صلاح ہو آشوب بولے کہا کہ میرے نزدیک تو اسمین فلاح ہو کہ ہم تم سب مل کر لشکر پہ سحر کرین نبیرۂ طلسم کشا کو گرفتار کرین بی گلپوش کا گرفتار کرنا واجب و لازم ہو شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے ناچ ہونے لگا سب تعریفین کر رہے ہین مگر آشوب خاموش بیٹھی ہین کہ شاہباز نے کہا کہ کیون ملکہ عالم کیا ناچ گانا تمھارے ناپسند ہو آشوب نے منھ بچکا کے کہا یہ گاتی بے تال ہو اسنے جھلا کر جواب دیا کہ بی بی جو چاہا کہدیا زبان سے کہو تو معلوم ہو یہ سنکر ملکہ آشوب سازندون کے سامنے آ بیٹھین کہا کہ بی گاتی سنو یہ کہکے یہ غزل شروع کی قطعہ

حقیقت مین اسے منظور خاطریان نہ آنا تھا
فقط حیلہ تھا درد سر کا صندل کا بہانا تھا

شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دل سے
سرھانا پائینتی تھا پائینتی میرا سرھانا تھا

نہ دی آرایش گیسو نے فرصت بات کرنے کی
مقابل آئنہ تھا ہاتھ مین کافور کے شانا تھا

جو مر جاؤن تو لوح قبر پہ میری یہ لکھوانا
موا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا

ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان خوبان کا
ہوا تیر افگنی کا شوق جسکو مین نشانا تھا

یہ حسن و عشق سے منظور تھا صناع عالم کو
مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا

بھری رہتی تھین اسمین صورتین آئینہ رویونکی
یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا

کسی دل کو محبت سے تری خالی نہین پایا
ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا

بڑھایا کیون مرض اپنا کیا تو نے او نرگس
ان آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا

ازل سے الفت روے حسینان آب گل مین ہی
مزاج اپنا لڑکپن مین بھی او بت عاشقانا تھا

چھڑایا در نہ ہمسے آسمان نے اسکا در ورنہ
یہی سر تھا ہمارا اور اسکا آستانا تھا

اس طور سے یہ غزل آشوب نقلی نے گائی کہ گائن ہاتھ چومنے لگی کہا کہ حضور کیا کہنا ہم تو نقل بھی آپ کی نہین کر سکتے مگر عقاب کج باز اور زیادہ کھٹکا اُسنے کان مین شاہباز کے کہا کہ حضور آشوب مین یہ کمال کہان شراب مین بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے فوراً گلابی مین بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے سامنے آشوب کے آیا کہا لو ملکہ ہمارے شہنشاہ کی عنایت ہی آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹھون سے جو لگایا بو بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کر کے کہا کہ بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونون بلا مین پھنسے دیکھیے کیونکر بچین برق بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا خواجہ اُس جام کو بے اندیشۂ انجام پی گئے جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے کھایا وہ دافع داروے بیہوشی تھا یا تو آنکھون مین سُرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف تھا کئی جام عمرو نے یون ہی پیے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہی کہ بیہوشی تاثیر نہین کرتی عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ ساحرہ زبردست ہی اسکے بیرون سحر نے اسکو بچایا اب ظاہر مین سحر کیجیے شاہباز سنبھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہکر اُٹھی کہ ای شاہباز تم شب کو سحر کرنا ہم اُسکو پورا کر دینگے اور نہین تو اگر مناسب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات نہین کنارے تمکو آگاہ کر دین اُس طور سے تدبیر کرو گے تو تا بہ لشکر طلسم کشا پہونچنا کچھ بات نہین ہی شاہباز اُٹھ کھڑا ہوا ہر چند کہ عقاب اشارے کرتا ہی مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا آشوب نقلی شاہباز کو گوشے مین لائی کہا کہ ای شاہباز رات کو جادوگرنیان طلایہ پھرتی ہین جو سحر کروگے جادوگرنیان کامل و اکمل ہین گلیوش بلاے روزگار ہی ضرور دفع سحر کرینگی دن کو سحر کرو یہ باتین کرتے کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہی اسکو منع کرو کہ ہم تخلیے مین باتین کر رہے ہین یہان نہ آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا اور شاہباز کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا منھ پر ہاتھ پھیرا شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو پکارا کہ ای وزیر اعظم یہان آؤ کچھ کہنا ہی عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ مین نے اُسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہی ایسا نہو کہ نکل آئے شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اُسنے سر نکالا عقاب اُس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو بھی حلقے کمند کے مارے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو بھی نذر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل مین شک آگیا ہو اتنے عرصے مین برق نے اور سب پر رنگ جمایا شراب کا چرچہ کیا دو چار شعر گا کر جام لبریز کر کے کہا کہ لو صاحبو پیو ہم بھی پیین گے پہلے جام سادہ آپ پیا پھر آغشتہ بداروے بیہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو اندر سے نکلے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہو سمجھے کہ برق نے رنگ جما لیا دست درازیان آپس مین ہو رہی ہین عمرو نے آتے ہی سبکو للکارا وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھ اُٹھ کر گرے بیہوش ہوے خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان مین سوزن دی سب کو ستونون سے باندھا شاہباز و عقاب کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز دیکھا تو نے قدرت کو پروردگار عالم کی کہ مین نے تجھکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پر لعنت کرو اُس پروردگار کو سجدہ کرو کہ جسنے ایک نکتہ کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا جس معبود کو سجدہ کرو کہ جسنے تمکو قطرۂ نجس سے پیدا کیا یہ غرور دماغ مین بھرا تمھارا ارادہ تھا کہ ہمکو گرفتار کرو ہمنے تمکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہو کہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالونگا تمھاری فوج کو لیجا کر ہاتھ سے ایرج نوجوان کے قتل کراؤنگا بارگاہین لوٹ لونگا شاہباز دیکھتا ہو کہ سب سردار میرے گرفتار ہوے اب مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ مین صدق دل سے تمھاری اطاعت کرتا ہون عمرو نے ایک کوڑا مارا تازیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر در آیا شاہباز بلک گیا عقاب کو تو عمرو نے خنجر مارا کہا کہ او مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا سر کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہو مجھے بھی قتل کر ڈالے دل سے زنگ کفر دور ہوا خوف جان سے قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ مین بصدق مطیع اسلام ہوتا ہون شیر بیشۂ صاحبقرانی کو تا چھراسے گرداب نشان پہونچاؤنگا عمرو نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے سوزن نکالی شاہباز قدمون پر گرا خواجہ نے سر سینے سے لگا لیا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجیے گا شاہباز نے بہت سا جواہرات منگا کر دیا خواجہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شاہباز مین بہت قرضدار ہون ادائی سود مین مجبور و ناچار ہون شاہباز نے کئی صندوقچے جواہرات کے حاضر خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب چلو خدمت مین ایرج نوجوان کی برق سے کہا کہ جا کر ایرج کو خبر کرو کہ شاہباز طائر در مطیع اسلام ہوا خدمت مین آتا ہو اسکے استقبال کو آشوب

داورنگ و توسن وکمیت کو روانہ کرو برق نے جاکر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا آشوب داورنگ وگلپوش و توسن وکمیت کو اشارہ کیا کہ براے استقبال شاہباز طائر درجاؤ کہ خواجہ نے جاتے ہی تمھاری شکل بر شاہباز کو مطیع کیا شاید یہ بھی کہ رہا ہو کہ یہ باتین قبلہ وکعبہ پر موقوف ہین کیا عیاری بن پڑی جاتے ہی شاہباز کو مطیع کرلیا آشوب اورنگ وگلپوش وغیرہ سب ساحرون کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آٹھہرین دیکھا کہ گرد اڑی شاہباز تخت پر سوار چالیس پچاس مصاحب تخت کو گھیرے ہوے پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا لشکر آشوب کو جو براے استقبال دیکھا شاہباز بھی تخت سے کود پڑا ملا آشوب سے بغلگیر ہوا خواجہ ساتھ ہین سب سردارون سے آشوب نے شاہباز کو ملوایا یہ اعزاز و اکرام تمام لاکر بارگاہ ایرج مین پہونچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز تخت پر نہ بیٹھتا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہان سے کوچ کرین یہ وادی ریگستان مشہور ہی یہان حوالی مین ایک پہلوان رہتا ہی مشہور صحرا نشین اُسکا نام ہی اگر اُسکو خبر پہونچی تو فوراً براے مقابلہ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اُسے خود پیغام رزم بھیجین گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہی مگر وہ نہایت زبردست ہی غلام کو خوف یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف پہونچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہی تم خود جاکر اُسکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منھ سے نہ نکلے گا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہین شاہباز اُسی وقت پر پرواز پیدا کر کے چلا مشہور صحرا نشین اپنے بیشے مین بیٹھا ہی چار سو پہلوان حاضر ہین کہ ہرکارون نے اُسکو خبر پہونچائی عرض کی کہ اے پہلوان دوران و اے رستم زمان آپ کی حوالی مین آکر نبیرۂ صاحبقران فروکش ہوا قدرت نے شاہباز کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جاکر نبیرۂ حمزہ کو گرفتار کرو وہ آکر اُترا تھا عمرو نے اُسکو عیاری کرکے ایسا تسخیر کیا کہ وہ لشکر ایرج مین پہونچ گیا اب ایرج یہان سے کوچ کرین گے حضور کے حال سے آگاہ نہ ہوے یہ سنکر مشہور صحرا نشین نے ایک چیخ ماری ڈیڑھ لاکھ جوان کشتی گیر لنگوٹ باندھے ہوے آواز اپنے مالک کی سنکر سب حاضر ہوے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی کہا جلد تیار ہو اور گینڈا ہمارا درست کرو ہم مقابلے مین نبیرۂ طلسم کشا کے جائین گے یہ ذکر تھا

کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر در آکر پہونچا اُس سے مشہور نے پوچھا کہ اے صاحب خداوند کیونکر آپکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہون کہ نبیرۂ رستم بصد شوکت وحشم آپ کے بیشے سے گذرا چاہتا ہی مین نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام قبول کرلی اب آپ کو اختیار ہی ایرج آپ کے مقابلے کا مشتاق ہی اُسکو بھی پہلوانی کا دعوی ہے لقا کا نواسا ہی مگر قدرت کے خون کا پیاسا ہی کئی مرتبہ لقا کو شکست دیچکا جہان پایا اُنیز جا پڑا لقا اس جوان سے جان بچاتے ہین طرماسب ایسا جوان بیٹا طہماس کا کہ اپنے زمانے کا دیو تھا اُسکو زیر کیا اپنا سردار بنایا مشہور نے دیکھکر آواز دی کہ طرماسب وطہماس ایسے میرے چیلے ہین چالیس کوس کے گرد مین کسی کی مجال نہین کہ آج تک اکھاڑا کھودتا یا پہلوانی کو جاری کرتا چالیس جوان بیٹھے ہین ان لوگون نے دس دس برس مشقت کی اُسکے بعد اکھاڑا کھودا اُستاد بنکے بیٹھے مین نے جاکر کسی کو دوپہر مین زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر اُلجھا شام ہوتے ہوتے زیر کر لیا کیا نبیرۂ رستم ان سب سے زیادہ ہی شاہباز نے کہا اس گفتگو سے کوئی مراد نہین حاصل ہوتی اب آپ مقابلے مین آئینگے تو اُس شہریار کا جاہ وجلال دیکھین گے مین تو اُس شہریار کا غلام ہون دل وجان سے مین نے اطاعت کی تمھین خبر کرنے آیا ہون مین نے تو تابعداری اختیار کی مین حیران ہون کہ یہ طلسم کشا نہین ہین انکا یہ جاہ وجلال یہ فوج یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر دو دن مقابلے مین نہ ٹھہر سکا رات کو آیا دن کو خدمت مین پہونچا مشہور نے کہا کہ مین فوراً آتا ہون آکے اُس جوان کا زور دیکھتا ہون کہ کس رنگ پر ہی کیا خیال ہی کیسا جاہ وجلال ہی شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرانشین اُسی وقت گینڈے پر سوار ہوا چالیس پہلوانان زبردست بارہ چودہ ہزار اُسکے شاگرد ڈیڑھ لاکھ لشکر اس کروفر سے روانہ ہوا منزل درمنزل چلا جس قریے کے قریب اُترتا ہی زمیندار سے وہان کے کہلا بھیجتا ہی کہ آج بادولت کو فروکش ہونے مین دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کرو اُسی وقت زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکر حاضر کر دیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گانون لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہی یہان شاہباز نے آکر ایرج نوجوان سے اُسکا تکبر وغرور بیان کیا کہ حضور اُسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہی

کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتا اب وہ آتا ہی غلام کو بھی بڑا خیال ہی مدت سے وہ یہان
رہتا ہی سیکڑون قریے اُسنے قبضے مین کر لیے کوئی کچھ نہین کرسکتا اگر یہان کے بادشاہون سے
فریاد کی تو اُن لوگون نے کانون پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اُس جنگلی سے کون مقابلہ کرے گا تُون
لے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاءاللہ وقت پر سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی
دیکھا کہ مشہور صحرا نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چار طرف سے گھیرے ہوئے پشت پہ
فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہونچی بارگاہین چھکڑون پر لدی ہوئین اس کروفر سے آکر
پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان جا بجا اُترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحر ہمارے لشکر
کے چھانٹے جائین اور وہی سب ساتھ جائین گے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین طبل جنگی بجے شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاپور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحرون کا لشکر ہمارے
ساتھ میدان کارزار مین جائیگا غیر ساحرون سے کہدو کہ تیار رہین اور ساحر لوگ علحدہ رہین کوئی
صاحب ساتھ نہ جائین شاپور نے لشکر مین حکم پہونچایا ایرج نوجوان نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ
لشکر غیر ساحران کسقدر ہی وقائع نگارون نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہین شاپور نے
عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہی ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا شاہباز نے عرض کی
کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار مین ہونا ضرور ہی تنہا غلام
کافی ہی ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہی مگر خبردار کسی بات مین دخل نہ دینا شاہباز طائرہ ور نے
عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤن شاہباز نے اُسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب مین
مشہور ہی کہ مشہور صحرا نشین و ایرج نوجوان سے سویرے مقابلہ ہو پہلوان ہلڑ کر رہے ہین
ملازمان ایرج کو انتشار کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکناف مین مشہور ہی چار پہر رات اسی
ہنگامے مین بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوشش اکھاڑۂ مشرق سے بر آمد ہوا شاگردان ضیا و شعاع
ہمراہ میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا ادھر سے یہ دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہو کر نقیبون نے نقابت کی کرکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ مشہور
صحرا نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا گینڈا دوڑنے لگا نیزہ ہلانے لگا

اسپ تازی چوگان بازی دکھلا کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان وادی زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین سوائے ایرج کے اور کسی کو نہین چاہتا ایرج نے کرۂ بن اشقر کو صفت سے بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا ایسا مرکب اصیل کوہ سرین و کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل تھوتھنی مثل غنچۂ گل طرارہ بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے جنور کرتا ہوا

بقول مصنف صفت اسپ تصنیف مصنف کتاب ہذا

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی

کہ شبدیز خامے کا پالنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل خنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے

تین ٹھیکون مین گھوڑا سامنے مشہور کے آکر پہونچا آپس مین تگاور زق ہوے تین قدم کرۂ بن اشقر اور پانچ قدم گینڈا مشہور کا پیچھے ہٹا اب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ آئینۂ رخسار پر پڑی آئینہ وار حیران مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکار اٹھا کہ ای جوان میری تلوار کا وار تجھ سے نہ اٹھیگا یہ مجھکو ثابت ہوا کہ تو من چلا ہی سر کو ہتھیلی پر رکھا موت کا مزا چکھا تب مایدولت کے مقابلے مین آیا بس پلٹ جا مین نے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب مین فرمایا کیون اسقدر غرور کرتا ہی شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہین وار کر یا لات و منات پر لعنت کر اور ہفت پیکر سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہو ایرج نے جو ہفت پیکر کو برا کہا مشہور بہت بگڑا گینڈا ہٹا کر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ساٹھ ستر طعن چلی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور مثل ابر کے گڑگڑایا آواز دی کہ ای جوان تو نے غضب کیا دو دریاے لشکر دیکھ رہے ہین تو نے میرا نیزہ ہوائی کیا مگر یہ تیغ بیدریغ ہی حلال جہات مردان عالم اسکا نام ہی یہ مشہور خاص و عام ہی اگر پہاڑ پر ہاتھ مارون تا بہ بیخ کاٹون صدہا پہلوان مار ڈالے دل مین درد کا نام نہین اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہ کے تیغ نیام انتقام سے کھینچی صاف ثابت تھا کہ اژدہا غار سے بل کرتا ہوا نکلا کیا مثال دون آہ دل مظلومان کہون یا ابر پھٹا برق جہندہ نکلی

خبردار خبردار کہ کے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغۂ دو دمۂ سکندری کو نیام سے کھینچا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا ایرج نے بھی بہ قوت صاحبقرانی ہاتھ مارا مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈالدیا ایرج نے اُسکا گریبان پکڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دو شیر سر ٹکرا رہے تھے جہان مشہور پکڑ لیجاتا ہے ایرج تڑپ کر نکلتے ہین اور جس مقام پر ایرج پکڑ لاتے ہین دو چار گھسّے ایسے دیتے ہین کہ زرہ پارہ پارہ ہو جاتی ہے پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہین اُلجھ اُلجھ کے مشہور ایرج نوجوان سے شام تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزار ہوگیا جبکہ شہنشاہ زرین پوش نے فوج ماہ تابان سے شکست کھائی قلعہ مغرب مین جاکر روپوش ہوا مشہور نے فوراً ایرج نوجوان کو چھوڑ دیا ایرج نے بڑھکر ہاتھ تھاما فرمایا کہ کیا ارادہ ہے مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہوگا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہے ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہین بے حریف سے فیصلہ کیے نہین پلٹتے یا تو ہمین زیر کریگا یا ہم تجھپر غالب آئین گے تب میدان سے پلٹین گے مشہور نے کہا کہ مین ہرگز رات کو مقابلہ نہ کرونگا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سپر و شمشیر اُٹھائی ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ آؤ تلوار چلے جھٹ پٹ فیصلہ ہو جائے کشتی مین عرصہ ہوگا مشہور نے جواب دیا مین کسی طرح مقابلہ نہ کرونگا اب پلٹ ہی جانا بہتر ہے کل صبح کو میدان مین آنا نیزہ و شمشیر آپس مین چلیگا ہرچند کہ ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر مین جاکر اکیلا بارگاہ مین آیا جو ساتھ چلے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ مین تنہا بیٹھا بیٹھ کر رونے لگا آنکھین روتے روتے سرخ ہوگئین عیار اسکا پیمان شگرد جو پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ سب رفیق باہر ہین آقا اکیلے اندر ہین پہرے والے سے کہا کہ جاکر عرض کرو عیار آپ کا حاضر ہے امیدوار ہے کہ باریاب ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اُسکو بھیجو پیمان شگرد اندر آیا اتنے بڑے پہلوان کو اس حال مین دیکھا کہ آنکھین سرخ سر جھکائے بیٹھا ہے پیمان شگرد نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی کہ مین حضور کو نہایت متردد پاتا ہون ہرچند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہون مگر بخوف کہہ نہین سکتا مشہور نے کہا کہ ای یار وفادار مین برائے مقابلۂ نبیرۂ رستم میدان مین گیا وہ کل فنون سپاہ گری مین تجھپر غالب ہے شام کے ہوتے ہی مین پلٹ کر آیا مگر وہ نہ مانتا تھا مین سوچ چلا

کہ عیار میرا یہان شاگرد موجود ہی کچھ فکر کریگا اگر تجھ سے ہو سکے تو ایرج کو پکڑ لا مین اُسکو قتل کرون اُسکے خون سے ہاتھ بھرون ای پیمان ہو سکتا ہی کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے پیمان نے کہا کہ غلام بیشک گرفتار کر لائیگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجکو روک سکے مین دیکھ رہا تھا کہ حضور نے عجب طور سے مقابلہ کیا دن بھر اُلجھ اُلجھ کے لڑے وہ پیچ آپ کے جو پہلوانون پر بندھے ایرج کے سامنے وہ پیچ بھی آپ نے نہین کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا ای عیار طرار دیکھنے مین وہ جوان ہاتھ پانون چھوٹے چھوٹے رکھتا ہی معشوق وضع ہی مگر زور اُسمین کوٹ کوٹ کر بھرا ہی اس وجہ سے وہ پیچ اُسپر نہ بندھ سکے یہی مجکو خوف ہی کہ کل کا اُسنے وعدہ لیا ہی اب اگر مقابلہ پڑیگا تو ابکی وہ مجکو مار ڈالیگا مین اُس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگا ایسے سخت پیچ باندھتا ہی کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہی عیار اُٹھا بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک ضعیفہ کی شکل بنا لشکر ایرج مین آیا پھرنے لگا مہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے اُنھون نے جو بڑھیا کو آتے دیکھا کہ کمر مین خم جھُریان پڑی ہوئین مگر جلدی چلی آتی ہی برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار مکار ہی جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسکی فکر مین پھرتی ہو برق کو دیکھکر پیمان گھبرا گیا نام تو سنتا تھا کہ برق بلاے روزگار ہی برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر مین پھر رہی ہو پیمان نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سوارون مین نوکر ہی کئی دن سے گھر نہین گیا مین اُسے دیکھنے آئی ہون برق نے کہا کس رسالے مین ہی پیمان گھبرا یا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤن کہا بیٹا مین نہین جانتی برق نے کہا کہ چلو مین تلاش کر دون بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے کہا کہ بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہین جیسے ہی بڑھیا اُدھر پلٹی برق نے حلقے کمند کے ڈارے پیمان نے سبک ہو کر جست کی حلقہ ہاے کمند سے دور جا کر گرا برق نے آواز دی کہ او مکار کہان جاتا ہی پیمان بھاگا برق نے پیچھا نہ کیا پیمان جنگل مین پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروش بنکر طرف لشکر کے چلا یہان برق اسکو بھگا کر پلٹا تھا کہ راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا کہ مہتر صاحب کس تلاش مین گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تمھارے آقا کی تلاش مین آیا تھا مین نے اُسے ٹوک کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو پھر حملہ کریگا مجکو یقین کامل ہے کہ یہ مشہور کا عیار ہی وہ عاجز ہو کر گیا تھا اُسی نے عیار کو بھیجا ہی شاپور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

ملعون آسکے پیمان پھر لشکر مین داخل ہوا جا بجا دوکانون پر ٹھہرتا ہوا آتا ہی بہت لوگون سے پوچھتا ہوا الپشت بارگاہ ایرج پر آیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو روئی عطر کی دی پوچھا کہ آقا سے نامدار تمھارے کیا کرتے ہین ہمارا مال وہان بکوائیے تو آپ لوگون کی بھی خدمتگزاری کرین ایک خدمتگار نے کہا کہ مین کمیدان کے پاس تمھین لے چلونگا دس پانچ تولے بک جائیگا اُس خدمتگار کے ساتھ پیمان چلا دوکانون کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پر پیمان نے حلقے کمند کے خدمتگار کو مارے حباب مار کر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر قریب بارگاہ ایرج آیا خدمتگارون مین ملکر اندر پہونچا دن بھر بیٹھ اُٹھ کے اسنے کام شام کو جب چپی پر تقسیم ہونے لگے تو اسنے جمعدار سے کہا کہ آج چپی پر میرا پہرا ہی تین خدمتگار اور چوتھا یہ قرار پایا چپی پہ ایرج کی آیا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو اسنے گاو زبان کھلا کر تینون خدمتگارون کو بیہوش کیا اپنے مقام سے اُٹھا کنچہ نکالا دارو سے بیہوشی رکھ کے برابر دماغ کے لگا دیا ایرج نے جب سانس لی بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک مار کر بیہوش ہوئے اسنے دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن اور دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر پشتارہ باندھا چادر عیاری مین باندھکر اب حیران ہی کہ کس طرف سے نکلون طلایہ کی آواز کان مین آتی ہی دروازے پہ نگہبان بیٹھے ہین باتین کرنے کی آواز آتی ہی آخر حیلہ سے بارگاہ پر آکے سراُنچہ چاک کیا نکلا پاسے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہین طلایہ آتے دیکھا خیمے کی آڑ پکڑی کہین بیٹھ گیا کہین لیٹ گیا کہین دوڑ کے چلا کہین ٹھہر گیا اس طرح بیٹھتا اُٹھتا جاتا ہی شاپور اپنے خیمے مین پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کھلی سوچا کہ برق نے تمکو آگاہ کیا تھا تمنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہ ہو کہ آقا کو کوئی لیجائے برق کہین گے کہ ای شاپور بڑا افسوس ہی ہمنے تمسے کہدیا تھا تمنے انتظام نہ کیا یہ سوچکر اُٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہی دروازے پر نگہبان بیٹھے ہین شاپور نے پکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہی نگہبانون نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت ہین جی مین کہتا ہی کہ ای شاپور نگہبان ہوشیار بیٹھے ہین پھر باعث تردد کیا ہی پھر خیال مین آیا کہ چلکر دیکھ تو لین آخر بارگاہ مین آیا دیکھا کہ اندھیرا پڑا ہی پلنگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج کو نہ پایا گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا بستر پر نہین ہین

چند شاگرد شاپور کے تھے وہ چار جانب دوڑے شاپور جو گرد بارگاہ کے پھرا ایک مقام پر سراغچہ چابک پایا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا بہمان لشکر سے نکل چکا تھا شاپور نے دور سے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش لیشتارہ بدوش جاتا ہی خیال مین آیا کہ للکارون پھر سوچا کہ اسکے پیچھے چلو آگے آگے بہمان جاتا ہی بیس قدم پیچھے ترکیب سے شاپور چلا آتا ہی بہمان مشہور رات بھر انتظار مین عیار کے جاگا بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی تو کھڑا ہوگیا دروازے پر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بہمان لیشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا کہ ای بہمان شیر یا روباہ عرض کی حضور ایرج کو لایا مشہور نے بہمان کو ساتھ لیا بارگاہ مین آیا شاپور بشکل جلاد پہونچا اور خادم و خدمتگار یہ خبر سنکر دوڑے چند افسر آئے لشکر مین بلڑ ہو گیا کہ عیار ہمارے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چند افسران فوج بارگاہ مین حاضر ہوے مشہور نے کہا کہ اسکو ہوشیار کر عیار نے عرض کی کہ ہن شیر کو دام مکر مین گرفتار کر کے لایا ہون یہ ہوشیار ہوتے ہی آفت برپا کریگا آہنگرون کو بلائیے اُسی وقت آہنگر آئے ایرج کو مسلسل و مطوق کیا اب ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانۂ زنجیر مین غل ہوا ایرج بل کر کے اُٹھے سامنے مشہور کو جو بیٹھے دیکھا بہ طریق اہل اسلام سلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم کو معرفت عیار کے گرفتار کرایا ہی جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر مشہور نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد حاضر ہی شاپور مجمع سے نکلا خنجر برہنہ ہلاتا ہوا چلا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسے ابھی قتل کرون ایرج نے کلمات سخت و سُست کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے یہ خاموش نہین ہوتا برابر سے گفتگو کرتا ہی کچھ اسکو خوف جان نہین ایرج نے کہا کہ مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہین شاپور نے للکار کر آواز دی کہ ذرا او جوان ادھر تو دیکھ ایرج نے جلاد سے آنکھ ملائی پہچان گئے کہ میرا عیار آگیا شاپور نے جھپٹ کر گردن پر کوئلے کا خط دیا شانگین لگانے لگا آواز دیتا ہی کہ ای افسر سمجھ کر حکم دیجیے آپ کا جو حکم ملے ہاتھ مارون کہ سر اسکا اُڑ جائے مشہور نے کہا کہ سر کاٹ لے شاپور نے بڑھ کر خنجر مارا ایرج نے دونون ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نوجوان نے نعرہ کیا۔ نظم۔

گرمی بازار عشق از تفِ خون من ست
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
باک ندارم ز دار چوب ستون من ست

خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق
بشکنم این بند را وقت جنون مست

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا شاپور نے نیمچہ ہاتھ مین دیا ایرج نوجوان معروف جنگ ہوے مشہور بھی اپنے مقام سے اُٹھا للکارتا ہوا کہ ای جوان کیا غضب کیا قید مردان عالم کو دور کر دیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ نہ چھوڑونگا اپنے ملازمون کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامرد مکر سے قید کر لایا اُسپر یہ غرور مشہور نے طرف بہمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے اپنے شاگردون کو بلا کمندون مین اسکو گرفتار کرین بہمان جست کر کے چلا تھا کہ شاپور سد راہ ہوا شاپور اور بہمان سے نیمچہ چلنے لگا کئی حلقے کمند کے بہمان نے شاپور پر مارے شاپور نے حلقے خنجر سے کاٹ لئے آخر اُسنے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہو شاپور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہو یہ فقرے ہمارے گھر سے نکلے ہین دیکھ تیرا سر کٹا چاہتا ہو پشت پر حریف آگیا بہمان پلٹا شاپور شیردل نے نیمچہ مارا کہ سر بہمان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی بہمان بھاگا شاپور نے جو اتنی مہلت پائی فوراً جست کر کے باہر نکلا لشکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار و پیدل شاپور نے آواز دی کہ یارو خبر لو آقا اکیلے گھرے ہین سات ہزار سوار لیکر شاہباز طائر ور آپڑا ایرج نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا معروف جنگ ہوے شاہباز جو سات ہزار جوان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرا مصروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ پر آکر گرے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہباز نے دو تین گولے بھی مارے اندھیرا ہوگیا کافر گھبرائے پھرتے ہین مشہور دیوانہ وار تلوار ہاتھ مین سامنے ایرج کے پہونچا ایرج نے للکارا اُسنے بڑھ کر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا پکارتا ہوا کہ یارو نکل چلو یہ جوان زور مین بھی بے نظیر ہو فنون سپہ گری کو بھی خوب جانتا ہو بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے پیچھا نہ کیا بارگاہون اور خیمہ پر قبضہ کیا مال و اسباب لوٹ کے بفتح و فیروزی پلٹے داخل لشکر ہوے مشہور جو بھاگا اپنے مقام پر آیا فوج والون سے کہا کہ تم لوگ یہان ٹھہرو مین بالاے کوہ زبرجدی جاتا ہون خداوند سے جا کر فریاد کرونگا کہ ایسے ساحر کو روانہ کرین کہ جو ایک سحر مین ان سب کا خاتمہ کر دے اسی طرح گینڈے پر سوار زخم ادھر سر سے خون بہتا ہوا کپڑے تمام

خون آلود صحرا اُن کو طی کر کے زیر کوہ زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہی جو مشہور کو اس حال سے دیکھتا ہی پوچھتا ہی کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان تمکو کسنے زخمی کیا ہی کہتا ہی کہ یارو کیا کہون عجب آفت مین ہون قدرت کو کچھ فکر نہین اہل طلسم کے بچنے کا ذکر نہین طلسم کشا کا دن بدن زور بڑھتا جاتا ہی یہ پوتا طلسم کشا کا کہ جسکے ساتھ تین چار لاکھ فوج ہی ساحر زیادہ غیر ساحر کم خود بہادر ایسے دیو سے مقابلہ کیا مین اپنی جان بچا کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کرایا اُسکے عیار نے اُسی وقت اُسکو رہا کیا جنگ مین زخمی ہو گیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہون سب سے کہتا سنتا بمشکل بالاے کوہ زبرجدی آیا تصویر سنگی باتین کر رہی ہی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند سواے اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپ کو فکر ہی پوتا طلسم کشا کا اس حوالی صحراے عشرت خیز تک آ گیا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا تصویر نے آواز دی اپنے ملک مین جاؤ مددگار پہونچیگا نبیرۂ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس حوالی مین قدم نہ رکھیگا چند ساحر اُسکے ساتھ شریک ہو گئے اُنھون نے یہ زور اُسکے تئین دیا ہی اُسپر نبیرۂ طلسم کشا اپنے عظم وشان پر ناز کرتا ہی ایسا ساحر بھیجون کہ جو جاکر زمین ہلادے مگر تو اپنے مقام پر جا مشہور کوہ سے اُترا جہان ٹھہرتا ہی وہان لوگ گھیر لیتے ہین آخر جان بچا کے بھاگا ایک لفظ مین سب کو آگاہ کرتا ہی کہ یارو مین زخمی ہوا مین نے شکست فاش کھائی قدرت سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہی یہ کہتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرف اپنے ملک کے چلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا بیشے کے باہر نشان آمد لشکر ایرج نوجوان معلوم ہوتا ہی اول آکر پری گلپوش اُترین تھوڑی دیر کے بعد توسن وکمیت بھی آئین شاہباز بڑے دھوم سے آیا ایرج نوجوان کا داخلہ ہوا مشہور دیکھکر گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ یہ بھی پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ ای شہریار لشکر نبیرۂ طلسم کشا آ گیا تمام جنگل فوج سے معمور ہی ایسا نہ ہو نبیرۂ طلسم کشا آجکی تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ مین قدرت سے کہہ آیا قدرت نے مضبوط وعدہ کیا ہی مین اُسی کا انتظار کر رہا ہون یہ کہکر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے چشمک زنی برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر پھٹا مشہور نے دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین

نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن دونون ہونٹھ رشک نسرین ونسترن پشت پر دو لاکھ جادوگرنیان طاؤس زرین بال پر سوار باز و بط و قرقرے زیر ران ہزبر آتشین پر ساحران غدار وہ ساحرہ آکر اُسی صحرا مین اُتری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سراپا اُس محبوب مطلوب کا دیکھا بیتاب ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ آیئے تشریف رکھیے جی چاہتا ہو آنکھین فرش کرون خاک پا لیکر آنکھون سے لگاؤن توتیاے چشم بناؤن میری تو عجب کیفیت ہو قلب کی یہ صورت ہو کیونکر ضبط کرون ضبط نہین ہوسکتا کلیجہ دھڑک رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو۔ نظم

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہون تمسے کہ ان آنکھون سے کیا کیا دیکھا
یون تو جایا کیے ہر سال مہینون لیکن
ابکی نوچندی مین اک چاند سا مکھڑا دیکھا
عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی +
مرتے دم شکر ہے دیدار تمھارا دیکھا
کبھی بالون کو سنوارا کبھی سرمہ پونچھا
آئنہ لے کے سحر اُسنے جو چہرا دیکھا
ہون وہ کافر کہ مسلمانون نے اکثر مجکو
پھونکتے کعبے مین ناقوس کلیسا دیکھا
جان بلب ہوگیا دو روز کی غفلت مین تری
اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا
کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر
جان جان آج تو تونے اُسے اچھا دیکھا
بدگمانی سے خفا ہوتے ہو تجھ سے ہر بار
کچھ عجب طرح کا انداز تمھارا دیکھا
آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق
کونسے کوچے مین کسنے مجھے کس جا دیکھا
افترا مجھپہ کیا ہو یہ دراندازون نے
بخدا مین نے کسی کو نہین اصلا دیکھا
آپ کیون کرتے ہین ہر روز نظارہ بازی
مین نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا
اُٹھ گیا اُسکا دوپٹہ جو ہوا سے ای رند
صاف آئینے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

مشہور نے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ ای مشہور مین تمھاری مدد کو آئی ہون تم ایسی باتین کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو خبردار یہ خیال دل سے نکال ڈالو مین ابھی جاکر نبیرۂ طلسم کشا کو پکڑ لاؤن دیکھون کون کون جادوگرنیان جمع ہین کہ اسقدر اُنھون نے ہنگامے ڈالدیے سب ساحر شکایت کرتے ہین کہ بی گلپوش بہت تیز ہین ایک آنکھ کا اشارہ اُسپر کافی ہو دیکھون تو کیسا باغ لگاتی ہین اور اگر ایسی باتین منظور ہین تو رخصت ہوتی ہون

کل صبح کو طلسم کشا تمپر بلوہ کریگا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام تمھارے بیشے مین آگ لگا دیگی بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملیگا جل بھن کے رہجاؤ گے مستہور کھڑا ہوگیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ اے ملکۂ عالم فقط نگاہ لطف کا امیدوار ہون آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہین کہ اس حوالی مین کوئی ہمسر میرا نہین ہے فقط مین نے نبیرۂ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگر بخوشامد قدرت سے عرض کرون تو میرے تمھارے نسبت پختہ کرادین خود قدرت تمکو سمجھا دین تین سو قصبے میرے قبضے مین ہین ان سبکو آپ پر نثار کرون ایک ایک کنیز کو مرتبۂ افسری دونگا وہ خدمتگزاری کرون کہ آپ کو رضامند کرون کسی خدمتگزاری سے منھ نہ پھیرون ملکہ نے منھ پھیر لیا کہا کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دون خیر سمجھا جائیگا خبردار میری بارگاہ مین نہ آنا ورنہ مین بہت بیزار ہونگی یہ کہکر بارگاہ استادہ کرائی لشکر اپنا اُتارا ملکہ داخل بارگاہ ہوئین اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر کنیزون کو حکم دیا کہ ہومخانہ آراستہ کرو کنیزون نے اُسی وقت تخت بچھائے اُسپر پھول رکھدیے پیالون مین پانی بھر کر رکھا کہا کہ اے ملکہ توسن چابک خرام آیئے ہومخانہ تیار ہے توسن چابک خرام اپنے مقام سے اُٹھی تخت پر آکے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اُچھالتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ اے ہوا سے تیز اپنا رنگ جما اپنی کیفیت دکھا کیون دیر کی ایک ہوا سے سرجلی ایرج اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین دور دور جادوان کا بندھا ہوا ہے یہی ذکر ہو رہے ہین کہ ملکہ گلیوش اپنے مقام سے اُٹھین توسن وکمیت نے پوچھا کہ کیون حضور کہان چلین گلیوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئین دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک مادیان مشکین زین ولجام سے آراستہ کلائیان مارتی ہوئی اسی طرف آتی ہے ملکہ گلیوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کرلاؤ کنیزین اُس طرف چلین دیکھا کہ وہ ایک مادیان خود اسی طرف آتی ہے کنیزون کے سر فراکر سامنے گلیوش کے آئی سر جھکا کر کھڑی ہوئی اشارون سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا کہ رہی ہے کہ مجھپر سوار ہو جیسے ملکہ اُچک کر پشت مادیان پر آئین باگ پر ہاتھ ڈالا مادیان اُلٹی پلٹی طرف لشکر توسن لے چلی قضا سے کار شاہباز طائر در سویرے سے اُٹھ کر برائے شکار گیا تھا اُدھر سے پلٹا ہوا آتا ہے دیکھا کہ ملکہ گلیوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہے اور گلیوش کا چہرہ سرخ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے باگ پر پنجہ نگارین گھوڑی بھاگی ہوئی جاتی ہے شاہباز نے پکارا کہ ملکہ گلیوش ٹھہر جاؤ اب

مادیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلپوش نے جواب نہ دیا بلکہ مادیان پر کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب شاہباز پکارتا ہی ملکہ اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہین جب شاہباز نے دیکھا کہ گلپوش نہین رکتی شاہباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز مجھے کیون روکا مین نہ رکون گی مجھکو توسن چابک خرام نے بلایا ہی مجھے وہان جانا ضرور ہی اُسنے مجھکو بلایا ہی یہ کہکے گھوڑی کو اُڑایا دیوار آہن پر گولہ مارا دیوار آہن گری گلپوش نکل گئی شاہباز عرصے تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ توسن چابک خرام کی بارگاہ مین گئی تب شاہباز پلٹا گلپوش سامنے توسن کے پہونچی توسن کو سلام کیا توسن نے کہا کہ بی گلپوش آئیے ہاتھون سے گجرے کھول کر دیے کہا کہ یہ ہاتھون مین پہنو گلپوش نے ہاتھون مین لپیٹے توسن نے ایک طوق بھی گلے سے اُتار کے دیا وہ بھی گلپوش نے پہن لیا اب سب نے دیکھا کہ گلے مین گلپوش کے طوق آہنی پڑا ہی ہاتھ مین ہتھکڑیان زبان باقی رہی توسن نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہا کہ لو بی بی گلپوش نے اُس غنچے کو زبان پر آراستہ کیا زبان مین سوزن پڑ گئی توسن نے گلپوش کے منھ پر ہاتھ پھیرا اب گلپوش کو ہوش آیا گھبرانے لگی ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اسکو قید خانے لیجاؤ اُس کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا باہر لے گئی باہر جا کے کہا کہ منم شاپور شیر دل زبان سے سوزن نکالون اپنے ہوش مین ہو گلپوش نے اشارہ کیا فوراً شاپور نے زبان سے سوزن نکالی گلپوش بلند ہوئی آسمان پر جا کر وہی گجرے کہ جو توسن نے دیے تھے وہ نوچ کر لشکر پر توسن کے پھینکے پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا وہ جل کر رہگیا لشکر مین ہلڑ ہوا توسن نے باہر آکے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہین جسپر پھول گرا وہ جلا کنیزین بھاگ رہی ہین لشکر مین تلاطم ہی توسن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ورق سامری نکال کر دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہین تھی شاپور شیردل تھا گلپوش کو رہا کر کے لے گیا توسن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف آسمان کے پھینکے شعلہ ہاے آتش پیدا ہوے پھول جلنے لگے سب پھول اسنے جلائے غصے مین چہرہ سرخ کہتی ہوئی کہ یہ مکار بڑی عیاری کر گیا مجکو دھوکا دیا گلپوش کو بڑے فقرے سے آکر لے گیا پہلے سے میری کنیزون مین کیونکر ملا اب مین انتقام کرونگی اس غصے مین طرف بارگاہ کے

جاتی ہے کہ اُدھر سے مشہور آتا تھا پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم غلام نوبت بجان و کارد باستخوان ہے ایک نگاہ محبت اس طرف اُٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہے آپکا چاہنے والا بہت بیتاب و بیقرار ہے

نظم

آج پھر اُس شوخ نے فقرا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
ہجر کی شب ایڑیان رگڑا کیا
مین بھلا کیونکر کہون تمکو برا
کیا کہون اس عشق مین کیا کیا کیا
تب اُٹھے ہین ان بتون کے ہمنے ناز
فکر نے اپنی یہ عقدہ وا کیا
مجکو مجنون کر دیا مانند قیس
آبرو پر جان کو صدقا کیا
اے شب فرقت نہ کر مجھپر عذاب
دل سے اپنے عمر بھر اُلجھا کیا
عشق افشان جبین یار مین
آپ نے السنب کیا اولا کیا
اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
وعدہ امروزہ بھی فردا کیا
کیون اجل کیا تجکو بھی موت آ گئی
برق کے مانند مین تڑپا کیا
اُسکو بھی سکتا ہوا دیکھ آئنہ
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
وان ہوے مسّی سے لب اُنکے کبود
جب کلیجا اپنا تھرکا کیا
لاگ پیدا کر کے اب جلاد سے
سحر کچھ او غیرت لیلا کیا
سوز فرقت نے شرارت مجھسے کی
مین نے منھ تیرا نہین کالا کیا
اس مصیبت سے شب فرقت کٹی
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا
خون ناحق اک مسلمان کا کیا
اسقدر آنے مین کیون عرصا کیا
وہ کف پاے حنائی کر کے یاد
دیر تک حیرت سے منھ دیکھا کیا
خاک چھانی مدتون تنکے چُنے
پیٹ کر منھ ہمنے یان نیلا کیا
ہی گرہ موے کمر کی ناف پر
جان کھوئی ہاے دل نے کیا کیا
معرکے مین عشق کے سر کا نہ پاؤن
ہیزم تر کی طرح سلگا کیا
زلف جانان جسنے دیکھی ایکبار
دانت پیسے آہ کی نالا کیا
تھا مناسب ترک عشق بادر رند

ملکہ تو غصے مین بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشعار پڑھے بگڑ کر جواب دیا کہ کیون اے دیوانے ہمنے تجکو ہر چند منع کیا مگر تیرے ذہن مین نہین آتا بیہودہ بکے جاتا ہے ہم ابھی جاکے شاپور کو لاتے ہین یہ کہکر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کوسون مین اُترا ہے تو سن آگ برساتی ہوئی چلی خیمے جلنے لگے بازارون مین ہنگامہ پڑ گیا دوکانین چھوڑ کر دوکاندار بھاگنے لگے جو خیمے سے گھبرا کر نکلا اُسنے آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شعلۂ جوالہ منھ سے آگ گراتی ہوئی جاتی ہے جہان آگ کا انگارہ گرا آگ لگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزارہا بندگان خدا جان سے ارا گیا بھاگ کر طرف بارگاہ ایرج کے چلے یہان ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ دل

شاپور آکر پہونچا سحر مین مبہوت ہو کے گلیوش کا جانا بارگاہ توسن مین اور توسن کا مسلسل و مطوق کرنا پھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کر رہا ہی برق و خواجہ عمرو بھی بارگاہ مین بیٹھے تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا خوب عیاری کی کہ تھوڑے عرصے مین ملکہ گلیوش آکر پہونچین ایرج کو سلام کیا گلیوش نے شاپور کے ہاتھ آنکھون سے لگائے کہا کہ ای شاپور ماشاءاللہ خوب اپنے کو پہونچایا شاہباز بھی تعریفین کر رہی ایرج نے بہت بھاری خلعت منگواکر شاپور کو دیا شاپور نے برق سے آنکھ ملائی کہا حضرت جناب اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفین کر رہے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا فرزندان عمرو مین تمہارا مثل نہین کیا مزے سے عیاری کی ہی کس لطف سے گلیوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد و الامان کی آواز آئی ہزارہا جادوگر دو کا مدار غل مچاتے ہوئے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آگئے پکارتے ہین کہ ای آقائے نامدار اس آگ سے غلامون کو بچائیے گلیوش نے کہا کہ ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود آگئی شرمندہ جو ہوئی ہی اسوجہ سے بہت غصہ ہی شاہبار نے کہا کہ حضور باہر چلین حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک طرف گلیوش اور پشت پر کمیت شاہباز پہلوان شاپور بھی پشت پر عمرو و برق کہتے ہوئے کہ ای فرزند تمہارے پاس کوئی تحفہ ہی اپنے کو ان ساحرون سے بچاؤ ایرج فرماتے ہین کہ میرا تکیہ پروردگار پر ہی جو معبود چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کرتے ہوئے ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوئے آتی ہی گاتی بندھی ہوئی سینے پر ابھار نارپستان یا سنان نیزۂ دل ستان جہان پاؤن رکھتی ہی نقش قدم کو فخر ہی کہ مین تاج سر شاہان عالم ہون محترم و محتشم ہون زلفین عارض پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ چشمۂ خورشید مین مار سیاہ لہرا رہے ہین ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملکہ توسن حیاباب خرام نے دیکھا کہ خود زرین بر سر انور سپر بپشت پر اس سج دھج سے ایرج نوجوان چلے آتے ہین نگاہ جو توسن کی پڑی تیر مژگان جو کمانخانۂ ابروے خمدار مین برائے تیش زنی جمع تھے تودۂ دل پر لب معشوق ہو سے بے اختیار منھ سے آہ نکل گئی ایرج نے ہاتھ بڑھا دیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ مین توسن کے آیا دولت دنیا ہاتھ آگئی جواب دیا کہ آپ کی زیارت کی مشتاق تھی شکر ہی کہ مشرف ہوئی

یہ سنکر ایرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ مین تشریف لے چلیے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب دے سکی سر جھکا کر ساتھ ہوئی ایرج بارگاہ مین آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصع لیکر سامنے بیٹھا رنگ رو سے سب نے پہچانا کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلپوش کو بہت ناگوار ہی مگر خاموش ہی جانتی ہو کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ منھ سے نکلے خلاف مزاج اقدس ہو شاپور نے سازندون کو بھی اشارہ کیا ساز ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ **نظم**

دیکھ کر دامن صحرا کو چمن یاد آیا
سیر غربت مین جو کی ہمنے وطن یاد آیا
ہمنے شادی مین بھی ماتم نہ فراموش کیا
پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد آیا
جانے والون پہ عدم کے نہ مین روؤن کیونکر
ہون مین غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا
گل کو دیکھا تو بندھا عارض رنگین کا خیال
غنچہ گر باغ مین دیکھا تو دہن یاد آیا
لحد تیرہ کی ایذا بھی مجھے راحت ہوگی
شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد آیا
یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن مین پڑھا
اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا
تیرے کوچے کا تصور ہے مجھے فرقت مین بندھا
قید مین بلبل شیدا کو چمن یاد آیا
خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا
سونگھ کر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا
باغ مین بھی نہ مین اس رشک چمن کو بھولا
زر گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا
بولتے بولتے کیون ہو گئے خاموش اے رند
کس پری کا تمھین انداز سخن یاد آیا

ملکہ توسن نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہین ایرج نے کہا کہ یہ وہی نرگس کنیز ہی ملکہ نے کہا کہ میان شاپور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ مین تمھاری گرفتاری کو آئی تھی اے شہریار مشہور نے بہت پریشان کیا ہو آپ یہان سے کوچ کیجیے طرف صحرائے گرداب نشان کے تشریف لے جائیے اگر صحرائے گرداب نشان و صحرائے باد انگیز فتح ہوے تو طلسم کشا کو بڑا نفع پہونچیگا آپ جلدی کرین کنیز آپ کے ساتھ ہو یقین ہی کہ رہبری مین میری ذات سے نفع پہونچے خاص صحرائے گرداب نشان مین پہونچا دون اور گرداب جادو بدل آپ کی اطاعت کرے بڑا نفع سرکار کو پہونچے لیکن ہرکارون نے یہ خبر مفصل مشہور کو

پہونچائی کہ ملکہ توسن برائے گرفتاری عیار گئی تھین جاکر ایرج پہ عاشق ہوئین اب دربار مین خوش بیٹھی ہین یہ سُنکر مشہور آگ ہو گیا کہا کہ ابھی جاکر سر اُس گیسو بریدہ کا لاتا ہون مین جم کر ایرج سے نہین لڑا غرور ایرج کا بڑھ گیا گردن کھینچ لونگا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا کیا اب مجھسے بچ سکتے ہین یہ کہکے حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا یکہ و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا- فوج والون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا یکہ و تنہا جاتا ہی سب پہلوان گینڈون پر سوار ہوے بارادۂ رزم و پیکار چلے لشکر ایرج اُترا ہوا ہی کہ سب نے دیکھا گرد اُڑی مشہور صحرا نشین تیغہ برہنہ ہاتھ مین گینڈے پر قبضے مارتا ہوا نمایان ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گرد بلند ہوئی تین لاکھ اسکے ساتھ والے بھی آکے گرے جسکو جہان پایا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سیار گلشن جنان ہوے لشکر مین غریو بلند ہوا ایرج نے شاپور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا ہنگامہ ہی کہ شاگردان شاپور دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ اے شہریار مشہور صحرا نشین مع لشکر آپ کی فوج پر آگرا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہی کہ بارگاہ مین آئے حال توسن سُنکر بہت غصہ آیا جھلاکے آپڑا کہکر چلا ہی کہ توسن و ایرج کا سر لاؤنگا مراد اُسکی یہ ہی کہ اپنے کو بارگاہ مین پہونچائے توسن نے عرض کی کہ حضور تشریف رکھین مین ابھی جاکے اُسے پلٹائے دیتی ہون کیسے وہ اپنی فوج کے خود سر لائے جس طرح کیسے اُسکو پلٹاؤن یہ کہکے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھے ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ملکہ تم بیٹھو مین جاکے اُس خر دماغ کو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ اے شاپور گھوڑا تیار کرو سب ساحرون نے چاہا کہ ساتھ چلین ایرج نے منع کیا کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو مین بہت جلد آؤنگا یہ کہہ کے گُرۂ بن اشقر پر سوار ہو کر بارگاہ سے نکلے اور پکار کر کہا کہ ہان یارو کیون بھاگتے ہو جو تمھین مارے تم بھی اُسکو مارو یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ ایرج بن قاسم عالیشان

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
نزلزل فتند درمیان مصاف
چو تیغ یلی برکشم از غلاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاو زمین بیخ و بن برکنم
منم صفدر و صف شکن پہلوان
نہال گلستان صاحبقران

ایرج نے جو اپنے نام کا نعرہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے جم کر لڑنے لگے ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی گیدان ورسالدار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے یا تو پلٹن

بھاگی جاتی تھی یا افسر نے جو قدم جمایا پھر برے علم کے کھولدیے جنگ مین مصروف ہوے تھوڑے عرصے مین مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانون کے لاشے جابجا خاک مین پڑے ہین ریت جو زخمون مین لگی ہو پھڑک رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ افسوس کچھ حوصلہ نہ نکلا جو چاہا تھا وہ نہ ہوا لاشے پہلوانون کے دیکھکر مشہور حسرت خیز باتین کر رہا ہو کہ سامنے سے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی شمشیر برہنہ ہاتھ مین پہلوانون کو قتل کرتا ہوا آتا ہو لیکن جدھر جا پڑے کافر بھاگتے نظر آتے ہین مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا چاہا کہ گینڈے کو ہٹاؤن کسی طرف نکل جاؤن مگر ایرج سے مقابلہ نہ کرون ایرج نے دور ہی سے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہو بڑا تجکو ملکہ کے آنے کا رشک ہوا او بیحیا حلوا خوردن را روے باید شو کتے شاید یہ کہکے قریب پہونچے تھے کہ مشہور برس پڑا ایرج نے وار اسکے خالی دیے سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اب فوج مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر جسکے مقابلے مین پہونچے وہ ہاتھ باندھنے لگا کہ ای شہریار مین آپکی اطاعت کرتا ہون دیجور خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جانے پر بہت جھلایا گینڈا اُڑا کر مقابلہ ایرج مین آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے ہر زخم بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر دیجور کی پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر مارون دیجور نے آواز دی الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان دیجور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو کیون لڑتے ہو مین نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر پر لعنت کی اب لشکر والے دیجور کی پشت پر ہو گئے ایرج دیجور کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے سب سردارون سے ملوایا دیجور بھی آکر دنگل پر بیٹھا دربار سردارون سے معمور ہو ملکہ توسن چابک خرام پہلوے تخت شاہباز مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہین سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملکہ توسن سے سوال اسلام کیا توسن نے جواب دیا کہ کنیز عرصے سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاءاللہ اب کوچ کیجیے طرف صحراے گرداب نشان کے چلیے معرکۂ عظیم پڑینگے گرداب جادو بڑی ساحرۂ مکارہ ہو اگر خدا اُس سے جان بچائے تو بڑی بات ہو اُسکا سحر نہین کرامات ہو ہفت پیکر کو اُسکی رفاقت پر انتہا کا ناز ہو اپنے مقام پر کہتا ہو کہ بدولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ سے ہو وہ بلاے روزگار پرکالۂ آفت ہو ہزار طرح کے سحر کریگی مگر کنیزان شاہی جان لگا دینگی ایرج نے

دیجور کو کل غیر ساحرون کا افسر کیا اور لشکر ساحران کا افسر ملکہ توسن چابک خرام وگلپوش کو کیا اس کروفر سے لشکر ساحران وغیر ساحران آراستہ کر کے ایرج طرف صحرائے گرداب فشان کے چلے اب حال خیریت مآل شاہزادہ نورالدہر تحریر کرتا ہون کہ یہ جو آوارہ دشت ادبار ہو کر چلے ایک صحرائے خارستان مین گذر ہوا شبرنگ سے فرمایا ہم اس درخت کے سائے مین ٹھہرتے ہین تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شبرنگ پانی لینے چلا نورالدہر دیکھ رہے ہین کہ جنگل سے ایک شیر پیدا ہوا دھڑوکا مار کر شبرنگ پر جا پڑا اُسنے چاہا کہ بھاگون شیر نے آکر گردن لی چھاگل ہاتھ سے شبرنگ کے چھوٹی شیر شبرنگ کو لے گیا نورالدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس نے بڑھ کر چھاگل اُٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھرون نہین معلوم کیا شے دیکھی سبحان اللہ کہکے چشمے مین پھاند پڑا نورالدہر حیران ہوے کہ طہماس کیون چشمے مین پھاند پڑا نورالدہر بھی پریوش کو بڑھا کر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہی ایک قصر عالی آراستہ ہی طہماس ایک نازنین کے پہلو مین بیٹھے ہین شبرنگ ساز ہاتھ مین بجا رہا ہی نورالدہر حیران ہو گئے طہماس کو پکار کر آواز دی اری ہرزہ پیشہ کلنگان کیا کر رہے ہو ہماری رفاقت سے منھ موڑا نازنین کے پہلو مین جا بیٹھے طہماس بوس وکنار کر رہا تھا آقا کی آواز سنکر جواب دیا کہ اے شہریار آپ بھی تشریف لائیے ملکہ نسترن باغ پیرا آپکی بہت مشتاق ہین نورالدہر نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا چارون تیلیان جوڑ کر نورالدہر کو لیے ہوے چشمے مین جا پڑا نورالدہر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی مین پایا ایک نازنین نہایت حسین و مہ جبین دریائے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن حسن وجمال مین یکتا نسترن باغ پیرا نام مقبول طبائع عاشقان خاص وعام مقام صدر پر گرد کنیزین ایک معشوق سبزہ رنگ پہلو مین طہماس بے ایک پہلو مین شبرنگ کے عجب رنگ بخواہش تمام بہ شوق مالا کلام یہ غزل میٹھا گا رہا ہی۔ نظم

ہنگامہ گرم آہ شرر بار نے کیا
رسوائے خاص وعام دل زار نے کیا

سوداگران ہجوم خریدار نے کیا
دل سرد میرا گرمی بازار نے کیا

ستھراؤ تیغ ابروئے خمدار نے کیا
میدان صاف یار کی تلوار نے کیا

جن بنکے لپٹا سر سے نہ اترا کسی طرح
دیوانہ تیرے سایۂ دیوار نے کیا

وہ جنس ناقبول ہون بازار دہر مین
رُخ اس طرف کبھی نہ خریدار نے کیا
بدنام اُسکو کرتا مین رسوا نہ آپ کو
سارا فسادِ یار کی تکرار نے کیا
سیدھا کرونگا گیسو خمدار کی قسم
جس روز مجھ سے بل کبھی عیار نے کیا
ای بادشاہِ حُسن ہوا تجھپہ وہ فقیر
ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا
جھگڑا کیے مجھے نہ جلایا گیا نہ دفن
مردہ خراب کافر و دیندار نے کیا
گلہاے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہین
باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا
قاصر تھی رعب حسن سے ہر مرتبہ زبان
کچھ عرض حال جب لب اظہار نے کیا
دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا
جب اضطراب طالب دیدار نے کیا
یان ہونٹھ نیلے کردیے دانتون سے کاٹ کر
وان زیر لب کسی کو اگر یار نے کیا
بے یار سیر باغ جو کی مین نے جاکے ندیم
دل داغ داغ لالۂ گلزار نے کیا

شبرنگ کس لطف سے یہ غزل گا رہی ہی کنیزین ہزارون اُس مکان مین بھری ہین کچھ سامنے ہین کچھ دروازے پر ہین کچھ سامنے دالان مین یکایک دروازے پر ہلڑ ہوا ایک کنیز دوڑی اُسنے آکر عرض کی دروازے پر مہتاب گرگندن سوار خبر سُنکر آیا ہی کہ ملکہ نے نبیرۂ صاحبقران کو بلاکر پہلو مین بٹھایا غصے مین آیا ہی دروازے پر کنیزون کو قتل کر رہا ہی یہ ذکر تھا کہ پہلوان گینڈے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزون کے روکے سے نہین رُکتا سامنے جو پہونچا پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدۂ ننگ خاندان نبیرۂ حمزہ کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی دیکھ تیرے سامنے اسکا سر کھینچے لیتا ہون اور تجکو بھی سزا دیتا ہون آج یہ جلسہ مٹادونگا تجکو خاک مین ملادونگا یہ کہکے گینڈے سے کود تلوار چمکاتا ہوا چلا نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے مقابلے مین مہتاب کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ شانے پر زخم آیا مگر نور الدہر نے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا صحن مین اُس مکان کے کشتی ہونے لگی نور الدہر نے تیسرے پیچ پر اُسکو اُٹھاکے دے مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب سخت دیا نور الدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھا چرخ دیکر گردن اُسکی کھینچ لی مار کر اُسکو نور الدہر اُٹھے تھے کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای شہریار یگانے

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچایا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو مارا آپ ہی کا نام سنکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا در اصل جہنم ہوا سب کا انتشار کم ہوا مین نے اپنے باغ مین جانا موقوف کر دیا تھا اب باغ مین چلیے یہ سنکر نور الدہر نے طہماس و خنجر زنگ کو ساتھ لیا چار سے کنیزین ہمراہ اُس مکان سے نکلین نور الدہر نے دیکھا کہ پہلو سے قصر مین ایک چشمہ ہی اُسی کے سامنے سے راستہ تھا چند نخلستان طی کر کے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ کے کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہین ملکہ کو جو آتے دیکھا برائے تسلیم خم ہوے ملکہ سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہین ملکہ نے کہا کہ ہمارے مہمان ہین یہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئین یہ سب ساحر بخدمت شاہنشاہ خار صحرا کہ باپ ہی ملکہ کا روانہ ہوے جا کر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملکہ نئے مردون کو لیکر باغ مین آئی ہین یہ سنکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک چیخ ماری کہ قصر ہل گیا غصے مین اُٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے چلا اُسوقت سر باغ پر پہونچا کہ ملکہ نور الدہر کو لیکر مسند پر بیٹھی ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی کہ آسمان سے آواز آئی کہ منم شاہنشاہ خار صحرا او گیسو بریدہ نبیرۂ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون ملکہ نے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھے فوراً اُسنے گولہ مارا وہ گولہ قریب ملکہ کے آکر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا جس کنیز کی آنکھ مین دھوان لگا وہ منھ کے بھل گری کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منھ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلوے طہماس مین بیٹھی تھی اُسنے ارادہ کیا کہ اُٹھون شاہنشاہ خار صحرا نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین گری جو پہلوے نور الدہر مین تھی اُسنے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا اُسکے قطرے جو شیشہ پر گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خار صحرا نے پھینکا اُس شیشے سے جو پانی گرا اُس نازنین نے جو سحر کیا تھا اُسکے سحر کو دفع کر دیا چند قطرے پانی کے اُس نازنین کے سر پر پڑے وہ بھی لہرا کر گری آنکھین کھلی ہوئین دیکھ رہی ہی کہ شاہنشاہ خار صحرا زمین پر آیا نور الدہر و طہماس کو بھی سحر کر کے گرایا یہ دونون جوان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے چاہتے ہین کہ اپنے مقام سے اُٹھین تلوار کو ٹیکا اُٹھے اور پھر گرے کہنیون سے خون ٹپک رہا ہی بیکار ہو رہے ہین شاہنشاہ خار صحرا تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ مین ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

اُسکے دو ٹکڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شاہنشاہ خاور صحرا ادھر آیئے ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجیے ساربان زادے کا فرزند یہان آکر چھپا ہی دیکھیے وہ ظالم مجھے نیمچہ دکھاتا ہو چاہتا ہو کہ مجھے قتل کرے مین نے اپنے کو بچایا شاہنشاہ خاور صحرا نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز سبزہ رنگ سینے پر اُبھار ایک پائچہ گھُٹا ہوا اور ایک چھُوٹا ہوا سٹر پٹر کرتی ہوئی آئی ہو مُنھ سے گلوری گر گئی خالی مُنھ چلاتی ہوئی بال سر کے کھلے ہوے شانے سے خون ٹپکتا ہوا شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا آواز دی کہ اری وہ عیار مکار ہو اُسی کی مکاری کا سارا فتور ہی فرزندان عمرو نے جنگل کے جنگل ویران کر دیے بتا کہ وہ عیار مکار کہان ہو کنیز بتاتی ہوئی چلی کہ حضور جلد آیئے کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہو کہ ایسا نہو بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب پہونچا کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا چٹکی لیکر کہا کہ تو تو مجکو نگاہون مین کھائے جاتا ہو دیکھ مجکو گھور گھور کے نہ دیکھ میرا خون ہلکا ہو گھٹا جاتا ہو ابھی کل بخار اُترا ہو آج پھر یہ کیفیت ہو کہ تو گھور گھور کے دیکھتا ہو آنکھین جھکا کر دیکھ وہ سامنے فرزند عمرو بیٹھا ہوا ہی اسی جانب گھُور رہا ہو لہنگا پھر پہنا چاہتا ہو گنواری بنکر نکلیگا تو کیونکر اُسے روکیگا یہین سے سحر کر کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے ارے کمبخت مین ڈرتی ہون کہ تجھپر کوئی زوال نہ آجائے تو مین تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار جلاد صفت بیداد ہوتے ہین اگر اُسکے قبضے مین تو آگیا اسطرح قتل کریگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے اور اُسکو ترس نہ آئے ہزارہا جادوگر عیارون نے مار ڈالے اُنکو کسکا خوف ہو ایسا بے درد کوئی فرقہ نہ ہوگا جیسے یہ عیار ہین گھبرا کر شاہنشاہ کہتا ہو اگر دس ہزار عیار ہون تو ایک سحر مین بیکار کرون کنیز کھل کھل ہنس رہی ہی ہاتھ سے بتاتی ہو کہتی ہو کہ گولہ پھینکو زمین پاؤن اُسکے تھام لے ہم چل کر مار ڈالین سحر کوئی یاد ہو کہ نہین شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہی یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہو مگر مین تیرے کہنے پر گولہ پھینکتا ہون کنیز نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سونگھنے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو کہ سوجھنے لگے ورنہ سوجھیگا آنکھون کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل مین بہت خوش ہوتا ہو کہ یہ بڑی چست و چالاک کنیز ہو آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر اسنے گولہ پھینکا اُس نازنین نے کلیم چرم کا کرکے حلقے کمند کے گلے مین شاہنشاہ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم شیر تنگ بن عمرو یہ کہکر

خنجر مار دیا شاہنشاہ کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اسکے سیکڑون کنیزین جل گئین صدہا باقی رہین ملکہ نے دوڑ کر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے شبرنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ تیزی نہ کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نورالدہر سے دیکھکر کہا کہ اے شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضے مین کیا مین اس صحرا کی حاکم ہون یہ حشیمہ خاص آپکے واسطے بنایا تھا پہلے شبرنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری وزیرزادی نے لیا مین اب آپکو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کرکے روانہ کرونگی پاس ہفت پیکر کے اول مارنا مہتاب کا پہلا احسان ہے کہ یہ بیحیا مدت سے میری صحبت مین آتا تھا نہایت ستاتا تھا آپ نے اسکو مارا گویا جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت مین کیا عذر ہے مین آپ کے ساتھ چلونگی صحرائے گرداب نشان تک پہونچا دونگی یہ کہکے نورالدہر کو لائی مقام صدر پر جگہ دی گلشن طہماس کو لیکر بیٹھی شبرنگ آکر صحبت مین بیٹھا کوکا اسکی سرسبز جادو شبرنگ کے گانے پر مائل ہے اب تو جلسہ جماسب مطیع اسلام ہوئین کہا کہ اے شہریار اب جلد کوچ کیجیے اپنے کو صحرائے گرداب نشان مین پہونچائیے آپ کا کوئی ہمچشم ہے نورالدہر نے پوچھا کہ ملکہ تمھین کیونکر حال معلوم ہوا کنیزین بیان کرنے لگین کہ ایرج نوجوان نبیرہ رستم عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہے چار لاکھ ساحر جمع ہین اب انکو صحرائے گرداب نشان کا پتہ بھی ملیگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین فی الحال توسن جاباست خرام اتنی بڑی ساحرہ شریک ہوئی ہے کہ اس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے وہ وہانکی واقف کار ہے اور گرداب جادو سے رسم بھی رکھتی ہے نورالدہر نے یہ سنکر دوسرے ہی دن کوچ کیا نسترن بلغ بیرا و سرسبز و گلشن افسر کلان نے ابر نارنجی تیار کیا ابر بالاے سر آراستہ کیا تیرا پر نورالدہر و طہماس و شبرنگ عیار جاتے ہین ابر کڑکتا ہوا سر پہ جس صحرا مین جاکر اترے نسترن نے اسی وقت اس صحرا کو چمن بہار کر دیا گلہاے سرسبز سے تمام صحرا کو بھر دیا اس زور و شور سے نورالدہر برابر رہ روی کرتے جاتے ہین کہ چوتھی منزل تھی پہر دن پچھلا باقی ہے ملکہ نسترن نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی نورالدہر کرسی پر بیٹھے ہین طہماس ساطور منتقد ہتی کاندھے پر رکھے ہوے پہلو مین بیٹھا ہے شبرنگ سر پہ رومال ہلا رہا ہے ملکہ نسترن سامنے کھڑی ہوئی ہے سرسبز پہلو مین

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہین نخل خشک تر ہو رہے ہین خس و خاشاک کو ہوا اُڑا رہی ہی ایک ابر آسمان پر آیا ہی بوندیان پڑ رہی ہین چھڑکاو ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان کوہ پیکر دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کوہی بڑے بڑے نیزے ہاتھوں مین دور کابے گھوڑون پر سوار اُسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار جادوگر شمل رہے ہین کئی سو کنیزین زرین پوش اس جنگل مین پھر رہی ہین معلوم ہوتا ہی پریزادون کا مجمع ہی نور الدہر مثل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہین طہماس الیاس رفیق پہلو مین اُسنے عیار سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین بلا تکلف ہماری عملداری مین اُترے ہین صحرا کیسا سرسبز و شاداب ہی ہر چشمہ لاجواب ہی دریافت کر کے جلد آ عیار اسکا نہنگ کوہی اُسکا نام اشتقاق کوہی یہان سے قریب قلعہ ہی قلعۂ مہرانیہ اُسکا نام ہی وہانکا حاکم ہی اسوقت برائے سیر نکلا ہی اس طرف بھی آگیا نہنگ کوہی عیار اسکا چلا سامنے نور الدہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر برائے تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہان کا تاجدار آپ سے دریافت کرتا ہی کہ آپ کون ہین بلا تکلف ہمارے صحرا مین اُتر پڑے صحرا کو پُر بہار بھی کر لیا یہ جنگل تو بہت ویران تھا شبرنگ نے کہا کہ جا کر کہدو کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان برائے سیر صحرائے گرداب نشان جاتے ہین عیار نے آکر اشتقاق کو خبر دی اُسنے کہا انھین لوگون کے مقدمے مین فرمان خداوندی آیا ہی کل انکو قتل کر کے سر انکے خدمت خداوند مین روانہ کرونگا لاشے اسی صحرا مین چھوڑ دونگا اگر اسکو گھمنڈ ہی کہ نسترن باغ بیرا ساتھ ہی میرے قلعے کے قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہین اُنکو بلواتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُترے اور ای نہنگ تو جاکر ملکہ سوسن کو خبر کر کہ عین وقت پر آپ بھی آجائین شاید نسترن سحر کرے تو وہ سحر آپ آکر روکیے گا آپ آکر نسترن کو گرفتار کرین مین نبیرۂ حمزہ کی گردن لونگا نہنگ اُدھر چلا لشکر اُسنے مقابلے مین نور الدہر کے اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی شام کو اُسنے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بہ قول شاعر شیرین کلام اشعار

علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزاں سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار
شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

لشکر ضیا و شعاع نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نور الدہر سوار ہوئے ملکہ نسترن طاؤس زرین بال پر بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملکہ پشت پر میدان میں آکر پہونچے لشکر کوہیان فرداً فرداً میدان میں آرہا ہی دھوپ نکل چکی ہی کہ اشفاق کوہی گینڈے پر سوار سپر پشت پر چھپر کا چھپر دوش پر بار لادے ہوئے دو تلواریں کمر میں حمائل خنجر کمر میں نیزہ ہاتھ میں پشت پر سب گوہری جمے ہوئے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملکہ نسترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کئی سو کنیزیں گلشن و سر سبز پیادہ ہمراہ رکاب ہیں نور الدہر گھوڑا بڑھائے ہوئے سب کے آگے اشفاق کوہی حیران حیران آمد لشکر نور الدہر دیکھ رہا ہی کہ طرف سے اسکے قلعے کے ابر گہر بار کڑکتا ہوا پیدا ہوا زیر ابر نہنگ عیار اسکا شلنگیں لگاتا ہوا آتا ہی اسکے لشکر پر آکر ابر پھٹا دیکھا اسنے کہ ملکہ سوسن زبان دراز تاج سر پر تمام اسباب جواہر جسم پر آراستہ جوڑا بھاری زیب جسم اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم آئیے میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے نبیرۂ حمزہ دو میدان میں کھڑا ہی بی نسترن ساتھ آئی ہیں میں نے اس واسطے آپ کو بلایا ہی اور تکلیف دی ہی کہ اگر بی نسترن سحر کریں تو آپ روکیے گا اور میں نبیرۂ حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہوں آپ قید کو نبیرۂ حمزہ کی تا بہ کوہ زبرجدی پہونچا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ ای اشفاق جاؤ اگر بی نسترن سحر کرینگی تو بہت پچھتائینگی یہ سنکر اشفاق نے گینڈا بڑھایا میدان میں آکے سلحشوری دکھائی آواز دی کہ نبیرۂ حمزہ میرے مقابلے میں آئے تو حال معلوم ہو طہماس نے گینڈا بڑھایا نور الدہر نے کہا کہ ای پہلوان دوران تم ہمارے خاندان کے قاعدے کے خلاف کرتے ہو وہ تو میرا نام لیکر پکارتا ہی پھر تم گینڈا کیوں بڑھاتے ہو اگر مجھسے کچھ نہ ہوسکیگا تو تمھیں اختیار ہی طہماس رُکے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پریوش بڑھایا مرکب طرارہ بھر کر چلا اپنے تئیں بناتا ہوا آتا ہی بقول شاعر نظم

وہ چہ مرکب چو برق یا بادے
تیز گامے ز برق چابک تر
طرفہ دیوانہ و پریزادے
نرمی گوش و نرمی کاکل
خوش خرامے ز آب نازک تر
دستہ بید و دستۂ سنبل

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلے مین اشفاق کے پہونچا اشفاق نے جو قد و قامت اور صورت زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کان پکڑ کے اس جوان کو لیجاؤن گا کہا کہ ای جوان وہ جو بڑے قد و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہی اُسکو کیون نہ میرے مقابلے مین بھیجا اب تو نیزہ و تلوار و گرز لگا لے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہجائیگی نور الدہر نے کہا کہ پیش دستی ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر اشفاق بہت حیران ہوا کہا کہ ای جوان یہ تو مین سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہی یہی تمکو ہر مقام پر بچاتا ہوگا نہین معلوم کیا سمجھا کہ جو تو میرے مقابلے مین آیا نور الدہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیجیے میرے حال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹکر نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین نسترن کو خیال سوسن کا اور سوسن نسترن کو دیکھ رہی ہی یہی خیال ہی کہ سحر نہ کرین نور الدہر نیزہ بازی کر رہے ہین مگر اشفاق تنگ ہی بمشکل مصروف جنگ ہی چار گھڑی گذری تین سو ساٹھ طعن نیزہ بازی کی رد و بدل ہوئی آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین نور الدہر نے ایک مقام پر نیزہ کا ٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کوہیون مین غریو بلند ہوا کہ ہمارے افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ اشفاق کے پہونچا اُسنے دستانہ مارا تیغہ جو کڑک کر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی کوہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے نور الدہر نعرہ کرکے جا پڑے۔

نعرۂ شاہزادہ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی   کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش   عدو در بزمگاہش صد ہزاران الامان خواند

وہ دیگر

بطفلی ز جرأت ہنر داشتم   لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم   شہ نوجوانان لقب یافتم

لشکر کوہیون پر جا پڑے طہماس نے دیکھا کہ آقا اکیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے ساطور کھینچ کر

یہ بھی پہونچا جسکے ساطور مارا مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوے ملکہ سوسن زبان دراز جرأت شاہزادے کی دیکھ رہی ہین کہ ہزارہا کو جیون کا بلوہ ہی مگر شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا ہی جسپر جا پڑے اُسے ٹوک کر مارا ہزارہا کو ہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کنیزین جو پاس کھڑی ہین اُنکو دیکھکر آواز دی کہ صاحبو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کہ ساٹھ ہزار کو ہی دشمن جان اور تشنۂ خون ہو رہے ہین مگر کس حواس سے معروف جنگ ہین سب لڑنیوالے اپنی جان سے تنگ ہین دیکھو علمدارون نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سیکڑون سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر بھاگ رہے ہین کوئی منھ پر نہین جاتا ہر پلٹن اور ہر رسالے کو شکست دی ہو شمشیر کسطرح برق سے چل رہی ہی گھوڑے کو دیکھو کہ کیسا اپنے راکب کو بچاتا ہی مجھے ہر مرتبہ خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائین تیرون کے زخم تو پڑ چکے دیکھو جسم فوارہ بنا ہی تمام جسم تیرون کی بوچھار سے چھنا ہی لیکن واہ ری جرأت کہ شوکت و لیاقت مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب جرأت مین لاجواب حقیقت یہ ہی کہ ایسے شیر دلیر نگاہ سے نہین گذرے مجکو لشکر غم والم نے گھیرا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی یہ بڑے قد کا جوان کون ہی جس مجمع مین پہونچا مجمع متفرق کر دیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا اب مین سحر کرتی ہون کہ کو ہی بھاگ جائین افسر تو انکا موجود ہو بھاگ کر نکل جائین ہاتھ سے اس شہریار کے اپنی جان بچائین کنیزون نے کہا کہ واری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رکے کہ کو ہی گرفتار کرلین کہا کہ مین یہی چاہتی تھی مگر دل نہین مانتا دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

بے ملاقات نہ بندے کا عدم جاتا ہو
آ چکین آ چکین صاحب کا اگر آنا ہو
قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو
آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو
ہوشیارون مین گنے مجکو وہ دیوانہ ہو
رفتگی دیکھیے اب آپ مین کب آنا ہو
کعبۃ اللہ کے حاجی کرین جا جا کے طواف
ہم ہون اور ساقی مہوش ترا میخانہ ہو
حسن اگر مصر کے بازار مین لیجائے تجھے
جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو
دل سودازدہ ہر بار یہی کہتا ہے
سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو
نقل کو اصل کا سامان نہین ہوتا ممکن
دخل کیا گیسوے سنبل مین کبھی شانا ہو

رونق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت حور
قصر جنت سے منور مرا کاشانا ہو
جام کوثر لیے موجود ہو ساقی میرا
زندگی کا مری لبریز جو پیمانہ ہو
دشت غربت کی فلک ٹھوکرین کھلواتا ہے
بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو
تلخ و شیرین جہان دونون گوارا ہین مجھے
کھاؤن میٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو
صحبت بادہ کشان مین جو تو جائے واعظ
نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو
پھر گئی آگے جو اک رند مرے بالین سے
ہے یقین موت نے بھی مجھکو نہ پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنکھون مین آنسو بھر آئے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزین ہان ہان کرتی رہین مگر ملکہ نے نہ مانا وہ گولہ کوہیون پر مار دیا لشکر کوہیان جلنے لگا نور الدہر نے تعاقب کیا ملکہ نسترن بلخ بیرا نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہوگیا سمجھین کہ یہ نور الدہر یہ سحر کرتی ہے طاؤس اڑا کر قریب پہونچین آواز دی کہ خبردار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن نے جواب دیا کہ بوا دیکھتی ہو مین کیا کر رہی ہون لشکر کوہیان کو بھگاتی ہون تم کیون گھبرائین نسترن نے کہا کہ اے ملکہ کتاب تصنیف کردہ قدرت مین نہین ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف تحریر فرما چکے ہین کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچیگا قدرت بندوال آچکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کرو یہ باتین آپس مین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او گیسو بریدہ مسلمانون سے میل کرتی ہے دیکھ تجھپر آفت آتی ہے ایک پنجہ آسمان سے گرا اُسنے سوسن زبان دراز کو اٹھا لیا پنجہ لیکر چلا نسترن نے کہا کہ غضب ہوا کوئی سوسن کو لیگیا نسترن نے پر پرواز پیدا کیے پیچھے اُس پنجے کے چلی پنجہ لیے ہوئے سوسن کو جاتا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا اُسمین پنجہ اُترا نسترن آسمان پر ٹھہری دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام سوسن کو لیکر باغ مین اُتری سوسن کو ایک نخل سے باندھ دیا کوڑا اُٹھایا کہا حکم قدرت کا ہے کہ دو سو کوڑے لگاؤ سوسن بیہوش ہے مگر اُس ساحرہ نے درخت سے باندھا کوڑا اُٹھایا چاہا کہ مارون آسمان سے نسترن نے کارد سحر پھینکی کہ اُس ساحرہ کا ہاتھ کٹ کر گرا اُسنے دوسرے ہاتھ مین کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجا لاتی تھی میرا ہاتھ کٹا دستگیری کیجیے یہ کہکر دوسرا ہاتھ اُٹھایا نسترن نے دوسری کارد ماری کہ دوسرا بھی اُسکا

ہاتھ کٹ کے گرا پھر ہاتھ چمکایا نیمچہ پھلندی کا کڑک کر اسکے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوئے سوسن کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کے ہاتھ کٹے پڑے ہین اور ساحرہ بھی مری پڑی ہی اپنے کو نخل سے بندھا پایا زور کر کے کمندون کو توڑا توڑ کر بلند ہوئی لنسترن سے کہا کہ بوا بڑا احسان کیا اس ظالمہ کے ہاتھ سے بچایا اب نکل چلو دونون نے شانے سے شانہ ملایا چاہا کہ طرف لشکر نور الدہر کے چلین کہ آسمان سے آواز آئی او نالائقو نمکحرامی پر کمر باندھی ہی اب کہان جاؤگی ایک زنجیر آسمان سے گری دونون کی گردنین بندھ گئین کوہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر سنگی کے دست بستہ کھڑا ہی یکایک تصویر سے آواز آنا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی قدرت منھ سے کیون نہین بولتے تھوڑے ہی عرصے مین ایک آواز آئی کہ منم خداوند ہفت پیکر زبرجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگرنیان گلے مین انکے بندھے ہوئے دیر مین پڑی ہین منھ سے نہین بول سکتین آواز آئی کہ ای زبرجد شاہ یہ دونون باغی ہوئین غیرہ حمزہ کی شرکت کی زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کو لا ڈال دونون کو لیجا کر قید کرے تصویر نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہوگا اسی میلے مین بروز منگل انکو قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل میلہ دیکھے کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کریگا اسکا یہ حال ہوگا پہلوے دیر سے ایک ساحر کریہ منظر پیدا ہوا دونون کو کشان کشان لیچلا ایک مکان مین لا کے قید کیا زبانون مین سوزن دی دن کو آب و دانہ بند رہا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ لنسترن کی زبان مین سوزن سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہی نگہبان اس ادا کو دیکھکر مر گیا ہاتھ باندھ کر قدمون پہ گرا کہا کہ مین غلام ہون مجھکو یہ غلامی قبول فرمایئے دن بھر آج تڑپا ہون کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اس ظالم نے یہی جواب دیا کہ قدرت بالا علان کہ چکے ہین اب یہ منگل کو قتل ہونگی انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا مین آپ کو قید سے رہا کر دونگا میرا کہنا مانیے لنسترن نے کہا کہ تو کیسا چاہنے والا ہی کہ ہمکو اس مصیبت مین دیکھتا ہی اگر اس امر کا خواہان ہی زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانینگے یہ سنتے ہی نگہبان جادو نے کہ مبہوت تھا حیران جمال اور محو دیدار تھا فوراً زبان سے لنسترن کے سوزن نکالی لنسترن نے ہاتھ بڑھایا کہ سوسن کی زبان سے سوزن نکالون نگہبان

منع کرنے لگا لنترن نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہو اب ہم تیرا کہنا کب مانتے ہین تجھکو ذلیل وحقیر جانتے ہین خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال نبیرۂ صاحبقران ہین اُنھین کا ساتھ دینگے ہفت پیکر کو قتل کرائینگے زمانہ اختتام عمر طلسم آگیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیرون کے ہوگا وہ آرام پائیگا طلسم کشا کی تیغ بیدریغ سے بچ جائیگا یہ کہکر زبان سے ملکہ سوسن کی سوزن نکالی اور کہا کہ چل تجھکو خدمت شاہزادۂ والا قدر مین لے چلین دیکھ تو کیسے کیسے شیر وہان جمع ہین دیکھکر خوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہر چند کہ ملکہ لنترن نے سمجھایا مگر نگہبان نے نہ مانا تلوار لیکر دوڑا چاہا کہ لنترن پر ہاتھ مارون سوسن تو رہا ہو ہی چکی ہی اسنے نگہبان کی پشت پر کارد سحر ماری کہ سینے کو توڑ کر پار گذری نگہبان گرا دونون شاہزادیان مکان سے نکلین پرپرواز پیدا کرکے چلین ملازمان نگہبان نے جو افسر کے مرنے کی آواز سنی اپنے مکانون سے نکلے دونون کا پیچھا کیا پکارتے ہوے چلے کہ ارے ان نازنینان مہ جبین نے ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہی جب دو کوس نکل آئین اور دونون نے دیکھا کہ ساحر ہمارا پیچھا نہین چھوڑتے دونون پلٹ پڑین جھولی سے پھول نکالے ان دونون نے پھینک مارے ان سب پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا حیران جمال ومحو دیدار ہوا صورت زیبا کو دیکھ رہے ہین بیتاب وبیقرار ہوکر پکارتے ہین کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اپنی یہ کیفیت ہی کہ لائق بیان کرنے کے نہین کیا بیان کرین نظم

گلا مت توڑ اپنا اے جرس بس
نہین اس راہ مین فریادرس بس
کبھو دل کی نہ کہنے پائے اس سے
جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس
نہ ترساؤ یکایک مار ڈالو +
کروگے کب تلک ہم پر ترس بس
کسو محبوب کی ہو گور پر گل
ہماری خاک کو ہی خار وخس بس
چمن کے غم مین سینہ داغ ہی میر
بہت نکلی ہماری لیس ہوس بس

یہ اشعار پڑھکر سامنے کھڑے ہوے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہی دونون نے کہا کہ جاکر تصویر ہفت پیکر توڑ ڈالو سبھون نے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہی ابھی جاکر تصویر کو توڑتے ہین زہر کو پھینک دینگے یہ کہکر سب چلے یہ دونون شاہزادیان طرف لشکر نور الدہر کے چلین

نور الدہر بہ فتح و فیروزی پلٹے تھے ان دونون شاہزادیون کے واسطے پریشان ہو رہے ہین کہ کنیزون نے خبر دی حضور بیبیان آتی ہین نور الدہر باہر نکل آئے دونون شاہزادیون نے آکر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جادو بر سر کوہ جا کر آفت برپا کرینگے تصویر توڑینگے دیکھیے اسیر وہ بیچارا کیا کرے کوہ زبرجدی پر میلہ ہو رہا ہو کہ یہ لوگ پہونچے اور دوکانین لوٹنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے صرافون کی دوکانین لوٹ لین بزازون کے تھان اُٹھائے کھانے کی چیزین اُٹھانے لگے ہلڑ جو ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوانہ وار جشنی مثال میلے کو لوٹ رہے ہین اور قتل بھی کرتے ہین نسترن و سوسن کا نام زبان پر ہو یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان با تیغ برہنہ سامنے پہاڑ کے پہونچے پہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ اے کوہ قدرت یہ لوگ نہ آنے پائین جس پتھر پر جسنے قدم رکھا مثل برگ بید کانپا اور گرا پتھر پر سر پڑا کہ سر پھٹ گیا چند نے گھاٹیان طے کین تیسری گھاٹی پر آکر پامال ہوے بعض پہلے ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو تیسری گھاٹی تک آتے آتے تمام ہوے تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد شاہ بندون کو ہمارے آگاہ کرو کہ جو خلاف مرضی قدرت کام کریگا پہاڑ اُسکا دشمن ہو جائیگا کوہ ان بن کو ہین سنگ انداز جادو سے حکم دو کہ پسر بدیع الزمان پر لشکر کشی کر کے جائے اور اُنھین گرفتار کر کے لائے اس صحرا سے آگے نہ بڑھنے پائین ان نازنینان مہ جبین نے بڑے فتور کیے زبرجد شاہ نے یہی نام لیکر آواز دی پہلی گھاٹی شق ہوئی اُس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پہ رکھے ہوے دو گھاٹیون سے اہل فوج نکلے تھوڑے ہی عرصے مین ڈیڑھ لاکھ جادوگر زیر کوہ جمع ہو گئے افسر کے لیے ایک اژدر برآ سواری نکلا چند اژدہون پر اثاثہ بارگاہ کا لدا ہوا اس کر و فر سے کوہان برائے مقابلۂ شاہزادۂ نور الدہر چلا یہان نور الدہر شب کو اُسی صحرا مین اُترے دونون شاہزادیون کی رہائی کی سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جشن مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ شعلہاے آتش نمایان ہوے دیکھا کہ کوہان اژدر پر سوار ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار نسبت پر آکر مقابلے مین اُترا دن بھر سامان جنگ مین مصروف رہا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نور الدہر کو شاگردان شبرنگ نے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ نسترن نے عرض کی کہ آج کنیز شب کو طلائے پر رہے نورالدہر نہین قبول کرتے تھے نسترن نے زبردستی چند کنیزون کو ساتھ لیا اُن کنیزون کو گرد بارگاہ نورالدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آکر ٹھہری دوپہر رات گذر چکی تھی کہ پہلوے بارگاہ کوہان سے ایک ٹکڑا ابر کا اُٹھا چوڑا ہونے لگا ملکہ نسترن دیکھ رہی ہین اسقدر چوڑا ہوا کہ لشکر پر محیط ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے پتھر برسنے لگے ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مدور کاٹ کر بشکل سپر بنایا اور ہاتھ سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نورالدہر پر جو پتھر برستے تھے وہ اُس سپر پر رکنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ لشکر کوہان سے ایک اژدہا نکلا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُسنے کہ لشکر نورالدہر مین گھس آوے نسترن نے بڑھ کر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے صحرا کے دوسرا اژدہا پیدا ہوا وہ اژدہا آکر آپس مین مصروف جنگ ہوا کبھی منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑے کبھی آپس مین دُم چلی کوڑے تڑاق پڑاق چل رہے ہین دونون اژدرون کے جسم پر نشان بنتے جاتے ہین تھوڑی دیر بعد جو اژدہا طرف سے لشکر کوہان کے آیا تھا اُسپر اژدر سوار ظاہر ہوا اُسنے پشت سے کود کر اس اژدہے کے کلون مین ہاتھ ڈالا اور چیر کر پھینک دیا اب اژدر سوار پھر پشت اژدر پر سوار ہوا ملکہ نسترن نے اُسپر آگ برسائی تلوارین گرائین بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نورالدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھبرایا ہوا نکلا جست کی اور دہن اژدر مین پھاند پڑا کئی سو جادوگر اسی طرح جب غائب ہوچکے تب وہ اژدہا منھ اُٹھا کر طرف نسترن کے متوجہ ہوا منھ سے شعلے چھوڑے اور دم کھینچا نسترن گرین اژدر نے انکو بھی منھ مین لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آکر اُسنے دم کھینچا خیمے سمیت نکل گیا ہنگامہ جو ہوا کنیزین دوڑ کر دربارگاہ سوسن زبان دراز پر آئین پکارنے لگین کہ ای ملکۂ عالم اُٹھیے ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہی ایک اژدہا آیا ہی کہ اُسنے ملکہ نسترن کو دہن مین لے لیا اب لشکر مین گھس آیا ہی ملکہ سوسن اُٹھین راہ مین کنیزون نے سب حال بیان کیا لشکر مین آکر دیکھا بیچ لشکر مین اژدر آڑا ہوا کھڑا ہی خیمے اور دوکانین پامال کر رہا ہی سیکڑون خیمے گرا دیے رہنے والے خیمون کے دہن اژدر مین گئے اور خیمے

بیچ

خالی پڑے ہین زمین پر لوٹتے ہین اژدر سوار ایک بارگاہ کو ویران کرکے دوسری بارگاہ کیطرف رخ کرتا ہی سوسن نے للکارا کہ او خانہ خراب کیون اسقدر بدعت کرتا ہی خوف خدا سے نہین ڈرتا ہی یہ بندگان خدا بے گناہ ہین جنکو تونے اس طرح پامال کیا لا نسترن کہان ہی اژدر سوار نے جواب دیا کہ اے سوسن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہکے اژدر سے کودا تلوار کھینچ کر ملکہ سوسن پر چلا سامنے آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکے کئی بچے پیدا ہوے وہ بچے آکر کمر مین لپٹ گئے اُٹھا کر لے چلے جب بلند ہو چلے لوگون نے دیکھا کہ کوہان کمر مین سوسن کی پنجہ دیے ہوے لیکر بلند ہوا سوسن بلندی پر جاکر مثل بجلی کے تڑپین پنجے سے اُسکے چھوٹین دونون سے آپس مین سحر ہونے لگا اُسنے کارد سحر پھینکی ملکہ نے اُسے توڑا اُسنے گولہ مارا ملکہ نے فقط ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر چمکا چمک کر اُسنے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے کئی گولے اژدر سوار نے مارے ملکہ نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر چمکا اُسنے گولون کو کاٹا کوہان سوسن پر جا پڑا چاہا کہ گردن پکڑون ملکہ نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ مین ایک مار سیاہ آگیا کوہان نے اُسکو چیر ڈالا طرف زمین کے پھینکا وہ دونون ٹکڑے اژدر پر گرے اژدر کے دو ٹکڑے ہوگئے شکم سے اُسکے کئی سو جادوگر نکلے جون جون ہوا لگی قوت جسم مین آئی نسترن بھی دریاے خون مین غوطہ مارے ہوے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے نسترن نے سحر کیا وسط ہوا پر یہ رک گیا سوسن برق کے مانند کڑک کر آئی نسترن نے پکار کر کہا کہ بوا جلدی نہ کرو اب اسکا زور کم ہوا اژدہا مارا گیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دوڑا کے مارلین گے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹجاؤ مین سمجھ لونگی سوسن نے جواب دیا کہ مین سمجھ لونگی اور ایک شاخ نخل پر ہاتھ رکھا اُس شاخ سے کچھ غنچے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھ کر طرف کوہان کے یہ کہکر پھینکے کہ او مبہوت بے مثل غنچہ کے دل تنگ رہ اور مثل پتون کے ہاتھ ملا کر یہ کہکر دونون چیزین پھینکین سب نے دیکھا ہر درخت پر ہزارہا طایر معروف زمزمہ سرائی ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخون کو جنبش ہوئی صحرا مین بہار آنے کی کوشش ہوئی ادھر کوہان اسی طرح کھڑا سحر کر رہا ہی کہ ایک نخل کلان پر ایک طایر ہفت رنگ بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ اے کوہان ذرا اس طرف

متوجہ ہو یہ سنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آواز مین عجب درد تھا نظم

غافلو باغ یہ نہین دلکش
جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش

اس چمن کی ہوا ہے بہمن دی
آتشین زن چراغ عقل پہ ہی

خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا سرو خوشنما پیدا

لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

جب مٹے میکشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد

جب ہوے خاک صاحب کاکل
تب نظر آئے گیسوے سنبل

مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان

گل ہوا جب چراغ عارض یار
تب گلستان مین گل ہوا انگار

نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین

شاخ پہ ہی جو سیب زیب چمن
کسی محبوب کا ہے سیب ذقن

عندلیبون کے ہین یہی الحان
غافلو کل من علیہا فان

خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
باغ مین آبشار روتے ہین

دیکھکر بے ثباتی عالم
ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر

اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
گل سوسن کا ہے کبود لباس

یہ گلستان نہین ہے قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اُس طائر نے اسطرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگاکے سننے لگا آنکھون سے آنسو بہنے لگے چہرہ مثل گل کے اُداس عالم یاس ایک چیخ ماری پکار اُٹھا کہ اے ملکۂ عالم کیا اشعار سُنے ہین دل پر تاثیر ہوئی جان دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن مین آپ کا تابعدار ہون خدمتگزار ہون ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے کوہان تو منتظم کوہ زبرجدی ہے بس اب یہان سے سدھارو طرف کوہ زبرجدی کے جاؤ اور جنکو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اُس تصویر کو توڑ ڈالو اُس سے قدرت پیدا ہوگی تمھارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائین گے کیا عجب ہے کہ تمھارا رتبہ بلند کرین یہ سُنکر کوہان جھوما آنکھین سُرخ ہوئین آسمان سے اُترا لشکر والون کو آواز دی کہ آؤ میرے ساتھ چلو قدرت نے سب کو یاد فرمایا ہے اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اژدہے پر سوار ہوا جھوم کر طرف کوہ زبرجدی کے چلا سب ساحر پشت پر آگے آگے افسر پشت پر سارا لشکر جھومتا ہوا طرف کوہ زبرجدی کے جاتا ہے ہر منزل پر شب کو اُتر پڑتا ہے صبح کو جو اُٹھتا ہے اور ہی رنگ مزاج کا ہوتا ہے لشکر والون پر تاکید کرتا ہے کہ یارو اب چلو قدرت نے یاد فرمایا ہے سبھون کو بلایا ہے

اُسی وقت لشکر تیار ہوتا ہو سب صفین باندھ کر ساتھ ہوتے ہین اُسی جوش وخروش مین دن بھر رہروی کرتا ہو ہر جنگل مین ٹھہر جاتا ہو ملکہ سوسن کو یاد کرتا ہو جہان گُل و غنچے پر نظر پڑی وہین عارض یاد آتے ہین یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگتا ہو

نظم

دام لے لے کے ہین صیاد ستمگر چھوٹے ‏— دخل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے
یون لگا لاتی ہو وہ آنکھ دل عاشق کو ‏— جس طرح سے کوئی تکیہ بنکے کبوتر چھوٹے
ہو وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار ‏— دستِ اطفال سے ابتک نہین پتھر چھوٹے
طوق و زنجیر کا غل اب نہین زندانون مین ‏— قیدی خیرات مین امسال مقرر چھوٹے
دام اُلفت سے رہائی کا کہین کیا احوال ‏— کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
تیری اُلفت مین ہوئین سب سے ملاقاتین ترک ‏— اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے
بندہ خانہ ہو قریب آ تو قدم رنجہ کرو ‏— پانون کی مہندی تمھارے جو نہ دلبر چھوٹے
ظلم سے ظلم کیے قاصدون پر ظالم نے ‏— نامہ بر ہاتھیون کے پانون مین بندھکر چھوٹے
صبر دل کو تو کیا مین نے غنیمت جانون ‏— جان ہی تجھسے اگر ترک ستمگر چھوٹے
تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل مین بھی ‏— پردے آنکھون پہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے
خوبرویون کی محبت کا بُرا ہے انجام ‏— تجھسے یکایک کہین او دل مضطر چھوٹے
پستیِ فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا ‏— جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے
ایسی افتاد کئی بار پڑی ہے ای رند ‏— بیشتر اُس سے ملے روٹھ کر اکثر چھوٹے

اسی جوش خروش مین چوتھے دن قریب کوہ زبرجدی پہونچا یہان وہی میلہ جما ہوا ہو مراد مند حاضر ہین سب طرف سے آوازین آ رہی ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار کیا جلد مراد مندون کی مراد دیتا ہو صاحب اعجاز و کرامت آپ ہو تو پونے دو سو خداوندون کا باپ ہو ایسا خداوند تھا جب تو ایسی اولادین ممکن ہوئین سامری و جمشید کیسی خدائی کر گئے آخر ناچار ہوے مر گئے اب آپ خداوند ہین ہم سب دردمند ہین کیا مرادین پوری کرتے ہو دامن مدعا گل آرزو سے بھرتے ہو یکایک میلے مین ہلڑ ہوا فریاد فریاد و الغیاث کی صدائین آنے لگین ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان ظالمون کے

ہاتھ سے بچائیے ایک ایک لعین دیو خصال فیل شمال ہے تصویر سے آواز آئی کہ ای زبرجد ذرا دیکھ تو کہ یہ کیا معرکہ ہے کیون میلے والے فریاد کر رہے ہین زندہ ہین لیکن مرنے پر ہو رہے ہین زبرجد شاہ سامنے سے تصویر کے ہٹا تو تصویر نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ کوہان بن کوہین تیغہ برہنہ ہاتھ مین ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل پشت پر بڑے بڑے قد کے جوان دوڑاتے گھوڑون پر سوار پامال کرتے ہوئے آتے ہین جب خیمے کے قریب پہونچے طناب پکڑی اور کھینچ لیا استون گرا دیا جو خیمے مین تھے وہ دب کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یون پامال کیا اہل میلہ کا عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہین لوٹ بھی لیتے ہین ہر طرح ذلیل کرتے ہین زبرجد کو کوہان پکارتا ہے کہ او بھیا تو تاجدار بنکر بیٹھا ہے زیر کوہ آ تو تیرا تاج اُتارون تجھکو رسوا کر کے مارون زبرجد نے جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا پلٹ کر سامنے تصویر کے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند کوہان اپنے ہوش مین نہین ہے ڈیڑھ لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہے سارے میلے کو ویران کر دیا ہزارہا آدمی مار گیا دبکے لاشے پھڑک رہے ہین جو زندہ ہین وہ بھاگے جاتے ہین مجکو کلمات سخت کہہ رہا ہے زیر کوہ بلاتا ہے نہایت بلبلاتا ہے حکم ہوا کہ ای زبرجد زیر کوہ جاؤ دیکھو تمھارا کیا کرتا ہے فوراً پریشان ہوگا تم راہ راست پر ہو تمھارا وہ کیا کر سکتا ہے تم بادولت کو بخدائی مانتے ہو اور وہ باغی ہو کر آیا ہے اسیر بلا آسمان سے نازل ہوگی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہے تم جا کر سامنے کوہان کے یہ کہو کہ ہفت پیکر فرماتے ہین کہ اگر لڑائی کی ہوس ہے تو آپس مین لڑو ایک ایک کو دیکھ لے میلے کو کیون برباد کرتے ہو خبردار اب آگے نہ بڑھو یہ سُنکر زبرجد شاہ نے تاج کو سر پہ کج کیا ہنستا ہوا چلا راہ مین جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیرون نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش مین نہین ہے زیر کوہ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کروا ڈالے یہ ایک ایک سے کہہ رہا ہے کہ یارو مجکو خداوند نے بھیجا ہے آسمان سے ان سب پر بلا نازل ہوگی یہ میرا کیا کر سکتے ہین وزیرون امیرون کو ساتھ لیتا ہوا زبرجد پہاڑ سے بہ سختی اُترا جیسے ہی سامنے کوہان کے پہونچا کوہان نے للکارا کہ او زبرجد کھڑا رہ مین آتا ہون زبرجد نے جواب دیا کہ ای کوہان خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہے کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آپس مین لڑو قدرت بھی تماشا

دیکھ رہے ہین یہ سُنکر کوہان تھر تھر کانپا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یارو سنتے ہو قدرت نے کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہین جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لائین ہم جنگ کو حاضر ہین کہیے آپس مین لڑین بھائی کو بھائی سے شوق جنگ ہے عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہے قریب تھا کہ آپس مین لڑین کہ آسمان سے پھول برسنے لگے جسپر پھول گرا وہ بھول گیا جوش جرائت سے جھومنے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ پہاڑ پر چڑھ چلو زبرجد کی طرف کوہان نے گینڈا بڑھایا کہ اسپر کئی پھول برسے تھے زبرجد شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر دنگ ہوکر کھڑے رہ گئے کوہان آکر وزیرون پر یہ کہکر گرا کہ اس ملعون کو کیون جانے دیا زبرجد کو پکڑ نہ لیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ ای شہریار ہم بے خطا ہین وہ بھاگ کر نکل گیا زبرجد بھاگ کر سامنے تصویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ یا خداوند مین نے جو آپ کا حکم پہونچایا وہ سب آپس کی جنگ پر آمادہ ہوے تھے قدرت نے ملاحظہ نہین فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے رنگ رو انکا متغیر ہوا پھر اسی طرف پلٹے پر سب وزیر مارے گئے ہین پہاڑ کے نیچے کوہان معروف جنگ ہے ایسا نہ ہو کہ بالاے کوہ چڑھ آئے تصویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچا اور جہان جی چاہے وہان بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیگا تو بہت پچتائیگا زبرجد شاہ تو پشت دیر پر ہوکے بھاگا اپنے ملک مین پہونچا دار الامارہ شاہی مین جاکر تخت پر بیٹھا اور باتین بنانے لگا حاضرین وقت کو خبر سُنانے لگا کہتا ہے کہ یہ ہفت پیکر جو جاہتا ہے کہدیتا ہے کیسا خداوند ہے مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتین کر رہا تھا کہ چھت سے قصر کے آواز آئی کہ او بیہودہ گو کیا بیہودہ بکتا ہے عذاب خداوندی مین مبتلا ہوگا ایک برق گری کہ زبرجد کے دو ٹکڑے ہوے ادھر پھر آواز آئی کہ ای بندگان من قدرت مُردے کو زندہ کرتے ہین پھر برق چمک کر گری دیکھا کہ وہی زبرجد تخت پر بیٹھا تعریفین ہفت پیکر کی کر رہا ہے یہان تو یہ کیفیت ہے وہان کوہان پہاڑ سے آکر لپٹ گیا گھاٹیان پکڑ کر بالاے کوہ چڑھنے لگا گھاٹیون کو طی کر کے بالاے کوہ پہونچا ڈیڑھ لاکھ جوان ساتھ ہین پہاڑ پر بھی بدعت کرتے ہوے تصویر ہاے سنگی کہ اُتنی ایک تصویر کی نقل جا بجا کھڑی ہین ٹھوکراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا چاہا کہ دیر مین گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او بے ادب سے رہ اندر آنے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کوہان جھپٹا ساتھ والون نے بھی بلوہ کیا

اب تو تصویر نے ایک چیخ ماری کہ دیر مین اندھیرا ہوا دھوئین نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا دھوئین کا ابر بنکر تیار ہوا جسکی آنکھ مین دھوان لگا وہ جم کر کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہواے سرد کا چلا پھر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا اُسنے اپنے مقام سے جنبش کی دیر مین گھس جانیکی کوشش کی کہ جھونکا ہواے گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ سحر ساختہ کر دیا تھا قدرت نے اُس سحر کو مٹایا خود اِس مقام پر آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون تجھکو جہنم مین جھنکوا دونگا تجھکو بیوجہ کیون غم و الم ہی تیرا مقام خاص جہنم ہی دیر تک تصویر نے چلاّ چلاّ کے باتین کین وقت وہ ہی کہ نور الدہر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین نسترن و سوسن دست راست اور دست چپ کو بیٹھی ہین کہ سوسن نے دیکھکر آواز دی کہ نسترن تمنے سنا ہفت پیکر چلاّ رہا ہی کہ میرے سحر کو مٹا رہا ہی مین نے پھولون کا سحر ساختہ کر دیا تھا اور بیرون کو یہ حکم دیا تھا کہ جہان یہ شکست ہو وہان پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اُسی بات پر آمادہ ہوے اب بالاے کوہ پہونچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولون کو جلا دیا اب کوہان مٹا اب کوہان کا بچنا دشوار ہی اُسنے خود سحر کیا اُسکے سحر سے بچنا مشکل ہی ارادہ ہی کہ جا پڑون مین آواز اُسکی سُن رہی ہون کلمات سخت و سست کہ رہا ہی کوہان کو دروازے پر دیر کے روکا ہی وہ ٹہل رہا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جاؤن نسترن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا وہ ہفت پیکر بلاے روزگار ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا کسی بلا مین پھنس جاؤگی کہ وہان سے رہائی نا ممکن ہوگی ملکہ سوسن کو نہ جانے دیا وہان پر یہ آوازین تصویر لے پھر دین کہ اے کوہ زبرجدی اِس گنہگار کو لینا اسکا تیرے شکم مین مقام ہی کوہان اسکا نام ہی یکایک پہاڑ شق ہوا ہر ایک کے پاؤن کے برابر گڑھے پیدا ہوے اُن گڑھون مین سب پھاند پڑے گڑھے برابر ہو گئے کوہان بھی ایک غار کلان مین گرا دہن غار کا بند ہوا آواز آئی زبرجد کو یہان بلاؤ زبرجد مردہ ہو کر زندہ ہوا ہی تخت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر حکم پہونچایا قدرت آپکو بلاتے ہین زبرجد تعریفین کرتا ہوا چلا بالاے کوہ پہونچا سامنے تصویر کے آیا عرض کی کہ یا خداوندیہ بندہ حاضر ہی خطا میری معاف ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ نہ کہونگا بہشت و دوزخ دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے مسلمانون کو عجب حال زار مین دیکھا

آپ کے پرستار جو خاص تھے اُنکو باغ رنگا رنگ مین دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے تھے آپ کا
نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی صحیح و درست ہی
تصویر نے بہ غصہ آواز دی کہ او بے ادب خاموش رہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر
بندے ہمارے سنتے ہین حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوتے ہین بہشت واسطے نیک بندون
کے ہی اور جہنم واسطے گنہگارون کے تجھکو کارخانۂ قدرت دکھا دیے تو نے جو قدرت کو بُرا کہا
ملک الموت کو ناگوار ہوا اُسنے تمہاری روح قبض کی روح کو زیر عرش عالی پھرایا اور عجائب
و غرائب دکھایا تجھسے نہین ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کہ جاکر نورالدہر کو روکے یہ دونون
جوان طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے ہین گرداب جادو وہ ساحرہ ہی کہ ان دونون کو
ہلاک کریگی مگر کیا ضرور ہی یہ یہین رُک جائین وہان تک نہ جانے پائین کیا عجب ہی نورالدہر کو
سوسن لیجائے اور ایرج کو توسن پہونچائے یہ دونون دربار گرداب مین پہونچین گے
کوئی ساحر جائے راہ مین انکو روکے یہ آگے بڑھ آئے ہین انکو ہٹا دے دونون کو آگے
نہ بڑھنے دے زبرجد نے کہا کہ مین جاکے تدبیر کرتا ہون یہ کہکے اپنے دربار مین آیا آکر اسنے ذکر کیا
کہ قدرت یہ فرماتے ہین کوئی ساحر یا جادوگرنی ایسی ہی کہ جاکر نورالدہر و ایرج کو روکے جس
صحرا مین ایرج اُترا ہی اُس جنگل کا صحرائے کشت و خون نام ہی وہان سے ہٹا دے اور ایرج
کو وہ نہ آنے دے قدرت خود فرما چکے ہین کہ یہ لوگ دربار گرداب جادو مین جائین گے لیکن
قبل سے اگر روکنے والا روکے تو بہت مناسب ہی خلنجال جادو مصاحبون مین سے زبرجد کے
ہی وہ اپنے مقام سے اُٹھی یہ کہکر کہ ای شہنشاہ وہ آفت برپا کرون کہ صحرا سے وہ خود بھاگین
بھونچال جادو بہن خلنجال کی یہ کہکر اُٹھی کہ بہن تم چلو مین سحر تیار کرکے آتی ہون خلنجال اُسی وقت
ساٹھ ہزار جادوگر ساتھ لیکر برائے مقابلۂ نورالدہر چلی یہان نورالدہر اُترے ہین صحرا پر بہار
چشمے چغر بھرے ہوئے صبح کو یکایک خبر رنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار عجب معرکہ گذرا
رات کو ایسی ہوا گرم چلی کہ سب چشمے خشک ہو گئے درخت یا تو سبز و شاداب تھے یا پتے زرد
مثل مدقوق درختون سے گر رہے ہین جنگل مین اُڑتے پھرتے ہین جنگل مین خاک اُڑ رہی ہی
صحرا ویران کفِ دست میدان نسترن نے دیکھکر عرض کی کہ کنیز جاتی ہی ابھی دریافت کرکے

آتی ہو یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہو ای شبرنگ بونڈلے گرد کے اُٹھتے ہونگے صحرا تپ رہا ہوگا شبرنگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہو جو آپ فرماتی ہین اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہو یہ سنکر نسترن اُٹھی سوسن نے کہا کہ بوا مین بھی چلون کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمایئے مین جاکے دریافت کیے لیتی ہون یہ کہکے نسترن باہر نکلین صورت صحرا کو دیکھکر بہت ہنسین کہا حضور مین پہچان گئی یہ کہکے دستک دی صحرا سے بونڈلے گرد کا اُٹھا دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے نسترن کے آکے کھڑا ہوا ملکہ نسترن نے کہا کہ ارے جاکے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہو صحرا کیون ویران ہوگیا چشمے کیون خشک ہوے درخت کیون خشک پڑے ہین وہ جوان ایکسجانب بھاگا غائب ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑتا ہوا آیا پسینے پسینے ہو رہا ہو سامنے ملکہ نسترن کے آکر دست بستہ عرض کی کہ اس صحرا کے گوشے مین بی خلخال آکر اُتری ہین سحر کر رہی ہین رات سے اُنھون نے سحر شروع کیا ہو ابھی ختم نہین ہوا کہ یہ صحرا ویران ہوگیا اور ابھی زیادہ ویران ہوگا آب و دانہ اس جنگل مین طائرون کو نہ ملیگا غلام آپ کا جاکر سب سامان دیکھ آیا ہو خیمے مین بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین نسترن نے اُسی وقت گالے روئی کے جھولی سے نکالے کنارے لشکر کے کھڑے ہوکر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہوا وہ بڑھنے لگا اسقدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملکہ نے دوسرا سحر کیا کہ رعد کی گرج برق کی تڑپ پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسنے لگا پہلے بوندیان پڑین تھوڑے ہی عرصے مین ابر برسنے لگا چشمے جوہڑ پانی سے مملو ہو رہے تھے کہ ابر پر ایک سناٹا ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مینھ کا برسنا موقوف ہوا چشمے جوہڑ یا تو مملو بہ آب تھے یا خشک ہوگئے پھر خاک اُسیطرح اُڑنے لگی بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین دھوپ چمکی اب حرارت نیر اعظم کی بڑھنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین اسقدر ویرانہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہرا لہرا کر گرنے لگے شاخین پیچ و تاب کھا کر گرین گل بوٹے مرجھائے غنچون نے دہن اپنے بند کرلیے رنگ پھولون کے اُڑے درختون سے مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھٹک کر آگیا منھ کھول کر زمین پر گرا ملکہ نسترن بھی پسینے پسینے ہرچند کہ دستکین دیتی ہین چاہتی ہین ابر قائم کرون پانی برسے چشمے و جوہڑ مملو ہوجائین مگر ابر نہین آتا جب گھر کے آتا ہو تمازت آفتاب اسقدر ہوتی ہو اور ایک بجلی کڑک کر گرتی ہو کہ

ابر لخت لخت ہوا جاتا ہی ٹکڑے ابر کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہین ایک مقام پر جمع نہین ہوتے وسنگین دیتے دیتے ہاتھ سرخ ہو گئے اُنگلیون سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملکہ نسترن مجبور و ناچار ہوئین ملکہ سوسن یہ کہکر اُٹھین کہ کیون ہوا ابر نہین آتا منتشر ہوا جاتا ہی یقین ہی کہ یہ سحر خلنخال جادو کا ہو اُسی کے سحر مین یہ تاثیر ہی کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہین جمتا مگر اب مین سحر کرتی ہون تم ہٹ جاؤ یہ کہکر نسترن کو ہٹایا اور آپ آگے بڑھین جھولی مین ہاتھ ڈالا کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اُس کاغذ پر ڈالا اور اُس کاغذ کو اُڑایا آواز دی کہ ای ابر بارسیہ رو جاکر لشکر خلنخال پہ برس مگر قطرات گرم ہون اور وہ بدحواس ہو جائین وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خلنخال بیٹھی سحر کر رہی ہی کہ لشکر والون نے اسکے دیکھا کہ ابر سیاہ آسمان پہ آیا رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکایک پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو معلوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈالدی وہ جلنے لگا صدہا ساحر جل کر خاک ہوے لشکر مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی خلنخال باہر نکل آئی دیکھا اسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہین آسمان سے آگ گر رہی ہی اسنے بڑے بڑے زور مارے کہ ابر کو پلٹاؤن ابر نہ پلٹا جما ہوا برس رہا ہی عرصہ جو ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑون برف مین دبے سیکڑون آگ سے جلے تھوڑے عرصے مین ہزارون کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈے ہوے کچھ آگ مین جلے گھبرا کر خلنخال نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہو لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا کہ آگ کی دیوار کھیچی ہی جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہین آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہی جسطرف لشکر نور الدہر کا تھا اُدھر راستہ ملا سب کے آگے خلنخال لشکر کو لیے ہوے آتی ہی اور ابر برستا ہوا بھاگا ہوا لشکر آتا ہی مقابلے مین نور الدہر کے پہونچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا جب لشکر خلنخال کا مقابلۂ نور الدہر مین پہونچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا سوسن پلٹ آئین خلنخال مقابلے مین اُتری اُترتے اُترتے پکار کر آواز دی کہ بی سوسن و نسترن ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی مین نے سحر بھیجا تھا تمنے اُسکو کوشش کرکے پلٹایا اور کئی ہزار آدمی میرے لشکر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خلنخال مین

صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکاروں نے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی نور الدہر نے بھی حکم دیا یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات تیاری ہوئی جبکہ ساحر ماہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج ثوابت و سیارگان کو لیکر قلعۂ مغرب میں چھپا شاہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شعاع میدان چرخ زبرجدی میں آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دونوں لشکر میدان میں آئے ادھر سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کارزار میں آئی اژدر پر سوار منھ سے آگ نکلتی ہوئی بال کھلے ہوئے میدان میں آکر پہونچی پشت پر فوج ساحران کمرلزان و ترسان ادھر سے لشکر نور الدہر بعد کروفر میدان کارزار میں آکر پہونچا ایک لنسترن و سوسن طاؤسان زرین بال پر سوار آئیں خلخال دیکھ رہی ہیں کہ لشکر جمنے لگے صفیں آراستہ ہوئیں اور جمیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے خلخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کارزار میں جاؤں کہ یکایک زمین کو زلزلہ ہوا ملکہ لنسترن طاؤس سے گرپی سنبھل کر اٹھیں اور ہزارہا کنیزیں زمین پر گریں پڑی تڑپ رہی ہیں اٹھ نہیں سکتیں نور الدہر کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہے کہ لیکر بھاگوں نور الدہر ہر چند روکتے ہیں مرکب نہیں رکتا رانوں میں بیچیں ہی چاہتا ہے کہ طرارہ بھروں یا الف ہو جاؤں نور الدہر نے کئی کوڑے مارے لنسترن نے دیکھا کہ زمین کی جنبش بڑھتی جاتی ہے لنسترن نے بڑھ کر سحر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جما کنیزیں جو گری تھیں پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھیں وہ اپنے اپنے مقام سے اٹھیں اور سنبھلیں سامنے لنسترن کے حاضر ہوئیں کہا واری آپ کے سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ رہے تھے بمشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آمد اسکی بہن کی ہے جسکا بھونچال نام ہے یہ کہکے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پر جاکے پھٹا ابر بنکر لشکر بھونچال جادو پر جاکر برسا لشکر میں بھونچال کے صدائے فریاد بلند ہوئی بھونچال نے بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سحر نہیں کرتی آکر کہا کہ بہن لشکر جمے ہوئے ہیں میدان میں جاؤ میں لشکر حریف کو تہ و بالا کر دونگی ہیں یہاں سے پانچ کوس پر بھی وہاں جاکے ایک ابر سیاہ برسا کئی ہزار آدمی مرے

لشکر کے چلے جب مین نے اس طرف کا رُخ کیا تب ابر شا اور آگ برسنا موقوف ہوئی اب تم میدان مین جا کر سحر کرو لیکن سحر وہ کرو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے بھاگے اور جگہ جا کر ٹھہرے تب جا کر لطف حاصل ہو حکم خداوند بجا لاؤ قدرت نے فرمایا ہو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے ہٹا دو یہان نہ اُترنے پائین لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہو وہان بڑی بڑی جادوگرنیان جمع ہین اگر انکے مقابلے مین تُم گئے سیماب وغیرہ سے کون مقابلہ کریگا یہ کہکر خلنخال کو ایسا گرمایا کہ خلنخال میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ لنسترن فوراً طاؤس اپنا بڑھا کر مقابلے مین خلنخال کے آئین خلنخال نے اپنے کو پشت اژدر سے گرا دیا بال سر کے کھول دیے مُنھ سے شعلے چھوڑنے لگی وہ شعلے آتش کے قریب لنسترن آئے لنسترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اُلٹے پلٹ کر خلنخال پر گرے لنسترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے پہونچے بھونچال کے سامنے وہ شعلے لوٹنے لگے لوٹتے لوٹتے اُسکے ملازمون پر جا کر گرے کئی ہزار ملازم خلنخال و بھونچال کے جلے جب تو خلنخال نے ایک مار سیاہ مُنھ سے نکالا اُس مار سیاہ کو پھینک مارا ملکہ نے اس مار سیاہ پر اشارہ کیا مار سیاہ کٹکر دو ہوا زمین پر گر کر غرق زمین ہوگیا غرق زمین ہوتے ہی خلنخال دوڑی آگے خلنخال چلی بلاتی جاتی ہو لنسترن بھی اُسکے پیچھے چلین یہان تک کہ نظرون سے سب کے غائب ہوئین نور الدہر نے گھبرا کر شبرنگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہان لگا کر لیگئی شبرنگ بشکل ساحر جھپٹا جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا خلنخال نے ظاہر ہو کر اپنے کو پاس لنسترن کے پہونچایا کہا بُوا زبان مین سوزن دے لو ایسا نہ ہو کہ تمکو تکلیف ہو لنسترن نے سوزن اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان مین دی گجرے پھولون کے ہاتھ سے خلنخال نے توڑے ہاتھ مین لنسترن کے باندھے وہ ہتھکڑیان ہوگئے پانون مین بیڑیان پہنائین چاہا کہ سر زنجیر تھام کر لیجاؤن سامنے بھونچال کے پہونچاؤن کہ شبرنگ بھونچال کی صورت بنکر تیار ہوا آواز دی کہ بہن کیا کہنا کیا خوب سحر کیا خلنخال نے کہا کہ بُوا ایسے سیکڑون شعبدے یاد ہین اب چلیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہون وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائینگی شبرنگ قریب پہونچا کہا بُوا دیکھو بی سوسن آتی ہین خلنخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک خلخال کے مرتے ہی لنسترن کے جسم سے وہ قید دور ہوئی
لنسترن نے کہا کہ ای شبرنگ یہ بڑا کارنمایان کیا اسنے ایسا سحر کیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین
نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دے لی ہتھکڑیان بیڑیان خود پہنین اگر اپنے ہوش مین
ہوتی تو یہ حرکات کاہے کو کرتی شبرنگ نے لنسترن کو رہا کر کے ساتھ لیا پاؤن مین خلخال کے
ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کارزار مین آکر پہونچا بھونچال نے مرنے
کی آواز خلخال کے سُنی تھی سمجھی تھی کہ شاید ہمن نے کوئی شعبدہ کیا اب جو اسنے دیکھا
کہ آگے آگے لنسترن اور پیچھے شبرنگ پاے خلخال مین رسی باندھے ہوے دیکھکر
بھونچال نے ساحرون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دولاکھ ساحران کفار شبرنگ
ولنسترن پر آپڑے لنسترن نے شبرنگ کو تو ہٹا دیا آپ مصروف جنگ ہوئی سوسن بھی
جاپڑی نورالدہر تلوار کھینچ کر کفار پر جا پڑے سوسن قریب نورالدہر آئی ہو جسنے سحر
نورالدہر پر کیا اسنے اُس ساحر کو مارا اس طرح صدہا جادوگر مارے کنیزان ہر دو شاہزادیان
اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آکر مل گئین لشکر بھونچال مین زلزلہ پڑ گیا بھونچال بھاگتی پھرتی
ہی چاہتی ہے کہ نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن وہان کوہ زبرجدی پر تصویر سنگی مین سے
ہفت پیکر آواز دے رہا ہو کہ اب ایک ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہون یکایک
زبرجد سے کہا کہ لو غضب ہوا خلخال قتل ہو گئی بھونچال بھاگی پھر رہی ہو کسی
پہلوان کو جلد روانہ کرو زبرجد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہو کہ جا کر سر
نورالدہر کا لائے زیر کوہ سکّان فیل در کھڑا ہوا جھوم رہا ہے اسنے پلٹ کر آواز دی کہ ای
بادشاہ مین جاؤنگا زبرجد نے صدا دی کہ جسکو حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سکّان
کے جائے چار لاکھ سپاہی سوار و پیدل گھوڑے اُڑا کر قریب سکّان فیل در آئے
عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہین سکّان گینڈے پر سوار ہو کے چلا اُسوقت پہونچا کہ
بھونچال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ مین نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن پر تول
رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سکّان فیل در چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
بھونچال پر نعرہ کیا کہ ارے کیون گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ دیکھ رہے ہین

ہمکو تیری مدد کو بھیجا ہو کیون گھبراتی ہو مین تیری مدد کو آیا ہون یہ کہکر شریک جنگ ہوا یہان کنارے پر لشکر کے طہماس لڑ رہا تھا سکان فیل در سے مقابلہ پڑا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور آگے کردیا ساطور پر تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے صرف قبضہ ہاتھ مین رہگیا وہ قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے اک دائی ہو کر خالی دیا خالی دے کر خبردار زخم کو کے ہاتھ ساطور کا مارا سکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر ساطور جو گرا مع گینڈے سکان کے چار ٹکڑے ہوے چار لاکھ فوج جو اسکے ساتھ آئی ہو وہ سب لڑائی مین مصروف ہو گئی طہماس نعرہ کرکے جا پڑا ساطور کو گردش دی صدہا سر کٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہونے لگا چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکل جائین اب بھونچال اور زیادہ بدحواس ہوئی ساتھ والون سے کہہ رہی ہو کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہو کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پر بھیجی طہماس نے یون مار لیا کہ جیسے باز کے نیچے سے عصفور نہین بچتی بیک ضرب ساطور دو پرکالے ہوے فوج بہت ہو لیکن بیدل ہو رہی ہو سب چاہتے ہین کہ بھاگ جائین سب نے کہا کہ آپ نعرہ کرکے آگے بڑھین تو اہل فوج جم کر لڑین یہ سنتے ہی بھونچال نے عملدار لشکر کو ساتھ لیا پکار کر آواز دی کہ اے بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرأت اپنی ظاہر کرو اور مسلمانون کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو پکار رہی ہو کہ یارو نہ گھبرانا چہار جانب سے لشکر مسلمانان کو گھیر لو بھونچال نے یہ آواز دے کر لشکر کو بڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر نور الدہر بہت کم ہو دونون جادوگرنیان ایک جانب جانبازی کر رہی ہین جم جم کے سحر کیے ہزارون کو مارا صحرا مین خون کے دریا بہ رہے ہین نور الدہر و طہماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہین سوسن نے بڑھ کر جب گولہ پھینکا آسمان سے آگ برسی تلوارین گرین نیزے برسے خون کے دریا بہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان آتے ہین سب جادوگرنیان ساتھ پہلوان گھیرے ہوے نور الدہر کو جو لڑتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا یہ کہکے نعرہ کیا۔ نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر تزلزل فتد در میان مصاف	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	چو تیغ یلی بر کشم از غلاف زگاو زمین بیخ دبن بر کنم

منم شیر دل صف شکن نوجوان
منم نخل بستان صاحبقران

ایرج نوجوان مع لشکر آ کر گرے توسن نے بڑھ کر بھونچال پر سحر کیا پھول برسے پھول جو شیر گرے بھونچال کا چہرہ سرخ ہوا اسباب سحر ہاتھ سے پھینکا بیقرار ہو کر پکار اٹھی کہ ای ملکۂ عالم مین کنیز ہون تیری تو یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی۔ نظم

متاع وصل کی لذت اٹھائیگا پھر کیا
گدا کو دیگا نہ منعم تو پائیگا پھر کیا

شب فراق صنم سر پہ لائیگا پھر کیا
یہ روز بد مجھے گردون دکھائیگا پھر کیا

ہزار بار کیا میرا امتحان اسنے
بس آزما چکا اب آزمائیگا پھر کیا

جفا و جور نہ کر اسکے بندون پر او بت
خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا پھر کیا

وہ گھورتے ہین بری آنکھ سے پھر اب ہر آ
مین دیکھتا ہون مقدر دکھائیگا پھر کیا

رہے جو پیش نظر ہر گھڑی تصور یار
یہ آنکھین کور ہون انمین سمائیگا پھر کیا

کرے نہ دیر کو مسمار جو کہ بت کے لیے
وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا

وہ بے وفا ہی نہ چھوڑیگا غیر سے ملنا
جو زندہ کوفت مین تو مر بھی جائیگا پھر کیا

یہ اشعار پڑھ کر گریبان چاک کیا اپنے ساتھ والون کو آواز دی کہ جاؤ خدمت مین اس ملعون و بدکردار ہفت پیکر کی یہان کیون جمے ہو لڑائی پر ایسے شیرون کی تمھے ہو کچھ غیرت نہین دیکھو مین تمھین سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا اپنے ساتھ والون پر کھینچ مارا گولہ پھٹا اور تلوارین برسنے لگین کئی سو جوان مر کر گرے ایرج و نورالدہر نے اور زیادہ دباؤ ڈالا ایک مقام پر بڑھ کر نورالدہر نے ایک ہلہ ان کو مارا جوش جرأت مین منھ سے نکل گیا کہ بڑے تن و توش کا جوان تھا دوسرے کو بڑھکر ایرج نے مار پکار کر آواز دی وہ جوان ہمارا تھا یہ صاحب تن و توش تھا نشۂ جرأت سے بیہوش تھا نورالدہر نے کہا کہ بس کنارے جاؤ بہت بانکپن کی نہ لو ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو سپر پہ گانٹھ کر ہاتھ مارا ایرج نے بھی تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ مردان عالم گھونگھٹ منھ پر نہین لیتے نورالدہر نے سپر کو پھینک دیا ایرج نے بھی سپر کو پھینکا اب جو تلوار چلی دونون شیرون کے سر زخمی ہوے طہماس لڑتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران وای فرزند دلبند قاسم نوجوان

آپس مین لڑائی کیا ضرور دشمن کو قتل کرو ایرج نے پلٹ کر آواز دی کہ او ملعون تیری شامت آئی ہے یہ کہکر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ طہماس کا بھی سر زخمی ہوا نور الدہر نے کہا کہ اے ایرج طہماس نے پاس کیا ورنہ ساطور مار دیتا جگرگاہ تک پہونچتا اب بھی اسکو پاس ہو ورنہ اسکا قتل نہین ہے ایرج نے چاہا کہ نور الدہر پر جا پڑے یہی کہتے چلے کہ او کشتنی گیر زادے آج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہے بڑے قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا کہ غلام سے خطا ہوئی سر حاضر ہے کاٹ لیجیے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے یقین تو ہے کہ تمھاری نالائقی ظاہر ہو نور الدہر نے چاہا کہ جواب دون بھونچال نے اتنے عرصے مین ہزارہا اپنے ملازم قتل کیے قلب فوج مین جا پڑی چہار جانب گولے مارنے لگی قریب ہے کہ سب بھاگین کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا کہ او بھونچال کیون تیری شامت آئی ہے یہ آواز سنکر بھونچال طرف آسمان کے دیکھنے لگی ایک پنجہ گرا بھونچال کو اُٹھا لے گیا دوسرا پنجہ گرا افسرین کو اُٹھا لے گیا ایرج و نور الدہر تلوارین کھینچ کر چلے تھے کہ آپس مین لڑین کہ صحرا سے ایک آواز دلفریب آئی دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر پری پیکر غنچہ دہن رشک قمر زیور و لباس سے آراستہ یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہے

نظم

جز مسیحا نہ کسی سے مرا مردا اُٹھا
اُسنے کاندھا دیا آکر تو جنازا اُٹھا

زہد و تقوی سے بھرا ای رندیت گھبرا اُٹھا
پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اُٹھا

شاد کر قید سے صیاد کی ہوتی ہے رہا
آب و دانہ ترا او بلبل شیدا اُٹھا

قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی
دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اُٹھا

جوش وحشت مین جو دریا کی طرف جا نکلا
قد آدم مری تعظیم کو سینڈھا اُٹھا

نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم
آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلا اُٹھا

کوچۂ یار سے جب گھر کو چلا مین اپنے
دل یکایک بیٹھ گیا درد اک ایسا اُٹھا

اول شب سے موذن نے اذان دی شب وصل
تو سر شام ہی سے آج یہ مرغا اُٹھا

حشر کو ہونی ہے اک تازہ قیامت برپا
گور سے سر مین اگر لے کے یہ سودا اُٹھا

جسکو تیرے لب جان بخش نے مارا قاتل
حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مردا اُٹھا

اُسکے مرنے کی خبر رند کے بولا رو کر
آج دنیا سے مرا چاہنے والا اُٹھا

اس طور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج و نورالدہر نے کان لگا کر سُنا مگر برق و عمرو جو لشکر ایرج مین تھے جس وقت بھونچال کو پنجہ اُٹھا لے گیا اُسی وقت لشکر سے نکل کر بھاگے ایک گوشے مین کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل گا چکی دونون جوان گھوڑون سے اُترے ایرج اپنی جانب سے اُسے بلاتے ہین اور نورالدہر اپنی جانب اُس نازنین نے کہا کہ مین نورالدہر کے واسطے ہون ایرج کے واسطے میری بہن ہی مجھ سے زیادہ خوبصورت ہی اور کم سن مین اُسے بلوا دون اُسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہکر اُس نازنین نے آواز دی کہ ای گُل پیکر جلد آ ایک نازنین اُس سے بہتر دریلے جواہر مین غوطہ زن اُسنے آ کر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آ کر سامنے طہماس کے چند اشعار گائے طہماس بھی گینڈے سے اُترے اُس نازنین کے ساتھ ہوے شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر سامنے نورالدہر کے آیا اشارہ کر کے عرض کی کہ ای شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہی جس نازنین کا نورالدہر ہاتھ پکڑے تھے اُسنے آواز دی کہ ای طرار چمن پیرا عیار تیرا خواہان ہی کہ پہلوے نخل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آ کر ہاتھ شبرنگ کا تھام لیا اور آنکھ ملا کر شبرنگ سے یہ اشعار گائے

نظم

ظالم کہین تو مل کبھو دارو پیے ہوے
پھرتے ہین ہم بھی ہاتھ مین سر کو لیے ہوے
آؤ گے ہوش مین تو ٹک اک سدھ بھی لیجیو
ابتو نشے مین جلتے ہو زخمی کیے ہوے
جی ڈوبتا ہی اُس گہر تر کی یاد مین
پایان کار عشق مین ہم مر جیے ہوے
اس چاک دل کی چشم سے ناصح لہو تھمے
ہوتا ہی کیا ہمارے گریبان سیے ہوے
کافر ہوے بتون کی محبت مین میر جی
مسجد مین آج آئے تھے قشقہ دیے ہوے

شبرنگ سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شبرنگ کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ان چارون کو لیکر چارون نازنینین چلین چند قدم طے کیے تھے کہ ایک صدائے ہیبتناک آئی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اُس جنگل مین دھوان چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھوئین سے صدائین مہیب آئین بعد تھوڑی سی دیر کے دھوان برطرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر گم ہو گیا نہ دوست کا لشکر ہی نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہی عمرو و برق جنگل مین دوڑے کسی شخص کو نہ پایا

عمرو نے کہا کہ ای برق معلوم ہوتا ہی کہ خود ہفت پیکر آ کے سب کو لے گیا اب اُن سب کا پتہ ملنا دشوار ہی چل کے صاحبقران سے اطلاع کرین خواجہ و برق تلاش مین صاحبقران کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گذارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نور الدہر و طہماس و شبرنگ نازنینان مہ جبین کا ہاتھ تھامے ہوے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا اپنے کو بالاے کوہ زبرجدی پایا دیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہی تصویر سنگی باتین کر رہی ہی نور الدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی کہ ای بندگان من کیونکر حاضر ہوے یہ نازنینان مہ جبین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہین ای زبرجد شاہ انکو قصر عشرت مین لیجاؤ چندے چین کرین اُسکے بعد سزا تجویز ہوگی بھونچال کو لاؤ اُس حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی اُسپر سزا واجب و لازم ہو دیکھا کہ ایک زنگن بھونچال کو لیے ہوے آئی کہا کہ یا خداوندہ یہ نہ آتی تھی مین اسکو بڑے جبر سے لائی ہون راہ مین اسنے بڑے بڑے زور کیے جب مین قدرت کا نام لیتی تھی زور اسکا کم ہوتا تھا بمشکل بالاے کوہ زبرجدی پہونچایا تصویر نے آواز دی کہ یہ جاروب کش قصر عشرت کی رہے آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہ کے تصویر خاموش ہوئی نور الدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دھوان چھایا ایک آواز دمامے کی آئی صاف اُس دمامے سے آواز آتی تھی کہ ای بندگان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر عشرت رہنے کو دیا بیٹھ کر آرام کرو نازنینان مہ جبین براے خدمتگزاری موجود ہین دھوان جو ہٹا نور الدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین نہین ہین چارون آدمی بیقرار ہوے پریشان ہوکر پکارنے لگے نظم

وہ لطف و مہر کی جسپر نگاہ کرتے ہین
جو ذرہ ہو تو اُسے رشک ماہ کرتے ہین
تمھارے واسطے کرتے ہین خانہ ویرانی
تمھاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین
چھُری سے کم نہین ترچھی نظر حسینون کی
حلال کرتے ہین یہ یا نگاہ کرتے ہین
ہزار شکر رسائی ہوئی برہمن تک
خدا نے چاہا تو اب بت سے راہ کرتے ہین
کہان کا عشق محبت کسے ہی کیسا پیار
جو قول ہارے ہین اُسکا نباہ کرتے ہین
مزا اُٹھائینگے عاشق کے خون ناحق کا
عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہین

مری طرف سے ابھی دلمین راہ ہی کچھ
ادھر سے بھی وہ گذرگاہ گاہ کرتے ہین

غفور اسکو سمجھے ہین بخشکو کیا واعظ
ثواب کرتے ہین ہم کیا گناہ کرتے ہین

فراق یار نے ہمشیار کر دیا ہمکو
وہ بیخبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین

غرور حسن سے اسلا خدا کا خوف نہین
جو مر بھی جاؤن تو وہ کب نگاہ کرتے ہین

شب فراق مین ہسے تو نالہ رُک سکا
وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین

خضر بھی وادی اُلفت مین تھک کے بیٹھ رہا
وہ پامُرد ہین جو طے یہ راہ کرتے ہین

کسی کو کیا جو سیہ کار ہین ہم اے زاہد
ہم اپنا نامۂ عصیان سیاہ کرتے ہین

کوئی یہ رند سے پوچھے تو دلمین درد ہی کیا
پڑے کراہتے ہین آہ آہ کرتے ہین

کہ اندر سے قصر کے چارون نازنین نکلین پشت پر اُنکے دو دو سو کنیزین آکے ان لوگون کا استقبال کیا مکان مین لائین مقام صدر پر چارون کو بٹھایا خاطر مدارات شروع کر دی دن بھر تو یون گذرتا ہی شام کو بھونچال آکے اُس مکان مین چارچوب کشتی کرتی ہی چارچوب کی کر کے سامنے نورالدہر و ایرج کے آتی ہی کہتی ہی کہ اے شہریار آپ پر عنایت قدرت کی ہی ہماری بھی خطا معاف کرایئے نورالدہر و ایرج جواب دیتے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے دونون جادوگرنیان نورالدہر کے ساتھ کی نسترن و سوسن اور ساتھ والیان ایرج کی گلپوش و توسن و شاہناز وغیرہ بھی صحرا مین بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا شاپور انکے ساتھ ہی لیکن اپنے ہوش مین ہے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی مثل قیدیون کے ہین ایک نگہبان سیاہ رو تیغ درون دروازے پر اُس مکان کے بیٹھا ہی بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پہونچاتا ہی شاہپال پر تاکید ہی کہ بہتر اسی مین ہی کہ قدرت کو سجدہ کرو یہ ثابت قدم کوے دینداری جواب دیتا ہی کہ جبیر لعنت کی اُسکو کیا سجدہ کرین اب اُسکے اختیار مین ہین جس طرح بھی چاہے پیش آئے مگر خواجہ و برق جو لشکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحرائے سبزہ زار مین اُترے ہوے ہین رُفقا ساتھ ہین یہ فرماتے ہین کہ خواجہ عمرو و برق نہ پلٹے کہ کچھ حال رستم کا معلوم ہوتا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ خواجہ و برق آتے ہین امیر نے فرمایا جلد بلاؤ

خواجہ عمرو سب سے ملاقات کرتے ہوئے ایک ایک سے پوچھتے ہوئے کہ ہمارے بعد تو کسی سے مقابلہ نہین پڑا گلباد وغیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلے مین صاحبقران کے نہین آیا اسی وجہ سے لشکر اسی طرح فروکش ہو صاحبقران آپ کے واسطے متردد تھے خواجہ عمرو سب باتین دریافت کرتے ہوئے خدمت صاحبقران مین آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کہو رستم پر کیا گذری عمرو نے کہا کہ ماشاء اللہ بڑے لطف سے لشکر رستم فروکش ہو تحفہ جات پاچکے ہم فکر لوح مین مصروف ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمہارا نور نظر پارۂ جگر یعنی ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان آپس مین کچھ تکرار کرکے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمرو نام ایرج سُنکر بے اختیار رونے لگے کہا کہ اُن دونون کے مزاج سے جہالت نہین جاتی لیکن ایرج نوجوان نے جا کے کئی مقام فتح کیے خوب لشکر جمع ہوا تھا جادوگرنیان عمدہ عمدہ ممکن ہوئین صحرائے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا خود ہفت پیکر اُن شیرون کو گرفتار کرکے لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہین ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر شیرون کا شیر کب رکتا ہو انشاء اللہ وہ صاحب اقبال ہو ضرور رہائی پائیگا ورنہ قبلہ و کعبہ اُسکو جا کر رہا کرینگے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نور الدہر کسی مقام پر رہیگا اُمین گے آپس مین آنکھین ملنے لگین جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا مالک کو لندھور نے بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے خیال کرکے دیکھا کہ صرف ذکر ہونے سے آپس مین دست رستی و دست چپی بگڑا چاہتے ہین فرمایا ای قاسم خبردار دنگل رستم کا ذکر آج کل نہ ہووے یہ کہکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ بھئی ایرج بھی بے مثل ہین اور نور الدہر بھی بے نظیر ہین سب کے حال معلوم ہونگے عادی کو بلاؤ مین صحرائے گرداب نشان مین جا کر کیا کرونگا طلسم کشا کو خدا وہان پہونچائیگا تو حال لوح اُنپر کھلیگا مین جا کر رہائی ایرج و نور الدہر کی تدبیر کرونگا ایسا نہ ہو کہ ان شیرون پر کچھ افتاد پڑ جائے پھر اُنکا قید ہونا بہت شاق ہو انشاء اللہ چل کر رہا کرونگا طرف کوہ زبرجدی کے اٹالہ بارگاہ کا چلے عادی نے اُسی وقت اٹالہ بارگاہ کا لدوایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے امیر جب سوار ہو چکے سب سردار اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے لندھور شیر رنگ تازی پر

مالک مادریان مشکین پر تھوڑے عرصے مین لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ اشقر بڑھائین تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمرو نے کہا کہ بخیر و عافیت ہین لشکر لیے ہوے ایک صحرا مین فروکش ہین مین نے خبر مفصل پائی ہی کہ انکا بھی طرف صحرائے گرداب نشان کے جانے کا قصد ہی امیر نے فرمایا کہ ہمین نے صحرائے گرداب نشان کو ترک کیا کوہ زبرجدی پر چل کر تلوار چلے یہ فرما کر چاہتے ہین کہ گھوڑے کو بڑھاوین کہ پہلوے دشت سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جھومتا ہوا پشت پر ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھوں مین گھوڑون کو بڑھائے ہوے آتے ہین وہ پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا پکار کر آواز دی کہ منم سالوس فیل پیکر یا صاحبقران حکم خداوند ہی کہ ان صحراؤن سے نکل جائیے آپ کی بدعت تا بہ قدرت ہیچ ہی اب آج آپ کو ہٹا دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ہم فتح طلسم کی فکر مین ہین انشاء اللہ کوہ زبرجدی پر جاتے ہین وہ اس مقام سے بھی اُسکو بھگا دین گے ہفت پیکر اپنی فکر کرے یہ سنکر سالوس نے گھوڑا اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا کہ صحرا سے دوسری گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانون کے رواروی کرتا ہوا آتا ہی ایک عیار طرار مکار و غدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے مثل گلدستے کے آراستہ نقابدار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ پہلوان کون ہی اور کسکے مقابلے کا خواہان ہی عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل پلک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو روکنے آیا ہی اور اسیر با توقیر طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہین نقابدار مرصع پوش نے فرمایا کہ یہ ہمارا شکار ہی ہر چند کہ پہلو مین ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اُسنے کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائین مین جاتا ہون یا اسکو باندھ کر لاتا ہون یا سر کو قدم اقدس پر نثار کرتا ہون لیکن مرصع پوش نے نہ مانا گھوڑا اُٹھایا مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چلا تین ٹھوکون مین آیا آکر مقابلہ سالوس مین پہونچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف آکر ٹھہرا عیار کو جو جست و خیز کرتے مہتر برق نے دیکھا خواجہ عمرو سے عرض کی کہ استاد آپنے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطف سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا نہین معلوم

کس خاندان سے ہی خواجہ برق تو یہ باتین کر رہے ہین صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ نقابدار مرصع پوش کس شوکت و شان سے آیا ہی یہ ارابلے زر سرخ و سفید کے جو ساتھ ہین کوئی طلسم فتح کیا یہ اُسکا مال ہی نہایت صاحب جاہ و جلال ہی اور نہایت جوان کم سن معلوم ہوتا ہی سالوس دیو ہی خدا اُسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل یہ چاہتا ہی کہ جا کر نقابدار کے بدلے سالوس سے مقابلہ کرون لندھور عرض کرتے ہین کہ ای آقاے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے تمتن صف شکن نگاہ سے نہین گذرے یہان نقابدار سالوس سے نگاورزن ہوا صاحبقران بہ غور دیکھ رہے ہین کہ تین قدم مرکب نقابدار اور چھ قدم سالوس کا گینڈا پیچھے ہٹا پھیر کر گینڈے کو مقابلے مین نقابدار کے کھڑا ہو کہا کہ او طفل بے ادب حربے کرلے کہ تجکو حوصلہ نہ باقی رہے نقابدار نے کہا کہ ہمارا دستور نہین آخر سالوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ نقابدار بہادر کس بل سے نیزہ بازی کر رہا ہی آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سالوس کے نکل گیا سالوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا خبردار کہکے نقابدار پر ہاتھ مارا عیار پکارے جاتا ہی کہ آقا ہوشیار رہیے حریف زبردست ہی نقابدار نے بلا تکلف تلوار کو اُسکی تلوار پر روکا روک کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار دیا شپ سے تلوار گذر گئی شل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلوارین کھینچ کر نقابدار پر چلے دیکھنے والے نقابدار کے کہتے ہین کہ فوج نقابدار کی کم ہی دشمن زیادہ ہر چند کہ افسر کو مار چکے مگر فوج والے لڑ رہے ہین مگر نقابدار نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تاک تاک کر کمیدانون اور رسالدارون کو مارا علمدار لشکر کی جانب رخ کیا علمدار بھی اس طرف بڑھا فوج کے بلوے ہین چاہتے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ جنگ کر رہا ہی پشت و پہلو سے خبردار عیار پشت پر پشتی بانی کر رہا ہی جو پیچھے نقابدار کے آیا خنجر مار کے اُسکو گرا دیا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس مین لڑنے لگے ایک گھوڑے نے دولتی ماری ایک نے ایک کو کاٹ کھایا اس طرح دس بیس سوار پامال ہوے جب عیار حقہ آتشبازی مارتا ہی برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہی کہتا ہی کہ اُستاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیار نے حقہ مار چند کس جاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کر کے زخمی کرین اُسنے حقہ مار کر مجمع منتشر کیا آقا کے ساتھ جانبازی کر رہا ہی جیسا سردار ویسا عیار وہ صف شکن و تیغزن ہی یہ عیار پر فن ہی نقابدار بہادر لڑتا بھڑتا سامنے علمدار کے پہونچا علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے صاف یہ آسیب سپر تلوار کو اُسکی رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا مع علم علمدار کو قلم کیا علم کا گرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم والم گرا آخر بیرا اُٹھے پڑاو پر آئے نقابدار پڑاو پر بھی جا پڑا خیمون مین آگ لگادی خیمے جلنے لگے پڑا لوٹ لیا آخر اُن سب نے بمشکل تمام اپنے افسر کی اُٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا سامنے صاحبقران کے گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھ کر آواز دی کہ ای بہادر کیا کہنا کس لطف سے لڑے کس زور و شور سے سالوس کو مارا عین میدان مین آکر اُسکو للکارا ہم چاہتے ہین کہ تمھارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار نے کہا کہ ای شہریار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیون ڈالتا غلام یہ چاہتا ہی کہ آپ سے امتحان کرے یا تو اشیاے صاحبقرانی غلام کو ملین یا مین بھی بعہدہ رفاقت حاضر خدمت رہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر جب مزاج مین آئے مین ابھی موجود ہون نقابدار نے کہا وقت پر موقوف ہی ابھی تو غلام ایک مرتبہ حاضر ہوا ہی صرف اس پہلوان کو مارا اور کچھ کارنمایان ہاتھ سے نیازمند کے ہون تو البتہ دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا جب مزاج مین آئے جو اشیا کہ باکہ صاحبقرانی قرار پائے ہین مثل اشقر دیوزاد و تیغہ صمصام و قمقام و نیمچہ سہراب یل و سپر گرشاسب نوجوان و گرز سام بن نریمان جب مین نے پردہ قاف کا سفر کیا مصائب بھی اُٹھائے تب یہ تحفہ جات پائے ان اشیا کا دینا بہت طبیعت پر ناگوار ہی فرزندان دلبند بڑے بڑے زور و شور سے آئے اور یہی دعوی کیا مگر عنایت پروردگار سے اُنکو زیر کیا اور بانے بجائے ایک نقابدار زرین پوش اُنھین اشیا کا خواہان آتا ہی اُسکو البتہ مثل اپنا پایا ہی جس دن اُس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہوگا اُسکا البتہ خیال ہی اور آپ کے جب مزاج مین آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی کہ

شہر یار آپ صاحبقران اعظم ہین سب فخر آپ کو زیبا ہین مین بھی خوشہ چین خرمن حضور ہون مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہین جب حال کھلیگا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے چاہا کہ سوال اس سے کرون کہ آج تمھاری دعوت ہی کہ عیار نے عرض کی کہ ای شہر یار بس اب چلیے زیادہ باتین کرنا مناسب نہین صاحبقران نہ کہہ سکے کہ آج تمھاری دعوت ہے نقابدار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑا اڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا صاحبقران اسی مقام پر اتر پڑے فرمایا کہ ای عادی کل چار گھڑی رات رہے سے اثالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونون فرزند قید خانے مین کیسے گھبراتے ہونگے یقین ہی کہ انکو چلکر رہا کرین زیر کوہ زبرجدی تلوار چلے لشکر اسی مقام پر صاحبقران کا اتر پڑا پہلوان عادی اثالہ بارگاہ کا لیکر تین کوس آگے بڑھ گیا خواجہ دبرق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جاکر عادی کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اسکو گھیرے ساحر اور پہلوانون کی آمد کے تار بندھے ہوے ہین اگر بارگاہ پر کوئی افتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہوگا خواجہ نے کہا کہ ای شہر یار آپ بخوبی آگاہ ہین کہ قرضدار مجکو گھیرے ہوے ہین اگر مین رات کو جاؤن تو وہ جانین گے کہ بھاگا جاتا ہی لہذا انکو کچھ سود وغیرہ دیا جائے صاحبقران نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیے خواجہ عمرو نے جو پانچ توڑے پائے خوش ہوگئے اسی وقت برق کو ساتھ لیکر تلاش مین عادی کی چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ عادی جنگل مین اترا ہوا ہی بارہ ہزار قزاق بیچ مین اثالہ بارگاہ سلیمانی کا قزاقون کے گھوڑے جنگل مین چھوٹے ہوے چر رہے ہین قزاق درختون کے نیچے پڑے سو رہے ہین سامنے درہ کوہ تھا خواجہ دبرق ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہرے زلف لیلاے شب کمر سے گذری تھی کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ڈیڑھ لاکھ جوان نیزے ہاتھون مین پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای مسلمانان حکم قدرت کا ہی کہ اثالہ بارگاہ کا چھین لاؤ منم قرطوس قنبل دریہ کہکے عادی پر آپڑا خراب بی بی کے قزاق لیٹے تھے جب تک اٹھین قرطوس آگرا ہزارہا قزاق مارے گئے عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر عادی کا

زخمی ہوا چالیسون بھائی عادی کے ارجد عادی دوریا بار عادی وغیرہ جا پڑے بھائی کو
بچایا خود بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ رو احلی عیار نے جو عادی کو انتہا کا زخمی دیکھا
عیارون سے اشارہ کیا عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مارے فوج والے ہٹے عادی کو
گھوڑے سے اُتارا ہوادار پر سوار کر لیا لڑتے بھڑتے فراق پہلوان عادی کو لے نکلے اتالہ بارگاہ
کا قرطوس فیل در نے اپنے قبضے مین کیا اور یک طرف صحرا کے چلا عمرو نے برق سے کہا کہ جا کر لشکر
مین کرب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی لیے ہوے جاتا ہے برق فرنگی نے
قصد کیا کہ مین طرف لشکر کے جاؤن کہ دوسری طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش آکر پہونچا بڑھ کر قرطوس کو روکا آواز دی کہ او نامرد شب تیرہ و تار مین عادی کو
گھیر کر بارگاہ پر قبضہ کیا اُسپر اسقدر مغرور ہی قرطوس نقابدار پر جا پڑا نیزہ مارا نقابدار نے
سنان نیزے کو بچا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار
کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی اور چھین کر
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر قرطوس کو اُٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت
چو رنگ ہوائی قلم کیا لشکرون مین غریو ہوا تلوار کھینچے ہوے نقابدار لشکر قرطوس پر جا پڑا
افسرون کو چن چن کے مارا تھوڑے عرصے مین لشکر قرطوس کو شکست دی آخر وہ سب بھاگے
اتالہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے مین کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ
اُستاد والا نژاد ذرا یہان تشریف لائیے نقابدار بہادر آپ کو بلاتے ہین جب خواجہ عمرو قریب
آئے تو نقابدار نے کہا کہ تحفہ جات صاحبقران سے یہ بارگاہ مجکو ملی اب اسکو لیجاؤ عمرو
نے کہا کہ تمنے مدد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائین گے کہ بارگاہ مجھسے نہین بچی
ایک کافر لیے جاتا تھا اُس سے چھینی ہو مجھسے آکر بارگاہ لین تو معلوم ہو آئندہ تمھین اختیار
نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلالے عیار جست و خیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی کہ
نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پر قبضہ کرو سحر
قریب تھی عادی نے آکے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے جو
بارگاہ پائی اُسی مقام پر اُترا اُنکے سر مین دلوائے زخمون کا علاج کیا بوقت سحر اتالہ

بارگاہ کا لیکر چلے خواجہ عمرو الگ آنے ہین عادی سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا دشمن فکر مین
ہین طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت پیکر برابر فوجین روانہ کریگا پہلوان بھیج چکا ہے
ساحر روانہ کریگا اُسکو سب خبرین معلوم ہوتی ہین عادی اٹالا لیکر تین کوس آگے بڑھکر اُترا
دن بھر خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر بوند پڑی
وہ جل گیا کئی سو قزاق جلے لشکر مین صداے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غریو سنا برق فرنگی
سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر مین کیسا غریو ہی برق نے جاکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات
آب چنگاریان بنکر لشکر پر گر رہے ہین جسپر قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ یہ کسی ساحرہ کا کام ہی
اُسی نے یہ تہلکہ ڈالا ہی جاکر اُسے مارون یہ سوچکر بھاگا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ پہاڑ سے
لگے ہوے ابر اُٹھ رہے ہین برق نے جھانک کر دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی
سحر کر رہی ہی کبھی پانی چلّو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ منم قطرہ زن
جادو ای ابر آتش فشان ہو کر برس برق نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک
ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ مین لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زن تو نے اسقدر
دیر کی قدرت نے یہ فرمان بھیجا ہی اسکو پڑھ لے جو حکم ہی وہ جلد بجا لا ساحرہ نے سر اُٹھایا
اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیور دیکھے تیور ساحرہ کے بد معلوم ہوتے ہین مگر
جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہونچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اُتار کر سامنے برق کے
پھینکی اور آواز دی کہ اسے اُٹھا تا لا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اسنے مجھکو پہچانا مگر ناچار جھجکا
انگوٹھی اُٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا
جل گیا برق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپ نے دی مجھکو قدرت کا حکم
نہین ورنہ سحر کرتا کہ آپ کا منھ جلتا دیکھیے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا سامنے قدرت کے جاکر فریاد
کرونگا ساحرہ نے اُٹھ کر برق کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا صورت
اصلی نکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او نگوڑے بھوریے تو نے میری کیونکر خبر پائی تجھکو
قدرت کے سامنے لیچلون وہان جاکر تجھکو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہی کہ جہان عیارون کو پاؤ قتل
کرو لمحہ بھر دیر نہ ہو لیکن تیرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہی یہ کہکر کمر مین تنجہ دیا

برق کو لے اڑی برق راہ مین ہر چند فقرے دیتا ہی لیکن قطرہ زن نہین سنتی خواجہ عمرو انتظار مین کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ ایک ساحرہ برق کی کمر مین پنجہ دیے ہوے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منہ پر ہاتھ پھیرا پکار کر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل ایک ساحرہ سیہ فام کی ہو جائے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ اے ساحرہ ذرا یہان تک آ مجھے تجھسے کچھ پوچھنا ہے قطرہ زن اُتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہا کہ کیون ساحر کیا کہتا ہے عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کہان سے آتی ہو کہا مین بارگاہ لینے آئی تھی درۂ کوہ مین بیٹھ کر سحر کیا یہ بھوریا پہونچا اسنے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر مین نے پہچان لیا تو کون ہے کہ جو پوچھتا ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ مین طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہون ابھی درۂ کوہ مین بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ اے نگہبان صحرا ہماری بندی خاص برق فرنگی عیار کو گرفتار کر کے اس طرف لاتی ہے اُسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا مین بموجب حکم خداوند آیا ہون اگر کسی شی کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلیے مین خدمتگذاری کرون قطرہ زن نے کہا کہ اے نگہبان صحرا مجھے کسی شی کی ضرورت نہین مین اس وقت بہت خوش ہون کہ برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتین کرتے ہوے قریب پہونچے کہا کہ دیکھو وہ قدرت خود آتے ہین زبان سے کیا فرماتے ہین قطرہ زن پلٹی خواجہ عمرو نے خنجر مارا قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اُس ساحرہ کے اُتار لیے یہان عادی بدحواس ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری اُدھر ابر آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے جا بجا اُڑتے پھرتے ہین جو قزاق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اُسی وقت اُٹالہ بارگاہ کا لدوایا طرف صحرا کے چل نکلا صاحبقران زمان مع سردارون کے کوچ کیے ہوے آتے ہین ان مقامون پر جو آکے پہونچے حال نقابدار سُنا کہ قطوس کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوائی پھر حال قطرہ زن جادو عمرو نے آکر بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ دمبدم کی خبر ہفت پیکر کو پہونچتی ہے اب مین اپنے کو جلد پہونچاؤن عمرو نے کہا کہ مین آگے بڑھون صاحبقران نے جواب دیا تمہین اختیار ہے

مین اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پر زیر کوہ زبرجدی پہونچاؤنگا اس ملعون کی تصویر کو مٹاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر مین وہ خود رہتا ہی خواجہ عمرو و برق بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر پاے شاطری مارتے ہوے طرف کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران کو بعد دو دن کے ایک صحراے پُرفضا ملا تالاب جابجا آب صاف و شفاف سے بھرے ہوے طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران مع لشکر اُس صحراے پرفضا مین اُترے صبح کو کوچ کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا پھر ملا امیر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہین کسی ساحر نامی کا مقام ہی نہین معلوم اُسکا کیا نام ہی تین دن برابر دن بھر راستہ چلتے ہین شام کو پھر اُسی مقام پر پہونچتے ہین سردارون نے عرض کی کہ غلامون کو ثابت ہوتا ہی کہ اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو پھر آکر اُسی مقام پر اُترتے ہین کسی نخل پر کچھ نشان کر دیجیے [illegible] تیر ترکش سے نکال کر بیخ نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختون پر رکھے دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گذرے اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو اُسی مقام پر آکے اُترتے ہین یہ کہکے صاحبقران نے ایک شیشے مین پانی منگوایا اُسپر اسم اعظم پڑھا کہا کہ اس پانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے پانی اُس زمین پر ڈالا زمین سے دھوان نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوے تھے وہ کھول کر خشک ہونے لگے درختون سے پتے زرد ہوکر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول باندھکر اُڑے ایک طرف روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بدانجام تخت پر سوار اُسپر اسباب سحر رکھا ہوا ہر طرح کے سحر موجود ہین کچھ پتلے ماش کے آٹے کے رکھے ہین وہ آپس مین لڑ رہے ہین پشت پر چار لاکھ ساحر اسباب سحر ہاتھ مین مقابلۂ صاحبقران مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اور نعرہ کیا کہ منم بوزینہ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہوگئے آپ کو کسنے آگاہ کیا تین دن صرف اسی صحراے نوخیز مین ویران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال مین یون ہی بھٹکاتا اب سر میدان سمجھ لونگا یہ کہکے مقابلے مین اُترا ساتھ والے تمام صحرا مین اُتر پڑے جنگل فوجون سے بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا ساحرون سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ ہی آمادہ حرب وپیکار رہو شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جب چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر **نظم**

علم آفتاب نکلا جب　فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا　رونق تخت لاجورد ہوا　ہوا میدان چرخ سے اکبار
مہ انجم سپاہ روبہ فرار

شہنشاہ خاور بفتح و فیروزی فوج ثوابت و سیارگان کو شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر بعد گرد فرمیدان کارزار مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکر ہٹے بوزینہ نے طرف دست چپ کے دیکھا سہمان کرگدن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہی اسنے گینڈے کو بڑھایا سامنے بوزینہ کے آیا اجازت لی کہا کہ حضور مین صاحبقران کو للکارتا ہون بوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم باطل السحر ہی سہمان نے کہا کہ مین سمجھ لونگا یہ کہکر میدان مین آیا چار گولے چار طرف پھینکا اور پکارکر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے صاحبقران نے اشقر نکالا اور مقابلے مین سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولہ پھینکا صاحبقران پر شعلہ آتش گرنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلے الگ گرے سہمان تیغہ کھینچ کر صاحبقران پر چلا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھتا جاتا ہی امیر باتوقیر جس طرف دیکھتے ہین شیران صحرا حملہ آور ہین صاحبقران نے جس پر رخ کیا وہ شیر پانی ہوکر بہہ گیا چند کو تلوار سے مارا چند پر اسم اعظم پڑھا شیر غائب ہوئے سہمان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اڑی ہزار ہا بندر پیدا ہوئے قریب صاحبقران کے آکر غل مچانے لگے امیر باتوقیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا چمکایا بندر کود کود کے درختون پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوئے جس پر تلوار چمکائی اور اسم اعظم پڑھا وہ بندر مردہ ہوکر زمین پر گرا بوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہا گھیر کر صاحبقران کو مار لو چار لاکھ ساحر امیر پر آپڑے امیر تلوار چمکا کر ساحرون پر پہونچے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین ادھر سے لندھور و مالک و بہرام تلوارین کھینچ کر امیر کے شریک ہوئے صاحبقران نے بوزینہ و سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تعاقب مین چلے اب خواجہ کا

حال سنیے کہ خواجہ عمر و برق دربار مین زبرجد کے پہونچے خواجہ ایک عرب کی صورت بنے برق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرجد شاہ سے کہا کہ مین اپنی بیٹی کو بیچتا ہون زبرجد سے معاملہ طی ہو رہا ہی کہ زبرجد کی گود مین ایک پرچہ کاغذ کا گرا زبرجد شاہ نے اُٹھا کر پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص النخاص بوزینہ جو حمزہ کو روکنے گیا تھا اُن اُسنے اپنے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی آخر آگاہ ہوا بوزینہ کو مقابلے مین جانا پڑا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر وہ شکست کھایا چاہتا ہی حمزہ قریب کوہ زبرجدی آیا چاہتا ہے تجکو مناسب ہی کہ فوج اپنی لیکر کوہ زبرجدی سے دو کوس آگے بڑھ جا جب حمزہ آکر پہونچے تو اُسکو وہین روکنا زبرجد مضمون پرچہ پڑھ کر یہ کہکر اُٹھا کہ آغا صاحب آپ سرا ے شہر مین اُتر پڑیے مین آپکو بُلوا بھیجونگا اور ایک توڑا واسطے خرچ کے دیا زبرجد تخت پر سوار ہوا قرنا کرائی چار پانچ لاکھ ساحر وغیر ساحر جمع ہو کر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرجد اول زیر کوہ آیا آپ بالائے کوہ پہونچا فوج زیر کوہ ٹھہری اُسنے تصویر کے سامنے جا کر دُہائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند یہ حقیر بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا میلہ جمع ہی فوج کو ساتھ لیکر آیا ہون جو حکم ہو بجا لاؤن فوج حمزہ کو بڑھ کر روکون تصویر نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی وہ تیرے روکے سے نہ رُکیگا میلے مین آکر تہلکہ ڈال دیگا لیکن جا کر میلے سے باہر صفین باندھ کہ حمزہ کا یہان تک آنا مشکل ہو زبرجد شاہ فوج لیکر چلا میلے والے سب پوچھتے ہین کہ ای شہنشاہ یہ کُل فوج لیکر آپ کہان چلے یہ جواب دیتا ہی کہ جو حکم خداوند ہی وہ پورا کرنے جاتا ہون جب بیچ میلے مین پہونچا سب دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پر کھڑے ہو گئے کہا کہ ای شہنشاہ آج آپ پر تکلیف پڑی ہم بھی آپکے ساتھ چلین زبرجد نے منع کیا کہ تم لوگون کا کام نہین اپنے اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دوکانون سے اُتر کر مقابلہ کرو حریف کو جسطرح بنے روکو صاحبقران قریب کوہ زبرجدی نہ آنے پائین سب نے کہا کہ لاکھون آدمی یہان دوکانون پر ہین ان رستون سے کیا مسلمان گذر سکین گے جس طرف سے نکلین گے ہم لوگ مار لین گے آگے نہ بڑھنے دینگے زبرجد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دوکاندار آمادۂ حرب و پیکار بیٹھے ہین زبرجد گوشۂ صحرا پر پہونچا صفین جمائین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے باندھنے کی مہلت نہین فوج والے لرزان و ترسان حیران و پریشان بھاگے ہوئے آتے ہین نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین تھرائی بارہ کوس تک نعرۂ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالائے کوہ تصویر سے جو آوازین آرہی ہین نعرۂ صاحبقران کی جو صدا پہونچی تصویر خاموش ہوگئی ہرچند کہ مرادمند پہنچتے ہین تصویر بالکل جواب نہین دیتی جب بہت لوگ پہنچے تو آواز آئی کہ قدرت جاتے ہین جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھین سپہ سالار غصے مین کیونکر لڑ رہا ہے سب نے دیکھا کہ تصویر کے سر سے دھوان نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوئے اور لباس معقول پہنے ہوئے قبائے زربفتی زیب جسم موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین اڑا ہوا جاتا ہے کل میلے والون نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہوگئی ہرچند کہ مرادمند پہنچے ہین تصویر سے آواز نہین آتی آخر گھنٹہ نواز و ناقوس نواز جو گرد تھے اُنھون نے جواب دیا کہ یارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشائے جنگ دیکھنے گئے ہین یہان جو زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی مین دیکھا پکار کر پوچھا کہ ای بوزینہ تجھ ایسا شعبدہ باز ایسی فاش شکست کھائے کہ ہوش درست نہین بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ ای زبرجد جلد حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہی اسم اعظم پڑھ کر سب شعبدے میرے بیکار کیے آخر جیداری کر کے مین مقابلے مین پہونچا ایسے ایسے سحر کیے کہ زمین ہلا دی سب کو بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے لڑتے تھے لیکن مین اُسی زور و شور سے لڑے گیا لندھور کو بیکار کیا تھا حمزہ نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا لندھور پھر لڑنے لگا مین نے مالک کو بیکار کیا کہ ہاتھ پاؤن مین اُسکے رعشہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کانپ رہے تھے کسی کے ہوش درست نہ تھے مین طرف بہرام کے پلٹا بہرام کے لوگ آمادۂ حرب و پیکار ہوئے مگر میرے سحر سے بالکل بیکار ہوئے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوگیا لائق جنگ کے ہوئے اُسی زور و شور سے لڑنے لگے مجھکو تاب نہ رہی حمزہ سے جا کر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے آخر مین یہ ہوا کہ زخمی ہوگیا اور بھاگا تم کس امید پر آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ حکم خداوندی ہے صفین جما کر روکو بوزینہ نے کہا کہ ای زبرجد حمزہ مالک اسم باطل السحر ہے

اسیر سحر نہ چلیگا اگر فوج تمہاری جیداری کرکے گرفتار کرے تو شاید لڑائی فتح ہو زبرجد نے کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھیں بچائینگے بوزینہ قریب زبرجد کے آیا پائے تخت کے ہاتھ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہو کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے آگے پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار نبشت پر شمشیر زنی کرتے ہوے ظاہر ہوے نعرہ کرکے فوج زبرجد شاہ پر گرے۔ نعرۂ صاحبقران عالیشان

منم اختر برج عز و جلال | منم ماہتاب سپہر کمال | ہمہ دیوان ز تیغم فراری شدہ
زمین دیو عفریت عاری شدہ | ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف | سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہرہا دار اسلام شد | کہ صاحبقران در جہان نام شد

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ لندھور۔ جزیرہ ہائے دریا گرفتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے پہلو سے مالک نے نعرہ کیا۔ نعرۂ مالک منم مالکِ اژدرِ خشمگین + سپہ دار در لشکرِ اہل دین + منم شیر دل صاحب تخت و تاج + ز ترک فلک می ستانم خراج + ایک طرف سے نعرہ بہرام کا بھی ہوا۔ نعرۂ بہرام۔ منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پانچ ہزار سردار نبشت پر فوجیں بیشمار فوج زبرجد پر جو گرے تو لشکر زبرجد کو تہ و بالا کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا بوزینہ پایۂ تخت چھوڑ کے آگ برساتا ہوا چلا اُدھر سے لڑتے ہوے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتے تھے انکے ساتھ والوں پہ جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گرے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے اسد نے اپنے کو ہٹایا ایک نخل کی آڑ پکڑی بوزینہ کو تاکا کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ انکے سردار کیسے کیسے صف شکن کیسے کیسے تیغزن جنگ رستمانہ کرتے ہوے آتے تھے یکایک بوزینہ نے جو سحر کیا تلواریں روک لیں حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقۂ آتشبازی مارتے ہوے آتے تھے کسی کو کمند مار کر گرایا کسی پر حباب مار دیا کسی کے خنجر مارا کسی ساحر کو بڑھ کر للکارا عیارونکی بھی کمندیں چلیں خنجروں کا کاٹ کم ہوا مزاج عیاروں کا برہم ہوا چاہتے ہیں کہ جان بچاکر بھاگ جائیں فرامرز عاد مغربی بہادر یکتا جوانان صف شکن ہمراہ لیے لڑتا ہوا

آتا تھا عیارون کو پراگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہین یا تو گھس گھس کے لڑ رہے تھے یا مزاج درہم و برہم خوف زیادہ جرأت کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گزار معروف جنگ تھے کہ لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزار ہا ساحر مار کر گرائے یا چلیے کھڑے ہین کچھ بھاگے جاتے ہین فرامرز جو اس مجمع مین آیا وہ زمین سحر بند ہی گھوڑا فرامرز کا بدلگامی کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائین منھ پھیرنے لگے چاہتے ہین کہ کہین نکل جائین گھوڑے اپنے قابو مین نہین رہ رہ کے جست کرتے ہین چاہتے ہین کہ سوار کو گرا دین جمہور جانسوز فرامرز کا یہ حال دیکھکر تبرزین کھینچے ہوے اُس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغربی بچے جنگ مین یہ کیسی پریشانی مثل آئینے کے حیرانی یہ کہہ کے جا پڑا وہیں بیس جادوگر مارے مگر بوزینہ نے بڑھکر کچھ ماش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے بے آگ جلنے لگے ہزار طرح گھوڑون کو سنبھالتے ہین گھوڑے نہین سنبھلتے کئی سو سردار اُس مقام پر آکے پھنسے جو اُس مقام پر آیا اپنی جان سے بیزار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہوکر پشت مرکب سے کود پڑے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی ہی اپنے پیرون کے نام لے کر پکار رہا ہی کہتا ہی کہ یارو مین نے عمر بھر تمکو خوراک کھلائی جو تمنے مانگا وہ ہی دیا شراب کی بوتلین صدہا تمھارے نام پر بہائین اس وقت میری مدد کرو جب بہت چیخا چلایا کسی طرف سے کچھ خبیر پیدا ہوے میدان مین جنگ کرنے لگے بوزینہ نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی بھر کے ماش کے دانے نکالے اور پکار کر آواز دی ای شعبدہ بازو تم جلد آکر حاضر ہو تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج تو وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کر لین سامنے ایک نخل تھا اُس پر ایک طایر بیٹھا ہوا تھا اُسنے پکار کر آواز دی مثل انسان کے گویا ہوا کہ ای بوزینہ منزل دراز اس وقت سب تیرے پیر موجود ہین اور تدبیر کر رہے ہین چاہتے ہین کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل اُلٹین کہ یہی سب مل کر صاحب قران کو گرفتار کر لین بوزینہ قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ یارو تم سب سے یہی امید ہی میری شعبدہ بازی مین ہمیشہ ہی کبھی کسی مقام پر کمی نہین کی جہان تم گئے فتح کرکے آئے کیا کیا ہمارے مرتبے بڑھائے اب آج کیا رکو گے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا مین نام رہیگا طلسم ہفت پیکر

برباد ہونے سے بچیگا زیرجد نے دیکھا کہ بوزینہ بڑھا ہوا کچھ نام لے لے کر پکارتا ہی اسباب سحر پھینک رہا ہی ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے دانے جب ان چیزون کو بوزینہ پھینکتا ہی تو گھوڑے طرارے بھرتے ہین گرانے پر سوار کے آمادہ ہوتے ہین وہ شہسوار کہ جنکے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریا کی روانی بھوتھنی غنچہ رگل تیز و طرار اپنے راکب کے خیرخواہ یا یہ وقت ہی کہ کوڑے کھاتے ہین اپنے مقام سے قدم نہین اُٹھاتے یا طرارے بھرتے ہین کہ سوار کو گرا دین دہانہ چبا رہے ہین کف منھ سے جاری چہرون پر اُداسی پریشانی یا سبزۂ فلک کو تکتے تھے یا اپنے مقام سے ہل نہین سکتے یہی معلوم ہوتا ہی ان سبکے پاؤن مین زنجیرین پڑی ہین بوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کرون کہ یہ سب مل کر حمزہ پر جا پڑین مٹھی بھر ماش کے دانے اور جھولی سے نکالے پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار صیدہ گیران سب کے دلون پر قبضہ کر کہ حمزہ کو یہ سب گرفتار کر لین تجکو شراب پلاؤنگا روز تیرا پوجا کرتا ہون پہلو سے آواز آئی کہ ای افسر کیون گھبراتا ہی ہم اسی میدان مین موجود ہین دلون پر سرداران اسلام کے رنگ جما رہے ہین تھوڑے ہی عرصے مین رنگ جما چاہتا ہی مگر خون اپنا نکال کر پھینکو خونخوار بے خون کے پیے آمادہ نہ ہوگا ہم سب اسکو سمجھا رہے ہین وہ نہین مانتا ہمارے کہنے کو خلاف جانتا ہی بوزینہ نے جواب دیا کہ اب منت و خوشامد نہ کرو مین خون بھی دیتا ہون کیا کسی بات مین عاجز ہون اُن چیزون کو قبضے مین کیا کہ اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہو جاتا مین نے تم ایسون کو پوجا پاٹ کر کے قبضے مین کیا یہ کہہ کے جھولی سے کارد نکالی ران پر اپنی چھُری مار لی خون چلو مین لیکر آواز دی کہ ای خونخوار پیٹ بھر لے جسقدر جی چاہے خون جسم کا بادولت کے لے یہ کہکر خوب قہقہہ مار کے ہنسا پکار کر کہا کہ مین سمجھ گیا اب حمزہ کہان جائیگا منھ کھول کر جو ہنسنے لگا اسد غازی تاکے ہوئے کھڑے تھے دہن بوزینہ کا تاک کر تیر مارا حلق پر پڑا گدی کو توڑ کر پار گذرا مرنا بوزینہ کا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی سرسے تک ہوا سے تند چلی اسکے بیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من بوزینہ منزل دراز بود زیرجد شاہ نے جو اغم بوزینہ کا دیکھا سب ساتھ والون سے کہا کہ یہ آسمانی تیر کہان سے آیا کسنے ایسے ساحر ہوشیار کو مارا آج قدرت کو بڑا غم ہوگا یہ ساحر شیر

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہین کہ عجائب و غرائب قدرت کو سنبھالے ہوئے ہین سب طرح کی خبر پہونچاتے ہین آٹھ پہر نیک و بد بتاتے ہین اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر کرو ساتھ والے زبرجد کے آمادہ ہوئے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہی سب کو بڑھایا افسرون نے اسباب سحر ہاتھ مین لیا سب بلوہ کرکے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیر زنی کی مجمع ساحران غلہ ہٹایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لندھور بائین پر مالک جم جم کر سب سردار لڑنے لگے زبرجد غل مچاتا ہی کہ یارو مین سحر کرتا ہون تم صاحبقران کو گھیر لو اب آگے نہ بڑھنے دو کئی ہزار ساحر مجمع کرکے سحر کرتے ہوئے بڑھے کوئی آگ برساتا ہی کسی نے آبرو اپنی بڑھائی ابر بنا یا کسی نے جل کر گولہ زمین پر مارا دریاے آتش پیدا ہوا اسیطرف سے دریاے آب و آتش جوش زن ہوئے سرداران صاحبقران گھوڑون سے گرنے لگے بعض کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہین کہ پشت سے اپنی گرادین سردار کیسے کیسے کوڑے گھوڑون پر مار رہے ہین پشتین گھوڑون کی زخمی ہوئین مگر مرکبون کا وہی حال ہی سوارون کو لیے ہوئے دوڑے پھر رہے ہین کم سوار پشت ہاے مرکب سے گر رہے ہین زبرجد نے بڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزارہا شعلۂ آتش نے گھیرا ہی صاحبقران نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہاے آتش ہٹے زبرجد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یہ وہ سحر مین نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا تو اب مین کیا کرون رفقا نے عرض کی کہ ہم لوگ ہرچند چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے قریب پہونچین اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اُتارلین مگر حمزہ اس زور مین شمشیر زنی کر رہا ہے کہ اُسکے قریب کوئی ٹھہر نہین سکتا جہان جم گئے گرد مرکب کے لاشے ہی لاشے پڑے معلوم ہوتے ہین ساحر اپنی مجبوری پر روتے ہین یہ لوگ سواے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانین عاجز ہوکر بھاگتے ہین کچھ ساحرون کو بن نہین پڑتا زبرجد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر لو زینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد رونے لگے اسد غازی نے جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ مین ساحرون کے گھرے ہین اپنے سردارون کو لیکر گوشۂ

نخلستان مین آئے وہان سے کھڑے ہوکر درختون کی آڑ پکڑی تیرون کی بوچھار کرنا شروع کی سات سو ساحر تیرون سے مارے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ مقبل تو ایک جانب زخمی کھڑا جھوم رہا ہی تیراندازون نے کمانین ہاتھ سے پھینک دین سہمے ہوے ایک گوشے مین کھڑے ہین جرأت صاحبقران پر قربان ہو رہے ہین صاحبقران حیران ہوے کہ یہ تیر کہان سے آتے ہین تیرانداز تو اس حال مین ہین یہ تیر کسنے برسائے دیکھا کہ اسد غازی دامن گردانے ہوے گھوڑے سے اپنے اُتر پڑے ہین بیخ نخل پر گھٹنے ٹیکے ہوے تیراندازی کر رہے ہین ہزارہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی جنگ مستانہ کرتے ہوے قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد روکنے لگے صدہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہوکر بھاگے زبرجد نے بڑے بڑے سحر کیے جب سحر کرتا ہی اشقر رُک جاتا ہی جب امیر اسم اعظم پڑھتے ہین تب اشقر قدم بڑھاتا ہی ایک مقام پر امیر نے فرمایا کہ کیون ای اشقر تو بڑی بڑی لڑائیون مین ساتھ رہا آج کیا ہی کہ جو تو رک جاتا ہی اشقر نے زبان جنی مین جواب دیا کہ ای آقا زمین پاؤن تھام لیتی ہی اس وجہ سے مجبور ہو جاتا ہون امیر نے غصے مین کوڑا اُٹھایا اشقر بلبلا کر طرارے بھر کر برابر تخت زبرجد کے پہونچا زبرجد نے اُس وقت بڑے بڑے سحر کیے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا مارا زبرجد نے زور مین اپنے سحر کے سپر سحر کو اُٹھا دیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین تڑپ کر تلوار گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑایا چاہتے تھے کہ زبرجد کو پکڑ لون چند قدم پر جا کر ایک پنجہ آسمان سے گرا زبرجد کو اُٹھا لے گیا جیسے ہی زبرجد غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او سپہ سالار قدرت قدرت نے تجکو بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہی جسکو تو اسم اعظم سمجھا ہی یہ قدرت کے نام ہین اب اُنکی تاثیر تجھ سے لیے لیتے ہین جس وقت امیر نے زبرجد کو بھگایا ہی

اُس وقت تک خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے زیر نخل اشقر صاحبقران موجود تھے جب صاحبقران نے زبرجد کو بھگایا خواجہ ایک نخل کے سائے مین ٹھہر گئے اُس آواز کو سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ او ہیچیا کیون دیوانہ ہوا ہے ساری خدائی کرنا بھولجائیگا اُس پروردگار سے دعوی ہمسری جسنے ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا اور تجکو ایک قطرۂ نجس سے قرار دیا اسیرِ غرور سامنے آ تو حال معلوم ہو آواز آئی کہ او حمزہ ہوشیار ہو جا ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی اور مثل انسان کے پکارا کہ یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے ان اشعار کو سُن لیجیے یہ اشعار لائق سُننے کے ہین یہ کہکر یہ اشعار پڑھنے لگا۔

نظم

ہے مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا — دم بند لبون سے ہے عقیق یمنی کا
تو قصد کریگا نہ مری دل شکنی کا — ہے پاس برابر تجھے محتاج و غنی کا
ہون دولت وحشت سے غنی روز ازل سے — محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا
تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے — لپکا نہ سپاہی کو پڑے راہزنی کا
جو پاس ہو وے ڈالیو تو راہ خدا مین — محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھیو غنی کا
منصف ہو اگر دیدۂ انصاف سے دیکھے — گل نام نہ لے آگے ترے گلبدنی کا
تیار نہین ساعد و بازو ترے قاتل — بیڑا نہ اُٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا
اللہ کو کر یاد نہ کر شکوۂ گردون — ہے وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا
یاد آئے جو مجکو تب ہجران کے حرارے — صدمہ نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا
قارون کے خزانے کا طلبگار نہین مین — ہوگا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا
سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرا مین — دھوکا ہے وطن مین بھی غریب الوطنی کا
بو مشک کی آتی ہے کھلے ہین ترے جب بال — جوڑا نہین نافہ ہے غزال ختنی کا
کھل جائیگا زاہد یہ رندون کا تقدس — موسم تو قریب آلے دو توبہ شکنی کا
سر پھوڑتا تھا تیشے سے شیرین ہی کے آگے — فرہاد نے کیون قصد کیا کوہ کنی کا
مژگان تری بھر کرنے لگین خون دلون کا — ان ترکون کو پھر شوق ہوا راہزنی کا

یادِ دُرِ دندان میں گئی جان مری آہ
تقدیر نے کشتہ کیا ہیرے کی کنی کا

اُس طائر نے یہ اشعار سامنے صاحبقران کے پڑھے صاحبقران حیران اُس طائر کو دیکھ رہے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ مبہوت ہو رہے ہیں رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہے طائر دمبدم اشعار پڑھتا ہے اُس طائر سے آنکھ ملائے ہوئے کچھ فرماتے ہیں عمرو دیکھ رہا ہے کہ صاحبقران کی آنکھوں میں حلقے پڑے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا خاموش ہوئے آسمان سے آواز آئی کہ کیوں اے سپہ سالار قدرت کیوں خاموش ہو منم خداوند ہفت پیکر خود قدرت کو تکلیف کرنا پڑی کہ اپنے ناموں کی تاثیر تمسے لے لی صاحبقران کے پہلو میں مقبل کھڑا ہوا جنگ کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیوں شہریار مزاج کیسا ہے میں آپ کو نہایت خاموش پاتا ہوں صاحبقران نے فرمایا دریاے حیرت کا جوش ہے اسم اعظم فراموش ہوا اس سے خاموش ہوں مقبل یہ کہکر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ اے شہریار غضب ہوا کہ آپ کا اسم اعظم بند ہوا مقبل یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ اسکا بھی گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بدلگامی کرنے میں غبار اُڑا اُس غبار میں مقبل چھپا تھوڑے ہی عرصے میں غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار غلام کی خبر لیجیے غلام کے قلب میں درد ہے رنگت بھی زرد ہے یقین ہے کہ روح نکل جائے ہر اعضا مثل ہیزم خشک جل جائے جلد مجکو حرز ہیکل دیجیے کہ میں کلیجے سے مس کروں کہ جان ٹھہرے مقبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر حرز ہیکل اُتارنے لگے عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار اسم اعظم تو آپ کو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیجیے یہ مقبل وفادار نہیں ہے امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اُتارا بلا تکلف مقبل کے حوالے کی مقبل نے تڑپ کر آواز دی کہ منم کیہان عجائب نگار حرز ہیکل یوں لیتے ہیں عمرو نے جو یہ حال دیکھا کہ اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوا چہرہ اُداس عالم یاس وہ جو بشکل مقبل تھا سامنے سے غائب ہوا امیر خاموش ہو کر کھڑے ہوئے جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے زبرجد اب سحر کر اب تیرا سحر تاثیر کریگا اسم اعظم حمزہ کو فراموش ہوا زبرجد یا تو زیر کوہ جا کر زخمار کھڑا رو رہا تھا یا یہ آواز جو کان میں آئی سردار بھی دوڑے ہوئے آئے وزیروں نے ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا زبرجد سحر کرتا ہوا پہلے سامنے لشکر لندھور کے آیا

پکار کر آواز دی کہ ای دارائے ہند تمکو حکم ہی کہ قصر نیلگون مین داخل ہوا پنے ہمچشم مالک کو اپنے ساتھ لیجاؤ لندھور نے پلٹ کر آواز دی کہ ای مالک جاؤ قصر نیلگون مین رہنے کا حکم ہی مالک مادیان دوڑا کر آئے لندھور ہاتھی سے کودے مالک مادیان سے اُترے کھولا کہ ہندی لندھور کے اسّی ہزار نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر ہی جسکا پھاٹک کھلا ہوا چند۔ نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے پکار رہے ہین کہ ای دارائے ہند و ای مالک آئیے قصر آپ کا مشتاق ہی مالک ولندھور مع کل فوج اُس مکان مین داخل ہوے فرامرز عاد مغربی وجمہور آپس مین اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک ولندھور مین کیا میل ہی دونون جوان ایک ہی قصر مین گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے مین ہمکو تمسے کیا کہ ہی چلو ہم تم بھی چلین فرامرز نے کہا کہ چلو عذر کیا ہی دونون جوان اسی طرح پر مثل لندھور و مالک باتین کرتے ہوے اُسی قصر مین داخل ہوے اسی طرح ایک دست راستی اور ایک دست چپی آپس مین کلام محبت کیے اور گھوڑون سے کودے اور اُسی مکان مین چلے گئے عمرو دور جاکر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ کل سردار چلے جاتے ہین کوئی کسی کے روکے نہین رکتا تھوڑے عرصے مین سب دست راستی و دست چپی اُسی مکان مین داخل ہوے صاحبقران اکیلے حیران حیران دیکھ رہے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے جب سب سردار مکان مین داخل ہو چکے تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے جن۔ تاجدار امیر کو پکارتے ہوے حاضر ہوے قریب آکر عرض کی کہ ای شہریار سب آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہین ایسے قصر بے نظیر نگاہ سے نہین گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہی سب سردار آپکا انتظار کر رہے ہین صاحبقران اُن تاجدارون کے ساتھ چلے عمرو ہر چند سفید حُجرہ مین آواز دیتا ہی کہ ای آقائے نامدار آپ کہان جاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجدارون کے چلے گئے جب قریب پھاٹک کے پہونچے ایک آندھی چلی صاحبقران نے آنکھین بند کرلین بعد تھوڑے عرصے کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ وتاریک مین پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان مسلسل ومطوق دوسرے قصر سے کراہنے کی آواز آئی صاحبقران بیڑیون کو سنبھال کر بمشکل اُٹھے اُس آواز پر متوجہ ہوے دروازہ کھولا دیکھا کہ سب سردار ہمارے مسلسل ومطوق

زنجیرین ہلا رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر سردار یہی آواز دیتا ہی کہ ای آقاے نامدار بڑی خطا کی کہ اس مکان مین بے سمجھے چلے آئے یہان آکر گرفتار ہوے اور ایسے مجبور و ناچار ہوے کہ اپنے مقام سے ہل نہین سکتے دیکھیے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سردارون کا حال دیکھکر بہت بیقرار ہوے مگر اسم اعظم بند دل دردمند ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان سب کو مسلسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان اب صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش ہو سب ساتھ کے سردار قید ہین صاحبقران نے کہا کہ ای دلاورے ہند کچھ خواجہ عمرو کا بھی حال معلوم ہی کہ انپر کیا گذری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہی کہ خواجہ عمرو اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہی کہ قید نہین ہوے غرض کہ صاحبقران عالیشان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی قید خانے مین ہین خواجہ عمرو اس معرکے سے نکل کر طرف رستم کے جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمۂ داستان شوکت بیان رستم پیلتن بیان ہوتے ہین تدبیر رہائی امیر و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی گلعذار
دکھا مجھکو باغ سخن کی بہار
یہ ابر سیہ قشقل برسات کی
جو سوچو تو اک بات ہی بات کی
بس اب آگے وعدہ وفائی کرو
یہ مشکل ہی مشکلکشائی کرو
مرے دل مین ہردم یہی جستجو
یہ ہی مجھکو حسرت یہی آرزو
کہ اس فصل مین رند محروم ہو
کہ میکش کی میخانے مین دھوم ہو
یہ مجمع غنیمت ہی ای یار من
بٹھائیے جو پہلو مین دلدار من
یہ وصلت قمر کو ہوئی جو نصیب
ملے آکے پھر مجھسے میرا حبیب
جو سامان وصلت بہم ہو گئے
تو سب دور رنج و الم ہو گئے
غم فرقت یار دل سے گیا
تردد مرے آب و گل سے گیا
نہال تمنا ہوا بارور
کہ یہ نخل بے برگ لایا ثمر
چمن مین ہوا بلبلون کا خروش
کہ ہو گل کو بلبل سے ملنے کا جوش
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہی
یہ سبزہ چمن مین کہ کمخاب ہی
لکھون داستان امیر جلیل
کہ فرزند انکا ہو جا کر کفیل
لکھون حال خواجہ کا یا اللہ مدد
کرین جاکے صاحبقران کی مدد
کہ ہو قید خانے مین ایسا جلیل
بجاتے ہین کفار طبل رحیل

چہرہ فتاحان طلسم عجائب سحر سامری و طی کنندگان منازل افسون گری اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیالان فرخندہ پے + رہ داستان یون وہ کرتے ہین طے + خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اس ہنگامے سے نکلے آخر ایک مقام پر آکر خواجہ نے برق سے صلاح کی فرمایا کہ اے برق دیکھا آج ہفت پیکر نے خود آکے سحر کیا سب کو دیوانہ کر دیا اسم اعظم بنا کر کے لے گیا حرز ہیکل بھی لے لی اب اُسکی قید سے رہائی بہت دشوار ہی جب تک طلسم کشا پیروی نہ کرینگے تب تک رہائی غیر ممکن ہی برق بھی اس بات پر رضامند ہوا کہ چلکر رستم کو اطلاع کرو وہ آکر رہا کرلین گے اُنکے پاس تحفہ جات موجود ہین وہ تحفہ جات بجلے لوح کے ہین کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا آپس مین یہ صلاح کرکے طرف رستم کے چلے منزلون کو طی کرکے راہ مین صحرائے ویران ملے کوئی جنگل آباد نہ ملا برق پتے دیتا ہوا آیا کہ اس صحرا مین فلان ساحر تھے اس جنگل مین فلان جادوگر تھا اُنکو مارا تب یہ جنگل ویران ہوئے یہ سب دیکھتے بھالتے چلے بمشکل منزلون کو طی کیا سامنے لشکر رستم کے پہونچے زمانہ وہ ہی کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگرنیان ہمراہ ہین جہلال سرکش مقابلہ رستم مین آیا ہوا ہی کئی مرتبہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم پیچھے نہ ہٹائین گے جہلال سرکش نے طبل جنگی بجوایا ہی ہومخانے مین داخل ہی سحر تیار کر رہا ہی کہ صبح کو لشکر رستم کو مٹاؤنگا یہان ہمراہیان رستم نے عرض کی ہی کہ اے شہریار یہ جادوگر بڑا زبردست ہی صبح کو جب سحر کریگا ہم مین سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکے سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکے سحر کو نہ روک سکیگا رستم متردد ہین آفتاب فلک سیر کاہن نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہی کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضے سے نکلجائین پس رستم کو جہلال کے سحر سے نہایت خوف ہی ہرچند کہ لشکر گران ساتھ ہے مگر سب گھبرا رہے ہین لیکن خواجہ و برق جو سامنے لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی کہ جہلال سرکش سحر تیار کر رہا ہی لشکر رستم انتشار مین ہی یہ دریافت کرکے لشکر رستم سے خواجہ نکلے فرمایا کہ اے برق آج شب کو تم لشکر رستم مین مقام کرو شب کو رستم سے ملاقات نہ کرنا مین جہلال کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ لشکر رستم سے نکلے سمک ملیداقی نے

جو ساحرون کی یہ باتین سنین کہ سب ساحر ڈر رہے ہین رستم سے یہ کہکر نکلا کہ غلام فکر جہلال مین جاتا ہی خواجہ عمرو کنارہ لشکر جہلال پر پہونچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا آتا ہی خواجہ نے آواز دی کہ ای سمک کہان سے آتے ہو سمک نے جو اپنے قبلہ و کعبہ کو دیکھا دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ و کعبہ آج لشکر مین رستم کے سحر جہلال کا بڑا ہنگامہ ہے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو جہلال قیامتین برپا کریگا لہذا مین کچھ خرچ کو بھی آپ کو دلواؤنگا آپ جا کر اگر بن پڑے جہلال کو گرفتار کرکے لائیے یا سر اُسکا خدمت غلمشاہ مین پہونچائیے خواجہ نے کہا کہ تم کنارہ لشکر پر ٹھہرو مین جاتا ہون سمک کو منتظر کرکے خواجہ لشکر جہلال مین آئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سائے مین ہر نخل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا مناسب یہ ہی کہ سب اس صحرا سے نکل جائین ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہونچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اُٹھکر بھاگین خواجہ یہ دریافت کرکے اول شکل ساحر دربارگاہ جہلال پر آئے پوچھا جہلال کس کام مین مصروف ہی زبانی خدمتگارون کے معلوم ہوا کہ ہوم خانے مین ہین یہ دریافت کرکے خواجہ وہان سے ہٹے کنارے آکر تخت زبرجدی نکالا اُسپر سوار ہوے ایک ساحر جلیل کی شکل بنکر ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا تخت اُڑاتے ہوے چلے یہان جہلال بیٹھا ہی سب اسباب سحر منگوا کر سامنے رکھا ہی کہ آسمان سے آواز آئی کہ ای رازدار خداوند منعم اسرار بلند پرواز یہ سُنکے جہلال نے سر اُٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت اُترتا ہوا زمین پر آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین لیے ہے جہلال اُٹھ کھڑا ہوا سر نامے پر کاغذ کے مُہر ہفت پیکر دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای اسرار بلند پرواز آئیے مین مشتاق تھا خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اُتار لائے جہلال جس چوکی پر بیٹھا تھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے خواجہ اُچک کر تخت سے اُس چوکی پر آلے کاغذ ہاتھ مین جہلال کے دیا جہلال نے اُسے پڑھا مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص قدرت کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہی یہ تمکو سحر بتائیگا اس سحر کو صرف کرو جہلال نے عرض کی کہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی کہ کوئی فرد بشر لشکر طلسم کشا کا باقی

رہے کہ جسکو تکلیف نہ پہونچے عمرو نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا ملتا ہی اسکو بھی لے لو جہلال نے کہا کہ کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ ایک انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے تو مین لوبان دیا ہوا قدرت کا حاضر کرون اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کریگی جہلال نے فوراً آگ روشن کی عمرو نے تھوڑا لوبان اپنے پاس سے نکال کر جہلال کے ہاتھ مین دیا کہا کہ یہ لوبان آگ مین ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی جہلال نے وہ لوبان آگ مین ڈالا دھوان نکلا دماغ مین جہلال کے پہونچا جہلال بیہوش ہوکے گرا عمرو نے فوراً زبان مین سوزن دی پشتارہ اٹھا کر تخت پر رکھا اور تخت اڑاتے ہوے چلے جب سر لشکر پر پہونچے نعرہ کیا

نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

ترا خندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد و طرار ہون

لشکر والون نے دیکھا کہ ایک عیار نعرے کرتا ہوا ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی سبھون نے آواز دی کہ یارو اس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی عمرو نے فوراً مشت ہی حضرت دانیال کی تخت پر آراستہ کی جو ساحر چھٹا جسنے طناب پر ہاتھ رکھا سر نیچے پانون اوپر طناب مین لٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب مین لٹکے عمرو نے کئی گرگے زنبیل سے نکالے اشارہ کیا ساحرون کو مار لو گرگون کے سونٹے چلنے لگے ہزارہا جادوگر کا لاشہ زمین پر گرا رستم مقام علمدار پر بیٹھے ہین کہ سمک نے بڑھکر خبر دی کہ قبلہ و کعبہ جہلال کو لیے ہوے آتے ہین اُسکے ملازم روک رہے ہین خواجہ لڑتے بھڑتے آتے ہین رستم بارگاہ سے یہ سنکر نکل آئے آفتاب فلک سیر نے عرض کی کہ غلام جا کر ان ساحرون کو دفع کرے سمک نے کہا کہ اُنکے پاس تک کوئی نہ جا سکیگا جو جائیگا فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا تڑپ کر بلند ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھکر آواز دی کہ کیون خواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہین کہیے تو انکو ہٹا دون یا قتل کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گولا طرف ساحرون کے مارا سب ساحر جلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعلہ آتش نکلنے لگے ساحر بھاگے آفتاب پیچھے

طناب پر ہاتھ رکھ دیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ پاؤن طناب مین بندھے سر نیچے اور پاؤن اوپر فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھپر رحم کرو میرا کام تمام ہوتا ہی خواجہ نے تخت قریب رستم کے اُتارا جو ساحر اسمین لٹکے ہوے تھے اُنکے سر کاٹ لیے جو آتے تھے وہ پلٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا جہلال کو لیکر بارگاہ مین آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے ہوشیار کیا کہا کہ کیون اے جہلال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا جہلال نے دیکھا کہ دربار دُربار طلسم کشا آراستہ ہی طلسم کشا مقام صدر پر سمجھا رہے ہین کہ اے جہلال تم حافظ کلام ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر ہی بس مناسب ہی کہ اپنی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرف صحراے گرداب نشان کے چلو اُس صحرا کی بڑی تعریفین سُنی ہین کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہی اُسکو ہمارے ہاتھ سے قتل کراؤ لوح کا پتہ لگے لوح حاصل کرین اور طلسم ہفت پیکر مین داخل ہو اس فصاحت و بلاغت سے جہلال کو سمجھایا کہ جہلال باتین فرزند صاحبقران کی سُنکر بے اختیار رونے لگا اور عرض کی کہ اے شہریار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپ کا ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہی قلب پر تاثیر ہوئی دیدۂ دل روشن ہوگئے اور مین ہفت پیکر کے حال سے بخوبی ماہر ہون کہ ایک شخص شعبدہ بازی مین کامل و اکمل سحر سازی مین طاق شہرۂ آفاق ہی جو وقت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہونچا دے ہفت طبقات زمین کو ہلا دے ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہو جائین اے شہریار ہفت غار افراسیاب مین کہ کل ملکون کے ساحر براے امتحان آتے ہین وہان سے سند پاتے ہین مین بھی براے امتحان گیا تھا کل فنون مین مین نے بھی سند پائی اسنے جو مجھکو کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کر مجھسے کہا کہ اے جہلال میرے ساتھ چل تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے مقام پر اُس ہفت پیکر کے آیا مجھکو اپنا نائب بنایا مین کل مقدمات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت حضور مین رہون آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہونچا دون مین نے اب تک بہ اعتبار کام کیا ہی آج مین بخوشی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اب حیران ہون کہ کون خبر دیگا مین اُسکو سیکڑون کوس کی خبر بتاتا تھا تب وہ کاربند ہوتا تھا اب خبر نہ ملیگی یہ کہکر اشارہ کیا خواجہ نے

زبان سے سوزن نکالی جہلال نے اپنے کو رہا کیا دوڑ کر قدمون سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے نعمت مذہب مین نے پائی دولت کونین ہاتھ آئی علمشاہ سے متوجہ ہو کے کہا کہ ای طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہین اگر خواجہ نہ آتے تو صبح کو تحفہ جات جسم اطہر سے نکل جاتے اور یہ تین چیزین تین جگہہ منتشر ہو جاتین اپنا اپنا رنگ دکھاتین سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ عمرو ایسے وقت پر پہونچے اور مین ان کرشمون سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجکو خبر ہو جاتی کہ وقت پر آکے عیار ساحر کو گرفتار کر لیتے ہین تو مین ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصد کرتے وہین گرفتار ہوتے مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا جسوقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی مین گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی کہ اُسنے مجکو نہ آگاہ کیا ورنہ اُسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہین اگر ایسے دھوکے نہ پڑین گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپ کی اقبال مندی اور ہفت پیکر کی بداقبالی ظاہر ہی اس راز سے کون ماہر ہو جہلال عرصہ دراز تک رستم کو سمجھایا کیا اور مطیع ہوا رستم نے خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو جہلال کا سحر کون روکتا بتائیے قبلہ و کعبہ کہان ہین عمرو بہت رویا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقامون پر غیر ساحر کا گذر نہین ہو سکتا لیکن فلک نے انقلاب دکھایا کہ صاحبقران مع سردارون کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے ہین یہ حال دیکھکر وہان سے اس خیال مین تمھارے پاس آیا کہ چل کر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت مین صاحبقران ہین جہلال نے جو یہ سارا حال سُنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ سحر جو آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے خود تصویر سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہو کہ قیام و مقیم دو جادوگر خاص مصاحب ہفت پیکر ہین اُنکے سپرد کیا ہو تو عجب نہین اگر وہ دونون قتل ہون تو صاحبقران مع جملہ سردارون کے رہائی پائین اب مین طلسم کشا کو تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچاؤنگا گرداب سے مقابلے پڑین گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اُسکے ساتھ ہین اُس

مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہی کوئی اُدھر سے گذر نہین سکتا کیا مجال ہر وقت گرداب جادو اور دختر اُسکی گشت مین رہتی ہی ملکہ ہمایے اورنگ نشین اُسکی دختر نہایت حسین وجمیل گرفتار کرکے لیجاتی ہی پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اُسنے قتل کیا کیا ممکن کہ ایک شب قید کرے اُسی وقت قتل کا حکم دیتی ہی اور شوہر اُسکا مولاج سمندر تشیر بلاے روزگار ہی ان سب سے مقابلے پڑین گے اپنے اپنے زور دکھائین گے غلام آپ کا سب کچھ کریگا اب حضور کوچ کرین جہلال سرکش کو رستم نے کل فوج ساحران کا افسر کیا سمک سے کہا کہ لشکر مین پکار دو کل سویرے کوچ ہوگا بعد نماز صبح ہم سوار ہوجائین گے غرض کہ شب بھر جلسہ رہا جہلال سب کیفیتین بیان کیا کیا صحراے گرداب کے حالات بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کوہ زبرجدی پر چلین رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد ہوے مرکب بادرفتار پر سوار ہوے جہلال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا ایک طرف رستم غیر ساحرون کو پشت پر لیکر بصد شوکت چل نکلے یہی خیال ہی کہ اپنے کو بہ تعجیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچائین قبلہ وکعبہ کو چھڑائین لیکن خواجہ عمرو نے جو جہلال سے یہ سُن لیا کہ قیام ومقیم زن وشوہر اُنکی قید مین صاحبقران ہین اگر وہ دونون قتل ہون یا مطیع ہون تو صاحبقران رہائی پائین جب لشکر رستم روانہ ہوچکا تو خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ اب میرا ساتھ چھوڑ دیے مین بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہون یہ کہکر برق کو الگ کیا خواجہ ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچے دیکھا دن بھر زیر کوہ مجمع رہتا ہی مرادمند حاضر رہتے ہین کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ مین حاضر ہونا اکثر زبرجد نے گستاخ ہوکر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خداوندا یہ کیا باعث کہ بعض مرادمند محروم پلٹتے ہین ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ جو مرادمند آتا تھا محروم نہ جاتا تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہین یقین ہی کہ اپنے مقام پر جاکر طعن وتشنیع کرین کہ کیا قدرت عاجز ہین ہماری مراد نہ دی تصویر نے آواز دی کہ ای زبرجد شاہ ہرچند تیرے ہاتھ سے سب کو گرفتار کرالیا لیکن قدرت کو چین نہین ہی جس وقت سے طلسم کشانے

تینون تحفے پائے اُس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہرچند کہ طلسم ہفت پیکر ایسا مقام نہین ہی کہ لوح پر قبضہ کر لے مگر قدرت کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو جس طرح اشیاے تحفہ جات ملے اسی طرح دشمن شریک ہو کر لوح کا پتہ بتائین یہ سُنکر زبرجد خاموش ہو رہا خواجہ کلیم اوڑھے پہلوے کوہ مین کھڑے تھے یہ سب باتین سنین خیال مین گذرا دن کا تو حال معلوم ہوا کہ یہ تصویر مین موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھون پہلوے کوہ مین ایک نخل سرسبز و شاداب تھا خواجہ اُسپر چڑھ کر گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے جب دو پہر رات گذری آسمان پر برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار آ کر پہونچی قریب تصویر کے آ کر عرض کی کہ یا خداوند حمزہ صاحبقران بید طلسم کشا مع سردارون کے میرے پاس قید مین کیا حکم ہوتا ہی دیر تک پکارا کیا بعد عرصہ دراز ایک عقاب بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا اندر دیر کے گھُس گیا زن و شوہر اس حال کو دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین کہ وہ عقاب سر تصویر سنگی پر بیٹھا غائب ہو گیا اب تصویر نے آواز دی کہ اے قیام و مقیم کیون گھبراتے ہو اب قدرت نے تقدیر مضبوط کی طلسم کشا کی بھی فکر ہوئی جاتی ہی تو جا کر اُنکو تکلیف پہونچا کہ تڑپ تڑپ کے اپنی جان دین چند کنیزین ان دونون کے ساتھ تھین وہ پہاڑ پر ٹہلنے لگین ایک کنیز کو عمرو نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ٹہلنے لگے کہ قیام و مقیم تصویر سے باتین کر کے چلے تخت پر سوار ہوے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اری گل بہار جلد آ خواجہ نے جواب دیا ایک کنیز نے ہاتھ تھام کر کہا کہ اری گل بہار تجکو شہنشاہ پکارتے ہین تو جواب نہین دیتی عمرو سمجھا کہ گل بہار میرا نام ہے جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزین سمٹ کر آئین اور تخت پر سوار ہوئین تخت اُڑا راہ مین زن و شوہر کا آپس مین کلام ہی کہ ہم جانتے تھے قدرت قید صاحبقران اور کے سپرد کرین گے مگر ہمین سے ارشاد ہوا کہ اُنکو قید مین رکھو ہرچند کہ ہمارا باغ ایسے مقام پر نہین ہے کہ طلسم کشا کا گذر ہو لیکن جہلال سرکش اُنکا شریک ہو گیا اور ہمراہ ہی اگر وہ نشان بتاوے تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے دور سے دیکھا ویرانے مین ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام و مقیم اُس باغ مین اُترے کنیزین چبوترے پر باغ کے فرش کرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین فرش وغیرہ تیار ہوا زن و شوہر

آکے مسند پر بیٹھے پکار کر کہا کہ گل بہار کچھ گائیگی نہین خواجہ عمرو آگے بڑھ کر بیٹھے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

مقابل آرسی مین عکس جو اسکا نمایان تھا
مثال آئنہ وہ آئنہ رو خود بھی حیران تھا
صبا کی طرح دیر و کعبہ مین جسکا مین جویا تھا
بہ رنگ بوے گل دیکھا تو وہ مجھ مین ہی پنہان تھا
تعلق جیب سے دامن کا تھا منظور چھڑوانا
فقط اسواسطے مجھسے جنون دست و گریبان تھا
نہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان نے
مثال شمع شب کی شب مین اس محفل مین مہمان تھا
اڑایا دھجیان کرکے لگا جو ہاتھ وحشت مین
کبھی پرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا
نہ لوٹون کسطرح کانٹون پہ دوری مین گلستان کی
وہ بلبل ہون کہ فرش خواب جسکا گل کا دامان تھا
مرے باعث سے ہی عالم مین شہرا تیری صورت کا
وگرنہ مصحف رو تیرا کس کافر کا ایمان تھا
دبستان محبت مین مری تحصیل افزون ہی
اگر مجنون تھا ابجد خوان تو مجکو حفظ قرآن تھا
ذرا دیوانہ جس وادی مین تھا ای غیرت لیلی
برے مجنون کے جنگل سے بھی کوسون بیابان تھا
جلایا تھا مجھے کس مہروش کے سوز فرقت نے
ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تابان تھا
نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پیری نے
مثال شبنم اس گلشن مین شب کی شب کا مہمان تھا
نہ چھوٹا فقر مین بھی پیشۂ مردانگی ای رند
نیستان بوریا تھا میرا مین شیر نیستان تھا

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا ای گل بہار آج تو تو نے وہ کمال کیا کہ دل بیقرار کر دیا مقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہی بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہین اور یہ اُنسے سیکھتی ہی قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمھارے پاس قید ہی خوف ہی کہ عمرو نہ آجاے مقیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہی کہ کوئی غیر آسکے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف رہے میرا دل دھڑکتا ہی ہر چند کہ مین ایسے وقت پر براے ملاقات قدرت گیا اور وہان زیادہ نہین ٹھہرا مگر گل بہار پر مجکو شک ہوتا ہی عمرو کے تو ہوش اُڑ گئے کہ اسنے شراب موقوف کی اب مین کیا کرون کیونکر مطلب نکلیگا لیکن اب حال برق کا تحریر کیا جاتا ہی کہ برق فرنگی عقب مین خواجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخرہ پہنے ہوے بیٹھا ہی ملازمون کو پکار رہا ہی کہ یارو جلد آؤ مین قیام و مقیم کی ملاقات کو جاؤنگا

ملازم جو آنے لگے ایک خدمتگار طرف سے نخلستان کے چلا برق نے بڑھ کر ایک حباب مارا خادم بیہوش ہوا اُسکی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اُس تاجدار کے آیا اُسنے کہا تخت لاؤ ملازم ایک تخت اُٹھا کر لائے وہ جادوگر اُس تخت پر سوار ہوا برق اُسکے ساتھ تخت پر بیٹھا میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہو یہان قیام و مقیم جلسے مین بیٹھے ہین زوجہ ہرچند کہتی ہو کہ شراب کا جرچا کرو قیام کہتا ہو کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہین رہ رہ کے دل دھڑکتا ہو نہین معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی مقیم نے کہا کہ لو صاحب سالار کوہ کن آتے ہین تمھارے بھائی ہین اکثر تنہائی مین مجھسے کلام عشق و محبت کے کیے مین نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بجاے باپ کے ہو یہ کیسی باتین کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج مین مضحکہ ہو تیر کیا نگاہ ڈالین گے مین شکایت کرونگا کہ پھر کبھی تمسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ بہت رنج اُٹھائینگے مقیم نے کہا کہ صاحب سہولیت مین کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہو کہ کل اہل طلسم اپنی اپنی جان کا خیال رکھتے ہین آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہین اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن کرنا کیا ضرور ہو یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اُترا قیام برائے استقبال اُٹھا مقیم نے بھی جھک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ دریلے جواہر مین غوطہ زن نازنین پرفن غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کیا سالار ریس گیا ٹھنڈھی سانسین کھینچنے لگا ہاتھ تھام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہو ہاتھ چھوڑ دو سالار مبہوت ہو رہا ہو اشاروں کو کب مانتا ہو لپٹا جاتا ہو کبھی کہتا ہو کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمھارے ہی واسطے تو مین اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کرنا ہوتا ہو کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرف تمھارے قصر کے آتا ہو ای سالار ہوشیار رہنا حصار بھی مین نے نہین کیا ہو تمھارے اشتیاق مین چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب میرے قصر کے آجائے تو آفت برپا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہو اسوقت بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا مین بھائی صاحب سے ڈرتا ہون بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچتائین گے رنج و ملال اُٹھائین گے دونون نے اشارہ مین

جو باتین کین قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائی صاحب سے باتین کرنے لگین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ ماردون کہ سر تمھارا اور اُنکا اُڑ جائے اب یون کیون اسکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہو کیا اپنے بزرگون کا نام بدنام کرینگی اور کیون بھائی صاحب آپ ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالتے ہین ابھی یہ آپ کی شکایت کر رہی تھی مین نے جواب دیا تھا کہ بھائی صاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب مین نے بہت بڑا ضبط کیا دل نہین مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کرین دل کانپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر بھر آتے ہین راتین تڑپ تڑپ کے کٹتین لاکھ ضبط کرتا ہون دل نہین مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہی نظم

پھر لہو سرخ ہوا جسم مین کالا ہو کر
رہگیا اب کے برس بھی مجھے سودا ہو کر
مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہو کر
پھر وہی قطرے کا قطرا رہا دریا ہو کر
آہ نکلی جو سوے عرش معلا ہو کر
رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہو کر
مرد میدان وفا ہو تو نہ چاہو امداد
سر کرو معرکۂ عشق کو تنہا ہو کر
خاکساری نے یہ ترکیب سُجھائی ہو مجھے
چوم لے اُسکے قدم نقش کف پا ہو کر
جلوہ فرما سر محفل ہو تکلف نہ کرو
منھ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہو کر
چشم بہنے لگی جب داغ جگر بھر آیا
چور پیدا کیا ناسور نے اچھا ہو کر
منھ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق
نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہو کر
ناز معشوق کا عاشق کو دیا ہے دھوکا
تار موے کمر یار نے حلقا ہو کر
پاس ناموس محبت کا رہیگا ملحوظ ✤
اُسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہو کر
اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اک دن
کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہو کر
ملک الموت کو تکلیف نہین دینے کا
پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردہ ہو کر
ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبہ مین جا جا کر زید
بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہو کر

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش مین آئیے اب تو آپ کھلی کھلی باتین کہنے لگے بس اب جائیے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ کے خلاف ہو سالار نے کہا آج مین مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو مین نہ ہوگی مجھے آرام نہ آئیگا رہ رہ کے میرا

دل گھبرائیگا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہین بڑا افسوس یہ ہی کہ مجھسے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گذرے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہین نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیون بگڑتے ہو مین انکے ساتھ نہ جاؤنگی برق نے سالار سے کہا کہ آپ کے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہین آپ بھی جواب سخت دیجیے عورت پر قبضہ کیجیے برق نے جو بہکایا سالار نے فوراً بھاوج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون او ظالم پیچ وخم نے تیری زلفون کے مجکو پریشان کیا آئینۂ رخسار نے حیران کیا مین لاکھ چاہتا ہون کہ صبر کرون دل پر جبر کرون نہین ہو سکتا لہذا اب مین تجکو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرونگا دیکھون تو بھائی صاحب کیا کرتے ہین اگر بولین گے تو پریشان ہونگے یہ کہہ کے ملازمون سے کہا کہ ارے تخت لاؤ اسکو سوار کرو ہمارے باغ مین لیچلو وہان جلسہ آراستہ ہو دیکھون بھائی صاحب کیا کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ مزاج مین اختلاف ہو مقدمۂ اصلی نہ صاف ہو یہ کہہ کے طرف تخت کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا چاہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤن قیام نے بڑھ کر گولہ مارا سالار نے گولہ کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا کنیزین ہان ہان کرکے الگ ہو گئین کہ دونون ساحر زبردست ہین ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر اڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہین ای سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہین کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانبازی اور عورت سالار سے راضی معلوم ہوتی ہی چاہتی ہی کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھ کر نکلجاؤن شوہر کے سحر روکتی ہی کئی مرتبہ تیر مارے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کیون تیری شامت آئی ہی تجکو کیا زندہ جانے دونگا مین تیری باتین سمجھتا ہون میرے بھائی کو تو نے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لونگا زندہ نہین جانے دونگا سالار جھومتا ہوا آگے بڑھا آواز دی کہ او بیحیا کیون اسقدر عورت کو ڈراتا ہی اسکے سر کے ساتھ میرا سر ہی جو اسکا جی چاہا اسنے کیا خبردار اسکو ڈرا نہین یہ کہتا ہوا تلوار کھینچ کر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار مین چلنے لگی دونون اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھا رہے ہین مہتر برق فرنگی دمبدم سالار کو ابھارتا ہی اور خواجہ بشکل گل بہار قیام سے فرما رہے ہین سالار کا سر کاٹ لیجیے آپ کے لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اسے کاٹا جھولی سے گولہ نکالنے لگا

مقیم نے کمان سینک کی جھولی سے نکالی سینک کا تیر مجر کمان مین پیوست کیا کہا کہ ارے دیکھ آسمان سے آگ برسا چاہتی ہی قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینہ تاک کر تیر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قیام کا لاشہ جو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور پکارنے لگی کہ ای شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی لیکر آئے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت مین بلا لیا مہلت نہ دی یہ نگوڑے احمق نے کیا تقدیر کی کہ زوجہ بھی غیر کے قبضے مین گئی اب اسکے بدلے تمھین وہان حورین ملینگی ہم کہان جائین اپنی مصیبت کس سے سنائین سالار نے کہا کہ ای گل بہار تو اسقدر کیون بیقرار ہوتی ہی جہان جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا کہ ای سالار مین انکے گھر کی مالک تھی زوجہ کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون قدر و منزلت کریگا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جواہر خانہ تیرے سپرد کرونگا تجھے اختیار ہی برق نے آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی گل بہار اپنا حال ابتر نکرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر دس دس روپیہ اوپر سے پاتے ہین مزے اڑاتے ہین اور تم عورت ہو ایک دن مین سارے گھر پر اختیار ہوگا نشے باز جوان جسوقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اس سے نشے کی باتین کر کے سارا گھر اسکے سپرد کر دیتے ہین تم تو نوجوان وضعدار ہو دو دن مین اپنا رنگ جما لینا گل بہار نے کہا او بھیا ایسی باتین نہ کرو مین کیا اپنی بی بی پر سوتاپا دونگی یہ مرنے والے اکثر راتون کو اٹھ کر میری پائینتی آ بیٹھتے تھے ہزار طرح کی منتین و خوشامدین کرتے تھے مین نے کہدیا کہ صاحب یہ بات اپنے دل سے دور رکھو اسی طرح میان سالار سے بھی اپنا طریقہ مین رکھونگی آئندہ انھین اختیار ہی اگر اپنے مال کو عزیز جانینگے تو میرے سپرد کرینگے ورنہ اختیار ہی سالار نے اسکا ہاتھ تھام لیا کہا بی گل بہار چلو مجھے خود اسکے مرنے کا افسوس ہی اسنے عورت کے لیے جان دی مین نے ہر چند سمجھایا مگر اسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بیاہ کے آئی تھی اور گونگھٹ مین تھی جب سے میری اسکی آنکھ لڑتی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ کہکر تخت آراستہ کیا پہلے مقیم کو سوار کیا اچک کے برق بھی برابر آیا کہتا ہوا کہ ہمارے مالک کا کہا یاد ہوا اور پکار کر کہا کہ بی گل بہار آؤ گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو مین اپنی گٹھری بقچی تو لے لون یہ کہکر کوٹھری مین

خواجہ گھسنے لگے جہان جو مال دیکھا اُٹھا کر زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ اُستاد مکان کو لوٹ رہے ہین یہ بھی تخت سے کود کر پہونچا خواجہ نے پکار کر کہا کہ میان خدمتگار صاحب باہر ٹھہرو مجھ غریب کی گٹھریان بقچیان جابجا رکھی ہین مین سمجھ کر اُٹھا لون برق نے کہا کہ اُستاد دیکھیے کیسے وقت پر غلام پہونچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات مین دخل نہ دو ورنہ ابھی کہدونگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ نے حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کام کرو غلام نے کیا کار نمایان کیا خواجہ نے کہا بس چپ رہو ورنہ مین سالار سے کہدونگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ اُستاد والا نژاد کہین ایسا نہو کہ کہدین تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ مال قبضے مین کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہوے برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چیتھڑے گدڑے تھے مین نے زنبیل مین ڈال لیے بچون کے نہالچے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اُڑایا راہ مین برق رنگ جماتا ہوا کہتا ہوا کہ حضور چل کر باغ مین جلسہ جمائین خوب ہم بھی گائین گے دور جام چلے آپ دونون کو خوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتین کر رہے ہین باتین کرتے کرتے راہ مین پوچھا کہ صاحبقران کی قید پر تم میان بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حرز ہیکل کہان رکھی ہی مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہی ہر وقت جھولی مین رکھتی ہون رات کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہون راہ مین باغ ہی کہ اُسمین کبقال زنگی رہتا ہی وہی مقبل کی شکل بنکر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہی کبقال زنگی کو بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلانے کی کوئی وجہ نہین اور بن پڑیگا تو بلواؤنگا کبقال اپنے باغ مین معشوقہ کو لیے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی سر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جا رہا ہی اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای افسر کہان جاتے ہو چند ساعت یہان ٹھہرو ایک جام شراب پی لو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہی جلسہ بھی عمدہ ہی آج اسی مقام پر ٹھہر لیے کبقال نے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل مین لایا سالار کو مقام صدر پر بٹھایا زوجۂ قیام کو دیکھکر پوچھا کہ حضور یہ آپکے ساتھ کیونکر آئین سالار نے کہا کہ مین مدت سے اسپر عاشق تھا آج مجھسے صبر نہ ہو سکا مین نے اُس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ سے مارا گیا شوہر کو مار کر زوجہ کو لایا ہون اگر اُسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

بسہولت زوجہ کو حوالے کرتا بگڑا آخر کو مارا گیا کبقال نے کہا کہ ای افسر ہم تو آٹھ پہر حفاظت مین حرز ہیکل کی مصروف رہتے ہین کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی بشکل مقبل پہونچے جاکر حرز ہیکل مانگ لی باغ سے نکلنا موقوف کیا باغ ہی مین آٹھ پہر رہتا ہون کہ باغ سے باہر نکلون عیار کسی مقام پر گھیر لین مقیم نے کہا کہ ای کبقال اُس مرنیوالے نے شیشۂ اسم اعظم میرے پاس اسواسطے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جا بجا جایا چاہین مین باغ سے کہین نکلتی نہین رات کو بھی اپنے پہلو مین لیکر سوتی ہون کبقال نے کہا کہ اب تم ہمارے افسر کے پاس آئین اب تم تک عیار نہین آسکتے انکے برابر اس حوالی مین کون جادوگر ہے سب نے انکو بافسری قبول کیا ہی انکی سب حفاظت کرتے ہین تمنے خوب کیا کہ انکے ساتھ چلی آئین سالار نے کہا کہ ای کبقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالین محال ہی کہ وہ ہم تک نہ پہونچے ہر چند کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر مین انکی مدد کو موجود تھا کبقال نے کنیزون کو آواز دی کہ ارے شراب لاؤ برق اُٹھ کر دوڑا میخانے مین گھس گیا شراب کو اُلٹ پلٹ کرکے لانے لگا کہتا جاتا ہی کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کرینگے شراب لاکے رکھی گل بہار بیچ مین آکر بیٹھی عرض کی کہ کنیز ایک غزل گائے کبقال نے کہا کہ بی گل بہار تمھین گانے مین بھی دخل ہی کہا حضور گانا تو بڑی چیز ہی دل بہلا دونگی سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے
لو آئے تھے چمن مین یہ فتنہ اُٹھا چلے
طوفان آئین یا کہ مخالف ہوا چلے
کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے
سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے
اب باغ سے کدھر مرے گلگون قبا چلے
وحشت مین بیٹھے بیٹھے اگر کھینچون آہ سرد
بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے
واقف ہوئے نہ اہل جہان کے طریق سے
بیگانہ وار آئے تھے نا آشنا چلے
جاتے ہین اب وہان کہ جہان سے نہ آئینگے
چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے
تڑپونگا خون مین کاٹونگا اپنے گلے کو یار
دکھلاؤنگا تماشہ اگر دست و پا چلے
ان ٹھنڈھی گرمیون سے مین جلتا ہون آگیا
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

ق

آباد رکھے حق تجھے ای بادشاہ حسن — عاشق ترے فقیر ترے بینوا چلے
ہر وقت جاؤ جاؤ کہانتک سنے کوئی — در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے
مو ہو گئے سفید سیہ کاریون مین رند — کس کام کو تم آئے تھے اور کرکے کیا چلے

یہ غزل گا کے خواجہ نے کہا کہ مین ہی ساقی گری بھی کرون برق نے کہا کہ یہ کام مین خوب کرتا ہون دونون مین آپس مین تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا دو انگوٹھیان ہاتھ سے اُتارین ایک سامنے گل بہار کے پھینکی اور ایک سامنے خدمتگار کے کہا کہ یہ اُٹھا لاؤ ناچار دونون جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا گرمی جو پہونچی رنگ و روغن دونون کے چہرے سے اُڑ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ کر چاہا کہ سالار پر جا پڑون سالار نے ایک دوہتڑ مارا خواجہ و برق منھ کے بھل زمین پر گرے سالار نے کہا کہ ای کبقال جب راہ مین عمرو نے حال اسم اعظم پوچھا عورت ناقص العقل اُسنے سب حال کہدیا مجھے اُسی وقت سے تردد ہوا تھا کبقال نے جو شراب مانگی اور یہ برق تڑپ کر میخانے مین پہونچا شراب لا کر آراستہ کرنے لگا مجھکو اسیر بھی اُسی وقت شک پیدا ہوا تھا گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی ہے ای کبقال میدان خونی کی تیاری کرو کبقال نے کہا کہ مین خود جلاد صاحب بیداد ہون اگر قدرت حکم دین تو اپنے بھائی کو قتل کرون ذرا مجکو ترس نہ آئے قدرت نے رحم میرے دل مین خلق نہین کیا مقیم نے کہا کہ کیون صاحب یہ دونون کیونکر ہم تک پہونچے مین ساتھ اپنے شوہر کے کوہ زبرجدی پر گئی تھی وہین کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خدمتگار بنکر ہم تک پہونچا یہ عیاران لشکر اسلام ہین ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہین مگر آج انکی قضا دامنگیر ہے کس طرح آ کر دونون پھنسے بڑے بڑے ساحرون کو ان دونون نے مارا آج سب کے خون کا بدلہ ہوگا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمرو مار ڈالا جائے تو طلسم کشا کبھی طلسم ہفت پیکر پر نہ پہونچے راستے ہی صاف کرتے ہین لشکر طلسم کشا یہان سے دو منزل پر ہے اور یہ عیار پہلے سے آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد انہی کے قدم سے ہوئے کہ بھائی میرا میری آنکھون کے سامنے مارا گیا دیدۂ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہین کہ مین نے بھائی کو مارا انھین ظالمون کے آنے سے ۰۶

یہ سارے فتور ہوے ای کبقال جلد میدان خونی کی تیاری کرو کبقال نے آواز دی گوشۂ باغ سے چند زنگی سیاہ رو تیرہ درون ابروون پر بل پڑے ہوے خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین آکر پکارے کہ ای افسر کیا حکم دیتا ہی کبقال نے کہا کہ ان دونون عیارون کو قتل کرو گوشت بھی انکا تمھین کھاؤ وہ زنگی اُچھلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خداوند ہفت پیکر تو نے آج کیا نعمت ہمارے واسطے بھیجی ہی مسلمانون کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھون نے ہزارون جادوگرون کو مارا انکا گوشت ہمکو ملے یہ تیری رحمت و قدرت ہی اُن زنگیون نے عمرو و برق کو کھینچا خنجر لیے ہوے آپس مین لڑتے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ مین قتل کرون دوسرا کہتا ہی کہ سینے کا گوشت مین لونگا ایک کا قول ہی کہ کلے پائے مین لونگا حصے تقسیم کر رہے ہین خواجہ و برق انکی آمادگی دیکھ کر نہایت بیقرار ہین کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے خدا بچائے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہین گوشت کھانے پر کیسے مستعد ہین بیقرار ہوکر خواجہ رونے لگے پروردگار کی درگاہ مین دعا کرتے تھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے **نظم**

پئے کشائش باب امید نا امید
بدست فاتح ابواب رزق ہست کلید
بہ تیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید
چو خضر گشت درین دہر زندہ جاوید
گدائے درگہ پاکش فقیر و دولتمند
امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست مالک و حاکم بہ آسمان و زمین
خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کار برار مراد اہل مراد
خداست حاصل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر
خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
زکینہ آئینۂ سینہ چون مصفا شد
عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک
برہنمائی باطن چو راہ راست بدید
بحمد خالق اکبر عجیب تر دیوان
نوشت ہندی اہل سخن بطرز جدید

خواجہ و برق تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین سات آٹھ زنگیان آدمخوار خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین اشارے کے امیدوار ہین کہ کبقال حکم دے تو انکے ٹکڑے ٹکڑے اڑائین مگر لشکر رستم منزلون کو طی کرتا ہوا ایک بیشۂ سبز و خرم مین آکر اترا بارگاہ مین جملہ سردار آئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا جہلال سرکش نے رستم سے کہا کہ ای شہریار خواجہ دمبدم مجھسے قیام و مقیم کا حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر مین گئے ہین ایک نکتہ خواجہ سے مین کہنا بھول گیا کہ کیقال زنگی حرز ہیکل لے گیا خالی قیام و مقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہو کہ دشمن اُنکے گرفتار ہو گئے ہون سماک اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش مین جاتا ہون پروردگار نے چاہا تو ڈھونڈھ کر لاتا ہون میرا دل مجکو خبر دیتا ہی کہ عیاری اُنھون نے کی مگر کسی بلا مین پھنس گئے کیئی ساحران زبردست ہین وہ دھوکا نہ کھائینگے کوئی بات بھی عیاری کی کی اور اُنھون نے پہچانا لہذا غلام جا کر تلاش کریگا یہ کہکر خاموش ہو رہا لیکن جہلال ایک عقاب پر سوار ہو ا تلاش مین خواجہ کی چلا یہان وہ وقت ہی کہ پانچ سات جلاد آدمخوار خنجر کھینچے ہوے سر پر کھڑے ہین خواجہ و برق سرنگون حیران طرف کیقال زنگی کے دیکھ رہے ہین کہ اُسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاد چاہتے ہین کہ سر کاٹین اور گوشت انکا کھائین کہ جہلال نے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ و برق قتل ہوا چاہتے ہین جھولی سے چکر نکالا جلادون پر مارا کہ ساتون کے سر اُڑ گئے جہلال زمین پر آیا کیقال کو للکارا کہ او بیحیا تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہی خواجہ کو قتل کرے یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا کیقال نے پہلے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکال کر جہلال پر مارا جہلال نے گولہ کیقال کا روک لیا وہی گولہ لیکر کیقال پر کھینچ مارا کیقال کے سر پر پڑا کیقال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے کیقال کے مرتے ہی سالار اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی کہ او جہلال تو نے غضب کیا کہ کیقال کو مارا اب کہان جائیگا یہ کہکے ایک طرف سے یہ اُٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُٹھی دونون نے جہلال پر سحر کی بوچھار کر دی جہلال دفع کرتے کرتے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ مقیم کا سر اُڑ گیا سالار نے ایک چیخ ماری کہ او جہلال غضب کیا اُس معشوقہ کو مارا کہ جسکے واسطے مین نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہکر تلوار کھینچی جھومتا ہوا جہلال پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہلال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہی کئی تلوارین اور خنجر جہلال پر گرتے ہین جہلال اُن تلوارون اور خنجرون کو توڑ رہا ہی جب خنجر توڑے تلوارون کے پھل شکست کیے غصے مین آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہی

خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا سالار پر مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برق شمشیر جو گری سپر کو کاٹا سر پر آئی تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کے سر پہ تلوار گری سراسر سر کو کاٹا تا بہ جگر گاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوے خواجہ نے اتنے عرصے مین تمام باغ لوٹ لیا اور کوٹھریون مین گھس گئے مال نکال کر سارا مال غنیمت اور نذر زنبیل کیا چھت پردے تک کاٹ لیے جہلال نے جب ان سب کے قتل سے مہلت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ و برق لوٹتے پھرتے ہین پکار کر آواز دی کہ خواجہ اب چلیے آپکے لیے رستم بیقرار ہین یہانتک کہ غلام کو بھیجا لیکن شکر ہی کہ وقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا عمرو نے کہا کہ ای جہلال مجھے مرنے کی عادت نہین مین جانتا تھا کہ کوئی بچانیوالا آتا ہوگا مقیم کی جھولی سے شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشے کو توڑ ڈالا حرز ہیکل پاس سے کیقال کے لی یہان کو شیشہ ٹوٹا وہان امیر اُس قید خانے مین بیٹھے ہین سردار بھی سامنے بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین یکایک سردارون نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوے بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران ہوشیار ہوے ہوشیار ہوتے ہی صاحبقران جو خیال کرتے ہین اسم اعظم یاد آیا غصے مین آکر امیر نے قید کو توڑا سردارون نے بھی قید توڑی اندر سے قید خانے کے نکلے دروازے پر صلصال جادو نگہبان تھا اُسنے صاحبقران کو للکارا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار چھین لی اُسی تلوار سے اُس سیاہ رو کو مارا مار کر اُسے بڑھے تھے کہ غلغلہ ہوا بارہ ہزار اُسکے نوکر مالک کے مرنے کی آواز سنکر دوڑے آکر گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے سردار بھی آپڑے و شیران دشت نبرد جو آکر گرے ساحر بھاگے یہان عمرو نے جہلال سے کہا کہ یقین ہی مین نے شیشہ اسم اعظم کا توڑا وہان صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہوگا مین یہ حرز ہیکل صاحبقران کو پہونچا دون ایسا نہو کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کرلے تو امیر پریشان ہونگے حرز ہیکل پر سحر تاثیر نہین کرتا جہلال نے کہا کہ مین پہونچا دونگا حرز ہیکل مجھے دیجیے یقین ہی کہ لڑائی پڑی ہوتا بہ کوہ زبرجدی خبر پہونچیگی یہ کہکر حرز ہیکل خواجہ سے لی پر پرواز پیدا کرکے چلا اُسوقت پر پہونچا کہ زبرجد کو خبر پہونچی کہ صاحبقران قید خانے سے نکل آئے در زندانخانہ پر لڑ رہے ہین زبرجد طرف کوہ کے چلا بالاے کوہ آیا تصویر سنگی کے سامنے غل مچانے لگا کہ یا خداوند

نہین معلوم کیا باعث ہوا حمزہ مین یہ طاقت کہان سے آئی مین نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز آئی کہ ای بندۂ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوٹا کبھال و سالار وغیرہ سب مارے گئے قیام و مقیم سے فساد پڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے مین آئی سالار کی ذات سے سارے فساد برپا ہوئے جہلال وقت پر پہونچا اُسنے سالار و مقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ کرتا ہون کہ جہلال سرکش حرز ہیکل لیکر آتا ہی اگر ہو سکے تو بڑھ کر اُسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوار ہے جہلال سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست رفیق طلسم کشا قرار پایا اب وہ آمادۂ حرب و پیکار ہی یقین ہی کہ ساتھ طلسم کشا کے تا صحرائے گرداب نشان جائے بدون اطاعت گرداب دریا سے طلسم تک رسائی دشوار ہی یہ سُنکر زبرجد آکر سوار ہوا تین لاکھ فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھ کر انتظار جہلال مین ٹھہرا دیکھا کہ جہلال ایک عقاب پر سوار ظاہر ہوا زبرجد نے آواز دی کہ او جہلال کہان جاتا ہی قدرت تجکو طلب کرتے ہین جہلال نے جواب دیا کہ مین تو اُس جھوٹے پر لعنت کرتا ہون مکاری کرکے خداوند بن بیٹھا مین اب اُسکے پاس نہ جاؤنگا زبرجد نے آواز دی کہ ہان یارو اسے گھیر لو یہ جانے نہ پائے تین لاکھ جادوگرون نے سحر کیا جہلال زمین پر آیا عقاب رانون کے نیچے سے نکل گیا جہلال نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا کہ تیس ہزار جادوگر پا باندھے سامنے کھڑے تھے ہر کس کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پریچہرہ میرے پہلو مین کھڑی ہی معشوقہ کے جمال بیمثال کو دیکھکر بلبلائے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

جو جسکے حق مین سمجھا وہ بہتر بنا دیا
مجکو فقیر تجکو تونگر بنا دیا
خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہی خلق
دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا
غافل مقام رشک نہین جائے شکر ہی
سو سے بُرا تو ایک سے بہتر بنا دیا
صاحب کمال رکھتے ہین اکسیر کا خواص
چٹکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا
اُجرت پہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق
مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا
ساری رگین ہوئی ہین تن زار پر نمود
ناطاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا
گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی زند
سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا دیا

تیس ہزار جوان دیوانہ وار و وحشی مثال سامنے جہلال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ ای جہلال سرکش ہم تابعدار ہین جو حکم ہو بجالائین جہلال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صف باندھے کھڑی ہی ان سب کو مارلو جلد قتل کرو زبرجد کو بھگادو یہ سُنکر وہ تیس ہزار جوان اسباب سحر ہاتھ مین لیکر فوج زبرجد پہ جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان مرکر گرے دو تین حملے جو کیے فوج زبرجد مین تہلکہ پڑا سب بھاگنے لگے جہلال نے پھر ایک گولہ مارا دس ہزار جوان اور مطیع ہوے اُن تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہوگئے لڑائی مین مصروف ہوے جہلال جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹتے ہین انکے ساتھ شریک ہوتے ہین جہلال لڑتا بھڑتا طرف زبرجد کے جاتا ہو کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ امیر کی آواز آئی۔ نعرۂ صاحبقران

منم صاحب جیز و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ فگار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجان پئے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین فیل و نکا

منم قاتل کافران جہان
بدیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

ایک طرف سے سرداران نامی دیبلوانان گرامی نعرے کرکے گرے لڑنے لگے اب جو جہلال نے صاحبقران کو دیکھا جھومتا ہوا قریب آیا براے سلام اسقدر جھکا کہ سر زمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شخص تو کون ہی عرض کی کہ آپکے فرزند کا غلام اور حرز ہیکل نکالکر صاحبقران کو پہنائی امیر کا مرکب اُسی قصر مین سر ٹکرا رہا تھا نعرہ امیر کی آواز جو کان مین پہونچی شیہے بھرتا ہوا قریب آیا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے طرف زبرجد کے چلے زبرجد نے فوج کو اشارہ کیا جہلال رکاب تھامے ہوے ساتھ ہی جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹے اور فوج زبرجد کو پامال کرنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب زبرجد کے پہونچے جہلال نے خوب آگ برسائی زمین ہلائی زبرجد کا اور امیر کا سامنا ہوا زبرجد برس پڑا تلوارین برسائین شعلہاے آتش گرائے مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم ورد زبان حرز ہیکل گلے مین جو سحر

قریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغہ عقرب کا ہاتھ مارا زبرجد نے سپر سحر اُٹھا دی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سراسر کو کاٹا زمین کو آکر تلوار نے بوسہ دیا زبرجد کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر مین و زیر کوہ و بالاے کوہ اندھیرا ہو گیا اولے ہاے ابر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گرتے تھے آوازین پیتنا ک آنے لگین تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی جہلال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحراے [illegible] مین کھڑا ہون سمجھا کہ یہ شعبدہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحراے سبزہ زار مین امیر نے اپنے کو پایا اپنے سب سردار و کل فوج بخیر و عافیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استادہ ہی ایک سمت بارگاہ ہشامی خیمے بارگاہین استادہ ہین لشکر آراستہ و پیراستہ امیر نے سجدۂ شکریہ پروردگار کیا اور فرمایا کہ اب انشاء اللہ یہان سے طرف صحراے گرداب نشان کے کوچ کرینگے صاحبقران تو اس مقام پر اُترے مگر جہلال سرکش نے جو اپنے کو صحرا مین پایا سمجھ گیا کہ یہ سحر خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے مجکو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہی کہ صاحبقران بآرام ہون یہ سوچکر طرف لشکر رستم کے چلا یہان رستم انتظار جہلال مین تھے جہلال جو ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہین جہلال دیکھا کیا جب خواجہ نے اُس مسافر کو لوٹ کر مہلت پائی تب جہلال آکر ملا کہا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پر پہونچ گئے آپنے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلیے خواجہ و جہلال و برق پاس رستم کے جاتے ہین راہ مین ایک چشمے پر آکے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا ای جہلال پانی پی لین تو آگے بڑھین جب برق قریب چشمے کے آیا چھاگل سے پانی بھرا ایک نہنگ نے چشمے سے سر نکالا وہ نہنگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے چھاگل پھینک ماری نہنگ نے جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے مین پھاند پڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ اُستاد میری خبر لو خواجہ عمرو و جہلال جب تک دوڑین نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ ای جہلال برق کو کوئی لے گیا معلوم ہوتا ہی چشمے مین بیٹھا تھا جہلال نے چہار جانب دیکھا چشمے پر آیا چشمے کو جھک ہنسا پکار کر آواز دی کہ ای نہنگ غوطہ زن یہ بیٹھے بیٹھے تمکو کیا سوجھی یہ نہ جانتے تھے کہ جہلال سرکش ساتھ ہی کئی آوازین دین کچھ صدا نہ آئی آخر جہلال نے جھولی سے ایک

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر چشمے پر مارا دناتا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی مین غرق ہوا جب تو مہلال نے جھلا کر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہی خنجر پر اسم سحر پڑھ کر چشمے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی مین چمکا ایک آندھی سیاہ اُٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہی برق کو ہوشیار کیا اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب مین پانی پینے لگا مین نے ایک ساحر کو دیکھا اُسنے میری گردن پکڑ لی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چمکی اور یہ خنجر اُسکے سر پہ پڑا سر کٹ کر گرا مین بیہوش ہو گیا عمرو نے مہلال کی بڑی تعریفین کین جب نہنگ غوطہ زن مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نہنگ غوطہ زن بود اب مہلال و خواجہ نے دیکھا کہ دریاے لشکر رستم موج مار رہا ہی رستم کسی وجہ مین بیرون بارگاہ کھڑے تھے دیکھا کہ خواجہ و مہلال و برق آتے ہین مگر مہلال دریاے خون مین نہایا ہوا خواجہ بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر مہلال کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حال پوچھا مہلال نے کہا کہ ای شہریار اگر مین تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا ان ساحرون کو مارا جنکے پاس اسم اعظم موجود تھا اور حرز ہیکل بھی تھی اُنکو مارا شیشہ اسم اعظم توڑا اب منظور ہی کہ حرز ہیکل پاس صاحبقران کے پہونچائین جب یہان شیشہ اسم اعظم کا ٹوٹا صاحبقران نے قید توڑی زیر کوہ زبرجدی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد شاداب وہ اور پہاڑ پر پہونچیگا اور تو کچھ مسخرے سے نہ ہو سکا مجکو الگ کر دیا جس صحرا کا نہنگ غوطہ زن مالک تھا اُس صحرا مین پہونچا یا نہنگ مجھپر تو دست انداز نہو سکا برق کو لے گیا آپکے اقبال سے اُسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپ کی خدمت مین پہونچے اب حضور کوچ کرین اپنے کو صحراے گرداب نشان مین پہونچائین اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہان چلکر پروردگار کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تا بہ گرداب پہونچین اور وہان سے حال لوح کا معلوم ہو یقین ہی صاحبقران کا گذر طرف صحراے باد انگیز کے ہو جب یہ دونون مقام فتح ہونگے تب لوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ ای مہلال تمنے بڑا کام کیا مہلال نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کے اقبال کی خوبی ہی حضور فتاح طلسم ہفت پیکر ہین کیا کسی مقام پر غلام

کمی کریگا مجکو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا مین کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ معرکہ ہوگا ورنہ لوح کا حال مفصل معلوم ہوتا کئی برس سے مین اُسکے ساتھ ہون آواز دینا دشمنون کو گرفتار کرنا مرادمندون کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اُسنے اپنی ذات پر موقوف رکھا ہی سب کام خود کرتا ہی جب تک حضور کو لوح نہ ملیگی تب تک جو سحر کریگا غلام کو ڈر ہی کہ اُسکے شعبدے مین حضور نہ پھنس جائین مین سحر مین اُس سے کم ہون وہ بلاے روزگار ہی غار افراسیاب والون نے مان لیا کہ بنگالے کے بھی ساحر آئے کسی نے ایسا امتحان نہین دیا کل علوم سحر مین طاق ہی غلام کو بڑا خوف ہی جب حضور صحراے گرداب نشان مین پہونچین اور وہان سے مدد ہو اور لوح کا پتہ ملے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو جلسہ آراستہ کیا مہلال سے یہی باتین رہین سماسے نے لشکر مین حکم پکار دیا کہ کل طلسم کشا کا کوچ ہی چار گھڑی رات رہے سے لشکر تیار ہوا مہلال نے ساحرون کے پرے جمائے رستم نکل کر سوار ہوے طرف صحراے گرداب نشان کے چلے دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحرا مین پہونچے کہ ہوا بالکل بند کوئی پتہ کسی نخل کا نہین ہلتا معلوم ہوتا ہی کہ نخل بندھے ہوے کھڑے ہین مہلال نے رستم سے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس صحرا مین کسی ساحر زبردست کا گذر ہی اُسی کے سحر کا باعث ہی کہ ہوا کا نام نہین خدا انجام بخیر کرے رستم نے بارگاہ استاد کرائی فرمایا کہ ای خیرخواہ جو پروردگار بہتر چاہیگا وہی کریگا یہان تک کسنے پہونچایا ہزارہا جادوگر آئے اپنے اپنے رنگ سب لئے جمائے پروردگار نے اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچایا امیر کو رہا کرایا تمنے امیر سے ملاقات کی تھی مہلال نے کہا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے حرز ہیکل پہونچائی یہ بھی عرض کر دیا کہ مین آپ کے فرزند کا غلام ہون جسکے پاس حرز ہیکل تھی اسکو مارا خدمت مین یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اُسی صحرا مین لشکر رستم کا اُترا بارگاہ آراستہ ہوئی قضا کا گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہی شوہر اسکا گشت کرکے آیا ہی باتین کر رہی ہی کہ سامنے سے ابر سنہرہ کڑکتا ہوا پیدا ہوا گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین مین نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہی اب مجکو لڑکی کے تیور سے خوف آتا ہی ایسا نہو کہ پاؤن کہین اونچ نیچ پڑ جائے تو خرابی ہو مواج نے کہا کہ میری

بیٹی ایسی نہین ہی اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہی مین اُسکے باغ مین خود جاکے دیکھ آیا مردانے نام کا کوئی پھول بھی نہین ہی مزاج مین کھیل کود زیادہ ہی یہ ذکر تھا کہ ابرشق ہوا دیکھا کہ ملکہ ہماے اورنگ نشین صرف وزیرزادی ساتھ ہی تخت آکے اُترا باپ کو سلام کیا مان سے کہا کہ کچھ آپکو خبر بھی ہی لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہگیا اب جو وہ کوچ کرینگے تو آپکی سرحد مین آجائینگے فکر ضرور ہی گرداب نے جواب دیا کہ ای نور نظر ایسے ایسے طلسم کشا بہت آئے اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ صحراے گرداب نشان ہی یہان کوئی نہین آسکتا اس طرح کی باتین عرصے تک رہین گرداب نے دیکھکر آواز دی کہ ای نور نظر کل میرے پاس اک صحراے بادانگیز یعنے بادانگیز جادو آئی تھی اُسنے بھی مجکو خبر دی تھی کیا عجب ہی کہ راہ مین وہ روکے ہماے یہ کہکے اُٹھی کہ اب مین براے گشت جاتی ہون سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہکے ہماے اورنگ نشین تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیرزادی کو ساتھ لیا تخت اُڑا کر چلی یہان رستم جب صحرا مین اُتر چکے تو سمک سے فرمایا کہ مہینون اسی گشت مین گذرے آرام و چین کے نام کو بھول گئے جسدن سے اس طلسم مین آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پر پہونچے آج یہ صحرا معقول ملا ہے شب ماہ بھی ہی کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم تم چل کے وہان بیٹھین دیکھین کیا کیفیت ہوتی ہی یہ سُنکر سمک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استادکی چند خدمتگار براے خدمت مقرر کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواجہ سے تو پردہ کیا جہلال سے ذکر بھی نہین کیا اُس بارگاہ مین آکر مسند پر بیٹھے ایک دو جام پیے سمک سے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو چند شعر گاؤ سمک نے فورا اپنے پاس سے نے نکالی سامنے رستم کے بجانے لگا نئے طور سے یہ اشعار گانے لگا۔ نظم

عشق مین حال جہان نوع دگر ہونے لگا
ای پری دیوانہ تجھپر ہر بشر ہونے لگا
حسن سے آگاہ اب وہ بیخبر ہونے لگا
آئنہ جو اُسکو منظور نظر ہونے لگا
گوش زد جسکے ہوا سرگشتگی کا میری حال
اُنگلیان کانون مین دیکر وران سر ہونے لگا
اک نہ اک ایذا رہی ہردم بدولت عشق کے
درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا
وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوے آثار صبح
یار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا
جسنے موتی گوش مین دیکھا ترے کہنے لگا
ہر تماشا کان سے پیدا گہر ہونے لگا

میکشی موقوف جام و شیشہ کہہ بالائے طاق
رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا
روئے انور پر ہوا آغاز خط روسیاہ
یہ بڑا اندھیر او رشک قمر ہونے لگا
آہ عاشق کان مین اُسکے نہین کرتی اثر
گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا
میرے مرنے کی جو دی اُس حور کو جاکر خبر
سنتے ہی ارشاد فی النار سقر ہونے لگا
شعر سُنکر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے
اب سخن مین میرے سیفی کا اثر ہونے لگا
لیکے دل صورت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ
بیمروت اب تو جانون کا ضرر ہونے لگا
عرش تک جسدن گئی آہِ رسا سن لیجیو رند
عالم بالا مین شور الحذر ہونے لگا

ن فی النار السقر

سمک عجب لطف سے اس غزل کو گا رہا ہی شب ماہ سناٹا صحرا کا جانور آشیانون مین یا تو باطمینان بیٹھے تھے یا آشیانون سے سر نکالدیے صدائے نے سُنکر جھوم رہے ہین بعض آشیانون سے نکل آئے گرد سمک کے چرخ مار رہے ہین قضائے کار ملکہ ہمائے اور رنگ نشین تخت اڑائے ہوئے آتی تھین قریب کوہ جو پہونچین کان مین آواز نے کی آئی وزیر زادی جو پہلو مین بیٹھی تھی کہا اری کمبخت سنتی ہی کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے گا رہا ہی دل لبھا رہا ہی کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین آواز مین کیا سوز و گداز ہی وزیر زادی سے کان لگا کے سُنا کہا واری بیشک کوئی کامل و اکمل ہی کیا خوب گاتا ہی اس پہاڑ پر تخت ٹھہرائیے یہ جو خیمہ سامنے استادہ ہی اسی مین کوئی گا رہا ہی بلندی سے اتر کر دیکھیے تخت کو پہاڑ پر لائین اور اُترین پہاڑ پر اس محبوب پریچہرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیدہ ہوا دماغ اپنا عرش اعلیٰ پر پہونچا یا ملکہ ٹہلنے لگین اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن وصف شکن اپنے زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم سر برہنہ خود مسند پر رکھا ہوا جام معکوس معلوم ہوتا ہی زلفین عنبرین ہوا سے اُڑ رہی ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ناگنیان قریب چشمۂ خورشید لہرا رہی ہین عارض کی روشنی ماہ تابان پر طعنہ زن غنچۂ باغ خوبی دہن گلو صراحی مئے محبت سینہ چوڑا دونون شانے نشان جرأت ہاتھون سے سخاوت آشکار ہی چہرہ گلزار ہی سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص دُبلا پتلا کہ نگاہ مین نہین سماتا نَے کو نئے طور سے بجا رہا ہی اور بتاتا بھی جاتا ہی جوان مسند نشین جھوم رہا ہی دیکھتے ہی ہمائے اور رنگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا قلب تھرایا کاہ و کہربا کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہی کہ جس طرح بنے اپنے کو اس جلسے مین پہونچا دن

وزیر زادی

وزیرزادی سے کہا تو دیکھ لے یہ جلسہ خالی از غیر ہی فقط ایک شخص صاحب شوکت و لیاقت بیٹھا سُن رہا ہی چل کے قریب سے سنیں کیا عجب ہی کہ یہی طلسم کشا ہو وزیرزادی نے کہا کہ یہ اپنی عملداری ہی آپ کے صحرا میں اُترے ہیں ذرا چل کے ڈرائیے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہی دونوں کوہ سے اُتریں قریب پردے کے آکے دیکھا چند خدمتگار پڑے سو رہے ہیں پردہ پڑا ہی ملکہ نے پردہ اُٹھایا رستم نے دیکھا کہ ایک بجلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اُٹھایا چہرہ آفتاب عالمتاب حسن میں لاجواب بحسرت ادھر دیکھ رہی ہی بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے فرد۔ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + سمک نے بھی پلٹ کے دیکھا وزیرزادی سے نگاہ ملی پکار اُٹھا کہ ای صاحب تشریف لائیے ملکہ نے جو دیکھا کہ بجانے والا خاموش ہو گیا تڑپ کر وزیرزادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیرزادی نے رستم سے آنکھ ملا کر کہا کہ ہماری ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہیں کہ پرائی عملداری میں آپ یوں بیخوف اتر پڑے ابھی بارگاہ اُٹھائیے رستم نے غصے سے جواب دیا کہ ہم فتاح طلسم ہفت پیکر ہیں تا بہ صحراے گرداب نشان جائیں گے یہ کہکے جو قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ کانپنے لگیں سمک نے وزیرزادی کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای صاحب بیٹھیے ہم مسافرانہ آپ کی سرحد میں بیٹھے ہیں جب آپ حکم دیں خیمہ اُٹھا لیجائیں ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ ای ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی آپکا کیا ہی ہم ایسے غریب الوطن کو سرفراز فرمایا اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ ہم تو اپنا نام بتائیں گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یہ سب لشکر آپ ہی کے ساتھ ہی آخر آپ کا کیا قصد ہی رستم نے کہا کہ ذکر سُنا ہو گا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران صحراے گرداب نشان کی فکر میں نکلے ہیں منظور ہی گرداب شعلہ زن کو قتل کریں یا اپنے ساتھ لیں ملکہ یہ سُنکر ہنسیں کہا صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام دل سے نکال ڈالیے صحراے گرداب نشان ایسا مقام نہیں ہی کہ جہاں یوں بیخوف جائیے رستم نے کہا کہ اب تو قصد کامل ہی وزیرزادی نے کہا کہ حقیقت میں آپ صاحب اقبال ہیں کیا عجب ہی کہ آپ کا گذر وہاں تک ہو ہماری ملکۂ عالم جو بیٹھی ہیں خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہے یہ آپکے آنے کی اطلاع نہ کرینگی لیکن جسدن صحراے گرداب نشان میں پہونچیے گا باد انگیز جادو

آپ کی فکر مین نکلی ہو وہ آفت برپا کریگی کہ زمین ہلا دیگی سارا لشکر آپ کا بیقرار ہو گا کدھر بھاگ کر جائیے گا جدھر جلیئے گا دریاے قہار ملیگا جسمین نہ ناؤ اور نہ بیڑا گذرنا دشوار ہو گا نہایت حیران ہو جیے گا رستم نے کہا کہ انشاء اللہ مالک بحر و بر ہماری رہبری کریگا یا گرداب جادو کی قضا آئی ہو یا انشاء اللہ راہ راست پر آئیگی مگر کیون ملکۂ عالم لوح طلسم مشہور ہے کہ گرداب جادو کے قبضہ مین ہو آخر لوح کا کیا نشان ہو گرداب جادو کے پاس ہو یا لوح کا حال گرداب کو معلوم ہو ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا لوح کا حال مجھکو تو نہین معلوم ہو لیکن مادر مہربان سے دریافت کرونگی یقین ہو کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو بتائین انھین باتون مین رات گذری یکایک صداے مرغ سحر آئی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا صداے مرغ سحر آرہی ہو دیکھو کیا جلد صبح ہوئی کسکو دل کا حال سنائین نظم

صحت ہو موت عشق کے آزار کے لیے
بدتر ہو زیست مرگ سے بیمار کے لیے
گل شکل گوش ہو تری گفتار کے لیے
نرگس کو آنکھ دی ترے دیدار کے لیے
بند آنکھ تھی تصور دلدار کے لیے
جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے
جھپکے پلک پلک سے نہ اے دل تمام رات
رتبہ بڑا ہو مردم بیدار کے لیے
ہو جان کسل تصور رخ سے بھی یاد زلف
بھاری ہو رات دن سے بھی بیمار کے لیے
سیخ کباب پربط کو چڑھا شتاب
ساقی گزک ضرور ہو میخوار کے لیے
مجنون عشق کو ہو عبث پند واعظو
ہو حکم شرع مردم ہشیار کے لیے
دوزخ مین بھیجدے مجھے چاہے بہشت مین
یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے
اک ماہ چاردہ کے تصور مین صبح ہو
کیا خوب مشغلہ ہو شب تار کے لیے
کرتے ہین پانچ وقت ملک آکے وان سجود
کیا مرتبہ ہو سنگ در یار کے لیے
عاشق ہون رند یار کا تقصیر دار ہون
جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ رستم کا دل بیقرار ہو گیا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی تمھارے رخصت کرنے کو دل نہین چاہتا کیونکر زبان سے کہین کہ جاؤ دل تمھارے ساتھ ہو حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین جا کر پھنسا کشاکش مین ہے

اب اسکا چھوٹنا دشوار ہی وعدہ کرکے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤگی ملکہ نے کہا کہ صاحب مجکو سب طرح مشکل ہی اگر تمھارے لشکر کا حال ماں سے یا باپ سے بیان کرون ابھی آفت بپا ہو اگر نہ کہون تو اُنکو ضرور خبر پہونچیگی فرمائین گے تمنے حال آمد لشکر طلسم کشا کیون چھپایا تو اُنکو کیا جواب دون بڑے انتشار مین ہون رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوے باتین عاشق معشوق مین محبت کی ہو رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ ای شہریار میرا اب ٹھہرنا بہتر نہین یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا چلی کہ نخل پھٹ پھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اُڑتے پھرتے ہین گھوڑے تھان سے چھوٹ گئے پامال کرتے پھرتے ہین جس بارگاہ مین رستم تھے یکایک اُسکی طنابین ٹوٹین خیمہ لہرایا کہ گرے رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کانپنے لگین کہا یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہی آج دوسرا دن ہی وہ ہمارے ماں باپ کے پاس آئی اور کہا کہ طلسم کشا تمھارے صحرا مین آتا ہی مین جاکے راہ مین روکون معلوم ہوتا ہی اُسنے آپکا لشکر دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوا کی کم ہوئی ہاتھ رستم سے چھڑا کر کہا کہ یہ کنیز جاتی ہی اب نہین رُک سکتی ایسا نہ ہو کہ درانداز آجائے تو بڑی مشکل ہو ای شہریار ایسے زمانے مین صاحبان فراست کوچ نہین کرتے آپ نے خلاف فصل مین کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ پہونچے کہ پھر جھونکا ہوائے تند کا چلا یہ خیمہ بھی گرا لشکر مین صدا فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ ہما کا نہین چھوڑتے ملکہ فرماتی ہین کہ ای شہریار مجکو نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہا کہ اب کل شب کو تمھارے منتظر رہین گے آیندہ جیسا تمھارے مزاج مین آئے اگر نہ آؤگی ہمین زندہ نہ پاؤگی کہ ایک نخل سے آواز ہیبتناک آئی کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہی ابھی جاکر تیرے ماں باپ سے اطلاع کرتی ہون مین کیا تیرے لیجانے کو کم ہون د گھڑے سے بڑے بڑے راز و نیاز ہو رہے ہین دیکھا شاخ نخل پر باد انگیز جادو یون بیٹھی ہی کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہی کلمات مذکور کہ رہی ہی ملکہ نے رستم سے کہا کہ لو صاحب راز ہمارا کھلا چاہتا ہی اگر بیچ کر گئی تو ماں باپ سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفتین برپا کرینگے باد انگیز نے پھر ایک دستک دی جھونکا ہوائے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہی زمین چھوڑ کر غبار

آسمان تک جائیگا ملازمان رستم کے سرکٹ کر گرنے لگے ملکہ ہماے اورنگ نشین آگے بڑھین آواز دی کہ او باد انگیز جو تو سمجھی ہی اُس بات کا یہان ٹھکانا نہین مطلب تو اس سے ہی کہ طلسم کشا گرفتار ہوکر پاس مادر مہربان کے پہونچے یہ شیر دلیر ایسے نہین ہین کہ کسی سے دبین مین نے اپنی جان بچائی ہی امروز فردا مین طلسم کشا کو گرفتار کرونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ مین نے سب تیری باتین سنین عرصہ دراز سے یہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا ناز و کرشمے کیے بی وزیر زادی صاحب تجکو گھیر کر لائین وہ بھی اچھی ہی عیار طلسم کشا پر مائل ہی اب کوئی عیار طرار ایسا نہین کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچائے مشکین باندھ کر تیری اور وزیر زادی کی سامنے گرداب شعلہ زن کے لیجاؤنگی یہ کہکر پھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہی اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہی کہ خیمے اُڑتے پھرتے ہین ہزار ہا بندگان خدا کے سرکٹ کر گرے ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ او باد انگیز اسقدر بدعت پر کمر نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہین ہوا کم ہو جاتی ہی جب باد انگیز دستک دیتی ہی تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہی کہ زمین تھرا جاتی ہی کئی مرتبہ ملکہ نے سحر باد انگیز کا روکا ہلڑ جو زیادہ ہوا جہلال سرکش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا صدہا سر کٹے پڑے ہین آندھی زور سے چل رہی ہی ایک طرف شعلے آتش کے اُٹھ رہے ہین جہلال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہی جس طرف شعلہ آتش اُٹھ رہے ہین کسی ساحر نے بڑھ کر عرض کی کہ ایک نازنین بصورت زیبا و بطلعت جہان آرا پاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اُس سے رد و قدح ہو رہی ہی وہ نازنین بھی کمی نہین کرتی یہ سنکر جہلال سرکش دوڑا اُس وقت پہونچا کہ ملکہ ہما و باد انگیز سے خاتمے کے سحر ہو رہے ہین باد انگیز نے دوپٹہ اپنا پھاڑ کے طرف آسمان کے پھینکا ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ابر پردہ پوش تو آکر اس گیسو بریدہ کو چھپالے وہ ابر گرا ملکہ کو چھپا لیا اُس ماہ تابان پر سر پوش ہوا اُسکے اندر سے ملکہ تڑپ کر نکلین ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوا باد انگیز نے پھر للکارا کان سے بجلی نکال کر پھینکی برقین گرنے لگین ملکہ برقون کو کاٹ رہی ہین ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہین جہلال نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پہچانا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہی مگر باد انگیز دم نہین لینے دیتی دمبدم خاتمے کے سحر کرتی ہی ملکہ اپنے کو بمشکل بچاتی ہین جہلال نے دیکھا کہ ملکہ

ہماے اورنگ نشین عاجز ہو رہی ہین دل مین خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسکا کوئی سحر اس نازنین پر پڑ جائے تو غضب ہو یہ سوچ کر جھولی سے کارد سحر نکالی خون اپنا کاٹ کر انگلی سے اُسپر ملا ملکہ پھینک ماری پشت پر باد انگیز کے آ کے پڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گذری منھ کے بھل باد انگیز گری لاشہ اُسکا جلنے لگا ملکہ ہماے اورنگ نشین نے پکار کر آواز دی کہ ای جہلال کیا کار نمایان کیا جہلال نے آ کر ملکہ سے ملاقات کی ایک بونڈلہ گرد کا قریب لاش باد انگیز اُٹھا لاشے کو اُٹھا کر لے گیا ہماے اورنگ نشین نے دستکین دیکر چاہا اُس گرد کو روکون مگر وہ بونڈلہ نہ رکا جہلال کے بھی چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ ای ملکہ عالم لاش اسکی تمھاری مان کے پاس جائیگی آپ اپنے کو قبل ہو بچائیے اور مواج سمندر نشین اپنے باپ سے حال لوح پوچھیے اگر معلوم ہو کہ لوح کہان ہی تو اُسکی جستجو مین معروف ہون بڑا خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کو یہ تحفے ملے کہ سحر اثر تاثیر نہین کرتا ورنہ یہ جادوگرنیان جو قتل ہوئین آتشین برپا کرتین باد انگیز بلاے روزگار تھی آپ سے سحر مین معروف تھی مین نے غفلت مین کارد ماردی اُسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ ہر دو ہر مجھ سے لڑتی شاید مین غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے اپنا فضل غریب کیا اب صحراے باد انگیزی کی کوئی ضرورت نہین ملکہ کے چہرے پر بھی ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ ای جہلال اب مین جاتی ہون جا کر حال لوح دریافت کرون اس فکر مین آئی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون خود گرفتار کمند گیسو ہوئی اب یہی فکر ہی کہ جسطرح بنے حال لوح دریافت کرون کہ طلسم کشا کو لوح ملے طلسم کشائی پر کمر باندھین اس طلسم مین بڑے بڑے عجائب و غرائب ہین دربندون سے گذرنا دشوار ہوگا ایک ایک ساحر ارسطو فطرت و لقمان حکمت ہی بروقت فتاحی طلسم وہ وہ مکر کرینگے کہ لوح اُسکا جواب دیگی ورنہ اُن مکرون سے بچنا نہایت دشوار ہی ایک ایک ساحر مکار و غدار ہی ملکہ ہماے اورنگ نشین باتین کر کے جب رستم سے رخصت ہونے لگین تو آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ ای شہریار آپ کی جدائی کمال شاق ہے دل صحبت کا مشتاق ہی۔

نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہو گیا
آپ کو کھویا مگر جویا خدا کا ہو گیا

ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا
راز جب منکشف فقر و فنا کا ہو گیا

خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون
سنکھیا کا عالم اس حبِ شفا کا ہو گیا

ہمکو بھی آخر حضور قلب ہو ویگا کبھی
عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہو گیا

مرتے ہین بیمار الفت متصل اب یا مسیح
بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا

اُس نگاہِ تیز سے دل ہو گیا جسم دو پارہ
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا

حور کے غمزے اُسے جنت مین خوش آتے نہین
ای پری روکشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا

یاد مین اُس راست قامت کی جو کی فریاد بلند
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھون مین آنسو بھر آئے لیکن ملکہ یہ باتین کر کے تخت پر سوار ہوئین طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلین بیان گرداب جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا امواج سمندر نشین شوہر گرداب آکر پہونچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب مین تمھین کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہون اس وقت آنے کا کیا سبب کیون تکلیف کی امواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہون طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اُترا ہی مجکو خوف ہی پسران حمزہ آنکھ مین موہنی رکھتے ہین جسکی نگاہ اُنپر پڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی برای گشت جاتی ہین ایسا نہو کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہی آج کل بیخبر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات مین مصروف رہو مین اپنے باغ مین بیٹھا تھا ایسا گھبرایا آخر دل کو تاب نہ آئی تمھاری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشۂ باد انگیز ایک غبار مین لپٹا ہوا بیرون لئے لاکے پہونچایا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنون نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اُٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہی گرداب نے کہا کہ لو صاحب دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہی اب خرابیان شروع ہوئین طلسم کشا کا اس سرحد مین آنا خالی از علت نہین ہی یہ کہکے ملازمون کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اٹھا لیجاؤ لاش کو جلا دو جہانتک ہو سکے اس راز کو مخفی کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہین ایسا نہو کہ سب کو خبر پہونچے تو جا کر شریک طلسم کشا ہون کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اُٹھا کر لے گئے کہ آسمان پر ابر نقرئی پیدا ہوا امواج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین شب سے گئی تھین اب آتی ہین ابر پھٹا ملکہ ہماے اورنگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہمانے

مان باپ کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ روے ہما اُڑا ہوا ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری گرداب نے پوچھا کہ کیون نور نظر لشکر طلسم کشا کہان تک پہنچا ہماری سرحد مین آگئے یا سرحد سے باہر ہین ہما نے کہا کہ ای مادر مہربان مین اُس طرف نہین گئی مجھے نہین معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر ای باپ مین آپکے مکان پر آنے کو تھی لیکن آپ یہین ملگئے مین کل سے بہت بیقرار ہون صحراے گرداب نشان کا تختہ طلسم کشا کو ملا ہی اور ساحران واقف کار اُنکو اس طرف لائے حتی کہ جہلال سرکش ساتھ ہی کیسا رازدار طلسم ہی کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ ای نور نظر ہمسے کیا تم حال لوح دریافت کرنے آئی ہو ہمنے آج تک زبان سے نہین نکالا کہ لوح کس مقام پر ہی بانیان طلسم نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہی اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور اُدھر کا قصد کیا تو ہمسے اصلاح کا طالب ہوگا ملکہ نے کہا کہ ای باپ آخر فرمائیے تو کہ لوح طلسمی کہان ہے مواج نے کہا کہ مین لوح کا حال کیونکر کہون آج تک مین نے زبان سے نہین نکالا کہ لوح کہان ہی ایسے مقام پر ہی کہ ہونا نہ ہونا دونون برابر ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ خود قدرت پیروی کرے تو بھی لوح نہ ملے اُس ساحرہ کے قبضے مین لوح ہی کہ وہان تک جانا دشوار ہی وہ ساحرہ دیوانہ کر دیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش مین رہیگا اُسی جنگل مین سر ٹکرائیگا جب ہماری طرف سے مدد پہونچیگی تب طلسم کشا کے ہوش و حواس درست ہونگے اس بات کو مین زبان سے نہین کہہ سکتا مگر کیون بیٹیا تمنے حال لوح کا کیون پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تمسے بہت بری طرح پیش آئین گے ہما نے کہا کہ بابا جان مین آپ کی خیر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہون اتنا ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہی کوئی وہان جا تو نہین سکتا مواج نے کہا کہ ای نور نظر خاموش رہو دیوار و در ہمہ گوش دارد طلسم کشا قریب موجود ہی ملکہ رونے لگین جوش فراق مین رستم کے بیقرار ہین خیال مین آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤنگی تو کیسے رنجیدہ ہونگے فرمائین گے ملکہ تمنے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہی کہ باپ کچھ نہین بتاتے گلے مین باپ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ ضرور فرمائیے کہ لوح کسکے پاس ہی مواج نے کہا کہ ای نور نظر مین مقدمۂ لوح مین کچھ نہ کہونگا مجھپر حکم ہفت پیکر ہی کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہان ہی اگر مین کہون اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائین کہ تمنے فتح طلسم کی صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوے راہبر ہو کر راہزن ہوے مین تمہاری صورت دیکھکر نہایت پریشان ہوتا ہون کیون ای نور نظر تمنے طلسم کشا کو تو نہین دیکھا ملکہ ہما یہ سنکر تھرا گئین کہا ای باپ مین طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہین آپکو خیال محال ہی مجھے طلسم کشا سے کیا مطلب گرداب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتین بناتے ہو شہلا سے اسراردان کو بلاؤ ابھی سب حال کھلجائیگا مواج نے آواز دی ای شہلا جلد آکر حاضر ہو ایک پتلی سنہری اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اُس پتلی نے منھ پر ہما کے ہاتھ پھیرا اور غرق زمین ہوگئی ہما کا چہرہ تمتما گیا تھر تھر کانپنین اور ہاتھ باندھکر کہا کہ ای باپ شب کو جو مین برائے سیر صحرا گئی طلسم کشا کو دیکھا عیار اُنکا گا رہا تھا وہ گانا مجھکو ایسا پسند آیا کہ مین پاس طلسم کشا کے گئی صبح کو لشکر طلسم کشا مین آفت برپا ہوئی مین نے نکل کر دیکھا کہ باد انگیز سحر کر رہی ہی مین نے اُسکو للکارا وہ لڑنے لگی آخر جہلال نے پشت سے آکر کارد سحر ماردی کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا مین طلسم کشا سے وعدہ کر آئی ہون کہ حال لوح طلسم دریافت کردونگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہون مواج نے کہا کہ ای نور نظر زبان منھ سے نکالو سوزن زبان مین دو ہمارا یہی حکم ہی ملکہ نے اپنی زبان مین آپ سوزن دی گرداب ومواج نے ماران سیاہ جسم مین لپٹائے کہا لیجا کر قید کرو سرہنگ جادو دایۂ ملکہ ہما ہی اُس سے کہا کہ اسکو لیجا کر برج قلعہ پر قید کرو کہ وہی پتلی پھر زمین سے نکلی نکلتے ہی پھر منھ پر ہما کے ہاتھ پھیرا ملکہ کو ہوش آیا تڑپنے لگی کہتی تھی کہ ای باپ مجھے کیون قید کیا مواج نے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے رسم پیدا کیا یہ کہکے سرہنگ جادو کو حکم دیا اسکو لیجا کر برج قلعہ مین قید کرو خداوند سے اطلاع دیجائیگی اسی طرح ہر شی کا پتہ ملجاتا ہی طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہران ہی نازنینان مہ جبین کی تلاش سے پایا مگر یہ صحراے گرداب نشان ہی یہان کی اشیا کا پتہ نہ ملیگا یہ ہفت پیکر کی عنایت ہی لاشۂ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرداب نے خوب آگاہ کیا پتلی جو روح سامری ہی اُسنے آکر حال ظاہر کرایا خود قبول دیا گیسو بریدہ حال لوح پوچھنے آئی تھی

سرہنگ جادو نے لیجاکر برج قلعہ مین قید کیا ملکہ دیوانہ وار و وحشی مثال بیٹھی رویا کرتی ہین آٹھ پہر نام رستم زبان پہ بیقرار و مضطر رہتی ہین یہان رستم نے دو دن انتظار کیا تیسرے دن گھبراکر سمک سے فرمایا کہ ای یار وفادار کئی دن ہوے ملکہ ہمارے اورنگ نشین نہین آئین ذرا خبر تو لاؤ اگر وہان تک پہونچنا تو کہنا کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار تمھاری یاد مین دل بیقرار ہی اور عجب کیفیت ہی۔ نظم

سدّرہ موسم گل مین جو نہ زندان ہوتا
پھر تو مین اور کفِ دست بیابان ہوتا
خوب تھا وصف رخ و گیسو جانان ہوتا
ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا
نسبت اُس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا
رتبہ آئینہ کا پاتا جو مین حیران ہوتا
چھنتے موسم گُل مین جو نہ پوشاک مری
چیتھڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا
یان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم مین راحت
آکے ہستی مین کوئی طفل نہ گریان ہوتا
قدکشی کرتا نہ اُس غیرت شمشاد سے یون
آدمی تو اگر ای سروِ گلستان ہوتا
آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے رند
سر پہ کیون خنجر جلّاد کا احسان ہوتا

سمک نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا کہا حضور نہ گھبرائین غلام جاکر خبر لاتا ہی اگر آپکا اقبال یاوری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کرکے آؤن اور کیا عجب ہی کہ غلام ملکہ کو لیکر آئے رستم نے کہا کہ ہان برادر اسکی فکر واجب و لازم ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ افتاد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و بیقرار گئی تھین رنگ رو سے اُنکے ظاہر ہوتا تھا کہ کہین دل اُلجھا ہی شاید مان باپ پر حال اُنکا کھل گیا مین بھی یہان سے پہونچون دامنۂ قلعہ گرداب مین تلوار چلے سمک اُسی وقت طرف قلعے کے روانہ ہوا اور کوٹی کرکے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعہ پر پہونچا ساحرون نے پوچھا بھائی کہان گئے تھے سمک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہی کہ لشکر طلسم کشا ہماری سرحد مین آگیا اور مالک کچھ فکر نہین کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ قریب قلعہ آوے آج لشکر طلسم کشا مین گیا تھا یہی ذکر ہو رہا تھا جھلال سرکش ایسا ساحر ساتھ ہی وہ دمبدم یہی کہتا ہی کہ گرداب نے کوئی انتظام نہین کیا چڑھ چلیے ایک نے اُن مین سے کہا کہ گرداب کیا فکر کرین بیٹی کو قید کیا سرہنگ جادو نگہبان ہی فتور تو پڑ چکا اب دیکھیے کیا ہو سمک یہ سُنکر دروازے پر جو مونڈھا

بچھا تھا بطور پہرہ آبیٹھا ایک کنیز آکر چراغ جلاگئی مگر نوجوان ہی ہنسنے دیتی ہی سوسی کا پائجامہ گاڑھے کی چدریا میلی اوڑھے ہوے کُرتی پھنسی ہوئی تھوڑی دیر مین پھر پلٹ کے آئی بتی کو اُنگلی سے اُکسایا اور اُنگلی کو پائجامے مین پونچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی مین روٹی لیے ہوے اُوپر تورے کی بوٹی رکھی ہوئی سمک کو اشارہ کیا کہ لے یہ کھالے سمک سمجھا کہ جسکی صورت مین بنا ہون یہ اُسکی آشنا ہی جھپٹ کے قریب آیا روٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنسنے دیتی ہی اپنے کو چھڑاتی ہے کبھی کہتی ہی چھوڑ دے ورنہ غل مچاؤنگی سمک نے حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر اندر آیا دیکھا کہ سیکڑون کنیزین پھر رہی ہین ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی گلوریان بنا رہی ہی کنیز نے آکر کہا کہ کیون بی محلدار صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت نہین محلدار نے کہا کہ ہم اس مقدمے مین دخل نہین دے سکتے چھوکری کی دیدہ دلیری تو دیکھو کہ نین شکاکر کے آئین لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگین چاہتی تھین کہ لوح کا حال دریافت کرکے جاکر طلسم کشا سے کہدین اگر طلسم کشا کو لوح ملجائے تو کوئی ساکن طلسم ہفت پیکر نہ بچے نہین معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہی کنیز یہ باتین کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹھ گئی ایک گلوری اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منھ مین دی محلدار گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئی سمک نے محلدار کے کپڑے اُتارے وہ ہی لباس پہن کر اُسی کی شکل بنکر تیار ہوا خاصدان و رومال مین لپیٹے ہوے چلا راہ مین جسنے دیکھا اُسنے پکارا کہ بی محلدار صاحب کہان جاتی ہو سمک نے خاصدان دکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا برج قلعہ مین آیا سرہنگ جادو مع چالیس کنیزون کے بیٹھی ہی سرہنگ نے پکارا کہ بی محلدار صاحب کیا لائین ملکہ کے مقدمے مین کچھ اُنکی بات سے نہین کہا محلدار نے قریب سرہنگ کے آکر خاصدان تو رکھدیا منھ پیٹنے لگی کہا بی سرہنگ رونے کی جگہ ہی کہ بی بی نے اپنے کو یون بدنام کیا باپ نے کہ بلا سے روزگار ہی اُسنے دریافت کرلیا دیکھیے ملکہ کے قتل کا کہین حکم نہو ہر شخص کا یہی قول ہی کہ ملکہ نے غضب کیا لوح ملنے کی طلسم کشا کے لیے فکر کی سنا ہی کہ قدرت کو نامہ لکھا ہی دیکھیے وہان سے کیا جواب آئے نہین معلوم وہ کیا جواب لکھین سرہنگ نے خاصدان اُٹھالیا گلوری کھائی کہا بی محلدار مین شام سے واسطے تمباکو کے بیقرار تھی تمنے اسوقت زندہ کرلیا سب کنیزین مانگنے لگین کہ بی محلدار صاحب ایک

گلوری ہمکو دو یہان سے بدلی ہو تو اپنی صحنچی مین جائین تب پان نغیب ہوا ایک، ایک گلوری سماک نے سب کو دی ملکہ دیکھ رہی تھی کہ سب کے پہلے سرہنگ اپنے مقام سے اُٹھی گر کے بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اٹھین سب گر کر بیہوش ہوئین سماک قریب ملکہ کے آیا کہا غلام کو آپ نے بہیجا تامین ہون سماک بن عمرو ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو تو مین بات کرون سماک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کرکے ماران سیاہ کو مارا سماک نے چاہا کہ سرہنگ کا سر کاٹون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کیا ضرور ہے مین نکل جاؤن انکو پڑا رہنے دو یہ کہکے ملکہ نے سماک کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑین رستم اُسی خیمے مین بیٹھے ہین یاد مین ملکہ کی رو رہے ہین خادم جو سمجھاتے ہین کہ حضور سماک گیا ہے ملکہ کو لیکر آتا ہوگا رستم فرماتے ہین کہ یارو نہین معلوم اسپر کیا گذری عرصۂ دراز سے گیا ہوا ہے یہان دل کی یہ کیفیت ہے عجب صورت ہے

نظم

شغلہ تھا یہ شب ہجر مین مہرو اپنا
سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا
پھینک دونگا مین اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا
نہین معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہے
اہل ایمان تجھے اپنا کہین ہندو اپنا
بوے گل سے تجھے دھوکا نہ دے اُنکی بو کا
جو چلا رہنے دے باد سحری تو اپنا
کیا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا
جان جان جب سے ہے تجھسے مرا خالی آغوش
گور بھی مجھسے تہی کرتی ہے پہلو اپنا
یاد کرکے لب پانخوردہ کی تیرے سُرخی
خون دل آج پیا ہے کئی چُلّو اپنا
ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کاٹین
پاؤن میدان سے سرکے جو سر مو اپنا
مشترک شب سے ہوا خون جگر اشکون مین
رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا
لوٹا کرتا ہون شب ہجر مین انگارون پہ
جلنے لگتا ہے جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا
پاک دامانی کا دعوی نکرے اس رو سے
مُنھ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا
داغ کھا کھا کے مرے عشق مین گلرویون کے
حشر کے روز کفن ہوئیگا خوشبو اپنا
پیچ و خم دیکھ کے دم بند ہوا سنبل کا
باغ مین اُسنے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پر زند
شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

رستم بیقرار ہو رہے ہین خادم سمجھاتے ہین کہ ای شہریار سمک وہ عیار ہی کہ ملکہ کو لیکر آئیگا وہ رکنے والا نہین رستم فرماتے ہین کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہوتی جاتی ہی کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ملکہ ہماے اورنگ نشین سمک کو پنجے مین دبائے ہوے بصد تعجیل آتی ہین رستم بے اختیار پکار اُٹھے فرد - ای آمدنت باعث آبادی ما + ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما + ملکہ ہما زمین پر آئین سمک کو پنجے سے چھوڑا رستم نے بغور دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ اُداس منھ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین رنگ رو متغیر متردد و متحیر حیران چہار جانب دیکھ رہی ہین رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آئیے کیا سانحہ گذرا ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حال نوح نہین بتاتا سمک بڑی تدبیر سے پہونچا رستم تو یہان ملکہ کو لیکر صحبت مین بیٹھے سمک بیٹھکر گانے لگا یہان گرداب جادو سو کر اُٹھی سرہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز نہ آئی گھبرا کے اُٹھی لڑکھڑاتی ہوئی نشے سے برج مین آئی آکر دیکھا کہ سرہنگ اوندھی پڑی ہی کف منھ سے جاری اور سب کنیزین بھی بیہوش پڑی ہین گرداب نے ایک دو ہتھڑ سرہنگ کو مارا اور کہا کہ ای سرہنگ اُٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز پر کیا گذری کون اُسے لے گیا سرہنگ نے کہا کہ یہان فقط بی محلدار آئی تھین اُنھون نے گلوری کھلائی جب ہی مین بیہوش ہوئی کہا محلدار کو ڈھونڈھو کنیزون نے کہا کہ بی محلدار بیہوش پڑی ہین محلدار کو اُٹھایا محلدار نے سب ماجرا بیان کر کے کہا کہ مجکو ایک کنیز نے آکر گلوری کھلائی اُس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا ڈیوڑھی مین بیہوش پڑی ہی ابتو گرداب بہت جھلائی کہا یہ تو کسی عیار کا کام ہی مگر وہ عیار بھی کامل و اکمل تھا اپنا کام کر گیا مگر آج آگ لگا دونگی عاشق و معشوق کو مٹا دونگی یہ کہکر گرداب خود چلی اس زور سے آندھی چلی کہ صدہا نخل اُکھڑ کر گرے بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین جدھر سے نکلی وہان خاک برسی اس زور و شور سے آتے آتے اُس کوہ پر پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ سو رہے ہین سمک قنات کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہا ہی کہ گرداب آکر گری ملکہ کا تو ہاتھ پکڑ کر لٹکا لیا ملکہ نے آنکھین کھول کر اس بلاے ناگہانی کو دیکھا کہ ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہی رستم کو آواز دی

کہ ای شہریار اُٹھے رستم تیغہ ہفت جوہر کھینچ کر اُٹھے تیغہ ہفت جوہر جو گرداب نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا اس بھروسے پر آیا ہی یہ کہکر ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا ملکہ تڑپ کر پکاری کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ ظالم مجکو قتل کر ڈالیگی اگر ہوسکے تو گاہے گاہے مزار غریبان پر آئیے گا جب آپ قبر پر دست حسرت رکھکر فاتحہ خیر پڑھین گے یقین ہی کہ روح کو راحت ہو پروانہ بنکر روح نکلے گرد شمع جمال نثار ہو لیکن افسوس ہی بقول شاعر حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے فرد۔ ہی جنازہ اسلیے بھاری مرا + حسرتین دل مین لیے جلتے ہین ہم + رستم نے دیکھا چند ساعت مین گرداب ملکہ کو لیے ہوے نظرون سے غائب ہوئی رستم بیقرار ہوے کہا کہ ای جہتر سمک اب کیا تدبیر ہی ملکہ کو وہ لے گئی نہین معلوم قتل کرے یا بخشے قلب اُلٹ گیا ملکہ کے کلمات حسرت پر کلیجہ پھٹ گیا۔ نظم

ہی ہجوم درد و غم تشویش پہ دل مین نہین
منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین
آتش افروزی کی او گردون ہوا دل مین نہین
کچھ سوائے خاکساری آب اور گل مین نہین
مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال
جب تلک قاصر زبان شرح فعنا گل مین نہین
مارتا ہی جسکو کر دیتا ہی کام اُسکا تمام
نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین
اُسکو گردن مین پہنکر کب گلے میرے ملا
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین
مرد مومن ہون مرا ظاہر سے باطن صاف ہی
کینہ او بت تیرے دلمین ہی مرے دل مین نہین
طے نہین ہوتی کسی سے گفتگوے حسن و عشق
ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل مین نہین
کسکے آگے زار تنہا نغمہ پیرائی کرون
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

رستم نے بیقرار ہوکر فرمایا مرکب تیار کرو جہلال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوتے ہین اُسوقت آکر پہونچا کہ رستم سوار ہوچلے ہین جہلال نے آکر رکاب تھام لی کہا کہ ای شہریار تامل فرمائیے مین وعدہ کرتا ہون کہ ملکہ کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جائین رستم نے کہا کہ ای جہلال بالکل ناممکن ہی بڑے زور و شور مین وہ آئی گرفتار کرکے لے گئی ملکہ کے کلمات حسرت سے دل پر چھریان چل گئین مین اپنے کو پہونچاؤنگا قلعہ گرداب پر جاکر تیغہ ہفت جوہر چمکے گرداب نے جو تیغہ ہفت جوہر کو دیکھا تھرا گئی اس طرح ملکہ کو لے اُڑی کہ جس طرح عقاب گنجشک کو

لیجاتا ہی ملکہ کا تڑپنا پھڑکنا یہ کہکے رستم نے گھوڑا اُٹھایا مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا چلا اہل لشکر نے جو سُنا بارہ ہزار جوان ساحر و غیر ساحر فوراً تیار ہوکر عقب مین رستم کے چلے یہان گرداب ملکہ کو لیکر آئی برج قلعہ پر ٹھہرایا ہو زیر قلعہ ہزارہا ساحر غلغلہ کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ گرداب ملکہ کو صحبت طلسم کشا سے لے آئین یقین ہی کہ طلسم کشا آتا ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم آگے آگے پشت پر بارہ ہزار جوان سمک بھی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم بیلتن

ارشد اولاد امیر عرب — کیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور — یل نامور رستم ذی ہنر

دیگر

علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم نور عین شہ بحر و بر

بارہ ہزار جوان نیزے اُٹھا اُٹھا کر آ پڑے رستم چاہتے ہین مین لڑ بھڑ کر قلعے مین گھس جاؤن گرداب نے جو اشارہ کیا ہزارہا ساحران زبردست گولے ترنج و نارنج مارتے ہوئے قلعے سے باہر نکلے اسطرح سحر کر رہے ہین کہ جنگل مین آگ برس رہی ہو ایک طرف دریا جوش مار رہا ہو تلوارین گر رہی ہین درختون سے پتے جو گرتے ہین تاثیر خنجر کی پیدا کرتے ہین جسپر پتہ گرا سر اُسکا اُڑ گیا رستم نے بھی تیغۂ ہفت جوہر سے ہزارون کو قتل کیا لاشے پڑے ہوئے زمین پر پھڑک رہے ہین دریائے خون جاری کہ صحرا سے گرد اُڑی منقار آتش ریز اس قلعے سے بارہ کوس پر رہتا ہی ملکہ ہماے اورنگ نشین کا منگیتر یہ خبر پاکر سات ہزار ساحرون سے چڑھ آیا اُسکو خبر پہونچی کہ رستم نے میری منسوبہ پر قبضہ کیا اب یہان رستم کو لڑتے ہوئے جو دیکھا آپ بھی لڑائی مین معروف ہوا اب رستم پر بلوہ ہی گرداب نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جاکر معروف جنگ ہوئی سر ہنگ جادو بھی جھلا کر برج سے کودی گرداب سے یہ کہکر کہ مین جاکر رستم کو پکڑے لیتی ہون ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم پر فوجون کا بلوہ ہی اور مین بے سوزن بیٹھی ہون گرداب تو اس انتظام مین ہی کہ فوجین برابر بھیج رہی ہی دس ہزار جوان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ تڑپ کر برج سے نکلین اور لشکر پر سحر کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینون کو توڑ کر گولہ نکل گیا تین چار حملون مین فوج کو ملکہ نے متفرق کیا اور منقار بھی لڑ رہا ہی رستم پر آگ برسا دی تلوارین برساتا ہے مگر رستم پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہین ملکہ ہماے اورنگ نشین کا لی

باندھے ہوئے ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہین سحر کر رہی ہین جبکو دیکھا کہ رستم پر بلوہ کر کے جاتا ہی اُسپر سحر کرتی ہین کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہو تو برق چمکائی دو دو سو سوار کٹ کٹ کر گر رہے ہین رستم دور سے دیکھ رہے ہین کہ ہمارے اورنگ نشین نے فوج کو پراگندہ کیا ہی سرہنگ دایہ اسنے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کے لشکر کو تباہ کر دیا یہ کڑک کے گری اور پنجہ کمر مین دیکر ملکہ کو لے اُڑی سماک نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی دوڑا کہ جاکے ملکہ کو بچاؤن یہان سرہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلوے کوہ مین اُتری ایک تختۂ سنگ پر ذبان مین سوزن دیکر بٹھایا اب ملکہ کو ہوشیار کیا یہ عتاب کہہ رہی ہی کہ او گیسو بریدہ تو نے مان باپ کی بربادی کرائی جاکر طلسم کشا سے ملی تجکو کچھ خوف نہ آیا اب مین تجکو قتل کرونگی ملکہ بحسرت و یاس چہرے کو سرہنگ کے دیکھ رہی ہین دل کو طرف پروردگار کے متوجہ کیا ہی پکار رہی ہین کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے

نظم

نکار بستہ کشاید خدا ز ہر سو باب   کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
خداست مالک املاک و واقف اسرار   خداست کاشف اسرار و فاتح الابواب
کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا   میان بتکدہ و دیر و مسجد و محراب
خدا ز خاک بر آورد جوہر انسان   خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
کسے کہ سائل درگاہ ایزدی باشد   بباب حضرت حق آورد رخ از ہر باب
چرا بنقش و نگار جہان شود مغرور   کہ ہست ہستی انسان چو نقش بر رخ آب
نرفت آنکہ بدنیا گذاشت نام نکو *   نمرد آنکہ ازو باقی است نیک خطاب
و جسم نازک انسان برند جان حزین   کشند زین گل رعنا دم اخیر گلاب
رود بخاک ز آلایش زمانہ پاک   نشست ہر کہ نجاست ز دل بچشم پر آب
رود بساحل امید مشکل است آخر   فتد چو کشتی عمر عزیز در گرداب
برفت عمر جوانی ز دست ما ہندی   ستادہ ایم برائے دو روز پا برکاب

ملکہ بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہی جی سے کہتی ہی کہ کیون معبود ایسا بھی وقت ہوگا کہ پھر

رستم کے جمال کی زیارت کرون نہین معلوم ساحران مکار و غدار اُنکے ساتھ کیونکر پیش آئین
نہین معلوم کیا مکر پیش کرینگے خدا اُنکو ان مکارون سے بچائے اور یہ روز سیاہ اُنکو نہ دکھائے
سرہنگ چاہتی ہو کہ ملکہ کو قتل کرون کہ سامنے سے سرہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی
ہو پکارتی ہوئی کہ ای سرہنگ قتل نہ کرنا اسکا سنگیتر آیا ہوا ہو مین اُسی کے حوالے کردون
سرہنگ نے جو مالک کو آتے ہوے دیکھا ٹھہر گئی یا تو تیغہ مارا چاہتی تھی یا ہاتھ روک کر
کہا کہ ای ملکۂ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزارہا ساحر مرا سامنے قلعۂ
گرداب کے لالہ زار کھلا ہو ملاحظہ تو فرمایئے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر اس ظالم کے
ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ داماد نے بھی آپ کے سنگی اور سات ہزار
فوج لیکر آگیا اُسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ ای سرہنگ یہ سب سچ ہی
مگر ہمارا دل نہین مانتا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کریگی وہ بڑا ساحر ہو راضی
کریگا اس کمبخت کے سر پہ جو نشہ چڑھا ہو وہ سب نشہ اسکا اُتار دیگا ملکہ نے جوان کو آتے
ہوے دیکھا شرما کے سر جھکا لیا گرداب قریب سرہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر کہا کہ ای
دایہ مجکو دونون طرح مشکل ہی اگر یہ زندہ رہے تو برا قتل پر ہاتھ نہین اُٹھتا ہر چند
چاہتی ہون کہ قتل کرون دل کانپ رہا ہی کمبخت کو نو مہینے پیٹ مین رکھا درد اُٹھائے
اس مصیبت سے اُسکو پرورش کیا لیکن یہ دن نہ دیکھا تھا کہ کمبخت ہمارے قتل پر کمر باندھیگی
تو سرہنگ دیکھو ابر سیاہ اُٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہو وہ صاحب غیرت کیسا پریشان ہوگا
جان دینے کا ارادہ کریگا سرہنگ جادو ابر دیکھنے کو پلٹی گرداب نقلی نے حلقے کمند کے
گلے مین سرہنگ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم سمک بن عمرو یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبرا رہے ہونگے اب اپنے کو جلد
پہونچائیے ملکہ نے سمک کی بلائین لین اور کہا کہ ای حضرت والا گہر کیا بات ہی عیاری ہے کہ
کرامات ہی کیا وقت پر پہونچے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین سمک ایک جانب چلا یہان رستم
لڑائی مین مصروف ہین دمبدم بلوہ فوج کا ہوتا ہی اُس بلوے مین شیرانہ و نہنگانہ و رستمانہ
مصروف جنگ ہین کافر یہی چاہتے ہین کہ اگر تیغۂ ہفت جوہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلے

اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہو اور زرہ ہفت جوش جسم سے اُتر جائے تو ایک حقیر ساحر گرفتار کرلے ان تحفہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا منقار جادو سحر کرتے کرتے عاجز ہوگیا مگر رستم پر تاثیر نہوئی بس اسنے زبان اپنی کاٹ کر خون ایک گولے پر ملا وہ گولہ طرف صحرا کے پھینکا دیکھا کہ ایک زنگی صرف تلوار ہاتھ مین گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی قریب رستم کے پہونچا منقار سحر کر رہا ہی وہ زنگی لڑتا بھڑتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیون رستم ان تحفہ جات پر تمکو بڑا ناز ہی اگر آپ کو جرأت کا دعویٰ ہی تو ان چیزون کو جسم سے الگ کرکے مجھسے مقابلہ کیجیے تب مین جانون کہ آپ رستم ہین یہ سنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑے سپر پر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتاری زرہ اُتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آ ہم فرزند صاحبقران مین ہر شرط پر موجود ہین زنگی نے تلوار پھینک دی دوڑ کے رستم سے لپٹ پڑا سمک یلداقی چھپا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے زرہ اُتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے جدا کی تیغہ ہفت جوہر کو سپر پر رکھدیا اور زنگی سے لڑنے لگے لیکن اسقدر انبوہ ہی کہ سمک کو جانا مشکل پڑا رستم تو جنگ مین معروف ہین کس زور و شور سے زنگی سے لڑ رہے ہین منقار نے یہ سحر کیا تھا جب اسنے دیکھا کہ علمشاہ زنگی کو ریل کرلے دوڑے زنگی ہر چند چاہتا ہی کہ رُکون رک نہین سکتا اب وہ وقت ہی کہ زمین پیر کے نیچے سے نکلی جاتی ہے منقار سحر کرتا ہوا پہونچا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب زرہ آیا زرہ و تلوار و کلاہ اُٹھالی رستم نے پندرہ قدم زنگی کو ریل کر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے زنگی کے آشنا بہ زمین ہوے رستم نے کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان زنگی کے چور چور ہوگئے پلٹ کے دیکھا کہ کلاہ و زرہ و تیغہ منقار نے اُٹھا لیا رستم نعرہ کرکے جھپٹے کہ او بیحیا یہ تو نے کیا کیا خبردار ان چیزون کو نہ لیجانا جب قریب منقار کے پہونچے منقار نے کمر مین ہاتھ دے کر رستم کو اُٹھا لیا ایک گولہ فوج پر مارا ملازمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ ہمانے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پر پرواز پیدا کرکے چلین کہ منقار کو مارون جب قریب پہونچین منقار نے ایک دستک دی کہ ایک زاغ پیدا ہوا کائون کائون کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا عکس اپنا ملکہ ہماکے اورنگ نشین پر ڈالا ملکہ چرخ کھاکر گرین منقار نے چاہا کہ ملکہ پر قبضہ کرون

گرداب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ ای فرزند تم ہاتھ نہ لگانا کنیزون سے کہکر ملکہ ہماے اورنگ نشین کو اُٹھوالیا زبان مین سوزن دی منقار سے کہا کہ ای نور نظر سامنے باغ ہی آج کی شب اسمین اُترو کل پنڈتون کو جمع کرکے ساعت نیک وبد دیکھکر بھونری تمھاری پھر جایگی منقار بہت خوب کہکے رستم کو لیے ہوے چلا مگر گرداب جادو نے کہدیا کہ ای فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ باغ مین گھس پڑے تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ ای مادر مہربان مین نے اپنی زبان کاٹ کر یہ شعبدہ کیا تھا مین ضرور ہوشیار رہونگا کیا کسی کی مجال ہی کہ رستم تک آئے اب تو شام ہو چکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہکے فوج کو ساتھ لیے پلٹا بیرون باغ فوج کو اُتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان مین قید کیا تحفہ جات لیے ہوے بارہ دری مین آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کرلو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پائے اور نہ کوئی اندر سے باہر جائے منقار تو آکے بارہ دری مین بیٹھا سمک بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا قلب اُلٹ گیا بیقرار ہوکے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک مالن کی شکل بنا بمشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ پھر رہے ہین مگر کوئی قریب دروازہ کے نہین آتا جو اُدھر سے نکلتا ہی اُسے پکارتا ہی کہ بھیا مین کار ضروری کو گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہین کھولتا جواب بھی نہین دیتا ایک عرصے تک سمک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کمسن رومال ہاتھ مین دھوتی باندھے ہوے چاندی کے کڑے پہنے ہوے درختون کو دیکھتا ہوا آتا ہی سمک نے پکارکر آواز دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین کمسن ساری باندھے ہوے پھولون کا زیور پہنے ہوے ہنس ہنس کے پکار رہی ہی کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا قریب دروازے کے آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہان گئی تھین کہا ارے مین ایک گاہک کے یہان گئی تھی مین نہ جانتی تھی کہ یہان بند وبست ہوگا نہ آنے پاؤنگی جب باہر گئی شوالے مین پوجا کرنے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو اپنے گھر جاؤنگی

باغبان بچے نے کہا کہ خود شاہ نے منع کیا ہی کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو نہ کھلے مین کنجی جا کر لاؤن تو قفل کھولون تمکو بلاؤن یہ کہکے باغبان بچہ بھاگا کنجی قفل کی لایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پر تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا ہاتھ تھام لیا کہا پہلے میرے مکان مین چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سمک یلداقی نہین نہین کہتا ہوا چلا باغبان بچہ سمک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپریا کے آیا آپ چھپریا مین گھس گیا منت کرکے بلانے لگا سمک یہ کہتا ہوا اندر آیا مین وہان آؤنگی تو تو میرا کیا کریگا سمک یلداقی نے چھپریا مین آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا چاہتا ہے جو مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ اندھیرے مین لپٹنے لگا سمک یلداقی نے حباب مارکے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بنکر چھپریا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین خادمون نے کہا کہ بارہ دری مین بیٹھے ہین پوچھا کہ قیدی کہان ہے خادمون نے کہا کہ پہلوے بارہ دری مین جو چھوٹا مکان ہو اُسمین قید کیا ہو سمک سب پتے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ دری مین بیٹھا ہوا صفت گل و بلبل کر رہا ہو منقل آتش روشن سحر نثار کر رہا ہو باغ کی جانب دیکھ رہا ہو باغبان بچے کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد مین ہو کیون اِس طرف آیا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت بہت حسین منت پکار رہی تھی کہ مجھے باغ مین آنے دو مین اُس حسین پری پیکر کو دیکھکر ایسا گھبرایا کہ طائر ہوش اُڑ گئے اُس وقت سے گھبرایا گھبرایا پھرتا ہون آخر کو دل مین خیال آیا کہ چل کر افسر سے بیان کیجیے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن دروازہ کھول دون اُسکو آنے دون یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہو گا خبردار کوئی آئے تو اندر نہ آنے دینا ان باتون مین لگا کر بارہ دری پر چڑھ آیا زرہ و کلاہ و تیغہ پہلو مین اُسکے رکھا ہو سمک نے کہا کہ کیون حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہو اور دو دو تلوارین آپ کیون لگائے ہین اور یہ تیسری تلوار کیون قریب رکھی ہو زرہ کو پہن لیجیے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ تحفہ جات ہین کہ جسکے گھمنڈ پر رستم سامنے قلعہ گرداب کے آئے اور ہزارہا ساحر قتل کیے

اب دیکھیے خداوند ہفت پیکر کیا دکھائیں خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر کوہ الماس پر اب رہتے ہین الماس جگرخوار جادو منتظم امورات خدائی ہو اب سحر تیار کر رہی ہون کہ صبح کو آگ برساؤنگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑون ساحر آوینگے اپنا اپنا نیرنگ دکھائینگے مین پہلے ہی تدبیر کر رکھون کہ فقط اشارے کی دیر ہو سمک نے باتون مین لگایا باتون مین لگا کر کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہو دروازے پر کوئی پکار رہا ہو منقار نے کہا کہ مین تیرے ساتھ چل کر اُسے گرفتار کر لون یہ کہکر منقار اپنی جگہ سے اُٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہان سمک نے تینون چیزین لے لین کلاہ کو لیکر طرف رستم کے بھاگا زرہ و تیغہ اُٹھانے سے سمک کے نہ اُٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ ای شہریار یہ کلاہ تو غلام لایا مگر زرہ و تیغہ مجھسے نہین اُٹھا رستم نے کہا کہ اسے سر پر رکھ دو سمک نے جھپٹ کر کلاہ سر پر رستم کے رکھی ماران سیاہ جو دہن کھولے ہوے زبانین منھ سے نکال رہے تھے اُن سب نے پھن اپنے جھکا لیے رستم نے بکہ مار کر ہتھکڑی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماران سیاہ زمین پر گرے رستم کلاہ پہنے ہوے طرف بارہ دری کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زرہ پہن لی بارہ دری سے باہر نکلے منقار اُدھر دروازے پر جا کر پہونچا کسی کو پکارتے نہ پایا وہان سے پلٹا تھا دیکھا کہ تیغ بکف علمشاہ بارہ دری سے آتے ہین منقار نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر اس وقت مدد کیجیے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھولدیا فوج والے سب دوڑ پڑے منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مارو مین پھر وہی سحر کرتا ہون کہ زنگی آتے اور تحفہ جات اُتروالے مین گرفتار کر لونگا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم تیغہ ہفت جوہر کھینچکر نعرہ کرکے ساحرون پر جا پڑے سمک نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے حقہ ہائے آتشبازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر زبان کو کاٹا خون گولے پر ڈال کر طرف صحرا کے پھینک مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ فام بد انجام مثل توے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹھ تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے آیا پکار کر کہا کہ ای رستم تم رستم ہو فرزند محرم محتشم امیر ہو زرہ اُتار کے مجھسے مقابلہ کرو سمک نے پہلو سے آواز دی کہ ای شہریار برائے خدا اسکے مکر مین نہ آئیے گا رستم نے کہنے سے سمک کے

جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی تلوار تیرے ہاتھ مین ہی کیون نہین وار کرتا زنگی نے پیترہ بدل کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر تلوار کو گانٹھا جیسے ہی تلوار اُسکی تیغہ ہفت جوہر پر پڑی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ مین رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار کہ کے ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے زنگی کے مرتے ہی منقار کے منھ سے خون جاری ہوا بات نہین کر سکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانو ٹیکا کر مین نے یہ سحر کیون کیا یہ سوچ کر چاہتا ہی کہ منھ بند کرون بند نہین ہوتا منھ کھولے کھڑا ہی خون کے قطرے گر رہے ہین کہ رستم نعرہ کر کے طرف منقار کے چلے سردار اسکے علمشاہ کو روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوے رستم جو قریب منقار کے پہونچے منقار بھاگا باہر فوج مین آیا افسرون سے اشارے کر رہا ہی کہ طلسم کشا کو گھیر لو بڑے بڑے سردار میرے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہین کہ ہمارے مالک کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہین فرماتے اشارون مین لفظ ادا کرتے ہین پکار رکے سردارون نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منھ کھول کر زبان دکھائی سردارون نے دیکھا کہ منقار کی زبان بالکل گر گئی یہی کمال ہی زبان تو گر گئی اور پھر سحر کر رہا ہی مگر سحر منقار کا زور نہین پکڑتا دور جا کر کام نہین کرتا وہان ملازمان رستم دامنہ قلعہ گرداب مین بیہوش پڑے ہین جب زبان منقار کی گر گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے نعرے کی آواز سُنی سب تلوارین کھینچ کر اُٹھے اُس وقت آکر پہونچے کہ رستم جنگ مین مصروف ہین یہی سب آکے شریک جنگ ہوے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ ارے دریافت کرو رستم نے کیونکر رہائی پائی جا کر میرے داماد کے شریک ہو فوجین اندر سے قلعے کے چلین سماک نے جب دیکھا کہ علمشاہ جنگ مین مصروف ہین تو یہ تدبیر رہائی ملکہ ہماے اور نگ نشین مین چلا اندر قلعے کے آیا پھرتا پھرتا برج قلعہ مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان مین سوزن سرنگون کلیجہ خون گو کنیزین نگہبان بیٹھی ہین سماک اُن سب مین مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ بوا سوسن رستم نے کیونکر رہائی پائی سماک نے بیان کرنا شروع کیا باتین کرتے کرتے اپنے پاس سے گلوریان نکالین ایک ایک سب کو دی کنیزین کھاتے ہی بیہوش ہوئین چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

سوزن نکالون قضاے کار گرداب جادو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹہلتی ہوئی اندرون برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزین بیہوش پڑی ہین اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا چاہتی ہو للکاری کہ او گیسو بریدہ خبردار کیا کرتی ہو زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اس مکان مین بہت سی کوٹھریان بنی ہوئی تھین ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے کنڈی بند کرلی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے مین نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آ ورنہ دروازہ توڑ ڈالونگی مین سمجھ گئی کہ تو وہی عیار ہو ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا گرداب نے ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے مین چھپا گرداب جادو ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے پہونچی قریب تھا کہ سمک کو پکڑے سمک نے حباب مارا کہ گرداب چرخ کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لون دیکھا کہ اور کنیزین بھی بلوہ کیے ہوے آتی ہین دور سے کنیزون نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہو اور ایک عورت قتل کیا چاہتی ہو وہین سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ تجھے بھونک دینگے جلا دینگے سمک نے ایک حقہ آتشبازی طرف کنیزون کے مارا شعلے گرے اب زمین شق ہوئی گرداب اسمین سما گئی سمک جست کرکے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا بعد تھوڑی دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہان گیا آکے ملکہ پر پھر کنیزون کو مقرر کیا سمک ایک گوشے مین چھپا تھا وہان سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیزین بیٹھی ہین جو آتا ہو اسکو منع کرتی ہین سمک گرداب کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا کہ اری کمبختو زیر قلعہ جاؤ ایسا نہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کرڈالے کنیزین بلوہ کرکے چلین سمک بشکل گرداب قریب ملکہ ہما کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آپہونچا اب اُٹھیے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی ملکہ تڑپ کر زیر قلعہ پہونچین رستم لڑ رہے ہین کہ ملکہ نعرہ کرکے لشکر گرداب پر گرین زیور اُتار اُتار کے مارنے لگین کبھی بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سر اُڑ گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کر رہے ہین جلال گرش بارہ ہزار جادوگرون سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علمشاہ

مصروف جنگ ہین ایک جانب ملکہ ہماے اورنگ نشین سحر کر رہی ہین جب سحر کیا زمین ہلا دی جہلال سرکش بارہ ہزار ساحرون سے آکے گرا افسون جادو سپہ سالار گرداب کا کل فوج کو ترغیب جنگ کر رہا ہی اور خود بھی ساحر زبردست ہی ملکہ کے سحر کا دفعیہ کرتا ہی جہلال کے بھی سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اُٹھائی رستم سے کہنے لگین کہ افسون جادو باواجان کا شاگرد رشید ہی نہایت سحر مین دخل رکھتا ہی مگر ملاحظہ کیجیے کہ مین اُسی کے مقابلے مین جاتی ہون آنکھ ملا کر نعرہ کیا کہ او افسون جادو بے ادبی سحر کو روکا ذرا نگاہ تو ملا افسون جادو نے جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تا زمین جھر تمکین پلکین جو ہلین معلوم ہوا افسون کو کہ کلیجے پر تیر پڑے تھرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ای سرتاج حسینان و ای ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھ لو عاشقون کے سامنے سے نہ ہٹو ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لین جوش رقت ہی اب تو قلب کی عجب کیفیت ہی۔ نظم

صدمے گذرے ایذا گذری
رند کہو تب کیا گذری
گذرے جب دم ہم دنیا سے
کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
کافر پر بھی گذرے نہ ایسی
زندگی اپنی جیسا گذری

ہجر مین تیرے کیا کیا گذری
کیا کہون تجھسے حالِ فرقت
ہمنے جانا دنیا گذری
مر بھی گئے واہ ری غفلت
ہمپر جو بیت ترسا گذری
دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا

ہجر مین جان رہی یا گذری
گذری جو کچھ جانا گذری
کس سے کہیے کون سُنے گا
اُنکو خبر بھی نہ اصلا گذری
وقت مرگ یہ جی مین گذرا
پیش نظر اک دنیا گذری

کیونکر جھیلی آفت فرقت
رند کہو دل پر کیا گذری

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے اشارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کہکے افسون پڑھا گولے مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا طرف گرداب کے جاتا ہی راہ مین جس اہل فوج نے روکا اُسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے ہٹ جا مین گرداب کے لیے جاتا ہون کئی افسون کو قتل کرکے سامنے گرداب کے پہونچا للکارا کہ او گرداب اسی مین خیر ہی کہ میرے سامنے چلی آمین سر کاٹ کے تیرا سامنے محبوب جانی و یار جادو دانی کے لیجاؤن گرداب نے منھ پیٹ لیا ساتھ والیون سے کہا کہ دیکھو صاحبو لڑکی نے

کیا خوب سحر کیا ہی کہ افسون جادو ایسا افسر بے ہوش مین نہین ہی ہمارے قتل کو آیا ہی اس نگوڑے کو اس طرح قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجکو ترس نہ آئے یہ کہکے افسون کو للکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بیتاب ہو کیون تیری قضا آئی ہی تیرے شوہر نے مجکو سحر سکھایا اس مرتبہ اعلے پر پہونچایا اور اُسکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ اُس نگوڑی کے عشق مین تو نے لشکر کو پامال کیا کئی سو افسر کرسی نشین تیرے ہاتھ سے مارے گئے ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہی افسون نے گولہ مارا گرداب نے سحر کرکے چاہا گولے کو پلٹاؤن کہ اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ مین روک لیا اور اسم سحر پڑھ کے پھر وہی گولہ گرداب پر پھینک مارا ایکی مرتبہ گرداب نے ران اپنی تراش کے خون چلو مین لیا گولہ آکے ہاتھ پر گرا وہ خون سب اُسی گولے مین جذب ہوا گرداب نے وہ گولہ ہاتھ مین لیا چرخ دینے لگی اور پکار کر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا سامری وجمشید کا کام ہی یہ کہ کے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون چلو مین لیکر گولے پر پھینک مارا گولہ طرف گرداب کے چلا اس ہیر پھیر مین کئی ہزار ساحر گرداب کام کر گرا جب گولہ پلٹا جو راہ مین پڑ گیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے کارد سحر جھولی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک پتلہ فولادی اُسمین سے پیدا ہوا گرداب کو للکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فولادی پتلہ ہی یا کسی زنگی سیاہ رو کا نیچہ ہاتھ مین لیے للکارتا ہوا گرداب کی طرف چلا گرداب آخر کو بھاگی رستم نے نشان ہاے فوج گرداب کے علمدار کو قتل کیا جہلال سرکش ایک طرف لڑتا ہوا پہونچا فوج گرداب پر شکست پڑی دامنۂ قلعہ مین بارہ چودہ ہزار ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی علمہاے فوج سرنگون کلیجے دشمنون کے خون گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہی پیچھے اسکے فوج کا بلوہ رستم سب کے آگے آگے ایک طرف سے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے سحر کیا ایک طرف سے جہلال سرکش لڑتا ہوا آتا ہی گرداب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے مین جاؤنگی یہ پتلہ پیچھا نہ چھوڑیگا اُس بھاگنے مین پکار کر آواز دی کہ ای مواج سمندر نشین فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہیگا یہ کمال کس دن کام آئیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہونچ چکی ہی پتلہ بھی قریب پہونچا ہی چاہتا ہی

کہ بڑھ کر گرداب کو ہاتھ مارون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی زمین تھرانے لگی ہوا اس زور سے چلی کہ چلہ پیچھے ہٹا جاتا ہے جب چاہتا ہے کہ آگے بڑھون ہوا کا جھونکا پڑتا ہے کہ پیچھے قدم اُسکے اُٹھ جاتے ہین دیکھا سب نے اسقدر غبار اُڑا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے پہلوے کوہ سے ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے پیدا ہوے درختون پر آکے بیٹھے منقارین کھول کے پکارتے تھے کہ اے اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمھارا آگیا مواج سمندر نشین آتے ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے دامان نکل گئے
ہم چاک کرکے اپنا گریبان نکل گئے
تم آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے
اندوہ و یاس و حسرت و حرمان نکل گئے
سیلاب اشک کوسون تلک موج زن رہا
روتے ہوے جدھر ترے گریان نکل گئے
ثابت رہا مین آج تلک اپنے قول پر
اقرار کرکے آپ مری جان نکل گئے
دست جنون نے حد سے جو بڑھ کر قدم رکھا
دامن سے ہو کے چاک گریبان نکل گئے
کہنا تمھارا کافر و دیندار نے کیا
ہندو نکل گئے و مسلمان نکل گئے
وہ لب جو یاد آئے تصور مین زلف کے
ہم چین ہو کے سوے پرستان نکل گئے
اُس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا
دیوانے ہو کے سوے پریشان نکل گئے
صیاد تا کجا یہ تغافل شعاریان
تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے
تحریک عشق زلف جو کرتے تھے آن کر
یارب کدھر وہ سلسلہ جنبان نکل گئے
دیوانے ایک غیرتِ لیلی کے ہو کے زند
مجنون سے بھی پرے کئی میدان نکل گئے

اس طرح طائرون نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش برآواز ہوے اور اُسی جانب سے دیکھ رہے ہین کہ یکایک پہاڑ شق ہوا ایک دریاے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا غرّاتا مارے گے پہاڑ سے نکلا تمام صحرا مین پھیلنے لگا ملازمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ تیلہ کہ جو زنگی کالڑکا معلوم ہوتا ہی ایک نہنگ دریا سے نکلا طرف اُس تیلے کے چلا تیلے نے چاہا کہ بھاگون لیکن نہنگ نے جھپٹ کر اُس تیلے کو دہن مین لیا دریا مین غوطہ مارکے غائب ہوا جوش و خروش دریا کا دمبدم بڑھتا جاتا ہی جس طرف دریا نے جوش مارا ہزارون کو ڈبو دیا کشتی

حیات کی طرح فانی ملازمان جھلال کو پناہ پانی دشوار ہی دل پانی پانی ہوے جلتے ہین حباب لب دریا چشم حیرت سے ہمراہیان جھلال کو دیکھ رہے ہین جسکی نگاہ حباب پر پڑی دیوانہ وار وحشی مثال دریا مین پھاند پڑا اور غرق ہوا ہزارہا ہمراہیان جھلال غرق دریاے حیرت ہوے رستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہین دریا اُنکے قریب نہین آتا بلکہ اکثر مچھلیان کہ جنکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہین تڑپ تڑپ کر قریب رستم کے آتی ہین رستم جب تیغہ ہفت جوہر کو چمکاتے ہین مچھلیان ہٹ جاتی ہین پاس رستم کے نہین آتین جھلال نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کئی گولے دریا پر مارے لیکن کچھ تاثیر نہ ہوئی دریا کا وہ ہی جوش و خروش ہی مچھلیان نکل کر اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہین مچھلی کمر مین لپٹ کر ساحر و غیر ساحر کو دریا مین کھینچ کے لیجاتی ہی جو گرا وہ غرق ہوا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے پکار کے آواز دی کہ اے جھلال یہ سحر بڑے ظالم کا ہی اس سے بچنا نہایت دشوار ہی کد و کاوش بالکل بیکار ہی وہ بڑا ساحر نامی و نامور ہے ہفت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا برسون اُسکے ساتھ انتظام مین رہا خدائی کو اُسکی رونق دیتا تھا عجائب و غرائب بیان کیا کرتا تھا اب سواے جان دینے کے اور کوئی چارہ نہین ہی اب جان دینگے رستم کو چھوڑ کے کہان جائینگے لیکن جب سے اُس پتلے کو نہنگ نگل گیا اُس وقت سے افسون بہوش مین ہی گرداب کے آگے عذر کر رہا ہی کہ خطا میری معاف کیجیے مین نے جو کلمات سخت آپ کو کہے مین اپنے ہوش مین نہ تھا خطاوار ہون آپ کا گنہگار ہون گرداب نے کہا کہ اے افسون تم سے یہ امید نہ تھی اُس چھوکری نے جو نگاہ سحر آگین ڈالی اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے جھلال و ہماے اور رنگ نشین قریب رستم کے آگئے ایک ٹاپو مین تینون کھڑے ہین رستم چاہتے ہین کہ گھوڑے سے اُترون اُتر نہین سکتے گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ایک مقام پر جو گھوڑے نے طرارہ بھرا رستم کو لیکر بھاگا دریا کو طی کرتا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا ایک قریۂ نخلستان مین جا کر سب نے دیکھا کہ ایک غبار اُٹھا اور رستم مع مرکب غائب ہوے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے جو رستم کا غائب ہونا دیکھا بیقرار ہو گئین چاہا کہ عقب مین رستم کے جاوٴن شاہزادے کو اس بلاے ناگہانی سے بچاوٴن کہ دریا سے ایک نہنگ کلان نکلا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بہت سحر اُس نہنگ پر کیے زیونار پھینکا

بجلیان اور بالیان کان سے اُتار کر پھینک مارین مگر نہنگ نہ رکا بڑھتا ہی چلا آتا ہی ناچار ہو کے دوپٹہ مثل دام کے پھینک مارا نہنگ اُس دام مین پھیرکا دام کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ملکہ ہماے اور زنگ نشین پر جا پڑا دہن مین لیکر دریا مین پھاندا جہلال سرکش نے کئی تلوارین پھینکین کئی خنجر سحر کر کے پھینکے نہنگ پر تاثیر نہ ہوئی ملکہ کو لیکر غرق ہو گیا دوسرا نہنگ دہن کو مثل قعر بلا کھولے ہوے جہلال پر جا پڑا جہلال نے قصد کیا کہ بھاگ جاؤن لیکن نہنگ نے اس طرح گھیرا کہ قدم زمین سے نہ اٹھ سکا معلوم ہوتا تھا کہ زمین نے پاؤن تھام لیے انتہا کی وہان کیچڑ تھی آخر نہنگ جہلال سرکش کو بھی نگل گیا اور دریا مین پھاند پڑا جہلال بھی غائب ہوا سمک نے دور سے غائب ہونا رستم و ہما و جہلال کا دیکھا تھوڑے ہی عرصے مین سارا لشکر غرق دریاے معیبت ہوا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ سبب کیا ہوے منقار ایک گوشے مین کھڑا ہوا مواج کے سحر دیکھ رہا ہی حیران ہی کہ یہ کیسا سحر ہی خداوند ہفت پیکر نے اپنی قدرت سے یہ کمال لازوال دیے ہین انکا کون سامنا کر سکتا ہی گرداب جادو بھی یہ سب معرکے دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کہ میرا شوہر آگیا مواج سمندر نشین انکا نام ہی اُسی نے سحر مین سب کو غرق کیا میان جہلال پر کیا گذری مگر چھوکری کو جو نہنگ لے گیا وہ خاص مواج سمندر نشین تھے تھوڑے ہی عرصے مین دریا پلٹ کر درہ کوہ مین غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا کہ اندر سے درہ کوہ کے مواج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ بالون سے قطرے پانی کے ٹپکتے ہوے جوش وخروشان نعرہ کرتا ہوا اور پشت پر ہزارہا ساحر افسون جادو نے بڑھ کر استقبال کیا مواج نے پوچھا کہ ای افسون تمھارا ہماے اور زنگ نشین نے کیا حال کیا تھا سمجھے کہ وہ پتلہ کیا ہوا اُسکو مین نے کوٹھری مین بند کر دیا منقار کا آکے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای فرزند تمنے بڑی سختی اُٹھائی ہزارہا افسر تمھارے مارے گئے اب اسی جھیلے مین طلسم کشا کو قتل کر کے ہماے اور زنگ نشین کو تمھارے ساتھ کر دونگا فقط تھوڑی پھرنا باقی ہی مین ذرا مطمئن ہو لون تو اُسکا سامان کرون اب تم اپنے ملک کو جاؤ یہان ٹھہرنا بہتر نہین طلسم کشا میری سرحد مین آگیا مین نے گرفتار کر لیا ہر چند کہ میرے قبضے مین

نہین ہی مگر نوبت بجان وکاردم استخوان ہی اب زندہ نہ بچیگا سمک یہ سب معاملے دریافت کرکے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا قید ہوگئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہین شاید اُنسے کچھ مطلب نکلے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پہ یہ گذری کہ گھوڑا جو اُنکو لیکر بھاگا قریب زرعہ نخلستان کے پہونچا بدلگامی کرنے لگا رستم عاجز ہوکے اُسکی پشت سے اُترے ایک طرف سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا اِس طرف آؤ دیکھا چند کنیزین بلا رہی ہین رستم جو کنیزون کے پاس گئے کنیزون نے کہا کہ چلیے آپکو ملکہ ہمائے اور رنگ نشین نے بلایا ہی رستم نام معشوق شکر کنیزون کے ساتھ ہوئے ایک باغ مین جاکے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ گلہاے رنگا رنگ وشگوفہاے بوقلمون عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ پردازی نخل سرسبز وشاداب گل وغنچے درختون پر مصروف شگفتگی ایک جانب نہرین لعبہ جوش وخروش ہر موجے سے ظہور تیغۂ آبدار حباب چشم معشوق لاجواب ہزارہا طائر سرچشمے پر جمع ہین عالم بحر وبر کو پکار رہے ہین رستم بہار باغ دیکھتے ہوئے کنیزین ساتھ ساتھ نازوکرشمے دکھلاتی ہوئین قریب بارہ دری کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ دری مین ملکہ ہمائے اور رنگ نشین مسند پر بیٹھی ہین گرد کنیزین رستم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھین پکار کر کہا کہ ای شہریار آئیے کنیز جو جنگ سے بھاگی تھی اِس مقام پر آئی جانتی تھی کہ آپ اِسی صحرا مین آئین گے مین بلوا لونگی شکر ہی کہ آپ مل گئے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ کلاہ بھی اُتار رکھیے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ ای شہریار ایک کسر باقی ہی زرہ بھی اُتار دیجیے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے جو تیغہ وکلاہ ہاتھ سے رکھا ملکہ نے اُٹھالیا اپنے پہلو مین رکھ لیا کہا کہ ای شہریار جب ضرورت ہوگی تو آپ کو دیا جائیگا مین نے بہت پریشانی اُٹھائی بڑی جنگ پڑی مواج سمندر نشین نے آکے آفت برپا کی سامنے جو نازنین بیٹھی تھی اُسکو اشارہ کرکے کہا کہ بوا کچھ گاؤ ہم مصیبت اُٹھاکر آئے ہین اُس کنیز نے سازندون کو اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے ساقی نے آکر جام شراب بھی دیا علمشاہ بے اندیشہ پی گئے جب جام پی چکے ملکہ ہمائے اور رنگ نشین نے کہا کہ ای شہریار زرہ بھی اُتار ڈالیے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اُتارین کہ اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی نظم

کمر یہ جب سے تری کاکلِ رسا آئی وبال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی
گئے جو عالم وحشت مین سوے صحرا ہم تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
یہ بیحجاب ہوے بزم غیر مین صاحب تمھین تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
کریگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی
خیال زلف مین دم گھٹ گیا تو صدق ہوا ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی
شبِ فراق کی کالک سے دم نکلتا ہی الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی
ہزارون مر گئے اُسپر سسکتے ہین لاکھون عجیب روگ ہی یارب یہ کیا وبا آئی
مثال حرف غلط یون مٹا دیا دل سے مری وفا بھی نہ کچھ یاد بیوفا آئی
پہونچ رہی ہی تواتر مجھے خبر گل کی ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
شگاف کر دیا سینے کو نوک خنجر سے کواڑ چھاتی کے کھولے ذرا ہوا آئی
کہا تھا کسنے تجھے شغل عشق بازی کا بتا تو او دل ناداں یہ جی مین کیا آئی
غضب مین ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی خدا کا قہر پڑا تجھپہ کیا بلا آئی
سنا ہو رند نے دی جان جسکی فرقت مین مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

اُس نازنین نے یہ اشعار اس لطف سے گائے کہ رستم جھومنے لگے ہر مرتبہ زرہ اتار دینے پر ہاتھ ڈالتے ہین بعد تھوڑی دیر کے ساقی بچے حاضر ہوے دورہ جام چلنے لگا رستم بھی برابر پی رہے ہین اُس نازنین سے بوس و کنار مین معروف ہین سامان محفل عیش و نشاط بر موقوف ہین اُس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی دمبدم عرض کرتی ہی کہ اے شہریار کنیز نے بڑی بڑی کدوکاوش کی بڑے بڑے سحر کیے مواج سمندر نشین کے سحر پر غالب آنا دشوار ہوا آپ خیر و عافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپ کے ساتھ والے میدان مین بیہوش پڑے ہین اُنکی تدبیر واجب و لازم ہی اگر کنیز خیر و عافیت سے رہی تو صبح کو آپکے ساتھ چلکر اُن سب کو رہا کر دونگی شب بھر حضور تامل کرین سمک پھرتا پھراتا اُسی باغ مین پہونچا گانے کی آواز سنکر دیوار پھاند کے آیا رستم کو جو بیٹھے دیکھا ایک کنیز کو

بیہوش کرکے صحبت مین آبیٹھا رستم سے اشارہ کر رہا ہی کہ زرہ نہ اُتار لیجے گا تیغہ وکلاہ کیا کیا
رستم حیران ہین کہ یہ کنیز کون ہی کہ جو تیغ وکلاہ کو پوچھتی ہی اور زرہ کو منع کرتی ہی نہ اُتار لیے
ہر مرتبہ رستم قصد کرتے ہین اور ٹھہر جاتے ہین شب بھر اسی ہنگامے مین گذری سمک اپنے
دل مین سوچتا ہی کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے لے نکلونگا یہ نازنین مکر کی باتین
کر رہی ہی یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ہماے اورنگ نشین نہین ہی دم دے رہی ہی اور فقرے
کر رہی ہی یہی چاہتی ہی کہ زرہ اُتروالون سمک نے رات بھر اشارے کرکے منع کیا اور زرہ
نہ اُتارنے دی شب گذر کر جبکہ رستم سفید پوش ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان
قصر مغرب مین جاکر چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بصد جوش وخروش مع فوج ضیا و
شعاع غالب آکر سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اُٹھے سمک چاہتا ہی
کہ اشارے سے الگ بلاؤن رستم کو سمجھاؤن باغ سے نکال لیجاؤن رستم صحبت سے اُٹھے
ٹہل رہے ہین کہ پہلو سے آواز آئی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کہو اپنا کام کیا
تحفے حاصل ہوے سمک نے دیکھا کہ ایک تاجدار گوشۂ باغ سے یہ کلمات کہتا ہوا آتا ہی
اُس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تیغہ وکلاہ تو پایا ایک کنیز ہی کہ وہ اشارون سے بارہا
منع کر رہی ہی کہ خبردار زرہ نہ اُتارو اسی وجہ سے زرہ حاصل نہین ہوئی وہ تاجدار غصے
مین یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او نالائق تجکو اسی واسطے بھیجا تھا شب بھر صحبت مین رہی ناز وغمزہ
کیا کی اب ہم سمجھ لین گے معلوم ہوا کہ تیرے کیے سے کچھ نہ ہوا یہ کہکے جھپٹا ملکہ کی کمر مین
پنجہ دیا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار بچائیے یہ عاشق فاسق مجکو لیے جاتا ہی خدا
اسکے ہاتھ سے بچائیے اب آپ سے کیونکر ملاقات ہوگی رستم یہ صدا سُنکر دوڑے چاہتے ہین
کہ ملکہ کو رہا کرین مگر وہ تاجدار ملکہ کو لیکر اُڑ گیا سب کنیزین دوڑین کہ ہی ہی ای شہریار آپنے
ملکہ کو نہ بچایا وہ اُٹھا لے گیا ہم بھی اُنھین کے پاس جاتے ہین گوشۂ باغ مین جاکر کنیزین
بھی غائب ہوئین رستم صرف اکیلے کھڑے ہین یا سمک حاضر ہی یہ عرض کر رہا ہی کہ ای شہریار
یہ ہماے اورنگ نشین نہ تھی یہ کوئی مکارہ عورت تھی رستم نے آنکھون مین آنسو
بھر کے کہا کہ ای ہنر والا گہر ایسی معشوقہ پریچہرہ اُسکو یون دشمن لیجائے اور ہمسے کچھ

نہ ہو سکے نہین معلوم کہان لے گیا افسوس ہی کہ ہم روک نہ سکے مین دشت نوردی بادیہ پیمائی کرونگا جان دونگا خیال مین اُس مہ جبین کے یہ کیفیت ہی نظم

معشوق اور دوسرا تمسا حسین نہین
زیبندہ اس جمال پہ چین بر جبین نہین
وہ کونسا مکان ہی تو جسمین مکین نہین
ناوک کا یہ گمان ہی کہین ہی کہین نہین
مردود بارگاہ نہ ہو کوئی یار کا +
دونون جہان مین اُسکا ٹھکانا کہین نہین
مشہور اک جہان مین مین عشق باز ہون
چاہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہین
بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی
کیا کیا ہوائین ورنہ جہان مین چلین نہین
ہوگی قیامت اُس قد و قامت سے ایکدن
کافر ہین روز حشر کا جنکو یقین نہین
دیر و حرم مین شیخ و برہمن تباہ ہین
خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہین نہین
لازم پڑا ہی حسن کی خاطر غرور بھی
وہ کونسا حسین ہی کہ چین بر جبین نہین
کسدن کٹے نہ قدمون پہ دو چار کے گلے
تلوارین تیری چال پہ کسدن چلین نہین
خدمت مین جسکی ہووے نہ نذر سے کوئی بھی ناز
اس عہد مین تو ایسا کوئی نازنین نہین
وصلت شتاب سیم بدن سے نصیب ہو
دنیا تو ہاتھ آئے بلا سے جو دین نہین
کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہی
کس کس نے تیری قبر سے آنکھین ملین نہین
انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے زنہار
موجود دو گواہ یسار و یمین نہین

یہ اشعار علمشاہ نے پڑھے اور سمک سے کہا کہ ہمارے پاس سے جاؤ اب یہ صحرا ہی اور ہم ہین اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کے جان دینگے مثل مجنون تلاش مین اُس لیلی محمل نشین کے اسی صحرا مین پھرینگے آخر کہین تو پتہ ملیگا ہر چند سمک نے سمجھایا مگر رستم نے نہ مانا گریبان چاک کیا کلاہ سر پر نہ ادارد ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین نہین سنبھل سکتے پریشان پریشان باغ سے نکلے نام معشوق زبان پر بیقرار و مضطر کانٹون کے جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین اگر پاؤن مین آبلے پڑے اور اُسمین کانٹے گڑے تو کسی نخل کے سائے مین بیٹھ گئے بیقرار ہو کر فرمانے لگے۔ فرد قمر کانٹے تلوون سے نکالین گے ہمین ہوش آیا + درد ای وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین + دیگر صبر و طاقت بھی نہین دشت مین اب دیتے ساتھ + کم ہوا ی

وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین + سمک ہرچند سمجھاتا ہی کہ ای شہریار تیغہ و کلاہ تو آپ نے ہاتھ سے کھویا اب ذرہ باقی ہی ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکر سے لے لین اپنے کو ہوش مین رکھیے رستم اسکے سمجھانے پر فرماتے ہین کہ ای سمک صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق پریچہرہ نے منھ موڑا اب دیکھیے معشوق پریچہرہ کیونکر ملے سمک نے عرض کی کہ ایسے صحرا مین حضور آ پڑے ہین کہ بیان سے نکاسی دشوار ہی غلام تلاش مین اُن مفسدون کی جاتا ہی اگر بنتا ہی تو اُنکو تلاش کرتا ہون جب تک مواج نہ قتل ہوگا یہ لوگ آپکا پیچھا نہ چھوڑین گے یا مواج کو قتل کردون یا اپنی جان دون دیکھون انجام کار کیا ہو یہ کہہ کے سمک نے رستم کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہوا تلاش مین اس عجائب و غرائب کی چلا اب حال ملکہ ہماے اورنگ نشین تحریر کرتا ہون کہ یہ بیہوش ہو گئی تھین نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہین بعد عرصۂ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان ایک زنگن سیاہ رو بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ کیون ای ہماے اورنگ نشین تمنے باپ کے قتل پر کمر باندھی چاہا کہ صحراے گرداب نشان کو فتح کرا دون یہ صحراے گرداب نشان ہی تمھارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے حاکم کیا ہی موزون نام تھا کہ گرداب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا ای ہماے اورنگ نشین تمھارے باپ کا ارادہ ہی کہ تمکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجائین قدرت تمپر نگاہ ڈالین گے کہ یہ جوش و خروش جو تمپر واقع ہی کہ نام پر طلسم کشا کے جان دیتی ہو یہ جوش دل سے نکل جائیگا ملکہ حیران و پریشان ہین بات کا اُس زنگن کی جواب نہین دیتین وہ زنگن کبھی منتین کرتی ہی کبھی خوشامد کرتی ہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتین سرنگون بیٹھی ہین ملکہ تو اس حال پر ملال مین ہین مگر جہلال سرکش جو بیہوش ہوا بعد عرصۂ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے ایک قفس مین پایا چار زنگی قوی تن قوی سن دمبدم ڈراتے ہین دھمکاتے ہین کہ کیون ای جہلال تمنے کیا قیامت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوے طلسم کشا کا ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤ گے قدرت کی خدمت مین بھیجے جاؤ گے

قدرت تہ دل سے تمہارے محبت طلسم کشا کی نکال دینگے قدرت کے دوست ہوجاؤ گے تب
قید سے رہائی پاؤ گے آٹھ پہر وہ زنگی جہلال کو ڈراتے ہین بعد آٹھ پہر کے آب و دانہ لاتے ہین
دو روٹیان خشک اور ایک آبخورہ پانی کا بمشکل جہلال وہ کھاکر بسر اوقات کرتا ہی جہلال
تو اس حال مین ہی یہان سمک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک
نازنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد مین خدمتگزاری کرتی ہین
سمک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا سامنے اُس گلگون پوش کے پہونچا کنیزون نے جو نام لیا
تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اُس نازنین کا نام ہی بیٹھے بیٹھے کنیزون سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ مین اُنکے پاس جاؤن دیکھون کیا کرتے ہین کئی دن سے مین نہین گئی یقین ہے
کہ انتظار مین ہون کنیزین تخت لائین نسیم تخت پر سوار ہوئی سمک بھی ایک کنیز کی شکل
بنا ہوا ساتھ ہی تخت اُڑتا ہوا چلا بعد تھوڑی دیر کے طرف پستی کے تخت کو رجوع کیا ایک باغ
تھا اُسمین تخت کو اُتارا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی وسط مین باغ کے ایک چبوترہ
بلور کا ہی اُسپر مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک جوان نامدار بعہدۂ افسری بیٹھا ہی گرد خادم
کہ تخت ملکہ نسیم کا پہونچا اُس جوان نے پکارکر آواز دی کہ ای ملکہ نسیم کئی دن سے کیون
نہین آئین مزاج کیسا تھا تیغہ و کلاہ کہان رکھا ہی نسیم نے کہا کہ صاحب تمنے وہ شی میرے
سپرد کی ہی کہ آٹھ پہر اُسی کی حفاظت مین رہتی ہون ایک لمحہ آنکھون سے جدا نہین کرتی
ہر وقت یہی خوف رہتا ہی کہ ایسا نہو عیار میرے پاس آجائے اور آکر عیاری کرے مین
ساتھ لیتی آئی ہون یہ کہکر تیغہ و کلاہ سامنے رکھا اُس جوان نے دیکھکر آواز دی کہ
قنطور ہر دم در اسکا نام ہی کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک دن تکلیف کرو اُس صحرا مین جاؤ
کہ جہان طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہی کسی فطرت سے زرہ بھی اُتروالاؤ تو میرا سحر
بخوبی تاثیر کرے طلسم کشا پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب مین نے کئی مرتبہ
ارادہ کیا کہ جاؤن اور زرہ اُتروا لاؤن لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب مین آئے فرمایا کہ
ای نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہی دیکھکر ایسی بیقرار ہوگی
کہ زرہ لینا کیسا تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤگی اگر زرہ کی خواہش ہی

تو قنطور کو بھیجو کہ وہ زرہ لے لے قنطور نے کہا کہ ای ملکہ مین ابھی طلسم کشا کو بلاتا ہون یہ کہکے کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اپنے کو صحراے بیخزان مین پہونچا اور بشکل ہماے اورنگ نشین طلسم کشا سے ملاقات کرنا لگا کر یہان لانا کہ مین کسی تدبیر سے زرہ بھی لے لون کر مہلت پاؤن جہلال کے قتل کا تو حکم آگیا اب اُسکی خطا معاف نہو گی سماک نے دیکھا کہ وہ کنیز روانہ ہوئی یہان رستم اُسی جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہے ہین رات کا وقت ہی شب ماہ آہ آہ کر رہے ہین ایک نخل کے سایے مین ملکہ ہما کو پکار رہے ہین بیتابی جو زیادہ زور کرتی ہی پکارتے ہین کہ ای ملکہ عالم اب صورت دکھا دو دل کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی اب تو ہماری یہ کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی **نظم**

مر گئے پر نہ اثر جب شفا کا دیکھا
درد مندون نے ترے منھ نہ دوا کا دیکھا
تیرے پھرتے ہی اُداسی چمن مین چھائی
رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
سامنے آئنہ رکھتے تو غش آ جاتا
تمنے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا
ناز معشوق کے غمزہ سے زیادہ دیکھا
آئی جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا
ای شہ حُسن کبھی دھوپ مین نکلا ہی جو تو
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا
سیر بتخانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہمنے
کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا
سرو و شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت
قد بالا کو ترے ہمنے بلا کا دیکھا
کوے قاتل کا تماشا اُسے دکھلا اے عشق
گرم جینے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

رستم یہ اشعار پڑھ رہے ہین بیقراریان کر رہے ہین کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ ای عاشق صادق و ای یار موافق مین قید خانے سے نکل آئی تمھاری یاد نے اسقدر بیقرار کیا کہ آخر صبر نہ ہو سکا شکر ہی کہ تمکو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے جو پلٹ کر ملکہ ہما کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئے یہ کہتے ہوے دوڑے **فرد** رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + ای لیلاے عصر و ای سلماے دہر تمھارے فراق نے دیوانہ بنایا اس حال کو پہونچے کہ اس صحرا مین مارے مارے پھرتے ہین آرام نہین ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ قریب ایک باغ ہی وہان تشریف لے چلیے آرام سے بیٹھیے وہ نازنین بصورت

ہمارے اور رنگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت نکلے گی تحفہ جات بھی مل جائین گے آپ نے تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو کیا کیا۔ رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے یاد نہین کہ وہ چیزین کیا ہوئین اُنکا حال نہین معلوم کہ مین نے کیا کیا مین خود متعجب ہون کہ تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو مین نے کیا کیا۔ اُس نازنین نے کہا کہ ای شہریار باغ مین چل کر زرہ اُتاریے اور کنیز اُن چیزون کو تلاش کرے شاید دستیاب ہون راہ مین باتین کرتی ہوئی رستم سے ناز و کرشمے کرتی ہوئی لیکر قریب باغ کے پہونچی یہان سمک نے باتون مین رنگ جمایا ہی نسیم و قنطور کے سامنے غزلین گائین احوال ہجر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور انتہا کا مبہوت ہو رہا ہی مگر جب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلیے رستم رشتۂ خام مین بندھے ہوئے ساتھ اُس نازنین کے چلے آتے ہین جو جس مقام پر کہا سوائے بہت خوب کے اور کچھ نہین فرماتے آخر کو باغ مین وہ نازنین رستم کو لائی روش بڑی ٹوکر کے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور اُٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو مسند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند بچھائی رستم کو بٹھایا رستم آکے اُس مسند پر بیٹھے ہمارے اور رنگ نشین نقلی پہلو مین آکر بیٹھین قنطور نے کہا کہ طلسم کشا معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین اری گاؤ تو سامنے طلسم کشا کے گاؤ۔ سمک اُٹھ کر قریب آیا آنکھ ملا کر یہ غزل شروع کی **نظم**

خوبرو ہوتے ہین سُنکر تری تقریر سفید
اور خاموشی سے ہین عاشق دلگیر سفید
وہ سیہ کار ہون ظلمت کدۂ دنیا مین
چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید
لبِ جانان کی کبودی جو آنکھین دکھلاوین
زرد ہو کر گل سوسن تو طباشیر سفید
خاکساری سے ہوا آئینۂ دل روشن
کیا مسِ قلب کو کرتی ہی یہ اکسیر سفید
سر دھری بتان کی جو حکایت لکھون
شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید
عید کا دن ہی بغلگیر وہ دلبر ہوگا
پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید
دل منور ہی خیال رخ نورانی سے
یہ تن تو ماہ سے رہتی ہی یہ تعمیر سفید
سخت جانی بھی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے
نہ جھڑی اور نہ منھ پہ سے ہو شمشیر سفید

ہر زمین پر ہی نئی اب و ہوا کی تاثیر
غم ہجران پیے لیتا ہی لہو جونک کی طرح

مردم زنگ سیہ مردم کشمیر سفید
کیون نہ ہو رنگ رخ آتش دلگیر سفید

اس لحن سے یہ اشعار سامنے رستم کے گائے کہ آگاہ بھی کرتا جاتا ہی کہ غلام آپ کا حاضر ہی ان سب پر رنگ جما چکا ہون نسیم و قنطور یہان کے حاکم ہین آپکے اقبال سے انکو مارا چاہتا ہون کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر بھی یہان موجود ہی اگر آپ کا اقبال یاور ہی اور طالع مددگار ہین تو ان سب کو مار کے تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہون رستم خاموش بیٹھے ہین رستم کے دل مین یہی سمائی ہی کہ معشوقہ اصلی پہلو مین بیٹھی ہی جو یہ کہے وہ کرو اور وہ کہہ رہی ہی کہ ای شہریار مین آپکے فراق مین اسقدر بیقرار تھی کہ قید خانے مین تڑپ تڑپ کر بسر کرتی تھی زنگی سیاہ رو جو یہان حاکم تھی اُسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زلف مین سے نکال مشکل اُسنے سوزن نکالی نکلتے ہی اُسکو مارا آپ کی تلاش مین مصروف ہوئی اب یہ باغ ہمارے بزرگون کا ہی ہما آباد اسکا نام ہی بہت آباد ہی یہ دونون جو حاکم بیٹھے ہین یہ ہمارے گھر کے ملازم ہین ہمکو مہمان بلایا ہی یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہون شکر ہی کہ آپ بھی موجود ہین اب جو کہیے گا وہ ہی ہوگا رستم باتون پر ملکہ ہماے اورنگ نشین کی نہایت بیقرار ہین کبھی ہاتھ بڑھاتے ہین کبھی منھ بڑھاتے ہین کہ بوسہ لون کبھی چاہتے ہین کہ گلے لگالون ملکہ طرف کنیزون کے اشارہ کرتی ہین کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرامزادیان اسی جانب دیکھ رہی ہین انکی اسی طرف نگاہ ہی جب یہ ہٹ جائین تو آپ کو اختیار ہی رستم اشارہ کرتے ہین کہ صاحب کیا کرین دل بیقرار ہی دل یہی چاہتا ہی کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و قنطور دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین نسیم یہ کہکر اُٹھی کہ مین جاکر صہباے دلگیر کو آراستہ کرون تاکہ بھی ہو کہ کیا وجہ جو زرہ نہین اُتروائی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صورت بنکر بیٹھی ہی وہ ہی حرکتین کرنے لگی یہ مناسب نہین یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے اُٹھی اُس محفل مین آئی کہ جہان رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہین آکر رستم کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہین آپ کی راحت چاہتے ہین یہی ہر وقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہو کر بیٹھین زرہ اُتار ڈالیے کہ جسم کو ہوا لگے

بار کیوں اُٹھائیے ہلکے ہو جائیے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سمک اشارے کر رہا ہو کہ اے شہریار برائے خدا زرہ جسم سے نہ اُتاریے گا ورنہ نہیں معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئینگے دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہیں کہ آپ سے زرہ لے لیں پھر قتل کا سامان کریں رستم نے کہا کہ ای نسیم ہمیں زرہ بار نہیں ہی، ہم لوگ آٹھ پہر جنگ میں مصروف رہتے زرہ و خود ہر وقت جسم کو آراستہ رہتا ہی قنطور اپنے مقام سے اُٹھا اسی محفل میں آیا رستم کو سلام کیا اور آکر بیٹھا کہا ای ملکہ ہماے اور رنگ نشین تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ تو میرے پاس موجود ہی زرہ بھی اگر اُتار لیجیے تو تینوں چیزیں ایک مقام پر ہو جائیں ہم لوگ مہلت پائیں ملکہ ہماے اور رنگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہی اُسنے رستم کے گلے میں ہاتھ ڈال کے کہا کہ ای شہریار زرہ اُتار ڈالیے متحمل بالطبع ہو کر بیٹھیے زرہ پہننے سے آپکے سب مکدر ہیں اگر آپ زرہ اُتار کر بیٹھیں تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً بند زرہ کے کھولے ہر چند سمک اشارے کیا کیا ہرگز زرہ نہ اُتاریے گا رستم نے نہ خیال کیا زرہ اُتار کے کہا کہ لو ملکہ یہ زرہ حاضر ہی ملکہ نے زرہ لی اور قنطور کو دی قنطور نے جس مقام پر تیغہ و کلاہ رکھا ہو وہیں پر زرہ بھی رکھی ہی تینوں چیزیں جب ایک مقام پر ہو چکیں تو قنطور نے آواز دی کہ ای دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہماے اور رنگ نشین پہلو سے رستم کے اُٹھنے لگیں رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ فوراً نسیم نے ایک چیخ ماری ایک برق چمکی چہرے پر اُس عورت کے بجلی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال پھولے پھولے پائجامہ بھاری پہنے ہوئے کھڑی رو رہی ہی رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گھبرا گئے فرمانے لگے کہ تو کون ہی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھیے اب کہاں جائیے گا اب یہاں سے جانا دشوار ہی رستم نے جھلا کر اُسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک دہماکا ہوا غبار اُٹھا تھوڑی دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق بغلوں میں خاردار لٹو باہوں پر چوڑے فولاد کے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا قنطور نے اُٹھ کر آواز دی کہ لو طلسم کشا کو پکڑ لیا ای رستم اب آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو اتنی رات بیچ میں ہی صبح ہوئی اور تمہارے قتل کا سامان ہوا دیکھا تمنے کہ معشوقہ لے

کیا مزہ دکھایا خوب لگا کر لائی زرہ کی وجہ سے تمھاری برائت تھی ہم لوگ خائف و ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمھارے مقدمے مین خداوند ہفت پیکر نے دربی فرمان لکھ رہے ہین کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اُسنے اہل طلسم ہفت پیکر کی جان بچائی ای طلسم کشا یہ طلسم ہفت پیکر ہی کہ ہزار طرح کی بلائین اسمین ہین رازداران طلسم تمھارے شریک ہوے اُنھون نے تحفہ جات کے نشان دیے تحفہ جات تم پا گئے کہ تابہ صحراے گرداب نشان پہونچے سرحد صحراے گرداب نشان مین یہ خرابی ہوئی کہ دامنۂ قلعہ مین تلوار چلی اور بی ہماے اورنگ نشین نے وہ سحر کیا کہ افسون جادو دیوانہ وار و وحشی مثال قتل گرداب پر آمادہ ہوا یہ سب ان تحفجات کا باعث تھا سمک نے جو یہ باتین قنطورے سنین بیچین ہو گیا جی مین کہتا ہو کہ ای سمک ہمین تقدیر نے اسواسطے پہونچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھون سے دیکھین کاشکے نابینا پیدا ہوے ہوتے اب دیکھیے آقاے نامدار کے لیے کیا سامان ہوتا ہو اگر قید کرتا ایک دن دو دن کی مہلت پاتے تو تاب کو تسکین ہوتی اور رہائی کی تدبیر نکلتی فقط پہر بھر کا معاملہ درمیان مین ہی ای معبود میرے تو رحم اپنا شریک کر کیونکہ مین اپنے آقاے نامدار کو خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون صاحبقران کو کیا جواب دونگا فرمائین گے کہ ای سمک تم موجود تھے اور آقا قتل ہو گئے سواے تیرے کس سے کہون نظم

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض
باغرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض
دوست کی گردد بباطن بندۂ اہل نفاق
کی بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض
دوست خود مطلب اگر باشد بدارش دوستدار
یار بشمارش ہر آن شخصیکہ شد یار غرض
غنچۂ باغ مرادش نشگفد اندر جہان
ہر منافق راکہ باشد در جگر خار غرض
عاقلان برگفتۂ اہل غرض کے دل دہند
گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض
دور بگریزد ازو ہر صاحب صدق و صفا
بر رخ اہل غرض بیند چو آثار غرض
اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال
ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض
ہین ریا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار
چون غرض حاصل شود گردد عدو یار غرض

دل سے دعائین کین سب طرح کی تدبیرین سوچ کر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ قنطورا آج کا دن روز سعید ہی ہمارے واسطے روز عید ہی انکی وجہ سے جان کا خوف تھا اب خوف جان مٹا کنیز چاہتی ہی کہ مین ساقی گری کرون سب شراب پیین صبح ہوتے ہی نشے کے جوش مین ایک ایک وار ہم سب طلسم کشا پر کرین کیسے ہم پر خوف غالب تھے راتون کی نیند اوڑ گئی تھی کھانا پانی چھوٹ گیا تھا جب خبر آتی تھی کہ طلسم کشا بہ صحرائے گرداب نشان آ پہونچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے بآرام سوئین گے یہ سنتے ہی قنطورہ نے دیکھ کر آواز دی کہ کیون ای نسیم یہ کنیز تمھاری بہت گستاخ ہی معلوم ہوتا ہے یہ بھی طلسم کشا پر مائل ہوئی ایسا نہ ہو کہ اسی پردے مین عیاری ہو اسنے ایسا فقرہ کہا کہ ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جاکے بیٹھے صحبت مین ہماری نہ رہے ہمین خوف پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیون شگوفہ یہ فقرہ تمھین کسنے سکھایا تمنے کیون ساقی گری کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہی اسی ساقی گری مین صدہا جادوگر مارے گئے اسی عیاری پر عمرو نے قیامتین برپا کین جاؤ اب باہر جاکے ٹھہرو سمک کے ہوش اڑ گئے کہ ای سمک باہر سے مین کیا عیاری کرونگا قضا قریب آگئی جہان یہ شکوک ہین ایک لفظ کہتے ہی کھٹک گئے مین کیا اگر خواجہ عمرو ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ باتین کر کے نسیم کے قدمون سے لپٹ گیا اور چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا واری اگر مجھپر عیار کا شک ہو تو مجھکو قتل کیجیے آپ آباد رہین سب ساحر دل شاد رہین سب کے ساتھ ہماری بھی زندگی ہی مین نے برائے خیر خواہی عرض کیا یہان شک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالین سب عزیز تو بچ جائین گے بلا سے جان جائے مگر ساحر آباد رہین خداوند ہفت پیکر کی جان بچے کتاب مین صاف صاف لکھ چکے ہین کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہی اسکے قتل کی ہمکو خوشی نہ ہو جب قدرت مارے گئے تو بندے کس تباہی مین پڑینگے ایسے قدرت مہربان اونکے قتل کا سامان ہم کیون کر خوشی نہ کرین آپ کو شک پیدا ہوا یہ کہکر اسقدر روئی کہ نسیم نے گلے سے لگا لیا کہا کہ ای شگوفہ صاحب کو شک ہی مین تو تجھکو اپنا جان و ایمان جانتی ہون تو کیون اسقدر روتی ہی سمک نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہین باہر ٹھہرو مین باہر رہکر آپکے

جلسے سے الگ ہون ابھی سر ٹکرا کے اپنی جان دیدونگی مین جلسے سے باہر جاؤن جو مین نے کہا ہی میرا بھی کہنا ہو نشے مین ایسے طلسم کشا پر دار کرین کہ ہزار ٹکڑے ہون معلوم ہو کہ طلسم کشا کا قیمہ کیا نسیم نے کہا کہ ای قنطور شگوفہ پر شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب بنا کے لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھ تو وہ اسقدر روتی ہی ڈر ہی کہ نگوڑی کا دم نہ نکل جائے سانس اسکے پیٹ مین نہین سماتی بچپن سے مین نے اسکو پالا ہی آج تک کبھی اس سے کوئی امر خلاف نہین ہوا مین کیونکر کہون کہ طلسم کشا کی صورت ظاہری پر یہ عاشق ہو گی قنطور نے کہا کہ بی شگوفہ جان دو دو میخانے مین جاؤ آج تمھین ساقی گری کرو سمک دوڑا میخانے مین آتے ہی ہلڑ ڈالدیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہجائے کنیزین شراب لیجانے لگین کوئی پتلہ لیے جاتی ہی کسی نے گلابی لی کسی نے قرابہ اٹھا لیا درختون کے نیچے بیٹھکر پینے لگین سمک نے وہ بیہوشی ملائی ہی کہ اگر رتی بھر دریا مین ڈالدو تو مچھلیان بلبلا کے نکل آئین سمک گھبرایا ہوا ہی کنیزون مین جسنے جام پیا ایک کنیز پر دوسری کنیز دست درازی کرنے لگی کوئی کسیکا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی کسی کی چوٹی پکڑتی ہے کوئی کسی سے لپٹی جاتی ہی قنطور نے نسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب کنیزون کا کیا حال ہی نسیم بھی حیران ہی کہ بیشک کنیزین خلاف حرکت کر رہی ہین جو اٹھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی دس پانچ گر کے بیہوش بھی ہو گئین سمک بھی جلدی مین چالیس گلابیان کہ انھین بیہوشی ملا کر گھڑے انکے تمامی سے باندھے تھے سلیقے سے لیکر محفل مین آیا نسیم نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شگوفہ شراب لائی ہی خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ شراب پیجیے قنطور نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جاتا ہی سمک نے آتے ہی شراب تو محفل مین رکھی اور یہ غزل گائی ۔

نظم

ساقیا بلوا تنک ظرفون کو چلو بھر شراب
مین ہون دریا نوش کیا دیتا ہی اک ساغر شراب

فصل گل ہی کھنچ رہی ہی آجکل گھر گھر شراب
بادہ کش بدمستیان کرتے ہین پی پی کر شراب

ہی دعا مستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب
جام گردش مین رہے کھایا کرے چکر شراب

بزم مین وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا
خوبتر سے خوبتر بہتر سے ہو بہتر شراب

ہون وہ میکش محتسب مین ہون تو پہلے حکم دون
دودھ کے بدلے پلادے طفل کو مادر شراب
پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہووین گُل
تاک کے سایے مین اینڈین مست پھر پی کر شراب
گر صفاے قلب چاہیے میکشی کر اختیار
واسطے آئینۂ دل کے ہی روشن گر شراب
شوق سے دامادی پیر مغان کرتے قبول
خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب
بوسۂ لبہاے میگون ہو اگر مجکو نصیب
گور پر ساقی کے بھجوا دون گھڑے بھر بھر شراب
میکشی سے گرچہ زاہد کو ابھی انکار ہی
دیکھتا ہی سیر یہ رندون کو پلوا کر شراب
غم غلط ہوتا ہی غمگین کا سرور بادہ سے
خون دل پینا پڑے مجکو نہووے گر شراب
بکتا ہی تول کر پیر مغان سونے کی تول
ہو گئی ہی دَور مین اپنے تو آب زر شراب
مغتنم ہی وقت فرصت ایک دورہ اور ہو
ہی ابھی شیشے مین اے ساقی کئی ساغر شراب
حشر کے دن دیکھنا بدمستیان مجھ رند کی
گور سے کہتا اُٹھون یا ساقی کوثر شراب

جون جون سمک بنا بنا کے یہ اشعار گا رہا ہی اور ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے بتا رہا ہی قنطور جادو بہ نگاہ غور سمک یلداقی کو دیکھ رہا ہی نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہی اشارہ ہی کہ صاحب دیکھو اس ظالم کی مکاری کہ تمھارے ساتھ آیا اپنے نزدیک اُسنے رنگ جمایا میرا قنطور جادو نام ہی جیسے ہی اُسنے ساقی گری کا نام لیا مین اُسی وقت سمجھ گیا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ شگوفہ پہلے جام مجکو دے مین بہت مشتاق ہون تیرے گانے نے دل بیقرار کر دیا سمک سوچا کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی خنجر ماردون اسکا یون خاتمہ کرون بتعجیل تمام جام لبریز کیا پڑیا بیہوشی کی گھائی سے ڈالی قنطور نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جام ہاتھ مین لیکر کچھ ہونٹھ ہلائے شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے قنطور نے پکار کر کہا کہ او مکار تونے ہمارا کمال دیکھا شراب اُڑ گئی یہ کہکے ایک اشارہ کیا کہ برق کڑک کر گری رنگ و روغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اُڑ گیا اور پانون زمین نے تھام لیے اب تو محفل مین ہلڑ ہوا کنیزین چیخین مار مار کے بھاگنے لگین کوئی کہتی ہی کہ بن مانس ہی کوئی کہتی ہی کہ جلمانس ہی کوئی کہتی ہی مرچیا جن ہی کوئی کہتی ہی مُٹھیا دیو ہی عجب طرح کے حرکات کرنے لگین سمک زمین پر پڑا ہوا ہی قنطور نے کہا کہ کیون نسیم دیکھا تمنے میرا شک سچا تو نہ تھا میرے

پہلے ہی ساقی گری کا نام سنکر ہوش اُڑے تھے برابر اخبارون مین لکھا دیکھا کہ عمرو و برق نے اسی عیاری پر سیکڑون کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہی ہزارون بلائین نازل ہونگی دوست دشمن ہونے ہین قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہو جا بجا یہی رنگ ہی ہر مقام پر یہی ہر قوم ہی کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہین ہی لیکن آج یہ سعادت مجکو حاصل ہوئی قدرت نہایت خوش ہونگے فرمائین گے تو نے ہمارے بندون کو بچالیا اہل طلسم پر بڑا احسان کیا کنیزون نے میدان خونی کی تیاری کی کنیزین خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین لیے پھر رہی ہین بعض خنجر ہاتھ مین لیے کہہ رہی ہین کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہان باغ مین تو یہ کیفیت ہی طلسم کشا اور سماک کی یہ صورت ہی کہ نوبت بجان و کارد باستخوان سرنگون بیٹھے اپنے مالک سے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے جان بچالے اور ان دشمنون سے نجات دے اُدھر مواج سمندر نشین پہلو مین گرداب کے بیٹھا ہی جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہی اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہی گرداب نے باغ آراستہ کیا ہی مسندین درست کنیزین چالاک و چست مصاحبین حسین و مہ جبین گرد بیٹھی ہین صحبت عیش و جلسہ آراستہ مواج خوش بیٹھا ہی ملکہ ہما کی دایہ کی بیٹی ملکہ تصویر دلکش سامنے بیٹھی ہی مگر ملکہ ہماے اور نگ نشین کے واسطے ملول و حزین ہے گانین جو گا رہی ہین جب ہنگامہ عیش و نشاط کو ترقی ہوتی ہی تصویر دلکش کا عجیب نقشہ ہوتا ہی سناٹے مین آجاتی ہی یاد کرتی ہی کہ کیون اے تصویر ملکہ پر قید خانے مین کیا گذری ہوگی وہ پروردہ مہد ناز و نعم اُسپر یہ رنج و غم مگر اُسنے بھی غضب کیا کہ باپ کے سامنے بھی جنگ مین مصروف رہی افسون جادو پر وہ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا مگر مواج نہ آجاتے تو پتلہ زندہ نہ چھوڑتا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ مین جاتی تھین مواج نے آکر پتلے کو گرفتار کیا یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ مواج بیٹھے بیٹھے ہنسا اور پکار کر کہا کہ وہ ما تصویر تو سوچ مین بیٹھی تھی بول اُٹھی کہ اے شہنشاہ کسے مارا آپ کو بہت خوش پاتی ہون مواج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہی غم سے فراغ ہے طلسم کشا کو مین نے قریب صحراے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج قنطور نے بڑا کام کیا

وہ مالک صحرائے حسرت انگیز ہی طلسم کشا کو بلا کر ایک کنیز کو اپنی بصورت ملکہ ہما بنایا زرہ جبین لی متعین پیغام لیکر جاؤ قنطور کو ہمارا فرمان پہونچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرے دیر ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آجائے اور قید سے رہا کرے تحفہ جات وہین موجود ہین اگر تحفہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہی مگر اب یہ تحفے اُسکے قبضے سے نکلنا دشوار ہین اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہمارے اورنگ نشین اور جہلال کو قتل کرکے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سرون کو خدمت خداوند مین بھیجین کہ کارخانہ خدائی سست پڑا ہی رونق کارخانہ خدائی ہو انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہوے اُنپر نامے بھیجے جاوین کہ وہ ملک آباد ہون کل رعایا دل شاد ہو اپنا انتظام کرین جلد اپنے تئین پہونچاؤ راہ مین کہین ٹھہرنا نہین یہ سُنکر تصویر دلکش اُٹھی یہان قنطور و نسیم نے انتظام کیا ہی کہ کنیزین آمادہ قتل ہین ایک کنیز سر پر سمک کے خنجر بکف کھڑی ہی اور دو کنیزین سر پر طلسم کشا کے خنجر برہنہ لیے ٹہل رہی ہین نسیم نے اشارہ کیا اُن کنیزون نے رستم کو دار پر کھینچا چاہتی ہین کہ حکم ملے تو قتل کرین تصویر دلکش اُڑتی ہوئی آسمان پر آئی اُسنے صورت زیبا رستم کی دیکھی جی مین کہتی ہو کہ ہی ہی کیا غضب ہی معشوق میری بی بی کا قتل ہوتا ہی جس وقت وہ کشتہ حسرت وہاں سنے گی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسنے یہ بے غیرتی اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے نہ ہٹی جانتی تھی کہ یہ سحر مین مجھسے زیادہ ہین جب ارادہ کرینگے پکڑ لین گے اُسنے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھایا وہ جو خبر مرگ اس جوان کی سنے گی فوراً اپنی جان دیگی اُسکے بعد ہماری کون قدر کریگا وہ بے قتل کیے جان دیگی ہماری آبرو نہ رہیگی جیسی بی گرداب خاطر کرتی ہین ویسے ہی ہمارے نام سے نفرت کریگی ساحری نامے مین بھی یہی مرقوم ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہی کوئی نہ کوئی اور صورت پیدا ہوگی جس طرح بنے طلسم کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جری بہادر یون قتل ہوتا ہی یہ سوچ کر ہاتھ ہلایا اور عرصے تک روئی برق کڑک کر گری کہ جو دونون کنیزین قریب رستم کے کھڑی تھین اُنکے سر اُڑ گئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی رستم دار سے گرے پھر ہاتھ ہلایا برق چمکی جو کنیز قریب سمک تھی اُسکا بھی سر اُڑ گیا ابکی خود چمک کر گری جس مقام پر

زرہ وتیغہ وکلاہ رکھا تھا ان تینون چیزون کو اُٹھایا رستم تو اپنے جسم سے دور کر چکے تھے تصویر دلکش نے تینون چیزین اُٹھا کر اس جلدی مین رستم کو دین کہ رستم نے کلاہ سر پر رکھی تیغۂ ہفت جوہر پر قبضہ کیا زرہ ہفت جوش زیب جسم کرکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب | کیست علمشاہ چو رستم لقب
دیگر علمشاہ رومی شہ فیلزور | کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرہ کرکے لڑنے لگے سہمک نے جو رستم کو جنگ مین مصروف دیکھا حقہ آتشبازی نکال کر مارا ساحر سمجھے کہ رستم کا عیار جادوگر ہی اسم سحر پڑھ کر آگ بجھانے لگے مگر جلے جاتے ہین قنطور نے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا کہ او تصویر دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی ہاے مین جانتا تھا کہ وقت قتل طلسم کشا ہی کوئی افتاد ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے جان نہ بچیگی دیکھو کنیزین کیسے کیسے سحر کر رہی ہین صرف زرہ پاس تھی اُسپر تو ہمکو خوف تھا اب تو تینون چیزین اُسکے پاس پہونچ گئین اب اسپر سحر تاثیر نکریگا مواج ایسا ہی ساحر تھا کہ جسنے اس زور وشور سے کلاہ وتیغہ لیا اور طلسم کشا کو صحراے حسرت انگیز مین بھیجا نسیم تڑپ کر گری اور طائر کی شکل بنکر تیار ہوئی پر پرواز پیدا کرکے اُڑی چاہا کہ نکل جاؤن کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیر مارا سینے پر نسیم کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گیا نسیم کا لاشہ جو گرا کنیزین بھی جلنے لگین باغ ویران ہونے لگا نخل تھرا کر گرے اور جلنے لگے پتے مثل رنگ چہرۂ مدقوق زرد ہوکر زمین پر گرے اور جل گئے چمن پھولون کے پامال طائرین زمزمہ سرا کا عجیب حال یا تو عندلیبان خوشنوا قتل طلسم کشا کا مژدہ پاکر زمزمہ سرائی مین مصروف تھین یا منقارین بند دل دردمند دیوارین گر رہی ہین قنطور نے جو لاشۂ نسیم کا دیکھا اور وہ باغ سرسبز وشاداب مرتے ہی نسیم کے خزان نصیب ہوا گھبرایا ہوا لڑ رہا ہی طلسم کشا پر کبھی آگ برساتا ہی کبھی تلوارین گراتا ہی کوئی شے تاثیر نہین کرتی کئی مرتبہ تصویر دلکش پر سحر کیا تصویر گری بدن مین آگ لگ گئی مثل سرو چراغان جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی رستم نے بڑھ کر تیغہ ہفت جوہر کا سایہ ڈالا جلنا موقوف ہوا چمک چمک کر تصویر سحر کرنے لگی قنطور چاہتا ہی کہ تصویر کو قتل کرون اس تصویر کو صفحۂ ہستی سے

ہٹا دون لیکن بسبب طلسم کشا کے زور نہین چلتا آخر تلوار کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر ہی پر سحر کیا کہ زمین نے پاؤن تصویر کے تھام لیے جھولی سحر کی بائین ہاتھ سے گری قنطور تیغہ کھینچ کر چلا تصویر دعائین مانگ رہی ہو کہ ای خداے نادیدہ مین نے تیرا مذہب اختیار کیا ہاتھ سے اس ظالم کے بچالے اُس حسرت مین طرف طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ رنگ و روے تصویر دلکش اُڑا ہوا آنکھین ڈگمگا رہی ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ عالم یاس بدحواس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہے تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ہو گیا جی مین کہتے ہین کہ ای رستم یہ تمھاری جان بخشی ہے تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے ساحران ناری کو راہ مین مار کر قریب تصویر کے پہونچے عکس جو تیغہ ہفت جوہر کا پڑا تصویر پھر چمک چمک کر سحر کرنے لگی قنطور کا بھائی جیپور جادو بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جمال بے مثال تصویر دیکھ کر بیقرار ہو گیا تڑپ کر بڑھا کہ تصویر کا ہاتھ تھام لون اسکو بچاون اگر بن پڑے تو اس ہنگامے سے لے نکلون جیسے ہی تصویر پر جا کر ہاتھ ڈالون تصویر نے پیچھے ہٹ کر گلے مین ایک ہار پہنے تھی سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ ہار جو گرا پھول اُسکے جیپور پر گرے پھولون کا گرنا تھا کہ آنکھین جیپور کی سُرخ ہوئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا بیتاب ہو کر پکار اٹھا

نظم

حسن پر آپ ہین عبث مغرور
کمر یار دیکھ بھال نہین
زخم کے منہ سے بات کیا نکلے
آرزوے شب وصال نہین
ہجر مین ہو گیا وصال تمام

غم سوا عشق کا مآل نہین
کون شی ہے جسے زوال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے
لال ہے طاقت مقال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہے
ہجر کیونکر کہون وصال نہین

کون دل ہے جو پائمال نہین
حسن مین بال کا نہین ہے فرق
اُنکو مطلق مرا خیال نہین
غم سے افسردہ ہو گیا یانتک
وصل کا آپ سے سوال نہین

ای جان جہان و ای آرام دل مشتاق ہون میری تجھپر جان جاتی ہے ایک نگاہ پھر اُٹھا دے آہوان چشم نے مجھکو شکار کیا دل کو بہت بیقرار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قنطور کا سر لاؤ تو مین تیرے ساتھ شادی کرون جیپور یہ سُنکر جھومتا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہ او قنطور بے ادب تو نے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا سر مانگتی ہین سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ لون

یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آیا تلوار ہلانے لگا قنطور نے ہر چند ٹالا کہتا جاتا ہو کہ ارے
بیحیا کیا تیری شامتین آئی ہین دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سزا پائیگا
جیبور اپنے ہوش مین نہین ہو ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھاوے
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جیبور کے دو ٹکڑے ہوے غصے
مین تو ہاتھ ماردیا لاشہ جو بھائی کا دیکھا چیخین مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
تصویر اب تجھکو ضرور مٹاؤنگا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب
تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تصویر تڑپ تڑپ کے کنیزون پر گر رہی ہو کئی افسر مارے
کنیزین جن جن کے قتل کین یہ غصے مین طرف تصویر کے جاتا ہو اُدھر سے رستم لڑتے
ہوے آتے ہین کہ قنطور کا سامنا ہوگیا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر
پر روکا عکس جو تیغہ ہفت جوہر کا پڑا قنطور اندھا ہوگیا اوپر سے رستم نے ہاتھ مارا
کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوے قنطور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی باغ سارا جل گیا کنیزین
تمام جلین اب رستم قریب تصویر کے آئے فرمایا کہ اے نازنین تجھکو میری مدد کا کیا سبب ہوا
تیرا احسان عظیم ہوا تو تو جان بخش ہو تصویر نے شرما کے سر جھکا لیا کہا کہ حضور مین ملکہ
ہمائے اورنگ نشین کی دایہ کی دختر ہون اسوقت جو آپ کو اس حسرت و یاس مین دیکھا
دل بیقرار ہوگیا اب مین پاس مواج کے جانے کے لائق نہ رہی نہین معلوم کس طور سے
پیش آوے سب آپ کی جان کے خواہان ہین اب آپ کو مناسب ہو کہ تیمور جادو قنطور کا
بڑا بھائی ہو جسکی قید مین جہلال سرکش ہے اُسکو جل کر رہا کیجیے دوسرا جادوگر اُسکا بھائی
اُسی کے پہلو مین رہتا ہو جسکی قید مین ملکہ ہمائے اورنگ نشین ہین جل کر اُسکو مار لیجیے
اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہین یہ کہکر رستم تصویر کو ساتھ لیکر مع
سمک برائے رہائی جہلال چلے سمک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام پہلے جائے اے
ملکہ تصویر دلکش مجکو پتہ بتادو تو مین جاکر جہلال سرکش ایسے رفیق کو رہا کرون
تصویر نے کہا کہ تھوڑی دور جاکر ایک صحرا ملیگا کہ اُسمین گرد اُڑتی ہوگی گرداب کا
عزیز دار سراب جادو کہ نہایت ساحر زبردست ہو جب اُسکو مارو گے تب نگہبان کا

مقام ملیگا سمک یہ سنکر چلا کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحراے سراب مین پہونچا دیکھا کہ گرد انتہا کی اُڑ رہی ہی سمک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا جاتا ہے سمک نے اُس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سمک قریب پہونچا پوچھا کہ اے برادر تمھارا کیا نام ہی کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ قاصد خوشخرام میرا نام ہی مواج سمندر نشین نے خبر پائی ہی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی طرف صحراے سراب کے جاتے ہین تو مین نامہ لیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہون کہ اُسکو آگاہ کرون طلسم کشا آتے ہین ہوشیار رہنا سمک نے یہ دریافت کرکے قاصد کو باتون مین لگایا باتون مین لگا کے بیہوش کیا اُسکو درہ کوہ مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اُسکی جھولی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا بیچ جنگل مین ایک مکان بنا ہی ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوے بالاے قصر بیٹھا ہے خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہین سمک نے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ سراب مین آپ کی خدمت مین آنا چاہتا ہون اُس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوشخرام آیا ہی یہان بلا لو خادم آیا سمک کو بالاے قصر لے گیا سمک نے آکر سلام کیا نامہ نکال کر بلا تکلف دیا سراب جادو نے فرمان پڑھا پڑھ کر کہا کہ اے قاصد یہ صحراے سراب آباد ہی اگر یہان بڑا ساحر آئے تو دیوانہ ہو جائے اور خاک اُڑاتا پھرے میرے صحرا مین کوئی نہین آسکتا مجھے کچھ خوف نہین سمک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہی غلام کو راہ دور و دراز طی کرنا ہوگی اگر حکم ہو شب کو حاضر خدمت رہون صبح کو چلا جاؤنگا سراب نے کہا کہ مین خود چاہتا ہون کہ آج رہجاؤ سراب یہ کہکر قاصد نقلی کو ساتھ لیے ہوے پہلو مین باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ مین ایک چبوترہ نہایت آراستہ تھا آکر مسند پر سراب بیٹھا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے کچھ گاؤن اگرچہ آپ کی خدمت مین عمدہ عمدہ گائنین موجود ہین شاید وہ بھی پسند کرین سراب نے اشارہ کیا کہ کیا مضائقہ ہی سمک بایان کھینچکر سیدھا سیدھا ٹھیکا بجانے لگا نہایت لطف سے یہ غزل شروع کی ۔ نظم

رکا ہو خنجر قاتل مجھے خیال یہ ہی
تڑپ گیا ہون دم ذبح انفعال یہ ہی
لبون پہ جان ہی اک دم کا اور مہمان ہی
مریض عشق محبت کا تیرے حال یہ ہی
اُڑا ہے طائر رنگ رخ پہ یہ رویان
حضور وصل علے آپ کا جمال یہ ہی
عیان ہی کہ سینہ محبوب سے عروج شباب
پھل آیا نخل مین کہ بس حُسن کا کمال یہ ہی
رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی
دلا بس آہ رسا کا مری وبال یہ ہی
نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہین رعنا
گیا وہ غیر کے گھر پہ فقط ملال یہ ہی

اس لطف سے سمک نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہا کہ ای قاصد خوشخرام تم تو لائق اسکے ہو کہ تمکو تعویذ بازو بنا کر رکھے سمک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہی کہ مواج نے مجکو خزانے کا داروغہ کیا ہی ہزار ہا روپیہ مین نے پایا اُستادون کو دیکر یہ کمال یاد کیا اور یہ کمال حضور نے کیا دیکھا مین ساقی گری خوب کرتا ہون سب کو حضور صحبت مین بٹھائین محفل جمائین مین ساقی گری کرون سر سے شراب پلاؤن منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ ای قاصد خوشخرام یہ کمال تو بہت دشوار ہی یہ کہکے کنیز سے اشارہ کیا کہ کنجی میخانے کی قاصد خوشخرام کو دو سمک نے کنجی لی چاہتا ہی میخانے مین جاؤن کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک ابر نقرئی پیدا ہوا ابر آکر بیٹھا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف وضعیف جھریان چہرے پہ پڑی ہوئین لباس بہاری پہنے ہوے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آکے زمین پر اُترا چند کنیزین بھی بیٹھی ہین وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اُتری سراب کھڑا ہو گیا کہا کہ ای مادر مہربان اسوقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا اسفاکۂ آدمخوار نے کہا کہ ای فرزند اس وقت مین جہلال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اُسکو مین نے خوش پایا اگرچہ حال ابتر ہی بیقرار و مضطر ہی مگر شاید اُسنے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا خوش بیٹھا تھا مین نے نادان بنکے پوچھا کہ ای جہلال سرکش قید خانے مین اسقدر خوش بیٹھے ہو یہان سے تمھاری رہائی نہ ہوگی تمھارے قتل کا حکم آگیا اُسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طلسم کشا کو سلامت رکھے مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا مین گھبرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پارینہ کو دیکھا صاف صاف

مضمون پایا بزرگان دین لکھہ گئے ہین کہ وقت قتل سراب آگیا ای نور نظر مین گھبرائی ہوئی تیرے پاس آئی کوئی غیر تو تیرے پاس نہین آیا سراب نے طرف سماک کے اشارہ کیا کہ یہ قاصد آیا ہو حکم گرداب لایا ہو کہ جلال سرکش کو قتل کرو مگر کیا کامل و اکمل ہو چند شعر جو اسنے گائے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہو جیے گانا اسکا سُنیے گانا کیا ہی سحر ہو دل پر تاثیر کرتا ہو اب ساقی گری کریگا اور ای مادر مہربان یہ بزرگان دین کی یاوہ گوئی ہے قلم ہاتھ مین اُٹھا لیا اور جو چاہا وہ تحریر کیا میرے جنگل مین کون آسکتا ہو کسکی مجال ہو کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دیوانہ ہو جائے سفاکہ نے کہا کہ ای فرزند یہ غرور دل سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہو اتنا کہے دیتی ہون کہ بعد تباہی صحرائے گرداب نشان طلسم کشا تلاش لوح مین جائیگا اور لوح کا ملنا ذات پر لوحداران کی موقوف ہو اگر طلسم قلعہ گرداب نشان کو فتح کرے اور صحرائے محیط مین پہونچے لوحداران جیسا وہ خود خواہشمند ہو کہ طلسم کشا سے ملون اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کردون اُس وقت طلسم کشا کو مناسب ہو کہ لوح لینے سے انکار کرین کہ کسی اور باعث سے لوح لیگی طلسم کشا صحرائے محیط سے خالی نہ پلٹے گا لوح پائی اور فتاحی طلسم مین مصروف ہوا ہر چند کہ مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہین لیکن جب لوح ملی سب مشکلین طلسم کشا کی آسان ہین سب ترکیبین لوح بتائیگی مرحلہ جات بھی فتح ہو جائینگے سماک نے یہ باتین سنین آج کان مین نام صحرائے محیط پڑا جی مین کہتا ہو کہ ای سماک اب خدمت آقا مین یہ ذکر کرونگا سفاکہ آدمخوار سامنے سراب کے ذکر کر رہی ہو اور کہتی ہو کہ ای فرزند غفلت کا وقت نہین ہو ہر وقت ہوشیار رہو تم مجکو صحبت مین شریک کرتے ہو اور ساقی گری قاصد خوشخرام کے سپرد ہو مجھے اسپر دھوکا ہوتا ہو یہ کہکے سفاکہ نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کے پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم مین رہنے والے ہو یہ سمجھ لو کہ اگر طلسم ٹوٹیگا تو تمھارے بھی عزیز مارے جائین گے یہ انگوٹھی اُٹھا لو پھر ساقی گری کرو سماک کانپ گیا مگر بمجبوری اُٹھا انگوٹھی پر جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ مین سماک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر منھ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا

صورت اصلی نکل آئی سفاکہ نے آواز دی کہ کیون سراب تونے دیکھا تحریر کتاب کا مطلب نکلا ابھی مین نے کتاب مین دیکھا کہ تیری اجل قریب ہی اگر مین نہ آتی یہ ساقی گری کرتا تم سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر پہونچا فوراً اسکو قتل کرو طلسم کشا کا یہ معین و مددگار ہی اسنے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ فرزند خواجہ عمرو ہی عیارون مین بہتر سے بہتر ہی اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا زور کم ہو جائے گا سراب جادو کے ہوش اڑ گئے کہتا تھا کہ ای مادر مہربان آپ نے بڑا احسان عظیم کیا عین وقت پر تشریف لائین آپ نے خوب آگاہ کیا اس مکار نے اپنا رنگ جمالیا تھا اب ساقی گری پر آمادہ تھا کنجی تک میخانے کی مین دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتین تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا سفاکہ نے کہا کہ جلد دار استادہ کرو دار مین استادہ ہونے لگین جلاد موجود ہوئے سمک بیقرار ہی جب جلاد سر پر آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچین اسوقت سمک نے بیقرار ہو کر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ ای رب بے نیاز و ای بندہ نواز تیری صفت کون بیان کر سکتا ہی تو کریم و رحیم ہی۔ نظم

ز نور حق منور گشت ہر شمع   شدہ اندر خانۂ دل جلوہ گر شمع
گہ اندر راست و چپ جلوہ نمودہ   گہے شد جلوہ گر زیر و زبر شمع
رخ اندر مطلع ایجاد بنمود   گہ از شمس و گہ از روے قمر شمع
بچشم اہل بینش داد جلوہ   گہ از شام و گہ از نور سحر شمع
گہ از پروانہ ذات حق عیان گشت   گہے پرتو فگن گردید در شمع
بہر دل پرتو انوار بخشد   بہر دیدہ کند روشن نظر شمع

بیقرار ہو کر سمک دعا کر رہا ہی سفاکہ کہتی جاتی ہی کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلد ہاتھ تلوار کا مار دو یہ مکار مارا جائے کہ میرا فرزند مہلت پائے ارے جھلال کو بھی لاؤ جب تک وہ ظالم یہان قید رہیگا خیر خواہان طلسم کشا برائے رہائی جھلال آوینگے تدبیر رہائی کرینگے وہ بھی قتل ہو جائے چند حبشنیان گئین قفس جھلال لیکر آئین قفس سے جھلال سرکش کو نکالا زیر تیغ بٹھایا جلاد اسکے بھی سر پر آیا جلاد صاحب بیداد بیدادی کر رہا ہی پکارتا ہی۔ فرد

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + جلاد کھڑا کہہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازو پُر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی جہلال نے سر جھکایا اور دزدیدہ نگاہ سے طرف سمک کے دیکھا کہ سمک رو رو کر کہتا ہی افسوس دیدار سے مین اپنے آقا کے محروم رہا ان ساحرون کے ہاتھ سے قتل ہوا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے ان دونون کا سر کاٹ لو جلاد دونون کی طرف چلے اس وقت دونون مدہوش بعالم یاس قضاے کار تصویر دلکش جو رستم کو ساتھ لیکر چلی تھی تخت اُڑاتی ہوئی جب اس صحرا مین پہونچی کہ جس جنگل مین خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہان اُتارا کہا کہ حضور یہان ٹھہرین مین جاکر خبر تو لون دیکھون سراب کیا کر رہا ہی رستم صحرا مین ٹہلنے لگے تصویر دلکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراب جادو دمبدم کہتا ہی اب آپ کے جانے مین کیا دیر ہی سفاکہ جواب دیتی ہی کہ ای نور نظر مین خاتمہ کرکے جاؤنگی عیار اور سردار قتل ہولین چند عورتین مکارہ و حیلہ ساز و شعبدہ باز جائین اور طلسم کشا کو لگا کے لائین تب مین جانون کہ مین نے کام کیا تصویر دلکش نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا ہاتھ چمکائے دونون جلادون کے سر اُڑ گئے کڑک کر تصویر گری سفاکہ نے للکارا کہ او چھوکری تو کیون جان دینے پر آمادہ ہی تجھکو کیا ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورنہ مٹا دونگی یہ کہکے گولہ مارا تصویر کم سن یہ ملعونہ و بے حیا جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا گولہ جو پڑا شعلے بھڑکے تصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہوکر کھڑی ہوگئی اشیاے سحر ہاتھ سے پھینک دیے خاموش ہوکر کھڑی ہوگئی تھرا رہی ہی ہونٹھ کو جنبش نہین جان بچانے کی کوشش نہین سفاکہ نے آواز دی کہ ای سراب جادو اسکا سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر چلا کہ دروازے سے باغ کے شیر کے نعرے کی آواز آئی دیکھا کہ تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے رستم آتے ہین اور آواز دی - نعرۂ رستم پیلتن

علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم شیر دل رستم نامدار
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
منم قاتل کافران جہان
منم فارس عرصۂ کارزار
منم نور عینین صاحبقران

سمک و جہلال و تصویر کو زیر تیغ دیکھا تصویر کے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر

تیغۂ ہفت جوہر کا عکس جو تصویر پر ڈالا تصویر نے سحر سفاکہ سے رہائی پائی تڑپ تڑپ کر مرنے لگی جبھی گری اُسکے دو ٹکڑے کیے رستم نے بڑھ کر سمک و جہلال کو رہا کیا سمک نے اُٹھتے ہی حقہ آتشبازی کا مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے کئی سو جادوگر مر کر گرے مگر سب کنیزون نے مل کر رستم پر بلوہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پر عکس تیغہ ڈالدیا جسپر عکس پڑا وہ جلا جسکو قبضہ مارا اُسکا سر پھٹا سراب جادو نعرہ کرکے رستم پر جا پڑا سفاکہ نے آواز دی کہ او سراب یہ کیا کرتا ہو ارے یہ جوان یکتا طلسم کشا ہو اسپر سحر تاثیر نہ کریگا نومین یہ رستم ہو صاحب شوکت و حشم ہو کون ایسا ہو کہ جو اسکا مقابلہ کرے یہ وہ جوان ہے کہ فرنگستان مین چونسٹھ لاکھ فرنگیون مین گھسکر مرزوق کو مع تخت خندق مین پھینکا کہ آج تک قارون دار قعر ضلالت مین غرق ہو اسکی جرأت مین کیا فرق ہو خبردار سامنے نہ جانا سراب غصے مین جا پڑا رستم پر برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہ ہاے آتش گرے خنجر برسے لیکن رستم پر تاثیر نہ ہوئی ایک طرف تصویر مثل برق جہندہ تڑپ رہی تھی کسی پر گولہ پھینک مارا کسی پر ماش کے دانے پھینک مارے صدہا کنیزون کو جلا دیا یہان جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے للکار کر آواز دی کہ او بے حیا مردان عالم کا تو ایک وار قبول کر یہ کہکے تیغۂ ہفت جوہر کو چمکایا پیترہ بدل کے ہاتھ مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی سراب کے اندھیرا ہو گیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سراب جادو بود یہ آواز جو کان مین سفاکہ کے آئی سفاکہ نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب ہوا طلسم کشا نے سراب کو مارا ارے یارو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا مین مثل نہ تھا اس صحرا کو اُسنے ایسا آباد کیا تھا کہ صحراے حسرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اس فتنہ انگیز تصویر دلکش نے کیا طلسم کشا کو یہانتک پہونچایا اور مین نے غضب کیا کہ صحراے محیط کا نام لیا عیار میٹھا سُنا کیا اب اسکے بعد بھی وہان لیجائیگی ہر چند کہ لوحداران بڑا ساحر زبردست ہو مگر مین سحر مین بے نظیر تھی تو کیا بنا لیا سراب ایسا ساحر یون مارا گیا

یہ کہتی ہوئی طرف تصویر کے چلی للکارتی ہوئی کہ او تصویر دلکش تونے طلسم کشا کو بھی اپنا جمال دکھا کے مائل کر لیا یہ کہ کے سحر کیا مگر حال سفاکہ کا ابتر ہی بیقرار و مضطر ہی اس زور سے تصویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہو کر مثل تصویر تصویر ایک مقام پر کھڑی ہو گئی سفاکہ نے قریب آ کر بال پکڑے کہا تجھکو اس بدعت سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین اور مجھکو ذرا ترس آئے بال پکڑ کے چاہا کہ لے اڑون اور لیکر بلند ہون طلسم کشا نعرہ کر کے پہونچے سفاکہ نے خوف طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑے طلسم کشا نے لپک کر ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا بایان ہاتھ کٹ کر سفاکہ کا گرا اٹھے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر جو وہ ہاتھ گرا قطرے خون کے گرے خون کے قطرے پڑتے ہی بدن مین آبلے پڑ گئے یقین تھا اعضائے جسمی سے شعلۂ آتش نکلین رستم نے بڑھ کر تیغہ ہفت جوہر کا عکس ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جسم سے تصویر کے مس کی تب تصویر کی جان ٹھہری تصویر نے قدمون کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کلاہ ہفت گوشہ کے مس ہونے سے خنکی حاصل ہوئی شکر ہی کہ تسکین دل ہوئی اتنی دیر جو طلسم کشا رکے سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے صاحبو میرا عجب حال ہی دم بھر مین ابھی جو سامنا پڑیگا طلسم کشا مجھے ماریگا پناہ نہ دیگا مین جاتی ہون اس منغنی کو قتل کرون کہ جسکی ذات سے یہ سارے فساد اٹھے یعنے ملکہ ہمارے اورنگ نشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ اسے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اسکو اسی کٹے ہوئے ہاتھ سے قتل کرون یہ کہ کے زمین پر دونون پاؤن مارے غرق زمین ہوئی ایک گڑھا پڑ گیا سب کنیزین بھی اس غار مین پھاند پڑین طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ مین بھی عقب مین سفاکہ کے اسی غار مین جاؤن ایسا نہ ہو کہ وہ ملعونہ غصے مین گئی ہی جا کر ملکہ کو مار ڈالے جہلال سرکش نے پکار کر کہا کہ ای شہریار غار مین نہ جائیے گا وہ حرامزادی کیا قتل کر سکتی ہی غلام فوراً جاتا ہی یہ کہکے جہلال سرکش اڑا پرواز پیدا کر کے چلا بعد نکل جانے کنیزون کے رستم نے دیکھا کہ اس مقام پر سناٹا ہی سناٹا دیکھکر پریشان ہو کر سماک سے فرمایا دیکھا تمنے بڑھ کر خبر لاؤ سماک بھاگا برائے خبر چلا بعد سماک کے رستم اکیلے

اس صحراے ویران مین کھڑے ہین کہ پہلو سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت قوی تن وقوی من سیہ رو بد انجام اسباب سحر ذات پر درست نہایت چالاک وچست تیغہ برہنہ ہاتھ مین پشت پر ساٹھ ہزار ساحر نیزے وتلوارین ہاتھ مین لیے ہوے وہین سے ساحر نے آواز دی کہ منم تیمور چرخ پرواز ارے طلسم کشا کو مار لو ارے غضب کیا جہلال کو قیدخانے سے کیون بلایا رہائی کی تدبیر آئیس والون نے کی اس مقام پر نہ آتا تو رہائی کیونکر پاتا اُس اکناف کا وہ واقف کار ہی سب پتے نشان بتائیگا طلسم کشا کو تا صحراے محیط لیجائیگا لوح کا پتہ لگا لیگا یہان طلسم کشا تنہا ہی گھیر کر یارو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہکر طلسم کشا پر آپڑے چہار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا ساحرون سے لڑنے لگے جیسے ہی ساحرون نے حربے کیے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو جنبش دی حربے اُن سبکے پلٹ کر اُن ہی کے سینون پر پڑے جسنے نیزہ مارا تھا پلٹ کر نیزہ اُسی کے سینے پر پڑا جسنے تلوار لگائی پلٹ کر تلوار اُسی کے گلے پر پڑی سر کٹ کر گرا کئی سو ساحر جو مر کر گرے تیمور چرخ پرواز گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ یارو سمجھ کر حملے کرو تحفہ جات جو اسکے پاس ہین مثل لوح کے کام دیتے ہین طلسم کشا کو بچا لیتے ہین تیغۂ ہفت جوہر چمک رہا ہی کلاہ کا عکس پڑتا ہی واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا تھا تو ہماے اورنگ نشین کو قفس مین بند کر کے مکان تنگ وتاریک مین لٹکا کے باہر نکلا تھا کہ ایک ابر آسمان سے اُٹھا دیکھا تیمور نے فغفور گوشہ نشین تخت پر سوار بارہ ہزار جادوگرنیان ہمراہ آکر پہونچین فغفور گوشہ نشین نے پوچھا کہ ای باپ کہان جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پر اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سراب جادو مارا گیا مین اسوقت وہان گیا تھا جہان جہلال قید تھا اُسکو مین نے وہان نہ پایا اب مین فکر مین طلسم کشا کی جاتا ہون بیٹی کو در قیدخانے پر بٹھا کر آپ روانہ ہوا آگے طلسم کشا کو گھیرا فغفور در زندانخانے پر بیٹھی ہی کہ اندر سے قیدخانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صداے دردناک سے کوئی دردرسیدہ یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہی

نظم

ہوس مرگ وصل کی خواہش
حسرت فتنہ دولت بیدار

مبتلاے فراغت وکاہش
آخر آرام آگیا جی کو

ہمدم وہم مزاج لیل ونہار
چھوڑ کر غم چلا گیا جی کو

روز گل ہاے انبساط کا جوش
کیا نگہ ہاے آرزو باہم
کسقدر تشنہ کام آب وصال
مستی اشتیاق بوس و کنار
پھر وہی شوق دشت و جوش جنون
ظلم دوران کا ماجرا یہ ہی
بدزبانون کے منھ چڑھی یہ بات
بڑھتے بڑھتے سخن فسانہ ہوا

ہر شجر خندۂ نشاط کا جوش
دمبدم تازہ محفل آرائی
کاسۂ چرخ جام آب وصال
راہ پر اپنے آسمان نہ رہا
اپنے وعدے پر آگیا گردون
دونون کو حسب مدعا دیکھا
خوش بیانون کے ہاتھ آئی بات
دیکھنا عشق کی فسون سازی

چشم الطاف چارہ جو باہم
دلدہی دلبری دل آرائی
دائما ساغر و سبو بیکار
زہرہ بر جبیں کا نشان نہ رہا
اس مصیبت کی ابتدا یہ ہے
چشم بد دور اسنے کیا دیکھا
بدلہ سنجون کو اک بہانہ ہوا
کھیل بچون کا ہوگا جانبازی

افترا کی نگاہ مہر آلود
دست دشمن مین تیغ زہر آلود

یہ آواز سنکر فغفور گوشہ نشین گھبرا گئی جی مین کہتی ہو کہ ارے یہ کس دردمند کی آواز ہو کہ کلیجے کو برماتی ہو ایک ایک بات ایک ایک تقریر تیر دلدوز و پرسوز ہو کہ دل بیچین ہوتا ہو کنیزون سے کہا کہ دروازہ کھولو مین دیکھون تو کون دردرسیدہ قید ہو کہ جسکی باتین سنی نہین جاتین دیکھا قفس مین ایک نازنین مہ جبین کمسن گرفتار دام رنج و محن آنکھون سے آنسو گر رہے ہین کچھ اشک مژگان پر اٹک گئے ہین کچھ مژگان سے ٹپک رہے ہین جب آہ کرتی ہو تو زمین تھراتی ہو فغفور نے قریب آکے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت مین ہو کس سے جدائی ہوئی ملکہ نے آہ کر کے کہا کہ ای پرسان حال غریبان و ای مہربان حال بیکسان کیا حال اپنا کہون گرفتار دام مصیبت کشتۂ تیغ حسرت ہون معشوق کی ایک جان لاکھون دشمن جو راہبر تھے وہ راہزن ہمارے ہین حال لائق کہنے کے نہین ہو خوف آتا ہے کہ ایسا نہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اس جسم کو جلادے ہر چند کہ بربادی اپنی منظور ہو مگر فہم کا سراسر قصور ہو تیمور جادو ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر براے گرفتاری طلسم کشا گیا ہو خدا انکی جان ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہان تک پہونچائے ہم نوبت بجان و کارد باستخوان ہین اسوقت مین اگر جمال دیکھ لیتے تو روح کو کشاکش نہ ہوتی یہی چاہتے ہین کہ وقت اپنا قریب ہو سیہ بخت ہجران کشیدہ بد نصیب ہو شاید جمال بیمثال دیکھ لین

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو بہ آسانی دم نکل جائے کہ دل تردد منزل تسکین پائے فلک کجرفتار و گردون غدار سے یہ امید نہین کہ اب ہمکو راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو کہ ہم اُنکے سامنے قتل ہو جائین روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھرے ظاہرا کوئی ایسی صورت معلوم نہین دیتی یہی باعث بیقراری ہے اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے فغفور یہ باتین سنکر بیقرار ہو گئی کہا بی بی تمھارا ایک ایک کلمہ برائے تودۂ دل تیر دل دوز ہے باتون مین کسقدر سوز ہے کچھ خدمت مجھسے ارشاد ہو مین بجا لاؤن ملکہ نے کہا کہ اے شاہزادی تمکو ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہوسکے قفس سے نکال دو زبان سے بھی سوزن نکالو کہ مین جاکر اپنے معشوق صف شکن کی مدد کرون آفت سے اُس شہریار کو بچاؤن نہین معلوم ساٹھ ہزار ساحرون سے کیا گذری ہو فغفور نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مین قید سے رہا نہین کر سکتی مگر جاکے خبر لیتی ہون دیکھون جاکے کہ میرے باپ نے کیا کیا نہایت ساحر زبردست ہے مگر یہ سن چکی ہون کہ طلسم کشا صف شکن و تیغزن یکہ تاز میدان جلالت شہسوار عرصۂ جرأت لاکھ دو لاکھ سے جنگ مین بند نہین مگر پھر بھی مقام مشکل ہے کہ ساٹھ ہزار جب چہار طرف سے سحر کرینگے کیسا گھبرائین گے لیکن مین جاکر جہانتک ہوسکیگا بچاؤن گی کہکے فغفور باہر نکلی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہتی ہوئی کہ دیکھو محبت نے اس مہ جبین کا کیا حال کیا یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزون سے چلی کنیزین بازو بط و قرقرے پر سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آتی ہین یہان رستم نے کئی سو افسر قتل کیے ساٹھ ہزار مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین تیمور آواز دے رہا ہے کہ ارے یارو طلسم کشا کے سامنے سے کیون بھاگتے ہو ایک مرتبہ بلوہ کرکے ٹوٹ پڑو کلاہ سر سے اُتار لو اگر ان تحفہ جات کو لیا تو تمام طلسم مین تم سب کا نام ہوگا ہر کس و ناکس یہی ذکر کریگا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تحفہ جات پاچکا اب لوح کا ملنا باقی ہے تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے بلوہ کرکے رستم کو گھیرا نیزے تیر تفنگ مار رہے ہین یہی قول ہے کہ اسکو گرفتار کرو مگر رستم بیچ مین شیرانہ جنگ کر رہے ہین جو سردار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوا گرد لاشے ساحرون کے بیچ مین رستم

لختے خون کے جسم پر جمے ہوے کہنی سے خون ٹپک رہا ہی قبضۂ تیغۂ ہفت جوہر پر قبضہ جھپٹ جھپٹ کر ساحرون پر حملہ کر رہے ہین تیمور اپنے والون کو ترغیب دے رہا ہو کہ یارو تم سب ٹوٹ پڑو طلسم کشا زخمی بھی ہی تیغہ چھین لو ایک ہاتھ مین دو دو ہزار لپٹ جاؤ کلاہ سر سے اُتار لو یہی خوف ہو کہ کلاہ ہفت گوشہ کے عکس سے جل جاؤگے فرداً فرداً کے قتل ہونے سے تو نجات پاؤگے کہ ابر نقرئی آسمان پر چمکا ابر کو دیکھکر تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آگئی اب وہ بھی سحر کریگی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہین اگر ہزار دو ہزار قتل ہوے بارہ ہزار اور آگئے فغفور نے جو آسمان سے یہ ہنگامہ دیکھا اور جمال بیمثال طلسم کشا پر نگاہ پڑی کہ ایک جوان رعنا خانے زرہ کے خون سے معمور ساحر چاہتے ہین کہ لپٹ جائین مگر وہ اس جرأت سے شمشیر زنی کر رہا ہو کہ کسی ساحر کا حوصلہ نہین پڑتا فغفور بیقرار ہوگئی کچھ تو خیال معیت ملکہ ہماے اورنگ نشین کچھ صورت طلسم کشا پر رحم آیا فغفور نے کنیزون کو اشارہ کیا بارہ ہزار کنیزون نے حربے سحر کے ہاتھون مین لیے ملکہ نے اشارہ کیا تیمور تو سمجھا کہ طلسم کشا پر سحر کریگی ملکہ نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مر کر گرے اور پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ جرأت وای یکہ تاز میدان جلالت خوف نہ کرنا تیمور کو گھیر کر مار لو مجھکو ملکہ ہماے اورنگ نشین نے بھیجا ہی مین کنیزی مین حاضر ہون یہ کہکے دوسرا حملہ پھر کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ نے بڑا غضب کیا بیس پچیس ہزار جادوگر مارے گئے اُسے گھیر کر مار لو اب اسکو مہلت نہ دو یہ تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرفدار ہو اُسکے زخمی ہونے پر کس قدر بیقرار ہو تڑپ تڑپ کے لڑ رہی ہو کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب پلٹے تیمور نے بڑھ کر فغفور پر سحر کیا فغفور پشت پدر رستم کی آگئی رستم نے تیغہ چمکایا سحر تیمور کا باطل ہوا جب تیمور سحر کرتا ہو فغفور پشت پر طلسم کشا کی آجاتی ہو علمشاہ تیغہ چمکاتے ہین ہر مرتبہ فغفور کو بچاتے ہین یہان تو اس طور سے جنگ ہو رہی ہو جن کنیزون کو فغفور دیا لند وتخاستے پر چھوڑ آئی تھی اُن کنیزون نے دیکھا کہ یکا یک زمین پھٹی اور سفاکہ مردار خوار ہاتھ کٹا ہوا ہاتھ سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزون سے کہا کہ تم سب

سامنے سے ہٹو تمکو کسنے مقرر کیا کنیزون نے کہا کہ ہمکو ملکہ فغفور مقرر کر گئی ہین ہم قید خانے مین تمکو نہ جانے دینگے سفاکہ مردار خوار نے کہا کہ مین طلسم کشا سے لڑکر آئی ہون ایک سحر مین سب کو مٹا دونگی ہین ملکہ ہمائے اورنگ نشین کے قتل کو آئی ہون سامنے سے ہٹجاؤ مین اُسکا قفس نکالون اُس ظالم کو قتل کرون اسی ظالم کی ذات سے متعلقین صحرائے گرداب نشان مارے گئے یہ کہکے چاہا کہ قید خانے مین گھس جائے کنیزون نے تیغے کھینچے سفاکہ سے لڑنے لگین لیکن سفاکہ ساحرۂ زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست انکے سحر کو کب مانتی ہو کٹے ہوئے ہاتھ کا خون لیکر چھپاک مارا کنیزین جلنے لگین کئی کنیزین جل کر گرین اُنکے بیچ مین سفاکہ کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین کنیزون کو قتل کیا سب کو مار کر دروازہ کھولا اب وہ وقت ہی کہ ملکہ ہمائے اورنگ نشین قفس سے سر ٹکرا رہی ہین یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری ہین۔ نظم

دیکھنا شعلے ہمارے نالۂ شبگیر کے — پر بنے ہین صورت تیر شہاب اس تیر کے
چشم کم سے خاکساری کے مضمون دیکھیے — یہ نہین اشعار میرے نسخے ہین اکسیر کے
کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان — نوجوانو ہو گئے کیا تم مرید اس پیر کے
سر بسجدہ کیون نہ ہون انسان صورت دیکھکر — ہین ملائک پوجنے والے تری تصویر کے
دیکھنا قاتل نہ چھوٹیگا کبھی میرا لہو — حلقۂ زنجیر ہین جوہر مری شمشیر کے
رٹ لگی رہتی ہی تیرے نام کی وحشت مین بھی — دانۂ تسبیح ہین دانے نہین زنجیر کے
اسقدر روئے ہین معشوق اُسی کے عشق مین — حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے
کہیو ناسخ کی طرف سے اُس پری کو چھدا — کیا کرین تحریر ہم مشتاق ہین تقریر کے

سفاکہ نے جو یہ اشعار سُنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس مین سر ٹکرا رہی ہین نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ عشق سر پر چڑھا ہی دیکھ مین عشق تیرا اُتارے دیتی ہون میرا تو ہاتھ جنگ مین کٹا عوض مین ہاتھ کے تیرا سر بدن سے جُدا کرونگی ملکہ نے بنگاہ حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے قفس اُتارا باہر لیکر آئی قفس تو زمین پر رکھدیا نیمچہ کمر سے کھینچنے لگی ملکہ ہمائے اورنگ نشین نے اپنے کو

مجبور و معذور پا کر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤن جمال جہان آرا کو دیکھون ۔ نظم

تا بود دور زمان آباد باشد دار عشق ۔ محکم از سدِّ سکندر کرد حق دیوار عشق
صورتِ مطلوب از خود مینماید چار سو ۔ صاف چون آئینہ دل گردد از انوار عشق
پیش جانان کی کند از دادن جان ہم دریغ ۔ از زبان وقتیکہ عاشق میکند اقرار عشق
واقفِ حق گشت از فیض حقیقت مستفیض ۔ محرم راز خدا شد محرم اسرار عشق
دردمند درد دل را کی شود صحت نصیب ۔ گر رود از جسم و جان عاشقان آزار عشق
ہر کسے گردن بصمصام محبت خم کند ۔ سر نہد ہر کس تہ شمشیر جوہر دار عشق
میکند سر رشتۂ الفت ز ہر رشتہ جدا ۔ ہر کہ بر گردن بہ بندد ہند یا زنار عشق

ملکہ دعائین مانگ رہی ہین صفاکہ نے نیچہ کمر سے نکالا کھڑکی قفس کی کھول رہی ہی چاہتی تھی کہ ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھاؤن اپنے ہاتھ سے قتل کرون کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مبارک ہو کہ تیمور نے جا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی تیمور نے آپکو آداب و تسلیمات عرض کیا ہی مراد انکی یہ ہی کہ آپ نے بڑا رنج ہاتھ سے طلسم کشا کے اٹھایا یہان تک کہ ہاتھ کٹوایا بہین لیکر ملکہ بہار اور ناگ نشین کو بھی آپکے عاشق و معشوق ایک ہی مقام پر قتل ہون وہان تیاری میدان خونی کی ہوگئی ہی فقط آپکے چلنے کی دیر ہی حقیقت مین تیمور نے بڑا کام کیا پہلے تلوار قبضے سے طلسم کشا کے لی پھر کلاہ چھینی زرہ ہفت جوش کس تکلف سے اتروائی آخر کار گرفتار کر لیا صفاکہ نے یہ سنتے ہی کہا کہ ارے کچھ نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہی مجھکو حکم ہوا کہ جا کر ملکہ صفاکہ کو لا کہ انکے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو جسکے خوف سے خداوند پریشان رہتے ہین آج کل کوہ عجائب پر ہین روز میلہ رہتا ہی تیمور کے پاس فرمان بھی بھیجا تھا جسکا یہ مضمون تھا کہ طلسم کشا کو جلدی گرفتار کرو خواہ کوئی مکر کرو خواہ بجرأت پکڑ لو تیمور نے آج بڑی جرأت کا کام کیا اس طریقے سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین کر رہے تھے ہر ایک کا قول یہ تھا کہ آج تیمور نے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے قصد کرتے تو شاید

ایسا سحر ہوتا سفاکہ نے دیکھ کر آواز دی کہ او ساحر میرا دل تجکو دیکھ کر دھڑکتا ہی عیارون کی ایسی باتین کرتا ہی مین کتاب دیکھ لون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکے کتاب کو کھولا سمک ہان ہان کرتا ہی کہ ملکہء عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہی جی چاہے چلیے نہ جی چاہتا ہو نہ جائیے سفاکہ نے کتاب کو کھولا سمک اٹھ کر بھاگا سفاکہ نے کتاب کو دیکھکر آواز دی کہ او ناعیار کہان جاتا ہی سمک نے پلٹ کر جواب دیا کہ مین جا کر اطلاع کرتا ہون کہ ملکہ نہین آتی ہین قریب پچاس قدم کے سمک گیا تھا کہ سفاکہ نے داہنا ہاتھ یا خداوند ہفت پیکر کہکر زمین پر مارا سمک لڑکھڑا کے گرا سفاکہ نے اشارہ کیا کہ سمک کے چہرے کا رنگ و روغن اڑ گیا سمک نے اپنے کو دیکھا کہ مین بصورت اصلی ہو گیا سفاکہ نے سحر کشش کیا کہ سمک دوڑا ہوا قریب سفاکہ کے آیا سفاکہ نے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سمک کو مارا سمک کا عارض نیلا ہو گیا سمک رونے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچے کے عوض اگر تجھے خنجر نہ مارا ہو تو اپنا نام سمک نہ پایا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاکہ نے قفس توڑ ڈالا ملکہ ہماے اور زنگ نشین کو قفس سے نکالا پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد سرکوب کہان ہی جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہون دیکھا دو زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے سامنے سفاکہ کے آئے کہا کہ ای ملکہ سفاکہ کیا حکم ہوتا ہی سفاکہ نے کہا کہ دونون کے سر کاٹ لے سمک یلداقی نے بلک کر پروردگار سے رجوع کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس آفت آسمانی سے بچا لے ۔ نظم

رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را
سبزه را سرسبز کردی تیز نوک خار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را
ناله و فریاد کردی نطق موسیقار را
جلوه گر در گلشن عالم گل تر ساختی
زو دماغ بلبل نالان معطر ساختی
انقلاب دور دوران است در دستت مدام
هیچکس را نیست در فرمان تو جای کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام
آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام
برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی

دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

هست اندر اختیارت هر درون هر برون
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون
صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از هر بام برتر ساختی

دہ چہ خوش نسخہ رقم در حمد یزدان کردہ
پیش کش پیش جناب اہل عرفان کردہ
تحفہ مرقوم بہر حمد خوانان کردہ
در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ

منسلک ہندی بنظم این سلک گوہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

ملکہ کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری عالم بیقراری کلیجہ دھڑک رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو اپنے جی مین کہتی ہو کہ ای ہاے اورنگ نشین یہ فلک نے کیا سامان دکھایا افسوس ہم مرتے دم جمال جہان آرائے طلسم کشا نہ دیکھا یقین ہو کہ طلسم کشا کو بھی ہمارا ملال ہو فرمائین کہ ہماری خیر خواہ یون قتل ہوگئی فلک دیکھیے کیا سامان دکھائے آنکھون سے آنسو جاری ہین کبھی فرماتی ہین کہ ای مالک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھے کشاکش نہین اٹھتی سفاکہ چاہتی ہو کہ جلادون کو حکم دون دونون جلاد ہاتھ مارین کہ سر دونون کے اُڑ جائین کہ زمین شق ہوئی جہلال سرکش ہانپتا ہوا کانپتا ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آواز دی کہ او ملعونہ خبردار جلادون کو حکم نہ دینا نکلتے ہی جہلال نے ہاتھ جھکائے کہ دونون جلادون کے سر اُڑ گئے جلادون کا مرکر گرنا تھا کہ جہلال سرکش نے سفاکہ پہ گولہ مارا سفاکہ نے ہاتھ ہلائے برق چمکی اُس گولے کو اُلٹا پلٹا یا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ زمین شق ہوئی اور تصویر دلکش گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاکہ مردار خوار پر برس پڑی دو طرف سے دونون کے سحر چلے دونون نے ایسے سحر کیے کہ سفاکہ رُکتی ہو مگر کچھ زور نہین چلتا تصویر دلکش نے جو ہاتھ ہلائے برق گری سر سفاکہ کا زخمی ہوا بس زخمی ہوتے ہی سفاکہ نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا کارد سحر نکالی چاہا کہ کارد ماردون جہلال نے فوراً تصویر کو

آواز دی کہ ملکہ سامنے سے ہٹ جاؤ بلا کی کارد اس حرامزادی نے نکالی ہی یہ کارد جسکے سینے پہ پڑیگی توڑکر پشت کو پار گذر جائیگی یہ سحر رکنے والا نہین ہی بس یہ کہکے ایک تیلی چرمی جھولی سے نکالی سامنے کردی کارد ہاتھ سے سفاکہ کے چل چکی تھی سینے پر اس تیلی کے پڑی جہلال نے ہاتھ سے اس تیلی کو چھوڑ دیا تیلی کو توڑکر کارد پار گذری تیلی تڑپ کر اٹھی پکارتی تھی کہ او سفاکہ کیون تیری قضا دامنگیر ہی مین کنیز سامری کہلاتی ہون دیکھ عجائب و غرائب قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہون یہ کہکر وہ تیلی اپنے مقام سے تڑپتی ہوئی چلی جہلال کے سامنے آئی آواز دی کہ ای جہلال کیا حکم ہوتا ہی جہلال نے ہاتھ کاٹ کر خون اپنا تیلی پر پھینکا خون جو تیلی پر پڑا مثل برق کے تڑپنے لگی جہلال نے نیمچہ ہاتھ مین دیا وہ نیمچہ لیکر طرف سفاکہ کے چلی سفاکہ ہرچند چاہتی ہی کہ روکون گولے پھینکتی ہی ماش کے دانے جھولی سے نکالے اور بسم سحر پڑھ کر تیلی پر پھینکے مگر تیلی پر جون جون سحر ہوتا ہی اور زیادہ جوش اسکا بڑھتا جاتا ہی تڑپ کر سفاکہ پر جا پڑی نیمچہ مارا سفاکہ نے سپر سحر کو آگے کیا نیمچہ تیلی کا سپر سحر پر پڑا سپر نے نیمچے کو تھام لیا لاکھ تیلی زور کرتی ہی نیمچہ سپر سے نہین چھوٹتا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او جہلال سرکش ہرچند کہ تو برسون خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین رہا لیکن سلیقہ سحر کا نہ آیا دیکھ تیلی کو مین نے گرفتار کیا جہلال نے پھر اپنا ہاتھ کاٹ کر خون چلو مین لیکر پھینکا آواز دی کہ ای کنیز سامری اپنے کو سپر سے چھڑا تیلی نے پیچھے ہٹ کر اپنے کو چھڑایا نیمچہ الگ کیا سفاکہ پر برس پڑی ہرچند کہ سفاکہ روکتی ہی مگر تیلی بجلی بنگئی ایسے نیمچے مارے کہ سفاکہ بھاگی تیلی پیچھے دوڑی ایک سحر اسنے ایسا کیا کہ کئی تیلیان فولادی تیلی کے روکنے کو آئین تیلی نے ان تیلیون کو بھی مارا وے قیمہ ہوکے زمین پہ گرے تیلی پیچھے سفاکہ کے دوڑی سفاکہ بھاگی جاتی ہی کٹے ہوے ہاتھ کا خون ٹپکتا ہی جو قطرہ تیلی پہ پڑا چنگاری آگ کی بنگیا تیلی اس چنگاری کو منھ مین رکھ لیتی ہی کہتی ہی کہ او ملعونہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی مین اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی میرے آقاے نامدار و مولاے قدر شناس نے حکم دیا ہی کہ سفاکہ کا سر لاؤ مین تیرا سر لینے آئی ہون تیرے مددگار بھی تجھکو بچانے آئے وہ بھی مارے گئے دیکھ وہ لاشے پڑے

ہین

تڑپ رہے ہین اور جو تیرا معین و مددگار ہو اُسے بُلا سفاکہ کو یاد آگیا اور پکار کر آواز دی
کہ ای فولاد مردار خوار اس پتلی کو آگے روک یہ میرا پیچھا نہین چھوڑتی صحرا سے ایک پتلہ
فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او کنیز سامری کہان جاتی ہو آگے نہ بڑھنا
یہ کہکے سامنے آیا نیمچہ مارا پتلی نے سر آگے کر دیا سر پہ نیمچہ پڑا شرارا خون کا نکلا وہ خون پتلے
پر گرا پتلہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا پتلی نے جھوم کر آواز دی کہا و سفاکہ دیکھا تو نے جو تیرا
بڑا مددگار تھا اسکا آخر یہ حال ہوا تجکو بڑا ملال ہوا یہ کہکے قریب پہونچی سفاکہ نے چاہا کہ
اپنے کو بھاگ کر بچاؤن لیکن اُس پتلی نے اسطرح گھیرا کہ سفاکہ کسی طرف بھاگ نہ سکی
پتلی نے جھپٹ کر اس طرح نیمچہ مارا کہ سفاکہ کو کچھ نہ بن پڑا نیمچہ سر پہ لیا نیمچہ جو سر پہ پڑا
سفاکہ کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے سفاکہ کے بڑی آفت برپا ہوئی آندھی سیاہ
چلی پتھر بھی برسے بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سفاکہ مردار خوار
بود جھلال فوراً جھپٹا پتلی کو اُٹھا کر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای کنیز سامری کیا کہنا کس
لطف سے سفاکہ کو مارا بھاگنے نہ دیا پتلی ہنسی کہا کہ ای افسر یہ ملعونہ کیا ہو جس روز سفاکہ
پہ ہفت پیکر کے چلو گے اور ساتھ طلسم کشا کے ہوگے اور طلسم کشا کے پاس
نوج ہوگی اُس روز میری چستی و چالاکی دیکھنا کہ کس طور سے ہفت پیکر کو دیوانہ
کرتی ہون مجھے سامری و جمشید نے بنایا ہو تمھاری خدمت مین حاضر رہتی ہون
جس وقت جو کام لو سر سے کرون جو حکم دو بجا لاؤن جھلال سرکش نے پتلی کو جھولی مین
ڈال لیا پلٹ کے آیا آکے ملکہ کو قید سے رہا کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا
کا بھی معلوم ہو جھلال نے کہا کہ یہ خبر مین نے پائی ہو کہ تیمور نے رستم کو گھیرا ہو مگر خندہ
نے مدد اُنکے واسطے بھیجی کہ دختر تیمور یعنی ملکہ فغفور بارہ ہزار جادوگرنیون سے ہمراہ
مدد طلسم کشا پہونچی وہ شریک جنگ ہو اب ہم لوگ چلتے ہین فوراً جھلال سرکش نے
تخت سحر تیار کیا جھلال و ہماے اورنگ نشین و ملکہ تصویر دلکش و سماک بن عمرو
تخت پر جھلال سرکش کے سوار ہوے جھلال تخت اُڑاتا ہوا چلا یہان تیمور کی مدد کو
بلور چہار چشم ڈیڑھ لاکھ جادوگرون سے آیا ہو اُسنے آکر آواز دی کہ ارے گھیر کے

طلسم کشا کو مار تو تیمور نے پکار کے آواز دی کہ ای بلور فغفور کو گرفتار کر لو اس گیسو بریدہ نے ایسے وقت پر طلسم کشا کی شرکت کی ورنہ ابتک مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہوتا جب یہ آئی تو مین سمجھا میری مدد کو آئی ہی اسنے آتے ہی حربے سحر کے کرنا شروع کیے چالیس ہزار فوج کو اسنے قتل کیا اب بھی جنگ جدال کر رہی ہی یہ سنتے ہی بلور چہار چشم طرف فغفور کے چلا سامنے آ کے للکارا کہ او شوخ دیدہ طلسم کشا کے حسن ظاہری پر مائل ہوئی باپ کی تباہی کا کچھ خیال نہ کیا کھڑی رہ فغفور نے ایک گولہ بلور کو مارا بلور نے گولہ کاٹا کئی سحر فغفور نے کیے بلور دفع کرتا رہا آخر مین بلور نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او شوخ دیدہ اب اس لائق ہوئی کہ ہمپر سحر کرتی ہی زمین پر نہین گرتی فغفور چرخ کھا کر زمین پر گری اور ایڑیان رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہی آنکھین حسرت آلود کھلی ہوئی ہین طلسم کشا سے جو نگاہ لگئی اشارون مین کہ رہی ہی کہ ای شہریار کنیز اب رخصت ہوتی ہی سحر نے بلور چہار چشم کے یہ تاثیر کی کہ مین زمین پر گری اٹھ نہین سکتی کنیز تک تشریف لایئے طلسم کشا چاہتے ہین کہ لڑتا ہوا بڑھون پاس فغفور کے پہونچون فغفور کو اٹھاؤن لیکن اہل فوج بلور پرے باندھے ہوئے کھڑے ہین جہان ایک کو قتل کیا دس وہان آ کے کھڑے ہوگئے طلسم کشا کو قدم نہین بڑھانے دیتے چاہتے ہین کہ طلسم کشا کو گھیر کر پکڑ لین مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت و حشم شیرانہ لڑ رہے ہین جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم کا تیغہ خالی نہین جاتا جب چمکا دس بیس نابینا ہوے سحر بھول جاتے ہین آخر گھیرتے ہین بلور قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوئے بیٹھا چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون فغفور نے اس وقت بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ ای پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے افسوس ہی کہ صحبت طلسم کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے آسمان سے آواز آئی کہ او ملعون خبردار زیادہ گستاخی نہ کرنا اگر فغفور قتل ہوئی تو تیری قوم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا منم جہلال سرکش ایک طرف نعرہ ہوا کہ منم ملکہ بہارے اورنگ نشین ایک طرف سے آواز آئی کہ منم تصویرہ دلکش تینون نے مل کر سحر کیا

جھلال سرکش کا گولہ بیچ مین آکر بیٹھا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور الگ ہوا تیغہ ہاتھ سے چھوٹا ملکہ ہمائے اورنگ نشین کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ پھول برسنے لگے ملکہ ہما نے تصویر کو اشارہ کیا کہ وہ سحر کرو کہ بلور دیوانہ ہو جائے دونون نے مل کر جو سحر کیا پھول برسنے لگے بلور کے چہار جانب پھولون کا انبار تھا پھول جو اُٹھا کے سونگھے آنکھین سرخ ہو گئین رنگ رو متغیر متردد و متحیر یکایک بیقرار ہو کر پکار اُٹھا۔

نظم

ہی ہجوم درد و غم تشویش پر دل مین نہین
منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین

آتش افروزی کی او گردون ہوا دلمین نہین
کچھ سوائے خاکساری آب اور گل مین نہین

چشم و ابرو گوش و بینی مین نہ غنچہ سا دہن
مطلقاً تیری شباہت ماہ کامل مین نہین

مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال
جب تلک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین

کیون نہ بھٹکین وادی الفت مین ہم غربت زدے
میل اور سنگ نشان کا نام منزل مین نہین

مارتا ہی جسکو کر دیتا ہی کام اُسکا تمام
نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین

حجاب آتی ہی مجنون لیلی ناقہ نشین
دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محمل مین نہین

موج سے دست و گریبان ہی تہِ دریا مین ڈھونڈھ
گوہر مقصود تو دامان ساحل مین نہین

بعد مردن لاش اُس کوچے مین گر جائے مری
آسمان اتنی زمین کیا کوے قاتل مین نہین

اُسکو گردن مین پہن کر کب گلے میرے ملا
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین

شکوۂ بُعدِ مسافت اتنا سالک کیا ضرور
نابلد ہی راہ سے تو بھیر منزل مین نہین

ساربان ملتا نہین دے کون مجنون کو جواب
لیلی گونگی ہو گئی یا کوئی محمل مین نہین

شکر اللہ جذب اُلفت نے کیا انکو مسخر
وہ جو کہتے تھے اقراب عشق کامل مین نہین

کسکے آگے رونا تنہا نغمہ پیرائی کرون +
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف تصویر کے چلا اب تصویر و ہما و جھلال زمین پر اُتر آئے ملکہ ہما نے بڑھ کر فغفور کو اُٹھایا فغفور اُٹھی چہرہ سرخ ہو رہا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے مگر ہمائے اورنگ نشین نے ہاتھ پیٹھ پر پھیرا جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا اُس سے فغفور کا منھ دھلایا فغفور چالاک و چست ہوئی کہا کہ ای ملکہ عالم آپ نے

عین وقت پر مدد کی کنیز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچایا ہماے اورنگ نشین نے کہا کہ دیکھو اُس بیحیا کا کیا حال ہی دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہی اب مین اُسکو حکم دیتی ہون غرضکہ بلور گریبان پھاڑے ہوے سامنے تصویر دلکش کے پہونچا اور پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار کرو میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نگاہ ملجائے تو قلب تسکین پائے تصویر نے سر اُٹھا کے کہا کہ ای بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش مین آؤ ملکہ ہما نے حکم دیا ہی کہ تیمور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ مین ابھی سر لاتا ہون دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہون کیا مجال کہ جو وہ مجھسے سرکشی کرے یقین ہی کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اُسکا لا کر سامنے ملکہ کے پیش کش کرون میرے دل کو آرام نہین سواے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام نہین آخر کہان جائیگا شرمندہ ہوکر زور سحر دکھائیگا اگر سرکشی کریگا بہت پچھتائیگا یہ کہتا ہوا تیمور کو للکارتا ہوا چلا کہ او تیمور ملکۂ عالم کا حکم ہی سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر قلم کرون تیمور نے جو بلور کو اس حال مین دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای افسران فوج اپنے افسر کو روکو یہ اپنے ہوش مین نہین ہی مجھسے زبان لڑاتا ہی دیکھو کس آزادی سے آتا ہی افسران فوج بڑھ کر بلور کو روکنے لگے جسنے روکا بلور نے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا پکارتا ہے کہ یارو مجکو نہ روکو معشوق کا حکم بجالاؤن لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل ہی اُسکو صحراے زور آوران کہتے ہین شہ زور کرگدن سوار اس صحرا کا حاکم ہے بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت مین حاضر رہتے ہین یکایک اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ای شہ زور کرگدن سوار صحراے حسرت انگیز مین طلسم کشا آیا ہی تیمور اور بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہی کہ ساحرون کو قتل کر رہا ہی کسی کے روکے نہین رکتا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اُسکو طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سُنکر شہ زور نے حکم دیا کہ کرگدن ہمارا تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگا کے کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر چلا ایک ایک اُن مین قوی تن و قوی من ہر ایک کو یہ خیال ہی کہ مین جا کر طلسم کشا سے لڑون

مگر شہ زور کہ سب کا اُستاد ہی جھومتا ہوا کرگدن پر سوار ساتھ والون سے کہتا ہوا آتا ہی جلد چلو کہ طلسم کشا کو مشکین باندھ کر لاؤن اپنا زور دکھاؤن پسران حمزہ کو اپنے زور کا بڑا دعوی ہی یہ شخص جو لڑ رہا ہی یہ سرفتنہ ملک فرنگستان مشہور ہی بڑے بڑے کارنمایان کیے پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوے کوئی اس سے مقابلہ مین سربر نہین ہوا لیکن کوئی پہلوان صاحب شوکت ولیاقت نہین پہونچا ورنہ رستمی نکال دیتا اسطرح رستم نہ مشہور ہوتے مین جاکے آج سمجھادونگا یہ کہ کے بکبر ونخوت کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار پہلوان پشت پر نیزہ ہلاتا ہوا چلا غرور مین تیور پر بل پڑے ہوے یہان اب وہ وقت ہی کہ تیمور بڑے زور وشور سے مصروف جنگ ہی لیکن نہایت تنگ ہی کہ رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہین فغفور وجہلال دلتصویر جمک جمک کر سحر کر رہے ہین بڑے بڑے ساحرون کو مارا کئی بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چُن چُن کے رستم قتل کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی اور آواز آئی کہ شاباش ای فرزند صاحبقران تمھاری رستمی کا مین بہت مشتاق ہون ساکنان طلسم ہفت پیکر مین سے ہون شہ زور نام آور میرا نام ہے یہ جو بیس ہزار پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہین ہر ایک کے سَو سَو پچاس پچاس شاگرد تھے انکے اکھاڑون پر پہونچا اور ان سب کو توڑ کا زیر کرکے اپنا شاگرد کیا آج تمنے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرا مین آکے تلوار رسائی یہ ساحر ہین جنگ شمشیر زنی سے نہین ماہر ہین ای تیمور صف باندھکر ٹھہر جاؤ مین ابھی زیر کرکے تمھارے ساتھ کیے دیتا ہون قدرت سے عرض کرنا کہ آپ کا پہلوان قدرت شہ زور نام آور اُسنے رستم کو زیر کرکے بھیجا ہی آواز شہ زور کی سُنکر رستم تلوار پکڑے کھڑے ہوے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر الگ صف باندھ کر کھڑا ہوا شہ زور نے کرگدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہوکر نیزہ ہلانے لگا پکار کے آواز دی کہ ای رستم زمان وای فرزند صاحبقران اب میرے مقابلے مین آئیے تیغہ ہفت جوہر کی چمک ہم بھی دیکھین رستم نے مرکب جمکایا باگ پھیر کر سامنے شہ زور کے آئے تگاور زن ہوے پانچ قدم کرگدن شہ زور کا پیچھے ہٹا تین قدم مرکب رستم کا پسپا ہوا شہ زور بہت جھلاما کہا ای رستم اس تگاور پہ ناز نہ کرنا

کرگدن پیچھے ہٹا مین قدم بڑھائے کھڑا ہون رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ ای پہلوان زرین تمکو اسکا خیال ہی مجکو تو خیال بھی نہین اب نیزہ اُٹھائیے وار کیجیے بہت غرور زیبندہ نہین غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہی انسان ضعیف البنیان کس بھروسے پر گھمنڈ کرے ایک قطرۂ نجس سے خلقتِ انسان ظاہر ہی بروقت مقابلہ حال معلوم ہوگا شہ زور نے کہا کہ ای رستم ہم تمھارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہر ہین بڑے بڑے ملکون پر آپ نے لشکرکشی کی مگر یہ سرحد طلسم ہفت پیکر ہی بڑے بڑے پہلوان آئے اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ نہ سمجھنا کہ مین فنون سپہ گری مین کم ہون تم حملہ کرو بعد اُسکے مین حربہ لگاؤنگا کہ تمھارا حوصلہ نہ باقی رہے رستم نے کہا کہ ای پہلوان ہمارا یہ دستور نہین اگر تمھارے وار سے ہمکو پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر شہ زور ہنسا خبردار کہہ کے نیزہ مارا اس مغرور کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ پر علمشاہ کو اُٹھاؤنگا علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی اسکا لشکر و لشکر تیمور نگران ہی پشت رستم پر جہلال سرکش و ملکہ فغفور و تصویر دلکش و ہما اورنگ نشین و سمک بن عمرو عیار یہ جب کس آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہین جنگ رستم و شہ زور دیکھ رہے ہین کہ دونون جوانون مین نیزہ چل رہا ہی پہر بھر کامل نیزہ چلا تین سو ساٹھ طعنین رد و بدل ہوئین اب آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین رستم نے مرکب جھکا کر آواز دی کہ ای شہ زور ہوشیار رہو مشت تمھاری سست ہی مرکب ہمارا چست و چالاک ہی دیکھو نیزہ نکلا چاہتا ہی یہ کہہ کے نیزہ شہ زور کا گانٹھا اور مرکب کو اُڑا کے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہ زور کے نکل گیا مثل تیر شہاب آسمان پر چمکا اور مثل خط شعاع زمین پر گرا دونون لشکرون مین غریو ہوا شہ زور بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغہ لنگردار جوہردار نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار قریب سپر پہونچی رستم نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا شہ زور نے رستم کا گریبان پکڑا آخر دونون جوان لپٹے ہوئے مرکب و کرگدن سے

کو دے شہ زور بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ ای رستم تلوار کی لڑائی مین تم غالب آئے مگر اب زور مین میرے آپ کے مقابلہ ہو قدرت نے مجکو شہ زور لقب دیا سرحد طلسم ہفت پیکر مین کوئی زور مین میرا نظیر نہین اب کیونکر بچو گے تلوار کہین قبضے سے مردون کے نکلتی ہو یہ کہکے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داؤن پیچ ہونے لگے دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین جہان رستم پکڑ لاتے ہین شہ زور تڑپ کر نکل جاتا ہے اور جہان شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہی رستم تڑپ کے اسقدر جلد نکلتے ہین کہ گھٹنے زمین سے آشنا نہین ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہی چاہتا ہی پکڑ کے زمین پر لاؤن اور چت کرون مگر رستم پر پنجہ نہین قابض ہوتا دنگ ہو رہا ہی اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ فرزند حمزہ بلاے روزگار ہی کسی فن مین کمی نہین کرتا رستم بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین سارا دن اسی جنگ مین تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب تابان با روے زرد لرزان و ترسان طرف قلعۂ مغرب کے گیا شہ زور روک کر رستم کو کھڑا ہوا کہا کہ ای رستم شاباش ہی خوب مجھسے لڑے اس دوپہر مین کسی مقام پر کمی نہین کی مگر خداوند ہفت پیکر نے دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہی کل پھر تمھارے اب پھر مقابلہ ہوگا رستم نے کہا کہ ای شہ زور ہمارا یہ دستور نہین کہ جنگ سے بدون زیر و زبر کیے پلٹین یا تمکو زیر کرینگے یا زیر ہو جائینگے پلٹنا کیسا شہ زور نے کہا کہ مین بھی بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہین چاہتا لیکن آج معاف فرمائیے کل سویرے ہی آکر آپ سے مقابل ہونگا برابر سے لڑونگا کمی نہ کرونگا رات کو جو ہم اور آپ لڑینگے تو کون دیکھیگا بیس ہزار پہلوان دیکھنے والے کھڑے ہین رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دو بادشاہون کو رات کا دن کرتے کیا دیر لگتی ہو یہ سنکر شہ زور نے پلٹ کر آواز دی کہ ہان یارو روشنی کروا لڑائی الجھ گئی جہلال سرکش نے پڑھ کر سحر کیا کہ پتلے فولادی مشعلین لیکر موجود ہوے ایکطرف سے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے سحر کیا کہ سنہری پتلیان قندیلین لیکر موجود ہوئین اور جنگل مین پھرنے لگین تصویر و فغفور نے بھی ایسا ہی سحر کیا ملازمان شہ زور نے پنج شاخے گڑوا دیے درختون مین فتیلے باندھ کر روشن کیے تمام نخلہا سے صحرا

جھاڑ معلوم ہوتے تھے پتے مثل برق کے چمک رہے ہین شاخون مین فقیلے بندھے از بیخ تا سر نخل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہو چکی تو رستم نے کہا کہ ای شہ زور اب وقت جنگ ہے اب کیا درنگ ہے شہ زور بھی بہ مجبوری آمادۂ جنگ ہوا اور دل مین کہہ رہا ہے کہ بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہے دیکھون اس سے کیونکر جان بچے کل فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کسی مقام پر کمی نہین کرتا کل فنون مین بے مثل و بے نظیر ہے حسن مین ماہ منیر ہے اگر قدرت مدد کرین تو البتہ غالب آؤن آخر کار شب کو معروف کارزار ہوا ایک طور پر کشتی ہونے لگی چار پہر رات ایک طور پر کشتی رہی بوقت سحر رستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لاتے ہین دو دو گھڑی رگڑتے ہین بمشکل شہ زور نکلتا ہے پہرون ہانپتا ہے چہرے کی یہ کیفیت ہے کہ ماتھا خون سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور و ناچار لڑ رہا ہے دوپہر ڈھلتے ڈھلتے رستم شہ زور کو ریل کرکے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکے ہکہ مارا دونون گھٹنے شہ زور کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرۂ شیرانہ کیا لنگر شہ زور کا اکھڑا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند. کیا پہلوانون نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو اٹھا لیا لینا لینا کہہ کر دوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو چرخ دے کر زمین پر مارا سمک نے دوڑ کر حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا کہ لے بھاگون لیکن ملازمان شہ زور نے آ کے گھیر لیا سمک کو یقین ہوا کہ اب مین قتل ہو جاؤنگا آخر پشتارہ چھوڑ کے بھاگا پہلوان چاہتے ہین کہ رستم سے لپٹ جائین مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے صدہا پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم کے لاشے پڑے ہین تلوار چل رہی ہے آخر جہلال سرکش گولہ پکڑ کے جا پڑا جھپٹ کر گولہ مار کئی سو جوانون کے سر پھٹے ملکہ ہمائے اورنگ نشین ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی جا پڑین ایک طرف سے ملکہ تصویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان مہ جبین نے سحر کیے کہ زمین کانپ گئی آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ ای رستم الامان رستم نے قریب پہونچ کر شہ زور سے کہا کہ کیون ای پہلوان دوران ولے گرشاسپ جہان اگر کچھ زور مین اور حوصلہ باقی ہو وہ بھی

نکال لو مین پھر تمسے براے زور آزمائی موجود ہون خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انمین سے جو ہوس ہو مین پھر موجود ہون شہ زور نے کہا کہ ای شہریار مین خوب امتحان کر چکا سب فنون مین آپ سے کم ہون آپکی اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت رہون رستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ یارو خبردار تلوار نیام مین کرو مین نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گلے سے لگا لیا سب نے تلوار روکی پانچ ہزار جوان قتل ہوے پندرہ ہزار نے بدل وجان اطاعت کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور وشور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے اُسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور و رستم کو گرفتار کر لو فوج والے تریخ وتاریخ لیکر جا پڑے جہلال سرکش نے بڑھ کر تیمور کو روکا تیمور بھاگا چاہتا ہی کہ بھاگ کر نکل جاؤن رستم لڑتے ہوے سامنے تیمور کے پہونچے للکارا کہ او بیحیا مین تیرے سحر کا مشتاق ہون تیمور نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر تلوار کو روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے ہاتھ مارا تیغۂ ہفت جوہر چمک کر گرا تیمور کے دو ٹکڑے ہوے تیمور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی پتھر برسنے لگے تھوڑے ہی دیر بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تیمور جادو بود رستم نے فوج کو ساتھ لیا بارگاہ استادہ ہوئی جہلال سرکش و تصویر دلکش و ہماے اورنگ نشین و سماک بن عمرو بارگاہ مین آکر داخل ہوے شہ زور بعہدۂ رفاقت ساتھ ہی مقام صدر پر رستم آکے بیٹھے فرمایا کہ کیون ای ہماے اورنگ نشین اب جو یہ خبرین سب تمہارے مان باپ کو پہونچینگی یقین ہی کہ سامان لشکر کشی کرین یا ہم خود قلعہ گرداب نشان پر جائین ہما نے کہا کہ آپ خود لشکر کشی کیجیے وہان آپ کا لشکر بھی ہوش مین آگیا ہوگا مگر یہ خبرین بھی اُسکو معلوم ہوئی ہونگی دیکھیے وہ کیا کرے جہلال نے کہا کہ غلام اٹالہ بارگاہ کا لیکر بڑھتا ہی آپ وقت پر آئیے گا شب بھر یہی صلاحین رہین بوقت سحر جہلال سرکش اٹالہ بارگاہ کا لیکر طرف صحراے گرداب نشان کے چلا بعد تھوڑے عرصے کے رستم نے بھی کوچ کیا عقب مین جہلال کے رستم چلے سماک بن عمرو ساتھ ہی مگر حال نکہت تال گرداب جادو

و مواج سمندر نشین لکھتا ہون کہ مواج سمندر نشین قلعۂ گرداب نشان مین بیٹھا ہی زوجہ سے کہہ رہا ہی کہ صاحب مین نے کتابون مین دیکھا ہی کہ یہ نوجوان جو آیا ہی یہ اصل مین طلسم کشا ہی ہرچند کہ مین نے ایسے صحرائے ہولخیز مین پھنسایا ہی کہ جہان سے نکلنا دشوار ہی لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہی غیب سے اُسکی مدد پہونچیگی ہر مقام پر اسکے مددگار پیدا ہوجاتے ہین رہائی کی صورت نکل آتی ہی ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے ساتھ فتور کیے لیکن یہ طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ ہماے اورنگ نشین رہائی پائے اگر مہلال سرکش رہا ہوا تو دم بھر مین رستم کو چھڑا لیگا گرداب جواب دیتی ہی کہ صاحب قدرت نے بڑے بڑے فرمان لکھے ہین کہ جسطرح بن پڑے طلسم کشا کو گرفتار کرو تم ایسی باتین کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا حوصلہ شکست ہو کمر ہمت مضبوط باندھو آئندہ جو منظور خداوند یہ ذکر تھا کہ چند طائران زرد آسمان سے آئے اور غلطک مار کر انسان بنے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دینے لگے بعد اُسکے عرض کی کہ ای مواج سمندر نشین رستم نے صحرائے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور اُنکے ساتھ والے بھی رہا ہوے اب مہلال سرکش اثالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے آپ کے قلعے پر آتا ہے یہ سنتے ہی مواج گھبرا گیا مگر منقار آتش ریز منگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا نہایت بیقرار ہی رفیقون سے کہتا ہی کہ یارو کیا کہون مین چاہتا ہون دل کو پھیرون دل نہین پلٹتا اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

تجمل مجکو یاد آتا ہی اُس گُل کی سواری کا
چمن مین آج چلنا دیکھ کر بادِ بہاری کا

ترے نقشِ کفِ پا کے لیا کرتا ہون مین بوسے
ہوا ہی عشق مین یہ حال میری خاکساری کا

تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جائے
لکھا ہی مین نے کچھ کچھ حال دل کی بیقراری کا

ارادہ ہی فلک سے لیجے مہر و ماہ کے ساغر
نہایت اوج پر ہی شوق اُنکی بادہ خواری کا

جہان مین ہی ترا حسن خداداد ای صنم ایسا
کہ پریان فخر کرتی ہین تری خدمتگذاری کا

حسینان جہان کے غول میخانے مین آئے ہین
بڑا احسان یہ مجھپر ہوا ابر بہاری کا

تری تیغ نگہ کے وار کی کیا قدر غیرون کو
مرے دل سے ذرا پوچھے کوئی اس زخم کاری کا

کوئی کہدے یہ اُس سے طالبِ دیدار مرتا ہو ذرا صورت دکھا جا وقت ہو اب دم شماری کا
برہنہ دختِ رز کو حضرت زاہد اگر دیکھین اُتارین جامہ اپنے ہاتھ سے پرہیزگاری کا
زمین بولی جو بعدِ دفن مین تربت مین گھبرایا کہان ہین وہ جو دم بھرتے تھے تیری غمگساری کا
کرینگے ترک آجائیگی پیری جبکہ اے سطوت جوانی مین بہت مشکل ہو چھٹنا بادہ خواری کا

مصاحبون سے کہا کہ آپ نہ گھبرائین ہم مواج کو پیغام دینگے وہ جبرائیل کو بھیجکر آپکی مدد کرینگے منقار کہتا ہو کہ وہ کون سا دن ہوگا کہ ملکہ ہماے اور رنگ نشین کو اپنے پہلو مین دیکھون مین نہایت پریشان ہون یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا عرض کی کہ جہلال سرکش اٹالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے آتا ہو عقب مین رستم کے ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے آتے ہین نام معشوقہ کا سنکر منقار اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ہمارا لشکر تیار ہو جہلال کو قتل کرونگا ہماے اور رنگ نشین پر قبضہ کرونگا یہ کہکے ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر چلا یہان جہلال ایک مقام پر آکے اُترا ہو کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ منقار ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے آکر پہونچا جہلال سمجھا کہ مجھسے مقابلے کو آیا ہو ہرکارے مقرر کیے کہ خبر لاؤ منقار کیا کر رہا ہو پہر رات گئے ہرکارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ اُسنے طبل جنگی نہین بجوایا جہلال جاکر سو رہا یقین ہوا کہ آج تھکا ماندہ آیا ہو کل طبل جنگی بجوائیگا جہلال تو یہ سوچ کر سو رہا دو پہر رات گئے منقار نے لشکر تیار کیا بارادہ شبخون چلا آکے لشکر پر جہلال کے گرا ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہین طنابین خیمون کی کاٹ دین بازارین پامال کرتا ہوا قریب خیمہ جہلال پہونچا جہلال کو ہرکارون نے خبر دی کہ منقار برائے شبخون آیا ہو جہلال جھلا کر اُٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جل رہی ہو خیمے گر رہے ہین منقار لڑتا ہوا آتا ہو جہلال نے للکارا جھولی سے گولہ نکال کر مارا منقار نے گولہ کاٹا گولا جو پھٹ کر گرا کئی سو ساحر منقار کے مرے الامان کی صدا بلند ہونے لگی جہلال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار مین تہلکہ پڑ گیا ہر طرف جہلال دوڑتا پھرتا ہو لشکر پر منقار کے گھیرا ڈالدیا جب گولہ مارا دو چار سو کے سر اڑ گئے منقار چاہتا ہو کہ مین لڑ بھڑ کر نکل جاؤن جہلال نے گھیر لیا ہو رات بھر لوٹ ہوئی

منقار ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ نکل جاؤن جہلال نے نہ نکلنے دیا گھیرے ہوے جنگ کر رہا ہی یہی قصد ہی کہ منقار کو مارون جب گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ رستم پیلتن مع ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے نمودار ہوے ایک جانب تصویر دلکش اور ایک جانب فغفور جادو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہونچے جہلال کو جو لڑتے دیکھا نعرہ کیا۔ نعرہ علمشاہ

علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
منم صف شکن تیغ زن پہلوان
منم نور عینین صاحبقران

ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائین کنیز اسکو سمجھائے دیتی ہی ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پہ ہاتھ ڈالا کچھ پھول سوکھے ہوے جھولی سے نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا کہ پھول شگفتہ ہوے وہ پھول منقار پر پھینک مارے مینہ پھولون کا برسنے لگا منقار نے اُٹھا کر پھول سونگھے پھول سونگھتے ہی جھومنے لگا پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم مین تابعدار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون اصل کیفیت کا کیا بیان کرون نظم

نہ کسی مین جو رہی مہر و وفا میرے بعد
سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد
شہرۂ حسن زمانہ مین مرے دم سے تھا
پھر ترا نام کسی نے نہ لیا میرے بعد
سورۂ حمد پڑھا آکے مری تربت پر
ختم کی اُسنے محبت کی ادا میرے بعد
کفِ افسوس ملا کرتے ہین اس رنگ سے وہ
اپنے ہاتھون مین لگاتے ہین حنا میرے بعد
ظالم اس درجہ زمانے مین ہوے وہ مشہور
پھر کوئی پھول کے عاشق نہ ہوا میرے بعد
سختیان ہجر مین تیرے جو اُٹھائین مین نے
دے سزا اسکی صنم تجکو خدا میرے بعد
دل سے اپنے مجھے افسوس بھلایا ایسا
نام میرا نہ کبھی اُسنے لیا میرے بعد
ساتھ اغیار کے بیخوف پھرا کرتے ہین
نہ رہی اُنکو ذرا شرم و حیا میرے بعد
نہ ملی مجکو جو معشوق سے اک دن راحت
کی کسی سے نہ کسی نے بھی وفا میرے بعد
مجھسا صابر جو نہ دنیا مین ملا ظالم کو
ظلم کا نام پھر اُسنے نہ لیا میرے بعد
مین وہ بلبل ہون کہ گل چاک گریبان رہے
خاک اُڑاتی پھری گلشن مین صبا میرے بعد
نہ رہا عاشق و معشوق مین اُلفت کا مزا
اور ہی ہو گئی دنیا کی ہوا میرے بعد

اُس ستمگر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا　　میری تربت سے یہ آئیگی صدا میرے بعد
نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے ای سطوت　　نام کو بھی نہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آنکھین سُرخ گریبان پھاڑ کر ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ ہماے اور رنگ نقشبن نے کہا کہ ای منقار تیرا مدعا کیا ہی کیا چاہتا ہی منقار نے کہا کہ تمھارے گل رخسار کا عندلیب ہون افسوس ہی کہ وصل سے تمھارے محروم ہون ایسا نہ ہو کہ زمانۂ فراق مین ہلاک ہو جاؤن دل کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی میرے حق مین جو مناسب ہو وہ فرمائیے ای مسیحاے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اُٹھائیے ملکہ نے کہا کہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمین کسنے تمسے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کہ ہمپر حاکم ہی اُسنے قصد نہ کیا اُسکی زندگی مین کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو اپنے کو قلعۂ گرداب نشان پر پہونچاؤ اور جس طرح ہو سکے سر مواج کا لاؤ مین دل و جان سے تمسے راضی ہون وہان سے سر لے کے بخیر و خوبی یہانتو بھونری پھر جائے پس پھر تمسے مجھے کسی بات مین انکار نہین یہ مضمون دلچسپ سُنکر منقار چھکارے بھرنے لگا کہتا تھا کہ کیا ساعتِ سعید ہی بلکہ یہ دن بہتر از عید ہی مین ابھی جاتا ہون جاکر مواج گرداب کا سر لاتا ہون دیکھون تو کون روکتا ہی فوج والے اُسکے بگڑینگے تو مین اُنکو کب مانتا ہون اہل فوج کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہون مواج کو فوراً شکست دونگا دیکھون تو مجھسے کون مقابلہ کرتا ہی یہ کہکے رفیقون کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دیگا دو سو رفیق عمدہ عمدہ سردار مثل کمیدان و رسالہ دار فوج سے نکل آئے کہا کہ ای شہریار ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپ پر گذریگی سر سے جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر آپ کا حکم بجالائین گے سر اُس ناہنجار کا لائین گے دو سو افسرون کو ساتھ لیکر تلوار کھینچے ہوے طرف قلعۂ گرداب نشان کے چلا تھوڑے ہی عرصے مین جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر عذر کرنے لگے دائرۂ اسلام مین آئے رستم تو اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُترے مگر مواج قلعے مین بیٹھا تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوے سامنے آئے کہا کہ حضور منقار آتش ریز مع دو سو سردارون کے سحر کا ہل کرتا ہوا قلعہ مین گھس آیا ہی رعیت شاہی کو

قتل کر رہا ہی منھ سے نہین بولتا آنکھین سرخ چہرہ گلنار آپ کا نام لے کر گالیان دیتا ہی کہ رہا ہی کہ مواج و گرداب کہان ہین یہ سنکر مواج سمندر نشین اپنے مقام سے غصے مین اُٹھا کہتا ہوا کہ منقار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے قلعے مین گھس آیا دیکھو جا کے کیا حال کرتا ہون نکلتا ہوا مواج سمندر نشین بیرون قصر آیا دیکھا کہ منقار مبہوت لب پر مُہر سکوت تیغہ کھینچے ہوے رعایا کو قتل کر رہا ہی اور دمبدم پکار کر کہ رہا ہی کہ مواج کس مقام پر ہی سامنے نہین آتا قصر مین گھس جاؤنگا اندر آ کے سر کاٹونگا زن و شوہر دونون گنہگار ہین مواج نے للکارا کہ او منقار کیون دیوانہ ہوا ہی تو نے ہزارہا بے گناہ قتل کیے زبان کو نہین روکتا یہ کہ کے مواج نے گولہ مارا گولہ گردان ہو کے پھرا سب پر سایہ ڈالا دیکھا سب نے کہ منقار تلوار نیام مین کر کے ہاتھ باندھے ہوے سامنے مواج کے آیا کہا کہ اے مواج مین اپنے ہوش مین نہ تھا بڑا غضب یہ ہی کہ ہمارے اورنگ نشین طلسم کشا کے ساتھ ہی اُسنے مجھپر سحر کیا میرا یہ حال کیا کہ مین آپ تک پہونچا جو کہیے وہ بجا لاؤن جا کے ہمارے اورنگ نشین کو پکڑ لاؤن یا طلسم کشا کو سزا دون مواج نے کہا کہ اے منقار تم نہ جاؤ نہین معلوم تمھارا کیا حال کریگی اب کی مرتبہ زندہ نہ پلٹو گے یہ کہکے منقار کو اپنے ساتھ لیگیا گرداب سے کہا کہ انکو ٹھہراؤ مین جا کر طلسم کشا کو لاتا ہون فوراً قتل کرونگا سر خدمت مین خداوندی کی روانہ کرونگا یہ کہ کے مکان سحر مین گیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا پر پروانہ پیدا کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا رات کو لشکر طلسم کشا مین پہونچا دور سے بارگاہ دیکھی خدمتگار کی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہین جملہ سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین مواج کھڑا رہا جب دربار برخاست ہوا اور طلسم کشا خاصہ نوش کر کے براے آرام چلے مواج ایک گوشے مین آیا نقب سحر کھودنے مین مشغول ہوا جب نقب سحر تیار ہوئی تو نقب مین پھاندا چہرہ نقب کا بارگاہ طلسم کشا مین مین توڑا دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما رہے ہین سرہانے کرسی پر تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ رکھی ہی زرہ زیب جسم ہی بڑھ کر آہستہ اول تیغہ و کلاہ اُٹھائی کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا سوتے مین طلسم کشا بیہوش ہوے جلدی مین زرہ اُتار نہ سکا بقچہ کمر مین دیا اُٹھا کر کاندھے پر ڈالا

اوسی نقب مین پھاندا نقب کو طی کر کے باہر نکلا طرف قلعۂ گرداب نشان کے چلا سمک اپنے مقام پر پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک سانپ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہی گھبرا کر سمک اوٹھا دوڑا ہوا در بارگاہ پر آیا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جھپٹ کر بارگاہ مین آیا پلنگ اپنے آقا کا خالی پایا مہرہ نقب کا دیکھا بدحواس ہوگیا اور نقب مین پھاندا پڑا نقب کو طی کر کے باہر نکلا دیکھا کہ شہ زور برسر طلایہ ہے سمک کو دیکھکر پکارا کہ کون جاتا ہی سمک نے کہا کہ مین ہون اے شہ زور بڑا غضب ہوا کہ آقاے نامدار کو کوئی چرا کے لے گیا شہ زور گھبرایا کہا کہ اے مہتر ڈالا گھر یہ کام مواج کا ہی بڑا ساحر زبردست ہی وہ ہی آ کر آقا کو لے گیا یہ سنکر سمک نے کہا کہ مین جاتا ہون اگر کچھ بن پڑا تو عیاری کی ورنہ تم سب صاحبون کو اختیار ہی یہ کہ کے سمک بھاگا تلاش مین مواج کی چلا مواج بارہ کوس کا میدان طی کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ ہے جنگل کا تماشا دیکھ رہا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہی موجہ بلند حباب کنارے جھیل کے مثل چشم معشوق کیفیت دکھا رہے ہین پانی کو دیکھکر مواج کو جوش آیا کنارے پر جھیل کے اوترا پانی پیا ہاتھ منھ دھویا دیکھا کہ رات کا وقت ہی طائر آشیانون سے گمان مین صبح کے چہکار اوٹھے ہین تعریف اپنے معبود حقیقی کی کر رہے ہین مواج نے پشتارہ رستم پیلتن کا ایک تختۂ سنگ پر رکھ دیا طائرون کی آوازین سن رہا ہی وجد مین ہی جی مین کہتا ہی کہ صنعت باغبان قضا و قدر ہی مقام صحرا باغ سے بہتر ہی اسی جنگل مین طلسم کشا کو قتل کرونگا کہ ایک طرف سے یہ آواز آئی کہ صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو جا کر لائے لیکن اب یہان کیون کھڑے ہو کل لشکر طلسم کشا مین غلغلہ ہو رہا ہی ہر ساحر و غیر ساحر کا یہی ارادہ ہی کہ تلاش مین اپنے آقا کی جائین اگر تمکو پا جائین گے تو بوٹیان کاٹ کے پھینک دینگے بس اب اپنے لشکر مین چلو پلٹ کر مواج نے دیکھا کہ زوجہ میری گرداب جادو لہنگا پہنے ہوے نتھ ناک مین گھبرائی ہوئی آتی ہی پکارتی ہوئی کہ صاحب اب لشکر مین اپنے چلو سب سردار تمھارے مشتاق ہو رہے ہین سب کا یہی قول ہی کہ ہمارے افسر صاحب جو گئے ہین خالی نہ پلٹین گے طلسم کشا کو لیکر آئینگے

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب آئی پشتارہ اُٹھالیا کہا کہ صاحب چلو ایسا نہو کہ ہمارے یہان طلسم کشا آئین جھلال سرکش کہ ساحر زبردست ہی ایسا نہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لے کر ادھر آئے مین لشکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی ہمارے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی بارگاہ سے نکلی تھی اور کہتی تھی کہ یارو لشکر تیار کرو مین لشکر کشی کرکے جاؤن وہ گیسو بریدہ سب سے زیادہ بیقرار ہی یہ کہہ کے پشتارہ لیے ہوے جاتی ہی کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤن مواج نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہی اُدھر کہان جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر مین چلو مین دوسرے جنگل کو طی کرکے آتی ہون مواج نے کہا کہ ایسا نہ ہو اُدھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو مشکل ہو مواج نے ذرا منھ پھیرا تھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی مواج نے اپنی ران پر ہاتھ پھیرا ہاتھ کو دیکھکر آواز دی کہ او مکار مین نے پہچانا کہان جاتا ہی ارے میرے سامنے سے پشتارہ لیے جاتا ہی سمک اور بھاگا مواج نے وہین سے سحر کیا سمک گرا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُتر گیا جھپٹ کر مواج نے سمک کو بھی گرفتار کیا دونون کو گرفتار کرکے لے چلا سمک کو پیدل لیچلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگا لیے یہ بیان گرداب جادو بعد جانے شوہر کے بیتاب و بیقرار اپنے لشکر مین پھر رہی ہی کہتی ہی کہ صاحبو میرے دل کو کیونکر آرام آئے صاحب اکیلے گئے ہین طلسم کشا صاحب تحفہ جات ہی سحر اُس پر تاثیر نہ کریگا یکہ و تنہا گئے ہین خداوند ہفت پیکر اُنکو بچائین کہ یکایک سمک سے باتین کرنے کی آواز آئی گرداب نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب صاف صاف کہو کیسے لائے مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب مبارک ہو کہ مین طلسم کشا کو لایا راہ مین اس مکار نے تمھاری صورت پر عیاری کی مگر مین نے پہچان لیا دونون گرفتار ہوے جلد میدان خونی کی تیاری کرو کہ ان دونون کو قتل کرون تو دل ٹھنڈھا ہو گرداب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے دارین استادہ ہونے لگین جلاد شلنگین لگانے لگے ہر طرف یہی غل ہی کہ لاؤ طلسم کشا کو قتل کرین مواج نے اسی طرح طلسم کشا کو بیہوش رکھا ہی سمک ہوشیار ہی مگر رو رہا ہے دیکھتا ہی کہ آقا کے جسم مین صرف زرہ ہفت جوش ہی کلاہ و تیغہ قبضے مین مواج کے ہی مواج تیغہ ہاتھ مین لیے جلادون سے کہ رہا ہی کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

اگر یہ رہا بھی ہو جائے تو کیا کر سکتا ہی سماک دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کارساز خدای بے نیاز تیری ذات پر کل سامان موقوف ہین اگر تجھکو منظور ہی تو بچا لینا اپنے بندے کا کیا بات ہی بلک بلک کے دعائین مانگ رہا ہی عرض کرتا ہی کہ ای خالق حقیقی وای رب تحقیقی رحم کردے۔ نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک — خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزه خار خاک
ہمچو گل بنمود از کتم عدم رخسار خاک — شد چو از فیضان وحدت مطلع انوار خاک
گشت ہمصورت بشکل چہرهٔ گلزار خاک

خاک مثل شمع در بزم جہان شد جلوه گر — جلوه اش در چشم خلق آمد نظر زیر و زبر
گاه آماده رنجہ و بر گہ در میان خشک و تر — گاه زر گشت و گہے سیم و گہے لعل و گہر
جابجا بنمود با نوع دگر اظہار خاک

گاه چشم و گاه گوش و گاه سر گاہے دماغ — گاه مہر و گاه ماه و گاه شمع و گہ چراغ
گاه سرو و گاه سنبل گاه لالہ گاه داغ — گاه قصر و گاه ایوان گاه باغ و گاه راغ
گاه صحن و گوشہ و دار و در و دیوار خاک

برچہ رتبہ میکند این خاک عاجز افتخار — بر کسامی پایہ دارد پائے نخوت استوار
از کہ شد حاصل غرورش باوجود انکسار — برچہ طاقت می پرد تا اوج گردون این غبار
برچہ حیثیت رود تا گنبد دوار خاک

سماک بلک بلک کر دعائین کر رہا ہی رات کم باقی ہی سب نے دیکھا کہ جلاد مہر درخشان خنجر شعاع و ضیا کھینچے ہوے میدان چرخ نیلی مین آکر آمادهٔ قتل ہوا یہان میدان خونی تیار ہوا دارین استاد ہوئین جلاد شلنگین لگانے لگے چاہتے ہین مواج حکم دے تو رستم کو قتل کرین مواج حکم دے رہا ہی کہ یا رو طلسم کشا کو قتل کرو جلاد سر پر طلسم کشا کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچا خنجر کھینچ کر قریب سر کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای مواج سمجھ کر حکم دینا حکم اول ہی قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی مواج نے حکم دیا کہ مین نے ہزار حکمون کا ایک حکم دیا کہ سر کاٹ لو جلاد خنجر کھینچے ہوے سر پر رستم کے آیا چاہتا ہی کہ خنجر مارون سماک کلیجہ پکڑے رو رہا ہی جلاد خنجر کھینچے ہوے جھپٹا چاہا کہ خنجر مارون کہ ایک

پھول آسمان سے گرا جلاد نے وہ ہی خنجر اپنے گلے پر پھیر لیا اور پکار کر آواز دی کہ غلام طلسم کشا پر نثار ہوا جب وہ جلاد مر کر گرا مواج نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا جلاد نے کیون اپنی جان دی خنجر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن پر پھیر لیا یہ کسی کے سحر کی تاثیر تھی سر اُٹھا کے جو آسمان کی طرف دیکھا چند طائر آسمان پر اُڑ رہے ہین اور کچھ علامت نہ معلوم ہوئی گردآب نے کہا کہ صاحب یہان ساحر اس طرح نہین آئیگا آئیگا تو مارا جائیگا چند طائر آسمان پر اُڑ رہے ہین ان طائرون پر سحر کرو اگر طائر اصلی ہین بھاگ جائینگے اگر کسی کے سحر کے ہین تو قائم رہین گے مواج نے ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا گولہ جا کر پھٹا ایک طائر اُلٹ گیا دیکھا کہ ملکہ ہماے اورنگ نشین بصورت طائر ٹھہر رہی تھی منقار پہلو مین مواج کے کھڑا تھا معشوقہ کے جمال جہان آرا کو دیکھا بیتاب و بیقرار ہو گیا پکار اُٹھا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میری یہ کیفیت ہے نظم

کسطرح شکر کرون تن مین نہین جان قاتل
میرے سر پہ ہو تری تیغ کا احسان قاتل
دل مین باقی نہ رہے ذبح کا ارمان قاتل
میری گردن پہ پھرے خنجر بران قاتل
بلبل جان کا نکلنا ہے نہایت مشکل
ہین گل زخم کہ پھولا ہے گلستان قاتل
وار ہنس ہنس کے لگاتے ہین جو مجھکو تو نے
ہر گل زخم ہے چمن پہ گل خندان قاتل
دیکھ لیگا جو دم ذبح پریشان مرا حال
تو بھی ہوگا صفت زلف پریشان قاتل
نیمجان چھوڑ کے تو جائیگا تو غم ہوگا
دیدہ زخم رہین گے مرے گریان قاتل
مین وہ کشتہ ہون کہ ممنون ہون حشر تلک
دے اگر پھر کفن تیغ کا دامان قاتل
بعد میرے جو سہے گا نہ جفائین قاتل
قتل کر کے مجھے تو ہوگا پشیمان قاتل
اپنے کوچہ مین مری لاش کو کر دینا دفن
آرزو بھی ہے یہی اور یہی ارمان قاتل
سر ابھی کاٹ کے مین نذر کرون حکم جو ہو
دل کی کیا اصل ہے حاضر ہے مری جان قاتل
ہو اجازت تو گلے اُسکو لگاؤن مین ابھی
ہے تری تیغ مرے سامنے عریان قاتل
بدگمانی جو ہوئی ذبح کے بعد اے سطوت
خوب دیکھا کیا پھر دون تن بیجان قاتل

منقار بیقرار طرف ملکہ ہماے اورنگ نشین کے دوڑا کہ جلال سرکش نے نعرہ کیا اور

ترپ کر گرا کلاہ و تیغہ جان دیکر اُٹھا لیا اور فوراً کلاہ سر رستم پر رکھی تیغہ ہاتھ مین دیا رستم کو ہوش آیا رستم نے بڑھ کر نعرہ کیا **نعرہ رستم بن صاحبقران**

علمشاہ رومی شہ فیل زور کہ بر تخت مرزوق فگندہ شور یل نامور رستم پہلوان
منم نور عینین صاحبقران اگر تیغ بر سنگ خارا زنم زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ایک طرف سے ملکہ تعفویر نعرہ کرکے گری ایک طرف سے فغفور نعرہ کرکے آپڑی ان چارون سردارون نے زمین ہلادی لڑائی ہونے لگی تلوار چل رہی ہے رستم لڑائی مین مصروف ہین سمک نے اُٹھتے ہی حقہ ہاے آتشبازی مارے جب حقہ پھٹا شعلہ ہاے آتش کرکے سو دوسو جادوگر جل کر گرے رستم برابر گرداب کے لڑتے ہوئے پہونچے گرداب نے تیغہ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ مارا گرداب کا سر زخمی ہوا اُسنے تڑپ کر اپنے کو زمین پر گرایا چاہا کہ لوٹ مار کے اُڑ جاؤن کہ جہلال سرکش برابر پہونچا گرداب پر اپنے کو گرادیا گرداب نے سحر کیا کہ جسم پر جہلال کے آبلے پڑ گئے اُکن کرکے گرداب کو چھوڑ دیا گرداب نے چاہا کہ اُڑ جاؤن پشت پر آکر ملکہ ہماے گولہ مارا پشت پر گرداب کے پڑا منہ کے بھل گرداب زمین پر گری گولے نے پشت کو نہ توڑا کہ رستم نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا گرداب کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی گرداب کے اندھیرا ہو گیا آوازین گیرودار کی آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مرا نام من گرداب جادو بود یہ آواز مواج نے سنی منہ اپنا پیٹ لیا مصاحبون سے دیکھ کر آواز دی سواے تیغۂ ہفت جوہر کے اور کسی سے گرداب قتل نہ ہوتی وہ ہی خاص بیابان کی مالک تھی اسی کے نام سے یہ صحرا بیابان کا آباد تھا آج صحراے گرداب نشان ویران ہو گیا اگر تیرا جی چاہیگا لڑ بھڑ کے نکل جاؤنگا کہ ہرکارے نے خبر دی کہ جہلال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا ہماے نے پشت پر آکر گولہ مارا طلسم کشا لڑتا ہوا پہونچ گیا تیغۂ ہفت جوہر مار دیا تب گرداب قتل ہوئی مواج لڑتا ہوا چلا کہتا تھا کہ جہلال کو مار ڈالونگا نہ وجہ سے میری کیا سمجھ کے لپٹا آخر بدن پر آبلے پڑ گئے تب چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اُسکو قتل کرون کہ دیکھنے والے افسوس کرین یہ کہہ کے جہلال کو للکارا جہلال رُکا مواج نے گولہ مارا جہلال سرکش نے

گولہ کاٹا گولے سے ایک پتلہ نکلا وہ پتلہ طرف جہلال کے پلٹا جہلال نے ہاتھ اپنا کاٹ کر خون پتلے کے سامنے کیا خون پی کر طرف مواج کے پلٹا مواج نے پکار کر آواز دی کہ او فولاد سینہ شکن ادھر کہان آتا ہی جہلال کو پامال کر پتلہ پلٹا جہلال نے خون چلو مین لیکر اسپر چھینکا کئی مرتبہ جہلال نے پتلے کو پلٹایا مگر مواج اسکو زور دیتا ہی پانچوین مرتبہ پتلہ طرف جہلال کے چلا اب جہلال یہ معرکہ دیکھ کر بھاگا رستم لڑتے ہوے آتے تھے دیکھا کہ جہلال کا رنگ رو متغیر ہی اور ایک پتلہ فولادی تیغہ کھینچے ہوے عقب مین جہلال کے آتا ہی رستم نے پکار کر پوچھا کہ کیون جہلال خیر تو ہی جہلال نے عرض کی کہ ای شہریار مین نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو پلٹایا اور مواج نے پھیر دیا اب کی مرتبہ یہ میرے قتل کا خواہان ہی سوائے حضور کے روکے یہ کسی سے نہ رکیگا یا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہی رستم نے بڑھ کر تیغہ ہفت جوہر چمکایا وہ پتلہ تیغہ ہفت جوہر کو دیکھ کر گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگون رستم قریب پتلے کے پہونچے پتلے نے تیغہ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا جہلال نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو گردش دی پتلے پر عکس جو پڑا ایک چیخ مار کر پکار اٹھا کہ ای مواج مجھکو ہاتھ سے طلسم کشا کے بچا لے مواج دوڑا چاہتا ہی پتلے کو گود مین اٹھالون ہاتھ سے طلسم کشا کے بچالون کہ رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوے پتلے کے مرتے ہی رنگ روے مواج متغیر ہوگیا للکار کے آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے بڑا ستم کیا وہ سحر مٹایا کہ میرے قلب پر صدمہ پہونچا گرداب کا قتل ہونا باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوا یہ سحر میرا وہ مٹا کہ قلب پر صدمہ ہی خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے تکلیف فرمائین تو شاید غلام کو بچائین ورنہ زوجہ کا ایسا صدمہ ہوا ہی کہ سب سحر بھولا جاتا ہون کہ سامنے سے لڑتی ہوئی ملکہ بہار اور رنگ نشین آتی تھی یہ اسکو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ یہی ظالم باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ و گیسو بریدہ تو نے صحراے گرداب نشان تباہ و برباد کرایا مان کو قتل کرایا اب صرف مین باقی ہون مین بھی جان دینے پر آمادہ ہون مین تجھکو قتل کرکے مرونگا یہ کہکر

گولہ مارا ہمارے اورنگ نشین نے گولے کو ہاتھ مین روک کر وہی گولہ مواج پر مارا مواج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر شانے پر ملکہ ہما کے پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا ملکہ ہما نے زخمی ہوکر اپنے کو سنبھالا نگاہ جو طلسم کشا سے مل گئی پکار کے آواز دی کہ کنیز رخصت ہوتی ہے اب کنیز کی یہ کیفیت ہے دراصل یہ صورت ہے **نظم**

صدمہ یہ اُسکے عشق مین حاصل ہوا تو کیا — گر پائمال ناز مرا دل ہوا تو کیا
مین نے شب فراق مین جھیلی ہین سختیان — روز فراق آ کے مقابل ہوا تو کیا
تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہون مین — تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا
ہے اُنکی اک ادا پہ تصدق ہزار جان — کیا بات ہے نثار اگر دل ہوا تو کیا
باطن مین تو نہین کوئی صورت ملال کی — گردن مین ہاتھ اُسکا حمائل ہوا تو کیا
اُسنے تو میرے قلب و جگر دونون لے لیے — اک بوسہ کا مین یار سے سائل ہوا تو کیا
سودائی آپ کے تو بہت سے ہین شہر مین — اک مین اسیر طوق و سلاسل ہوا تو کیا
سطوت تمہارے دل سے محبت نہ جائیگی — رنج اُنسے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

طلسم کشا نے جو صدائے حسرت انگیز ملکہ ہما کی سنی بیقرار ہو گئے لڑتے ہوئے طرف مواج کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر چمکا کر سحر مواج کا مٹایا مواج کو بڑا قلق ہوا تلوار کھینچکر طرف بیٹی کے چلا پکارتا ہوا کہ او گیسو بریدہ تجکو ابھی سزا دیتا ہون یہ کہکے آواز دی کہ اے جوان صحرا اے گرداب نشان جلد آکر حاضر ہو یہ وقت دستگیری ہے آواز آئی کہ حاضر دیکھا کہ ایک زنگی تیغہ ہاتھ مین لیے سامنے مواج کے آیا کہا کہ اے افسر جو حکم ہو وہ بجالاؤن مواج نے طرف ہما کے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہے یہ میری بیٹی ہے لیکن اسنے مان کو قتل کرایا اس وجہ سے تو اس شوخ دیدہ کا سر لا تب جاکے میرے دل کو آرام آئے وہ زنگی بہت خوب کہکے جھومتا ہوا طرف ہما کے چلا ہما نے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہے جھلال سے اشارہ کیا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ جھلال جست کر کے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے کالے تجھسے مقابلہ کر عورت پر کیا جاتا ہے وہ مواج کی بیٹی ہے یہ کہکے کئی گولے مارے جو گولہ زنگی پر پڑتا ہے زنگی سینہ سپر کر دیتا ہے گولہ جھٹ کر زمین پر گرتا ہے اسی طرح کئی گولے مٹے

زنگی جھومتا ہوا سامنے مہلال کے پہونچ گیا مہلال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی
کہ ملکہ ہمانے پیچھے سے سحر کر کے نیمچے زنگی پر مارے لیکن تاثیر نہ ہوئی جو تھی ضرب مین نیمچہ
ٹوٹ گیا اور زنگی طرف ہما کے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہمائے
اورنگ نشین کو قتل کیا چاہتا ہی اور ہما بدحواس بھاگی ہوئی جاتی ہی زنگی مثل شعلۂ جوالہ
دوڑا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی کہ ملکہ ہما کو پکڑ لون بہ تعجیل تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر
نکالا نشتر زبان پر مارا زبان سے چند قطرے خون کے لیے وہ خون کے قطرے زنگی پر پھینک
مارے زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا مواج نے جو دور سے زنگی کا جلنا دیکھا
ساتھ والون سے دیکھ کر آواز دی کہ یارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان مین
کسطرح اپنی جان بچاتے ہین تصویر دلکش نے معشوقۂ طلسم کشا یعنے ہمائے اورنگ نشین کو
بچالیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہین معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیرانہ لڑ رہا ہی یہ کہکر
طرف مہلال کے چلا ایک دوہتھڑ زمین پر مارا کہ مہلال لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی کہ
اے شہریار غلام کو بچائیے مین ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کا جوش ہوا
طلسم کشا نے جو مہلال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوے بیچ مین آئے مواج کو للکارا کہ
او نامرد خبردار مہلال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کرونگا جس قبیلے سے تو ہی اس
قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچیگا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرونگا مواج نے دوسرا دوہتھڑ زمین پر
مارا کہ ہمائے اورنگ نشین بھی زمین پر گری مواج نے بڑھ کر پھر ایک دوہتھڑ زمین پر مارا
کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری فغفور نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کرون مواج نے پھر دوہتھڑ مارا
کہ فغفور بھی گری اب ہما و مہلال و فغفور و تصویر یہ چارون سردار زمین پر گرے اور ایڑیان
رگڑنے لگے مواج چاہتا ہی کہ ان چارون کے سر کاٹ لون اُدھر سے طلسم کشا لڑتے ہوے
آتے تھے چاہا کہ مہلال کا ہاتھ تھامون اِدھر کنیزون نے یہ آواز دی کہ اے شہریار چارون
ساحر آپ کے بیکار ہوے اپنے کو جلد پہونچائیے اپنے ساتھ والون کو بچائیے انکو مواج
قتل کیا چاہتا ہی رستم نے جو کنیزون کی یہ آوازین سنین بیتاب ہو گئے ملکہ ہما کو زمین پر
ایڑیان رگڑتے دیکھا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی سو ساحر نابینا ہوئے اُن ساحرون نے مواج کو آواز دی کہ ای افسر ہم بالکل بیکار ہوئے طلسم کشا نے کیا شعبدہ کیا کہ ہمکو نہین سوجھتا بالکل نابینا ہوئے اور تو مواج کو نہ کچھ بن پڑا جھپٹ کر شہ زور کی کمر مین پنجہ دیا جست کر کے لے اُڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتارون جب تک کمان کاندھے سے اُتارین وہ خطا کار قندیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ مواج شہ زور کو لے گیا چارون سردارون کے قریب آ کے عکس زرہ ہفت جوش کا ڈالا سردار اُٹھے باقی ماندہ ساحرون پر سحر کرنے لگے ساحر ہاتھ باندھ کر سامنے رستم کے آئے مطیع اسلام ہوئے علمشاہ داخل بارگاہ ہوئے اہل قلعۂ گرداب نشان آکر حاضر ہوئے رستم نے پوچھا کہ یارو تمکو کچھ معلوم ہی کہ شہ زور کو کہان لے گیا کہا کہ ای شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ نہنگ کہتے ہین نہنگ دریا نوش مواج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہی کیا عجب ہی کہ وہان گیا ہو اُس سے مدد کا خواہان ہو گا وہ بلاے روزگار ہی رستم فرماتے ہین کہ اگر مجکو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اسقدر صدمہ نہ ہوتا مجکو شہ زور کے لیجانے کا اس درجہ قلق ہی کہ لائق بیان کے نہین اُسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہی خاصہ بھی طلسم کشا نے کم کھایا پہر رات رہے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر گئے تصویر دلکش طلائے پر آئی رستم نے آرام کیا سمک برائے نگہبانی قریب پلنگ طلسم کشا کے موجود ہی حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہی کبھی زیر پلنگ چھپتا ہی کبھی گوشے مین مخفی ہو گیا مگر اب حال مواج کا تحریر کرتا ہون کہ مواج جو شہ زور کو لیکر چلا نہنگ دریا نوش بالاے قلعہ ٹہل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا مواج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو پنجے مین دبائے اسی طرف آتا ہی نہنگ نے پکار کر آواز دی کہ ای برادر اس پہلوان نے کیا خطا کی کہ جو اسکو لیے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ مین نے ایک خبر وحشت اثر سُنی ہی مواج گھبرایا ہوا تھا مگر نہنگ کے کہنے سے اُتر آیا نہنگ نے حال پوچھا مواج رونے لگا کہا کہ ای برادر کیا حال بیان کرون صحراے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ شریک رستم ہوئے مین ناچار ہو کر یہ پہلوان کہ سارے طلسم مین مشہور تھا اور اپنے

زور پر مغرور تھا طلسم کشا نے آٹھ پہر لڑکر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا جنگ سے جو ٹینیا عاجز ہوا تمھاری بھاوج قتل ہو چکی تھین کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے بھاگا چار ساحر کہ طلسم کشا کے ساتھ ہین انکو بے کار کر آیا ہون اب کہین ٹھہر کر تدبیر کرونگا نہنگ نے یہ حال سنکر مواج کو گلے سے لگایا کہا کہ بھائی گرداب نے اپنے سحر کے زور مین اپنی جان دی تم قلعہ مین بیٹھو آرام کرو مین جاکر ایسا طلسم کشا کو تنگ کرونگا کہ اپنی جان سے بیزار ہو اگر ہتھے چڑھ گیا اور تحفہ جات لے لیے تو طلسم کشا کو سوا جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ لیگا یہ کہکے نہنگ دریا نوش بصد جوش وخروش اڑتا ہوا طرف لشکر طلسم کشا کے چلا آگے ایک پہاڑ پر ٹھہر فغفور کو طلائے پر دیکھا کہ ایک نازنین پری پیکر سیم بر رشک قمر ٹہل رہی ہی نہنگ عقاب بنکر گرا فغفور کو اٹھا لایا زندان مین سوزن دی پھر جھپٹ کر گیا لشکر مین اترا خیمہ جہلال دریافت کیا نقب کھود کے خیمہ جہلال مین پہونچا جہلال کو بھی سحر کر کے لے بھاگا فغفور کے پاس اسکو بھی بٹھا دیا پھر لشکر مین آیا ہماے اورنگ نشین کی بارگاہ مین پہونچا ہما پر سحر کیا کھٹکا جو ہوا ملکہ ہما کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ نہنگ دریا نوش کھڑا سحر کر رہا ہی تڑپ کر اٹھی نہنگ نے جیب سے حباب چھوڑا وہ حباب ہما پر پڑا حباب بیہوشی تھا منھ پر جو پڑا فوراً بیہوش ہوئی نہنگ دریا نوش نے ملکہ ہما کو بھی لیا اسی طرح خیمہ تصویر مین آیا تصویر کو بھی بیہوش کر کے اٹھا لایا جب ان چارون ساحرون کو لا چکا تب ابر سحر بنایا اسکو لشکر طلسم کشا پر چلانے لگا جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا یکایک ہلڑ جو ہوا سماک قریب طلسم کشا تھا اسنے جو ہلڑ سنا طلسم کشا کو جگایا عرض کی کہ حضور باہر نکلین دیکھیے لشکر پر کیا آفت ہی پانی برس رہا ہی جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزارون بیہوش پڑے تڑپ رہے ہین طلسم شاہ باہر نکلے دیکھا خیمے گر رہے ہین پانی بڑے زور سے برس رہا ہی یا تو پانی برس رہا تھا یا یکایک برف گرنے لگی پہاڑ جا بجا سپید معلوم ہوتے ہین کچھ لوگ زیر برف دبے ہین پڑے تڑپ رہے ہین رستم نے بڑھ کر تیغہ ہفت جوہر کو چمکایا جس مقام تک چمک تیغے کی پہونچی برف موقوف ہوگئی نہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر جو لشکر طلسم کشا پر بھیجا تھا وہ ابر ٹھہر رہا ہی برف

نہین برستی جی مین کہتا ہی کہ مین نے برف برسا کر چاہا تھا کہ مسلمانون کو ٹھنڈھا کرون یہ کیا سبب ہی کہ ابر ٹھہرا رہا ہی کیا رنگ ہی کہ برف نہین برستی آخر پہاڑ سے اُترا ایک مرد پیر کی شکل بنکے لشکر طلسم کشا مین آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہی جب کس ہوشیار ہین سمک سائے مین کلاہ ہفت گوشہ کے کھڑا ہوا ہی سمک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر زمین گیر برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی سمک سوچا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہی یہ برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی سمک قریب پہونچا کہا کہ ای مرد پیر کس فکر مین پھر رہا ہی کسکی تلاش ہی نہنگ نے فوراً جواب دیا کہ مین خبر کو اس لشکر کی آیا ہون سمک نے رستم کو خبر دی کہ چارون ساحر لشکر سے غائب ہوے نہنگ دریانوش نے دور سے دیکھا کہ عیار آیا تھا مجکو دیکھ گیا طلسم کشا سے کہنے گیا ہی یہ سوچ کر بھاگا آکر پہاڑ پر ٹھہرا اور دوسرا لکہ ابر تیار کیا طلسم کشا نے دیکھا کہ جب کس ہوشیار ہوے تھے پھر برف برسنے لگی طلسم کشا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے پھرتے ہین سمک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے لکہ ہائے ابر آتے ہین رستم سے کہکر چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہی ایک ساحر کی شکل بنکر چلا قریب کوہ کے پہونچا دیکھا کہ پہاڑ سے لکہ ابر نکل رہے ہین سمک گھاٹیون کو طی کر کے بالاے کوہ آیا دیکھا کہ چارون ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی سمک نے آکر سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران آپ کیسا سحر کر رہے ہین نہنگ نے کہا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے سمک نے کہا کہ مین اسی جنگل مین رہتا ہون ایک طائر نے مجکو آکر خبر دی کہ خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہی کہ بالاے کوہ ہمارا بندۂ خاص آیا ہی اور براے بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہی جاکر اُسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہوگا نہنگ نے کہا کہ مناسب یہ ہی کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کرو کل لشکر بیہوش ہو جائے مین جاکر طلسم کشا کو پکڑ لون سمک نے کہا کہ آپ نے ان چارون نمکحرامون کو خوب گرفتار کیا یہی مددگار لشکر اسلام ہین انھون نے طلسم کشا کو رہبری کر کے تا بہ قلعۂ گرداب پہونچایا گرداب جادو قتل ہوئی مولچ بھاگ کر نکل گیا یہ کہکے سمک نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجیے نشے کے جوش مین ہم آپ ملکر سحر کرین طلسم کشا کو گرفتار کرلین نام شراب کا سنکر نہنگ ہنسا کہا ای مہتر لالا

مین عیارون سے بہت ڈرتا ہون آخر تم میرے پاس آکر پہونچے عیاریون کے حیلے نکالے اب مین تمھین کب جانے دیتا ہون مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہی کہ جس وقت تم بالاے کوہ جاؤ گے بعد تھوڑی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول شراب کا ذکر کریگا وہ عیار طلسم کشا ہی سماک نے چاہا کہ کود کر بھاگ جاؤن مگر نہنگ نے سحر کیا سماک اٹھتے ہی گرا نہنگ نے سماک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ او مکار مین تجھکو قتل کرون تب طلسم کشا کو گرفتار کرون یہ کہکے چارون ساحرون کی زبان مین سوزن دی انکو ہوشیار کیا جہلال سرکش نے دیکھا کہ سماک گرفتار بیٹھا ہی نہنگ قصد کر رہا ہی کہ سماک و فغفور وغیرہ کو قتل کرون قضاے کا یہان سے قریب ایک قلعہ ہی وہان کا حاکم نیسان جادو سنگیتر فغفور کا کہ نسبت اسکی قرار پا چکی ہی بھونری پھیرنا باقی ہی اپنے قلعے مین بیٹھا ہی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ تیمور جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے مین گیا تھا وہان قتل ہوا نیسان نے ہرکارون سے پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہی کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہان گئی اسپر کیا معرکہ گذرا ہرکارون نے کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور نکل گئی جمال طلسم کشا پر مائل ہوئی اب وہ ہمراہ طلسم کشا کے ہی نیسان جادو اپنے مقام سے جھلا کر اٹھا فغفور کو تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمور پر آیا وہان فغفور کو نہ پایا وہان سے اڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر پر طلسم کشا کے برق برس رہی ہی کہین فغفور کا نشان نہین پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اڑتا ہوا بالاے کوہ آکر دیکھا کہ فغفور سرنگون بیٹھی ہی نیسان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تیغہ کھینچے سر پہ کھڑا ہی چاہتا ہی فغفور کو قتل کرون نیسان جادو غصے سے کانپنے لگا جی مین کہتا ہی کہ شاید ساحر عاشق ہوکر میری معشوقہ کو لایا اب چاہتا ہی کہ قتل کرے جیسے ہی نہنگ نے ہاتھ اٹھایا کہ فغفور پر خنجر مارون نیسان نے کارد سحر پھینکی کارد سحر آکے نہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر گرا اسنے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیسان سحر کر رہا ہے نہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا طرف نیسان کے گولہ پھینکا نیسان زمین پر آیا دونون مین سحر چلنے لگے جب نیسان نے دیکھا کہ مین غالب نہین آتا جھپٹ کر فغفور کی زبان سے سوزن نکالی فغفور جو چونک کر اپنے مقام سے اٹھی نہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن نیسان عشق مین ملکہ فغفور کے ایسا بیتاب ہی کہ دمبدم پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان لبون پر دم ہی لینی یہ کیفیت ہی۔ نظم

ایک ڈھب پہ نہین رہتا ترا زنہار مزاج
ہی طبیعت متلون تو ہی عیار مزاج
رات دن دل سے ہین حضرت کو دعا کرتے ہم
گو نہین پوچھتے تم ای مرے دلدار مزاج
ای مرے رشک مسیحا تری فرقت کے سبب
جسم ہی زار و ضعیف اور ہی بیمار مزاج
عرش پر پہونچے نہ کیون اپنا دماغ ای ہمدم
ایکباری جو وہ پوچھے مرا دلدار مزاج
سرو قد غنچہ دہن پھول سا منھ گل سا بدن
خوش نہ ہو پھر دوسرے سے خاک مرا یار مزاج
سچ تو یہ ہی کہ مسیحا تری فرقت مین بیان
ایک دن مین مرا بگڑا اپنا سو بار مزاج
فرقتِ یار سے ہون گور کنارے پہونچا
کیا بتاؤن کہ ہی کیسا مرے غمخوار مزاج
کس محبت سے مسیحا نے شفا سے پوچھا
کیسا رہتا ہی ترا ای مرے بیمار مزاج

فغفور جواب دیتی ہی کہ او نیسان کیون دیوانہ ہوا ہی کیا تیری قضا آئی ہی نیسان نہنگ پہ سحر کر رہا ہی فغفور نے دیکھا کہ نہنگ بلا کا ساحر ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جھپٹ کر جھلال کی زبان سے سوزن نکالی جھلال نے اٹھتے اٹھتے ہمانے اور رنگ نشین کی زبان سے سوزن نکالی ہمانے اٹھتے اٹھتے گجرا پھولون کا ہاتھ سے کھولا نہنگ پر کھینچ مارا نہنگ کی آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار رہا جس نخل کے سایے مین کھڑا تھا ملکہ ہمانے آواز دی کہ ای طائر زمزمہ سنج نہنگ کو ایک غزل صاف صاف سنا دے بس یکایک نخل پر سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسنے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دکھلا رہا ہی چہرہ کہ انور بہار صبح
کیونکر رہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح
سرکی نہ زلف اس رخ انور سے زینہار
یاد آگیا جو یار کو اپنا قرار صبح
رخسارہ حسین کے جو عاشق ہین آپ کے
کیونکر کرین وہ جان نہ دل سے نثار صبح
شب بھر یہی دعا ہی خدا سے ہمین شفا
دکھلائے جلد پھر ہمین خالق بہار صبح

(۲) مری
[illegible]

یہ جو اشعار اس طائر نے پڑھے نہنگ جھومنے لگا بے اختیار پکار اٹھا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پر

لنہ کیونکر نہ وہ کرین دل و جان کو نثار صبح

نثار کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ ہما نے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو شہ زور نامور کو گرفتار کرکے لے گیا اُسکو کہان رکھا نہنگ نے دیکھ کر آواز دی کہ مین اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ مواج شہ زور کو لیکر آیا مین نے اُسکو قید کا حکم دیا یہان براے گرفتاری طلسم کشا آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے قریب آکر نہنگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے اُتارا گلے مین نہنگ کے پہنا دیا نہنگ اور زیادہ مبہوت ہوا ملکہ ہما نے کہا کہ اپنے قلعے پر جاؤ شہ زور کو رہا کرکے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ بعد رہائی شہ زور مواج کو اپنے قلعے سے نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کرکے لاؤ ہم لوگ بھی وہین آتے ہین نہنگ مبہوت ہو کر تیغہ کھینچ کر چلا عقب مین چارون ساحر چلے سب کے آگے بڑھا ہوا جہلال سرکش براے ملکہ ہماے اورنگ نشین آگے بڑھا ہوا نہنگ اپنے قلعے پر آکے پہونچا تلوار کھینچے ہوے قید خانے مین آیا شہ زور کو رہا کیا مواج نے کہا کہ ای نہنگ تجھے کیا ہوا ہی قیدی کو رہا کرتا ہی دیکھ یہ برائی ہی نہنگ نے کہا کہ ملکۂ عالم نے کہا ہی تو ہمارے قلعے سے نکل جا کیا قضا دامنگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہی مواج اور نہنگ سے تلوار چلنے لگی اہل قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلاے روزگار ہی عاجز کر دیا ہی کہ جہلال سرکش آکر پہونچا جہلال نے بڑھ کر نہنگ پر سینہ سپر کر دیا مواج پر گولے مارنے لگا ہما و فغفور و تصویر نے مواج سمندر نشین پر آگ برسا دی ہما نے گجرا پھینکا فغفور نے کارد کھینچ ماری تصویر برق بنکر گری مواج کس کس کے سحر کو روکے آخر اُسنے شانہ آگے کر دیا شانہ مواج کا نشانہ ہوا تصویر اس زور و شور سے گری کہ پشت کو زخمی کرکے چمکی ہما نے جو گجرا مارا مواج پر اسقدر پھول برسے کہ آنکھین سُرخ ہو گئین مبہوت ہو کر بیٹی کو پکار اُٹھا کہ ای دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے واسطہ خداوند ہفت پیکر کا ذرا زبان کھولو منھ سے تو کچھ بولو میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پر
صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
ہم تو گرداب حوادث مین ہین کیا ڈر یارو
لوگ ساحل کے ہنسین کشتئ طوفانی پر

حال کھلتا ہی بد و نیک کا وقتِ بد مین
جوہر تیغ عیان ہوتا ہی عریانی پر

نہ مٹیگا وہ سمجھ لے اُسے پتھر کی لکیر
جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر

سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ
دھیان کرنا نہ مری بے سروسامانی پر

زیست کا خوف نہین جب سے یہ معلوم ہوا
موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر

ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا ای رند
ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

اس طرح یہ اشعار پکار کر پڑھے کہ سب نے سنے مہلال نے پکار کر آواز دی کہ کیون ای مواج بڑے جوش مین ہو گیا دختر کو اپنے پہلو مین بٹھانا چاہتے ہو مواج نے جواب دیا کہ ای مہلال میرا حق ہی کیا مین نے غیرون کے لیے پرورش کیا تھا مذہب مسلمانان مین ان باتون کی ممانعت ہی ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ عورت راضی ہو تو تم بھی عار نہ کرو ادھر ہماے اورنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہی ایک طرف سے تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا مواج اسقدر جوش مین آیا کہ ہزارہا شعر پڑھے پکار پکار کر کہتا تھا کہ ای جان جہان میری جان اب تجھپر جاتی ہے روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین مہلال نے کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی تجھکو غیرت نہین آتی اپنی زوجہ کے پاس جانا کیون زیادہ گھبراتا ہی یہ کہکے گولہ مارا ملکہ ہما نے پکار کے آواز دی کہ ای گل اندام اسکو لیجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوتی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک چمن قمر پیکر سیم بر پتلے پتلے ہونٹھ جن مین مسیحائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوے گوشۂ صحرا سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کہ ای مواج مین تجھپر عاشق ہون میرے ساتھ آ مین نے باغ بنوایا ہی نہایت سرسبز و شاداب گل و غنچے وہان کے نایاب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہم تم وہان چل کر بیٹھین سیر باغ بفرحت دیکھین مواج اُس نازنین کو دیکھکر بے اختیار ہو کر دوڑا جا کر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گستاخی کرنے لگا اُس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ او بیغیرت ہم تجھسے کہتے ہین کہ تخلیے مین چل تو سب کے سامنے پاؤن پھیلاتا ہی دیکھتا ہی کہ مہلال کھڑا ہی تو لحاظ نہین کرتا مواج طمانچہ کھا کر چپ ہو رہا

اُس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مواج ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے چلا تھوڑی دور جاکر اُس نازنین نے گلے سے موتیون کا مالہ اُتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہی اسکو پہن لو مواج نے سر جھکایا اُس مہ جبین نے موتیون کا مالہ گلے مین مواج کے پہنا دیا مالہ پہنتے ہی غصے مین کانپنے لگا کہا کہ او شغفل تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار مجکو موتیون کا مالہ پہنایا میری آبرو مین فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس بیہودہ بکو میرے ساتھ باغ مین چلو بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھ کر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کمر سے کھینچی اُس نازنین نے سر جھکا دیا کہ اے او جلاد صاحب ظلم و بیداد سر کاٹ لے تو اس امر سے آگاہ نہین سراسر بدعت کرتا ہی کیونکر کہون کہ تو مجبور مرتا ہی مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا اُس نازنین کا سر کٹ کر گرا مواج جھک کر دیکھنے لگا گلوے بریدہ سے جو فوارہ خون کا نکلا مواج دریاے خون مین نہا گیا بدن مین آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کرتا ہوا قریب اُس جھیل کے پہونچا جھک کر جو جھیل مین دیکھا اپنا عکس نظر آیا پکارتا ہی کہ اے بھائی آؤ تمکو کسنے دریا مین قید کیا کئی مرتبہ یہی بات کہکے آخر جھیل سے پھاند پڑا غرق دریاے لعنت ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کر بلند ہوئین کئی نہنگ بھی نکلے پانی جوش مارنے لگا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مواج سمندر نشین بود جب مواج مرا یہ سب سردار خوشیان کرنے لگے جن قلعہ جات کے حقیر نے نام تحریر کیے اُن قلعون پر قبضہ کرتے ہوے چلے آتے ہین اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوے یہ سب سردار رئیسان قلعہ جات کو لیکر خدمت رستم مین آئے جہلال نے صلاح کی کہ اب طرف صحراے محیط کے چلیے سمک نے بھی کہا کہ صحراے محیط مین پہونچکر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر فتاحی طلسم اصلی ہی تین پہاڑ فتح ہوے ان پہاڑون کی بھی سیر ضرور ہی رستم نے فرمایا کہ کئی مہینے سے صحراے گرداب نشان مین حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعۂ گرداب نشان پر ٹھہرو بعد ہفتہ کوچ کرینگے اس خیال سے رستم قلعۂ گرداب نشان پر مقیم ہین کہ انکا حال وقت پر لکھونگا ہمراہیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ گرداب نشان پر آکر ملے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہی تمام صحرا انکے لشکر ظفر اثر سے معمور ہے +

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادۂ سعد بن قباد کا کوچ کرنا قلعۂ لالہ زار سے اور پہونچنا کوہ المابین مین و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق
عجب عشق و الفت کے سامان ہین
کہ گیسو کی صورت پریشان ہین
ہوا قیس محزون کا مجنون لقب
دکھائے یہ الفت نے رنج و تعب
کہ دیوانہ وار و پریشان رہا
کہ وہ یاد مین رخ کی حیران رہا
نہ لیلی کا ملنا ستم ہو گیا
کہ سامان درد و الم ہو گیا
ہوئی کوہ کن پر یہ سختی عیان
کہ پہونچا سر کوہ وہ نیم جان
ہوا کوہ کن نام مشہور ہے
یہی عشق و الفت کا مذکور ہی
ہوے سختی عشق مین رنج و غم
اُٹھائے محبت مین کیا کیا ستم
یہ سختی غرض جان شیرین گئی
محبت مین یہ بات حاصل ہوئی
یہ وہ باغ ہی رنگ جسکا ہی زرد
کیا بلبل غم کو بھی گرد برد
غم و غصہ وان کا ہر اک پھول ہے
لکھون کیا کہ یہ حال بھی طول ہے
چمن اسکے برباد مین سربسر
کہ صیاد ہین یان کے بیداد گر
یہ گلچین کو دعوی ہے باصد خوشی
کہ یہ منزل غم نہ طے ہو سکی
ہر اک جا پہ بیٹھے ہین زاغ و زغن
یہ کرتے ہین رو رو کے باہم سخن
کہ کس باغ مین ہے ہمارا گذر
عوض پھول کے خار ہین سربسر
نہال مضامین نہ پایا گیا
کہ اس باغ کا آج سایا گیا
ہوے ہم گرفتار رنج و الم
دکھائے فلک نے ہمین کیا ستم
تڑپتے ہین اس باغ مین بار بار
خزان آگئی پھر نہ دیکھی بہار
بہار گلستان کی خواہش رہی
یہی جان پر اپنی کاہش رہی
کہ دیکھین بہار گلستان کا طو
وہین بلبلین ہون کرین جبکہ غو
دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ
پڑے دل مین لالے کی صورت سے داغ
قمر حال الفت بہت طول ہی
کرو جلد اس راہ آفت کو طے
لکھو داستان جلالت نشان
کہ مشتاق ہین ناظر و سامعان

چہرہ راقمان مضامین خجستہ آئین داستان سرائی و کاتبان کتبہ کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین ناظرین کو لطف بیان دکھاتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیال و فصاحت ادا + چنین می نگارد بہ لطف و عطا + سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام دربندون کو فتح کرتے ہوے قلعہ لالہ زار پر پہونچے چار پانچ لاکھ فوج شہریار کے ساتھ ہے ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہین سر پر جہانبانی

جلوہ فرما ہین گرد سرداران نامدار و ساحران غدار موجود ہین کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آیا عرض کی غلام نے خبر پائی ہی کہ ایرج و نورالدہر آپس مین ہمچشمی کر کے جا کر زیر کوہ مقناطیس کوئی مقام قصر عشرت ہی اُسمین قید ہوے ہین یہ سُنکر بادشاہ نے بڑا تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے کھڑے ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہر با پنجہزار فوج سے آکر پہونچا سرداروں مین مقصود کوہ پیکر و لغمان مردم در و ہیکلان خود سر مع پانچہزار فوج کے ساتھ ہین یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی پڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوے جب آنکھ کُھلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوے ان سب نے کہا ہم خدمت مین بادشاہ کی جائینگے صاحبقران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روانہ کیا تھا بہر نوع آکر خدمت مین شاہ کی پہونچے شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت صاحبقران کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ ایرج و نورالدہر قید ہو گئے اُنکی رہائی کی تدبیر و فکر واجب و لازم ہی آج شب کو اس مقام پر رہو صبح کو کوچ ہو برابر کوہ مذکور کے ہمکو پہونچنا ہی فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہی کہ ان دونون کو کسی جادوگرنی کے سپرد کیا ہوگا غلام آگے بڑھ کے تدبیر کرتا ہی آپ کے اقبال سے دونون شیرون کو رہا کر کے لاتا ہی وہ بھی دونون آفت برپا کرینگے بہت سے ملک ہفت پیکر کے قبضے مین ہین اب کئی سو ملک اہل اسلام کے قبضے مین آچکے مگر وہ ملعون پہاڑون پر عیش کرتا ہی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ مقناطیس کے پہونچاتے ہین فیروزہ اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک طرف روانہ ہو گیا صبح کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران مذکور آپ کے ساتھ ہین منزل در منزل جاتے ہین کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہین ہی کہ لشکر کو طرف کوہ مقناطیس کے لیجاے مشکبار جادو کہ عاشق جمال بیمثال ہی رہبری کرتی ہوئی آتی ہی لیکن فیروزہ بن عمرو تیسوین دن شام کو ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہی چشمہ ہاے آب لاجواب فیروزہ ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا شب ماہ تھی اُسنے جو صحرا کو دیکھا لاجواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس شنجرفی زیب جسم گوری صورت چہرے پر ملاحت بین نکال کے بیٹھا آسن مار کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

سرسبز ہین نسرین وگل ویاسمن ابتک
محفوظ خزان سے ہی بہار چمن ابتک

رکھا ہی امانت کی طرح مجکو زمین نے
سیلا نہین ہونے دیا تار کفن ابتک

کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے
ہی دل مین کدورت ترے چرخ کہن ابتک

شک دل سے نکلتا نہین ہستی و عدم کا
ثابت نہ کمر ہی نہ تمھارا دہن ابتک

سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی
ہم ڈھونڈھتے ہی رہگئے راہ وطن ابتک

موزون نہین کرتے ہین جو مضمون دہن کو
سمجھے نہین شاید وہ مذاقِ سخن ابتک

شمشاد بھی دیکھے ہین بہت کبک بھی لاکھون
قد دیکھا تمھارا سا نہ ایسا چلن ابتک

مرنے پہ بھی اُلفت نہ گئی شعلہ رخون کی
جلتا ہی تب غم سے ہمارا بدن ابتک

بوسے مین لیا کرتا ہون اُس رخ کے شب وروز
خون روتا ہی جسکے لیے لعل یمن ابتک

ای زنار محبت ہی خط وخال بتان سے
قبضے مین ہمارے ہی خطا و ختن ابتک

اس رنگ مین بیٹھا ہوا فیروزہ یہ غزل گا رہا ہی طائرون نے جو یہ آواز سُنی آشیانون سے سر نکال دیے گانا سُن رہے ہین بعضے پھڑک پھڑک کے آشیانون سے گر رہے ہین چند آہوان صحرا دشت سے نکل کر سامنے آبیٹھے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین، فیروزہ جان توڑ توڑ کے بین بجا رہا ہی کہ صحرا گونج رہا ہی قضاے کار اُس صحرا کی حاکم ملکہ مقناطیس جادو باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی شب ماہ دیکھکر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال مین گذرا چلکر صحرا کی سیر کرون فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اُڑتا ہوا چلا کسی کنیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دور باغ سے چلی تھی کہ کان مین آواز بین کی آئی حیران تھی کہ کون گا رہا ہی کس لطف سے بین بجا رہا ہی ایسا جنگلہ گا رہا ہی کہ دل بیچین کر رہا ہی دل پر تاثیر ہوتی ہی تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر جہانگیر مگر نہایت حسین وجمیل بین کو گود مین لیے ہوے تانے مار رہا ہی آہوان صحرا و طائران ہوا بلطف سن رہے ہین مقناطیس نے تخت ٹھہرایا دیر تک گانا سُنا آخر خیال مین گذرا کہ اس فقیر کو اُٹھا کر لیجاو اپنے باغ مین اسکا گانا سُنیگی تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھین بند ہوگئین بیہوش ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر لٹکائی فیروزہ کو اُٹھا کے تخت پر ڈالا اسی طرح لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ مین لا کے ایک گوشے مین فیروزہ کو اُتارا کنیزون

سے کہدیا اس فقیر کی خبر رکھنا آب و دانہ اسکو پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو ہمارا منظور نظر ہی کنیزین فیروزہ کی خدمت مین گئین فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع مہجبینان مین پایا ایک کنیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نام دمبدم فیروزہ کو چھیڑتی ہی کہتی ہی ای شاہ صاحب تم تو لنگوٹ بند ہو ملکۂ عالم کا عالم شباب تمکو اُٹھا کر لائی ہین جب یاد فرمائینگی اُس وقت کیا جواب دوگے فیروزہ نے کہا کہ بی گلرنگ ملکۂ عالم میری مالک ہین جب مجھے یاد فرمائینگی میرا کام جو گانا بجانا ہی وہ اُنکو گانا سناؤنگا ملکۂ عالم کا دل بہلاؤنگا اور باتون سے مجھے کیا کام ہی باتون ہی باتون مین کنیزون سے فیروزہ نے پوچھا بی گلرنگ کے کیا خدمت متعلق ہی کنیزون نے کہا یہ گائن ہی فیروزہ باتون مین لگا کر گلرنگ کو تخلیہ مین لیگیا اور اُسکو بیہوش کیا اسکو تو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر کنیزون مین آملا اب منتظر ہی کہ دیکھیے ملکۂ عالم کب مجھکو طلب فرماتی ہین شب کو مقناطیس جادو جو صحبت مین بیٹھی کنیزون سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کنیزون نے عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہین ملتا گلرنگ نے کہا واری اُس فقیر کی کیا ضرورت ہی مین اُس سے بہتر گانا سناؤن مقناطیس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گلرنگ نے سامنے مقناطیس جادو کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

نظم

الفت نہ کرونگا اب کسی کی
دل دے کے سنو جو لینے جی کی
معروف ہی سینہ کوبی مین دل
اب لے لے قسم تو عاشقی کی
رونے پہ مرے ہنستے ہین آپ
تن حور کا شکل ہو پری کی
دیوانہ ہوا ہون اک پری کا
تکلیف نہ کر تو میکشی کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہین غیر
دشمن ہوا جس سے دوستی کی
اوّل اوّل بھلائیان کین
آتی ہی صدا دھڑا دھڑی کی
کرتے رہے روز اضطرابی
ہنس لیجیے بات ہی ہنسی کی
شیرین دہنو نہین ہی زیبا
تقصیر یہی تو واقعی کی
آنکھین لڑین تجھسے مین ہوا قتل
سنتا نہین زندہ وہ کسی کی
حالت کہو اپنی بیخودی کی
آخر آخر بہت بُری کی
الفت پہ تیری خاتمہ ہی
تقلید نہ کی کبھی کسی کی
کیونکر نہ فریفتہ ہو انسان
تم باتین کرو نہ پھیکی پھیکی
بے یار ہی دل کباب ساقی
ان ترکون نے جنگ زرگری کی

آخر اس طرح اس غزل کو گایا اور سامنے مقناطیس جادو کے ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے اسطرح بتایا کہ مقناطیس جادو

بیقرار ہو گئی کہتی ہے کیوں گلرنگ آج تو تمنے نیا رنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہی کہ ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہیں وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے ارشاد کیا ای گلرنگ جنگل میں بیٹھا ہوا وہ بین بجا رہا تھا اور جنگلہ گا رہا تھا تمام صحرا ویران معلوم ہوتا تھا تم لوگوں نے کمی کی وہ جان بچا کر بھاگ گیا اسکا گانا اگر سنتیں تو بیتاب ہو جاتیں میں آج پھر صحرا میں جاؤنگی شاید وہ ملجائے فیروزہ نے کہا لونڈی کو ساتھ لیجیے میں اسے تلاش کرونگی اب دو گھڑی دن رہے ملکہ نے زعفرانی جوڑا پہنا دریاے جواہر میں غوطہ مارا اور تخت پر سوار ہوئیں فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اڑایا صحرا میں پہاڑ پر آکے ٹھہریں تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی تاج شہریاری بر سر چار قب شہنشاہی در بر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہوے نشست پر دس ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوے نقارے پر چوب پڑتی ہوئی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بہ حسن یوسفی مصاحبوں سے باتیں کرتے ہوے جب دہن کھولتے ہیں سامعین موتی بولتے ہیں غنچہ دہن رشک چمن چہرہ آفتاب عالمتاب حسن میں لاجواب اب جو مقناطیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو گئی کہا کہ گلرنگ تو نے اس شہریار کو دیکھا نہیں معلوم یہ شہریار پھول کس باغ کا ہے شوکت ولیاقت مثل جہانگیران کمترین ہمرہ ہیں دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہے کیا کہوں کہ کیا کیفیت ہے جی چاہتا ہے گریبان چاک کروں خاک اس صحرا کی اپنے منھ پر ملوں ای گلرنگ اب تو میری یہ کیفیت ہے۔

نظم

گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے
چاندنی میں اگر وہ آ بیٹھے
ہو وہ قسمت فقیر ہو جاؤں
مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے
راہ الفت میں رکھا بعد قدم
ٹیڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اٹھیں تو اٹھیں

دل کو پروانہ ساں جلا بیٹھے
تولنا تیغ کا عبث ہر بار
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے
جذبۂ دل نے کیا تمھیں کھینچا
سر سے ہم پہلے ہاتھ اٹھا بیٹھے
کشتگان وفا شہید ہوے
اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے

مہ کے منھ پر ہوائیاں چھوٹیں
جو لگاتا ہوا لگا بیٹھے
رکھ دیا سر کو پاے قاتل پر
بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
لگ چلا ہو تو پھر نہ رکھیو دلا
اب پڑھیں آپ مرثیا بیٹھے
بوسۂ لب طلب جو میں نے کیا

خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے　　تُھراب کو تلون یہ ہونے لگی
دولتِ حسن جب لُٹا بیٹھے
سبز رنگت یہ اُس پری کی رتند　　کیا عجب ہی جو زہر کھا بیٹھے

فیروزہ نے عرض کی حضور مین اس تاجدار کو پہچانتی ہون یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی یقین تو یہ ہی کہ ایرج نوجوان اور نور الدہر انکے لشکر کے سردار بلکہ عزیز دار کوہ مقناطیس پر قید ہوے ہین اُنھین کی فکر مین جاتے ہین اگر حضور حکم دین تو مین پاس اس شہریار کے جاؤن انکو حضور کے باغ مین لاؤن وہان اختیار ہی جو چاہیے کلام کیجیے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ چلو جوان کی غرض کہ وہ ہمسے نکلیگی ملکہ نے یہ کہکر تخت اُڑایا طرف اپنے باغ کے چلین باغ مین آکر مسند پر بیٹھین مگر دل مین دھڑکن ہی قلب مین پھڑکن ہی گلرنگ جو پاس بیٹھی ہی اُسی سے چپکے چپکے باتین ہو رہی ہین دم بدم فیروزہ یہی کہتا ہی کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جاکر لاؤن ملکہ کہتی ہین ای گلرنگ دل کو حجاب آتا ہی کہ اپنے دل مین کیا کہین گے کہ ہمکو بلا تکلف بلا لیا خدا ے نادیدہ مسلمانان کوئی ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہریار آجاے بڑا احسان مجھپر ہو ملکہ تو اس خیال مین ہین فیروزہ تسکین دیتا ہی کہ اگر آپکا عشق صادق ہی تو ایسا ہی ظہور مین آیگا حضور کے قلب کو سرور ہوگا مگر بادشاہ اسلام جو آکر اُس صحرا مین اُترے پہلوے کوہ مین ایک پہلوان رہتا ہی اغلال شیر سوار نام ساٹھ ستر ہزار فوج کا مالک ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ ایک طائر نے آکے اُسکی گود مین ایک کاغذ ڈالا طائر تو اُڑ کر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طرف سے ہفت پیکر کی مرقوم تھا ای بندۂ خاص الخاص طاعت گزار با اخلاص تمھارے صحرا مین سعد بن قباد آکر اُترے ہین ایسا شبخون مارو کہ تباہ ہوجائین اس جنگل مین نہ رہنے پائین اُنکا ارادہ یہ ہی کہ وہ اپنے کو تا بہ کوہ مقناطیس پہونچائین اغلال نے یہ مضمون پڑھکر فوج کو حکم دیا یارو حکم خداوند آگیا خبر لاؤ اس صحرا مین سعد بن قباد کتنی فوج سے آکے اُترے ہین پہلوان کون کون ساتھ ہین ہرکارے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارے واپس آئے عرض کی ای پہلوان دوران صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہی کئی پہلوان قوی تن قوی مشت جری و بہادر صف شکن و تیغ زن ہمراہ ہین اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہی ایک حملہ مین دس ہزار کو پامال کر دونگا سعد کو خود ٹوک کر مارونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی دو پہر رات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

ساٹھ ہزار فوج کے چار غول کیے آپ آگے بڑھکے چلا یہان سعد آکر اُترے چونکہ برائے ایرج او نور الدہر بہت مکدّر ہین نعمان کو طلائے پر مقرر کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان طلائے پر آیا انتظام کرنے لگا دو پہر سے زائد شب گذری تھی کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے گھوڑا بڑھایا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے **نعمان** کو جو گھوڑے دیکھا نعرہ کرکے **اغلال** آپڑا **نعمان** کے ساتھ چند سوار تھے **اغلال** جو آگے گرا **نعمان** زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکو لے بھاگے جاکر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ تلوار لیکر باہر نکلے مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار ہوا سوار ہوکر فوج کفار پر جا پڑے آگے نعرہ کیا

با شیدای کافران بیحیا و ای نابکاران پردغا۔ **نعرۂ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد**

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
منم شمر میدان و با عدل و داد
منم نور عینین شاہ قباد

تلوار کھینچکر جا پڑے پہلوانون نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان بھی آکے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوے قریب **اغلال** کے پہونچے **اغلال** کا برادر **اجلال** سرکش نے پشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تاج شاہی کٹا سر اطہر زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ **اغلال** نے مارا زخم پر بادشاہ کا چوپارہ ہوگیا ایسا زخم کاری کھاکر ہاتھ تیغۂ نمقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے **اجلال** پر ہاتھ مارا کہ اُسکا شانہ نشانہ ہوا دونون پہلوان ہٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا ای مرکب اصیل راکب تیرا سست ہے اگر تو چالاک چست ہے مجھکو لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا منھ مثل قعر بلا کے کھولا جو قریب آیا اُسکا شانہ چبا لیا پشتکین دولتیان مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان گرفتار ہوے جب شکست فاش ہوئی اُسوقت مشکبار نے نکل کے دو چار ایسے سحر کیے جس سے اغلال کے دل مین خوف طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانون کو ارابے پر ڈال لیا نعمان اور مقصود اور **ہیکلان** زخمی ہوکر گرفتار ہوے مشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بھر ہٹکر اُتری ہرکارے برائے تلاش سعد شہریار روانہ کیے خود بھی بیقرار ہوئی تلاش مین شہریار کی چلی لیکن گھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوے صحرا مین پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہان وہ وقت ہے کہ مقناطیس بالاے قصر بیٹھی ہے فیروزہ بہ شکل گلرنگ اسکے پہلو مین بیٹھا باتین بنا رہا ہے ملکہ نہایت بیتاب ہین

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک مرکب باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار گردن مین مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہی جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے پہونچا جھیل سے پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے گھٹنون کو فوراً زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہی چاہتا ہی میرا راکب اُٹھے میری پشت پر سوار ہو جب راکب نہ اُٹھا آخر بے زبان بچا چرا مین معروف ہوا ملکہ نے بالاے قصر سے یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا ستارۂ سحری زمین پر چمک رہا ہی مقناطیس نے کہا ای گلرنگ نہین معلوم یہ کون جوان ہی معلوم ہوتا ہی کسی مقام پر قزاقون نے گھیرا ہی زخمی ہو کر گھوڑا اسطرف نکال لایا ہی چلو چلکر دیکھین فیروزہ نے کچھ اپنے آقا کو بچانا کہا ای ملکۂ عالم ضرور چلیے بڑی بدنامی کی بات ہی آپکے ظلی مین قزاقون نے یہ حرکت کی اس شخص کا علاج کیجیے اور قزاقون کا نشان دریافت کرائیے اُنکو سزا دی جائے کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کیجائے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جوانمردی ہی ایسے ہی دلیر تھے بلاشبہ جرأت کے شیر تھے کہ مال اپنا بچایا اُن سب ظالمون کے بیچ مین سے لڑ بھڑ کر جان بچا کر نکل آئے یہ سُنکے ملکہ اُٹھین گلرنگ ساتھ ساتھ اور چند کنیزین بھی ہمراہ ہوئین باغ سے نکل کے جب قریب آئین اُسی شہریار کو دیکھا ملکہ بیقرار ہو کر زمین پر بیٹھ گئین سر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے پانون تھامے بحفاظت تمام بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر ملکہ باغ مین آئین بارہ دری مین لا کے پلنگ پر لٹایا جراح بلا کر زخم دوزی کرائی خود رومال لیکر بیٹھین گلرنگ نقلی سے کہتی ہین ای گلرنگ یہ خدا کی قدرت ہی عشق حقیقی کی عجب صورت ہی کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے باغ مین آیا مین علاج تو کرون آخر ہوش آئیگا نفس کی آمد و شد جاری ہی میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہی رومال ہلا رہی ہین شہریار کے عارض انور پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلاے دم بدم فرماتی ہین کہ ای گلرنگ زخم کاری کھایا ہی ابھی تک ہوش نہین آیا ہی دل کو اب بدگمانی ہوتی ہی سینہ پر تو ہاتھ رکھو گلرنگ نے سینہ پر ہاتھ رکھا کہا ای ملکۂ عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہی پیشانی پر گرمی ہی اعضا مین نرمی ہی تھوڑے عرصے مین ہوش آجائیگا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اب بہت جلدی ہوش آئیگا آپس مین یہی باتین ہو رہی ہین ملکہ نے کہنے سے فیروزہ کے پیشانی پر ہاتھ رکھا اور سر بھی

جھکا یا اشتیاق ہی کہ یہ جوان کلام کرے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین بادشاہ اسلام کے پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا بادشاہ نے آنکھین کھولدین اپنے کو ایک قصر عالی مین پایا دیکھا سامنے کرسی پر ایک معشوق پریچہرہ حسین جمیل قمر عذار گل رخسار غنچہ دہن سرو قد خورشید خد جلوہ افروز ہی بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پریچہرہ کو دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار پکار اُٹھے ای شہنشاہ حُسن و خوبی وای سرو باغ محبوبی تو گل کس گلستان بیخزان کی ہی۔ نظم

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے
جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے
دکھاونگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے
تو جوڑی کی طرح توڑونگا حلقون کو سلاسل کے
گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
نہ رہجائیگا قیس زار لیلے تیرے ناقے سے
مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے
جنون نے بعد مجنون مجکو بھجوایا بیابان کو
روانہ ہوتا ہی عاقل ہمیشہ بعد عاقل کے
کشش گرداب کی شاید تہ دریا دکھائیگی
مری کشتی بھی اُلٹیگی پہونچکر پاس ساحل کے

بادشاہ اُٹھ بیٹھے پوچھا ای ملکۂ عالم تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا صاحب اس کنیز کو مقناطیس زعفرانی پوش کہتے ہین مین مصاحبان ہفت پیکر سے ہون اُسکے امورات کا مجھکو اختیار ہی بلکہ خاص جو قصر عشرت ہی اُسکی مین منتظم ہون بلکہ فی الحال دو فرزندان صاحبقران قصر عشرت مین مقیم کیے گئے ہین ظاہر مین نام قصر عشرت ہی لیکن ہزار طرح کی وہان مصیبت ہی آٹھ پہر کے بعد دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا اُنکو پہونچتا ہی زنگنین شب کو جا کے ڈراتی ہین طالب وصل ہوتی ہین وہ جوان ایسے جاہل ایسے رئیس کے فرزند ایسی زنگنون کو کیونکر قبول کرین بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال ایرج نوجوان اور نورالدہر کا دریافت کیا فیروزہ یہ شکل گلرنگ موجود ہی اسنے جھک کے کان مین بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائین شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا کئی دن سے یہان حاضر ہی سب حال کھل جائیگا آپ سے کلام کرنے کا ملکہ کو بڑا اشتیاق تھا حضور کہان زخمی ہوے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ ای شہریار یہ تو آپ ظاہر فرمائیے کہ آپکو قزاقون نے کہان گھیرا تھا حضور نے بڑی جرات کو کام فرمایا کہ مال اپنا قزاقون سے بچایا

سعد نے کہا اے ملکۂ عالم قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہمپر دست انداز ہوتے اغلال شیر سوار ساٹھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پر شبخون آیا شب تاریک مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا تمنے ہماری جان بخشی کی ورنہ یقین تھا کہ صحرا مین ایڑیان رگڑکے مرتے مگر مرکب ہمارا نہین معلوم کہان گیا ملکہ نے کہا صحرا مین چرا کر رہا تھا مین کنیزون کو بھیجتی ہون اور مرکب پر یہ معرکہ گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھگیا تھا وہان سے جو پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار ہوکر ایک طرف بھاگا ملازمان اغلال جو صحرا مین پھر رہے تھے اُنھون نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب بادشاہ کا دشت مین چرا کر رہا ہے اُسنے فوراً سوار ہوکر کئی ہزار آدمیون سے آکر مرکب کو گھیرا کئی سو آدمی مرکب نے مارے آخر رسیون اور زنجیرون سے مرکب کو گرفتار کر لیا اغلال نے مرکب کو لاکے اپنے بیشہ مین باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ مرکب عہد طفلی مین حمزہ صاحبقران کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا ہے مگر سُم مار مار کے زمین مین گڑھے ڈالدیے ہین جو کوئی گھاس دانہ دینے آتا ہے کسی کا سر چبا لیا کسی کا شانہ مُنھ سے پکڑ کے نوچ لیا کسی کو پشتک ماردی کئی سو جوان مرکب نے مارے ہین بانسون سے کھسکا کے گھاس دیتے ہین دانے کا توبڑہ بانس مین لٹکا کر مرکب کے منھ پر چڑھا دیتے ہین اسطرح سے دانہ اور گھاس ملتی ہے مگر اغلال شیر سوار نے جبسے مرکب کو گرفتار کیا ہرکارون کو حکم دیا کہ تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گردے مین وہ جوان بھی ہوگا تلاش کرکے ہمکو خبر دو ہرکارے اغلال کے روانہ ہوے جا بجا پوچھتے پھرتے ہین سعد شہریار باغ مین مقناطیس زعفران پوش کے صحبت آرا ہین فیروزہ نے ابتک حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہین کیا جب ملکہ صحبت مین بیٹھتی ہین یہ بشکل گلفرنگ گاتا ہے بجاتا ہے ملکہ کو بھی اس سے بڑی محبت ہے بادشاہ اسلام بھی اپنے پاس تخلیہ مین اسکو بُلا لیتے ہین ہر روز قصد کرتے ہین تا بہ اغلال جاؤن جا کر اسکو وہین مارون فیروزہ انکو منع کرتا ہے کہ آقا ابھی تامل فرمایئے زخم کو صحت ہولے تو حضور کو اختیار ہے بادشاہ اسلام خاموش ہو جاتے ہین ایک ہفتہ اسی معرکہ مین گذرا ایک روز بادشاہ اسلام ملکہ مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے باغ مین ٹہلتے ہوے ایک چمن مین آئے دیکھا ایک مادیان عربی کوہ سرین کوہ کفل لوہے کی میخون مین بندھی ہوئی زنجیرون سے

جکڑی ہی مگر فرّاٹے بھر رہی ہی اور سُم مار مار کے زمین مین گڈھے ڈالدیے ہین ملکہ نے منع کیا کہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائیے یہ کمبخت خونی ہی ایک سوداگر لایا ہی کئی سال سے اسکو خرید لیا ہی اسطرح کی خونی ہی کہ اسنے کئی سائیس مارے کئی جلشنین اسکے ہاتھ سے راہی ملک عدم ہوئین گھانس بمشکل دیجاتی ہی یہ کسکی مجال ہی کہ گھانس قریب سے دے سعد نے ہاتھ ملکہ سے چھڑا لیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوے ملکہ نے لاکھ منع کیا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت کب مانتے ہین ملکہ تو بیٹھنے لگین کہتی ہین صاحب یہ کمبخت ایسا نہو کہ شانہ پا جاے تو چبا لیگی لیکن بادشاہ اسلام چمکارتے ہوے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف بادشاہ کے دیکھ رہی ہی جب قریب پہونچے آپ نے چمکارا اُس مادیان نے سر جھکا دیا زبان سے سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیون صاحب اسکا زین و لجام بھی ہی ملکہ نے کہا بس چلے آیئے اسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہین زین و لجام تو موجود ہی نہین معلوم آپ سے کیا خوف کیا کہ رہ رہ کے چہرۂ زیبا کو دیکھتی ہی سعد نے کہا زین و لجام ضرور منگاؤ کنیزین زین و لجام اُٹھا کے لائین سعد شہریار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کسا دہانہ منھ پر چڑھایا جست کر کے پشت پر سوار ہوے مادیان طرارے بھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جو جست کی دیوار فرا گئی بیرون باغ مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملکہ نے دروازے پر آکے پکارا ای شہریار بس پلٹ آیئے سعد نے گھوڑی کو پلٹایا باغ مین تشریف لائے اُسی طرح اُسکو باندھا فرمایا ملکہ ہم اسپر سوار ہوا کرینگے ملکہ نے عرض کی ای شہریار اسوقت یہ مادیان نیکی کے دم مین تھی ورنہ ایسا نہو حضور کو آزار پہونچائے سعد نے کہا ملکہ ہمکو یہ آزار نہ پہونچائیگی ہمیشہ تسخیر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام اُس مادیان پر سوار ہو کے باہر باغ کے بھی آتے ہین ملکہ جب قسمین دلاتی ہین تب پھیر لاتے ہین مگر ملکہ کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہی یہی خیال ہر دم رہتا ہی کہ کیا باعث ہی جو شہریار اسکو تخلیہ مین اپنے پاس بلاتے ہین اور دیر تک باتین کیا کرتے ہین ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا اے گلرنگ کو بلا لا وہ کنیز آکے گلرنگ کو بلا لے گئی ملکہ مغفا طلیس زعفران پوش بھی پیچھے پیچھے چلین کہ دیکھون تنہائی مین کیا باتین کرتے ہین ملکہ آکے کمرے کے باہر کھڑی ہوئین فیروزہ اندر آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا ای دوست صادق و ای محب واثق میرا ارادہ ہی کہ کل بارگاہ اجلال مین

جاؤن بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نوجوان اور نور الدہر کا سامان کرون فیروزہ نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ دو چار روز اور توقف فرمائیے زخم بخوبی خشک ہو جائے دیر تک یہی صلاحین رہین ملکہ نے یہ سب باتین سنین یا تو یہ بدگمانی تھی کہ گلرنگ کو تخلیہ مین کیون بلاتے ہین یا اب یہ ثابت ہوا کہ یہ تو عیار ہی شہریار کا ملکہ ہنستی ہوئین اندر کمرے کے آئین نام تو انکا سن ہی چکی تھین کہا کیون بھیّا فیروزہ تمنے ہماری گلرنگ کو کیا کیا فیروزہ نے بتایا کہ فلان مکان مین ہی ملکہ نے اُسکو ملوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا

دوسرے دن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہریار ضرور اغلال کی بارگاہ مین جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہوے پھرتے پھراتے جو آسن دبایا گھوڑی کو فرّا کے بیرون باغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اُڑاتے ہوے چلے اب وہ وقت ہی کہ اغلال اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کئی سو پہلوان گرد ہین یہی فکر کر رہا ہی ہرکارون پر غصہ ہی کہ تمنے ابتک پتہ نہین لگایا وہ جوان گھوڑے سے کہان گرا لشکر اُسکا گرد اُڑا ہوا ہی یہی کہ رہا ہی کہ دیہات مین جاکر تلاش کرو کسی زمیندار نے اُسکو اپنے دامن مین پناہ دی ہوگی اگر مجھکو پتہ ملجائے تو گانؤن کو پھونک دون اُس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤن میرے ہاتھ سے اُسنے زخم کاری کھایا ہی اگر کسی جنگل مین تڑپ کر مر گیا تو لاش تو ملتی ہرکارے یہ کہکر روانہ ہوے کہ اب ہم دیہات و قریات مین جاتے ہین اور مفصل خبر لاتے ہین اغلال اپنے پہلوانون کے سامنے اپنی جرأت بگھار رہا ہی کہ رہا ہی اس جوان کو قتل کرون تو طلسم کشا کو تلاش کرون اُسکی مشکین باندھ کر بخدمت ہفت پیکر روانہ کرون لیکن ہرکارے جو لشکر سے اپنے نکلے صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو چمکاتے ہوے آتے ہین ہرکارے پلٹے اغلال شیر سوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جوان آتا ہی یا کسی جانب بھاگا جاتا ہی زخم کا سر پر کہین نام بھی نہین صرف ایک عیار ساتھ ہی اغلال شیر سوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو ملازم اُسکے گئے کہ گینڈا تیار کر کے لائین بادشاہ اسلام دربارگاہ اغلال پر پہونچے مع مرکب اندر چلے درگہ سالار نے روکا کہا او گستاخ یہ دربار پہلوان دوران کا ہی گھوڑے سے اُتر ہتھیار کھول کے یہان رکھدو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سعد شہریار مرکب سے کودے

فرمایا دیکھو ہم اندر جاتے ہین درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے کلائی پہ ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پہونچا اغلال نے پوچھا یہ کیا سر ہے ہرکارون نے عرض کی صفائی دست زبردست سعد شہریار سے درگہ سالار مارا گیا کہ سعد شہریار نے اندر آکے نعرہ کیا او اغلال مغرور تو نے مجکو مار ڈالا تھا میرے خدا نے مجھے زندہ کیا اُٹھ تو ہی، اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ مسلمان کسقدر گستاخی کر رہا ہے اسکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلوارین کھینچکر بادشاہ اسلام پر جا پڑے سعد نے جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑھے بڑھے مارے آخر لڑتے بھڑتے ہوئے تا بہ اغلال پہونچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے روک کے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا، اغلال نے وار بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہو تلوار چھین لون سعد نے گریبان مین ہاتھ ڈالکر جھٹکا مارا کہ سر اغلال کا زمین سے مل گیا کشتی ہونے لگی سعد نے جوتھے پیچ پر آگھیر کر دے مارا کہ چارون شانے چت زمین پر گرا شاہ کود کر چھاتی پر سوار ہوئے ارشاد فرمایا شناخت مین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہی اغلال نے کہا لاکھ جانین میری خداوند ہفت پیکر پر نثار ہین سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے ہکا مارا مع نرخرے گردن کھینچ لی بال تھام کے سر اُس خود سر کا رومال مین باندھا لڑتے ہوئے چلے جب باہر آئے کل فوج نے گھیرا سعد لڑ رہے ہین اب زخمی ہونے لگے ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہو کس کس سے اپنے کو بچائین اگر بیس تلوارین پڑین تو ایک یا دو جسم پر پڑ گئین پشت و پہلو سے خون جاری ہی سعد کو یقین ہوا کہ اس جنگ سے زندہ نہ نکلینگے بیتاب ہو کے پکار اُٹھے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو اس آفت سے مجھ گنہگار کو بچا لے نظم

انقلاب دور دوران ہست در دست علام — ہیچکس را نیست در فرمان تو جای کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام — آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام

برق را آتش فشان و ابر را تر ساختے
دو مخالف را بیک موقع برابر ساختے

ہست اندر اختیارت ہر درون و ہر برون — صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون

روز و شب گرد بفرمان تو این گردون دون   بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

جلوۂ قدرت نمودی در گلستان باربار   گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار   گاہ کردی نور وحدت راز کثرت آشکار

گاہ کثرت را پے توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن ز اکثر ساختی

سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون   بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
از جگرہا آتش پوشیدہ آوردی برون   در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون

گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

بیتاب ہو کر جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھیرا ڈالے ہوے ہو اب کمندین اور زنجیرین لیکر چلے ہین کہ مکر سے گرفتار کرلین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش عیار مثل گلدستہ کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آکے مرصع پوش گرا فوجون کو درہم و برہم کر دیا لڑتا بھڑتا نقابدار شیرانہ دہنگانہ قریب سعد شہریار کے پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائین بادشاہ جلالت پر نقابدار کی بہت خوش ہوے فرمایا اے نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرۂ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت زیبا دکھاؤ نقابدار نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہے کہ بندگان عالی پر احسان کرون آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین مقبول دلہاے خاص و عام ہین محل صورت دکھانیکا نہین ہے انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب آتا ہے کہ پردۂ دوئی درمیان سے اٹھ جائیگا یہ نیازمند مثل چاکران کمترین بندگان عالی کی خدمت مین حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نقابدار تلوار کھینچے ہوے آگے بڑھا کہا حضور نکل جائین غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہریار لڑتے بھڑتے ایک جانب سر اغلال کا شکار بند مین باندھے ہوے طرف باغ کے چلے نقابدار نے یہان تھوڑے عرصے مین فوج کو

درہم و برہم کیا خیمے و بارگاہین لوٹ لین خزانہ قبضے مین کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قید تھے اُنکو قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر مین رہین بادشاہ اسلام اور ایک مقام پر گئے ہوے ہین کار نمایان کر کے آئینگے سرداران نامی قید سے رہا ہوکر طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان مقناطیس بعد جانے بادشاہ اسلام کے دماغ پر بیتاب کھڑی کنیزون سے فرماتی ہین صاحبو بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر اُس ظالم کے گئے ہین خدا اُنکی جان بچائے اپنی

نظم

یہ نوبت ہوئی غم سے عجب حالت ہوئی
ہوتا ہی آہ صبح سے داغ او شعلہ زن
یہ جام جم ہوا قدح گل نہو سکا
نفرت تھی اسقدر کہ نہ ٹھہرے دم سحر
نظارہ مجھسے جانب سنبل نہو سکا
ہجر بتان مین تجکو ہی مومن تلاش ننگ

کیا رشک غیر تھا کہ تحمل نہو سکا
کیسا چراغ تھا جو کبھی گل نہو سکا
کہتے ہین گلشن اپنی گلی اُسکے دم سے تھی
پاس درازی شب کا گل نہو سکا
تنگی وہی رہی دل صد چاک کی ہوا
غم پر حرام خوار تحمل نہو سکا

مین جانگر حریف تغافل نہو سکا
اُسنے جو دل کو منھ نہ لگایا دو نیم ہی
دشمن جو ہم ترانۂ بلبل نہو سکا
وہ عکس زلف چشم عدو مین پڑا نہو
یہ غنچہ پاش پاش مگر گل نہو سکا

کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ نہ گھبرائین بخیر و عافیت آئینگے اغلال کی کیا مجال ہی کہ اُنسے مقابلہ کرسکے وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی وہ بھلا کیا اُنکو جواب دیگا ملکہ کہتی ہین صاحبو مین کیا کہون جی چاہتا ہی کہ سر برہنہ نکلجاؤن اُنکے ساتھ جاکر مصروف جنگ ہون افسوس ہی میری بیقراری کا خیال نہ کیا ایسے بدمرکب پر سوار ہوکے چلے گئے ایسا نہو بدلگامی کرے دشمنون کو کچھ صدمہ پہونچے ایسا نہو وہ ملعون جلساز دغاباز کل فوج کو حکم دیدے تین سو فقط افسران فوج اُسکے ساتھ ہین اور کریم وہ یکہ و تنہا ہین اُنکو ظالمون کے ہاتھ سے بچا تا روز سیاہ مجکو نہ دکھا تا کنیزین سمجھا رہی ہین بعض آگے بڑھ بڑھ کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری لو مبارک ہو شہریار تشریف لاتے ہین مگر دریاے خون مین نہائے ہوے ہین فیروزہ بن عمرو ساتھ ہے ملکہ گھبراکے باہر نکل آئین کنیزون سے کہا مین اُنکو بخیریت دیکھون تو مین تمہارا منھ موتیون سے بھرون یہ کہہ رہی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سعد شہریار رم سی مادیان بحری پر سوار لختہ خون کے سینے پر جمے ہوے کہنی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہین ملکہ نے جو اسطرح شہریار کو آتے ہوے دیکھا دوڑکر رکاب سے لپٹ گئین کہا اے شہریار گھوڑی سے اُتر لیے ہین تو دیکھون کہ حضور نے زخم کاری

تو نہین کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہین ملکہ کوئی زخم نہین کھایا یہ کہکر سعد گھوڑی سے اُترے ملکہ دوپٹے سے خون جسم انور کا پوچھنے لگین سعد شہریار کا ہاتھ تھامے ہوے لیکر باغ مین آئین سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈالدیا کہا یہ اُسی خودسر کا سر ہی جسنے اپنے نزدیک ہمکو قتل کیا تھا ہمکو تو خدا نے تمھاری وجہ سے بچایا ملکہ بخدا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہین اگر تم ہمکو اُٹھا کر نہ لاتین تو کیونکر جان بچتی شیران صحرا لاش کو کھاجاتے ملکہ نے کہا آپ صاحب اقبال ہین آپکی اقبال مندی کے سبب سے سب سامان غیب سے پیدا ہوے بادشاہ اسلام نے کہا ای ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک کیا لیکن اب تمکو مناسب ہی کہ بمقدمہ رہائی ایرج و نورالدہر کوشش کرو ملکہ نے کہا مین جان و دل سے برلے خدمتگذاری موجود ہون شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم کسی طرح ایرج و نورالدہر کی رہائی ہو ملکہ نے کہا بڑی مشکل تو یہ درپیش ہی کہ آپکے پاس کوئی ایسی شی نہین کہ جسپر سحر تاثیر نہ کرے جب تک ایسا نہوگا قصر عشرت مین داخل ہونا غیر ممکن ہی بادشاہ نے فرمایا مین اسکی تدبیر کرونگا شب کو سعد پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین فیروزہ گا رہا ہی کہ چند۔ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای ملکہ کل ہم شکار کو جاینگے دل بہت گھبراتا ہی ملکہ نے حکم دیا کہ بہیلیے اور قراول صبح کو در باغ پر حاضر رہین بوقت صبح نماز سے فراغت حاصل کرکے بادشاہ باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ بن عمرو ہمراہ ہی اسباب شکار موجود ہی بہیلیے قراول میر شکار ہمراہ صحرا مین آکر پہونچے طبل بازگشت پر چوب پڑی جانوران ہوائی چھوٹنے لگے باز۔ بحری۔ جرّے۔ چھوڑے گئے شکار ہونے لگا پہر دن چڑھے تک اسقدر شکار طائران ہوائی کا کیا کہ ارابے بھر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا ای فیروزہ اس صحرا مین آہو نہین فیروزہ نے عرض کی گنوارون کو بھیجا ہی وہ خبر لیکے آیا چاہتے ہین کہ دیکھا سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہان سے دو کوس پر ایک سبزہ زار ہی وہان کئی سو آہو چر رہے ہین سعد نے فرمایا گھوڑے چڑھا کر لیچلو اسی وقت گھوڑون کو دوڑا کر آئے اُس مقام کو گھیر فرمایا بیچ مین جو نر ہی اُسے ہم شکار کرینگے باقی آہوونکا تمکو اختیار ہی یہ کہکے گھوڑے دوڑاے وہ نر ذی ہنر سامنے سے سعد کے بھاگا سعد نے گھوڑا دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ تھوتھنی مرکب کی دُم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا نیزے سے شکار کرون آہو چوکڑی بھر کے

نکل گیا پھر بادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جا کے آہو چوکڑی بھولا ذرا رکا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے کود کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کے دیکھا کسی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچکر قریب درۂ کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اُسی مقام پر ڈالدیا قربوس سے سیخیں نکالیں کباب لگا کر رکھدیے آگ نکالی جب لکڑیون کا دھوان سب نکل گیا سیخین آہنی لگا دین جب کباب تیار ہوے پڑیا نمک مرچ کی قربوس سے نکالی کباب نوش فرمائے زین پوش بچھایا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر لیٹے ہوا جو چلی سو گئے جب آنکھ کھلی وقت شب تھا بادشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھے کہ شاید کوئی شیر صحرا سے نکل آئے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری کان میں آواز تسبیح خوانی کی آئی بادشاہ حیران ہوے کہ کون صفت پروردگار کر رہا ہے بدل اُس آواز پر متوجہ ہوے معلوم ہوا کہ بالائے کوہ سے آواز آتی ہے سعد شہریار تلوار ٹانک کر اُٹھے گھاٹیوں کو طے کرتے ہوے جب بالائے کوہ پہونچے دیکھا بالائے کوہ ایک حجرہ ہے اُسمین ایک عبادت گذار بیٹھا ہوا تسبیح خوانی مین مصروف ہے بادشاہ ٹہلتے ہوے جب قریب حجرے کے آئے اُس مرد نے آواز دی اے بادشاہ اسلام سلام تم پر ہو ہم تمھارے مشتاق تھے تشریف لائیے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے کے پہونچایا وہ درویش کھڑا ہو گیا بادشاہ کو لیکر پہلو مین بٹھایا بادشاہ نے پوچھا اس مقام خوف مین آپ کا کیونکر گذر ہوتا ہے درویش نے کہا بابا وہ رزاق مطلق کارساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آب و دانہ پہونچاتا ہے دونون وقت بہ لطف کھانا پہونچتا ہے بادشاہ نے کہا آپ عبادت گذار خاص ہین آپ کو پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہے جب صبح ہوئی دیکھا ایک جوان زنگی ایک خوان سر پر لیے آیا اور سامنے درویش کے رکھدیا زنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھایا جب بادشاہ نوش کر چکے وہ زنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اُٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب مجلد نکالی اُسمین سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے آپ پر سحر تاثیر نہ کریگا جہانتک ہوسکے اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا تا فتح طلسم ہفت پیکر اسکو اپنے پاس رکھیے گا ہرچند کہ فتاح طلسم ہفت پیکر رستم پیلتن ہین لیکن آپ اور صاحبقران معین و مددگار طلسم کشا ہین بہت ملک ہفت پیکر سے متعلق ہین انکا فتح ہونا واجب و لازم ہے آپکے

اب اپنے کو کوہ مقناطیس پر پہونچایئے بادشاہ پہر دن چڑھے اُس درویش سے رخصت ہوئے اُسنے
ہاتھ اُٹھا کے دعائین دین بادشاہ پہاڑ سے اُترے تعویذ کو بازو پر باندھے ہوئے زیر کوہ آئے پشت
مرکب پر سوار ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ بن عمرو آپہونچا
اور چند بیلیے شاہ کو تلاش کرتے ہوئے آئے کہ صحرا سے آواز آئی ای بادشاہ کہان جاتے ہو شاہ نے
مڑ کے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گولہ ہاتھ مین قریب بادشاہ کے آیا آکر گولہ مارا بادشاہ نے
ہاتھ اُٹھا دیا گولہ فوراً پھٹ کر گر گیا سحر اُس ساحر نے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی ساحر نے چاہا
جھپٹ کر بادشاہ پر گردن بادشاہ نے قریب آکے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا بادشاہ نے اُسکو
نیزے پر بلند کیا اُکھیڑ کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوئے مرتے ہی ساحر کے صدائین ہیبتناک
آئین بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من بیابان جادو بود مارکر اُسکو بادشاہ نے فیروزہ سے حال
تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ مین مقناطیس کے چلکر رہائی ایرج
اور نور الدہر کی تدبیر کیجیے یہ تحفہ خدا نے آپ کو پہونچایا ہی بادشاہ شکار سے پلٹ کے باغ
مین ملکہ مقناطیس کے آئے مقناطیس شب بھر بیقرار سوئی نہین دروازے پر باغ کے کھڑی
ہین دم بدم فرماتی ہین کہ نہین معلوم شہریار پر کیا گذری شب بھر نہین معلوم کہان رہے کہ
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ آتے ہین ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا ای
شہریار شب کو کہان رہے بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا ایک درویش
جگر ریش عابد و زاہد کامل و اکمل ملا اُسنے دیا کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب
ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوئے باغ مین آئین جلسہ آراستہ ہوا اسعد نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم ہم چاہتے
ہین کہ کوہ مقناطیس پر جائین مقناطیس نے عرض کی پہلے مین جا کے ہفت پیکر سے تدبیر
رہائی دریافت کرون تب آپ سے عرض کرون بادشاہ نے فرمایا ای ملکۂ عالم اگر ٹالنا چاہتی ہو تو مین
قبول نہ کرونگا جو لشکر ساتھ ہو اُسکو لیکر کوہ مقناطیس پر پہونچونگا اگر خدا نے کرم کیا تو ایرج و
نور الدہر کو رہا کر لونگا تب وہان سے پلٹونگا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائین مین جا کر اُس سے
دریافت کرتی ہون اور دریافت کرکے آپ سے عرض کرتی ہون تب آپ اُسطرف چلین مین تو
جانتی ہون کہ مجھی کو کوہ کا اختیار ہی آیندہ نہین معلوم کیا ہو یا اور پھر کسی کو اختیار ہو قصر عشرت کا یہ

رنگ ہی کہ کبھی کھلتا ہی جسکا جی چاہے چلا جائے کبھی اسطرح بند ہوجاتا ہی کہ مین بھی بمشکل جاتی ہون مین حیران ہون وہ کون ذی اختیار ہی کہ جو مجکو روکتا ہی دو دو دن اکثر قیدیون کو دیکھنے کو ترستی ہون آج جاکے دریافت کرونگی یہ کہکر ملکہ کچھ رات باقی تھی کہ طاؤس پر سوار ہوئین اکیلی چلین یہان ہفت پیکر دن بھر پہاڑ پر جشن کرتا ہی شب کو برابر کوہ مقناطیس ہی اُسپر جاکے رہتا ہی کہ ملکہ طاؤس اُڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہونچین آواز آئی کون آتا ہی ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ کنیز خداوند کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہی ابر جھکا ملکہ کی آنکھین بند ہوئین وہ ابر اُٹھا کر ملکہ کو قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی مقناطیس کیا کہنا چاہتی ہی مقناطیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجکو یہان کون لایا اُٹھ کے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کرنا ہی امیدوار ہون صاف صاف مجکو حال معلوم ہو ہفت پیکر نے کہا بیان کر کسی راز کا تجسے انکار نہین ہی مقناطیس نے کہا کبھی تو کنیز قصر عشرت مین بلا تکلف چلی جاتی ہی کبھی دو دو دن نہین جا سکتی مجکو حال نہین معلوم ہوتا قیدیون پر کیا گذری امیدوار ہون کہ اسکا حال مفصل کنیز کو معلوم ہو کہ مجکو کون روکتا ہی کہ مین نہین جا سکتی ہون ہفت پیکر نے کہا میخوار جادو و سرشار جادو دونون بہنین ہین کہ وہ بھی قصر عشرت کی منتظم ہین جب وہ قصد کرتی ہین تمکو روکتی ہین وہی دونون معشوق بنکر سامنے اُن دونون کے حاضر ہوتی ہین ایسی نگاہ ڈالتی ہین کہ دونون قیدی بیتاب ہوجاتے ہین اُنہی کے مشتاق رہتے ہین کہ یہی دونون معشوقین آئین جب تک وہ دونون قتل نہ ہونگی تمھارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ کوہ سمن آرا پر رہتی ہین جب کوئی کوہ سمن آرا پر جائے اُنکی صحبت مین اُنکو قتل کرے تب تم قصر عشرت مین بلا تکلف جا سکتی ہو کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا یہ کہکر ہفت پیکر خاموش ہو رہا مقناطیس نے عرض کی کیا سبب ہی کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا اب ہفت پیکر نے بغصہ جواب دیا ای مقناطیس تو اس طرح پوچھ رہی ہی کہ گویا میخوار و سرشار کے قتل کا ارادہ رکھتی ہی مقناطیس تھرا گئی سوچی کہ ایسا نہو میرا حال اسپر کھل جائے اور ابھی قید کرلے مگر اسکا تردد رہا کہ کوہ سمن آرا تک نہ جانا کیا معنی راہ مین کوئی بڑا ساحر رہتا ہے کہ اُسنے راہ کو بند کردیا ہی مقناطیس خاموش ہو رہی خوف سے کچھ اور نہ پوچھ سکی مجبور ہوکر

بلبلتی دل مین کہتی ہی کہ اب مین شہریار سے جا کے کیا کہون یہ سختی کیونکر طی ہو میخوار و سرشار کیونکر قتل ہون کہ وہ سمن آرا تک کیونکر رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے ہوے تھے مقناطیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیون ای ملکہ عالم جلین مقناطیس نے عرض کی ای شہریار ابھی مفصل حال نہین دریافت ہوا اور ہفت پیکر مجھسے بدگمانی کرنے لگا مجکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کرلے فیروزہ بن عمرو تڑپ کر اٹھا کہا ای شہریار حضور لشکر لیکر آئین مین آگے بڑھکر حال دریافت کرتا ہون صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بھی قید کا منتظر ہی اسوجہ سے مقناطیس کو تامل ہوا مین سب دریافت کر یونگا رہائی اُن شیرون کی قبضے مین مقناطیس کے نہین ہی اور پھر قصر عشرت بڑا مقام ہی غلام سب دریافت کرلیگا بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ ہم رخصت ہوتے ہین ہم لشکر کو لیکر کوچ کرتے ہین تم بھی جو وقت پر مناسب جاننا آنا جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای شہریار کنیز کو کیونکر چین آئیگا اب اس معرکۂ عظیم کا ارادہ رکھتے ہین جسکا راستہ بالکل بند ہی میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر وہان پہونچینگے راستے مین ہزارہا صعوبتین ہین مین کیونکر آرام لون کیا خوب کہا ہی نظم

زندگی کردیگا ہجران سے دل ناکام تلخ
عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام تلخ
میٹھی آنکھون سے نہ دیکھا ایک دن دلدار نے
کر دیے شوریدہ بختی نے مری بادام تلخ
خار خارِ میکشی نے کر رکھا ہی بیقرار
خواب و خور ہی تجھ بغیر ای ساقی گلفام تلخ
ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہون
شہد ہو تو کر دے منھ مین شامت ایام تلخ
منھ بنائے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو
کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ
نیت صحت سے پیوے گر مریض چشم یار
ہووے افیون سے زیادہ شیرۂ بادام تلخ
شب کو سوئین دن کو کھاوین کچھ جو ہو دل کو قرار
ہو گئے ہین ہجر مین خواب و خور و آرام تلخ
طاق مین رکھدے یہ شیشہ اور لا ساقی شراب
ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہون جام تلخ
مار ڈالا تو نے شیرین بے گنہ فرہاد کو
بھیجا کیون اُس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

ای شہریار آپکے فراق مین کیونکر زندگی بسر کرونگی اور آپ اُس معرکۂ عظیم پر جاتے ہین جسکو مین نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ میخوار و سرشار دو بہنین ہین وہ منتظر ہین کہ مجھپر بھی اُنکا

دھوکہ چل جاتا ہی جب قریب قید خانہ جاتی ہون مینخوار و سرشار اُنکا نام ہی مبہوت ہو جاتی ہون راستہ قید خانے کا نہین ملتا آخر ناچار ہو کر پلٹ آتی ہون اگر مین آپکو لیگئی اور راستہ نہ ملا تو مین ظاہر بھی ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر مجھکو قید کر لیگا مین نے اسطرح سے ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُسنے صاف صاف مجھ سے کہدیا کہ کیا مینخوار و سرشار کے قتل کا ارادہ ہی بس اتنا جملہ کافی ہی کہ دونون بہنین کوہ سمن آرا پر رہتی ہین مگر پہاڑ پر جانا بہت دشوار کہ کوئی اور لیجانے والا ہو فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم تم نگھبراؤ مین سب دریافت کر لونگا اور اپنے آقا کو بحفاظت کوہ سمن آرا پر لیجاؤنگا شہریار کو کوچ کرنے دیجیے مقنا طلیس نے کہا خواہ میرا حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجکو قید کرے مین ضرور اپنے کو کوہ سمن آرا پر پہونچاؤنگی اُن دونون سے کسی طرح مین سحر مین پایہ کمی کا نہین رکھتی ہون مگر قید خانے مین اُنکا انتظام سختی سے ہی وہان کچھ زور میرا نہین چلتا لیکن پہاڑ پر مین اُنسے مقابلہ کرونگی اگر کنیز کی قضا ہی تو انھین کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤنگی یا اُنکو مٹاؤنگی سعد شہریار ملکۂ مقنا طلیس سے رخصت ہوے فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے چلے یہان اہل لشکر جب سردار نقابدار سے رخصت ہوے تو نقابدار نے مرکب خنگ سیاہ قیطاس بھی سردارون کے ہمراہ کر دیا سب سردارون نے آکے استقبال کیا اب خبر مشتہر ہوئی کہ کل شہریار کوچ کرینگے طرف کوہ سمن آرا کے قصد ہی فیروزہ شب کو شہریار سے رخصت ہوا پانہاے عیاری لگا کر رات ہی کو نکل گیا جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی کہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ ہاے آب لاجواب عندلیبان خوشنوا درختون پر مصروف زمزمہ سرائی جوانان چمن کی رعنائی و زیبائی ایک قمری بر سر نخل سرو طوق محبت بہ گلو کو کو کر رہی ہی گویا اپنے معشوق کو ڈھونڈھتی ہی منقار کھولکر یہ زمزمہ سرائی و بخوش گلوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی۔

نظم

ہین اُسی بوٹے کو ہم اے گلشن آرا دیکھتے
مثل بلبل گل کو بھی ہین جسکے شیدا دیکھتے
پھر نہ جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال
اک نظر موسیٰ اگر اُس بُت کا جلوا دیکھتے
ایک سے ہی ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا
مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے

فیروزہ نے جو یہ صحراے سبزہ زار دیکھا کمسنی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ایک طفل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بندا ایک کان مین انگوٹھی آب روان کا کرتا مشروع کا پاجامہ پہن کر اور زردوزی جوتا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگا رات بھر اُس صحرا مین گایا جنگل مین سناٹا ہو گیا اس صحرا کا حاکم خونخوار ابلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا باغ سے اپنے نکلا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان توڑ توڑ کر بھیروین کے سرون مین گا رہا ہے خونخوار صدا اُسنکر بیتاب ہو گیا اُسی طرف تخت اُڑا کر لایا آسمان سے دیکھا کہ زیر نخل ایک طفل حسین ماہ طلعت خوبصورت بیٹھا ہوا گا رہا ہی طائران ہوا پرون کا سر پر سایہ کیے ہوے ہین وہ طفل حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہی خونخوار دیکھکر صورت اس طفل مہ پارہ کی بیتاب ہو گیا دل سے کہتا ہی کہ خداوند ہفت پیکر نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہی قلم قدرت ہاتھ مین تھا جو صورت چاہی بنائی تصویر کھینچی حقیقت مین دل کی یہ کیفیت ہی

نظم

زمانے مین وہ مہ لقا ایک ہی
بتون مین بھی غل ہی خدا ایک ہی
عدم ابتدا ہی عدم انتہا
یہ آئینۂ حق نما ایک ہی
تأمل سخن ذکر ہے یار کا
یہان مسند و بوریا ایک ہی
فضیلت ملی ایک کو ایک پر
مین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہی
نہ آنا تو اُس زلف کے پیچ مین
گلی اُسکی اور کربلا ایک ہی
کہو گے جو کچھ تو سنو گے کبھی رند
ہزارون مین وہ دلربا ایک ہی
برابر ہے اپنا وجود و عدم
مری ابتدا انتہا ایک ہی
جہان مین ہین غافل بہت سے طریق
کہون سو طرح مدعا ایک ہی
کہان اُسکے آگے کسی کا فروغ
غرض ایک سے یان سوا ایک ہی
ہی انبوہ عشاق عیسےٰ کے گھر
ارے دل وہ کالی بلا ایک ہی
دوئی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہی
خداوند ارض و سما ایک ہی
ہماری بقا اور فنا ایک ہی
ذرا غور سے مرآت دل کو دیکھ
مگر راہ صدق و صفا ایک ہی
محل فقر کا ہی عجائب مقام
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہی
جفاکار و دمساز و کاذب بخیل
مریض اپنی دار الشفا ایک ہی
ہزارون شہید محبت مین دفن
زبان ایک ہی اور خدا ایک ہی

اسطرح کے اشعار پڑھ کے اب سوچنے لگا دل سے کہتا ہی یہ معشوق یہ چہرہ اس لائق ہی کہ اسکو صحبت مین رکھیے معشوقون کا جلسہ ہو یہ بیٹھکر گائے دل نشۂ عشق کے مزے اُٹھائے یہ سوچکر وہین سے اُسنے سحر کیا کہ فیروزہ کی آنکھین بند ہونے لگین یہانتک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خونخوار نے سحر کر کے

اُٹھا لیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ مین آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اُسمین لا کے فیروزہ کو اُتارا کنیزین گرد بٹھائین آپ تو باہر چلا آیا کنیزون سے کہا اسکو ہوشیار کرو بہلاؤ پریشان ہونے پائے اسکو کوہ سمن آرا پر لیچلین گے میخوار و سرشار معشوقان پریچہرہ اسکے گانے سے بہت خوش ہونگی یہ کہکے کمرے سے باہر آیا کنیزون نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ ہوشیار ہوتے ہی کنیزون سے ہنسی دل لگی کرنے لگا اور پوچھا مجھکو یہان کون لایا کنیزون نے کہا ہمارا افسر خونخوار ابلق سوار ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست وہ تمکو یہان جنگل سے اُٹھا لایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ ملیگا دو معشوقین ہمارے افسر اعلے کی میخوار و سرشار کہ بالاے کوہ سمن آرا رہتی ہین وہان تمکو لیجائینگے جلسہ ہوگا تمکو وہان گانا ہوگا فیروزہ نام کوہ سمن آرا اُسنکر بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہے کہ فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم پہونچینگے میخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اُس جلسے مین شریک ہون اور ملکہ مقناطیس بھی موجود ہون اُسوقت لطف ہے فیروزہ پہلے تو رویا کنیزون سے کہتا تھا مین اپنے مان باپ سے چھوٹا کنیزون نے کہا نہ گھبرا شہنشاہ تجکو جہان سے لائے ہین وہین پہونچا دینگے فیروزہ ہنسنے لگا کنیزون سے چہل کر رہا ہے کبھی اُچک کے کسی کی گود مین بیٹھ گیا خالہ امان کہکر کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہے تم ہماری دُلھن ہو ہمین دودھ پلایا کرو کہ ہم تیار ہون دن بدن دُبلے ہوتے جاتے ہین مان نے کہدیا تھا کہ اے نور نظر جب تم دلھن کا دودھ پیو گے تب تیار ہوگے شکر کرتا ہون کہ مجھے دُلھن تو دودھ والی ملی دودھ تو بڑے بڑے ہین لیکن جو انمین دودھ بھی ہو کہ میرا پیٹ بھرے کنیزین ان باتون پر ہنستی ہین کہتی ہین ارے دُلھن کا دودھ پیے گا فیروزہ ہنسی کی باتین کرتا ہے کنیزین خوب ہنستی ہین بعض بعض آوازے کستی ہین خونخوار جو باہر آیا کنیزون کو بلا کر پوچھا لڑکا رنجیدہ تو نہین ہوا کنیزون نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب ہمنے آپ کے اوصاف بیان کیے کہ نہایت قدردان ہین تب چپ ہوا اور اب سب سے ہنسی دل لگی کر رہا ہے دن تو یون گذرا شب کو خونخوار ابلق سوار وسط باغ مین جلسہ جما کے بیٹھا کنیزون سے کہا اُس لڑکے کو لاؤ کہو نہایت تکلف سے آئے ہمارے سامنے بیٹھ کر گائے کنیزون نے آکے

پوچھا میان صاحبزادے تمھارا کیا نام ہی فیروزہ نے کہا مجھکو نیرنگ تان دراز کہتے ہین اتنی اتنی بڑی تانین لیتا ہون کہ اگر ناپون تو دس بارہ گز سے کم نہ ہون کنیز نے کہا میان نیرنگ چلو تمکو شہنشاہ بلاتے ہین فیروزہ طنبورا ہاتھ مین لیے ہوے محفل مین آیا دیکھا خونخوار ابلق سوار مسند پر بیٹھا ہی تاج سر پر رکھے ہوے کہا میان نیرنگ آؤ الیبا کچھ تمکو دینگے کہ تمھارے مان باپ بہت خوش ہونگے پھر خونخوار نے پوچھا کیون میان نیرنگ مان باپ تمھارے زندہ ہین فیروزہ نے کہا حضوران نے انتقال کیا جب مان بیمار ہوئین باپ ہمارے گھبرائے ہوے باہر گئے وہان سے ایک عورت لائے مان کو ہماری مار ڈالا آخر کو ایک گڑھے مین جا کے ڈال دیا یقین ہی مان ہماری گل گئی ہوگی گھر توڑا سا ہی ایک کوٹھری مین رکھ چھوڑتے کہ زمین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی مان کی قبر پر جاتے ہین کچھ آواز نہین آتی مین لاکھ روتا ہون جواب نہین دیتین بڑے میان روز نئی عورت لاتے ہین رات کو اُسکے پاس سوتے ہین صبح کو اُسے رخصت کر دیتے ہین مین اُنھین کو ہزارہا روپے دیتا ہون مگر بڑے میان مجھسے جلتے ہین مین ایسی بجاتے ہین کہ طائر محو ہو جاتے ہین اُنکو بھی آپکی صحبت مین لاؤنگا خونخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ تمھارے باپ کو بھی بلائینگے فیروزہ نے فوراً طنبورا اُٹھایا اسکو ملا کر یہ اشعار گانے لگا

نظم

دل لگی غیرون سے بیجا ہی مری جان چھوڑ دے
مان کہنا تیرے صدقے تیرے قربان چھوڑ دے
عاشق جانباز کیونکر کوے جانان چھوڑ دے
اپنا گھر کس طرح سے شیر نیستان چھوڑ دے
یہ نہین کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر
دو گھڑی کو بہر گلگشت بیابان چھوڑ دے
کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے
کو تو بیٹھے تجھسے وہ بت اپنا ایمان چھوڑ دے
تنگ ہون دق ہون کوئی دم مین نکلجائیگا دم
چھوڑ دے دست جنون میرا گریبان چھوڑ دے
غیر ممکن ہی جو بھولون گھر ترا ای رشک حور
مجکو جنت مین اگر لیجائے رضوان چھوڑ دے
غمزۂ بیجا نہین اُٹھتے پھنکا جاتا ہی دل
گر میان اپنی تو ای مہر درخشان چھوڑ دے
پھر پھنسون مین دام گیسو مین تو کافر جانیو
چھوڑ دے شراب او نامسلمان چھوڑ دے
طوق پہنین گے گلے مین مثل قمری سیکڑون
نازکی رفتار او سرو خرامان چھوڑ دے

حسن کا جویا ہون مدت سے مین دیوانہ مزاج
مجکو پریون کے اکھاڑے مین سلیمان چھوڑدے
یون بھلائی دل سے یاد مصحفِ رخسار نے
حفظ کرکے جسطرح سے کوئی قرآن چھوڑدے

فیروزہ بڑے لطف سے میٹھا ہوا گارہا ہی تمام اہل محفل بیٹھے ہوے سُن رہے ہین تعریفین اسکی کررہے ہین کنیزین کہتی ہین کہ کئی گائنین یہان آئین اور کیسا کیسا گائین لیکن یہ لڑکا کیا خوب گاتا بجاتا ہی بتاتا بھی قیامت کا ہی ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہین حقیقت مین کھلونہ ہی یہ باتین ہورہی ہین کہ آسمان پر لکہ ابر نمودار ہوا خونخوار ابلق سوار نے کہا ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین ہر ایک نے دیکھا عجب تماشا ہی وہ ابر قریب آکے پھٹا دیکھا دو جادوگرنیان تخت پر سوار گرد چند کنیزین آکے تخت اُترا خونخوار کھڑا ہوگیا کہا اے شاہان اقلیم حسن وجمال اسوقت کیونکر آنا ہوا دونون نے جواب دیا اسوقت صحبت مین بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال مین آیا کہ چلکر صحبت خونخوار کو دیکھین یہ آج صحبت مین کیسا جلسہ ہی خونخوار نے کہا اے ملکۂ عالم یہ لڑکا گویے کا جو آیا ہی خوب ہی گاتا ہی ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہی تمھارے یہان صحبت مین لائینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا یہ بہت مشتاق ہی میخوار و سرشار دونون نے گانا لڑکے کا سُنا سُنکر کہا اے خونخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم جو آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خونخوار نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک میخوار و سرشار دونون ٹھہرین آخر خونخوار سے وعدہ کرکے اسی وقت تخت پر سوار ہوئین ابر سُرخ مین چھپکر طرف کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئین دوسرے دن خونخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اسی ابر سیاہ مین طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہان میخوار و سرشار جلسہ آراستہ وپیراستہ کرکے انتظار خونخوار ابلق سوار کا کررہی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ خونخوار نے کیا عمدہ گویا ممکن کیا ہی آج اسکو بھی لائینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار برائے استقبال خونخوار اُٹھین میخوار و سرشار نے کہا کیون میان نیرنگ تمھارا مزاج تو اچھا ہی فیروزہ نے کہا آپ لوگون کے حق مین دعائین کیا کرتا ہون یہ کہکے فیروزہ بیچ صحبت مین بیٹھا طنبورا نکالا طنبورا ملایا اور یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

عنایت کی نظر ہم پر نہین ہے   وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہین ہی
نہین بیوجہ اپنی آہ وزاری   محبت یار سے کیونکر نہین ہے
رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر   سرک جاے یہ ایسا سر نہین ہی
فریب یار ثابت ہی مجھے بھی   مگر قابو مرا دل پر نہین ہی
مین فرقت مین گلا کاٹونگا اپنا   چھری لاؤ اگر خنجر نہین ہی
اُٹھاؤن ناز کس کس بت کے یارو   کلیجہ ہی مرا پتھر نہین ہی
حسینون کی محبت چھوڑ اے دل   ترا یہ شغل بھی بہتر نہین ہی
ہماری جانکنی پر قہقہے ہین +   تجھے خوف خدا کافر نہین ہی
نہ بھڑکا آتش شوق او محبت   مرا سینہ ہی کچھ مجمر نہین ہی
سمجھایا ہی جو کچھ غیرون نے صاحب   تمھارے واسطے بہتر نہین ہی
نہ دے تکلیف مے فرقت مین ساقی   یہ جام زہر ہے ساغر نہین ہی
بحمد اللہ ہوئی فی الجملہ تخفیف   وہ زور عشق غارتگر نہین ہی
مین رویا دیکھ گور رند مغفور   لحد پہ گل کی بھی چادر نہین ہی

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ میخوار و سرشار تعریفین کرنے لگین کہتی ہین کہ اے نیرنگ کیا خوب گاتے ہو فیروزہ دست بستہ عرض کرتا ہی حضور یہ گانا آدھا ہے اگر بڑے میان ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سنتے اگر بڑے میان ستار بجائین اور مین گاؤن تو بڑے بڑے کمال ظاہر ہون وہ پرانے گویّے ہین بہت سی باتین ایسی ہین کہ اُنکے ہونے پر موقوف ہین وہ باتین غلام کی زبان سے نہین نکلتین میخوار و سرشار نے کہا کہ میان نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ تمھارے گانے نے اُنکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم مین جاؤن تو اُنکو بلا کر لاؤن جس دن وہ آئینگے اُسدن محفل مین ایک ہنگامہ ہوگا سب کام مین ہی کرونگا وہ اب ضعیف ہوے اُنکے ہاتھ پانون سے نہین ہوسکتا مگر مین اُنکے اشارون پر کام کرونگا اُنکا صحبت مین ہونا کافی ہی تانسین کے نواسے ہوتے ہین دروازے پر ہمارے ایلی کا پیڑ ہی جو نیا گویا ارادہ کرتا ہی ہمارے دروازے پے

اگر درخت سے پتیان توڑ توڑ کر کھالیتا ہی تب اُسے گانا آتا ہی ابتک ہمارے گھر بھر کا یہ فخر ہے اسقدر فیروزہ نے اپنے باپ کا مشتاق کیا کہ خونخوار نے کہا میان نیرنگ حقیقت یہ ہی کہ تمھارے باپ بڑے کامل و اکمل ہین فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تدبیر بتائیے کہ مین اپنے باپ تک پہونچون خونخوار نے کہا اس باغ سے نکل کر جب بائین پر جاؤگے وہان پر وہی جنگل ملیگا جس جنگل مین بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکر وہین آنا ہم بلوالینگے میخوار و سرشار نے کہا میان نیرنگ دن کا وعدہ کرجاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدر شناسون کو ہم بلائینگے سب جمع ہون اُن ساحرون کا جمع ہونا واجب و لازم ہی جب وہ قدرشناس جمع ہون تب تمھارے گانے کی قدر کرین اور بہت کچھ تمکو ملیگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن مین جاکر والد کو ڈھونڈھون گا پرسون شام کو مین اُسی نخل کے سائے مین ٹھہرون گا فیروزہ یہ سب باتین کرکے ان سب سے رخصت ہوا تھوڑا راستہ طی کرکے اُسی صحرا مین پہونچا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام بڑے کروفر سے آکے پہونچا فیروزہ جاکے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہا کہ مین کوہ شمس آرا پر ہو آیا میخوار و سرشار بہت مشتاق ہین مین وعدہ کر آیا ہون حضور کو میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتین تو مین آپ کرلونگا حضور صرف بیٹھے رہین باقی سب کام مین کرونگا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف کی صورت بنایا سر پر عمامہ باندھا کرتا چکن کا پہنایا پرانی چال کا مشروع اُسکا پائجامہ بھاری جوتا زردوزی گھیتلا اتنا پرانا کہ مال تو اسکا اُڑ گیا زرد تاگا باقی ہے بادشاہ صورت مین آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہوے فرمایا مین اس قطع سے نہ جاؤنگا عیاری کی باتین کیونکر کرسکون گا مین طنبورا کیونکر بجاؤنگا فیروزہ نے کہا آپ زبان نہ ہلائین مین سب کام کرلونگا سب کا خاتمہ کردونگا ایسا نشان ملا اور ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا افسر ہے بخوبی سمجھا کر بادشاہ کو اُسی نخل کے سائے مین فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہی فیروزہ انتظار کررہا ہی کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھیے خونخوار ابلق سوار آتا ہی نہایت سحر و ساحری مین مشاق شہرۂ آفاق ہی میخوار و سرشار دونون بہنین اسکی معشوقہ ہین بادشاہ کا رنگ رو متغیر

طنبورا لیے بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ فیروزہ تمنے عجب آفت مین ہمکو پھنسایا ہی دیکھین انجام
کیا ہو کہ ابر آنکر برسر شجر لہرایا ابر شق ہوا خونخوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کو دیکھکے
بہت خوش ہوا کہا ای نیرنگ دعا دے کے تو بہت بچتے ہو فیروزہ نے کہا یہ کمترین عرصہ سے
انتظار کر رہا ہو والد ماجد کو تلاش کر کے لایا یہ اس ضعیفی وقت مین ہر ایک مقام پر نہین جاتے
ہین جنگلون مین جا بجا جہان برت ہو وہان جاتے ہین انکو گانا سناتے ہین مین ڈھونڈھنے جو نکلا
ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سائے مین باواجان بیٹھے
ہین اور جنگل مین ہزارہا ماران سیاہ و اژدہے جمع ہین بڑے میان صاحب بیٹھے ہوے
گا رہے ہین ماران سیاہ پھنے کھولے ہوے لہرا رہے ہین تھوڑے عرصے مین ماران سیاہ
بھاگے اپنے بلون مین گئے ایک ایک روپیہ منھ مین دبا کے لائے بڑے میان کے آگے
رکھ رکھ کے چلے گئے مین اسوقت انکو بہ خوش آمد لایا ہون ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی
جنگلون مین میری برت ہو سال بھر کے بعد آتا ہون سال بھر کا خرچ ان سب موذیون سے
لیجاتا ہون مین کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جا کے کیا کرون ایسا کون مجھے دینے والا ہوگا
مین نے آپکا نام لیا کہ خونخوار ابلق سوار بادشاہ جلیل میخوار و سرشار دونون انکی
معشوقین اسقدر دینگی کہ مال اٹھ نہ سکیگا بڑے میان بمشکل آئے ہین مین سمجھا کے لایا
ہون اس عمر مین بڑے لالچی ہین چاہتے ہین جس صحبت مین جاؤن موتیون کے مارے
پاؤن خونخوار نے کہا ای نیرنگ نہ گھبراؤ ہم تم دونون باپ بیٹون کو راضی کرینگے میخوار و سرشار
بھی فیاض و سخی ہین ای نیرنگ ایسا کچھ دینگی کہ بڑے میان سب کو بھول جائینگے نیرنگ
نے کہا مین بھی ایسا راضی کر دونگا کہ ساری محفل راضی ہو جائے خونخوار نے دونون کو
تخت پر سوار کیا ایکطرف کوہ سمن آرا کے چلا یہان میخوار و سرشار باغ مین اپنے
روشنی کرا رہی ہین جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہین کہ دیکھا کہ ابر اٹھا میخوار و سرشار
نے مصاحبون سے کہا خونخوار تو آتے ہین دیکھیے جو نیرنگ کو بھی لائے ہون کہ ابر
آکر سامنے پھٹا دیکھا میان نیرنگ گلنار جوڑا پہنے ہوے آگے بڑے میان پیچھے
میان نیرنگ مودب بیٹھے ہین باپ کے سر پر مگس رانی خود کر رہے ہین میخوار و سرشار

[illegible]

واسطے استقبال خونخوار کے اُٹھین خونخوار نے تخت اُتارا بڑے میان اُترے فیروزہ نے بڑھکر میخوار و سرشار سے کہا باپ ہمارے انتہا کے بدمزاج ہین اس بڑھاپے مین گانیوالون کے سرکا تاج ہین کوئی اُنسے بات نہ کرے فقط اُنکے آنے کی برکت ہے میخوار و سرشار خوشی خوشی پھر رہی ہین کہتی ہین آج ہمارے یہان وہ نایاب جلسہ ہے کہ عجب نہین جو خداوند ہفت پیکر بھی آئین میگونہ و شبگونہ کو بھی نامے لکھے ہین سب شاہزادیان آئینگی بڑے میان تو ایک گوشے مین آبیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا پھرتا ہے صاحبو بڑے میان سے بات نہ کرو ایسا نہو کہ بگڑ جائین کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار نمایان ہوا دیکھا میگونہ و شبگونہ دو شاہزادیان تخت پر سوار لکۂ ابر گلنار کڑکتا ہوا آکر ابر پھٹا میگونہ و شبگونہ آکر اُترین میخوار و سرشار سے دریافت کیا گویّا کون آیا ہے ہمنے بھی گانے کا حال سُنا دل مین شک پیدا ہوا ہے میخوار یہ وہ زمانہ ہے کہ ساحر جابجا چھپتے پھرتے ہین ہر ایک کو یہی خوف ہے کہ بادشاہ لشکر اسلام فتح کرتے ہوے پہلوانون سے لڑتے بھڑتے ہوے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایسا نہو کہ اُنکا عیار گویا بنکر آیا ہو ذرا امتحان کر لیجیے گا ایسا نہو عیاران اسلام کہ بلاے روزگار ہین اُنہین سے کوئی عیار گویے کی شکل بنکر یہان گھس آیا ہو میخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ کیا کہ خونخوار دیکھ آیا ہے آج اپنے باپ کو میان نیرنگ لائے ہین بڑے معرکے کا آج جلسہ ہوگا جو تمنے بیان کیا اُسکا ہمین خوف نہین ہے راہ کے نگہبان میان خونخوار موجود ہین عیار ہمارے جلسے مین کیا آسکتا ہے ہر چند میگونہ و شبگونہ نے کہا مگر میخوار و سرشار یہی کہے گئین کہ ہمارے یہان عیار نہین آسکتا وہی راستہ آنے کا تھا خونخوار پہلے ہی روکتا اگر اُس راستے سے عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا میگونہ و شبگونہ چپ ہو رہین کہ لکۂ ابر مرواریدی آسمان پر اُٹھا خونخوار نے کہا یہ کون آتا ہے میخوار و سرشار نے کہا بی مقناطیس آتی ہین یہ متردد ہوا مگر پھر سوچا کہ مصاحبان خداوند سے ہین سرشار و میخوار نے کہا کہ ہمنے نامہ لکھا تھا کہ ضرور ضرور بی مقناطیس تم بھی آؤ ہمارے دوارے پر آتی ہین ابر قریب قصر کے آکے پھٹا سب نے دیکھا مقناطیس تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت اُڑاتی ہوئی آئین آکے اُترین پہلے بہ نگاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا میخوار نے کہا میان نیرنگ کے باپ وہ گوشے مین بیٹھے ہوے ہین

گانے مین انکا مثل و نظیر نہین ہو لڑکے کو کیسا بتایا کیا مزے سے گاتا ہی ایک لفظ کو ہزار ہزار طرح سے بتاتا ہی اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہی طائران ہوا آسمان سے اتر آتے ہین شیر کے پہلو مین آکر روباہ بیٹھتا ہی پہلوے باز مین کنجشک باز شکار سے باز رہتا ہی اور آج تو وعدہ کیا ہی کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائینگے سننے والے خوش ہو جائینگے مقنا طیس تو خاموش ہو کر ایک گوشے مین بیٹھی خونخوار جمال جہان آرا سے مقنا طیس کو دیکھ رہا ہی کبھی وجد مین آتا ہی کبھی تعریفین کرتا ہی کبھی مصاحبون سے کہتا ہی مین تو جمال مقنا طیس دیکھکر بیتاب ہو گیا یہ دل کی کیفیت ہی۔

نظم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہین
ڈھونڈھتے ہم کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہین
ایک دن ہچکی بھی فرقت مین نہ آئی افسوس
سبکو بھولے ہوے یاران وطن بیٹھے ہین
نہین آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے
کب سے پاس اپنے لیے اپنا کفن بیٹھے ہین
بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن
میرے پہلوون مین کئی غنچہ دہن بیٹھے ہین
نہ اٹھا کوچۂ دلدار سے دم لینے دے
پھرتے پھرتے ابھی ای چرخ کہن بیٹھے ہین
خرچ اک دن کا ہو قارون کا اگر گنج بھی ہو
جب تلک پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہین
باغبان پھولا سماتا نہین پیراہن مین
آج گلشن مین کئی رشک چمن بیٹھے ہین
شکر الحمد کہ غربت مین وہ راحت پائی
دل سے بھولے ہوے ہم یاد وطن بیٹھے ہین
زیر گردون نہین آرام کی صورت کوئی
سب اٹھانے کو یہان رنج و محن بیٹھے ہین
دل شگفتہ ہو ذرا بات کرو ای غنچہ دہن
ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہین
مٹی دروازے کی انکے لیے جاتے ہین مریض
وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہین
دیکھکر طرز خرام اُس بت وحشی کا مرے
چوکڑی بھولے ہوے اپنی ہرن بیٹھے ہین
چند باتین جو لکھی ہین وہ سنا دے ای رند
آج محفل مین کئی اہل سخن بیٹھے ہین

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملکہ نے آواز خونخوار کی سنی غصے مین پلٹ پڑین کہا کہ ای خونخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سنین اتنا جو مقنا طیس نے غصہ سے کہا خونخوار گھبرایا جواب دیا نہین ملکہ مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرمائیے تو عرض کرون مقنا طیس نے

کہا بیان کرو ہم مشتاق ہین کہ کس وجہ مین اشعار پڑھ رہے ہو مگر مقناطیس حیران حیران طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہی کہ فیروزہ بڑے میان کو کہان سے لایا ہی ای مقناطیس یہ بڑے میان کون ہین بڑی مشکل کی بات ہی کہ فرزند عمرو ہو کر سعد شہریار کو نہ لایا اس حیرانی مین تھی جو سعد شہریار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کرکے اپنے کو پہچنوایا مقناطیس حیران ہو گئی کہ یہ عیار بلا کے ہین کہ ایسے آفتاب جمال کو بڑھا بنا کر لایا جب یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا مگر خونخوار نے میخوار و سرشار کی طرف سے منھ پھیر کر ملکہ مقناطیس سے ہاتھ باندھ کے کہا مین غلام و تابعدار ہون امیدوار ہون کہ مجکو اپنے ساتھ لیجلیے مثل چاکران کمترین کے حاضر خدمت رہونگا ملکہ مقناطیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہریار نسمجھ جائین تو باعث خرابی ہو مگر شہریار خاموش بیٹھے ہین میگونہ وشمگونہ کو یہی خیال ہی کہ مقناطیس کیسی باتین خونخوار سے کر رہی ہی اور یہ گانے والا دم بدم میخوار و سرشار سے تقاضا کرتا ہی کہ کلید میخانہ مجھے دیجیے مین ساقی گری کرون آپ لوگ لطف صحبت اٹھائین میگونہ وشمگونہ اپنے مقام سے اٹھین سامنے فیروزہ کے آئین کہا کہ میان گویے صاحب آپکو ساقی گری مین بہت بڑا دخل ہی فیروزہ نے دیدہ دلیر کرکے کہا کہ حضور یقین تو ہی کہ مثل میرے کوئی اس کمال مین دخل نہ رکھتا ہوگا جلسہ تیار ہی سب شاہزادیان موجود ہین ایک ایک جام پیین لطف صحبت بڑھے کلید مرحمت ہو خونخوار کے سوال سے مقناطیس کو نہایت ملال ہوا جواب دیا کہ ای خونخوار اپنے ہوش مین آؤ بے شراب کے پیے بیہوشی کی باتین کر رہے ہو جانتے ہو کہ مین خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین جاتی ہون انکی مصاحبون مین مشہور ہون خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہین یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ کوہ سمن آرا پر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا مین خاص اسواسطے آئی ہون کہ دیکھون کیا رنگ ہی میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لاکے دی فیروزہ جھپٹ کر میخانے مین پہونچا تعجیل شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت مین آیا جس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لاکے صحبت مین رکھی فیروزہ نے تو

پاؤن مین گھنگرو باندھے میگونہ وشگونہ نے سحر کیا گلابیان آپس مین لڑنے لگین لڑ لڑ کر ٹوٹین شراب شعلہ بنکے اُڑی ایک شعلہ اُسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو فیروزہ گھبرایا میگونہ وشگونہ نے کہا اے میخوار وسرشار اس شراب مین بیہوشی ملی تھی مین نے بھی سحر کیا تھا کہ اگر شراب مین بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند ہفت پیکر بچایئے دیکھو شراب اُڑ گئی گلابیان بھی ٹوٹ گئین صورت گانے والے کی بدلی میخوار وسرشار تو خاموش ہوئین حیران حیران دیکھ رہی ہین مگر خونخوار تیغہ برہنہ کھینچکر اُٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون مقناطیس نے کہ قریب خونخوار بیٹھی تھی کارد سحر نکالکر خونخوار پر کھینچ ماری خونخوار کے پہلو کو توڑ کر کارد پار گذری خونخوار لڑکھڑا کر گرا میخوار وسرشار نے کہا اے مقناطیس یہ کیا کیا مقناطیس نے کہا تمنے نہین سنا کہ یہ کیا کیا کہتا تھا صاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگونہ وشگونہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کنیزین طرف فیروزہ کے چلین سعد بن قباد اپنے مقام سے جھلا کے اُٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس وجم ٭ تلوار پکڑ کر اہل جلسہ پر جا پڑے جسنے گولہ مارا سعد کا عکس جو اُس گولے پر پڑا تعویذ عطیۂ درویش کامل جو انکے بازو پر تھا اُسنے اپنا اثر دکھایا گولہ اُلٹا پلٹا اُسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینے کو اُسکے توڑ کے پار گذرا فیروزہ بھی خنجر کھینچکر کھڑا ہو گیا کئی کنیزون کو مار کے اُسنے بھی گرا دیا کسی پر خنجر مارا کسی کو حباب مار کر گرا دیا میخوار وسرشار نے جو دیکھا کہ صحبت مین ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کنیزین مر گئین خونخوار ایسا ساحر مارا گیا واسطے خونخوار کے آنکھون مین آنسو بھرے انھون نے بھی سحر کیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ سمن آرا ہی دشمن کا اب اسپر بھی قبضہ ہوا چاہتا ہی اپنی کنیزون کو بچایئے ہماری مدد کو آیئے کہ یکایک اندھیرا ہوا پہاڑ تھرایا بادشاہ یا تو مجمع ساحران مین لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختۂ سنگ پر مین کھڑا ہون وہ تختۂ سنگ مجکو اُڑائے لیے جاتا ہی ایک تختۂ سنگ پر فیروزہ بھی ہمراہ ہے بعد تھوڑی دیر کے وہ دونون پتھر اُس مقام پر آکر گرے جس مقام سے خونخوار سعد و فیروزہ

کو لیگیا تھا اُسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ یہ کیا انقلاب ہوا کوہ سمن آرا پر نہین معلوم کیا گذری ملکہ مقناطیس وہان تنہا ہین فیروزہ نے عرض کی اے شہریار یہ باعثِ سحر میخوار و سرشار ہی اُنکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کوہ سمن آ سے جدا ہوے اپنے لشکر ظفر اثر مین چلیے تب ملکہ مقناطیس کا حال دریافت ہوگا بادشاہ مجبور و ناچار فرماتے تھے اے فیروزہ میگونہ و شبگونہ کو پہلے ہی شک گذرا تھا آخر اُنھون نے سحر کیا اور تمام حال کھولا گلابیان ٹوٹین شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی آخر کو فساد پڑا مقناطیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے مقناطیس کے حال ابتر ہی دل بیقرار ہی نظم

سر کے بل چلے جاتے ہین گھر سے سوئے صحرا کیسے
کیون جنون ہم بھی ہین آمادہ سودا کیسے
گھل گئے اُسکی جدائی مین سراپا کیسے
مضمحل ہوگئے دو روز مین اعضا کیسے
کس طرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق
دیکھین آئینے مین ہین آپ سراپا کیسے
یاد ہوگا تجھے جب فصل بہار آتی ہے
نالے ہم کرتے ہین او بلبل شیدا کیسے
چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل
ل گئے خاک مین لکھون گلِ رعنا کیسے
مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا
تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہون مسیحا کیسے
کونسا ننگ گوارا نہ کیا اُلفت نے
اور بتلائے کوئی ہوتے ہین رسوا کیسے
آگئی لہر جو دلبر ترے اے قلزم حُسن
پھوٹ کر روئے ہین کل ہم لبِ دریا کیسے
حسرت آتی ہی مجھے چاک گریبانون پر
دوڑے جاتے ہین سوے دامنِ صحرا کیسے
بت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے ہمین
دفعتہً پڑ گئے آفت مین خدایا کیسے
آج اُس گل سے کیا دعوئے ہمچشمی کا
شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے
بار عصیان سے ہوا ہی مرا مُردہ بھاری
دیکھیے اُٹھتا ہی یارب یہ جنازا کیسے
پیش ازین رند خرابات نشین تھے کیسے
بنکے اب بیٹھے ہین رُہبان کلیسا کیسے

فیروزہ نے سمجھایا کہ حضور زیادہ ملول ہون اپنے لشکر مین چلیے مین جاکر باغ سے ملکہ عالم کی مفصل خبر لاؤنگا آپ اسقدر رنج نہ فرمائین آپکے کبیدہ خاطر ہونے سے میرے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین دیکھیے کیسا معرکہ گذرا آخر مین میخوار و سرشار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہان سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لشکر مین لایا لشکر مین بادشاہ کو ٹھہرایا سردار بادشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو پہونچا کر طرف باغ ملکہ مقناطیس کے روانہ ہوا باغ مین آکے دیکھا کنیزین حیران بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ میخوار و سرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دے کے قید کیا ایک کنیز کہ رہی ہی کہ مین اپنی جان بچا کے نکل بھاگی میخوار و سرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری ملکۂ عالم کے آگے ہاتھ جوڑ کے کہا بیٹھیے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آپکو اختیار ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگین شراب پیتے ہی ملکہ کے ہوش اُڑ گئے حرکات خلاف کرنے لگین مین نے جب ملکہ کو اس حال مین دیکھا تو مین کام کے حیلے سے اُٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو ہلّڑ ہوا کہ مقناطیس کو پکڑ لو بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی ملکہ سحر نہ کر سکین اُنکو گرفتار کر لیا میخوار و سرشار نے یہ جرم رکھا کہ خونخوار کو کس خطا پر مارا ملکہ فرماتی ہین کہ مجکو اُسنے کلمات سخت کہے مجھے بادشاہ سے کوئی تعلق نہ تھا مجھسے ایسی باتین کین اور چاہتا تھا مجھپر ہاتھ ڈالے مین نے اپنا حفظ ناموس کیا کارد سحر ماری میخوار و سرشار نے بارہ ہزار ساحر جمع کیے اور ملکہ کو ارابے پر سوار کیا ہی خدمت مین ہفت پیکر کی لیجائینگی اسی باغ کے دروازے سے قید جائیگی اس باغ پر بھی میخوار و سرشار قبضہ کرینگی فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت مین بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر تڑپے ہین ہر چند اُمرا و رؤسا و وزرا سمجھاتے ہین لیکن بادشاہ فرماتے ہین یارو کیا کہون جو مجھپر گذرتی ہی میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہی دل کی بُری حالت ہی اب تو یہ نوبت ہی۔ نظم

ہون سرفروش جان کا خوف و خطر نہین
ان قدمون کی قسم مجھے پروائے سر نہین
اب آپکی وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین
ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہین
کوئی دوا فراق مین کوئی اثر نہین
گر درد سر یہی ہی تو اک روز سر نہین
عاشق انھین یہ کہتے ہین کیا جانین جوہری
دندان و لب ہین یار کے لعل و گہر نہین
وہ بت فروغ حسن سے پتلا ہے نور کا
دیکھے نگاہ بد سے یہ ثابت بشر نہین
سودائے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہی
بے سر کے کاٹے جائے یہ وہ درد سر نہین
پہچانتا ہون خوب نہ کر جعلسازیان
یہ خط تو میرے یار کا ای نامہ بر نہین

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتابیوں پہ ہے
یادش بخیر آج وہ رشک قمر نہیں
کھویا گیا ہوں وادیٔ الفت میں کیسا نزار
برسوں گذر گئے مجھے اپنی خبر نہیں

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی مصاحبوں میں بیٹھے ہیں کہ فیروزہ آ کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی عرض کی حضور چل کے قریب باغ مقناطیس کے ٹھہریں جب قیائہ دھر سے گذرے تب شبخون ماریے بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہرچند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی ضرورت نہیں ہے لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لیں یہ کنیز ملکہ مقناطیس کو رہا کریگی رہا کر کے مقناطیس کو کوہ سمن آرا پر جلیے گا میخوار و سرشار کی بھی تدبیر ہو جائیگی بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دو سو سواروں کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغ مقناطیس کے آئے ایک درۂ کوہ میں آ کے اترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہ سمن آرا کے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے بیچ میں ارابے پر مقناطیس و سرشار و میخوار کے دو ساحر زبردست گینڈوں پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آتے ہیں بادشاہ کو تاب نہ آئی ہرچند فیروزہ نے کہا اے شہریار تامل فرمائیے جس مقام پر یہ اترینگے وہاں چلکر شبخون ماریے گا بادشاہ نے نہ مانا اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے دو سو سوار لیکر پہاڑ سے نکل کے نعرہ کیا۔ نعرہ سعد بن قباد۔ سنم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + دو سو سواروں سے آ کے گرے جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے مشکبار تڑپ کے آسمان پر پہونچی برق بنکر ارابے پر ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحروں کے سر اڑا دیے زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا بہن اٹھو نعرۂ شاہ کی صدا سنکر مقناطیس خوش ہو گئی تڑپ کر اٹھی اٹھ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہیں ایک جانب مشکبار مصروف جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوئے قریب کرگدن سوار کے پہونچ گئے ساحل جادو کہ افسر لشکر ہے بادشاہ کا اس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کیے تاثیر نہوئی بادشاہ نے مرکب مہمیز کر کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارۂ عدم پر کھڑا ہوا تھا غرق دریاے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو اسنے جو اپنے بھائی کا مردہ دیکھا تڑپ کے بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریاے سحر حائل کیا بادشاہ نے مرکب

دریا مین ڈالدیا دریا بیچ مین سے شق ہوا بادشاہ برابر بیکنار کے پہونچے بیکنار نے پھر سحر کیا دریاے قہار ظاہر ہوا اُس دریا سے ہزارہا مچھلیان نکلنے لگین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین نہنگان خون آشام دریا سے نکلتے ہین بادشاہ کے قریب آتے ہین اور پھر دریا مین غوطہ مارکے غائب ہوتے ہین کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر اُنکا حملہ کارگر نہین ہوتا شاہ جیسے ہاتھ مارتے ہین وہ نہنگ غوطہ مارکر غائب ہوجاتا ہی مچھلیان دریا سے بصد جوش وخروش نکلتی ہین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین آخر مین پھر دریا مین گرتی ہین اس ارادے سے نکلتی ہین کہ بادشاہ کے لپٹ جائین قریب آکر ٹھراتی ہین بادشاہ سے لپٹ نہین سکتین کسی مچھلی نے دامن نوچ لیا کسی نے خود پر دُم ماردی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب سُم مارتا ہی مچھلی کا سر پھٹجاتا ہی جب کئی مچھلیان مرین تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھادے سے ہاتھ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریاے حماقت مین ڈوبا مشکبار و مقناطیس نے لشکر تباہ کیا خیمے بارگاہین لوٹ لین باقی جو زندہ بچے وہ طرف صحرا کے بھاگے بادشاہ اسلام بہ فتح وفیروزی مقناطیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے پلٹے آگے آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیر زن ایک طرف مقناطیس اور ایک طرف مشکبار کہ آسمان سے نعرہ ہوا۔ منم افلاک آسمان سیر اے مقناطیس تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا اجل تجھکو خداوند نے یاد فرمایا ہی سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب تڑپ کے گرا مقناطیس جادو کی کمر مین پنجہ دیکرلے اُڑا مقناطیس نے آواز دی اے شہریار کنیز کو ساحر لیے جاتا ہی بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر بجر کمان مین پیوست کرکے مارا سینے پر عقاب کے پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا مقناطیس پنجے سے چھوٹی تڑپ کر خدمت مین بادشاہ کے آئی کہا اس دست وبازو کے قربان ہوجاؤن کیا حضور نے تیر مارا۔ افلاک آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت پیکر کو میری بغاوت کی خبر ہوگئی یہ افلاک آسمان سیر وہین سے آیا تھا غلام ہفت پیکر کا تھا ستر اسی ہزار غلام اُسکے ایسے ہی ہین ایک ایک آفت روزگار بلاے زمانہ بے سحر وساحری مین یگانہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسکو خبر ہماری معلوم ہوگئی اب اور آفتین

بر پا کریگا اب آپ کوہ سمن آرا پر چلین وہان قبضہ ہو جائے اب میخوار و سرشار بھی آپ پر لشکر کشی کرین تو عجب نہین مشکبار نے کہا اے مقناطیس ہم تم دونون ملکر بادشاہ کو بر سر کوہ سمن آرا لیچلین میخوار و سرشار کا علاج ہو جائے فیروزہ نے عرض کی بادشاہ کی صورت تبدیل کرو ساحر کی شکل بناؤ میخوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہان سے بھاگ آئے یہی ساحر ہمکو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے اسنے سحر اُتارا ہمکو تم تک پہونچایا اب چلو لشکر کشی کرین بادشاہ کو پکڑ لائین خدمت خداوند مین چلکر اپنی خطائین معاف کرائین یہی رائے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر سیہ فام کی صورت بنایا مشکبار و مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر کی شکل بنا پہلو مین بادشاہ کے بیٹھا مقناطیس نے تخت اُڑایا میخوار و سرشار مطمئن بیٹھی ہین کہہ رہی ہین کہ اب تو بی مقناطیس قتل ہو گئی ہونگی کوہ مقناطیس بھی ویران ہو گیا ہوگا۔ اب ہم باغ مقناطیس پر قبضہ کرینگے کہ چند ساحر روتے ہوے آئے عرض کی راہ مین بادشاہ نے ساحل و بیکنار کو قتل کیا مقناطیس کو رہا کر لیا ہم لوگ شکست کھا کے بھاگے اگر ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آتے میخوار و سرشار حیرت مین آگئین سناٹا آیا قلب بھر آیا کہا ساحل و بیکنار ایسے ساحر نہ تھے کہ یون مارے جاتے میخوار سے سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہے کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا میخوار نے کہا مین ابھی دریافت کیے لیتی ہون اب انتظام سے غافل نہونا چاہیے یہ کہکے میخوار نے جھولی سے ایک چراغدان نکالا اُسے روشن کیا چار بتیان نکالین اُنکو جلایا میخوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے ایک بھونرا پیدا ہوا گرد چراغدان کے پھرنے لگا اپنی آواز مین کچھ کہتا بھی ہے میخوار نے قلم ہاتھ مین لیا اُسکے لفظون کو لکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت مین تھے اب اُسکو اُردو مین بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پر تعویذ ہے ایک درویش کامل نے دیا ہے اس سبب سے بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سرشار نے کہا لو لشکر تیار کرو مقابلہ بادشاہ مین چلو مین تعویذ چھین لونگی میخوار نے حکم دیا ہمارا سب لشکر تیار ہو ستر ہزار ساحر چھٹے ہوے علم سحر کے مشاق سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق بیچ مین تخت پر میخوار و سرشار بیٹھی ہین گرد

ساحران مدد کو نہ جمع ہین سرشار کہتی ہی زمین ہلا دونگی چشم زدن مین بادشاہ کو مین پکڑ لاؤنگی لشکر آراستہ ہوکر کوہ سمن آرا سے اُترنے لگا دونون بہنین ابھی تخت پر بیٹھی ہین کہ آسمان سے ابر سیاہ نمایان ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقناطیس و مشکبار تخت پر بیٹھی ہین تخت اُڑا ہوا آتا ہی میخوار و سرشار دیکھتے ہی گھبرا گئین کہ یہ دونون ساحر کون ہین مگر چپ دیکھا کین کہ تخت اسی طرف آتا ہی تخت آکر پہاڑ پر اُترا مقناطیس نے دوڑ کر میخوار و سرشار کو سلام کیا کہا بوا مبارک ہو کہ ہم قبضۂ مسلمانان سے نکل آئے بڑی بڑی کد و کوششین ہو رہی ہین مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی اُنکی تقدیر کے آگے کسی کی تدبیر نہین چلتی ایسا قدرت نے اُنکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش مین نہ تھا ان دونون ساحرون نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہونچے یہی ہمکو سمجھائی کہ نکل چلو اگر یہ ساحر روکینگے تو ہم انکے روکے سے نہ رکینگے ایک سحر مین انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے جب تک اُنکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش و خروش تھا جب لشکر سے اُنکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا شکر ہو کہ تم تک پہونچے تمنے لشکر کیسا تیار کیا ہی میخوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہین گرفتار کرینگے مقناطیس نے کہا بوا ظاہر مین ہمارے برابر کوئی ساحر وہان نہین ہی نہ کوئی معین و مددگار پہلوان کئی شریک ہین وہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ایکطرف سے مین سحر کرونگی ایکطرف سے تم آگ برسانا کہان نکل سکینگے اس تکلف سے مقناطیس نے بیان کیا کہ مقناطیس کے کہنے سے میخوار و سرشار کو یقین کامل ہوا کہ سچ کہتی ہی خداوند سے بھاگ آئی ہی فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحرون کی کمر کھلوا دی کہا ٹھہر جاؤ اب اور جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ بچھایا گیا بلکہ میخوار نے کہا بھی کہ ان دونون ساحرون مین سے کسی کو گانا بھی آتا ہی مقناطیس نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہین گائنون کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقناطیس نے چٹکی لی کہ اے حضرت صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا گائنین آکے بیٹھین ایک گائن شوخ و شنگ دریائے علم موسیقی کی نہنگ ترتیب کر بیچ مین آئی اہل جلسہ سے متوجہ ہو کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

غزل

سب نے سرگوشیاں غیرون سے اشارے دیکھے
آج آنکھون سے کرشمے ترے سارے دیکھے
نرگس وہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے
ہمنے جو آنکھون سے ہین ڈھب تمہارے دیکھے
قول کے جھوٹون کی اللہ ری کافر کو خوشی
پہنے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے
رو بہ صحت ہوا ایک مریض فرقت
ایسے بیمار سدا گور کنارے دیکھے
پاؤن ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤن ابھی
ہتھکنڈے تمنے نہین جان ہمارے دیکھے
بوالہوس ہین نہ کوئی عاشق صادق پایا
چاہنے والے نہ دو چار تمہارے دیکھے
دل تو کیا جان بھی کی نذر تری ای شہ حُسن
حوصلے تونے فقیری مین ہمارے دیکھے
رند سے جتنے کہ اقرار ہوے سب برعکس
قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہی کہ تمام اہل محفل بیہوش ہورہے ہین گانے کو انعام مل رہا ہی فیروزہ کا قصد ہوا کہ مین اپنے مقام سے اُٹھون اپنے کو مخفی میخانے مین پہونچاؤن کہ آسمان کو تراقہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہی ارے بادشاہ اسلام و فیروزہ بن عمرو و مقناطلیس و مشکبار کو ای میخوارو سرشار گرفتار کرلو مقناطلیس و مشکبار اُٹھکر اُس ساحر پر سحر کرنے لگین کئی کنیزون کے سر کٹ کے گرے بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ اسلام منتم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تلوار کھینچکر جا پڑے مگر وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار ہوکر آیا ہی اُسکا نام شہباز عقاب سوار ہی مقناطلیس جادو نے کیسے کیسے سحر اُس پر کیے لیکن اُسنے جب ہاتھ سے اشارہ کردیا سحر اُلٹا پلٹا مقناطلیس کو شعلہ ہاے آتش نے گھیر لیا مشکبار مبہوت لب بہ مُہر سکوت مقناطلیس کا حال دیکھکر گھبرائی آواز دی ای شہریار مقناطلیس کا خاتمہ ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہاے آتش نے اُسکو گھیرا ہی اب تھوڑی دیر مین جسم مین آگ لگ جائیگی مثل ہیزم خشک کے جلکر خاک ہوجائیگی پھر کچھ کسی کا زور نہ چلیگا سعد شہریار نے جو آواز مشکبار کی سُنی نہایت ملول ہوے کنیزون نے قصد کیا ہی کہ مشکبار کو گھیر لین مشکبار جادو اپنے مقام سے نہین ہٹتی بادشاہ اسلام نے جو مقناطلیس کو ایسی حالت مین دیکھا بیتاب ہوگئے تلوار چمکاتے ہوے قریب مقناطلیس کے پہونچے فرمایا ای مقناطلیس ہوشیار ہو شعلہ ہا

سرکش گرد سے مقناطیس کے دہٹے تب بادشاہ نے اوس بیتابی مین بازو سے تعویذ کھولا جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دناٹا ہوا شعلہ ہاے آتش گرد سے مقناطیس کے ہٹے چھٹ کر بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقناطیس کے مس کیا مقناطیس ہوشیار ہوئی کہا کہ اے شہریار آپ نے عجب کارنمایان کیا ورنہ کنیز آپکی جلکر خاک ہوجاتی یہ اسی شہباز کا سحر تھا شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کودا آواز دی اے عقاب شعبدہ باز یہ تعویذ تو لے اپنی جان کا خوف نہ کرنا مین تجھکو بچاونگا عمر بھر تیرا بوجہ باٹ کیا آج کا دن جانبازی کا ہی عقاب اپنے مقام سے اڑا مقناطیس نے قصد کیا ہی کہ تعویذ بادشاہ کے ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کرون کہ میرے ہوش وحواس درست ہون اعضا چالاک وچست ہون کہ عقاب اڑتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا منھ سے دھوان چھوڑا وہ دھوان آنکھون مین بادشاہ کی لگا بادشاہ آنکھین ملنے لگے عقاب نے ایک پر ہاتھ پر بادشاہ کے مارا کہ تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اُٹھا لیا لیکے اُڑا سامنے شہباز عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا تعویذ اُٹھاؤن مشکبار تڑپ کے گری چاہا تعویذ اُٹھالون کہ شہباز نے ہاتھ نیمچے کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی ہوکر ہٹی مقناطیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ پاگل ہوے خاموش کھڑے میخوار و سرشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لے لی بادشاہ مبہوت کھڑے ہین اپنے مقام سے نہین ہل سکتے مقناطیس جو چمک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوے عقاب جو مرا اندھیرا ہوا اندھیرے مین شہباز نے تعویذ اُٹھالیا اور چاہا کہ مقناطیس کو زخمی کر کے نکل جاؤن مقناطیس چاہتی ہی کہ شہباز سے لپٹ جاؤن جان اپنی دیدون مگر تعویذ کو لے لون شہباز و مقناطیس سے نیمچہ چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر کمر کو تبایا سر پر جو ہاتھ مارا مقناطیس کا بھی سر زخمی ہوا شہباز یہ کہکر اُڑا کہ اے میخوار و سرشار میرا ٹھہرنا بہتر نہین ہی مین یہ تحفۂ نایاب لیے جاتا ہون تم بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا اب بادشاہ بیکار ہین یہ کہکے اُڑا فیروزہ نے دیکھا کہ یہ تعویذ لیچلا فوراً پہاڑ سے پھاندا آسمان پر شہباز جاتا ہی نیچے نیچے اُسی کے سایے مین فیروزہ بھی جھپٹا ہوا جاتا ہی یہان میخوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالاے کوہ

آگئی لڑائی مین جو بادشاہ لڑے پسینے پسینے ہوگئے ہین رنگ وروغن عیاری کا جو فیروزہ نے لگایا تھا وہ اُڑگیا جمال بمثال اصلی نکل آیا میخوار نے بزور سحر مقناطیس ومشکبار کو کہ زخمون مین چورچور جھوم رہی تھین فوراً گرفتار کرلیا اب کوہ سمن آرا پر ہلڑ ہی کہ عجب مکر سے مسلمان آئے مگر شہباز عقاب سوار نے اسوقت بڑا کام کیا کہ اِن دونون کو زخمی کرگیا بادشاہ سے تعویذ بھی لے لیا اس تحفے پر بادشاہ کو بڑا گھمنڈ تھا مگر تعویذ خوب لیا اگر وہ نکل نہ جاتا تو کچھ افتاد پڑتی میخوار وسرشار کہتی ہین کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا اب شہباز کو نامہ لکھین کہ اے مقرب خداوند تیری وجہ سے دونون جادوگرنیون کو گرفتار کیا اگر مناسب جانو تو کل تم بھی سویرے سے آؤ تمھارے سامنے انکو قتل کرین یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہا یہ جاکر شہباز کو دینا اور کہنا کہ بھیّا تمھاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانون کا قبضہ ہوا سرتاسر تمھارا ہی باعث تھا کہ تمنے ہمسے بادشاہ کو گرفتار کرایا مقناطیس ومشکبار کو بھی گرفتار کیا ہو لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اُسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ کیا کنیز نوبہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرف شہباز کے جاتی ہو فیروزہ بہ شکل مبدل ساتھ ساتھ شہباز کے آیا ہوا ہو شہباز تو باغ مین اپنے اُترا فیروزہ اِس فکر مین ہو کہ مین اپنے کو کسی طرح سے باغ مین پہونچاؤن کوئی عیاری کرکے تعویذ لون باغ سے الگ ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوا سوچ رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک کنیز آتی ہو جھپٹی ہوئی جاتی ہو کہ باغ مین جاؤن فیروزہ سمجھا کہ کیا عجب ہو کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آتی ہو ایک جادوگر کی شکل بنکر فیروزہ نے پکارا نوبہار رُکی فیروزہ نے قریب آکے پوچھا کہ بوا تم کہان سے آتی ہو اور کہان جاتی ہو کاہے کی جلدی ہو مجھکو شہباز نے اسی مقام پر مقرر کیا ہو کہ جو کوئی کوہ سمن آرا سے آئے اُسے روکو ہمارے پاس اُسے بہ احتیاط لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ مین چلنا ہم بخوبی ملاقات کرادینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہو کہ شہباز نے اس ساحر کو یہان مقرر کیا ہو کہہ بیٹھی کہ نوبہار میرا نام ہو شہباز عقاب سوار کے پاس آئی ہون میخوار وسرشار نے بھیجا ہو فیروزہ بہت ہنسا کہا بی نوبہار خداوند ہفت پیکر کی کیا قدرت ہو ابھی ایک طائر مجھسے کہہ گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہو مین اسی وجہ سے

انتظار مین کھڑا تھا باتین کرتے کرتے فیروزہ نے حباب مارا کہ بیہوش ہو کے نوبہار گری فیروزہ نے اُسکے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی زبان مین سوزن دیکے اُسکو تو ایک درہ کوہ مین ڈالدیا جھولی سے نامہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگایا نوبہار کی صورت بنکے طرف باغ کے چلا راہ مین چند ملازمان شہباز ملے اُنھون نے پوچھا بی نوبہار شہنشاہ شہباز کے پاس جاؤ گی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین اُن ساحرون نے جواب دیا باغ مین بیٹھے ہین کچھ سوچ رہے ہین فیروزہ نے کہا جاکر عرض کرو کہ وہ سمن آرا سے ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہی ساحرون نے جاکے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے سنتے ہی سر ہلایا ساحرون سے کہا مین ایسا تحفہ نایاب لایا ہون کہ جسکا مثل نہین بادشاہ اسلام سے چھین کر لایا ہون ہو سکتا تھا کہ فکر کرنے والے تدبیر نہ کرین اچھا کنیز کو بلاؤ جب ساحرون نے آکر کنیز سے کہا کہ بی نوبہار چلو تمھین شاہ شہباز بلاتے ہین فیروزہ کے ہوش تو اُڑ گئے مگر مجبور و ناچار ساحرون کے ہمراہ چلا باغ مین آیا دیکھا ہر نخل پر ہزار ہزار طائر غنچہ منقارون مین دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُن طائرون کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر جو اُن سب مین بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے پکار اُٹھا۔ نظم

ہوگیا ہی حسن کا پھر تیز بازار اندنون ٹوٹے ہی پڑتے ہین یوسف پر خریدار اندنون
سرمہ ہوتا ہی نگاہ یار پر بار اندنون + ناتوان سے ناتوان ہی چشم بیمار اندنون
پھر تپ فرقت نے کردی ہو مری حالت ردی بیٹھنے رونے لگے پھر میرے غمخوار اندنون
اوپری ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہین سر زلزلے مین رہتی ہی زندان کی دیوار اندنون
صورت ناقوس دم بھرتا ہون اک کافر کا مین ہی رگ جان سے زیادہ مجکو زنار اندنون
عالم رویا مین شب کو یار دکھلاتا ہی شکل خواب مین لاتے مین اُسکو بخت بیدار اندنون
پڑگیا ہی پیچ ہمیر حال دل کس سے کہین ہین کسی کاکل کے پھندے مین گرفتار اندنون
کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیارون کو رند بید کی لکڑی سے ہی بیقدر تلوار اندنون

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے شہباز بہ نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ گھبرا گیا دل مین کہتا ہی ای فیروزہ یہ تو ہوشیار بیٹھا ہی اب کیا کرون کبھی چاہتا ہی بھاگون فیروزہ کو

دیکھتے ہی شہباز نے کہا ای نوبہار ہم تمہارے انتظار مین بیٹھے تھے ہمکو پانی پلاؤ فیروزہ جھپٹ کر آبدار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس مین پانی بھرا اگر فیروزہ کے ہوش اُڑے ہوے ہین ناچار ہو کر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ مین لیا کچھ ہونٹھ ہلائے پانی شعلہ بنکر اُڑ گیا جیسے ہی پانی اُڑ گیا شہباز نے للکارا او نا عیار مجھے تیرا بڑا خیال تھا مین جانتا تھا کہ تو بہار سے غائب ہوا ہی مجھکو یقین تھا کہ تو میری فکر مین نکلا ہوگا آخر اس حیلہ سے آیا یہ کہکے اشارہ کیا شعلۂ آتش منھ پر فیروزہ کے گرا رنگ و روغن عیاری کا جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبون نے کہا حضور اس عیار نے تو مار لیا ہوتا۔ شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کریگا جب مجھسے ساحرون نے کہا کہ نوبہار کنیز آتی ہی جب ہی مجھکو بدگمانی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہی نوبہار کو بتا تو نے کیا کیا فیروزہ نے کہا درۂ کوہ مین پڑی ہی ساحر جا کر نوبہار کو لاے شہباز نے نوبہار کو ہوشیار کیا شہباز نے پوچھا ای نوبہار نامہ کہان ہی نوبہار گھبرا گئی نامہ ڈھونڈھنے لگی کبھی جھولی مین دیکھتی ہی آخر ناچار ہو کر کہا حضور نہین معلوم نامہ کیا ہوا اسی عیار نے نامہ لے لیا ہوگا شہباز سے سب حال بیان کیا اب نوبہار نے زبانی پیغام میخوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے کہا مین بھی چلتا ہون مجھے عیار کا نکل جانا شاق تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل کرین یہ کہکے شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کو قید کر کے ساتھ لیا نوبہار کو بھی تخت پر بٹھا لیا تخت اُڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہان میخوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا میدان خونی کی تیاری کی ہی ستر ہزار فوج جمی ہوئی کھڑی ہی بادشاہ و مقناطیس و مشکبار کو زیر تیغ بٹھایا ہی مگر انتظار کر رہی ہین کہ نوبہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جائے کہ تخت شہباز کا سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکین بندھا ہوا نوبہار بھی تخت پر سوار ہی شہباز آ کے اُترا میخوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھکو مار لیا ہوتا لیکن مین نے اسکو گرفتار کیا میخوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی میخوار و سرشار نے کہا اس عیار کا مجھکو بھی بڑا خیال تھا تمنے خوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی زیر تیغ بٹھایا چارون گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہین شہباز نے کہا ای میخوار و سرشار اگر انکو قتل کیا

تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھیگا اُسنے بہت ملک فتح کیے سار بربادی ذات سے مقناطیس کی ہوئی اب نوبت نقارے بج رہے ہین میخوار و سرشار شہبا تخت پر بیٹھے ہین اُسوقت کی مقناطیس کی بیقراری بادشاہ کو جو زیر تیغ بیٹھے دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہوے پلک پلک کے دعائین مانگ رہی ہین نظم

ہست خالق واحد و رزاق و رب العالمین حاکم و فرمانروائے کشور دنیا و دین
خاک بوس آستان درگہش شام و صباح سرفرازان زمانہ صاحبِ تاج و نگین
ابتدا را ابتدا او انتہا را انتہا کارفرمائے گروہ اولین و آخرین
خویش بر صورت ہر صاحب صورت عیان جلوہ می بخشد بہر یک چہرہ چون آن حسین
گاہ ملک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار گاہ تاج و تاجدار و مسند و مسند نشین
گاہ در روم و گہے در روس گہ اندر عراق گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سند و چین
گاہ در ابر و گہے در برق گہ در مہر و ماہ گاہ در فرش زمین و گاہ بر عرش برین
گاہ در کوہ و بیابان بحر و بر و خشک و تر گاہ در ملک ولایت چار اطراف زمین
حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ اسلام کو اس حال زار مین دیکھکر مقناطیس اشکبار رو رہی ہین یہی آرزو ہی کہ ہم قتل ہون مگر یہ شہریار بچ جائین فیروزہ کو بھی عالم یاس ہی جی مین کہتا ہی ای فیروزہ سب معین و مددگار گرفتار ہوگئے اب کون صورت رہائی کی ہی بالاے کوہ سمن آرا قضا لکھی تھی ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی زیر کوہ سمن آرا تو ہنگامہ اس طرح کا برپا ہی کہ میخوار و سرشار دم بدم حکم دیتی ہین جلادانِ بیباک کھڑے ہین کہ رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم یہ قتل بادشاہ اسلام ہی پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار انکے خون کا دعوی کرینگے طلسم ہفت پیکر کا ہر ہر شہر و قصبہ فوجون سے معمور ہو جائیگا سب نیک و بد اپنے نزدیک سمجھ لیجیے گا لیکن حقیر عرض کرتا ہی کہ صاحبقران نے جب قید سے رہائی پائی ایک صحراے سبزہ زار مین فروکش ہوے بہلیون کو حکم دیا ہم سوتے ہین تم گرد و نواح کی خبر لاؤ صبح کو جو اٹھے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بارگاہ مین خواجہ نے عرض کی آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے

مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے الگ ہونے سے سقدر بیقرار ہون کہ لشکر مین مجکو سناٹا معلوم ہوتا ہی تخت سلیمانی پر غاشیہ دیکھکر کلیجہ پھٹ رہا ہی آج شب کو عجب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام ماں کے ساتھ خواب مین آئے عرض کی کیون قبلہ وکعبہ اپنے غلام سعد کو کیون اپنے سے جدا کیا وہ تو آپکا دعا گو ہی پھر جو مین نے ایک جانب دیکھا ہزارہا ساحر جمع ہین نوبت نقارے بجا رہے ہین اور سعد بن قباد کو زیر تیغ دیکھا قتل کیا چاہتے ہین تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم والم ہی دل گھبراتا ہی آنکھین اُس نور عین کو ڈھونڈھتی ہین کہ کیونکر دیکھون اُسکو لاکر تخت پر بٹھاؤن خواجہ نے کہا ای شہریار قباد کو صرف تخت نشینی کا ملال ہی یہ خواب وخیال ہی غرض صاحبقران سوار ہوے اسباب صید وشکار ہمراہ لیکر صحرا مین آئے جنگل مین تمازہ چڑھی بازدارون کو حکم دیا باز بہری چھوٹے طبل بازگشت پر چوب پڑی

نظم

جو در نالیدن آمد طبلک باز
ور آمد مرغ صید افگن بہ پرواز
رہا شد بر ہوا باز سبکپر
جہان شد خالی از کبک وکبوتر

طائران ہوائی شکار ہونے لگے پہر دن چڑھے تک امیر حمزہ صاحبقران نے شکار طائران ہوائی کا کھیلا فرمایا خواجہ ابتک کسی آہو کا سامنا نہین ہوا خواجہ نے کہا ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہان سے تین کوس پر دھانون کا کھیت ہی کئی سو آہو وہان چرا کر رہے ہین صاحبقران نے سوارون کو اشارہ کیا گھوڑے دوڑائے آہوان وحشی نے جو صدا اسم مرکب کی سُنی ایک طرف بھاگے سوارون نے اُنپر گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پھیرا اُس آہو کا پیچھا کیا پہر بھر کامل صاحبقران نے جستجو کی مگر آہو کرچھالین بھرتا ہوا چلا جاتا ہی امیر چاہتے ہین اسکو نیزے سے شکار کرین آہو جست کرجاتا ہی ایک مقام پر جا کے آہو چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے جھپٹ کے اُسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے جو اُترے تو قریب اپنے سوائے خواجہ کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک نخل کے سایے مین آئے زین پوش بچھا کے زیر نخل بیٹھے خواجہ چُنکر لکڑیان لائے چکمک پتھری سے آگ نکالی کباب تیار کرکے نوش کیے اب

صاحبقران بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نقابدار زرین پوشش شکار کھیل رہا ہو باز سفید سر پہ سایہ فگن عیار طرار رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے بارہ ہزار سوار جرار نقابدار کی پشت پر ہین امیر کو جو زیر نخل دیکھا گھوڑے سے کود پڑا آ کے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور کا یہان گذر کیونکر ہوا امیر نے فرمایا براے شکار آیا تھا یہان آ کے آہو کو شکار کیا ساتھ والے میرے پیچھے رہگئے ہین اُنکا انتظار کر رہا ہون یہ سنکر فوراً نقابدار نے بارگاہ زرنفتی استادہ کرائی صاحبقران کو بارگاہ مین لایا جام ارغوانی چھلکنے لگا نقابدار نے ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ دنیا کی خبر ہی کچھ نہ دین کا ہوش ہی سر مین
بھلا یا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر مین

مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر مین
جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر مین

وہی پیدا کریگا دل مین بھی عشق حقیقی کو
بنایا جسنے گوہر کو صدف مین لعل پتھر مین

فلاکت اسباب دنیا مجھسے کیا ہاتھ آئیگا تیرے
نہین ہی بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر مین

جو اعلیٰ ہین مقام اُنکا ہوا سفل غیر ممکن ہو
بھڑکتے طور کی آتش نہ دیکھی تینے مجمر مین

وہی خواہش ہی دنیا کی وہی غفلت ہی عقبیٰ کی
نہین کرتے ہین تنک فرق بد مین و بہتر مین

پڑے ہین کنج مرقد مین کفن پہنے ہوے غافل
جو چھوٹے بھی سماتے تھے نہ کمخواب و مشجر مین

قد دلدار سے دعویٰ جو اُسکو سرکشی کا ہی
کوئی نکلی ہی شاخ تازہ کیا نخل صنوبر مین

کیا ہی خود پسند آئینے نے سارے حسینون کو
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر مین

دعا ہر دم ہوا ای زلف سیاہ یار خالق سے
رہے دم جب تلک دم مین ترا سودا رہے سر مین

مین وہ آتش نفس بلبل ہون جسن لینا تھا گلچین
لگا دی آگ نالون نے مرے صیاد کے گھر مین

لہو تو پی چکا ای عشق اب تو ہاتھ اُٹھا مجھسے
نہین جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر مین

وہ راحت پائی ہی کنج لحد مین خود مین حیران ہون
کنار گور مین سوتا ہون یا آغوش مادر مین

سوا ہون داغ کھا کر عشق مین لالہ عذارون کے
مرا مُردا لپیٹا جائیگا پھولون کی چادر مین

خدا چاہے تو رتنا بکی در مقصود ہاتھ آئے
توکل کرکے اِک غوطہ لگا پھر تو سمندر مین

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی نقابدار زرین پوشش اپنی جرات کے صاحبقران سے ذکر کر رہے ہین

کہ ہر مرتبہ قہقہہ سیہ چشمی لشکرکشی کرکے ملکہ آسمان پری پر آتا ہی میرے بھی ہرکارے مجھکو خبر پہونچاتے ہین جاکے اُسکو شکست دیتا ہون وہ بھاگ کر پردۂ تاریک چلا جاتا ہی ورنہ آپکے حقیر نے کل سرکشان پردۂ قاف کو مٹایا بڑے بڑے امیرزادے خروج کرکے آئے یہی چاہا کہ کسی طرح گلستان ارم پر قبضہ کرین آپکے حقیر نے راہ مین اُنکو مارا صاحبقران نقابدار کی تعریفین کررہے ہین کہ سامنے سے عیار نقابدار روتا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیون اے عیار کیون گھبرایا ہوا ہی عرض کی ابھی صحرا مین ایک کوہ فلک شکوہ ہی مین نے اُسپر سے چڑھکر دیکھا تین افسران ساحر تخت پر بیٹھے ہین لاکھ ڈیڑھ لاکھ صف جمائے کھڑے ہین اور سعد بن قباد زیر تیغ بیٹھے ہین ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہین غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا ہی یہ سنتے ہی اول صاحبقران دنگل سے اُٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فرماکر صاحبقران اشقر پر سوار ہوے نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے نشان بتاتا ہوا لیچلا راہ کوہ طے کرکے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پر نقابدار کے باز سفید سایہ فگن اڑتا ہوا چلا آتا ہی اُسوقت صاحبقران یہان سامنے پہونچے کہ شہباز عقاب سوار میخوار و سرشار سے کہ رہا ہی کہ جلد حکم قتل سعد دو جیسے ہی میخوار و سرشار نے حکم قتل دیا جلاد نے چاہا کہ تیغہ مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہریار قتل ہوا چاہتے ہین وہین سے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ **نعرہ امیر حمزہ صاحبقران تصنیف مصنف**

منم قاتل لشکر کافران	بہ تیشم نگون شد سر کافران	منم اختر برج عز و جلال
منم ماہتاب سپہر کمال	سمندون ز تیشم فراری شدہ	زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بقاف	ہمہ شہرہا دار اسلام شد
کہ صاحبقران درجہان نام شد		

نعرہ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہی تمام کافر تھرا گئے جلاد کانپتا ہوا پیچھے ہٹا امیر نے خطاکار کو تیر مارا کہ سینے کو جلاد کے توڑکر پار گذرا نقابدار بھی نعرہ کرکے گرز ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملازمان نقابدار جری و بہادر و صف شکن تیغزن تلوارین کھینچکر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جنگ ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اُٹھا میخوار و سرشار سے کہا دیکھو عین وقت پر امیر حمزہ

صاحبقران آ گئے مین نکل جاؤن میرے پاس وہ تعویذ موجود ہی پھر ہر مقام پر گرفتار کرونگا اگر تعویذ سعد نے پایا پھر اُسپر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا میخوار و سرشار نے کہا کہ ای شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھ لین گے شہباز نے دستک دی ایک عقاب اُڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز اُسپر سوار ہوا اُسکو اُڑایا قصد تھا کہ جنگل سے نکل جاؤن مگر باز سفید جو سر پر لقا بدار کے سایہ فگن ہی اُسنے آ کے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہی نکلجاؤن باز سفید نے سامنے آ کے شعلہ ہاے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ نکلنے کا کرتا ہی شعلہ ہاے آتش سد راہ ہوتے ہین عقاب شعلہ ہاے آتش سے نہین نکل سکتا صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے ہوے قریب بادشاہ اسلام کے پہونچے فرمایا ای نور نظر اُٹھو یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹین سعد نے قید کو توڑ کر پھنکارتے ہوے صاحبقران کے ساتھ چلے مقناطیس کو بڑھکر عمرو نے رہا کیا مشکبار کے نزدیک لڑتا بھڑتا ہوا لقا بدار پہونچا سوزن جو زبان سے نکلی تڑپ تڑپ کے دونون لڑنے لگین میخوار و سرشار دیکھ رہی ہین کہ لقا بدار زرین پوش و صاحبقران نامدار پر سحر تاثیر نہین کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آوازین سن رہی ہین بڑے بڑے افسرون کے مرنے کی صدائین آ رہی ہین یہان شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید مجکو نہین بڑھنے دیتا عقاب پر ایک دو ہتڑ مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا چاہتا شہباز کو نکال لیجاؤن باز سفید نے بڑھکر منقار ماردی کہ عقاب کا سر پھٹ گیا شہباز پشت عقاب سے جدا ہوا عقاب مر کر زمین پر گرا اب چاہا شہباز نے کہ مین تڑپ کر نکل جاؤن باز سفید نے آ کے پر مار دیا کہ پشت شہباز سیاہ ہوگئی یا کہ گیا ہی چاہتا ہی تعویذ کو لیکر نکلجاؤن مگر باز سفید نہین جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہوگیا امیر کی نگاہ پڑی کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہی منقار اور پر مار رہا ہی صاحبقران نے تاک کر خطا کار کو تیر مارا کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گذرا لاشہ جو شہباز کا زمین پر گرا مقناطیس کہ اس راز سے بخوبی آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہونچی جھولی سے شہباز کی تعویذ نکال لیا سعد شہریار کے بازو پر جا کے باندھا سعد شہریار ساحرون مین گھس پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے میخوار و سرشار کے سحر کو مقناطیس مشکبار روک رہی ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے

صاحبقران لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے مینخوار و سرشار کے ہو پہنچے مینخوار نے سحر کیا گھوڑا صاحبقران کا مڑکا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقائے نامدار اسم اعظم ورد زبان کیجیے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا مینخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آ پڑے فرمایا او بیحیا خبردار مینخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزارہا شعلہائے آتش تھے بادشاہ اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہائے آتش نہ جلا دین اشقر کے پاؤن زمین پر نہ جمتے تھے بیچین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی مینخوار نے کیا شعلہ آتش بھڑکے بسبب اُس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا مینخوار نے گھبرا کے سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغہ قمقام دست زبردست بادشاہ اسلام کی ضرب سے سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے مینخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہی اپنے کو اُسنے فوراً زمین پر گرا دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً پھاند پڑے مینخوار نے قصد کیا کہ تڑپ کر نکل جاؤن بادشاہ لپٹ پڑے مینخوار نے چاہا کمر مین پنجہ دیکے اُڑون شاہ نے لنگر پایا کہ ہر دو زانو تک زمین مین غرق ہوئے جب لنگر شاہ کا نہ اُٹھا مینخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام نے موئے سر اُس کو دوسرے تھامکے ایک طمانچہ مارا کہ سر مینخوار کا جنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ اسکا تھرا کر گرا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی گشتی مرا نام من مینخوار جادو بود اب سرشار نے جو اپنی بہن کے مرنے کی آواز سُنی بڑھکر دیکھا کہ لاشہ مینخوار جادو کا زمین مین پڑا ہی سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھا رہا ہی اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہی۔ بیت

کاسۂ چینی پر اے منعم نہ کر اتنا غرور + ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر مغفور کو + مصنف عرض کرتا ہی یہ بھی دو شعر لایق اسی مقام کے ہین نظم

ناسازی زمانہ کیئے کہان کہان تک
بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مُردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا
خویش و عزیز سارے کیس ساتھ تھے یہان تک

سرشار جادو حال پُر ملال ہمشیرہ دیکھکر بہت روئی کنیزون سے کہا کہ وقت بربادی کوہ سمن آرا آ گیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زرین پوش ہمراہ ہین جنگ سے

باز سفید سایہ افگن ہی منقار سے صدہا کو مارا جسپر سایہ ڈال دیا وہ جلنے لگا نقابدار کی ہیبت سے ہوش ساحرون کے اُڑے ہوے ہین تیر سحر کے خطا کرتے ہین چلا چلا کر بھاگتے مین گوشۂ ترکش مین چھپتے ہین کمانون کی کمر جھکی ہی گرز کے منھ پر ورم ہی خنجر بیدم ہی ہم لوگ ساحر ہین سواے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانین سارا لشکر تباہی مین پڑا ہی بادشہ ہم سے بھاگتا پھرتا ہی اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرون سقناطیس جادو نے آگ برسا دی مشکبار جادو نے دریاے سحر بنایا سیکڑون کو پانی مین ٹھنڈھا کیا صاحبقران کے ہاتھ مین وہ تلوار علم ہی کہ جسپر پڑے اُسکے دو ٹکڑے کر دے تینون دلیر اس طرح لشکر کو قتل کر رہے ہین کہ آواز الامان الامان بلند ہی کنیزون نے جواب دیا واری ان لوگون پر سحر نہین تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقابدار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگون کیا باز سفید خارستان کفر کو مٹا رہا ہی نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ مین مصروف ہین فرما رہے ہین کہ اے سقناطیس کچھ کہو کوشش کرو کہ تا بہ سرشار پہونچون سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو سقناطیس و مشکبار داہنے بائین سحر کرتی چلی آتی ہین ایک نے آگ برسائی ایک نے دریاے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوئی لیے جاتی ہین دور سے سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین سرشار نے آتش سحر کو بجھا دیا دریاے سحر کو مٹا دیا مگر بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھکر آواز دی کہ ہان اے یارو یہی وقت جانبازی ہی گھیر کر بادشاہ اسلام کو مار لو دیکھو کیا انقلاب ہی ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمھارے قبضے مین تھے تمھارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کرین صاحبقران زمان و نقابدار زرین پوش نے آکے بچا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپے ہین یہ انقلاب زمانہ ہی جرأت و ہمت مین بیشیرگا ہو ہمشیرہ صاحبہ تو خدمت بابرکت مین سامری و جمشید کی بہو بنین بہشت عنبر سرشت مین سیر کرتی ہونگی ایسے مین بادشاہ کو گھیر کر مار لو دیکھو لڑتے ہوے آتے ہین اب بھی کم لوگ اُنسے زیادہ ہو اسی ہزار ساحرون کا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز سرشار کی سنکر سحر کرتے ہوے سامنے بادشاہ کے آتے ہین یہ یکہ تاز میدان جلادت شیر منش

جرأت و ہمت جو سامنے آیا اُسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کئی سو افسر ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے واصل جہنم ہوے اب ساحرون کے حوصلے کم ہوے جدھر بادشاہ رخ کرتے ہین ساحر بھاگتے نظر آتے ہین بادشاہ اسلام شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہے ہین سرشار جادو مست مے سحر و ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی للکار کر آواز دی کہ ای سعد بن قباد تمھین قضا گھیر کر لائی ہی یہ مقام کوہ سمن آرا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل یہان آ کے مارے گئے یہان کسی کو فتح نصیب نہین ہوئی صدہا پہلوانان تاجدار اس ارادے پر آئے کہ اس کوہ کو فتح کرین ممکن نہوا تمکو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر چند ساعت اور زندگی تمھاری باقی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہکے نیمچۂ ہلالی کمر سے کھینچا نیمچہ چمکایا ہزارہا شعلۂ آتش اُس نیمچے سے چلے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلے نابود ہوے کئی مرتبہ سرشار نے نیمچہ چمکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوے قریب سرشار جادو کے پہونچے سرشار اسقدر خائف تھی کہ دل مین کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑون پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن کچھ بہن کے قتل ہونے کا غصہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی باتین سوچکر قریب آئی خبردار خبردار کہکے ایک ہاتھ نیمچے کا مارا بادشاہ نے تیغۂ قمقام آگے کر دیا وار نیمچے کا تیغۂ قمقام پر رد کا سرشار نے قصد کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب مین نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن مگر بادشاہ قریب پہونچ گئے تھے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوے فوج بادشاہ نے دیکھا ایک درۂ کوہ مین چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سنکر سب اِس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو بادشاہ اسلام پر نثار کرین سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہوئی ہزارہا نخل جل گیا طائر کباب ہوکر درختون سے گرے زاغ و زغن بصد رنج و محن پر دل سے سر پیٹ رہے ہین ایک زاغ سیاہ بصد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا نظم

تیرا تو رنگ سرخ ہے گو میرا زرد ہی … بیدرد تجھکو کیا جو مرے دل مین درد ہی
دم بھر نہین قرار سدا رہ نورد ہی … جب سے شریک ریگ روان اپنی گرد ہی
مہندی لگا کے تم تو کرو ہاتھ پانون سرخ … صاحب کو کیا غلام کا گر رنگ زرد ہی
کیا اختلاف آب و ہوا ہی زمانے مین … ہین اشک گرم گاہ و گہے آہ سرد ہی

اگلی سی گرمیان نہین حسن و جمال کی
تھوڑے دنون سے عشق کا ہنگامہ سرد ہی
ہر ذرہ شکل مہر درخشان ہی خاک کا
یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہی
غصہ عبث ہی جنگ کو موقوف کیجیے
ہی یہ شب وصال کہ روز نبرد ہی
مرکر بھی مین رکاب سعادت کے ساتھ ہون
توسن سے آگے چار قدم میری گرد ہی
ملتا نہین پتہ تری منزل کا خضر کو
برسون گذر گئے یونہین صحرا نورد ہی
کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہین
نادان شعار نفس کُشی کر جو مرد ہی
آزار کیا ہو المتعین اک آزار عشق مین
آنکھون مین اشکِ سرخ ہین اور رنگ زرد ہی

اہل لشکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ سُنا سمجھے کہ ہمارے شاہ غالب آگئے درۂ کوہ سے نکلے عین وقت پر آکے شریک جنگ ہوئے اُسوقت آکے پہونچے کہ ساحر چادر ہلا رہے ہین مقناطیس جادو ساتھ لیکر ساحرون کو حاضر خدمت ہوتی ہی دس ہزار مطیع اسلام ہوے نقابدار زرین پوش نے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہوگئی ساحرون نے حلقۂ اطاعت گوش مین ڈالا صاحبقران زمان سے کہا حضور اب نکل چلین بادشاہ مظفر و منصور ہوے رنج و الم عنایت خدا سے دور ہوے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ محجوب ہونگے امیر حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ نقابدار سچ کہتا ہی پھر کسی موقع سے ملاقات ہوجائیگی اب یہ محل کلام نہین ہی فوراً ہمراہ نقابدار طرف صحرا کے روانہ ہوگئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جدّ عالی تبار سے ملاقات کرون مگر دیکھا نقابدار زرّین پوش کے ساتھ ساتھ صاحبقران چلے گئے بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ استادکرائی مقناطیس اور شکبار کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوے مصاحبان شاہی نے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بچے گلابیان لیکر حاضر صحبت ہوے کشتیان شراب و کباب کی محفل مین آئین راگ و رنگ شب بھر رہا صبح کو جو بادشاہ باہر نکلے جانب راست ملاحظہ کیا نخل بڑے بڑے جھیلین پانی سے بھری ہوئین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین بائین جانب جو بادشاہ نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا نوبت نقارے بج رہے ہین دوکانین آراستہ ایک جانب کوہ فلک شکوہ اُسپر ایک دیر سنگ کا بنا ہی اُس دیر مین تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کر رہی ہی ہزارہا مرادمند شور و غل

مچا رہے ہین کوئی کہتا ہو کہ یا خداوندا ہمارا بھائی کئی سال سے سفر مین گیا پلٹ کر نہین آیا امیدوار ہون میرے بھائی سے مجھے ملا دیجیے تصویر نے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہو پلٹ کر اسنے دیکھا حقیقت مین بھائی میرا بخیر وخوبی چلا آتا ہو دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کوئی اس طرح پکارتا ہو یا خداوند مین ضعیف ہوا زوجہ بھی ضعیف ہی پچاس برس ہوے کہ کوئی چوہے کا بچہ بھی نہین پیدا ہوا امیدوار ہون کہ اولاد مرحمت ہو تصویر نے آواز دی زوجہ کو تو اپنی دیکھ کس حال مین ہو پلٹ کر اسنے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ پیٹ پھلائے کھڑی ہو کہ رہی ہو صاحب دعا نہ مانگو ایسا نہو کہ بچہ پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھو کہ بچہ پیٹ مین پھر رہا ہو مجھکو تو پورے دن ہین یہ معرکہ جو حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوے اس طرح سب کی مرادین مل رہی ہین بادشاہ اسلام نے مقناطیس جادو کو بلایا فرمایا ای مقناطیس دیکھو یہ کیا مقام ہو اس پہاڑ کا کیا نام ہو مقناطیس نے دیکھکر کہا ای شہریار کوہ سمن آرا یہ وہ کوہ مقناطیس کا تھا دونون بہنین آج قتل ہوئین پر وہ اٹھ گیا اسی کوہ کے پہلو مین ایرج و نورالدہر بھی قید ہین اب جلیبار لسکا قدس مین آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو کب تاب ہو مین فوراً اپنے کو پہونچاتا ہون انشاء اللہ بہ عنایت پروردگار ایرج و نورالدہر کو رہا کرون شیرون نے بہت تکلیف قید اٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر لیکر آئین مین غرق زمین ہو کر پہونچتی ہون ان شیرون کو قبضہ مین کرونگی چار زنگنین کہ ان جوانون پر نگہبان ہین انکے نام ہفت پیکر کا حکم ہو کہ جب انکو کوئی رہا کرنے آئے اور انکے عزیزون کے نعرے کی آواز آئے تو ان دونون کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے انکے لاشے اٹھا کے لیجائے کنیز کو یہ خیال بہت بڑا ہو اور وہ دونون جوان ہوش مین نہین ہین ہی زنگنین صبح کو صورت زیبا بنا کر دکھائی دیتی ہین دونون جوان آٹھ پہر خیال مین ان معشوقان پیکر کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین یہی چاہتے ہین کہ ان معشوقون کو دیکھین بعد آٹھ پہر کے پھر صورت دکھاتی ہین دونون جوانون کو دیوانہ بناتی ہین مہینون اسی رنگ مین گذر چکے پہلے کنیز جائے اس امر خاص کا انتظام کرلے تب حضور لڑتے ہوے پہونچین مگر برائے خدا بالائے کوہ نہ جائیے گا اس تصویر مین خود ہفت پیکر موجود ہو ایسا نہو کوئی سحر ایسا کرے

کہ تعویذ قبضے سے نکل جاے مقناطیس نے بخوبی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہو کر کب پر سوار ہوے مشکبار نے رکاب پر منہ رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمرو سامنے سعد کے ہو مقناطیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر پشت پر بیابان پر ایرج و نورالدہر قصرِ عشرت مین بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین کبھی پکارتے ہین نظم

جب صبا زلف کو اس گل کی چھو آتی ہے
کو بکو عنبرِ فردوس کی بو آتی ہے
ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھو آتی ہے
حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے
یاد کرنا بھی ترا موت ہی عاشق کے لیے
دم اکھڑ جاتا ہی ہچکی جو کبھو آتی ہے
رند مشرب ہون فقط نام خدا جیتا ہون
نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے
عنقریب آئے ہین ایام وصال اپنے بھی
ناک مین اب لب گور کی بو آتی ہے
منتظرِ دونون کا رہتا ہون برابر دیکھون
پہلے یار آتا ہی یا موت کہ تو آتی ہے
فیض ساقی سے ہی میخانے مین طوفان شراب
موج مے بادہ کشون تا بہ گلو آتی ہے
شاہد القول ہمارا ہی دماغ یعقوب
سیکڑون کوس سے معشوق کی بو آتی ہے
تیغ ابرو سے مین کس مست کی مجروح ہوا
زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے
دیکھکر سنگدلی بت کی برہمن سے رند
یاد اُس کافر بدکیش کی خو آتی ہے

دونون جوان مبہوت بیٹھے ہین چارون رنگنین کھڑی ہنس رہی ہین ان دونون کو ڈرا رہی ہین کہتی ہین معشوقون نے تمھاری تمکو پیغام دیا ہی اور اپنی صحبت مین بلایا ہے وہ دونون ہنستے ہوے اپنے مقام سے اُٹھے کہتے ہوے خوشا نصیب ہمارے کہ ہمکو معشوق پریچہرہ نے یاد کیا ہم آنکھون سے چلین گے پلکون سے جاروب کشی کرین گے اگر صحبت مین پہونچ جائین آنکھین بچھائین صحبت مین جلسہ ہوگا گانون کو بلائین معشوق کی تعریف مین اشعار عاشقانہ گوائین شاید معشوق ہمسے رضامند ہو مگر معشوق خودپسند ہی ہم اُسکی صورت کے مشتاق ہین حالِ دردِ دل کہنے کے اشتیاق ہین رنگنین یہ کہکے چاہتی ہین سامنے سے ہٹجائین کہ زمین شق ہوئی مقناطیس نے کہا اری کمبختو کہان جاتی ہو دونون کو دیوانہ بنا کے قصد ہی کہ بھاگ جاؤ یہ بیچارے زندان مصیبت مین سر ٹکرائین ان شیرون

کو بڑی تکلیفین پہونچائین چارون زنگنین پلٹ پڑین یہ کہتی ہوئی پلٹین کہ او مقناطیس شب کو قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقناطیس نے کوہ سمن آرا برباد کیا سرحد کا پردہ کھل گیا کوہ مقناطیس اب پردہ مین نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ ضرور قصر عشرت مین آئیگی خبردار بوٹیان نوچ کے پھینک دینا ہمنے اُسکے واسطے طبقۂ جہنم پنجم خلق فرمایا ہی اُسی مین اُسکو پھینکین گے فرشتگان طبقۂ جہنم پنجم اُسکے مشتاق ہین جلا جلا کے اُسکو خاک کرینگے ہم تیرے خود مشتاق ہین ایرج و نورالدہر مقناطیس کی طرف کہتے ہوے چلے اری تو کون ہی کہ ہماری معشوقہ کی پیغام بر کو کلمات سخت کہتی ہی مقناطیس نے سحر کیا کہ ایرج و نورالدہر ٹھہرے اپنے مقام سے بڑھ نہ سکے زنگنین اپنے مقام سے بڑھ نہ سکین زنگنین چاہتی ہین مقناطیس کو پکڑ لین مقناطیس نے ایک کو طمانچہ مارا لڑکھڑا کے وہ گری زمین پر ایڑیان رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو دھکہ دیدیا ایک کو لات ماری چارون زمین مین گرین ایرج و نورالدہر ایک مقام پر کھڑے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین چاہتے ہین مقناطیس پر قبضہ کرین مگر سحر مقناطیس پاؤن نہین چھوڑتا اور یہ دونون مقناطیس کو کلمات سخت کہ رہے ہین کہ اری تو کون ہی معشوق کی خبر اب ہم کیونکر پائینگے مقناطیس اب ایرج و نورالدہر کا سحر اُتار رہی ہی جب ہاتھ ہلایا کبھی طوق کٹ کے گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیان کٹ کے گرین مگر مقناطیس دیکھتی ہی کہ جوش اور خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھتا جاتا ہی سمجھی کہ شاید ان زنگنون کا سحر ہو ایک کو بڑھکر تیغہ مارا سر اُسکا کٹ کے الگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھا بیقرار ہوکر چلانے لگے پکارے کہ او نازنین تو نے غضب کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے آگاہ نہین کہ ہمپر فراق مین کیا گذرتی ہی کالی راتین ہجر کی بہت ستاتی ہین تڑپ تڑپ کے بسر ہوتی ہی کیا کہین جو ہماری کیفیت ہی ہمارے حال پر بلبل نالان بھی روتی ہی۔ نظم

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے　　تکتے تکتے راہ تیری مر چلے
ابرو و مژگان کی اُلفت چھٹ چلی　　اب چلے تلوار یا خنجر چلے
سحر ہونے جھکے آگے سامری　　ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

نقش پاے رفتگان ہو گیا نمود
سر کے بل اس کوچے مین اکثر چلے
آگے آگے ہم تھے راہ عشق مین
پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے
دیکھیے منزل پہ پہونچین کب تلک
شام سر پر آگئی دن بھر چلے
اب تو دیوانے ہوے تیرے پری
شوق سے کنکر چلے پتھر چلے
خاک اُڑاتے سر پہ مثل گردباد
یون چلے ہم جس طرح صرصر چلے
حیف ہے کی زندگانی نے دغا
آتے آتے موت کے ہم مر چلے
میرے اشکون کا غضب طوفان ہے
ناؤ لیکر نوح پیغمبر چلے
کر عمل اے رند قول دردؔ پر
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

عجب جوش و خروش مین دونون جوان مین قید سے رہا ہوتے جاتے ہین مگر انتہا سے زیادہ گھبراتے ہین چاہتے ہین سر اپنا دے مارین پکارتے ہین کہ او نازنین تلوار ہمکو دے مار اپنا ہم کاتمین نام پر اپنے معشوق کے نثار ہو جائین بار سر سے اُترے مہلت پائین مقناطیس نے سحر کیا کہ دو جوان زنگی پیدا ہوے اُن دونون زنگیون نے تینون زنگیون کو قتل کیا لیکن اُنکے قتل ہونے سے اور زیادہ دونون بیقرار ہوے چاہتے ہین اپنے کو ہلاک کرین مقناطیس کو گالیان دے رہے ہین کہتے ہین او بیحیا ہمارے پیغامبرون کو تو نے قتل کیا تیرے ہم قاتل ہین لیکن مجبور ہین کہ ہاتھ پاؤن ہمارے قابو مین نہین ہین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن سے ثابت قدمی جدا ہوگئی دل ہمارا تڑپ رہا ہے تجھپر آسمان سے بجلی گرے وہ دونون غلامان زنگی زنگیون کو قتل کر کے قریب ایرج و نورالدہر کے آئے مقناطیس کہتی ہے ان دونون کو بیرون قصر لیچلو زنگیون نے دونون جوانون کے ہاتھ تھامے کہا ای شیرو باہر چلو کہ تمھارا جوش و خروش کم ہو مقناطیس دریاے خون مین نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر بالاے کوہ سب کی مرادین دے رہا ہے اپنی خدائی کے رنگ جما رہا ہے تصویر سنگی سے مختلف آوازین دیتا ہے مقناطیس تاجدار سامنے تصویر سنگی کے کھڑا ہوا اول تصویر سے ایک صداے ہیبتناک آئی اُسکے بعد صدا دی او مقناطیس تاجدار تجکو کچھ اپنے گھر کی بھی خبر ہے مقناطیس جادو

قید خانے مین پہونچ گئی ایرج و نور الدہر کو رہا کر لیا جادو زنگنون کو مارا لیکن جوش و خروش ایرج و نور الدہر کا کم نہین ہوتا سیاہ روے گیسو دراز کو جلد روانہ کر کہ وہ جا کے مقناطیس کو گھیر لے ایرج و نور الدہر کو قید کرے اسی گیسو دراز کی چار لونڈیان قتل ہو گئین سیاہ رو حلقہ ہاے زلف مین باندھ لیگی میرے سامنے لائیگی مقناطیس سزا پائیگی طبقۂ جہنم مین پھینکونگا فرشتگان جہنم گرز ہاے آتشین لگائینگے خاک کے پتلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہاے شدید انکو پہونچائینگے مقناطیس تاجدار یہ حکم سنکر پیچھے ہٹا آواز دی ای سیاہ رو جلد حاضر ہو درہ کوہ سیاہ سے اول دھوان نکلا مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا دھوان بلند ہوا یکایک دنّاٹا ہوا دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرہ سیاہ رو بال اسقدر بڑھے ہین کہ پاؤن سے نیچے لٹک رہے ہین ایک اژدر پر سوار ہے اژدہا منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا پشت پر ساتھ ستر ہزار نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آپس مین ہنستی ہوئین دل لگیان کرتی ہوئین ایک کو ایک کلمات سخت کہتی ہوئین اچھلتی کودتی ہمراہ ساحرہ اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز دی ای مقناطیس تاجدار کیون مجھے یاد کیا مقناطیس تاجدار نے بڑھکر کہا ای سیاہ روے گیسو دراز جلد پہنچ کو قریب قصر عشرت کے پہونچا مقناطیس جادو مصاحب خداوند باغی ہو گئی براے رہائی ایرج و نور الدہر آئی ہی چاہتی ہے رہا کرکے ایرج و نور الدہر کو لیجاے یہ سنکر سیاہ رو نے کہا مقناطیس کی کیا حقیقت ہے یہ ایک حلقۂ زلف گرہ گیر تمام مصاحبان خداوند کے واسطے کافی ہے تو اسکی کیا حقیقت ہے اسپر تو میرا حق استادی ہے ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ مین نے اسکو چند سحر سکھاے ہین سحر مین اسکو طاق کیا ان شعبدون مین مشاق کیا وہ مجھسے کیا مقابلہ کریگی یہ کہکے بارہ چودہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیکر چلی یہان مقناطیس جادو لڑ رہی ہے دروازے پر قصر عشرت کے چند زنگنین بیٹھی ہین تیغین کھینچکر لڑنے لگین کسی کو مقناطیس جادو نے دوڑ کر طمانچہ مارا کسیکو تیغ سے مار دیا چالیس زنگنین مار ڈالین مگر حیران ہے کہ ایرج و نور الدہر کیسکے سحر مین ہین مین نے تو اتنی جادوگرنیان قتل کین مگر انکا جوش خروش نہین کم ہوتا چہرہ سرخ آنکھین ابلی ہوئی پکار رہی ہو کہ ای بہادرو ہوش مین آؤ پیچھے اور نور الدہر جواب دیتے ہین کہ او نازنین تو نے ہمکو مکر سے باہر نکالا اب جو معشوقہ آئیگی

یہان ہمکو نہ پائیگی تو کیسی گھبرائیگی تو کیا جلائے کہ ہمپر کیا گذرتی ہی کس سے کہین کیونکر خاموش رہین بہتر یہ ہی کہ سر ٹکرا کر تلاش محبوب مین جان دین اس کشاکش سے مہلت پائین مقناطیس جادو ہر چند سحر کرتی ہی مگر ایرج و نورالدہر ہوش مین نہین آتے دونون غلامان زنگی دونون جوانون کو سنبھالے ہین اپنے پاس سے ہٹنے نہین دیتے ہاتھ تھامے کھڑے ہین سحر بھی مقناطیس کا ہی زنگیان بیرون قصر تعاقب مقناطیس کا نہین چھوڑتین تانتا لگا ہوا ہی تار بندھا ہوا ہی جو سامنے آئی مقناطیس نے گولہ مار اللکار کے قتل کیا زنگیون کے لاشے پڑے حباب رہے ہین لیکن مقناطیس نیمچہ ہاتھ مین لیے ہوے معروف جنگ ہی کہ ایک آواز ہیبتناک آئی زمین تھرائی سیاہ روے گیسو دراز اژدر پر سوار مقناطیس جادو کو دیکھکر للکاری کہ او مقناطیس ہمارا خیال بھول گئی تیرے مان باپ تو مر گئے تھے ہمنے تجھکو دین بالا سحر سکھایا اس مرتبے کو پہونچایا تو نے سرحد کو ویران کرایا کہ سرحد سے پردہ اٹھ گیا یہ وہ مقام ہی کہ جسکو کوئی دیکھ نہ سکتا تھا اب یہ نوبت پہونچی کہ تو یہان آگئی اور تو نے گناہگاران خداوند کو رہا کر لیا لیکن یہ عمر بھر ہوش مین نہ آئینگے سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائینگے انکو کہان لیے جاتی ہی دیکھتے ہی مقناطیس نے گولہ مارا سیاہ رو نے بالون کو ہلایا حلقۂ زلف مین گولہ الجھکر رہگیا وہی حلقۂ گیسو بعینہ جستجو سیاہ رو نے ہلا دیا گیسوون کو جنبش دی ہر چند کہ بال بال گنہگار ہی لیکن بلاے روزگار ہی زلف جو ہلی بالون کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقۂ گیسو گلو مین اس نوخیز کے پڑ گیا مقناطیس لڑکھڑا کر گری دوبارہ اسنے زلفون کو جنبش دی دو حلقے ایرج و نورالدہر کے گلے مین پڑ گئے وہ دونون غلامان زنگی بھی حلقہ ہاے زلف مسلسل مین گرفتار ہوے اور زمین پر گرکے تڑپے تو موے زلف نے کام خنجر کا کیا کہ سر دونون غلامون کے کٹ گئے سیاہ رو کے گیسو دراز نے حلقہ کھینچا مقناطیس لٹک گئی آنکھین نکل آئین کھینچتی ہوئی طرف سیاہ رو کے چلی اسوقت مقناطیس کی پریشانی نہایت حیرانی طرف آسمان کے منھ کیا اور سب اختیار بیکار رہ گئی اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار اس کشاکش سے بچا لے۔ نظم

باقلیم جہان ہست آن خداوند جہان حافظ
بہ عرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان حافظ
برائے حرمت کردان حضرت حق بال بخشیدت
نہ بہر آنکہ مثل مار تو باشی بران حافظ

شود ظاہر چو اندک انقلاب عالم فانی
نہ آن گنجینہ باشد در جہان باقی نہ آن حافظ
چو ہر چند روزہ است این خزانہ زیر تحویلت
مکن بہر نگہبانی معتمد پاسبان حافظ
بیک ساعت طلیس از مرگت رود در دست دیگر کس
ہر آن مالی کہ خود بودی بر آن در ہر زمان حافظ
ودرین دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظت باشد
اگر باشی بصدق دل پئے خلق جہان حافظ
ازین بہتر چہ باشد گر بود شام و سحر ہندی
بہ ذکر حضرت باری دلت ذاکر زبان حافظ

مقناطیس نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی کہ یا شیداے کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا ہر کہ نہ داند داند وہر کہ نہ داند بداند۔ نعرہ پادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + فرزند دلبند قباد شہریار نبیرہ صاحبقران عالی وقار تیغہ انتقام دست حق پرست مین بارہ ہزار جوان پشت پر ساحر تو چند مین باقی سب غیر ساحر دور سے بادشاہ نے حال پر ملال مقناطیس دیکھ لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والون نے خطا نہ کی تیر اندازی شروع کی مقناطیس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سیاہ روے گیسو دراز نے جو پلٹ کر شاہ سعد کو دیکھا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو مقناطیس جادو پر مائل ہوا اسکو کیا لیاقت ہے اگر مین تیری شریک ہو جاؤن تا بہ فلک چہارم پہونچاؤن دیکھ مقناطیس کو ایک حلقہ زلف مین گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہے جنکی رہائی کو آئے ہو وہ جوش وخروش مین معشوق کے مین عمر بھر یون ہی دیوانے رہینگے ہزار طرح کی آفت سہینگے آ میرے پاس چلا آ مین تجھسے بدل وعدہ کرتی ہون کہ تیرے کسی اعزاز واکرام مین فرق نہ آئیگا مقام لوح طلسم بتاؤن لوح طلسمی تجکو دلواؤن آخر فتح طلسم سے تم لوگون کی کیا مراد ہے ایرج و نور الدہر کو لیجاؤ لیکن یہ جوش وخروش انکا کم ہنوگا اگر تم کہے موقوف کر دون ورنہ لیجانا انکا بیکار ہے یہ کہکے ہاتھ پھیلایا اور یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ اے یار دل نواز ذرا گلے سے تو میرے آکے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو دل کو قوت حاصل ہو کیون اپنی جان کو تباہ کرتا ہے شاہ سعد بھی گھوڑے کو آپنے چمکا کر آگے بڑھے فرماتے ہوئے او لکاتہ اپنی صورت نحس تو دیکھ آئینہ تو ممکن نہ ہوا ہوگا جینی مین

پیشاب کرکے تو صورت نحس دیکھی ہوگی گال کولا ہو یا کوّا کہون یا اُلّو تو کس سے مثال دون سعدہ نے جو یہ کہا سیاہ روے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ تو اہنسا زرد زرد دانت ایسا قہقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادوگرنیان کانپ گئین ایک ایک کا قول یہ تھا کہ اگر ایکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائینگے بات کرنے مین مُنھ سے انگارے نکلتے ہین بال ہین کہ وبال جان کس بلا کے پیچ وتاب ہین پردہ ظلمات کا جواب ہین حلقے کسقدر بیحیا آنکھین دونون جیسے دو خُم شراب ہین لیکن سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مار کے بادشاہ اسلام کو للکارا مقناطیس جادو حلقۂ زلف مسلسل مین لٹک رہی ہو آنکھین نکلی ہین گلا حلقے مین بندھا ہوا ہی مایوس ہو کر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا نگاہون سے یہ پیدا تھا کہ زندگی سے بیزار ہون مجبور و ناچار ہون اُس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او طفل بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ یہی حال تیرا بھی کرونگی میرے کوچۂ زلف کی آجتک کسی نے سیر نہین کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو مین پھنسا جان کو اپنی غنیمت جان میرے سامنے بیخوف آتا ہی جان کا خوف نہین کرتا مین براے گرفتاری طلسم کشا جاؤنگی خداوند ہفت پیکر نے تمھین لوگون کے لیے مجھکو قصر تاریک مین پرورش کیا ایرج اور نور الدہر پر ایک نگاہ ڈالی تھی آجتک بیتاب ہین ایرج و نور الدہر دیکھ رہے ہین اور سبکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظلمات کا جواب یا شب تاریک ہجران و عذاب ہو مگر ایرج اور نور الدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والون کی کفیل دریاے جواہر مین غوطہ زن بار شک چمن نسرین بدن غنچہ دہن آنکھین نرگس شہلا نہایت بیباک چست و چالاک بہ نگاہ محبت طرف ایرج و نور الدہر کے دیکھ رہی ہو دونون جوان اور زیادہ بلبلا گئے بے اختیار ہو کے پکار اُٹھے او عاشق کش معشوق دلفریب بہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو آرام آئے تیرا معشوقان باوفا مین نام ہی

نظم

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد
عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد
اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہے تو یہی
کون اُٹھائیگا ترے جور وجفا میرے بعد
بعد مجنون کے مین دیوانہ گیا صحرا کو
پھر نہ آیا کوئی زنجیر بپا میرے بعد

کون یون شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا
خوب بل کھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد
سب نکل جائیگا دعواے خدائی اُسسے
بندہ گی کرنے لگوگے بخدا میرے بعد
مجکو مرجانے کا اپنے ہے یہی غم ای یار
کون دیکھے گا ترے ناز و ادا میرے بعد
سرمہ ہو جائیگا معدوم بہ رنگ اکسیر
گھس لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد
جب مین مرجاؤنگا پھر غور کروگے کسکی
کسکو بلواؤگے پسواکے دوا میرے بعد
کون سمجھائیگا یون میری طرح اک اک پل
سب سے اُلجھے گی تری زلف دوتا میرے بعد
بھولے بیٹھے ہین عبث حسن دو روزہ پہ وہ
یاد آئیگی اُنھین میری وفا میرے بعد
رنار کی ہی یہ وصیت اسے سب سن رکھین
پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

نگاہ جو سیاہ روے گیسو دراز نے ڈالی اور دونون کو ولولہ بڑھگیا بادشاہ اسلام ہرچند پکارتے ہین ای فرزندان صاحبقران و ای نورنگاہ مومنان ایسی ملعونہ کو دیکھکر خوف کرنا چاہیے کسپر مائل ہوے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوے ہو اُسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوے ہو براے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہکے مرکب مہمیز کیا سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مارا کہ تاریکی سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہوگئی بادشاہ اسلام نے بیخوف گھوڑا دوڑایا اُس تاریکی کو طی کرگئے اُس تعویذ کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے قصد کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑون اُسنے زلفون کو جنبش دی مقناطیس کی جان پر بنگئی نحیف سی آواز آئی کہ ای شہریار ذرا ادھر متوجہ ہوجیے ایسے بیوفا نہ بن جائیے اب جو پلٹ کے بادشاہ اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ غرق دریاے جواہر علم شعبدہ بازی سے بخوبی ماہر ہنستی ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی کہ یہ لباس گران معلوم ہوتا ہوگا میرے باغ مین چلو گل و غنچے کا تماشا دکھاؤن بہت خوش ہوگے تمھین جنگ وجدل سے کیا واسطہ مقناطیس جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اُس نازنین کو دیکھکر ایسے مبہوت ہوے کہ خوش ہوکر فرمایا ای سرکردہ معشوقان و ای آرام دل عاشقان مجھے مقناطیس سے کیا کام مین تو تیرے شمع جمال کا پروانہ ہون جہان کہو وہان چلون وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑکے بادشاہ اسلام کو گھوڑے سے اُتارا سیاہ روے گیسو دراز نے زلفون کو جنبش دی اسطرح کا اندھیرا

ہوا کہ دم گھٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اُس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہون چند کنیزین اندر سے باغ کے آئین کہا حضور اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہے حقیقت مین ملکۂ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہی عجب عمدہ سامان ہی کنیزون پر آپ کا احسان ہی بادشاہ اسلام اُس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین جاری ہین باغ پر بہار گل و غنچہ بیشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوے وسط باغ مین آئی کنیزین بھی آکر بیٹھین ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بادشاہ اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنیے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے یہ ذکر بھی ضرور ہی ہمارا دل ناصبور ہی یہ کہکے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی غزل

جلتی رہی اُس کوچہ مین تلوار ہمیشہ
لاشے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ
گل کھلتے رہین چہچہے کرتا رہے بلبل
یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
ہم رند ہوے شاہد مقصود سے واصل
جھگڑے مین ہے کافر و دیندار ہمیشہ
یان تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ
گل کھاتے ہین ہر فصل مین دو چار ہمیشہ
تڑپا کرین کوچے مین ترے سیکڑون کشتے
رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ
مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا
پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ
ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہین برپا
فتنے ہی اُٹھاتی ہی وہ رفتار ہمیشہ
کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہان مین
مرتے ہین ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ
دی رند جنون مین بھی یہ صحرا کو گئے ہم
کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اِس طرح اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہی تعریفین اُسکی کرنے لگی کہتی ہی ای گلرنگ کیا کہنا کیا خوب گاتی ہو دل کو بیتاب کر دیا اُس نازنین نے کہا ای ملکۂ عالم آپکی خدمت مین رہی اُستادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوائیے کلید میخانہ مجھے عنایت فرمائیے اور طرف بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہی مراد اُن اشارون سے یہ ہی کہ جس طرح سے بنے تعویذ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین کہتی ہی ایک جام ایسا پلاؤن کہ ہوش اُڑ جائین خود بازو سے تعویذ کھول کر دین تعویذ اِنکے

بازو سے جدا ہوا پھر مار لینا انکا کتنی بڑی بات ہو اُسی تحفہ پر انکو ناز ہو کسی کامل نے وہ نقش انکو دیا ہو جب تو کوہ مقنا طلیس پر گھس آئے اس زور وشور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے حیران و پریشان ہین ساحرون کے سحر نہین چلنے سیاہ روے گیسو دراز ایسی ساحرہ اُسنے یہ فقرہ کیا ہو میرے ساتھ بھیجا ہو تعویذ اسنے لے لیا جاے پھر کتنی بڑی بات ہو بی مقنا طلس گرفتار ہین مگر اُس نازنین نے کنجی ازار بند سے کھول کر گلرنگ کو دی گلرنگ جو میخانے مین آئی شراب کو خراب کیا چالیس گلابیان مے ارغوانی سے معمور کر کے صحبت مین آئی یہ تعجیل گھنگرو باندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی تعریفین کرنے لگی کہ ای گلرنگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا ٹھوکرین لگاتی ہو توڑے لے رہی ہو بہ قول قمر۔ مطلع۔ ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا + اہل محفل مین کیا اُسنے نچھاور توڑا + ٹھوکرین لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی آکر سر جھکایا اشارے سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہ جام اسی شعبدہ باز کو پلایئے کہ مین اس ملعونہ کو مار لون یہ کہکے جام بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہو فوراً وہ جام اس نازنین کو دیا وہ نازنین پی گئی اب تو اُس نازنین نے دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلا کے سامنے مودب بیٹھی کہا کیون ملکۂ عالم اور ایک آدھ چیز گاؤن بیہوشی اُسپر تاثیر کر چکی ہو آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے یا تو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگون یا گھبرا کر بول اُٹھی کیون شہریار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا نہو سیاہ روے گیسو دراز مقنا طیس کو قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب چلو وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھین اُٹھتے اُٹھتے وہ بھی گرین اب تو وہ نازنین نعرہ کرکے اُٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا ای فیروزہ تم کیونکر پہونچے عرض کی جب یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر مین مبتلا ہوے مین آگے بڑھکر آیا کنیزون سے باغ مین آکے ملا انھین سے حال پوچھا انھون نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک محبوبہ شعبدہ باز بادشاہ اسلام کو بلانے گئی ہو سحر مین اپنے پھنسا کے لائیگی بیان اُنکا تعویذ لے لین پھر جسطرح چاہین اُس طرح قتل کرین مین نے گلرنگ گائن کو الگ بلایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جلد مقام

جنگ پر چلیے بادشاہ اسلام تو اُٹھے عیّار نے یہان سب کو قتل کیا جب اُس نازنین کو قتل کیا سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من محبوبۂ شعبدہ باز بود بادشاہ اسلام نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے سحر مین پھنسایا ہی مقناطیس کو زیر تیغ بٹھایا ہی مقناطیس جانتی ہی کہ اب بادشاہ اسلام کا بچنا دشوار ہی محبوبۂ شعبدہ باز لنگر لے گئی ہی تعویذ کو بادشاہ سے لے لیا ہوگا کہ پہلو سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی تلوار کھینچکر گرے ساحرون کو قتل کرنے لگے سیاہ روے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہتی ہی محبوبۂ شعبدہ باز پر کوئی اُفتاد پڑی پھر اژدہے پر سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی للکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ اسلام تمکو میرا خوف نہین ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل تھا اُسپر بیٹھا پکار کر آواز دی اے سیاہ رو اندھیر ہوگیا محبوبۂ شعبدہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ باغ وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن و کفن پڑا ہی سیاہ روے گیسو دراز نے سُنکر جواب دیا او بھڑوے کل مو ہے ایسی خبر واہیات مجکو سناتا ہی تو نے محبوبۂ شعبدہ باز کو نہ بچایا عمر بھر تیری خدمتگزاری کی محبوب تجھکو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی زاغ نے ایک چیخ ماری پرون سے آگ نکلی جلکر تمام ہوا مگر سیاہ روے گیسو دراز بال نوچتی ہی اور طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہی اژدہے و ماران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کرتے آتے ہین جو قریب آیا وہ جلکر خاک ہوا بعض اژدہون نے مُنھ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر نہوئی کہ ایک اژدہا بل کرکے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر مارون شاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار کے ساتھ تعویذ چمکا اُسکے عکس سے اژدہا جل گیا جلنے سے اژدہے کے اندھیرا چھا گیا آوازین مہیب آنے لگین تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا مین ایک کانوٹن کے جنگل مین کھڑا ہون حیران تھے کہ اے سعد وہ لشکر کیا ہوا مقناطیس جادو کو لے گیا تھا اُسپر کیا گذری یہ تو ظاہر تھا کہ سیاہ رو مقناطیس جادو پر غالب آئی مقناطیس سیاہ روے گیسو دراز کے سامنے سحر نہین کرسکتی یہ سوچکر ایک جانب چلے ساحرون سے لڑے لختے خون کے جسم پر جمے ہوے سامنے ایک وہ معلوم ہوا ایک کھیت پر ایک کنوا

کھڑا ہوا پانی دے رہا ہی اُس کھیت مین ہزارہا سردے سرسبز و شاداب لگے ہین بادشاہ کو دیکھکر خواہش ہوئی کہ اس سے سردہ لیکر کھائین فرمایا اے شخص ایک سردہ ہمکو دے اُسکے بدلے مین جو کہہ وہ دیدین یہ کہکے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کہا اے شخص یہ موتیون کا مالا لے اور ایک سردہ ہمکو دے اُس گنوار نے دیکھکر آواز دی کہ اے شخص یہ تو راہ ہے دن بھر صدہا آدمی آتے جاتے ہین ایک ایک اگر سب کو دون تو میرا کھیت خالی ہو جاوے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض مین ایک سردے کے ساٹھ ہزار کا موتیون کا مالا تجھے دیتے ہین اُسپر یہ باتین بناتا ہی اُسنے کلمات سخت کہے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر مین ایسے کنکر پتھر بہت پڑے ہین بادشاہ اسلام نے کمر سے خنجر نکالا جسکے دستے پر یاقوت احمر و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ اے برادر یہ خنجر لےلے اُسنے کہا مین تو نہ دونگا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اُسی خنجر سے اُسے تراشا اب تو گنوار شور و غل مچانے لگا غل جو گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے مین گانون سے گہار پیدا ہوئی ایک زمیندار کالے ٹٹوے پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھ ہاتھ مین کسی کے ہاتھ مین تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوے کوئی ڈھال پھٹکا سنبھالتا ہوا اُس زمیندار نے آواز دی ہان یارو اس بے ادب کو مارو سب گنوار نرغہ کرکے بادشاہ اسلام پر آ پڑے بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو گنوار جو مارے گئے تو طرف گانون کے بھاگے بادشاہ اسلام لڑتے ہوے ان سب کے پیچھے گانون کے اندر پہونچ گئے زمیندار کا مکان جو کچا بنا تھا مٹی و گوبر سے لیا ہوا تھا اُس مکان مین زمیندار گھس گیا گنوار والے سب اُسی مقام پر ٹھہر گئے سب کے کان مین ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اب بھی ہمت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان مین آئی اے شہنشاہ حسینان اے سعد نوجوان ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھا دیجیے بادشاہ اسلام نے سر اُٹھایا دیکھا ایک نازنین جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن چھوٹے پائچون کا پائجامہ پہنے ہوے چاندی کے کڑے چھم سے چمکتا سونے کا ماتھے پر رنگین دوپٹہ کاندھے پر پڑا ہوا کرتی آب روان کی پکار رہی ہی۔ نظم

نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہی تصفیا دل کا
غمِ فراق نے کیا حال کر دیا دل کا
کرو تو آج مین کرتا ہون فیصلا دل کا
سُنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا

مسیح وقت ذکر تو مقابلہ دل کا
کہ جان گسل نظر آتا ہے ماجرا دل کا
ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے خبر ہو یار آب
کہین نہ طول پکڑ جائے عارضہ دل کا
طریق عشق مین پیش آئے مرحلے کیا کیا
معین و یاور و ناصر رہا خدا دل کا
تپک رہا ہے یونہین مدتون سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہے آبلا دل کا
گران کوہ الم اسپہ چرخ ناانصاف
حباب سے بھی ہے نازک یہ آبلا دل کا
وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب تک
مگر زبان پہ آیا نہین گلا دل کا
نوائے جنون سے ہین گوش آشنا جنکے
خوش آئیگا نہ انھین زمزمۂ غنا دل کا
چھڑایا چاہتا ہے شغل عشق بھی واعظ
کبھی کبھی کا جو باقی ہے مشغلا دل کا
نجات معرکۂ حشر سے نہ پائیگا
پڑیگا سامنا اک روز تجھکو عادل کا
برنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہے غریب
عجیب حال کیا تونے بیوفا دل کا
بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے
کسا ہے تجربہ مشکل مین بارہا دل کا
الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہوکے بہے
غضب مین ڈال دیا مجھکو ہو برا دل کا
دم اخیر ہے بیچارہ جان بلب ہے آج
معاف کیجیے ابتو کہا سنا دل کا
یہی ہے مرشد کامل رہ حقیقت مین
خبر نہ ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا
کہین ہے ایک ہی دونون مکان اُسی کے ہین
کرو نہ کعبے سے کم رتبہ مرتبا دل کا

اُس نازنین نے اس طرح آنکھ ملا کر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن ہے ہچکی لگی ہوئی ہے یقین ہے کہ روتے روتے گر پڑے بادشاہ اسلام کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی ہے اشارون سے بمنت کہہ رہی ہے کہ داہنے پر جو کوچہ ہے اُس طرف سے ہو کر میرے مکان مین آؤ ان کہار والون سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہو یہ گنوار بلوہ کرکے لپٹین اور تحفہ تمھارے بازو سے چھین لین اس کہار مین وہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے شکست کی صورت نہین دیکھی بڑے بڑے بہادر ہین ہرچند کہ آپ دریاے جرأت کے بے بہا در ہین مگر اکیلے کس کس کو روکیے گا اس طرح سے اُس نازنین نے بعجز و انکسار کہا اور شوق اپنا بیان کردیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچکر اُس کوچے کی طرف آئے دیکھا چند کنیزین بطور

استقبال کھڑی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر کئی آگے بڑھین بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا زر نثار کرنے لگین کوئی نون جسم کا پوچھتی ہی کوئی پا انداز بچھاتی ہی کم سن کمسن یہ خوشامد عرض کرتی ہین کہ ای شہریار چلیے ملکہ ہماری بہت مشتاق ہین ہرچند ہمنے سمجھایا کہ ملکہ صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے وہ کہتی ہین کیا کرون دل میرا نہین مانتا تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین یہ باتین کرتی ہوئی بادشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پر بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار پنجران گلزار سرخ لالہ زار اور عندلیبان خوشنوا کی پکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہی کہ اس باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرم و خندان رہتے ہین یہان کے پھول غنچے جور خزان نہین سہتے ہین بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ اُن کنیزون کے روشین طے کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا چبوترے پر باغ کے باغ بیخزان کھلا ہی وہی نازنین عمدہ زیور پہنے ہوے مسند پر بیٹھی ہوئی ہی بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے براے تعظیم اُٹھی پکار کر آواز دی آئیے تشریف لائیے آپ نے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بیچارے سب ڈھونڈھ رہے ہین مگر یہان کوئی نہ آسکے گا دو چار دن اس باغ مین رہیے پھر مین آپ کے لشکر مین آپ کو ضرور پہونچا دونگی اب بادشاہ اسلام یہ باتین سنتے ہوے آکے مسند پر بیٹھے اُس نازنین نے اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا باتون مین تسخیر کر رہی ہی کبھی زانو پر سر رکھتی ہی کبھی کہتی ہی کہ ای شہریار کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نے آپکو عالم خواب مین دیکھا کنیزون سے دریافت فرمائیے کہ راتون کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ مین دوڑی پھرتی تھی اکثر یاد مین قد دلجو کی کئی مرتبہ زیر ش گری کنیزون نے جا کے سنبھالا اُٹھا کر بارہ دری مین لائین آج مین نے خبر پائی کہ دشمنون پر حضور کے بلوہ ہی کوٹھے پر اسی اشتیاق مین چڑھی آپکو گھرے ہوے دیکھا آخر کو نہ بن پڑا اور شدت گریہ نے دامن نہ چھوڑا آخر کو مین نے آپکو بلایا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ آگئے مسعود نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہفت پیکر کون شخص ہی شیطان رہزن دین و ایمان بندگان خدا کو برگشتہ کرتا ہی خدا اُسکے شر سے سبکو بچاے اُسپر لعنت کرو اُسکا اعتقاد ہو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا جو اُسکو خدا نہین جانتا وہ مشرک ہے اب ہفت پیکر پر لعنت کرو اعتقاد رب اکبر ہو اُسکے حکم سے باہر نہو اُسنے سر جھکا کے کہا کہ ای شہ

مین دل سے اعتقاد رکھتی ہون زبان سے کہنا مناسب نہین یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای ملکۂ عالم آپکے باپ مقبول زینہار کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل اندام نے اپنے مکان مین دشمن کو جگہ دی دو ہزار گنوارون کو لیکر آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر وہ نازنین ماہ جبین گھبرائی ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی ای شہریار آپ برائے چند ساعت کمرے مین چھپ جائیے وہ آئینگے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپ رہنا حریف کو دیکھکر ہمارا کام نہین ہم مقابلہ کرینگے مرکب ہمارا تیار کرو وہ نازنین زار زار رونے لگی کہا ای شہریار کیا کہکے دل کو سمجھاؤن آپ کے جانے کے بعد نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہی کنیزین بھی یہی سمجھا رہی ہین کہ جو ملکہ کہتی ہین قبول کیجیے ایسا نہو ہماری مالک سوختن ہو جائین دیکھیے تو کیا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

دل لگی ہجر مین ہی آٹھ پہر نالون سے
اب بسر ہوتی ہی اے زندہ بُرے حالون سے

مین یہ جانونگا قضا آئی ہوئی میری ٹلی
جان بچ جائے جوانِ ناز و ادا والون سے

یون نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقتِ حرام
لوگ کہتے ہین بُرا تمکو انھین چالون سے

یاد کرکے اُسے کوٹھے پہ جو روتا ہون کبھی
اشک دریا کی طرح بہتے ہین پرنالون سے

مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام
انھین ترکون نے مجھے چھین لیا بھالون سے

ساقیا آتش حل کردہ پلائی کہ شراب
بنگئی خوشۂ انگور زبان چھالون سے

حسرت یار مین آنکھین ہوئین اشک سے سفید
تیلیان چھپ گئین مکڑی کیطرح جالون سے

ہوگا مردہ نہ خراب اتنا پس مرگ ایسا رند
گورکن دوست ہین یا مانہ ہی غسالون سے

کنیزین یہ اشعار پڑھ رہی ہین وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوئے رو رہی ہی کہ یکایک بادشاہ کو یاد آیا کہ مین وہان جنگ چھوڑ کر آیا نہین معلوم مقناطیس جادو پر کیا گذری یہ خیال کرکے تیغہ ٹھیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے نازنین نے کہا ای شہریار کہان چلے فرمایا ای نازنین مجھے بڑی حیرت ہی کہ مین جنگ مین تھا یہ کیونکر میرا گذر صحرا مین ہوگیا اب مجھے یقین ہوا کہ مین اس صحرا مین پھنسا ہون میرے یار وفادار فیروزہ بن عمرو کو میری خبر نہین کہ مجھپر کیا گذری یہ سنکر وہ نازنین گھبرائی کنیزون کی طرف دیکھکر آواز دی میرے باپ کو

خبر کردو یہ شہریار میرے گھر مین گھس آئے آپ آکے انکو گرفتار کرلین کنیزین دوڑین دیکھا کہ زمیندار آسکے آگے آگے تیغہ کھینچے ہوے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوے باغ مین گھس آئے بادشاہ کو ہوش آنے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تعویذ پر پڑا فوراً حواس درست ہوے ہوش ٹھکانے ہوے یا تو محبت اُس نازنین کی انکو مبہوت کر رہی تھی یا جو وقت اُن گنوارون کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اُس نازنین کا تھا یا اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیف سیاہ فام قوم کی زنگن ملکہ پر فن کھڑی ہوئی ہنس رہی ہی چاہا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑا لون بادشاہ نے غصہ مین اُسکے بالون پر ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ ای باپ مین قبضے مین اس ظالم کے آگئی میری محبت مین مبہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر مٹی جب تو ان حرکات کا ارادہ کرتا ہی یہ کہکے چاہا تڑپ کے نکلون گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس مکارہ کا اُڑ گیا مرتے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہوکر گرے وہ گنوار جو ٹٹو پر سوار تھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت مین خداوند ہفت پیکر کی گئی افسوس ہی کہ اسوقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو بچا لیتے بادشاہ تلوار کھینچکر مجمع مین گنوارون کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اُس زمیندار نے بڑھکر بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے پیلے سے سنان نیزہ کو اُڑا دیا بادشاہ نے نیزہ کاٹ کر بڑھ کے ایک ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا ہوگیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من **ظلمات جادو** بود بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ **سیاہ روے گیسو دراز** لڑ رہی ہی سرداران فوج شاہی کو بظلم قتل کر رہی ہی لیکن **مقناطیس جادو** مجبور اور ناچار ایک نخل کے سایے مین کھڑی ہی زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہی اور ہوشیار کرتی ہی کہ برائے خدا تعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ یہ مکارہ تعویذ آپ سے لے لے بادشاہ اُسی طرف لڑتے ہوے چلتے ہین مگر ساحرون کا اسقدر جماؤ ہی کہ گرد مقناطیس جادو کے ساحر صف باندھے کھڑے ہین اگر ایک قتل ہوا تو دس اُسی مقام پر کھڑے ہین بعضے ساحر غل مچاتے ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پر ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا اب تصویر سنگی

سے باہر نکلیے بندے آپکے عاجز ہو رہے ہین تصویر سے آواز آتی ہے ای بندگان من اگر قدرت تصویر سے باہر نکلین گے اور نمونہ سحر دکھائین گے تو ہفت طبقات زمین جل جائین گے کوئی ذی حیات زندہ نہ بچیگا سیاہ رو آواز دیتی ہے یا خداوندا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر سامری و جمشید ہوتے جنھون نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مکر مین پھنستے نہین معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہے دختر ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف سے نگلکے لے گئی تھی اب تعویذ لینے کو تھی خود بخود وہ ظالم ہوشیار ہو گیا ایسی معشوقہ پریچہرہ کے بال پکڑ لیے آخر وہ قتل ہوئی ابکی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہون یہ کہکے اژدہا بڑھایا طرف صحرا کے پلٹ کے آواز دی ای ببران جلد آؤ اب تمھارا کام ہے صحرا سے دیکھا کہ ہزارہا شیران ببر پیدا ہونے لگے بادشاہ پر آ آکے حملے کرنے لگے بادشاہ نے کسی پر قبضہ مارا کسی کو چیر کے پھینک دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا نہین تھمتا مشہور ہے کہ شیر کی بو سے گھوڑا بھاگتا ہے نہ کہ حملے کر رہے ہین جب بادشاہ پٹری جماتے ہین رانون مین مرکب کو مسلتے ہین تو پسلیان گھوڑے کی کڑکڑا جاتی ہین مرکب بمشکل تھمتا ہے ایک شیر کلان اٹھارہ ہاتھ کا لمبا مثل سر فیل سر اُسکا دونون ہاتھ اُٹھاکر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گھوڑا منھ پھیر دے پیترہ بدل کے دونون کلائیان تھام لین ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرا تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہون چند کنیزین درختون سے بندھی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر فریاد کرنے لگین کہ ای شہریار ہمکو رہا کیجیے سیاہ رو ہمکو قید کر گئی بادشاہ نے بڑھکر اُن کنیزون کو کھولا کھلتے ہی وہ کنیزین ہاتھون پر شاہ کے بوسے دینے لگین کہا ای شہریار باغ مین چلیے مقناطیس کو اس باغ مین قید کیا ہے مقناطیس جادو کا نام سنکر بادشاہ بدحواس ہو گئے ساتھ اُن کنیزون کے باغ مین آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہے روش پٹری برباد جابجا درخت ٹوٹے پڑے ہین باغ کے وسط مین ایک نخل سایہ دار ہے اُسمین مقناطیس جادو بندھی ہے زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن درخت سے بندھے ہوے ماران سیاہ بدن مین لپٹے ہوے بادشاہ نے قریب

آکے زبان سے سوزن نکالی مقناطیس جادو نے سحر کرکے قید توڑ ڈالی اور باران سیاہ کو مارنا شروع کیا دوڑ کر شہریار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کنیز بے تمیز صرف حضور کی وجہ سے بچی وہ تو کہتی تھی کہ تھوڑی دیر مین آکر قتل کرونگی آپ تشریف لائے آپ نے آکے قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اُس سے سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا چبوترے پر مجھہ بچھادو کنیزون نے اپنی اپنی کمرون سے چادرے کھول کر بچھا دیے اُسپر آکے مقناطیس جادو بیٹھی کنیزین خدمت مین حاضر ہین ابھی بادشاہ اسلام سے مقناطیس جادو باتین نہ کرنے پائی تھی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاہ رو ظاہر ہوئی پکارتی ہوئی او مقناطیس تو نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلا لاتی ہون یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوکر غائب ہوئی مقناطیس جادو نے تڑپ کے آواز دی ای شہریار غضب ہوا مجھپر سحر کر گئی میرے کلیجے مین درد پیدا ہوا روح نکلا چاہتی ہی جلد تعویذ بازو پر سے کھول لیجے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اُٹھایا کہ تعویذ کو بازو سے کھولین ایک کنیز اُنھین کنیزون مین گھلی ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے مراد اُسکی یہ تھی کہ برائے خدا تعویذ نہ دیجیے گا بادشاہ اُسکے اشارے سے رُک گئے مقناطیس جادو نے کہا کہ ای شہریار جلدی کیجیے میرا دم نکلا جاتا ہی جلد تعویذ دیجیے پھر بادشاہ نے ارادہ کیا کنیز سے جو آنکھ ملائی اُسنے دانت کے نیچے اُنگلی دبائی کہ ہرگز تعویذ نہ دیجیے گا مقناطیس نے جو کنیز کو سر ہلاتے ہوے دیکھا کہا کیون سوسن تجھکو گوارا ہی کہ درد سے ہمارا دم نکلجاے درد کی ترقی ہو اور تو تعویذ کو منع کرتی ہو اُسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور مین تو نہین منع کرتی شہریار کو اختیار ہی اپنی نیکی بدی تصوّر کرلین اپنے اور پرائے کو سمجھ لین مقناطیس جادو نے جھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام ہی جو ہم کہین اُسکی پیروی کر ہر چند کہ انکا حُسن عابد کش زاہد فریب ہی لیکن کل اہل طلسم کی ہلاکت کا باعث ہین زیر کوہ مقناطیس جنگ ہو رہی ہی تجھے اسکی خبر نہین مین صحت پاؤن تو سیاہ روے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کرون یہ سیاہ روے گیسو دراز

نفس ناطقۂ ہفت پیکر ہی مگر مین بھی بے نظیر ہی جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی سوسن نے ہنسکر کہا کہ حضور کو اختیار ہی ہماری عرض و معروض بیکار ہی باتین تو سوسن مقناطیس جادو سے کرتی ہی مگر بادشاہ سے آنکھین ملاکر سر ہلا دیتی ہی جب تو جھلا کر مقناطیس جادو نے کہا ای سوسن ہماری صحبت سے اُٹھ جاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ سوسن اُٹھی بادشاہ نے کہا مقناطیس سوسن بیٹھا ہی جسقدر تم اُسکو برا سمجھی ہو وہ بات اسمین نہین ہی بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سوسن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہی سوسن نے کہا ای شہریار خواہ بی بی کنیز کو قتل کرین خواہ بخشین یہ تیسیر سحر سیاہ روے گیسو دراز نے کیا ہی اُسی کا یہ ظہور ہی آیندہ آپکو اختیار ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقناطیس جادو نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑ گیا چوٹی تھام کر کلیجہ پتھر کا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقناطیس نقلی کا سر اڑ گیا سوسن نے کہا ای شہریار سبحان اللہ یہی چاہیے تھا یہ حضور ساحرہ بھیجی ہوئی سیاہ روے گیسو دراز کی تھی کل کال اسکا نام تھا تعویذ لینے کا حکم دیا تھا جب آپ نے تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجکو نہایت قلق ہوا آخر نہ رہا گیا صاف صاف مین کہ بیٹھی دل کو صبر نہ آیا آپ کے خدا نے آپکو بچایا مرنے سے کل کال کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کل کال جادو بود بادشاہ اسلام نے سوسن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کنیزین بھاگ گئین سیاہ رو کے سامنے جاکر پہونچین بیان کیا واری کل کال کو سوسن نے قتل کرایا سیاہ روے گیسو دراز نے حکم دیا مقناطیس کو تو قتل کرو ایک داغ تو کلیجے پر بادشاہ کے پہونچے چند کنیزون نے ہاتھ پکڑ کر مقناطیس جادو کا کھینچا مقناطیس حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی بیقرار ہو کر پکار اُٹھی ای رب دوجہان چارہ ساز بیچارگان مین نے تیرا مذہب بدل و جان اختیار کیا ہی اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچائیگا یہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے اسکے ہاتھ سے مجکو نجات دے شیطان رہزن دین و ایمان نہونے پائے نظم

اگر تو مرد نکو کاری و نکو اندیشں — ز شاہ راہ ہدایت قدم مکن پس و پیش
چرا بہ عیب دگر میکند نگاہ کسے — بہ چشم غور نہ بیند چرا بحالت خویش

بہ پیش بندۂ وحدت پرست یکسانست
کند زمانہ پرستش خداے واحد را
خدا بہ وقت مصیبت کند مددگاری
بہ فکر عاقبت کار باش ای ہندی

بہاے کہ وقت شاہی و خرقۂ درویش
بہر طریق و بہر ملت و بہر یک کیش
نہ اقربا نہ عزیزان نہ رشتہ دار نہ خویش
اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش

مقناطیس جادو تو دعائیں مانگ رہی ہے کنیزیں منتظر ہیں کہ سیاہ روے گیسو دراز حکم دیں تو سر کاٹ لیں کہ پہلوے میدان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی یا شیادو کافران بیحیا و ای نابکاران بد وفا آگاہ ہو۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ نعرہ کر کے ایک تیر مارا کہ تینوں کنیزیں جو قتل پر مقناطیس کے آمادہ تھیں تینوں کے سینے کو توڑ کر نکل گیا اُن تینوں کا مرنا کہ سیاہ روے گیسو دراز اژدر سے کود پڑی سامنے کوہ مقناطیس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی تقدیر کر چکے میں نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تحفہ اُنکے قبضے سے نہ نکلا یہ آخر سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر میں پھنسینگے یہاں کسنے مدد کی اور کسنے آگاہ کیا مقناطیس جادو کیونکر قتل ہو آواز آئی ای بندی خاص الخاص اب قدرت مجبور ہے ہر ایک سحر میں تیرا ساتھ دیا سحر کو پختہ کیا ابکی مرتبہ نیا معرکہ گذرا کہ سوسن نامے کنیز جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھ تو ساتھ لڑ رہی ہے اُسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف صاف کہدیا کہ خبردار تعویذ بازو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہوشیار ہوے اُسکا ہوشیار ہونا ستم تھا مگر ای سیاہ روے گیسو دراز سوسن کو سزاے معقول دینا ہرچند کہ تیرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا قدرت کی خدائی شکست ہوتی ہے بڑا خیال ہے کہ تیرے بعد کارخانۂ خدائی کو کون روکے گا مگر قدرت تجھکو پھر زندہ کرینگے خاتمہ طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے تجویز کیا ہے دیکھ سامری و جمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنے کے کسی کو اُنھوں نے زندہ نہ کیا ہوگا مگر یہ کرامت دکھائینگے کہ تجھکو دوبارا جلائینگے مقابلہ بادشاہ اسلام سے مُنھ نہ پھیر جا پڑ اگر تیرا داؤ چل گیا تو تو نے مار لیا اور جو اُنکی تلوار چل گئی تو نہیں معلوم تیرے اوپر کیا گذرے گی سیاہ روے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلۂ جوالہ بھڑک کے پہلے تو اژدر کو اشارہ کیا اژدر

منھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہونچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اُترے جیسے ہی اژدر نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منھ مین لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی گلے اژدر کے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تا بہ شکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے مین دُم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو نے بال نوچکر طرف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تعویذ کا عکس دکھایا مار ان سیاہ جلکر گرنے لگے اب تو سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤن زمین مین اپنے کو گرایا غلطکا مار کر ایک زاغ سیاہ بنکے تیار ہوئی بازودن کو بکّہ دیکر پابندہ ہوئی آواز دی اے میرے خداوندا اگرچہ آپ نے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اقرار کیا ہے مگر دل میرا دھڑک رہا ہے دنیا کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا ہے جو آیا دام مین پھنسا طائران صحرا اپنے اپنے رنگ مین شیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ مین باغ کو دیکھو کیا رنگ ہے پھول ہنستے ہین اور غنچہ لبان خوشنوا کی بیقراری پر آوازے کستے ہین طفلان غنچہ زبان نہین کھولتے طائر بر سر نخل نہین بولتے موسم بہار مین کیا رنگ ہے جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہواے گرم کا چلنا نخلہاے سرسبز و شاداب کا جلنا غنچہ لبان خوش لہجہ کے دلپر عجب صدمہ گذرتا ہے سرو گلزار ہرچند کہ مشہور آزاد ہے مگر اصل مین جو بنگاہ غور دیکھو تو پابند ہے ہر وقت و ہر ساعت دردمند ہے آخر مین سلطان خزان تخت بدعت پر بیٹھکر دست ظلم دراز کرتا ہے پھولون کو گرا غنچون کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوندا رنگ دنیا دیکھکر دل نہین چاہتا کہ دنیا کو چھوڑ دے یا رشتۂ الفت کو توڑ لے یہ کہتی ہوئی پھر بروے زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر ایک خاک اُڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور تلوارین برسنے لگین صحرا سے شیر پیدا ہوے وہ بھی خاک اُڑاتے تھے آخرکار بعد ان آفتون کے سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہوے سر پر بادشاہ کے پہونچی ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ کو نکال کر شاہ نے نقش کو بھی جھکایا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ روے گیسو دراز نے بالون کا گٹھا مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغۂ قمقام دست زبردست بادشاہ اسلام سے جو سر پر اُس خود سر کے پڑا تو بہ برکت تعویذ وہ بال وبال جان ہوے تلوار آبدار سر کو دوبارہ کرتی ہوئی تا بہ جگر

جگر سے تا بہ کمر اتری بنائے حیات کو گرا دیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُس مکارہ کا زمین پر گرا خون کے قطرے جو اُڑے آسمان سے خون برسنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سیاہ روے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا مقناطیس نے رہائی پائی ایرج و نورالدہر جو دیوانہ وار زنجیرین ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے دونون جوان تھرا کر زمین پر گرے ایڑیان رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئے عیار انکے برابر پہونچے عیارون سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال مین ہین عیارون نے بیان کیا آپ قصر عشرت مین قید تھے سیاہ روے گیسو دراز کے سحر مین مبتلا رہے اب سیاہ روے گیسو دراز کو سعد شہریار نے قتل کیا آپ رہا ہوئے دونون شیر نعرے کرتے ہوئے اُٹھے دو سواران جرار کو قتل کیا تلوارین چھین لین اُنھین کے مرکبون پر سوار ہوئے اپنے نام کے نعرے کرکے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نورالدہر کو لڑتے ہوئے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر مین تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ مقام کوہ مقناطیس نہین ہے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور بارگاہین خیمے استادہ تھے اُس مقام پر اپنے کو پایا جو سردار یہان تھے وہ برائے استقبال شہریار حاضر ہوئے مقناطیس جادو و مشکبار جادو نے عرض کی ای شہریار تردد نہ فرمایئے اور تو کچھ اُس سے نہ ہو سکا لیکن کوہ مقناطیس سے اُسنے ہٹا دیا ہوا ایسے تند چل رہی ہے اُسی کا یہ باعث ہے مگر بہ برکت نقش معظم حضور اپنے مقام پر پہونچے اُسنے تو قصد یہ کیا ہوگا کہ ایسے مقام پر پھینکدون کہ جہان سانس کا لینا دشوار ہو مگر کچھ زور اُسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوے ایرج و نورالدہر کہان ہین اگر وہ شیر ساتھ ہین تو بیشک یہ فعل اُسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایرج و نورالدہر تیغہ ہاے برہنہ ہاتھ مین دریاے خون مین نہائے ہوئے چلے آتے ہین قدمون کو بادشاہ اسلام کے آکے بوسہ دیا عرض کی غلامون نے ابکی مرتبہ قید مین بڑی تکلیف اُٹھائی ہر روز اُمید قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدا نے آپکو پہونچایا بادشاہ دونون جوانون کو لیکر بارگاہ مین آئے ایرج و نورالدہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق

و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور بعد سوز و گداز یہ اشعار عبرت آثار سامنے شہریار کے گاتے شروع کیے۔ اشعار

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
موسم گل مین اکھڑے پروبال بلبل
جان صیاد پہ پڑ جائے وبال بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آگئے آگئے ایام زوال بلبل
سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا
گل کو دیکھا تو بندھا مجھکو خیال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل
فصل گل آئی ہی کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہی
دیکھنا دبدبۂ و جاہ و جلال بلبل
مرگئی فرقت گلزار مین نالے کرکے
اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل
گل ہین مصروف عزاداریون مین بلبل مری آج
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے
کسکو معلوم تھا یہ ہوگا مآل بلبل
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پروبال بلبل
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین تلک
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا عین گرمی صحبت مین بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے شاہزادہ بدیع الزمان سے محبت ہی جنگ سنجان مین مین نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپکی خوشی ہو تو مین آپکے ساتھ لشکرکشی کرون مگر انھون نے قبول نہ فرمایا مین نے جسدن سے سنا تھا کہ نورالدہر قید ہوگئے دل کو یہی بیقراری تھی کہ مین عم نامدار کو کیا منھ دکھاؤنگا شکر کرتا ہون پروردگار عالم کا کہ شاہزادہ نورالدہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب مین انکو خدمت مین عم نامدار کی روانہ کرونگا کیسی خوشی ہوگی جب کہ عم نامدار انکو پائینگے فرمائینگے کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتین جو بادشاہ اسلام نے اپنے سردارون سے کین نورالدہر نے گرمی صحبت مین کھنکار کر طرف ایرج کے دیکھا اپنے عیار سے فرمایا کہ دست راست والون کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہین ہم اس صف کے بیٹھنے والے ہین ایرج نے یہ سنکر بڑا قلق کیا شاپور سے کہا کہ اے شاپور تو نے سنا

کہ بادشاہ نے سر دربار کیا کہا مین اس محفل مین رہنا اچھا نہین سمجھتا شاپور شیر دل نے عرض کی غلام کی بھی یہی راے ہی کہ یہان رہنا بہتر نہین ایرج نوجوان نے اشارہ کیا مرکب ہمارا تیار کرو ہم نکل چلین شاپور نے گھوڑا تیار کیا ایرج نگاہ بادشاہ کی بچاکر بارگاہ سے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے صرت عیار کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جو بادشاہ بارگاہ مین آئے پوچھا کہ ایرج کہان ہین نورالدہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اٹھ گئے نہین معلوم کہان گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریافت کرکے آیا عرض کی حضور نے شب کو کچھ باتین کی تھین وہ انکو ناگوار گذرین اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نورالدہر سے فرمایا ای فرزند ہم تمکو خدمت مین تمھارے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہو تمکو ایرج کے جانے کا خیال ہو نورالدہر نے ظاہر مین بہت سا کچھ عذر کیا لیکن دل مین یہ خیال ہی کہ تاجرزادہ انتہا کا چھلا ہی ایسا نہو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ مین داداجان کی بل کریگا اور کہےگا کہ ہم بچہ لگوؤن مین نہین ہین الگ شمشیر زنی کرتے ہین اسوقت حجاب ہوگا یہ کہکے شبرنگ سے پوچھا کہ ای یار وفادار کیا صلاح ہی اسنے عرض کی حضور چلکر دربندون پر قبضہ کرین خالی بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ ہی اگر یہان رہیےگا اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آپکا کون نام لیگا دوسرے روز نورالدہر بن بدیع الزمان بھی اسپ پریوش پر سوار ہوے اور طرف صحرا کے روانہ ہوے اول حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہی کہ ایک صحرا مین سایۂ نخل مین کھڑے تھے کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا کہ پٹھے پر تیر لگا ہوا ہی لنگڑاتا ہوا سامنے آیا ایرج نے تیر مارا آہو گرا ایرج نے اسکو بہ قربانی پہونچایا تیر نکال کر رومال سے اسکا خون پونچھ رہے ہین کہ تمام ترھون ناگاہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک نقابدار گلگون پوش چہار جانب دیکھتا ہوا آتا ہی اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا جھلا کر آواز دی او اجل گرفتہ تو کون ہی جو ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ تجکو خوف نہ آیا یہ کہکے نیمچہ کھینچکر ایرج کو مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مین نرمی جسم مین گرمی تلوار چھین کر کمر مین ہاتھ ڈال دیا بلکہ دیکر اٹھایا جیسے ہی سر سے بلند کیا بند نقاب چہرے سے اٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان حسن وجمال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال نہایت حسین وجمیل ہی

ایرج کی نگاہ جو چہرۂ زیبا پر پڑی رعب حسن سے قلب بھر آیا پیشانی پر پسینہ آیا چرخ کھا کر زمین پر گرے اُس نازنین نے بھی اب بنگاہ غور جمال باکمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصد ہوتا ہی کہ عارض پر عارض رکھدون مگر حجاب مانع ہوا اتفاقاً ایرج نوجوان کے واسطے جو شاپور شیر دل پانی کے لینے کو گیا تھا چھاگل مین پانی لیکر پلٹا دور سے اُسنے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہین ایک نازنین ماہ جبین و تمکین آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہی جھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے دیکھا وہ نازنین گھبرا کر اُٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑ کر مرکب پر سوار ہوئی صحرا کی طرف روانہ ہوگئی شاپور نے آکے تلوے سہلائے چہرے پر پانی چھڑکا ایرج جو اُٹھے چہار جانب حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا ای بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل بیان کرین کیونکر خاموش رہین ہمارے دل کی تو عجب کیفیت ہی۔ نظم

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے
مانند برق چشم زدن مین گذر گئے
سب اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شر گئے
یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے
ثابت ہوا جو کشتۂ چشم سیاہ یار
آہو مرے مزار کے سبزے کو چر گئے
رو کر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان
ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیوں نہ مر گئے
احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا
وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے
کوٹھے پہ جب چمک کے وہ زہرہ جبین چڑھا
شمس و قمر نظر سے ہماری اُتر گئے
سمجھین گے اُسکو ابر کرم سب گناہگار
ہم حشر مین جو لے کے یہ دامان تر گئے
آیا نہ آجتک کوئی لیکر جواب یار
قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے
ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح
کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین
ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے
اب تک وہ ایک سے کرتے ہین تذکرہ
ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے
واللہ رفتار سے یہ توقع نہ تھی مجھے
کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے

یہ قول تھا کہ تجھ سے جدائی ہوئی اگر ای جان مر ہی جائینگے تو اب نہ مر گئے
کہتے ہین رند رات کو کچھ کھا کے مر گئے عاجز تھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

شاپور نے کہا ای شہریار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا مجھی کو وہ آتے دیکھکر اُٹھکے چلی گئی ایرج نے کہا ای یار وفادار ہمکو وہان تک پہونچا دو یا تو تلاش مین جاؤ ہم اسی مقام پر بیٹھے ہین شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے اُسی جانب جدھر کہ وہ نازنین گھوڑے پر سوار ہو کے چلی گئی تھی روانہ ہو گیا ایرج تن تنہا زیر نخل بیٹھے ہین آہو کو صاف کیا اُسکے کباب لگا کہ صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے قریب آ کے دریافت کیا آپ ایسا جلیل اس صحرائے لق و دق مین تنہا اسکا سبب کیا ہی نام نامی سے آگاہ فرمائیے ایرج چونکہ مبہوت ہو رہے تھے صاف صاف فرما دیا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان برائے بربادی طلسم ہفت پیکر نکلے ہین عیار ہمارا شاپور شیر دل ایک کام کو گیا ہی ہم کباب لگا رہے ہین آگ سلگا رہے ہین اُس فقیر نے کہا لائیے آگ مین سلگا دون اور کباب بھی درست کر دون ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب طریقے سے لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے مین کباب تیار ہوئے ایرج چونکہ بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سر گردش کرنے لگا فرمایا ارے تو نے ان کبابون مین کیا ملا دیا کہ سر گردش کرتا ہی تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوتی ہی اُسنے پکار کے کہا مَین نسیم تیز رو عیار مبہوت تیغ زن ہم لوگون کی تلاش مین ہی ایرج جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوئے نسیم تیز رو نے ایرج کا پشتارہ باندھا طرف قلعہ سُرخ پوشان کے بھاگا مبہوت تیغ زن سرخ پوش کہ اکثر نامے اسکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فرزندان حمزہ صاحبقران مین سے جسکو پاؤ یا قتل کر دیا یا بدولت کے پاس روانہ کر دو یہ بیٹھا ہوا ہی کہ آواز زنگ بلند ہوئی دیکھا نسیم تیز رو عیار ایک مرکب کوتل ساتھ لیے ہوئے پشتارہ بدوش آ کر پہونچا پشتارہ سامنے لا کے ڈال دیا کہا ای پہلوان دوران یہ نبیرۂ صاحبقران زمان ہی آپ کی سرحد مین کباب لگا رہا تھا مین گرفتار کر لایا مبہوت نے کہا اسکو ہوشیار کر اُسنے عرض کی یہ شیر بیشہ

جرأت مین مکر سے گرفتار کرکے لایا ہون ہوشیار ہوتے ہی یہ قیامت برپا کردیگا آہنگرون کو بلائیے مسلسل و مطوق کراکے ہوشیار کرائیے اسی وقت آہنگر آئے ایرج کو مسلسل کیا لیکن اب شہر مین ہلڑ ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران کو صحرا سے نسیم عیار گرفتار کرکے لایا ہو اب اُسکا دربار سمجھا جاتا ہو ماہ پیکر آفتاب جمال جو راہ مین ایرج پہ عاشق ہوئی اسی مبہوت کی بیٹی ہو جسوقت سے ایرج پر عاشق ہوکے آئی ہو اور باغ مین اپنے پہونچی سرنگون بیٹھی ہو خواصین جو پوچھتی ہین کہ آج حضور کا مزاج کیسا ہی کیا سبب ہو کہ حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتین لیکن سوچ رہی ہین کہ مین کیون چلی آئی دیکھیے ہوشیار ہونے پر وہ جوان کیسی باتین کرتا ہو ایسی ویسی باتون کی سوچ مین ملکہ بیٹھی تھین کہ ایک خواص نے آکے خبر دی کہ حضور لونڈی ابھی برائے کار ضروری طرف دربار شاہی کے گئی تھی کہ نسیم سبک رو عیار نبیرۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لایا ایک نئی بات یہ ہو کہ مین آنکھون کا گھوڑا اُس شہریار کا ہو نہایت حسین و جمیل اب ہمارے شاہ نے اُسکو مسلسل کیا ہو دربار سمجھا چاہتے ہین یہ سُنکر ملکہ گھبرائین دل سے کہتی ہین یہ تو بالکل اُسی جوان کا پتہ ہو مین تو جانے ذرا کوٹھے سے دیکھون یہ سوچکر اُٹھین کوٹھون کوٹھون ملکہ چلین جھروکون سے آکر دیکھا ایرج نوجوان مسلسل و مطوق ہین عیار نے بڑھکر ہوشیار کیا ہو ایرج نے جو ہاتھ اُٹھائے خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کہ ہم قید ہوگئے بل کرکے اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی وزرا امرا بگڑنے لگے کہ ای تاجدار یہ جوان نام خدا سے نادیدہ کا لیتا ہو مبہوت نے کہا اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہو انھین لوگون نے اس مذہب کو رواج دیا ہو اب یہ قتل ہوگا جسطرح چاہے کلام کرے بکار کر آواز دی ای ایرج نوجوان دیکھو خداوند نے کیا تقدیر کی کہ ہمارے ہاتھ سے تمھین گرفتار کرایا اب بدون قتل نہ بچوگے اگر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو نجات ملے ایرج نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اسکی مکاری ہمپر کھُل گئی جن پہاڑون پر وہ خود رہتا ہو اُسی مقام پر شمشیر زنی کی بڑے بڑے سحر کیے کچھ نہ ہوسکا اتنا کیا کہ آندھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آگئے اگر کچھ حقیقت اصلی رکھتا تو ۱۲۰

تو شاہ کو نجات نہ ملتی ایک پہاڑ کو صاحبقران زمان نے فتح کیا ایک پہاڑ طلسم کشا نے فتح کیا کوہ مقناطیس جو برباد ہوا وہان بادشاہ اسلام پہونچے سیاہ روے گیسو دراز کو کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اُسکا زور نہ چلا بس اتنا کیا کہ بادشاہ کو وہان سے ہٹا دیا اب جو تجھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کر مبہوت نے یہ سُنکر حکم دیا اس جوان کو ابھی قتل کرو ملکہ نے جو کوٹھے سے یہ سب معاملہ دیکھا کہ جلاد تیغہ ہاے برہنہ لیکر سر پر ایرج کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار مثل ابر بہار رونے لگین خواصون سے فرماتی ہین کون بابا جان کو جاکر سمجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہی یہان جب جلاد نے گردن پر ایرج کی کوئلے کا خط کھینچا بیقرار ہو کر ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا پکارا اُٹھے کہ اے مالک حقیقی و اے رب تحقیقی اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے اپنے بندہ حقیر کو نجات دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہی ہر غمگین شاد ہی

نظم

خدا خالق و رازقِ مار و مور
خدا مطلع جلوهٔ نار و نور

خدا باطن ست و خدا ظاہر ست
خدا در حجاب و خدا در حضور

خدا جلوہ بخشندہ ہر آئینہ
ز ہر ذرہ حق مینماید ظہور

منور چو خور نور ذاتِ خداست
بہر جن و انسان و وحش و طیور

ز گرداب آفت بہ ساحل رسد
گر از بحر وحدت کند کس عبور

خدا ہست مانند دل در بغل
عبث میرود بندہ نزدیک و دور

گہے شکل موسےٰ نمایان شود
گہے پرتو جلوهٔ کوہِ طور

گہے صورتِ شب گہے شکلِ روز
گہے شکل سایہ گہے شکل نور

ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد
نظر آیدش جلوهٔ حق ضرور

ز ہر ذرہ تابندہ نور خداست
ز ہر چہرہ روشن ظہور خداست

ایرج نوجوان دعائین مانگ رہے ہین ملکہ کوٹھے پر بیقرار فرماتی ہین اگر جلاد نے اس جوان کے ہاتھ مارا تو مین کوٹھے سے اپنے کو گرا دونگی ضرور جان دیدونگی وہ حکم بادشاہ دے چکے قصد ہوا اب تیسرا حکم دون کہ ایک وزیر جو مزاج مین بادشاہ کے دخل رکھتا تھا

اپنے مقام سے اُٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی اے شہنشاہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہون امیدوار ہون قبول فرمائیے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران زمان ہی اسکو اس طور سے خفیہ قتل کرنے مین حضور کا نام نہوگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک مین اشتہار چسپان ہون ساری خلقت کو خبر ہو کل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ نبیرۂ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ مین نے نبیرۂ حمزہ کو قتل کیا آپکے ملک پر جو کوئی قصد کرے اُسکو آکر خراج گذار روکین اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہے بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا اے وزیر اعظم اے دستور معظم جو تمنے کہا وہ ہمکو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان ہو کلکال نیش زن اُسکے نام حکم ہوا کہ اس جوان کو لیجا کر قید کرو کلکال نے سر زنجیر کو تھام لیا قلعے مین ایک مقام ہی وہان لاکے ایرج کو بند کیا آپ بطور پہرے کے بیٹھا ملکہ نے جب دیکھا کہ ایرج کی قید کا حکم ہوا اور کلکال نیش زن لے گیا روتی ہوئی محل مین آئین اُسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی خواصین سمجھاتی ہین کہ واری کل سے حضور نے کھانا بھی نہین کھایا ہی ملکہ رو کر جواب دیتی ہین کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جانو میرے دل کی عجب کیفیت ہی کیا حال بیان کرون یہ حرام زادہ نسیم تیز رو کیونکر وہان تک پہونچا جاکر گرفتار کرلایا کیا مکر کیا اُنکو دم دیا اُنکا عیار اُنکے ساتھ تھا مین کس منھ سے اپنے درد دل کا حال بیان کرون

نظم

فصل گل مین کب اُٹھا مجھ سے ستم صیاد کا — توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا
تو گرفتاری مین چندے یاد گلشن کی رہی — اب قفس سے چھوٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا
خاک کے پتلے کو حورین خلد مین کرتی ہین یاد — قاف مین کرتی ہین پریان ذکر آدم زاد کا
کھینچکر ذوقِ اسیری دام تک لیجائیگا — آب و دانہ ہی جو قسمت مین مری صیاد کا
بیکسان عشق پر جور و ستم اچھا نہین — صبر پڑ جائیگا او ظالم کسی ناشاد کا
ضبط کرتے کرتے مرغان قفس تنگ آگئے — اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا
سب سے بیگانہ ہوا ہی دل آشنائی اُس سے کر — بھول جا سبکو ارادہ ہی جو اُسکی یاد کا

نظم

اسقدر بالا بلندون سے ہی اب مجکو گریز
بچکے چلتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا
آشیان میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا
پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا
سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا
سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا جلاد کا
جوہر حسن آئنہ رویون یہ کھاتے کس طرح
گر سکندر سے نہ بنتا آئنہ فولاد کا
رند شکوہ کیجیے کسکا بقول اُستاد کے
آب و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

خواصین حیران ہین کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا ہو کیسی دیوانہ وار باتین کرتی ہین باغ مین آکر اگرچہ ہر چند کہ باغ سرسبز و شاداب ہو مگر دل جب ویران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول مثل خار دل مین کھٹکنے لگے بارہ دری مین آکے بیٹھین مگر نہایت حیران کہ ای ماہ پیکر چار پہر رات آنکھون مین کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو وزیر نے بچا لیا ایک رات کی مہلت ملی اب قسمت نہ ملیگی کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا صبا جو دختر نسیم کو بلا لاؤ مین اُس سے حال دل کہون شاید اُس جلاد کو رحم آئے اُسنے ستم کیا یہ ذکر تھا کہ نسیم کا بیٹا صباے سبک پا خبر کو ملکہ کی آیا دیکھا صحبت مین عجب رنگ ہو ملکہ خاموش بیٹھی ہین صحبت پریشان ہو ملکہ کے ساتھ پرورش پائی ہو قدمون سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال مین پاتا ہون مزاج مبارک کیسا ہو آپکا چہرۂ بے نظیر دیکھکر دل گھبراتا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو ملکہ نے صبا کی بات سُنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا ای صبا کیا حال پوچھتا ہو جو مجھپر گذری اُسکو کیا بیان کرون ایک کام ہو جو تم سے ہو سکے تو یہ جوان جو قید ہوا ہو کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہو کہ ایک نگاہ مین اُسکو دیکھ لون صبا نے کہا آپکے اقبال سے یہ کتنی بڑی بات ہو مین صورت زیبا اُسکی آپکو دکھا لاؤن ایسا نہو آپ وہان جاکر کچھ فساد مچائین ملکہ نے کہا ای صبا مین ایک نگاہ دیکھکے چلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اُسی وقت کھانا پکوایا اُسمین بیہوشی ملائی خوان تیار کرکے کنیزون کے سر پر رکھوائے ملکہ کو ساتھ لیا در زندان پہ آیا کلکال نیلش زن پہرے پہ بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کون آتا ہو صبا نے اپنا نام بتایا دوڑ کر قریب آیا کہا ای پہلوان دوران ملکۂ عالم بیمار ہو گئی تھین اُنھون نے نذر لات و منات کا کھانا پکوایا حکم دیا کہ قیدیون کو کھلاؤ سنا ہو کہ یہان بھی کوئی قیدی ہو بس تم اُس قیدی کو بھی کھانا کھلا دو کلکال نے کہا ای صبا تم نے سُنا ہوگا کہ سارے شہر مین غلغلہ پڑا ہو

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا ان لوگون نے در بند ہفت پیکر مٹائے۔ دین اسلام کو رواج دیا دین خداوند ہفت پیکر منسوخ کیا اسوجہ سے ہم شب و روز دروازہ نہین کھولتے صبا نے کہا تم لوگ تقسیم کرکے کھا لو کہا سینگے کہ قیدیون کو کھلا آئے سب کے پہلے کلکال اٹھا اور کہا کہ میرا دوہرا حصہ دو صبا نے سبھون کو تقسیم کیا سب کھانے لگے کلکال نے مزدوریون کو دیکھا اپنے مقام سے بلبلا کے اٹھا یہ کہتا ہوا کہ مزدورنی مجھسے اشارہ کرتی ہی مین اسیر قبضہ کرونگا بیہوشی اپنا کام کر چلی تھی اٹھتے ہی جہان سے اٹھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو اب لینا لینا کہکے اٹھتے بیہوش ہو کر گرے صبا نے بڑھکر در قید خانہ کا قفل کاٹا ایرج زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے تھے ملکہ نے آ کے ایرج کو اس حال مین دیکھا دل بیتاب ہو گیا کہا ای صبا انکو باغ مین لیچل صبا نے کہا حضور مین نے کہدیا تھا کہ ایسا نہو آپ وہان جا کر کچھ اور ارادہ کرین مین لیے چلتا ہون لیکن جان پر بنے گی اس جوان کا مخفی رہنا دشوار ہی ملکہ نے کہا کچھ ہو بیڑیان کاٹو ایرج نے جو دیکھا کہ عیار نے سوہن نکالا دور مین آ کر قید توڑ ڈالی ملکہ رومال سے خون پونچھنے لگین کہا ای شہریار کیون جلدی کی عیار بسہولت قید کاٹ دیتا ایرج نے کہا اب ہمکو یقین کامل ہوا کہ وقت رہائی آ گیا قید کا ٹوٹنا وقت پر موقوف تھا ملکہ نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے باغ کے چلین قضائے کار املاک نیش زن بھائی کلکال کا کوتوال شہر ہی طلایہ پھیرتا ہوا آتا تھا بھائی کو اپنے آواز دی جب جواب نہ آیا تو گھوڑے کو اڑاتا ہوا آگے بڑھ آیا بھائی کو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہی ساتھ والے بھی سب بیہوش و مدہوش پڑے ہین چند آدمی ایک قیدی کو نکالے ہوئے لیے جاتے ہین للکار کر آواز دی کہ ارے تم کون لوگ ہو گنہگار شاہی کو لیے جاتے ہو صبح کو میرے بھائی سے پرسش ہوگی یہ کہکے پیادون سے اشارہ کیا ارے قیدی کو گھیر لو اسکا اتنا کہنا کہ چار طرف سے پیادے لینا لینا کہکے چلے ایرج نے تلوار کھینچی مصروف جنگ ہوئے لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے افسر کے پہونچے للکار کے آواز دی کہ او نامردان تین روئیون کے پیادون کو کیون قتل کراتا ہی تو افسر ہی سامنے آ املاک نے گھوڑا بڑھایا قریب شاہزادے کے آیا خبردار رکھکے ہاتھ تلوار کا مارا ہمراہیان املاک نے کلکال کو بھی ہوشیار کیا جب یہ ساتھ والون کو لیکر بڑھا ملکہ کنیزون کو لیکر ایک گوشہ مین آئین اور آ کر ٹھہرین کمانین کاندھون سے

اُتارین تیر بجر کمان مین پیوست کیے سب نے تیراندازی شروع کی یہان املاک نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے ہوے ہین ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ پڑا کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوگئے یہان ملکہ نے بھی مع کنیزون کے وہ تیراندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی اے صبا تو اسوقت اسواسطے آیا تھا کہ گناہگار کو رہا کر کے لیجائے مین تجھکو نہ جانے دونگا یہ کہکے طرف صبا کے چلا صبا نے آواز دی اے شہریار غلام کو بچائیے یہ نامرد طرف حقیر کے آتا ہے ایرج بیتاب ہوگئے گھوڑے کو بڑھا کے للکارے کہ او کلکال کہان جاتا ہے ٹھہر جا ورنہ بہت پچھتائیگا لیکن شاپور شیردل جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا ایک دوکان مین فقیرانہ بھیس بدلے ہوے پڑا ہوا سو رہا تھا آواز جو اپنے آقا کی سُنی اُٹھکر دوڑا راہ مین دیکھا ہمراہیان املاک بھاگے ہوے آتے ہین اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اُسطرف پہونچا باتون مین صبا سے تمام حال دریافت کیا معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی اُسنے آکر اسکو رہا کیا اہل طلایہ نے گھیرا ہے یہ سُنکر یہ بھی تیراندازی کرنے لگا سر سے گوپھن کھولا وہ پتھر مارے کہ کسی کے سینے پر پڑے ہڈیان ٹوٹ گئین کسی کے سر پر پڑا کہ سر اُسکا پھٹا یہان ایرج نوجوان کلکال سے مقابلہ کر رہے ہین ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلوانون کو مارا شیرانہ و دلیرانہ مصروف جنگ ہین کفار اپنی جان سے تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین ایرج نے جسکا پیچھا کیا اُسکو گھیر کر مارا آخر کار کلکال ناہنجار نعرہ کر کے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وار اُس مکار کے تلوار آبدار پر روکے ہر چند کہ صد ہا حربہ پڑ رہا ہے مگر یہ ہمہ تن چشم بنے ہوے مصروف جنگ ہین کفار اُنکی جنگ سے بہ تنگ ہین مرکب مثل ہوا دوا دوش کر رہا ہے آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوے پیادون نے چاہا لاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ نسیم سبک رو یہ ہلڑ سُنکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کوتوال شہر مارا گیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہین اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک گوشے سے تیراندازی کر رہا ہے سبکو چلایا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کرایا اب اسکا پیچھا نہ چھوڑو

مین جاکر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہون وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو پامال کرڈالینگے اُنکے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہوگا ساری جرائت وہمت بیکار ہوجائیگی مگر حیران ہی کہ میرا بیٹا کیون لڑرہا ہی برابر تیراندازی کررہا ہی اپنے چہرے کو چاہتا ہی کہ چھپاؤن اور مارکران سب کو اس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤن ایک گوشے مین ملکۂ عالم کو چھپائے ہوے سینہ کو سپر کیے ہوے کھڑا ہوا تیرون کا منہہ پر سارہا ہی سیکڑون سر مثل قطرات باران کے دھڑا دھڑ گر رہے ہین دریاے خون جاری ہی چہار طرف سے یہی غلغلہ ہی کہ اس جوان کو گھیرکر پارلو یہ کہکے نسیم تو ہوا ہوا در دولت شاہی پر پہونچ کے نفس راست کیا پکار کر آوازدی کی محلدار صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جلد باہر تشریف لائین نیا قیدی چھوٹ گیا حلقۂ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی پہلوان اُس جوان کے ہاتھ سے مارے جاچکے اور پشت پر بیٹا میرا کہ وہ شریک قیدی ہی اُسکو بھی جاکر قتل کیجیے محلدار نے جاکے مبہوت تیغ زن کو جگایا آنکھین ملتا ہوا مبہوت تیغ زن اُٹھا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہی عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی نہین معلوم حضور کیا سبب ہی کہ میرا بیٹا قیدی کے ساتھ لڑرہا ہی مبہوت نے کہا مین جاکر سب کو سمجھا دونگا زنجیرون سے کمر باندھتا ہوا باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علمہاے سیاہ کے پھر پرے کھلے ہوے ڈنکے پر چوب پڑتی ہوئی کئی سو نقارہ بجتا ہوا ایرج نوجوان مصروف جنگ تھے کہ صبا نے بڑھکر خبردی کہ ای شہریار بادشاہ آپہونچا نقارے کی آواز آئی دیکھیے زمین تھرائی ساٹھ ہزار فوج سے مقابلے کو آتا ہی ایرج نے کہا آنے دو مگر ای صبا و شاپور جس طرح ہوسکے ملکہ کو نکال لیجاؤ اُنکی وجہ سے مین جمکر لڑ نہین سکتا ناموس کا اس مجمع مین رہنا بڑے عیب کی بات ہے انشاءاللہ مبہوت کو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد رہے شاپور و صبا ملکہ کو لیکر طرف باغ کے چلے ملکہ روتی ہوئین ساتھ ان دونون کے چلین مگر کنیزون سے فرماتی ہوئین صاحبو مین کیا بیان کرون جو میرے دل کی نوبت ہی اُس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع مین چھوڑ آئی ہون خدا اُنکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہون جو میرا حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہی جی چاہتا ہے مین بھی اُنکے ساتھ لڑون افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا ۔ نظم

تسلّی ہووے کوئی دم تو جان مضطر کو
مزا پڑا ہی قناعت کا عہد طفلی سے
ہوا سما گئی محمود کو ہوا سمجھتا ہی
بجا رہا ہی جو یون بیخودانہ مستی مین
کچھ آجکل سے تساہل نہین طبیعت مین
حسین بند تمھارا جو یاد آیا ہے
خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بُت بھی
دہن کے واسطے ظلمات خط مین دل ہی تباہ
پس از فنا جو یہی سوزشین جنون کی رہین
قضا لے آئی ہی اہل قبور مجھکو بھی
ہوے سب آج گنہگار عشق زندان مین
کسی کے ساتھ کی میخواریان جو یاد آئین
جواب لونگا صنم سے سوال کا اپنے
سنبھالو آپ کو اے رند ترک عشق کرو

خدا کے واسطے مرتا ہون آگھڑی بھر کو
مین سیر ہوکے نہ پیتا تھا شیر مادر کو
گلی مین جاکے تری دن لگے کبوتر کو
بنایا ساقی نے کیا جلترنگ ساغر کو
قدیم خو ہی تغافل کی میرے دلبر کو
تمام رات مین پیٹا ہون سینہ و سر کو
دکھاؤنگا مین مسلمان کرکے کافر کو
تلاش چشمۂ حیوان کی ہی سکندر کو
تو اُٹھکے پھوڑونگا سنگ مزار سے سر کو
جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ذرا سر کو
سُنا ہی مین نے ستمگر نے چن دیا در کو
رہا نہ آپ مین منھ سے لگاکے ساغر کو
خدا کے حکم سے گویا کرونگا پتھر کو
کہان کا روگ لگایا ہی جان مضطر کو

اِدھر تو ملکہ مجبور و ناچار بے ملے ہوے چلی آئین کچھ بن نہ پڑا روتی پیٹتی ہوئین باغ مین آئین اُدھر ایرج نوجوان پر لشکر مبہوت کا آکر گرایا تو پیادے بھاگنے کو تھے پادشاہ کے آنے سے رُک گئے ساٹھ ہزار جوانون نے ایک مرتبہ حملہ کیا دور سے تیر پڑنے لگے نیزے مار مار کے نامرد بھاگتے ہین ایرج انتہا کے زخمی ہوے اُسی زخمداری مین مبہوت کا سامنا ہوا مبہوت للکارا دیکھا دور سے کہ ہر سر مو و ہر بن مو سے خون شاہزادہ ایرج نوجوان کے بہہ رہا ہی چاہا کہ گھوڑے کو ٹھکرا کے جا پڑون افسرون نے بھی اسکے ارادہ کیا مگر قریب تو اس شیر کے کون آتا ہی دور سے فقط نیزے دکھاتے ہین مبہوت نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اس جوان نے اسی حالت زخمداری مین کئی افسرون کو ٹوک ٹوک کے مار ڈالا لاشے اُنکے پڑے ہوے پھڑک رہے ہین مبہوت نے چند سوارون کو روانہ کیا اُنھون نے نیزے

دکھائے ایرج جھپٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت مبہوت نے پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر وار روک نہ سکے تیغہ جو پڑا تمام جسم تو زخمی ہو رہا تھا سر چوٹ جو کھائی غش آنے لگا اُسوقت جمکر شمشیر زنی کی دل مین فرماتے ہین کہ اے ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہی جب ہاتھون نے دستگیری نہ کی پاؤن سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بہکر چہرے پر آیا ایرج نے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ دونون گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے کہا اے مرکب اصیل مجھکو نکال لے چل ہر چند مرکب غیر ہی مگر راکب کی ران جو لگی مرکب کو مزا ملا سمجھا کہ شہسوار ہی منھ مثل قعر بلا کے کھولا پشتکین دولتیان مارتا ہوا میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب بیچیا آپس مین لڑا کیے ملکہ رات بھر باغ مین منتظر رہین صبح فراق نے جو چہرہ بلا دکھایا عیار سے کہا ذرا خبر تو لو صبا نے آکے دیکھا کہ مبہوت لاشون مین تلاش کر رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان مارا گیا مگر مرکب اصیل زیر ران تھا وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا تلاش تو کرو شاید کہین اطراف مین ہو ہرکارے جھپٹ جھپٹ کے جاتے ہین اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہین حاکم کے سامنے بیان کرتے ہین کہ دو دو کوس ہمنے دیکھا کہین اُس جوان کا پتہ نہین ملتا چارطرف تلاش کیا مبہوت نے پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ تمھارا بیٹا کہان ہی اُسکو گرفتار کرکے لاؤ اُس سے پوچھا جائے کہ تو نے کیون رہا کیا صبائے سبک رو بصورت مبدل یہ سب باتین سُن رہا تھا نسیم تو تلاش مین چلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے پاس آیا کہا اے ملکۂ عالم ابھی تک کوئی آپکا نام نہین لیتا بابا جان کو اب حکم ملا ہی کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کرکے لاؤ مین کہان چھپون میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ مین آگ لگا دیجئے یہان سے نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہو اب حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا بھیتا کہان چلون مین یہ اُفتاد نہ سمجھی تھی صبائے سبک رو نے عرض کی اگر کوتوال شہر مارا نہ جاتا تو وہ اس حال کو ظاہر کر دیتا اسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سب ناواقف ہین یہی کہتے ہین کہ صبا نے گنہگار شاہی کو کیون رہا کیا مین اب یہان نہ رہ سکونگا ملکہ نے کہا بھیا تم یہان ٹھہرو مین سوار ہو کے محل مین جاتی ہون مان سے دریافت کرتی ہون کہ میرا تو

نام کوئی نہین لیتا ہی اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سدباب کرون اور خود کہدون کہ صبا کو گرفتار کرکے بھیجونگی صبا کو کیا واسطہ اُس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے گیا مین دریافت کرون شاید میرے باغ مین آیا ہو زوجہ سے اپنی ذکر کر رہا ہو یہ کہکے حکم دیا کہ محافہ لاؤ جیسے ہی محافہ لاکے رکھا گیا فوراً سوار ہوئین مبہوت تیغ زن بھی محل مین آیا ہوا ہی زوجہ سے ذکر کر رہا ہی کہ تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا مین نے اُسے بُلوایا ہی باپ اُسکا اُسکے ڈھونڈھنے کو گیا ہی کہہ گیا ہو کہ اصل مطلب مین سمجھ گیا اُسکو گرفتار کرکے لاؤن تو حال کھلے اتنے مین ملکہ بھی آکے پہونچین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ زرد حیران و پریشان چاہتی ہین اپنے کو سنبھالون مگر ترقی غم والم سے دل نہین سنبھلتا باپ کو سلام کرکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہی مبہوت نے دیکھکر کہا ای نور نظر و ای پارۂ جگر تمھارے عیار نے جاکر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہی ملکہ رونے لگین کہا باباجان مجکو کیا ضرورت تھی کہ مین ایسے دشمن کی رہائی چاہتی نسیم جھوٹ کہتا ہی مین نے شب کو باغ مین یہ خبر سُنی کہ قیدی رہا ہوکے نکل گیا مین حاضر ہوئی مبہوت نے کہا حال اب ظاہر ہوجائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہی زندہ نہ بچیگا گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہرکارے بھیجے ہین وہ لاشہ اُٹھا کر لائینگے تب حال کھلیگا سر خدمت خداوند مین بھیون قدرت فرماتے ہین یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہین انکا مٹانا ہم نہین چاہتے ہین تین پہاڑ ویران ہوے نگہبان اُن پہاڑون کے ویران ہوے جان سے مارے گئے بی مقناطیس جادو جاکر بادشاہ کی ظاہر مین شریک ہوگئین ابھی انھین کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہین سُنا ہی کوہ مقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات سے مجھے تجھپر بدگمانی ہوئی ملکہ نے باپ کے سر پر ہاتھ رکھا کہا باباجان آپ کے سر کی قسم مین نے کبھی اُس جوان کو دیکھا بھی نہین مبہوت نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل ہوا کہ صبا نے ٹسک رونے اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کرکے روانہ کردینا ملکہ نے کہا باباجان جو جو مقام اُسکے رہنے کے ہین مین وہان میان محترم کو بھیجونگی یہ کہکے ملکہ

سوار ہوئین باغ مین آئین صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بھیّا تم اسی باغ مین بیٹھو تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہو خدا کہین وہ وقت دکھاے کہ مین اُس شیر بیشۂ جرأت کو پھر خیر و عافیت سے دیکھون اُسوقت دل کو تسکین ہوگی نظم

آزاد ہون آگاہ ہین سب میرے لقب سے
کچھ کام نہین مجکو حسب سے نہ نسب سے
ہی کون بچاے جو ترے قہر سے یا رب
تجھسے ہی امان مانگتا ہون تیرے غضب سے
جانبازی نہ کی معرکۂ عشق مین کس روز
میدان مین رہا چار قدم آگے ہی سب سے
جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر
انسان ہی باہر نہو تو مرضی رب سے
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہی ای چرخ
ایذا ہی اُٹھاتے رہے پیدا ہوے جب سے
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبّت
اللہ بچالے جو مجھے ہجر کی شب سے
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا
دیوانہ ہون اُس رشک پریزاد کا تب سے
بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہین تجھکو
باہر نہو اوسرو چمن حدّ ادب سے
مطلب نہین کچھ اہل دول سے مجھے ای رند
سائل ہی یہ درویش شہنشاہ عرب سے

شاپور نے کہا غلام تو اب رخصت ہوتا ہی ملکہ رونے لگین کہا بھیّا اگر اُنکی خیر و عافیت تمکو ملے تو ہم بھی اُنکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہین اگر موقع پاتا تو ہمارے حال خرا کا ذکر کرنا اور ہمکو بھی خبر پہونچانا شاپور نے کہا مجھپر کیا موقوف ہی شاہزادے تمھارے لیے خود بیچین ہونگے مگر آپ گھبرائین نہین یہ غازی اور مجاہد ہین ایسی افتادین اکثر پڑین پھر عظم و شان کے ساتھ اُنکو پایا آپ دل کو سنبھالیے زیادہ بیقرار نہ ہوجیے مین انشاءاللہ شاہزادے کو لیکر آتا ہون یہ کہکر شاپور ملکہ سے رخصت ہوکر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا مگر ایرج نوجوان پر یہ سانحہ گذرا کہ گھوڑا جو لیکر نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی رات بھر بھاگا ہوا آیا صبح کو آکر ایک دشت سبزہ زار مین پہونچا دو چار مٹھے گھانس کے کھائے بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا مرکب اصیل بیٹھ گیا زبان سے زخمون کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان تھا چرنے مین معروف ہوا وہان پر قریب ایک قریہ ہی بہزاد زمیندار یہان کا حاکم ہی صبح کو چند گنوار ساتھ مین کھیتون کو

دیکھتا ہوا چلا آتا ہی ایک پاسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گُسیّان دیکھیے فراقون نے ایک جوان کو مار کر ڈالدیا ہی بہزاد قریب آیا ایرج کو دیکھا زخمون مین چُور چُور مگر ہتھیار لگے ہین اسبا جواہرات موتیون کے مالے یاقوت احمر کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے بہزاد نے کہا یارو اس جوان نے بڑا کمال کیا انتہا کا زخمی ہوا مگر مال اپنا بچایا فراق لوٹنے نہین پائے ساتھ والون نے کہا گسیّان آپ سچ کہتے ہین دیکھیے گھوڑا ابھی اسی جوان کا چر رہا ہی بہزاد نے گانوَ سے چارپائی منگائی سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی دیکھکر خوش ہوگیا کہا مین اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اُٹھا کر چارپائی پر ڈالا تو گھوڑا اشیہہ بھرتا ہوا اس ارادے سے قریب آیا کہ ان سب پر حملہ کرون بہزاد نے چمکار کر کہا اے مرکب اصیل ہم تیرے سوار کے خیرخواہ ہین تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کرہ بن اشقر پاس مبہوت کے نسیم عیار لیگیا تھا بہزاد گانون مین لایا اپنے مکان مین لوکے رکھا جراح سے بُلا کے کہا کہ اسکا علاج کرو پانچ بیگھے زمین اپنی سیر سے تمکو دونگا جراح نے زخم دھویا بہزاد کو مطمئن کیا کہا یہ جوان خوب لڑا کوئی رگ پٹھہ ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ مین صحت پائیگا یہ کہکے مرہم پٹی کی بہزاد خود رومال ہاتھ مین لیکر سرھانے بیٹھا کہ اس جوان کو ہوش آئے تو دریافت حال کرون کہ کس مقام پر زخمی ہوے یہ جوان کس خاندان سے ہی جب ایرج کو آرام پہونچا آنکھ کھول کر دیکھا ایک مکان کچا چھوئی مٹی سے لیا ہوا ایک زمیندار وضع سرھانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہی ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اُٹھون بہزاد نے منع کیا کہ ٹانکے ٹوٹ جائینگے ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ فرمایئے اور یہ تو بتایئے کہ آپ کو فراقون نے کس مقام پر گھیرا مگر آپ نے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آپکا عملداری مین میری آپکو لے آیا مجھکو آپ کی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر مین اُٹھا لایا اب مفصل حال بیان کیجیے ایرج نے کہا فراقون کی کیا مجال ہی جو ہمکو گھیر سکین مبہوت تیغ زن جو بادشاہ ہی اُسنے ساٹھ ہزار فوج سے مجھپر بلوہ کیا اُسپر ہمکر پیش آیا پشت پر سے آکر زخمی کیا انشاء اللہ اُسکو جاکر سزا دونگا اور تمنے میری جان بخشی کی تمھارا احسان ہوا بہزاد نے عرض کی نام نامی سے اپنے آگاہ فرمایئے ایرج نوجوان نے صاف صاف اپنا نام بتادیا اور کچھ ذکر اپنے جدکا کیا

کہ وہ طلسم کشا ہین بہزاد کو سناٹا آگیا جی مین کہتا ہی ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے اور وہ مجھپر لشکر کشی کرے تو گانون پھونک دیگا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچکر سر جھکا لیا بہزاد نے کہا اے بہادر جس بادشاہ کا آپ نے نام لیا مین اُسی کا خراج گزار ہون اگر کہین خبر وہ پاگیا تو سارے گانون کو پھونک دیگا ایرج اُٹھنے لگے فرمایا کہ اے بہزاد ہم رخصت ہوتے ہین جنگل مین جاکے بسر کرینگے ہماری وجہ سے تمھارے لیے کوئی خرابی نہو انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو صحت پائینگے ورنہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے زمیندار قدمون پر گر پڑا کہا مین آپکو نہ جانے دونگا میرے گانون مین ہزار پاسی بستے ہین بادشاہ سے لڑ بھڑ لونگا لیکن آپکو جانے نہ دونگا مین نے آپکو اپنا فرزند کیا ہی یہ کہکے معروف خدمتگزاری ہوا قضاے کار یہان سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی بلمان مردم در قزاق بالاے کوہ رہتا ہی اُسکو ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ بہزاد زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اُٹھا لے گیا کہ کئی لاکھ روپے کا جواہر اُسکے زیب جسم ہی اُسکا علاج کر رہا ہی یہ سُنکر بلمان مردم در یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ آجتک کسینے بہزاد کو نہین ستایا مگر یہ سونے کی چڑیا اس سے ضرور لینگے یہ کہکے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار ہوکر سامنے آئے آپ گینڈے پر سوار ہوکر طرف قریے کے روانہ ہوگیا کہتا ہوا کہ یارو اسکا خیال رہے کہ ایسا نہو نام مابدولت کا سُنکر وہ جوان بھاگ جاے تو مشقت ضائع ہو دور دور سے اسکا خیال رکھو وہ میان بہزاد نے تمام مال اپنے قبضے مین کیا ہوگا کسی حیلہ سے اُس جوان کو مار ڈالیگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین ایک گنوار نے جو یہ حال سُنا تو بھاگا ہوا پاس زمیندار کے آیا وہ وقت ہی کہ بہزاد ایرج نوجوان سے ہم کلام ہی تمام حالات پوچھ رہا ہی اور ایرج اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ وہ گنوار آکر پہونچا کان مین بہزاد کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلمان قزاق آپ کی اور آپ کے گانون کی بربادی کو آتا ہی اور یہ اپنے ساتھیون سے کہچکا ہی کہ اگر اُسنے بسہولت اُس جوان زخمی کو دیا جب تو خیر ہی ورنہ سراسر اُسکے لیے خرابی ہے گھس کر گانون مین قتل کرونگا یہ خبر وحشت اثر سُنکر رنگ روے بہزاد متغیر ہوگیا ایرج نے دریافت کیا کہ اے بہزاد اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہوگئے مجھسے مفصل بیان کرو بہزاد نے کہا اے شہریار مین کسی طرح یہ نہین چاہتا کہ آپکو ملال پہونچے بلمان مردم در نامے قزاق

زبردست ہی کہ مبہوت تاجدار کی زمین دبالی سال مین اکثر خراج منگوا بھیجتا ہی بادشاہ اُس سے
اسقدر دبتے ہین کہ اُلٹے اور وہ جو کچھ منگا بھیجتا ہی بادشاہ فوراً روانہ کر دیتے ہین اسکے ہرکارے
آٹھ پہر صحرا مین پھرا کرتے ہین آپکی تشریف لانے کی خبر اُسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے
طلب کرتا ہی اور بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہی ایرج نے کہا تم فوراً مجکو بھیجدو زمیندار نے
کہا حضور وہ جلاد ہی نہین معلوم کیونکر پیش آئے مین یہ نہ گوارا کرونگا ایرج خود اُٹھ بیٹھے
کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تامل کیا ایرج نے خود اُٹھ کر مرکب پہ زین ڈالا آلات
پیکار زیب جسم کرکے پشت مرکب پر سوار ہوے فرمایا ای بہزاد تم آگے جاؤ اور بیان کرو اُس سے
کہ مین نے آپکے خوف سے اُس جوان کو نکالدیا آپ سے مجھے بگاڑنا منظور نہین ہی اسی طرف
اب وہ آتا ہی اسباب وغیرہ لے لیجیے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہی آپکی سواری کے
قابل ہی بس یہ کہکر تم الگ سے کھڑے ہوکے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی اگر تمام فوج کو حکم دے
تو تمھارے مزاج مین آئے شریک ہونا نہ مزاج مین آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار
کے کیا درپے کرتا ہون بہزاد کہتا ہی ای شہریار آپ قصد کرتے ہین میرا دل کانپتا ہی بارہ برس سے
وہ قزاقی کرتا ہی جنگ دیدہ کار آزمودہ بارہ ہزار جو اُسکے ساتھ ہین اُن بارہ ہزارون سے
ایک لاکھ فوج مقابلہ نہین کر سکتی ایک لاکھ پر یہ بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہین اُنکو لوٹ لیتے ہین
آپ یکہ و تنہا کیا کر سکتے ہین میرے گانون مین جو ہزار پاسی بستے ہین وہ ان قزاقون کے مقابلے
کے لائق نہین ہین وہ قزاق ایسے تیر انداز ہین کہ شب تیرہ و تار مین چشم مور پر تیر مارین آواز پر
تیر لگاتے ہین صدہا قافلے لوٹ لیے اُنکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو تلوے
سے مل ڈالنا ہی اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہی ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دینے جاتے
ہین اور یا جواہرات اُسکو دیدینگے زمیندار نے کہا حضور جان کے آگے مال کو عزیز نہ کیجیے اسباب
مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض مین وہ اسپ صبا رفتار صرصر کردار آپکو دون کہ جسکی رفتار سے
ہوا بھی تھک تھک کر رہ جائے اُسپر سوار ہوجیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی
قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک گانون مین ہلڑ ہوا ایک پاسی نے آکے خبر پہونچائی
کہ گانون مین قزاق گھس آئے کئی مکانون مین آگ لگا دی کتنے ہی آدمی قتل کر ڈالے بلمان

پکارتا ہوا آتا ہی کہ کہان ہی بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اُس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی اور صاحب مال دیکھکر اُٹھا لایا ہی یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زیور نقد و جنس سے اُسکے پاس ہی وہ لاکر پیش کرے بہزاد قدمون پہ ایرج کے یہ خبر وحشت اثر سُنکر گر پڑا کہا حضور دیکھیے قریہ میرا تباہ ہوا جاتا ہی لوگ قتل ہو رہے ہین مگر مین آپکی بہتری چاہتا ہون مال دیدیجیے ایرج نے کہا اے بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یون نہ دینگے جب وہ ہمپر غالب آئیگا تب اُسکو اختیار ہی خود ہمارے جسم سے اُتار لیگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے نکلے دیکھا کہ بلمان تیغہ کھینچے ہوئے مکانون مین اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہی ایرج کو جو آتے ہوئے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پر پڑی ہی اُسپر موتیون کا جال اور موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوئے صورت زیبا مانند آفتاب عالمتاب پکار اُٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی غنیمت جان یہ سپر ہمارے لائق ہی تیغہ بھی با بدولت کو نہایت مرغوب ہی گھوڑا بھی بہت خوب ہی گھوڑے سے اُتر اسباب ہمکو دے جب تو تیری جان بخشی کرتا ہون ورنہ سر کاٹ کر لیجاؤنگا ایرج نے جواب دیا اے بلمان مردان عالم کیونکر قبول کرین کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے تیرے حوالے کردین آ مرد میدان ہو مقابلہ کر اگر ہمپر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان یہ سُنکر خوب قہقہہ مار کے ہنسا ساتھ والون کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ لو صاحبو ذرا سنو یہ مجھسے مقابلہ کرینگے سنان نیزے پر اُٹھا کے مارون گا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہکے نیزہ اُٹھایا پیچ و تاب دیتا ہوا بڑھا چاہا سنان نیزہ پر اُٹھا لون ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا بلمان ساتھ والون کو پکار رہا ہی خبردار تم مین سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند طعنین یاد کی ہین اُسی پر اسکو گھمنڈ ہی مین سب وصلے اسکے نکالے دیتا ہون اس طرح نیزے پر اُٹھا کے مارون کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائین بہزاد زمیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہی کہ اے بلمان جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اِس سے ایک دلی محبت ہو گئی ہی بلمان کہتا ہی اے بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہی ورنہ ابتک مار لیتا زندہ نہ چھوڑتا مگر یہ نہین مانتا لڑے ہی جاتا ہی ایرج نوجوان جواب دیتے ہین اے بلمان اب حال کھل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع ہوئی ہی اور فنون سپاہ گری مین امتحان لینا یہ کہکر گھوڑا بڑھا کے بلمان مردم در کا نیزم

گا نتھا تھپیڑا مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اُچھل پڑا بلمان نے کہا او جوان اسپر غرور نہ کرنا نیزہ بازی مردونکا کھیل ہی اس تیغۂ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر مارون تو تا بہ بیخ کاٹون نیزے کے نکال دینے پر ناز نہ کرنا یہ کہکے تیغۂ برقتاب کھینچی گویا اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہکے بلمان نے دو دستی تیغہ مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے دیکھا کہ آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ معلوم ہوتا ہی وار کو خالی دیا سپر پہ نہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلمان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا کہ جوان دھوکھا کھاتا ہی تلوار کی ردوقدح مین شاید مین زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑیگا توڑ مروڑ کے رکھدونگا کیا تیرا زور چلیگا ایرج نے کہا اتو گینڈے سے اُتر لے مین کشتی کا مشتاق ہون بلمان نے گریبان چھوڑا خوشی خوشی گینڈے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب قزاق جم کر کھڑے ہوے بہزاد زمیندار کے ملازم بھی آگے سب تیر گٹھے لگائے ہوے لیس ہین تماشا دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلمان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بلمان کا وار رکتا نہین اس جوان نے بڑے بڑے کام کیے کیسے کیسے پہلوان مارے جب تو بادشاہ خاموش ہی جو طلب کرتا ہی وہ بھیج دیتا ہی یارو ہزار قزاقون کی تنخواہ بادشاہ کے ذمّے ہی اب دیکھین کشتی مین کیا گذرتی ہی بلمان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون ایرج نوجوان نے کلائی تھام کر دستی ساتھ زبردستی کے کھینچی سامنے کے داؤن ہونے لگے بلمان اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی جہان پکڑ لاتا ہی ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہین اور جب ایرج اُسکو پکڑ لاتے ہین تو بلمان بمشکل نکلتا ہی جو لوگ اس فن کے ماہر ہین وہ کہہ رہے ہین یارو اب ہمنے اس جوان کو پہچانا یہ نبیرۂ صاحبقران زمردشاہ باختری کا نواسہ ہی بڑے بڑے پہلوان زبردست اسنے زیر کیے ہین میعاد صبا و رشک دراد گردن وغیرہ اسکے سردار ہین ہمکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بلمان کو زیر کریگا اتنی ہی دیر مین دیکھو کہ کیا حال ہو گیا ہی رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہی کھڑا ہوا کانپ رہا ہی اور اُس جوان کے چہرے پر بحالی ہی کس خوشی اور بشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہی یاس کا چہرے پر نام نہین جب بلمان

کوئی پیچ باندھتا ہی تو بارہ ہزار قزاق تعریف کرتے ہین کہتے ہین ای پہلوان دوران وگرشاسپ جہان کیا پیچ باندھا ہی کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج بہ آسانی نکل جاتے ہین قزاق خاموش کھڑے ہین صبح سے جنگ شروع ہوئی ہی اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہی بلمان نے کہا ای شیر بیشہ جرأت وہمت دن بھر ہمکو تمکو لڑتے ہوئے گذرا سب لوگ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین ایک زور آخر کرتا ہون اگر غالب آیا تو عنایت خداوند ہفت پیکر ہی اور اگر کچھ ہوا تو پھر آپکو اختیار ہی ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اُٹھ نہ رہے کوئی وصلہ باقی نہ رہے بلمان نے دونون مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے مین سر اڑا کے ریل کرلے دوڑا سات قدم ایرج ہٹکر آئے بلمان نے ہکہ مارا ایرج نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا بلمان نے کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت بھی نہوئی بلمان کا چہرہ سرخ ہوگیا قریب تھا انگلیون سے خون ٹپکنے لگے تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج نوجوان تڑپ کر اُٹھے جیسے شیر اپنے مقام سے اٹھتا ہی دونون مونڈھے بلمان کے پکڑے سینے مین سر اڑایا ریل کے لے دوڑے بلمان ہر دم در چاہتا ہی کہ داہنے ہاتھ پر رکون تو بائین بازو کا ہکہ پڑتا ہی طبقہ زمین کا پاؤن کے نیچے سے نکلا جاتا ہی وہ بڑا وقت ہی کہ زمین پیرون کے نیچے سے سرکی جاتی ہی سترہ اٹھارہ قدم ریل کر لائے بلمان اپنی زندگی سے بیزار ہی اٹھارہ دین قدم پر لاکے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے بلمان کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کرون ایرج نے ہاتھون کو ستون کیا لنگر نہ جمنے پایا کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور مین لنگر کو جنبش ہوگئی بلمان سے زمین چھڑائی دوسرے زور مین تا بہ گھٹنہ اور تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنہ پاؤن آگے بڑھایا بایان قدم پیچھے ہٹایا ارادہ کیا چرخ دیکر زمین پر دے مارون اس زور وجرأت پر اُس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہوگیا بیقرار ہوکر پکار اُٹھا ای شہریار جسکو سر سے بلند کرتے ہین اُسکو زمین مذلت پر نہین ڈالتے مین دل سے اطاعت کرتا ہون ماشاء اللہ کیا زور وجرأت ہی میری کیا حقیقت ہی مین سُن چکا کہ بڑے بڑے پہلوان آپ کے مطیع ہین ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اُسکو اُتارا بلمان قدمون پر

گر پڑا ایرج نے کلمہ طیبہ تبلایا بلمان مردم در کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا فوج سے پکار کر آواز دی یارو مین نے اس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کرنا منظور ہو میرا ساتھ دے ورنہ مجھکو ترک کرے سب قزاقون نے پکار کر آواز دی ہم دل و جان سے اطاعت قبول کرتے ہین مدت سے انکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اسسے کوئی جرأت مین غالب نہین ہو سکتا جس کسی نے انتہائی جرأت کا خیال کیا انکے ہاتھ سے زیر ہوا بہزاد زمیندار قدمون کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا اے شہریار بندگان خدا کے بہت سے خون ہوئے کیسا ہی تاجر ادھر سے نکلا اگر فوجین بھی اسکے ساتھ ہوئین تو اسنے لوٹ لیا کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوئے ادھر سے نہین بچا آپ نے آج مسافرون پر بڑا احسان کیا قریے مین لاکے بلمان کو اُتارا بلمان بجان و دل مصروف خدمتگزاری ہو مگر ایرج فرماتے ہین کہ جلد یہان سے کوچ کرو اب یہان رہنے کی کیا ضرورت ہے بلمان نے کہا مین قدوم میمنت لزوم مین حاضر رہونگا چاہتا ہون کہ ساتھ نہ چھوڑون ہمیشہ حاضر خدمت رہون بلمان مردم در نے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج نوجوان نماز صبح سے فارغ ہو کر جو نکلے دیکھا جملہ قزاق صف جمائے ہوئے کھڑے ہین فقط سوار ہونے کی دیر ہے کہ صحرا سے گرد اُٹھی سب دیکھنے لگے بلمان نے دیکھا دل مین سمجھ گیا کہ ہمیان فیل بھائی اسکا ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہے بلمان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہے اُسکو بھی لاکر قدمون پہ گراتا ہون یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا سامنے ہمیان فیل سوار کے آیا پوچھا بھائی صاحب اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو ہمیان نے کہا تیری نامردی سنکر آیا ہون تجھ ایسا قزاق زور و طاقت مین طاق شہرۂ آفاق فن جنگ مین مشاق اور یکایک یون دل چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلمان نے کہا بھائی مجھکو فنون سپاہ گری مین زیر کیا تب مین نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملتے ہین تیرا بھی اگر دل چاہے امتحان کر لے وہ برابر تجھکو زیر کرینگے ہمیان نے کہا مین چلکر ذرا اُسکی صورت تو دیکھون کہ کیسے ہاتھ پانون ہین کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہے بلمان نے کہا بھائی ظاہر مین تو چھوٹے سے قد کا آدمی ہے مگر زور کوٹ کوٹ کے رگ و ریشہ مین بھرا ہے بلمان ساتھ لیکر

پیمان فیل سوار کو خدمت بابرکت مین شاہزادۂ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا بڑا بھائی ہو یہ بھی آپکی اطاعت کرنا چاہتا ہو پیمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھکر جل گیا دلمین کہتا ہو کہ یہ تو اس قابل ہو کہ صحبت مین ہم بیٹھین ساقی بچون مین اسکو شریک کرین نہ کہ ہم اسکے مطیع ہون مگر ظاہر مین کہا ای شہریار کل مین آپ سے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت میری قبول فرمایئے ایرج نوجوان نے قبول کیا پیمان نے اُسی وقت لشکر اُتارا بارگاہ استاد کرائی بلمان اور ایرج کو لیکر بارگاہ مین پہونچا ظاہر مین تو مصروف خدمتگذاری ہو باطن مین اسکو بڑا رشک ہو جلسہ جمایا ساقی بچون کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر ہوکے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

بیمروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا
خود غرض نا آشنا ہو آشنا کیونکر ہوا

خواجۂ قنبر کے گھر کا جو کہلایا فقیر
بادشاہِ ہفت کشور ہو گدا کیونکر ہوا

کسنے دی معجز نمائی کسنے دی پیغمبری
یہ عصا موسیٰ تمہارا اژدہا کیونکر ہوا

وادیِ اُلفت مین اب آوارہ پھرتا ہو خضر
خضر خود گمراہ ہو وہ رہنما کیونکر ہوا

توبہ کر تو برہمن سجدے یہ کرتا ہو کسے
بُت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا

دعوٰی رندون کی اب کرنے لگا پیر مغان
تھا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا

شاید اُس نازک فگن نے تیر مارا سینہ دوز
ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

مطلقاً آثارِ اُلفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے
عقل حیران ہو یہ درد لا دوا کیونکر ہوا

گر نہین خون شہیدان ہو گیا رنگین شراب
یہ چھپا او شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا

سنتے ہین حیدر کے خادم ہو وہ بت اللہ کا
زُنّار تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

عین گرمی صحبت مین پیمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھرا سامنے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہو اُمیدوار ہون نوش فرمایئے ایرج نوجوان نے محجوب ہوکر جام لے لیا اور بے اندیشۂ انجام پی گئے دوسرا جام پیمان نے بلمان کو دیا بلمان بھی پی گیا ساقی بچون کو اشارہ کیا ساقی بچے سب کو پلانے لگے تھوڑے عرصے مین سبکو شراب پلائی آخر ایرج بیٹھے ہوے اپنے نشے کے جوش مین اُٹھے اُٹھتے ہی گرے بلمان برابر بیٹھا تھا

وہ بھی گرا ان دونون جوانون کا گرنا ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقون کو گھیر لو فوج والون نے قزاقون کو گھیر لیا اُن بیچارون نے مجبور و ناچار ہو کر اطاعت کی ان دونون کو مسلسل کیا ارابے پر سوار کیا اب یہ دونون جوان ہوشیار ہوے ایرج نے کہا او نامرد تو نے کیا حرکت کی بہمان نے جواب دیا تم ایسون کے واسطے یہی تدبیر مناسب تھی اب تمکو خدمت خداوند مین لیجلونگا اُسی وقت بہمان نے کوچ کر دیا قضاے کار شاپور شیر دل جو تلاش مین اپنے آقا کی نکلا تھا پھرتا پھراتا جو اس طرف گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے کیا دیکھا اسنے کہ ایک لشکر گران اُترا ہوا ہے اور شاہزادہ ایرج نوجوان اور ایک اور جوان دیو خصال زنجیر مین دونون کو جکڑے ہوے چند سپاہی لیے جاتے ہین شاپور شیر دل بیقرار ہو گیا حیران تھا یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر مین آیا احوال دریافت کیا مگر دل مین کہتا ہے آج ہی رات کو آقا کو چھڑاؤنگا افسوس اس مصیبت مین شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے قید خانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوے اسی کی حفاظت کر رہے ہین کہ سامنے سے گذرنا دشوار ہے گرد اُسی قید خانے کے پھرا کیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ یہ جہان بیٹھکر نقب دیتا رات بھر اسی فکر مین گذر گئی دیکھا شاپور شیر دل نے قیدی زندان مغرب قید شب ربا سے رہائی پا کر بالاے آسمان آیا شاپور شیر دل بہت حیران ہوا بہمان جو صبح اُٹھا تو قید خانے کے آیا جابجا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہین زمین پتھر کی تھی نقب نہ لگی بہمان سمجھا کہ کوئی عیار میرے لشکر مین آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب نہ دے سکا پریشان ہوا نگہبانون کی زبانی بھی معلوم ہو گیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہمنے نہین آنے دیا ہوشیار رہے بہمان نے کہا کہ دس بارہ منزلین طی کرنا ہین پہرے والے کہانتک جاگینگے آخر وہ عیار اپنا کام کر جائیگا ساتھ والون سے صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لون سب نے کہا بہت بہتر ہے بیشک بقول آپکے عیار مسلمانون کے بڑے غضب کے ہین رہا کر لیجائینگے سر کاٹ کر لیچلیے بہمان نے اُسی وقت میدان خونی کی تیاری کی جلاد خنجر برہنہ لیکر حاضر ہوے اور شلنگین لگانے لگے ایرج و بلمان کو زیر تیغ لا کے بٹھایا جلاد نے کولے کا خط گردن پر ایرج کی دیا

شاپور شیر دل ایک دوکان مین پڑا ہوا سو رہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کریگا مین بھی اُٹھایا جاؤنگا مگر ہلڑ سُنکے اُٹھا مجمع مین آکے دیکھا سب سامان قتل مہیا ہی حیران تھا کہ ای شاپور اب کیا کرون یہان ہیمان نے جلاد کو حکم دیا شاپور نے گوپھن کے پتھر سے کئی جلاد مارے چاہتا ہی جست کر کے قریب پہونچون فوجون کے اسقدر جماؤ ہین کہ پیک خیال کا گذر دشوار ہی حیران و پریشان ہی گوپھن لیے کھڑا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کارساز و بے نیاز میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے نظم

گردۂ بر ہر کہ ای خالق کرم
او ندارد در زمانہ رنج و غم
چارہ ساز درد بیماران توئی
در سقیم الحال در رنج و الم
تو خبر گیر جہانی روز و شب
ہمدم و دمساز عالم دم بدم
ہر زبان در شرح اوصاف تولال
قاصر از تحریر وصفت ہر قلم
جلوہ گر در بتکدہ انوار تست
آشکارا صورتت اندر حرم
ای کرم گستر بنام نامیت
ختم شد بخشش سخاوت گشت تم

ایرج نوجوان بھی زندگی سے مایوس ہین بہزاد زمیندار کے کلیجے پر چھری چل رہی ہے کہ اسنے بخوف جان اطاعت قبول کی ہی فوجون مین گھرا کھڑا ہی سوچتا ہی کہ ذرا مین نے سرکشی کی تو مجھپر بھی اہل فوج ٹوٹ پڑینگے دل سے دعائین مانگ رہا ہی آخر ہیمان نے آواز دی کہ یارو دو گنہگارون کا قتل کرنا بھی دشوار ہی آخر یہ پتھر کہان سے آتے ہین کہ ایک سپاہی نے شاپور شیر دل کو دیکھ لیا پکار کر اُسنے آواز دی کہ ای پہلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے لوگ طرف شاپور کے دوڑے شاپور نے تیغہ کھینچا کسی کو خنجر کسی پر جاب مار دیا کبھی حقۂ آتشبازی داغا مگر یہ ایک طرف کو رُخ کیے ہوے بھاگا چلا جاتا ہی قضائے کار صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے نورالدہر بن بدیع الزمان اسپ پریوش پر سوار چلے آتے ہین ہلڑ جو سنتا سر اُٹھاکے بہ نگاہ غور دیکھا ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہوگئے وہین سے نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بیژ دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد

نعرۂ نورالدہر بن بدیع الزمان

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی   کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبتش   عدو در رزم گاہش صد ہزاران الاماں خواندہ

نعرہ کرکے آواز دی ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا شاپور شیر دل نے جو اتنی مہلت پائی کہ شاہزادہ نور الدہر کافرون پر آپڑے تلوار چلنے لگی شاپور نے قریب جاکے ایرج کی ہتھکڑی کاٹی ایرج نے بیڑیان توڑین گلے کے طوق کو جڑ توڑ ڈالا بلمان کی قید کاٹی بہزاد نے بلوہ کردیا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے طرف بیمان بے ایمان کے چلے ایرج نوجوان نے بیتاب ہوکے آواز دی او کشتی گیرزادے خبردار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر پر ہاتھ نہ اٹھانا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے ایک جانب کو چلے گئے سوچے کہ اگر گھر جاؤنگا تو اس بدزبان سے فساد ہوگا لہذا نکل چلو شبرنگ عیار بھی ہمراہ ہی جب ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے چپکے نکلے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوئے قریب بلمان کے بھائی بیمان فیل سوار کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکاری کا انجام دیکھا جسنے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہمکو اپنی جرأت دکھا بلمان مثل دیو کے جھومتا ہوا قریب بیمان کے آیا اگر کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینڈے اٹھالیا زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن چور چور ہوئے چاہتا ہو کہ بیمان کی کشتی مچیسے ہو ایرج نوجوان کو پیچھے ہٹا کے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا بھائیون بھائیون مین تلوار چلنے لگی دو چار ضربین رد ہوئی تھین کہ بیمان نے بیمان شکنی کی کہا او بلمان دیکھ پشت پر کون آگیا بلمان پلٹا بیمان نے ہاتھ تلوار کا ماردیا سر بلمان کا زخمی ہوا جاتا کہ سر کاٹ لون بلمان نے آواز دی ای آقائے نامدار و شہنشاہ والاتبار غلام نثار ہوتا ہی ایرج نے جو بلمان کو اس حال مین دیکھا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب بیمان کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکر کا بہت پابند ہی اس شیر دلیر کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے تو آ بیمان فیل سوار ایرج نوجوان پر آپڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وار خالی دیے تیغے کو اپنے چمکایا خبردار کہکے ہاتھ ماردیا تیغہ دو دمہ سکندری دست زبردست ایرج نوجوان سے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹکے جگر بھی

تلوار نے کام تمام اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کئی سو پہلوان نامی و زبردست اُسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب سے لپٹا ہوا پشتیبانی کر رہا ہی جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا کبھی حقۂ آتش بازی داغا دس پانچ کے منھ پر پھینکا جب پیمان مارا گیا فوج والے بدحواس ہوے کچھ بھاگ گئے بعضون نے جو نہ بھاگے تھے چادرین ہلا دین آخر کار بلمان نے سب کو لا کے حاضر خدمت کیا اور عرض کی کہ ای شہریار یہ سب اطاعت کرینگے ہفت پیکر پر سب نے لعنت کی اب ایرج نوجوان نے سبکو کلمہ پڑھایا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی کل پہلوانون کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار جو کیا ستر ہزار جوان ساتھ ہین دوسرے دن لشکر کو تیار کیا طرف مبہوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہی مبہوت تیغ زن اپنے قلعے مین ملکہ کی الگ عجیب حالت ہی باغ مین ہمراہ صباے سُبک رو کے یاد مین شاہزادے کی رویا کرتی ہین جب انکا عیار عرض کرتا ہو کہ ای ملکۂ عالم صبر کیجیے انشاء اللہ شہریار صحیح و سالم آ کے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بیقرار ہو کے فرماتی ہین ای صباے سبک رو مین کیا صبر کرون کیونکہ جبر کرون میری تو یہ کیفیت ہی نظم

سکت کہان جو کرے تیرا ناتوان فریاد
اُسے تو آہ کا یارا نہین کہان فریاد
یہ ہی یقین کہ جائیگی رائگان فریاد
مگر کرین گے کبھی بہر امتحان فریاد
گئین جو حسرت دیدار لے کے دنیا سے
کرینگی حشر کو آنکھون کی پتلیان فریاد
فراق یار مین جو ہو سکا وہ کر دیکھا
نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد
چھٹیگا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی
کرین گے شکل مزامیر استخوان فریاد
تمہارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ
جو پیر کرتے ہین آہین تو نوجوان فریاد
ترے فراق مین اوبت کراہنے کے سوا
قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد
اثر ہو باد بہاری کا آہ مین میری
وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد
گئین وہ عشق کے ہمراہ رنا ر تاثیرین
سنیگا کون اثر بار اب کہان فریاد

جب ملکہ بہت بیقرار ہوئین تو صباے سبک رو نے عرض کی کہ غلام برائے تلاش

شاہزادہ والا قدر جاتا ہی ملکہ نے کہا بھیّا کسکو تلاش کروگے اب ہمارے اُنکے عدم مین ملاقات ہوگی سر دربار مبہوت تیغ زن کہتا ہی کہ مین نے اُنکو مار ڈالا صباے سبک رو نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہی یہ وہ شیر ہین کہ لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین مبہوت کے ہاتھ سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صدہا پہلوان اُنھون نے مار ڈالے ہونگے یہ کہکے رات کو صباے سبک رو نکلا اِدھر سے تو یہ جاتا ہی اور اُدھر سے نسیم سبک رو آتا تھا ہرچند کہ صبا صورت بدلے ہوے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکار کے آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرایا مگر اُسوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آکے پہونچا کہا کیون تہتر صاحب خیر تو ہی نسیم نے جو نگاہ ملائی تو بخوبی تمام پہچانا کہا ای صبا چل تجکو شاہ نے بلایا ہی اگر صاف صاف بتاویگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانے ہوے ہین مین ایک غریب مسافر ہون تلاش معاش مین نکلا ہون اس زمانے مین تنگی ہی اہل وعیال ترا بتر ہین کہین سے تلاش کر کے لاؤن بال بچون کو کھلاؤن نسیم نے کہا ارے تو میرے سامنے باتین بناتا ہی مجسے چھپاتا ہی اب یہان سے فوجین گئی ہین اُس جوان کو گرفتار کر کے لائینگی سب حال کھل جائیگا تو کیون چھپاتا ہی صاف صاف ظاہر کردے صبا انکار کر رہا ہی آخر باپ بیٹون مین پیچ چلنے لگا مگر نسیم جہان دیدہ کار آزمودہ اور صبا نوجوان ایک جگہ پر نسیم نے کہا ارے اسکی مشکین تو باندھ لو صبا کے شباب رو نے یہ سُنکر منھ پھیرا نسیم نے حلقہ ہاے کمند اسکی گردن مین مارے صباے شباب رو زمین پر گرا باپ نے بیٹے کو حباب مارا صبا بیہوش ہوا صحرا مین لا کے اسنے اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیون ای بچیا اب بھی صاف صاف بتادے کہ تو گنہگار شاہی کا کیون دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تو نے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کردیگا تو تیری مین جان بخشی کرودنگا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صباے سبک رو اب پریشان ہوا کہ باپ کو کیا جواب دون اگر اصل امر کہتا ہون تو راز کھلا جاتا ہی نہین معلوم کہ اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ ای باباجان مجھے اُسکی جوانی پر رحم آیا عیاری کر کے رہا کردیا نسیم سبک رو تو خود عیار ہی مکار طرار فرار ہی قہقہہ

مار کے ہنسا کہا اے فرزند یہ بات تیری لائق اعتبار کے نہین یہ امر تیرے حوصلے نے کیونکر گوارا کیا یہ کسی جلیل کا کام ہے صاف صاف بیان کر صبائے سُبک رو نے کہا باباجان آپکے سامنے میری کیا مجال ہے کہ مین خلاف عرض کرون نسیم نے ہوا کو بار رہا ہے جب صبائے سبک رو نے قبولا تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا بلک گیا کہا اے باپ اگر قتل ہی کرنا منظور ہے تو خنجر مار دے سر جدا ہوجائے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون جاری ہوگیا اب تو یہ کیفیت ہے کہ صبائے سُبک رو تڑپ رہا ہے اور نسیم کوڑے مار مار کر پوچھتا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبائے سُبک رو نے دیکھا پشت پر فوج ظفر موج آ گئے آگے سب کے ایک مرکب باد رفتار رفرف کردار پر نقد روح قاسم ذیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوئے چلے آتے ہین بلمان مردم در قزاق پہلو مین مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے سے پر سوار شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب پر ہاتھ رکھے ہوئے صبائے سُبک رو نے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہوکر آواز دی شاپور نے جو صبا کو پہچانا نیمچہ کھینچکر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لون ایرج نے دیکھا کہ یہ جب تک پہونچیگا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا آواز دی او جلاد صاحب بیداد اگر ایک موے جسم بھی صبا کا کم ہوا تو یہ تیر وہ ہے کہ اندھیری شب مین چشم مور پر پڑے نسیم شاپور شیر دل کو تو خیال مین نہ لایا مگر کڑکنے سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوگیا دل مین کہ رہا ہے کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو بچاؤن پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جائیگا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین باندھکر لیجاؤنگا ایرج نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہے وہین سے البا ایک تیر تاک کے مارا کہ تنہ نخل کو توڑ کر شانۂ نسیم نشانہ کیا اب اتنے عرصے مین شاپور بھی قریب پہونچا اور للکارا کہ او بھیا میرے سامنے تو ہو اور جھپٹکر ایک نیمچہ جو مارا تو کمند کٹ گئی اور صبائے سبک رو رہا ہوا شاپور شیر دل و نسیم سبک رو سے نیمچہ چلنے لگا شاپور نے کمر تاکر ہاتھ پر نیمچہ مارا نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹا ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی مع لشکر ظفر اثر کے آکے پہونچے صبا سے سب حال دریافت کیا اُسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

لے

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہے جس روز سے آپ نکل گئے یہ بھیجا میری تلاش مین تھا آج مین آپکی تلاش مین نکلا اس بھیجا نے مجکو پایا مین نے اسکے ہاتھ سے یہ صدمے اُٹھائے مگر مالک کا نام نہین لیا اب مجھے رخصت کیجیے مین اپنے کو خدمت مین ملکہ کی پہونچاؤن ایرج نے کہا ہماری جانب سے کہنا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہم لشکرکشی کرکے آئے ہین باپ سے تمھارے مقابلہ کرکے تمکو لین گے مگر اب تمھاری یاد مین ہماری یہ کیفیت ہے نظم

قفس سے کم نہین ہے روح کو تن ہجر جانان مین
یہ یوسف دیکھیے کب تک رہے محبوس زندان مین
گدائے حسن کو نقد اک بوسہ چھپا کر دو
سخی کو اجر ہوتا ہے زیادہ خیر پنہان مین
ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
جلے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین
وہی دکھلائیگا مجکو بھی صورت میرے یوسف کی
دو بار اسنے بخشا نور چشم پیر کنعان مین
یہ ظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہے مجکو
رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبان مین
گنا جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانون مین
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہے اُسکے خوان الوان مین
سناتی ہے صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس مین قید ہے بلبل مین دیوانہ ہون زندان مین
تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین
برہنہ دیکھکر عاشق مین جان تازہ آتی ہے
سراپا روح کا عالم ہے تیرے جسم عریان مین
کبھی خوف خزان ہے اور کبھی صیاد کا کھٹکا
بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین
مین سمجھا شہسوار آتا ہے میرا ترکتازی کو
بگولا جب کبھی اُڑتا نظر آیا بیابان مین
مہیا کو بگو سامان ہے اب میری وحشت کا
نظر آتا ہے جو لڑکا بھرے ہے سنگ دامان مین
گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتون کے مدفن پہ
صدائے حبذا قاتل سُنی گنج شہیدان مین
تو قادر ہے تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہے
زمرد کے اگر تختے ہون پیدا شاخ مرجان مین
نہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہے تو ناجی ہے
سفینہ آل احمدؐ کا نہین آئیگا طوفان مین
مجھے گو بے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پہ
رہا ہر ایک ہمراہی مرے مرنے کے سامان مین
ستم کرتے ہین اہل ظلم اورون کی حمایت پہ
پرون سے تیر کے ہے طاقت پرواز پیکان مین
طبیعت سے نہ جائے رند جو ہے جوہر ذاتی
مثال شیر خلقی ہے حرارت مرد میدان مین

صباے مُشک رو نے عرض کی ای شہریار مین نے آپکو ملکہ سے زیادہ بیقرار پایا اور یہی حال ملکۂ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجیے ہر چند کہ شاپور نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے نہ مانا شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیف عورت کی شکل بنکر تیار ہوا ایرج و شاپور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا مگر حال نسیم کا عرض کرتا ہون کہ کٹا ہوا ہاتھ لیکر سامنے مہبوت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنہگار لشکر لیکر آیا ہی ساٹھ ستر ہزار کا مجمع ساتھ ہی بلبان مردم در ایسے پہلوان کو زیر کر کے لایا ہی عیار بھی اُسکا اُسکے ہمراہ ہی مہبوت نے کہا قضا اُسکی دامنگیر ہی یہی اُسکے قتل کی تدبیر ہی کل مین قلعہ سے لشکر لیکر نکلونگا مشکین باندھ کر لاؤنگا دار پر لٹکا کر اُسکو تیر باران کرونگا نسیم خاموش ہو رہا رات کو خبر کے واسطے نکلا ایک کوچے مین کھڑا تھا دیکھا اسنے تین شخص آتے ہین ایرج ہتھیار لگائے ہوئے آگے آگے پشت پر دونون عیار اسنے ایرج کو پہچانا مگر حیران ہی کہ یہ ضعیفہ کون ساتھ ہی معلوم یہ ہوتا ہی کہ شہر مین جو کوئی اسکا مددگار ہی اُسکی ملاقات کو جاتے ہین دل مین یہ سوچ کر اسنے پیچھا کیا یہان ملکہ ماہ پیکر انتظار مین اپنے عیار کے پٹ پر اپنے دروازے کے ہاتھ رکھے ہوئے زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری وہ عیار آپکا خبر معقول لیکر آئیگا خالی نہ پلٹے گا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہین ایک ضعیفہ آگے بڑھی اُسنے پکار کے آواز دی واری مبارک مین شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ قریب قلعے کے پہونچ گیا مجھے حضور نے نہین پہچانا مین ہون صباے مُشک رو ملکۂ عالم تمام ایرج نوجوان کا سنکر باغ سے نکل آئین دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای شہریار یہ ایک مہینہ ہم پر کس مصیبت مین کٹا شبہاے تاریک ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا مگر جان بڑی سخت ہی ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ اگر مہبوت قلعہ بند ہوگا تو سواری قلعہ لونگا اور اگر مقابلے مین آیا مشکین باندھکر تمھارے سامنے لاؤنگا سب حال تم پر کھل جائیگا خواصون نے بھی آکے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے باغ مین آئے نسیم نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہوگیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو پہلوے ایرج مین پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاپور کو دیکھکر نسیم باغ کی دیوار سے

اُترا خیال مین آیا کہ جاکر بادشاہ سے خبر کرون قلعہ کا بھی پھاٹک بند کرلین گھیر کر اِس جوان کے ٹکڑے کرین دونون کے دونون کیا کھُلے ملے ہوے بیٹھے ہین یہ سوچ کر نسیم بھاگا دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہا بادشاہ کو جگا دو کہ نسیم شبک رو دروازے پر حاضر ہے محلدار نے جاکر بادشاہ کو جگایا مبہوت تیغ زن آنکھین ملتا ہوا باہر آیا پوچھا اے نسیم کیا ہے کہا اے شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہون صبا سے شبک رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر گنہگار شاہی اور اُسکے عیار کو ہمراہ لیے ہوے آپکی صاحبزادی کے باغ مین آیا ہوا ہے ہرچند کہ مین نے ایک وقت مین اپنے لڑکے کو گرفتار کرکے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُسنے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اب تو چھوٹے ہوے پہلوے گنہگار مین دونون بیٹھے ہین آپس مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین فرحکات و شکایت غم کھُلے ہوے ہین اگر میدان مین حضور سے اور اُس گنہگار سے مقابلہ پڑتا تو وہ غالب آتا پہلمان مردم در ایسے قزاق کو وہ زیر کرکے لایا ہے خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کھینچکے آپکے قبضے مین اُسکو کردیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چہار جانب سے گھیر کر مار لیجیے قلعے کا پھاٹک بھی بند کرلیجیے کہ فوج والون کو بھی اُسکے خبر نہ ہونے پائے یہ سُنکر مبہوت تیغ زن نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار کرو چلکر ملکۂ عالم کے باغ کو گھیر لو اے نسیم شباب رو حقیقت مین وہ جوان بڑا بہادر ہے مین نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو مین اُسپر غالب نہ آتا تھوڑے عرصے مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہوگئی مبہوت نے حکم دیا کہ خزانے پر بھی پہرے نہ رہین وہ بھی تیار ہوکر آئین سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم شبک رو کو یہ بڑی فکر ہے کہ مین شاپور شیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کرون اُسنے میرا ہاتھ قلم کیا ہے مین اُسکا جب تک تن سے سر نہ جدا کرونگا اُسوقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہان ایرج نوجوان بعد شوکت و عظم و شان پہلوے ملکہ مین بیٹھے ہوے ہین باتین مزے مزے کی آپس مین ہو رہی ہین دفعۃً بیٹھے بیٹھے صباے سبک رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اس وقت دل گھبراتا ہے اے آقاے نامدار آپنے بُرا کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیرون قلعہ ہے پہلمان مردم در کو خبر نہین ہے اب

پہر دو پہر یہان ضرور بیٹھے گا ملکہ کو آپ کی جدائی گوارا نہین ہوگی اگر مناسب سمجھیے تو مین آپکے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کردون کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم سُبک رو خبر کردے اور وہ رات کے وقت ارادہ شبخون کا کردے تو پھر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا اے صبائے سُبک رو مبہوت تیغ زن کو نہایت ہی دعوائے جرأت ہے وہ شبخون کا ہرگز ارادہ نہ کریگا مجکو بہت کمزور سمجھے ہوے ہو مگر تم بچتے ہوے جانا ایسا نہو کہ نسیم تمکو دیکھ لے باپ ہوکر تمھارا دشمن ہو رہا ہے شاپور شیر دل نے کہا آپ بجا ارشاد فرماتے ہین صبائے سُبک رو ایرج نوجوان سے یہ باتین کر کے بشکل اصلی باغ سے نکلا آدھ کوس رستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بادشاہ گھوڑے پر سوار نسیم سبک رو آگے پشت پر فوج ہے لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہین صبا یہ دیکھ کے پیچھے ہٹا سوچا کہ مجھے جو خیال تھا آخر وہی ہوا مبہوت تیغ زن کو خبر ہو گئی مین جا کے بلمان مردم در کو خبر کردون کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہو کہ شاہزادہ میرا گھر جاے عنایت خدا سے وہ صف شکن تیغ زن قوی تن قوی من ہین اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد ہو جائینگے یہ دل سے باتین کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا پھاٹک پر قلعے کے آکے دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صبائے سبک رو دوسری طرف آیا ایک مہری کی سلاخین سوہن سے کاٹین اُسمین سے نکل کے بھاگا یہان بلمان مردم در لشکر کا طلایہ دے رہا ہے ساتھیون سے کہتا ہے یارو غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے مین گئے ہین ایسا نہو راہ مین روکے جائین اور خدانخواستہ دشمنون مین گھر جائین مین تو عاشق جمال عدیم المثال ہون جبسے آقا نے مجکو نوکر کیا مین یہی چاہتا ہون کہ لمحہ بھر اُنکے سامنے سے نہ ہٹون جمال اُس شاہزادے کا دیکھا کرون میرا دل اندر سے گھبرا رہا ہے ہر چند کہ آقاے نامدار ایسے نہین ہین کہ ہزار دو ہزار سے منھ پھیرین شیر کے مانند گلۂ گوسپند ان مین آ پڑتے ہین ماشاء اللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبہ مین لڑتے ہین افسرون کو گھیر کر مار لیتے ہین مین نے اُنکی لڑائی کا طریقہ سب پہلوانون سے الگ دیکھا ہے ہمکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ مین ہم بالکل دخل نہین رکھتے ساتھ والے کہہ رہے ہین کہ یہ نبیرہ صاحبقران اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہین اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب سے

الگ ہو سب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب قیافت طرز جنگ مین وحید عصر یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ بلمان نے دیکھا صباے سبک رو بدحواس دوڑا ہوا چلا آتا ہے پکار کر آواز دی ای سپہ سالار آقاے نامدار باغ مین ملکہ کے ہین مبہوت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آکے گھیر لیا میرے سامنے جنگ شروع ہوئی پھاٹک قلعے کا بند ہو گیا تھا اب تم کیونکر شریک جنگ ہو گے بلمان مردم در یہ سنکر گھبرا گیا کہا ای صبا مین اپنی جان دونگا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا مین نے بر وقت جانے کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہاے افسوس میرا کہنا اُنھون نے نہ مانا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا بارہ ہزار قزاق اسکے طلاے پر ساتھ موجود تھے اُنھین کو ہمراہ لیکر چلا صباے شبک رو نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجیے وہان فوج زیادہ ہے بلمان نے کہا عرصہ ہو گا یہ بارہ ہزار قزاق جنگ آزمودہ ہین قلعہ پر جا پڑینگے صبا نے لشکر مین آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ مین گھر گئے کل فوج والون کو شاہزادے کے نام سے عشق ہو جو ہین نام اپنے آقا کا سُنا فوراً آنکھین اپنی ملتے ہوے اُٹھے سوارون نے گھوڑون پر کاٹھیان ڈالین پیدلون نے سپر و شمشیر ہی صرف ہاتھ مین لے لی اور روانہ ہوے یہان قلعے کے پھاٹک پر گولہ انداز توپون کو درست کر رہے ہین بتیان برابر لگی ہوئی ہین ایک جانب تیل کے کڑھاؤ اُنمین تیل بھرا ہوا نیچے اُنکے آگ روشن ہے کہ دیدبان نے دیکھکر آواز دی یارو بلمان مردم در فوج کو لیے ہوے آتا ہے گولہ اندازون نے یہ سُنکر توپون کو جھکا کے کان مین ایک دوسرے کے نہین معلوم کیا بڑھ بڑھ کے کہا کہ بس دفعۃً توپین کوکین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین بلمان مردم در نے جو دور سے دیکھا کہ گولہ پڑنے لگا گینڈا پھیر کر قزاقون کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے اُنھون نے پیدلون کو اشارہ کیا کہ تم لوگ تو ہٹجاو جب ہم قلعے مین داخل ہو جائین تو تم آنا گھوڑون کو کوڑے مار کر داہنے بائین سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا توپین روکین کہ پہلوون سے گرد اُڑی دیکھا بلمان گرز ہلاتا ہوا قزاقون کے گھوڑے اُڑتے ہوے اسقدر جلد آکے پہونچے کہ گولہ انداز فیر نہ کر سکے بلمان مردم در برابر پھاٹک کے پہونچا گینڈا اُڑا کر خندق کے پار آیا قزاقون نے گھوڑے خندق مین ڈالدیے گھوڑے اس پار آئے اور پھاٹک

توڑکر اندر گھسے در قلعہ پر تلوار چلنے لگی بلمان مثل فیل مست کے جھومتا ہوا جس طرف گیا پرے کے پرے پامال کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے مار کر اہل قلعہ کو بلمان چلا باقی ماندہ بیدل جو پیچھے رہگئے تھے وہ بھی آپڑے قلعے مین گھس آئے وہان ایرج نوجوان کو کنیزون نے خبر کر دی کہ حضور باغ چار جانب سے گھر گیا مہبوت تیغ زن چاہتا ہو اندر گھس آئے ایرج تلوار ٹیککر اُٹھے ملکہ بھی سوار ہوئین چار سو کنیزین پشت پر مہبوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا حکم دے رہا ہو کہ دروازہ کھودکر گرا دو بیلدارون نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب خجستہ افروز جہانداری باغ سے طالع ہوا نعرہ کیا کہ او مہبوت یہ کیا نامردی ہو کہ عورتون پر تو نے لشکر کشی کی ہو یہ کہکے پہلے تو بیلدارون کو قتل کیا مہبوت تو بھاگ کر فوج مین آیا کہا یارو وہ گنہگار نکلا جاتا ہو سب گھیر کر مارو سب فوج بڑھی مگر شاپور شیر دل نے بڑھکر حقہ آتشبازی مارے ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہین کہ اے یار وفادار اسکی کیا ضرورت ہو مین جا کر مہبوت مردود کو مارتا ہون شاپور کب مانتا ہو ایک جست و چالاک جنگ مین بیباک ہو چند حقے آتشبازی کے مار کے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آ کے گرے شاپور پشتی بانی کر رہا ہو جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر تڑپ رہی ہو افسرون کو تاک تاک کے مار گرا د انکے مرکب کے صدمہ سے لاشہ پڑا ہو ہر لاشہ مثل مرغ بسمل کے تڑپ رہا ہو مہبوت نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ جوان اکیلا سارے لشکر کو تباہ کر رہا ہو سب مل کے اسکو گھیر لو کہ نسیم نے جھک کے خبر دی ذرا باغ کی جانب ملاحظہ فرمائیے ملکہ عالم مع کنیزان باغ سے نکل آئی ہین تیر و کمان لیے لیس کھڑی ہین پہلے انکو گرفتار کیجیے مہبوت گینڈا بڑھا کر اُس طرف چلا دس ہزار سوار جرار اسکی پشت پر ہین ملکہ نے جو دیکھا کہ یا جان تو ادھر آنے کا ارادہ رکھتے ہین کنیزون کو آواز دی کہ اسے تیر مارو یہ کہکے اپنے کاندھے سے بھی کمان اُتاری چار سو تیر جو ایکمرتبہ چلے چار سو کافر گھوڑون سے گرے تڑپ تڑپ کر تمام ہوے مہبوت نے گینڈا آگے بڑھایا دور پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ آ کے سبکو پامال کرونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین اور مجکو ترس نہ آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا او ننگ خاندان کچھ تجکو میرا خوف نہین ملکہ نے پکار کر آواز دی بس دور ہی رہیے قریب نہ آئیے ورنہ میرے ہاتھ سے

قتل ہو جیے گا مبہوت تیغ زن نے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملکہ نے تیز تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جست کی دوسرا تیر ملکہ نے مارا کہ شانہ مبہوت کا نشانہ ہوا اب تو بہت جھلایا کل فوج کو پکار کر آواز دی یارو پہلے اس گیسو بریدہ کا خاتمہ کرو سب سوار و پیدل سمٹ کر اسی طرف چلے چند نے ایرج نوجوان کو گھیرا سب نے ملکر ملکہ پر بلوہ کیا ملکہ نے دیکھا ڈیڑھ لاکھ فوج کا اسی طرف رخ ہے گھبرا گئین دل کو خدا سے رجوع کیا پکارنے لگین ای معبود دائم موجود وقت مدد ہو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے

نظم

می طپید در سوز عشقت سینۂ سوزان ما
در غم ہجر تو گرید دیدۂ گریان ما
کن نظر یارب بحال بے سر سامان ما
گوش فرما بر صدائے نالۂ و فغان ما
وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران ما
تو مددگاری بس از جملہ مددگاران ما
اشرفِ المخلوق کردی خشکل انسان ساختی
در گروہِ بندگانِ خود فزودی شان ما
خاکیان را رتبہ بخشیدی تو برا فلاکیان
از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولتِ علم و ہنر پر ساختی
بستۂ نقد زر و گوہر تو در دامان ما
شستۂ گرد دگر با آبِ دیدہ ہا غبیث دور
نامۂ اعمال ما و دفترِ عصیان ما
حمد حق دریا رسی کردیم ما ہندی رقم
دفترِ توحید ہست اندر سخن دیوان ما

ایرج نوجوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مبہوت تیغ زن نے کل فوج سے ملکہ کو گھیرا ہے بسبب تیراندازی کے جو نامرد قریب نہین پہونچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہین ایرج نے بیتاب ہو کر گھوڑا بڑھایا اور پکار کر آواز دی او نامردو تم ہمسے آکے مقابلہ کرو عورت پر کیا بلوہ کرتے ہو مبہوت نے پلٹ کے دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو اور تیر و نیزون سے مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیراندازی کرنے لگے ایرج نوجوان تلوار سے تیرون کو قلم کر رہے ہین وہ بیحیا چاہتے ہین کہ اس جوان کے گھوڑے کو مار لین اگر یہ جوان پیدل ہوا تو پھر مار لینا اسکا آسان ہوگا آخرکار سب نے ملکے اسقدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ گھوڑا شاہزادے کا زخمون مین چور چور ہو کر گرا ایرج کود کر مرکب سے الگ ہوے شمشیر زنی پیدل ہو کے کرنے لگے مبہوت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم سبک رو جو سامنے آیا اُس سے کہا

ای نسیم دیکھتا ہی کہ ایرج پیدل ہوچکا لیکن گرفتار نہین ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہین نسیم نے کہا اسوقت دوسو پیک بچے ساتھ ہین مبہوت نے آگے بڑھکر کمندین مارکے پکڑ لینے کا حکم دیا نسیم دوسو پیک بچون سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹجاؤ سوار و پیدل ایرج کو گھیرے ہوے ہین نسیم سبک رو چاہتا ہی یہ ہٹین تو مین کمندین مارکر پکڑ لون ایرج نے جو کمند اندازون کو دیکھکر پریشان ہوے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار ہوکے پکار اُٹھے ای خداوند لیل و نہار مجکو بچالے

نظم

برخطاکاران براہ لطف فرمودی عطا — بے نوایان را بفضل خویش بخشیدی نوا
دردمندان را عطا کردی تو داروی شفا — گمرہان راہ اُلفت را تو گردی رہنما
خاکساران جہان را کیمیاگر ساختی — مفلس و دریوزہ گر را صاحب زر ساختی
خلق میدارد بحکمت گردن اخلاص خم — ساختی کم را زیادہ بیش را کردی تو کم
کس نہ بیرون بُردہ از تعمیل فرمانت قدم — کس نزد ای صاحب فرمان بفرمان تو دم
ساختی شاہ و گدا میر و پیمبر ساختی — جملہ را با خاک گور آخر برابر ساختی
رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را — سبزۂ سرسبز کردی تیر نوک خار را
ساختی بیمار اُلفت نرگس بیمار را — نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را
جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی — زود باغ بلبل نالان معطر ساختی

بیقرار ہوکر جو شاہزادہ ایرج نوجوان نے دعا کی پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلمان مردم در بارہ ہزار قزاقون سے آگے گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گینڈے سے کود پڑا صبا نے سبک رو سے اشارہ کیا گھوڑا آقا کو جلد پہونچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ ابن اشقر کو لیے کھڑا ہی صبا نے اُسکو تیغہ مارا زنگی کا سر پھٹا صبا گھوڑے کو لیکر ہوا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا بلمان مردم در بھی گرد پھر پھر کر لڑ رہا ہی ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا جان آگئی پشت پہ ہاتھ رکھ کے فرمایا ای وفادار صبا رفتار تجھکو قریب مبہوت کے پہونچا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اُسکو دولتی ماردی ایک سوار مرکر گرا دوسرا

ساتھ ہوا یون ہی دوچار پامال ہوے بلمان مردم در نے بارہ ہزار قزاقون سے پرے کے پرے درہم و برہم کردیے لاشون سے میدان بھر دیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا آگے پیچھے سوار و پیدل کو ہٹاتا ہوا یہانتک کہ ایرج نوجوان قریب مبہوت تیغ زن کے پہونچے بلمان نے عرض کی اے آقاے نامدار ذرا تامل فرمائیے مین اس مغرور کی گردن پکڑکے لاتا ہون یہ کہکے گینڈا بڑھایا سامنے مبہوت کے آیا مبہوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے کلائی پکڑلی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے دم اٹھا لیا چرخ دیتا ہوا سامنے ایرج کے لایا مبہوت پکار اٹھا اے شہریار الامان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرط ایمان اُسنے عرض کی غلام مسلمان ہوتا ہی کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مبہوت تیغ زن کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا فوج والون کو آواز دی یارو مین نے شہریار کی اطاعت کی تلوارین روک لو سب افسر رومال اپنے ہاتھون مین باندھ کر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے سب کو سرفراز کیا مبہوت ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا بلمان ساتھ نہین چھوڑتا کہتا ہو اے آقا یہ ابھی مسلمان ہوا ہی آپ اسکے ساتھ بارگاہ مین جاتے ہین ایسا نہو کچھ مکر کرے غلام کو بڑا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی شاپور شیر دل قریب تھا اُسنے عرض کی اے بلمان مقام انتشار نہین ہی یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہی تیور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوتی ہی پیشانی اسکی منور ہی مبہوت نے وزرا سے صلاح کر کے ترنج خوشبوی نسبت ملکہ کا سینے پر ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوے فرمایا کہ مبہوت نے بڑی محبت کی مگر اے مبہوت ہم تمسے شرمندہ ہوے مبہوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور ایسا خویش مجکو ملا قاسم نوجوان کا سمدھی کہلاؤنگا ایرج نے کہا اے مبہوت ہمکو جلدی ہی کہ اپنے کوتا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچاؤن مبہوت نے عرض کی بائین پر اسی قلعے کے صحراے نرگستان ہی اسی جنگل کو طی کرکے قریب کوہ زنگار رنگ کے پہونچیے گا وہان سے سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہی ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر بلا تکلف یہان کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہوگا ایرج محل مین آے ملکہ سے رخصت ہوے فرمایا اے ملکۂ عالم ہم رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ملکہ بہت بیقرار ہوئین کہا ای شہریار آپکی جدائی مین کیونکر بسر ہوگی اسقدر زمانہ فراق مین راتین ہجر کی کنیز کیونکر کاٹے گی میرے دل کی عجیب کیفیت ہی نظم

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا
آنکھوں کو انتظار رہا اُس غبار کا
دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا
کیونکر وہان یار سے تشبیہ دون اُسے
غنچے کو اسکے سامنے رتبہ ہو خار کا
یہ جانتا ہون میرے گنہ بیشمار ہین
اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا
بعد وصال ہجر مین یون مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہی صدمہ خمار کا
بدمست میکدے سے یہان مین اُٹھ گیا
آنکھون نے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا
دیوانے جائین دشت کو زنجیر توڑ کر
تلوون مین یاد آئے کھٹکنا جو خار کا
اللہ ری صفا رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہو خار کا
اب اُسکے آستان سے چھٹتے مین مجھکو یار
دی رند جب محل نہ رہا اختیار کا

ایرج نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا ای ملکہ عالم پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسی قلعہ کی ہوگی تمسے عقد کر لینگے تب لشکر مین جائینگے ہمارے بعد اپنے کو ہلاک نہ کرنا سیر و شکار مین بسر کرنا غم و الم کا دلپر ہجوم نہ ہو دشمنون کے دیوانے پن کی دھوم نہ ہو جانا تک ہو سکے اس آتش عشق خانہ خراب کو ظاہر نہ کرنا ہمکو بھی تمھاری جدائی شاق ہی مگر یہ مقدمہ ایسا درپیش ہی کہ ہمکو تنہا کا نیس و پیش ہی یہ کہکے باہر نکلے مبہوت کو بادشاہ قلعہ کیا چاہا کہ بلمان کو بعہدہ سپہ سالاری مقرر کرین لیکن اُسنے عرض کی غلام نے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہین کی ہی امیدوار ہی کہ ہمیشہ کمترین قدوم میمنت لزوم ہی مین حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے بلمان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فوج ظفر موج کا سپہ سالار کیا اور کوچ کرکے طرف صحراے نرگستان کے آگے اُترے شاپور شیر دل ساتھ ہی اُسنے عرض کی اگر خلاف نہو تو کچھ عرض کرون ایک ہفتہ اسی صحرا مین مقام کیجیے بعد ایک ہفتے کے یہان سے کوچ فرمایئے گا ایرج نوجوان نے کہا ای شاپور شیر دل کیا مضائقہ ہے ناظرین ایرج نوجوان اسی صحراے نرگس مین فروکش ہوتے ہین وقت پر اب انکا حال تحریر ہوگا تیسری

دو کلمہ داستان تہور نشان نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعہ قراطاق پر اور مقابلہ پہلوانون سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز
رگ و ریشے مین ہو شراب آمیز
لطف ابر سیاہ بھی دیکھون
چاہتا ہون کہ نشہ مین مین ہون
دیکھون ابر سیہ کی کیفیت
ساقیا اسمین ہی بڑی صنعت
جھوم کر آج ابر آیا ہے
میکشون کو مزا دکھایا ہے
آج ساقی سے بھی وصال ہوا
دشمنون کو بڑا ملال ہوا
جمع میخوار ہو گئے آکر
ساقیا آج تو نہ ہو چکر
پہلے دور شراب ناب مین
اسقدر ہم نہ پیچ و تاب سہین
چہچہے قہقہے اُڑائین آج
نقش پا ہی ترا مرا سر تاج
ساقیا ہمیشہ ترا احسان ہی
رنگ محفل ہی کوے جانان ہی
حالت ابر ہی فرح افزا
لطف محفل ہی جیسے جان فزا
میرے کہنے کو مان لے ساقی
ابھی میخانے مین ہی کچھ باقی
آج ہو میکدے مین لطف خدا
جام کے واسطے ہو دل بیتاب
ساقی با ہوش بھی آئیگا
میکشی کا مزا اُٹھائیگا
ای قمر داستان شیرین زبان
ہووے تحریر بر سر میدان

چہرہ حاکمان محکمۂ جرأت و جلالت و یکہ تازان میدان شوکت وسطوت اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین۔ شعر تصنیف مصنف

راقمان سوانح مسیحا + می نویسند از ید بیضا +

سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ والاشان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کر کے طرف ایک صحرا کے روانہ ہوئے شبرنگ بن عمرو ساتھ ہی ایک نخل کے سائے مین آکے ٹھہرے مرکب کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا آپ شبرنگ سے باتین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ کیون ای شبرنگ ایرج نوجوان کو فوج و لشکر ملا ہم آجتک آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار صحراے خس و خار مین پھر رہے ہین کوئی کیفیت معلوم نہین ہوتی شبرنگ کہتا ہی ای شہریار آپکو بھی انشاء اللہ لشکر ملیگا گھبرائیے نہین وقت پر موقوف ہی اسی مقام پر ٹھہرے رہیے جگہ بھی فضا کی ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اسکو قلعۂ قراطاق کہتے ہین قراطاق جادو تخت پر بیٹھا ہی کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر گود مین ڈالکر اُڑ گیا قراطاق جادو

نے وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا کہ قراطاق جادو پوتا حمزہ عرب کا تیرے قلعے سے پانچ کوس
کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہے اُسکو اُٹھا لا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدمہ
حمزہ کو بھی ایسا پہونچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تامل نہ ہو
ان لوگون کے مددگار پیدا ہو جاتے ہین اگر قید کریگا تو وہ فوراً چھوٹ جائینگے تیرے ہاتھ
سے قلعہ جائیگا تو بہت بڑا رنج اُٹھائیگا قراطاق جادو نے پلٹ کے مصاحبون کی جانب دیکھا
مہلیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر اُٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جا کے سر لائے یا
زندہ گرفتار کر لائے مین اُڑتی ہوئی آتی تھی حقیقت مین ایک نخل کے سائے مین ایک جوان
ماہ رخسار کھڑا ہے میرے دل مین آیا کہ اُٹھا لاؤن پھر خیال مین گذرا کہ شاید مسلمان ہو انکا ستانا
اچھا نہین اب حکم خداوند آیا ہین ابھی جا کے لاتی ہون یہ کہکے مہلیل اُڑی آسمان پر آکے
ٹھرائی نورالدہر کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کنعان ایک شاطر سے باتین کر رہا ہے
تڑپ کے گری نورالدہر کو اُٹھا لیگئی شبرنگ بیقرار ہوکر عقب مین دوڑا یہان قراطاق
کے سامنے لاکے نورالدہر کو مہلیل جادو نے پہونچایا قراطاق نے سحر کیا کہ پانون نورالدہر
کے زمین نے تھام لیے مہلیل جادو نے اپنا سحر اُتار لیا قراطاق نے حکم دیا جلادون کو
بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکر سر نورالدہر پہ آیا
کولے کا خط گردن پر دیا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی نہ کیا فوراً حکم قتل دیا سب
مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہین کہ رہے ہین کیا جوان قتل ہوتا ہے کوئی خطا بھی اسنے
نہین کی قراطاق ہفت پیکر پرستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار تھا ہر کس و ناکس
افسوس کر رہا ہے جلاد شلنگین لگا رہے ہین نورالدہر بن بدیع الزمان حیران حیران ہین
اور چہار جانب سے دیکھ رہے ہین چاہتا ہے قراطاق کہ تیسرا حکم دون جلاد خنجر مارے کہ اس
جوان کے دو ٹکڑے ہون کہ آسمان پر لکہ ابر سیمابی پیدا ہوا سبنے عرض کی ملکہ سیماب
آتی ہین قراطاق نے کہا نہین معلوم کس کام مین تھین آج کئی دن کے بعد آتی ہین ہم تو
انتظار کرتے ہین اور یہ مصروف سیر و شکار رہتی ہین آج آئین تو سہی مین بڑی شکایت کرونگا
سمجھا دونگا کہ خبردار روز آیا کرو ہم راتون کو گھبراتے ہین کہ وہ ابر پھٹا دیکھا کہ سیماب سحر طراز

تخت پر سوار آکر اُترین قراطاق نے کچھ توجہ نہ کی سیماب سحر طراز بے تکلف آکے تخت پر بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا آج دربار مین یہ کیسا ہنگامہ ہو قراطاق نے کہا یہ نبیرہ امیر حمزہ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نواسہ گنجاب کا قتل ہوتا ہو سیماب سحر طراز نے جواب دیا سامنے سے ہٹجاؤ ذرا ہم تو دیکھین کہ کون جوان ہو اگر گنجاب کا نواسہ ہو تو گوہر ملک کا بیٹا ہو مین ایک زمانے مین براے ملاقات گوہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے فرزند کا ذکر جرائت کرتی تھین کہ نہایت کمسنی مین اس جوان نے جا کے طلسم گوہر بار فتح کیا بڑے بڑے ساحران زبردست کو مارا یہ کلام سُنکے لوگ سامنے سے ہٹے سیماب سحر طراز کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نورالدہر پر پڑی نورالدہر نے یہ نگاہ یاس ملکہ سیماب سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو مایوس بیٹھے تھے نگاہین جو اُٹھائین تیر مژگان سینۂ سیماب پر پڑے سیماب بیقرار ہوگئی کہا کیون اے قراطاق اس جوان نے تیرے کسی عزیز کو قتل کیا یا ملک پر تیرے قبضہ کرلیا قراطاق نے جواب دیا تجھے اسمین کیا دخل ہو قدرت نے فرمان بھیجا ہو سیماب سحر طراز نے کہا مین تو اسکو نہ قتل ہونے دونگی قدرت نے بہت خلاف فرمان لکھا ہو خطاوار کو قتل کرتے ہین یا بیخطا کو قتل کرتے ہین کون یہان اسکو لایا تھا جہلیل جادو اپنے مقام سے اُٹھی سامنے سیماب جادو کے اپنی جرائت اور ہمت کی تعریفین کرنے لگی سیماب سحر طراز نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہو مین اسکو قتل نہ ہونے دونگی جہلیل نے جو سخت کلامی کی سیماب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری جسسے جہلیل کے دو ٹکڑے ہوے دوسرا ہاتھ ہلایا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا پکار کر آواز دی کیون اے شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا خیال ہوا اپنے مقام سے اُٹھو قراطاق نے جھلا کے کہا او سیماب کیا تیری شامتین آئی ہین جو تو نے جہلیل کو مارا جلاد کو قتل کیا اب قیدی کو رہا کرتی ہو قدرت تجھکو سنگ سیاہ کر دینگے سیماب نے جواب دیا خاموش رہ ایسا نہ ہو مجھکو غصہ آجاے مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہو قراطاق نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہو کیا دھگڑا بنائیگی سیکڑون جادوگرنیان اسی جوش عشق مین ان جوانون کے پیچھے تباہ اور برباد ہوگئین اب فی الحال مین اسکا سر کاٹ کے پاس قدرت کے بھیجونگا قدرت نے بتاکید لکھا ہو

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا مین اُنھین کے حکم کی تعمیل مین سرگرم ہون سیماب سحر طراز اپنے مقام سے اُٹھی قراطاق جادو نے گولہ اُٹھایا کہا ای سیماب مارون گولہ کہ تیرا سر پھٹ جائے سیماب سحر طراز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اُڑ گیا اب تو قراطاق جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا یارو تمنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی میرا ہاتھ اسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھون ہاتھ پکڑو تو سیماب سحر طراز نے کہا ای قراطاق تیری کیا مجال ہی جو تو مجھے گرفتار کر سکے مین کئی سال برابر خدمت مین قدرت کی رہی انتظام خدائی کرتی تھی مردون کو باتین کرانا درختون سے آواز دینا طائرون سے ملجانا کہ اُسکی خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول معروف کہ سیماب کو کون کشتہ کر سکتا ہی چند ساحرون نے ارادہ کیا کہ سیماب سحر طراز پر ہاتھ ڈالین لیکن سیماب سحر طراز جب ہنستی ہے گوہر دندان کو ظاہر کر کے برق چمکاتی ہی کہ جس سے دس بیس کے سر اُڑ جاتے ہین ساحر اسپر حملہ کر رہے ہین مگر یہ برق کے مانند تڑپ رہی ہی کبھی لڑتی ہوئی سامنے نورالدہر کے آتی ہی اشارہ ہی کہ او ظالم دیکھ مین نے یہ سب تیرے واسطے مصیبتین اُٹھائی ہین اپنون سے بیگانی ہوئی چند سال سے مجھسے اور قراطاق سے ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی اب گرد نورالدہر کے سیماب نے ایک لکیر کھینچ دی ہی گویا حصار کیا ہی کہ کوئی اسکے اندر نہ آسکے قراطاق غل مچا رہا ہی کہ ارے یارو اس گنہگار قدرت کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نورالدہر کے جانے کا ارادہ رکھتا ہی لکیر کے قریب پہونچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا یا پانون ٹوٹا بہر نوع بیکار ہوا جنگ عظیم ہو رہی ہی مراد سیماب کی یہ ہی کہ قراطاق کو کشتہ کر کے شاہزادے کے ساتھ عیش کرے مزے لوٹے یہ جوان طرحدار اسکو معلوم ہو رہا ہی عشق مین اس حسین جوان کے چور ہی ہرچند کہ انپر صدہا عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ بے انپر قبضہ کیے نہ ٹلی قراطاق نے جب دیکھا کہ سیماب نے لاشون سے بارگاہ کو بھر دیا اور اب نورالدہر کے نزدیک کوئی نہین جا سکتا جو چلا گیا خود بخود سر اُسکا کٹ کے گر پڑا غصہ مین قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اُٹھا اور للکار کر آواز دی کہ او گندہ بریدہ دھگڑے کو اپنے دیکھکر

کہ

ایسا چھلی کہ مشیران سلطنت کو مارا وزرا وغیرہ سب قتل ہوے اب مین تیرے جھوٹے پکڑ کے ایسے مکان مین قید کرتا ہون کہ اسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے کیا عجب ہو جو عنایت سامری و جمشید شریک ہو یہ سحر اُنھین کا بنایا ہوا ہو ہفت پیکر کی خدائی مین تاثیر نہ رہی اسکا زوال اب قریب ہو یہ کہتا ہوا قریب سیماب سحر طراز کے پہونچا سیماب پر آگ برسائی اُسنے ہنس ہنس کر ان سحرون کو دفع کیا کہ رہی ہو کہ او دیوانے میرے ہاتھون سے تیری کیون قضا آئی ہو دیکھ کہتی ہون کہ جان بچا کر بھاگ جا لیکن قراطاق نے نہ مانا تیغہ خون آلود کا ہاتھ مارا سیماب نے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب جو چمک کر گری قراطاق کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے اسکے اندھیرا ہو گیا سیماب سحر طراز اپنے ہاتھون کو چمکا کے روشنی کرتی ہو جب جھونکا ہوا کا چلتا ہو روشنی گل ہو جاتی ہو سیماب نے کئی مرتبہ چاہا کہ نور الدہر کو پنجے مین اُٹھا لون لیکن بسبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من قراطاق جادو بود تمام ساحر فریاد کرنے لگے کہ ای ملکۂ عالم ہم آپکے تابعدار ہین سیماب نے سحر سے ہاتھ روکا سب ساحر اسکی خدمت مین حاضر ہوے اب جو سیماب سحر طراز نے سر اُٹھا کے دیکھا تو شاہزادۂ نور الدہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیماب سر پیٹنے لگی ساحرون پر غصہ کیا کہ جسنے اس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سبکو قتل کرونگی سب نے عذر کیا کہ ملکۂ عالم ہمتو جنگ مین مصروف تھے ہمین نہین معلوم کیا گذرا سیماب سحر طراز نے جواب دیا کیا مین کسی بات مین عاجز ہون ابھی دریافت کرتی ہون جہان نور الدہر بیٹھے تھے اُس مقام پر آئی دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہین اُسنے وہ دانے اُٹھا لیے کہا صاحبو تم سب بیٹھا ہو کوئی ساحر آسمان سے آیا وہ اُٹھا کر لیگیا یہ کہکے اُن دانون کو زمین پر رکھا ایک دو ٹھوکر زمین پر مارا آواز دی ارے تو کسکا سحر ہو صاف صاف بتا ورنہ پھونک دونگی وہ دانے چیخے مثل انسان کے آواز دی گوہر جادو مالک قلعۂ مروارید نگار اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی تھی اُسنے جو نور الدہر کو دیکھا عاشق ہو کر اُٹھا لیگئی یہ سُنکر سیماب سحر طراز تڑپ گئی کہا ابھی جا کر مین گوہر جادو کو قتل کرتی ہون میرے معشوق کو اُٹھا کر لیگئی میرا دل مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہا ہو میرا تو اب یہ عالم ہو کہ جینا مجکو دشوار ہو یاد مین دلربا کی قلب کو اضطراب ہو

نظم

دی جان محبت مین کسی خاک چمن کی
سونگھینگے ملک آ کے بو میرے کفن کی
سُن آئے خوش الحانیان کس غنچہ دہن کی
سیٹی ہی جو بھولی ہوئی مرغان چمن کی
خط نکلے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا
خیرات برہمن کو ملی چاہ ذقن کی
کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا
پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی
کیا جانیے کیا کیا دل عاشق سے کر گئی
ہر بار کی شوخی ترے بیساختہ پن کی
اُس کاکل مشکین کا جو سلجھاے کوئی تار
تحصیل سمجھنا تو خطا اور ختن کی
حسرت لیے جاتے ہین ہم ای مرگ غریبی
مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی
وان غیر کے گھر جانے کو میلی گئی پوشاک
تدبیر ہی یان اپنے لیے غسل و کفن کی
اعجاز نما ہو لب عیسے کی طرح سے
کیا بات ہی کیا بات ہو اُس گل سے دہن کی
خود الفت گیسو کا مین دیوانہ تھا پابند
زنجیر عبث پانون مین ڈالی کسی من کی
یاد آ گئین اگلی وہ غزلخوانیان ای [illegible]
صحبت کہین دیکھی جو کبھی شعر و سخن کی

سب سمجھانے لگے گوہر جادو کا حال یہ گذرا کہ وہ جو براے سیر و شکار نکلی کہین اتفاق سے گذرا اسکا طرف کوہ سمن آرا کے ہوا ویرانی اُسکی دیکھکر اسکو نہایت پریشانی ہوئی دیر تک وہان بیٹھ کے روئی کہتی ہو کہ افسوس ایسے مقام ویران ہوے مسلمانون نے طلسم ہفت پیکر کو بیچراغ کر دیا وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی کہ دنائے سناٹے کی آواز کان مین آئی جھجھک کے دیکھا ایک بارگاہ مین ایک ساحرہ تڑپ تڑپ کے سب کو قتل کر رہی ہو اور ایک مقام پر ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل خاموش بیٹھا ہی نظر حسرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہی گوہر جادو جمال عدیم المثال دیکھکر بیتاب ہوگئی سحر کر کے تڑپ کے گری کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی رہ مین جمال دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہ رہی ہی ای گوہر کیا معشوق خوشخو خوش رو دستیاب ہوا اب اسکو قلعے مین لیکر اسکے ساتھ عیش کرونگی ع ایسے معشوق طرحدار کسے ملتے ہین + دل سے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی قلعے مین آئی خود تو مسند پر بیٹھی بھاری جوڑا پہنکر اپنے کو زر و زیور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نور الدہر کو ہوشیار کیا اب جو نور الدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے مین پایا ایک ساحرہ دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے

اشارے کر رہی ہی نور الدہر نے شرماکر سر جھکا لیا گوہر جادو نے پکار کر آواز دی ای زینت محفل عاشقان ای رشک یوسف کنعان تیرا نام نامی کیا ہی تو ساحرون مین گھرا ہوا تھا مین تیری جان بخشی کرکے اُٹھا لائی تیری صورت زیبا پر عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہون خداوند ہفت پیکر کو خراج دیتی ہون نہ جی چاہے تو ایک پیسہ نہ دون چند عزیز میرے سرکار خداوندی مین بر سر عہدہ ہای بزرگ ہین تجکو خداوند کی زیارت کراؤنگی وہ تجکو نظر کرم کرینگے عہدۂ جلیل سے سرفراز فرمائینگے نور الدہر نے کہا ای گوہر جادو نام میرا نور الدہر بن بدیع الزمان ہی ہفت پیکر کی تباہی کی فکر مین نکلے ہین اُس ملعون سے ملاقات کرکے ہم کیا کرینگے عم نامدار میرے طلسم کشا ہین وہ بھی طلسم فتح کرتے ہوئے چلے آتے ہین میرا ہمچشم ایرج نوجوان وہ بھی قلعجات فتح کرتا ہوا آتا ہی دادا جان میرے امیر حمزہ صاحبقران زمان لشکر گران لیے ہوے ایک مقام پر فروکش ہین انشاء اللہ تعالی ہفت پیکر شکست کھا کر بھاگیگا ابھی تو چار پہاڑ عیش کرنے کو باقی ہین اُنپر مزے سے وہ خدائی کر رہا ہے انشاء اللہ اُن پہاڑون سے بھی بھاگیگا یہ سُنکر گوہر جادو کانپنے لگی اور چہرہ زیبا پر نظر کرکے کہا ای شاہزادۂ والا قدر مین تمہارا ساتھ دونگی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہون یہ سُنکر نور الدہر مثل گل شگفتہ ہوے کہا ای گوہر جادو نہ گھبرا مین جو ملک فتح کرونگا اُن سب کا تجکو مالک کرونگا گوہر نے سحر اُتارا نور الدہر کو پہلو مین اپنے جگہ دی کنیزین گرد آکے بیٹھین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او گوہر میرے معشوق کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی مین نے اسکے واسطے بارہ برس کے آشنا کو مار ڈالا کہ جو دل و جان سے میری اطاعت کرتا تھا گوہر جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سیماب جادو غصے مین بکتی ہوئی آتی ہی نور الدہر نے للکارا کہ او قحبہ کیا بیہودہ بکتی ہی ہان ای گوہر اسکو مارلے سیماب نے دیکھکر آواز دی جیسا سحر بی گوہر کرتی ہین ویسا سحر میری لونڈیون کو یاد ہو گوہر نے اُٹھکر گولہ سیماب پر مارا سیماب نے گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے کنیزون کے سر کٹ کر گرے سیکڑون کنیزین گوہر کی قتل ہوئین نور الدہر جو تلوار لیکر اُٹھے سیماب نے بیقرار ہوکر سر جھکا دیا کہا ای جوان سر کاٹ لے بار تو میری گردن سے اُتر جاے مین دل و جان سے تجپر جان دیتی ہون

نور الدہر کو حال پر سیماب کے رحم آگیا فرمایا ای سیماب اطاعت دین اسلام قبول کر لیں سیماب دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی کہتی تھی ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان مین نے سامری و جمشید و ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہون نور الدہر نے سر سیماب کا سینے سے لگا لیا گوہر و سیماب کو بلوایا اب بیچ مین مسند پر تکلف پر نور الدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیماب آکر بیٹھین کنیزین سامنے دست بستہ حاضر ہین گوہر جادو نے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لا کر سامنے رکھین جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش مین نور الدہر بیٹھے ہین گوہر و سیماب ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہین رشک و حسد کا نام نہین کہ آسمان پر ایک لکہ ابر گڑگڑایا برقین چمک کر زمین پر گرین گوہر و سیماب اپنے اپنے مقام سے اُٹھین اور پکار کر آواز دی کہ یہ کون صاحب ہین جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہین اور اپنی بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہین یہ کہکر سیماب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا کہ تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکیس کنگرے کا سر پر دریائے جواہر مین غوطہ مارے بیٹھا ہی گرد تخت کے کچھ جادوگرنیان ہین اور کچھ جادوگر ہین کہ ابر آسمان پر آکر ٹھہر گیا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی او گوہر او سیماب تو نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر مین جگہ دی ہے شرط یہ کہ ابھی قلعے کو اُڑا دون نام و نشان تم دونون کا مٹا دون سیماب نے گولہ مارا گولہ اُلٹا پلٹا شانے پر سیماب کے پڑا شانہ سیماب کا نشانہ ہوا ہفت پیکر نے تیور بدلے ابرو جو ہلے ایک خنجر گرا کہ سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اُٹھایا کہ بیک دست قلعے کو بھی اُلٹ کے فیصلہ کر دون ناگاہ کان مین نوبت و نقارے کی آوازین آنے لگین نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش تخت اُڑائے ہوئے جاتا تھا کہ دیکھا ایک ابر لہرا رہا ہی اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہی سحر کرون اور نور الدہر سامنے سینہ سپر کیے کھڑے ہین نقابدار سے عیار نے عرض کی ای شہریار یہ ساحر اب نور الدہر کو مارا چاہتا ہی اتنا بڑا ساحر ہی کہ ایک اشارے مین دونون جادوگرنیون کو زخمی کیا نقابدار نے وہین سے نعرۂ کوہ شگاف کیا باز سفید تڑپ کر ہفت پیکر کے سر پر

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکایک ایک خنجر تڑپ کر باز سفید پر گرا سرباز سفید کا زخمی ہوا باز پلٹا سر پہ نقابدار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھوں سے اشارے کرتا تھا کہ جن اشاروں سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہی ہفت پیکر ہے میں تو اسکے سامنے نہیں جا سکتا مگر نقابدار نے مرکب پرند کو بڑھایا دیوزاد ایک جانب کھڑے ہو گئے ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سو سر دیوزادوں کے کٹ کر زمین پر گرے لاشے جلنے لگے۔ نقابدار کو بہت ناگوار ہوا قریب آکر آواز دی او نامرد ان غریبوں نے تیرا کیا کیا تھا ہفت پیکر سحر کرنے لگا نقابدار نے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے باطل ہوے چاہتا ہی کہ نقابدار کو اپنے سحر میں پھنساؤں مگر بہ برکت اسم اعظم رب اکبر سحر تاثیر نہیں کرتا نقابدار تلوار کھینچے ہوے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا۔ نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا تیغہ برق زا بلند ہو کر دست زبردست نقابدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سو سپرین آہنی لہرانے لگین چند زاغ و زغن نے گلا اپنا دم شمشیر پر رکھ دیا تیغہ جو پڑا زاغ و زغن کے سر قلم ہوے سپروں کے پرکالے اڑ گئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے نہ پہونچی ہفت پیکر نے جو زاغ و زغن کے سر دیکھے اور سپرین کٹی ہوئین ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہیں آئی مگر گھبرا گیا اب دیو منھ کھول کر چلے کہ جنگل مار کر اسکو گولی بنائین اور پھانک جائین ہر چند کہ کوئی دیو قریب ہفت پیکر کے نہیں آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک خوف پیدا ہوا پکار کے آواز دی او نقابدار پھونک دونگا جلا دونگا اسوقت قدرت اور مقامات پر جاتے ہین کچھ بندے پیدا ہوے ہین کہ انکی مشکلین آسان کرتا ہین یہ کہکے تخت کو ہفت پیکر نے اڑایا ہر چند دیوزادوں نے چاہا روکین لیکن تخت نہ رکا ہفت پیکر تخت اڑا کے نکل گیا نور الدہر نے یہ سب معرکہ آنکھوں سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقابدار مثل جد عالی تبار کے صاحب اسم اعظم ہین کیسا ساحر زبردست جسنے ماہ ڈال کے قلعہ گھیرنے کا ارادہ کیا اسکو بچہ کھا گئے کچھ نہ بن پڑا زاغ و زغن سے سر کٹوا سکے مگر اسکو بچایا یہ سب اسکے پیر تھے جھک کر نقابدار کو سلام کیا نقابدار زمین پر آیا کہا او شاہزادہ رستم خصال اتفاقاً ادھر

میرا گذر ہوا ورنہ یہ مردود تمکو گرفتار کر لیجاتا نور الدہر نے دیکھکر کہا ای میرے محسن جان بخش کیا آپکا شکریہ ادا کرون اسوقت آپ کے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونون میری مددگار جادوگرنیان اُسکے ایک اشارے مین زخمی ہوئین واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو ہر طرح کا اختیار ہی نقابدار نور الدہر سے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لیکن کہ گیا کہ تمھارے ہمچشم ایرج نوجوان صحرائے نرگستان مین فروکش ہین نقابدار تو روانہ ہو گیا نور الدہر اپنی مددگار زخمی جادوگرنیون کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لیکن ہفت پیکر جو پلٹا تو اسنے کیا کیا کہ جو جو قلعے راستے مین ملے وہان کے حاکمون سے کہتا گیا کہ ایرج و نور الدہر اس راستے سے آتے ہین ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کوہ قلمون پر تصویر سنگی مین داخل ہوا وہان کا تاجدار بو قلمون جادو تصویر سنگی کے سامنے آیا سجدہ کرکے پوچھا آج قدرت کیون خاموش ہین مرادمند جمع ہین زیر کوہ سبکا جماؤ ہی دن منگل کا ہی آج جشن ہوگا تصویر سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص تیری رائے پر انتظام ہی جسطرح تو چاہے انتظام کر ایرج و نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے فتح کرتے ہوئے تا بہ قلعۂ مروارید نگار آ گئے نور الدہر کی گوہر جادو نے اطاعت کی مطیع اسلام ہوئی دعوت و ضیافت کے سامان ہو رہے ہین نور الدہر گوہر جادو و سیماب جادو کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی صحبت عیش و نشاط گرم ہی تجکو لازم ہی کسی کو بھیج کہ وہ جا کے سبکو گرفتار کر لائے بو قلمون نے پلٹ کر آواز دی کہ کوئی سر فروش حاضر ہی بر سر قلعۂ مروارید نگار جائے اور دشمنون کو گرفتار کر لائے گوہر جادو کی آبرو مٹائے سامنے ایک نخل خار تھا بیچ اُسکی شق ہوئی ایک ساحر بصورت عجیب و بشکل مہیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ منم مہیب جادو قلعۂ مروارید نگار کو جاکر تباہ کرون اور جو جو حکم ہو وہ آنکھون سے بجا لاؤن تصویر نے آواز دی ای مہیب جادو نور الدہر و گوہر جادو وغیرہ کو اُٹھا لاؤ یہ سُنکر وہ ساحر اُڑا اُسوقت آکے پہونچا کہ نور الدہر کھڑے ٹہل رہے ہین گوہر جادو برابر کھڑی ہو کہ رہی ہی کہ ای شہریار اب اس قلعے کو چھوڑ دیجئے ہفت پیکر خود دیکھ گیا ہی کوئی بلا آیا چاہتی ہی نور الدہر فرماتے ہین کہ جو کوئی بلا نازل ہوگی پروردگار عالم دفع فرمائیگا ہمارا تکیہ اُسی پر ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

کہ مہیب تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر مین نورالدہر کی دیا اور ایک ہاتھ سے گوہر جادو کو اٹھایا اور اپنے نام کا نعرہ کر کے لے اُڑا سیماب نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادے کو لیے جاتا ہو پر پرواز پیدا کر کے اُڑی عقب سے گولے مارتی ہوئی جاتی ہو مگر گولہ اسکا مہیب جادو تک نہین پہونچتا راستے ہی مین پھٹکر گر پڑتا ہو مہیب جادو بلند ہوگیا سیماب تخت کے پلٹی مگر کنیزون کو روانہ کیا کہ تلاش تو کرو نورالدہر کو یہ ظالم کہان لے کے چلا گیا کنیزین حکم پاتے ہی برائے تلاش روانہ ہوگئین صحرا صحرا ڈھونڈھتی پڑی پھرتی ہین مگر مہیب جادو اُڑتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے پہونچا تھا کہ ایک آواز کان مین آئی اسطرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گا رہا ہی۔ **غزل**

نمود خط ہو احسن وجمال لینے کو
یہ جور گھات مین تھا کب زوال لینے کو
ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست
چلین فرشتہ جنت جمال لینے کو
ضرور چاہیے مستون مین کہ ذاکہ ہشیار
وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو
تمیز ہو تو کرے فرق دوست و دشمن مین
خدا نے آنکھین ہین دی دیکھ بھال لینے کو
کھلا یہ غمکدہ دہر مین پہونچکر حال
عدم سے آئے ہین رنج و ملال لینے کو
سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے طی
مین آپ جاؤن جواب سوال لینے کو
شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے
ہمارا خواب تمھارا خیال لینے کو
کھلیگی قیمت حُسن وجمال ای یوسف
جب آئیگی تجھے اک پیرزال لینے کو
شب فراق کے صدمون سے یار مر مر کے
جیا ہون لذت روز وصال لینے کو
پس از فنا نہ پھرون چاک کیطرح ای چرخ
نہ آئے گور مین مٹی کلال لینے کو
متاع دل کوئی کیونکر بچا سکے انسے رشک
بلا ہین زُلف و رخ و خط و خال لینے کو

حُسن وجمال عدیم المثال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر حیران تھا اور گانے کی آواز جو سُنی بیتاب ہوگیا اُسی صدا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا بر سر کوہ ایک نخل کے سائے مین ایک مہنت بیٹھا ہوا نی بجا رہا ہی بالون کی لٹین زمین پر پڑی ہین سامنے دھونی لگی ہے دھوان اُسمین سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہی مہیب جادو نے اُس پہاڑ پر اُترکے ایک طرف نورالدہر و گوہر جادو کو ڈال دیا مثل مردے کے دونون پڑے ہین مہیب ٹہلتا ہوا

سامنے مہنت کے پہونچا جھک کے سلام کیا اُسکا جواب مہنت نے یہ دیا کہ او بچہ تو کون ہے جو یہاں بے تکلف چلا آیا یہ مقام گذرگاہ ساحری و جمشید ہے خداوند ہفت پیکر بھی گاہے گاہے اسطرف چلے آتے ہیں یہاں سے اُترجا ورنہ ایک سونٹہ ماردونگا کہ تیرا سر پھٹ جائیگا مہیب نے کہا میں آپکی زیارت کو آیا ہوں گانے کا مشتاق ہوں مہنت نے پوچھا تو کون ہے کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے مفصل بیان کر ورنہ بہت پچھتائیگا مہیب نے کہا میں خدمتگار خداوند ہفت پیکر ہوں برلے گرفتاری نورالدہر گیا تھا اُسکو گرفتار کرلایا ایک نخل کے نیچے اُسکو ڈالدیا ہے مثل مردے کے پڑا ہے میں آپکی زیارت کے لیے آیا ہوں مجھکو بیٹھنے تو دیجیے اب خداوند ہفت پیکر بر سر کوہ بوقلموں جشن کررہے ہیں مہنت نے کہا دامن قدرت دراز ہے بیٹھ جاؤ تو میں تمھیں گانا سناؤں مہیب بیٹھا مہنت نے بھیرنی کو نکالا چند اشعار پر بہار گانا شروع کیے۔ نظم

خونفشاں آنکھیں ہیں لڑکر چشم شوخ یار سے
دل تہ و بالا ہے اسکی ناز کی رفتار سے
ہجر کی شب یہ رہیں باتیں دل بیمار سے
وہ بھی رات آئیگی خوش ہونگے وصال یار سے
کیا قیامت ہے کہ تم ہنگامۂ محشر سے قبل
حشر کے سامان دکھلاتے ہو صنم رفتار سے
ڈالکر باہیں گلے میں میرے لپٹے تو سہی
آج وہ باتیں کروں میں اُس بُت عیار سے
دے بھی ٹُک بوسہ کوئی ظالم یہ ہٹ اچھی نہیں
دل نہ قابو میں رہیگا اس ترے انکار سے
شیخ جی یہ آپکا عمامہ پھر اُچھلے گا خوب
سابقہ پڑجائیگا جسدن کسی میخوار سے
لب سے کیونکر وصل کی شب کچھ گلے شکوے کروں
منفعل اپنی نگاہیں ہیں عتاب یار سے
اُٹھ کے وہ پہلو سے میرے جسگھڑی جانے لگے
حشر کے سامان عیاں ہونے لگے رفتار سے
ہٹ بھی اے ناصح نصیحت کچھ نہ ہوگی کارگر
شیشہ و ساغر نہ چھوٹینگے لب میخوار سے
قاتل ناداں اسے تیغ ادا سے ذبح کر
سخت جانکا حلق کٹنے کا نہیں تلوار سے
جیسے اک پردہ نشیں سے لڑ گئی آنکھ اے خیال
شرم اُٹھا دی کچھ رہا مطلب نہ ننگ و عار سے

مہیب جادو نے جو اس بہاریہ غزل کو مہنت کی زبانی سنا مست ہوکر جھومنے لگا مہنت نے گھسنے گا تسما اپنی دھونی کو جو کریدا دھواں اور زیادہ نکلا مہیب کے دماغ میں خوشبو آئی ناک

بھلا کر سونگھنے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ پانون کانپے لڑکھڑا کے گرا اسکے گرتے ہی جہنت نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو لپک کر چاہا خنجر مارون کہ ایک پنجہ آسمان سے تڑپ کر گرا جہیب کو اُٹھا لیا شبرنگ نے آکر نورالدہر کو جگایا پہلے گوہر اُٹھی پوچھا ارے تو کون ہی شبرنگ نے کہا مین اُس شہریار کا عیار ہون جہیب کو بیہوش کیا تھا وہ بیچیا قتل نہ ہوا آسمان سے پنجہ گرا اُسکو اُٹھا لیگیا اب شاہزادے کو ہوشیار کرو گوہر جادو نے بیٹھکر سحر کیا نورالدہر کے منھ پر چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو ہوش آیا شبرنگ کو دیکھا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای یار وفادار عین وقت پر پہونچے نورالدہر نے فرمایا ای گوہر جادو تم پرواز پیدا کرکے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کرکے آتے ہین اسپ پریوش ہمارا صحرا مین چرا کر رہا ہی اُسپر سوار ہوکے آئینگے کیون ای شبرنگ تمنے مرکب ہمارا کس حال مین چھوڑا شبرنگ نے کہا جب آپکو ساحرہ اُٹھا لیگئی مین نے مرکب کو دشت مین یہ کہکے چھوڑا تھا کہ ای مرکب وفادار مین تیرے آقا کی تلاش مین جاتا ہون کسی کے قبضہ مین نہ جانا گوہر جادو کہنے سے نورالدہر کے پر پرواز پیدا کرکے طرف اپنے قلعے کے چلی نورالدہر و شبرنگ تلاش مین مرکب کی روانہ ہوے جاتے جاتے قریب اُس صحرا کے جو پہونچے جہان شبرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیون کے بولنے کی آواز آتی ہی غریو کر رہے ہین نورالدہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین کچھ آدمیون کے ہمارا مرکب کھڑا ہوا ہی ہزار دو ہزار آدمی اُسے گھیرے ہوے ہین ایک تاجدار تاج پہنے ہوے سامنے میرے مرکب کے کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ ارے رسّیان ڈالکر اِس مرکب کو پکڑ لو مگر مرکب اصیل آنکھین نکالے ہوے بیچ مین کھڑا ہی کیا مجال کسی کی جو قریب اُس مرکب کے آسکے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہہ رہا ہی یارو کل شام سے اِس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوے ہو اور یہ ہاتھ نہین آتا ہی کئی سو جوان مار چکا ہی جو کوئی اسکو گرفتار کریگا اُسکو دولت دنیا سے مالا مال کردونگا شبرنگ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بنکر تیار ہوا پگڑی سر پر بندھی ہوئی کوڑا ہاتھ مین لیے ہوے ٹہلتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا لازمون سے دریافت ہوا کہ مقیم تاجدار اُس حوالی کا بادشاہ ہی مرکب کی خبر سُنکر آیا ہی مرکب کو آکر گھیرا ہی رات بھر مین کئی سو چابکسوار

اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا حوصلہ نہین پڑتا جو گرفتار کرے سب گھیرے ہوئے کھڑے ہین شبرنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کر دین تو ہمکو کیا ملیگا بادشاہ نے جیب مین ہاتھ ڈالا دو ہزار کی اشرفیان نکال کر سامنے کین کہا یہ تو تحفۃً دیتا ہون اور اپنے اصطبل کا داروغہ کرونگا شبرنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھین نکالین کنوتیان بلند کین مرکب رُکا شبرنگ نے زبان جلینی مین کہا کہ اے مرکب وفادار آقا بھی تیرا ایک مقام پر ہی تجھکو لینے آیا ہون یہ سنکر مرکب نے سر جھکایا شبرنگ قریب آیا مرکب کے گلے مین ہاتھ ڈال کے رونے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے شبرنگ جست کر کے سوار ہوا مرکب کو پھیرنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ یہ چابکسوار نہایت کامل و اکمل ہی دیکھو کس طور سے مرکب کو تسخیر کیا ہی اب شبرنگ مرکب کو کاوے دینے لگا شبرنگ نے پکار کر آواز دی کہ شہریار آئیے یہ کہتا ہوا مرکب کو اڑا کے قریب نورالدہر کے آیا آپ گھوڑے سے کودا نورالدہر سوار ہوئے مرکب پر آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کر کے مصروف جنگ ہوئے مقیم تاجدار نے آواز دی یارو یہ نبیرہ حمزہ ہی اسی کے مقدمے مین قدرت فرما گئے تھے یہ سنکر سب کافرون نے ہجوم کیا مقیم پکار رہا ہی یارو اسی کی قدرت شکایت کرتے تھے شاہزادہ نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب مقیم تاجدار کے پہونچے مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغہ خارہ شگاف کا مارا مقیم کے دو ٹکڑے ہوئے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہی کہ بڑھ کے شاہزادہ نورالدہر نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا قیام نے امان مانگی نورالدہر نے سوال اسلام کیا قیام کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا افسران فوج کو قدمون پر گرایا شاہزادہ نورالدہر نے سبکو گلے سے لگایا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دارالامارۃ شاہی مین آیا عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے نورالدہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے تاج و تخت کی ہمکو ممانعت ہی یہ فرما کر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے صحبت جمی دور شراب ہوا ایک نازنین سامنے آکے گانے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت محبت سے شاہزادے کے ساتھ پیش آیا چوب و چماق ہاتھ مین لیے ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہے

گریبان سحر چاک ہو چکا ہی کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا عرض کی ای شہریار کاؤس بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آپہونچا نور الدہر نے اسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہو آپ مرکب پر سوار ہوے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر ہین کہ گردین اُڑ رہی ہین پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعد تھوڑے عرصے کے باجے بجے ڈنکے چوب پڑی نور الدہر نے دیکھا کہ کاؤس بیشہ نشین ساٹھ آرنج کا قد و قامت فیل مست پر سوار گرز گران کاندھے پر اس دھج سے آکر اتراتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا نور الدہر کو بہ نگاہ قہر دیکھتا ہوا کہتا ہی ایسے لڑکے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے نور الدہر کو خبر دی نور الدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم کیا یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی لپیٹا اور شہنشاہ زرین پوش تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا صفین لشکرون کی جمنے لگین میمنہ میسرہ درست ہوے کاؤس نے فیل مست اپنا صفوف لشکر سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ نبیرۂ حمزہ کہان ہی میدان مین آوے تو حال معلوم ہو نور الدہر نے اسب خوشخرام بڑھایا قیام تاجدار کی بیقراری کہتا ہی کہ ای شہریار اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا جس بیشے مین یہ رہتا ہی صدہا شیر اُسمین تھے جب سوار ہو کے نکلتا تھا دو چار شیر مار کر پلٹتا تھا چند روز مین سارا بیشہ صاف کر دیا جس مہم پر یہ گیا فتح کر کے آیا مین کیونکر گوارا کرون کہ حضور اس سے مقابلہ کرین نور الدہر نے کہا ای قیام کاؤس کے قد و قامت پر نجاؤ دیکھنا کیا ہوتا ہی یہ کہکے گھوڑا بڑھایا اسب پرپوش تھان پر تھا اور مرکب عربی پر سوار ہین سامنے آکر کاؤس کے پہونچے آپس مین تگاور زن ہوے چند قدم گھوڑا نور الدہر کا تگاور سے ہٹا کاؤس نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون لشکر بہ حیرت نگران و مثل آئینہ حیران ہین کہ نور الدہر سے نیزہ چل رہا ہی ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر گھوڑا اُڑایا کاؤس کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا کاؤس نے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور فوراً اسی سے گرز گران سنگ اُٹھایا پکار کر آواز دی کہ یہ حربہ میرا طمانچہ ملک الموت کا ہی گرد سر کے چرخ دیکر دو دستی گرز کاؤس نے مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز گنبد گردون تک پیچیدہ ہوئی کاؤس نے آواز دی اب ذرا اس جوان کی خبر لو ہڈیان سرمہ ہو گئی ہونگی کہ شبرنگ بن عمرو

گرد مین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل بید کانپ رہا ہی گھوڑے کی کمر ٹوٹی لختے خون کے منھ سے گر رہا ہی دونون گھٹنے نور الدہر کے زمین سے آشنا ہین شبرنگ نے پانی کے چھینٹے مارے تب نور الدہر پشت مرکب سے کودے محمودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوے اوس گرد سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا ابر تیرہ و تار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بڑھایا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نور الدہر نے دونون ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھون کو سونڈ مین لپیٹا نور الدہر نے بقوت صاحبقرانی جھسونڈا ہاتھی کا دونون ہاتھون مین تھام کر ایک ہلہ مارا کہ گردن ہاتھی کی مع سر خرطوم سے کھینچ لی ہاتھی نے چرخ کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس نور الدہر کو پیدل دیکھکر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قصد کیا لے دوڑون نور الدہر نے گردن پر ہاتھ رکھکے ہلہ مارا کہ سر کاؤس کا زمین سے ملا دیا اب کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ جہان کاؤس نور الدہر کو پکڑ لاتا ہی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہین اور جہان نور الدہر کاؤس کو پکڑ لاتے ہین دو چار گھسّے ایسے دیتے ہین کہ ماتھے سے قطرات خون ٹپکنے لگتے ہین زرہ پارہ پارہ اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی لوگ حیران ہین کہ آج کاؤس کو کیا ہو گیا ہی کہ اتنا بڑا جوان ہو کر بمشکل لڑ رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی آخر آفتاب برنگ زرد لرزان و ترسان مغرب مین جا کر چھپا اور شہنشاہ زنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نور الدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای جوان کیا کہنا خوب مجھسے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے ہی اب جا کر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا نور الدہر نے فرمایا ای برادر آرام کیسا ہمارا یہ دستور نہین کہ بدون زیر و زبر کیے ہوے میدان سے پلٹین کاؤس نے کہا مین شب کو مقابلہ نہین کرتا نور الدہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہکے پلٹا کہ مین رات کو مقابلہ نکرونگا جب کاؤس پلٹ گیا نور الدہر بھی واپس ہوے قیام تاجدار نے آکے شاہزادے کی قدمبوسی کی کہتا تھا ای شہریار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ نے دیو کے مقابلے سے نجات پائی نور الدہر نے کہا وہ پلٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے مین اوسکو زیر کرتا مگر انشاء اللہ کل دن پھر نہ گذرے گا شاپور نے عرض کی ای آقاے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہی۔

ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپ سے مقابلہ نکرے گا نورالدہر کہتے ہین اُسکو اپنے قدوقامت کا بڑا گھمنڈ ہی ضرور مقابلہ کریگا یہ فرماکے داخل بارگاہ ہوے مگر کاؤس جو لشکر مین آیا سیدھا اپنی بارگاہ مین گیا اکیلا جاکے بیٹھا کسی سردار کے آنے کا حکم نہین کہ عیار اُسکا طاؤس سبک رو پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سردارون نے بیان کیا کہ آقا کیلئے بیٹھے ہین کسی کے آنے کا حکم نہین طاؤس نے آواز دی ای پہلوان دوران مین حاضر ہون کاؤس نے بلا لیا طاؤس نے دیکھا کہ کاؤس آنکھون مین اپنی آنسو بھرے ہوے سرنگون بیٹھا ہی طاؤس نے پوچھا ای آقاے نامدار کیا ملال ہی کیا خیال ہی کاؤس نے کہا ای یار وفادار و ای عیار طرار مجھے عجب صدمہ عظیم گذرا اس حقیر جوان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ مجھکو شراب پلاتا مگر اسنے مجھکو تنگ کر دیا کل فن مین مجھپر غالب آیا اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجھکو زیر کر لیتا مین نے اپنی جان بچائی اسی سے ابھی طبل جنگی بھی نہین بجوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین چرالاؤن قید کرکے قتل کیجیے اُسکے لشکر مین کوئی اس لائق نہین ہی کہ آپ کا ہم نبرد ہو یہ سنکر کاؤس خوش ہو گیا کہا ای یار وفادار اگر تو اسکو چرا لاوے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جاے طبل جنگی لشکر مین بجواوے اور تو جاکر عیاری کر طاؤس نے اُسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ بہانے عیاری لگا کر طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر بیٹھے تھے کہ شاگرد شبرنگ نے آکر خبر دی کہ کاؤس نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے پکار کر شبرنگ سے کہا ای یار وفادار ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل نے و کاتب قسمت نے صفحہ پیشانی پر ترقیم کیا ہی وہی پیش آنی ہی بفائدہ حیرانی ہی طبل جنگی بجوا کر نورالدہر اُٹھے خاصہ نوش کرکے آرام فرمایا شبرنگ طلاے پر انتظام کرتا پھرتا ہی مگر طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ نورالدہر پر پہونچا آکر اُسنے سراچہ چاک کیا جھانک کر دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی شمع ہاے مومی و کافوری روشن شاہزادہ چھپرکھٹ پر آرام کر رہا ہی طاؤس اندر بارگاہ کے آیا چادرہ کمر سے کھولا ایک سرا پاؤن سے دبایا اور ایک سرا ہاتھ سے تھاما چادرے کو حرکت دیا کہ شمع ہاے مومی و کافوری لہرا کر گل ہوئین ایک شمع روشن رکھی چھپرکھٹ کے قریب پلنگ کے آیا آتے ہی کانٹے سے دوشالہ ہٹایا لخلخہ مین داروے بیہوشی رکھکر برابر دماغ کے

لگا دی دماغ مین جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے سیجھبند کاٹ کے
اُسی چادر مین شاہزادے کا پشتارہ باندھا اُسی طرح شاہزادے کو لے نکلا یہ تو پشتارہ
لیے جاتا ہی مگر جہتر شبرنگ طلایہ پھر رہا تھا کہ خودبخود دل دھڑکا ساتھیون سے کہا یارو خدا
خیر کرے کاؤس عاجز ہو گیا ہی طاؤس سبک رو اُسکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فتور کرے
اسوقت بیوقت دل دھڑکا مین اپنے آقا کی خبر لون شاگردون کو طلایے پر چھوڑا آپ وہان سے
چلا قریب بارگاہ نورالدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جب قریب آیا پردہ اُٹھا کے
اندر گیا روشنی گل چھپرکھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا پتہ عیار کا معلوم ہوا شبرنگ سمجھ گیا
کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھکر گھبرایا تلاش مین طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو سینۂ
میدان پکڑا بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار مکار پشتارہ لیے جاتا ہی
بیقرار ہوا دوڑ کر چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر مین اپنے داخل ہو گیا
طاؤس جب لشکر مین پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شبرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا ہی
طاؤس بارگاہ مین کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار مین رہا ہر مرتبہ یہی کہتا ہی
یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجائے تو بڑی بات ہی کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس
آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا شیر یا روباہ طاؤس نے کہا آپ کے اقبال سے خیر رہتے ہین
مین نورالدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کہکے پشتارہ ڈالدیا کاؤس نے کہا ہوشیار کرو
طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر ہی اُٹھتے ہی
آفت برپا کرے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آیا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسم پر نورالدہر کے آراستہ
کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کسی نے
قید کیا بل کرکے اُٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے
بیان کیے پھر کھنکھار کر تھوک دیا فرمایا او نامرد ہم تجھے پہلوان سمجھے تھے تو تو زن پیرزال سے
بھی بدتر ہے اگر طفلان بازاری ہوتے تو تجھپر طعن کرتے اب تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر بٹھا دے تو ہم جانین کاؤس نے ان باتون کا جواب
نہ دیا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس زباندراز کو قتل کرے خادم دوڑے جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا

دیکھا ایک پرے سے جلاد با خنجر برہنہ پکارتا نکلا ای پہلوان دوران مین اسکو قتل کرون اور مہلت ملے تو آپ کو بھی قتل کرون کسی سے ہلا مین نہ سُنتا کاؤس نے پکار کر کہا او جلاد جلد اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہی اپنی جرات پر اسکو ناز ہی جلاد نے نورالدہر کا ہاتھ پکڑا کہا ارے جوان بیٹھ جا تجھکو رہا کردون اورون کو قتل کرون تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ کے آگئے ہین ہر ایک کا قول ہی جلدی قتل کرو نورالدہر حیران حیران چہار جانب سے دیکھتے ہین کبھی بیتاب ہوکر پکارتے ہین ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے عجب مکر کیا ہی سوائے تیرے کون معین و مددگار ہی تو ہمارا پروردگار ہی تیری صفت کیا بیان ہوسکتی ہی

نظم

چو آمد آن گل رنگین بگلزار — بجنبش شد فدا ہر بلبل زار
گہے از گل عیان گشتہ گہ از خار — گہے از نور شد روشن گہ از نار
بیک جانب مسلمان مرد دیندار — بیکسو برہمن پوشیدہ زنار
گہے در خواب غفلت گاہ بیدار — گہے برق و گہے ابر گہربار
گہے از برگ شد ظاہر گہ از بار
نمایان شد گہ از مور و گہ از مار
گہے مستانہ گشت و گاہ ہشیار
گہے مہر و گہے ماہ پُر انوار
ز ہر صورت خدا صورت نماید — نقاب از چہرہ انور کشاید

کاؤس نے پکار کر آواز دی او جلاد جلد قتل کر جلاد نے نورالدہر سے آنکھ ملائی اشارہ کیا کہ سنبھل کے بیٹھیے اب نورالدہر کے ہوش درست ہوئے سمجھے کہ عیار ہمارا آگیا شبرنگ نے خنجر مارا نورالدہر کے ہاتھ اٹھادیا ہتکڑی کٹی نورالدہر نے سمٹ کر بیڑی کو مروڑا کاؤس نے پکار کر آواز دی اے پہلوانو اسکے عیار نے رہا کردیا ایک پہلوان نے چاہا جھپٹ کے نورالدہر کے تلوار مارون نورالدہر نے وہی بیڑی چرخ دیکر ماردی کہ اس پہلوان کا سر پھٹا نورالدہر نے تلوار اسکی اٹھالی شبرنگ نے حقہ ہائے آتشبازی مارے اندھیرا ہوگیا نورالدہر نے ستون بارگاہ کا تھام کے بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ لہرا کر گری نورالدہر و شبرنگ باہر نکلے نورالدہر کے ہمراہی جو اترے ہوئے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سنکر آپڑے تلوار چلنے لگی کاؤس نے قریب آکر نورالدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر کا سر کسیقدر زخمی ہوا نورالدہر نے زخمی ہوکر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس زخمی ہوکر بھاگا

افسر کا پاؤن اُٹھا تو کُل فوج کے پاؤن اُٹھ گئے کاؤس گینڈے کو اُڑا کر دور جا کے ایک نخل کے سایے مین کھڑا ہوا نورالدہر نے میمنہ و میسرہ کو پامال کیا لڑتے ہوے نورالدہر جاتے ہین کاؤس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہی فوج کو دیکھتا ہی سب بھاگے ہوے چلے آتے ہین ہرچند ترغیب دیتا ہی علم ہاے فوج سرنگون اہل فوج کے کلیجے خون ہین سیکڑون سر کٹ کٹ کے گر رہے ہین دریاے خون کی طغیانی کافرون کی حیرانی و پریشانی نورالدہر کے ساتھ فوج بہت کم ہی مگر شیر دشت نبرد ہین کافر اُنکے سامنے یابوخش کی گرد ہین صد عرنج کیا سوار پیدل بھاگے ملازمان نورالدہر بلوہ کرتے ہوے چلے آتے ہین مقابلۂ نورالدہر سے کافرون کے قلب تھراتے ہین کہ جو پہلوان گینڈا چمکا کر سامنے آیا علف شمشیر آبدار کا ہوا اب جو انکی فوج والے آئے اسپ بیہوش بھی پہونچا یا تیغۂ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ آیا جمکر لڑ رہے ہین غیرت سے کفار زمین مین گڑ رہے ہین۔ کاؤس پکار رہا ہی کہ ای خداوند ہفت پیکر مین تو آپ کے حکم سے آیا تھا مگر مہیب جادو کو جو بنجہ اُٹھا لیگیا تھا لیجا کر سامنے تصویر سنگی کے ڈالدیا تھا تصویر سے آواز آئی ای بندۂ خاص النحاص کیا رنگ ہی مہیب نے پکار کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا خردمنڈا بنارس کا گنڈا اُسکی دھونی مین کیا تھا کہ مین بیہوش ہوگیا تصویر سے آواز آئی ای بندۂ من قدرت یہان سے دیکھ رہے تھے فوراً قدرت نے آواز دی بنجہ تجھکو اُٹھا لایا تیری دستگیری کی مہیب جھلا کر اُٹھا کہا یا خداوند جہان وہ جوان ملیگا اسقدر گولے مارونگا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت نورالدہر نے کاؤس کو شکست دی صحراے ہول خیز مین لڑ رہا ہی کاؤس کو بچانا نورالدہر کا سر کاٹ لینا مہیب فوراً طرف صحراے ہول خیز کے روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ کاؤس کی فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہی کہ بھاگ کر اپنے بیشے مین جاؤن یون جان بچاؤن نورالدہر سب کے آگے لڑتے ہوے آتے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ باش ای نبیرۂ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ ایسا پہلوان ایسا گھبرایا یون شکست کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا مین ہون مہیب ابلق سوار یہ کہکے مہیب نے ایک گولہ مارا یا تو نورالدہر گھوڑے کو بڑھائے ہوے آتے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا

دوسرا گولہ مہیب نے مارا ساتھ والے نور الدہر کے پابہ گل ہوے مرکب جم گئے قدم نہین اُٹھاتے بعض کے مرکب بدلگامیان کر رہے ہین سوار کو لیے دوڑے دوڑے پھرتے ہین پیدل منھ کے بھل زمین پر گرتے ہین اُٹھ نہین سکتے تلوارین قبضے سے نکل گئین سپرین پشت سے گرین مہیب ہر چند اشارہ کرتا ہی کہ او طاؤس ان سبکو مار لے بالکل بیکار ہین مگر کاؤس ایسا خائف ہی کہ گینڈے کو نہین بڑھاتا مہیب زمین پر آیا آواز دی ہان یارو حریف کو قتل کر لو اب مسلمان بالکل بیکار ہین لاکھ لاکھ آواز دیتا ہی کافر ایسے ڈرے ہین کہ نہین بڑھتے مہیب نے زمین پر آ کر کلمات سخت کہے کہ او نامردو اب مسلمانون کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہی ہاتھ پانوٗن بیکار کر دیے زمین پر مثل مُردون کے پڑے ہین تمھارے گھوڑے تمھارے قبضے مین ہین اُنکے مرکب پابہ گل جب اسطرح مہیب نے کہا تب کافر گھوڑون کو درست کر کے بڑھے تلوارین چمکاتے ہوے چلے جو راہ مین مل گیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار کے پاس جو پہونچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹ کے گرا سوار کو بھی مار لیا صدہا بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوے کہ ہم حربہ کرتے ہین وہ حربہ نہین کر سکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بیقرار پکار رہے ہین اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے اس بلا سے نجات دے نظم

ہرچہ نازان است انسان ضعیف
ہرچہ طاقت ہست سرکش این خفیف
نیست امید بقا در زندگے
چون بسر مرگ است استادہ حریف
گل شود رخصت ز صحن بوستان
چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را خدا بخشد توان
حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
این غزل ہندی چہ خوش کردی رقم
زانکہ شد مطبوع خاطر این ردیف

یہ تو سب دعائین مانگ رہے ہین ملازمان کاؤس آمادۂ بدعت مگر حال سیماب تحریر کرتا ہون کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیماب نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ شاہزادے پر کیا گذری گوہر نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کر کے مہیب کو بیہوش کیا تھا اُسکو تو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا عیار و سردار آتے ہونگے سیماب تو عاشق جمال ہے رات بھر انتظار مین بیٹھی رہی

کبھی بے قرار ہوکر روتی ہی یاد مین شاہزادے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی **نظم**

خنجر قاتل پہ رکھدونگا گلا
خم کے خم پیتا رہا ہون ساقیا
آن پہونچا وعدۂ دیدار یار
یون قضا آئی رضینا بالقضا
عشق بازی مین کیا نقصان دل
ہستی فانی بڑا دھوکا دیا
کھولدے زنجیر مجھ دیوانے کی
بے مروت خود غرض نا آشنا

جی چلا بیٹھونگا ہون مین منچلا
کشتگان عشق سب گڑوا دئے
مژدہ باد ای عاشقان باوفا
بار الفت بھی اُٹھا کر دیکھ لون
مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا
چشم بد دور آج دیکھا آنکھ سے
ای پری تجھ پر بھی شاید جن چڑھا
دل جلیو تم ہر کس و ناکس سے رنجہ

ایک دو ساغر کے پیتے نشہ گیا
ای جزاک اللہ قاتل مرحبا
کشتۂ فرقت کیا تقدیر نے
رہ نجادے دل مین دل کا حوصلا
مار ڈالا بے ثباتی تو نے نری
شہرہ سنتے تھے جمال یار کا
نام کیا کیا آپ نے رکھوائے ہین
کیجیے جو وقت ہو مقتضا

اسی حسرت مین گریبان سحر چاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرا مین ٹھہر گئے ہونگے سیماب نے کہا ای گوہر ہمارے دل کی تمکو کیا خبر ہی جیسے ہی شاہزادے نے رہائی پائی تھی تخت سحر تیار کرکے اُسپر سوار کر لائی ہو تمین اگر شاہزادہ نے انکار کیا تھا تمنے کیون قبول کیا تمام دُنیا اُنکی دشمن سیکڑون پہلوان ہزار ہا ساحر اپنے زمانے کے سامری و جمشید ہین خدا کی قدرت ہی کہ خود ایک حرف سحر کا نہین جانتے اور ساحر کشی کرتے ہین مین تلاش مین اُس گوہر بے بہا کے صاحبقرانی کے نکلتی ہون گوہر نے کہا ای ملکۂ عالم ہمارا تمہارا جانا ہرگز صلاح نہین ہفت پیکر اپنی آنکھون سے دیکھ گیا سیماب نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اُس سے مقابلہ کرینگے بلا سے مارے جائین اس کشاکش سے تو مہلت پائین یہ کالی رات کس مصیبت مین کٹی ہی ہمین امید نہ تھی کہ روے سحر فراق دیکھین گے دیکھو سارے باغ پر کیسی اُداسی ہی پھول مرجھائے ہوے غنچے دہن بستہ بلبلین سر پیٹ رہی ہین میرے دل کو کیونکر آرام آئے ہفت پیکر اُنکا دشمن ہو رہا ہی مہیب کو نجمہ اُٹھا کر لیگیا وہ ضرور فتور برپا کریگا بڑا اچھلا ساحر ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکے سیماب اُٹھی گوہر نے کہا مین بھی ساتھ چلون سیماب نے کہا بوا تمکو اختیار ہی میرا دل تو آرام نہین لیتا مین جنگل جنگل ڈھونڈھونگی یہ کہکے سیماب نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی عقب مین گوہر جادو صحراؤن کو دیکھتی ہوئی جسطرف دیکھا کہ

صحرائے سبزہ زار ہی وہان ٹھہر جاتی ہی جب صورت زیبا نہین نظر آتی تو گھبرا کر آگے بڑھتی ہی آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اُتری کہ کان مین آواز آئی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی ہزارہا بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین کوئی کریم کہتا ہی کوئی رحیم کہکے پکارتا ہی کوئی سمیع و علیم کو یاد کرتا ہی ایک طرف سے آواز آتی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے کیا مسلمانون کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناچار ہین اب بالکل بیکار رہین پہلے ہمکو قتل کرتے تھے اب ہمنے بدلہ اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہی ارے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خدائے نادیدہ سے دعائین مانگتا ہی سیماب یہ آوازین سُنکر بیقرار ہوگئی اُس صدا کی طرف چلی آسمان پر آکے دیکھا کہ نورالدہر ایک مرکب پر خاموش کھڑے ہین تلوار نیام انتقام مین شبرنگ بن عمرو رکاب سے لپٹا ہوا قدمون کو بوسے دیتا ہی کبھی عرض کرتا ہی ای آقائے نامدار و ای مولائے قدرشناس کاشکے غلام نابینا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی مین نہ دیکھتا خدا آپکا حافظ و نگہبان ہی پیدا کرنے والے کا سراسر احسان ہو اگر کوئی معین و مددگار آجائے تو اس آفت سے بچالے وہ بندہ نواز چارہ ساز احکم الحاکمین رب العالمین ہی اُسکے نزدیک سب آسان ہی اور سارا لشکر مجبور زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہی صدہا کے سر کٹے پڑے ہین بعض رو رہے ہین بعض بلک بلک کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین مہیب جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کئی مرتبہ مہیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھکر نورالدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب نہ دیا جب تو مہیب نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھکر نورالدہر کی جانب پھینکا گولہ مثل شعلۂ جوالہ چلا سیماب دیکھکر بیتاب ہوگئی سب حال تو آنکھون سے دیکھ چکی ہی گولہ جب قریب نورالدہر پہونچا سیماب نے بیتابی و بیقراری کو اپنی ظاہر کرکے گولے پر تھپکی ماردی اور نعرہ کیا منم سیماب جادو گولہ اُلٹا پلٹا قریب مہیب کے پہونچا مہیب نے خون اپنا دیکر گولے کو دفع کیا سیماب اور مہیب سے آپس مین سحر چلنے لگا سیماب مہیب کے سحر کو دفع نہین کرتی ہی اور اہل اسلام پر سے سحر بھی اُتارتی جاتی ہی اکثر سوار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے مصروف جنگ ہوئے نورالدہر جو مبہوت سے تھے سیماب یہ بھری جل رہی تھی اول تو سیماب یہ زیادہ حیران تھی کہ ایسے صف شکن کی تلوار نیام مین کیون ہی بس کچھ ادھر ماش اپنے خون مین رنگین کرکے

سیماب نے نورالدہر پر پھینکے تب نورالدہر کے جسم مین طاقت آئی اسپ خوشخرام طرارے
بھرنے لگا نورالدہر نے تلوار کھینچی صفون مین دشمن کی ہنگامہ ہوا کہ یار و بود وہ تلوار کھینچ گئی
مگر سیماب ناچار ہو رہی ہی ہر مرتبہ صہیب وہ سحر کرتا ہی کہ سیماب تھرا جاتی ہی ڈر ہی کہ ای سیماب
کشتہ نہون بڑی یہ تدبیر ہی جان بچانا اکسیر ہی کئی زخم صہیب نے سیماب پر لگائے مگر سیماب ہر طرح
سینہ سپر کیے کھڑی ہی سامنے سے ہٹتی نہین جو سحر صہیب نے کیا سیماب دفع کرتی ہی مگر کانپ کانپ
جاتی ہی دل سے کہہ رہی ہی کہ ذرا بھی اسکو کوئی غافل کرتا تو مین اسکو مار لیتی نورالدہر کے سر پر
خود ندارد سر برہنہ شاہزادہ کھڑا لڑ رہا ہی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا کو مار ڈالا یہ
چاہتے ہین اپنے کو کاؤس تک پہونچاؤن اہل فوج کاؤس جان دیتے ہین نورالدہر کو بڑھنے
نہین دیتے سیماب اشارے کرتی ہی کہ ابھی آپ کے جسم مین طاقت نہین ہی مگر نورالدہر آمادہ
ہین کہ جاکر کاؤس کو مارون قضائے کار گوہر جادو جو پیچھے سے عقب مین سیماب کے
چلی تھی اسوقت آکر پہونچی دیکھا کہ سیماب کے سر سے خون بہہ رہا ہی مگر مقابلے سے صہیب کے
نہین ہٹتی گوہر نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم کیا تدبیر کرون سیماب نے کہا ای گوہر ایک
چشم زدن کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گوہر نے بڑھکر کان سے گوہر کلان نکالا اسپر
اسم سحر پڑھا طرف صہیب کے پھینکا صہیب نے دیکھا ایک شعلہ جوالہ میری جانب سے آتا ہی دوسنگ
ویکر اسے روکنے لگا ذرا جو صہیب کی نگاہ پلٹی سیماب نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسپر اپنا خون
ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاک کر سینۂ پر کینہ پر کارد پھینک ماری صہیب طرف سحر گوہر کے متوجہ تھا
چاہتا تھا موتی سی آبرو بچاؤن کارد جو آکر سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری ایک آندھی سیاہ
اٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من صہیب جادو بود بیرعل
سجا رہے تھے کہ ہمارے افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہی ایسا ساحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ سے
مارا گیا اب تو سیماب و گوہر سحر کرتی ہوئین طرف کفار کے چلین نورالدہر نے گھوڑا بڑھا کر سیماب
کا ہاتھ تھام لیا کہا ای سیماب ہمارے قاعدے کے سراسر خلاف ہی کہ غیر ساحر پر ساحر سحر کرے ہم سمجھ
لینگے سیماب نے منھ میٹ لیا کہا ای شہریار کفار نے جو سراسر خلاف کیا کہ ساحر کو آپکے سامنے کر دیا
صدہا بندگان خدا ہلاک ہوے آپکے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گینڈے کو

بڑھا نہ سکا مہیب نے جب گولہ مارا تو مین دیکھ رہی تھی آخر مین نے بیتاب ہوکر اپنے کو ظاہر کر دیا ورنہ وہ سحر مین مجھسے زیادہ تھا مخفی ہوکر اُس سے مقابلہ کرتی مگر دل بیقرار تھا یہی مناسب جانا گوہر عین وقت پر آئی مین نے شب بھر تڑپ تڑپکر قلعے مین کاٹی آپ اب بھی روکتے ہین چاہتی ہون کہ ایک سحر مین ان سب کو مٹا دون وہ آگ برساؤن کہ ان ناریون کو جلا کر خاک کر دون نورالدہر نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نورالدہر نے دی منہہ پیٹتی ہوئی سیماب ہٹی نورالدہر بلوہ کرکے جا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہمراہی مین نورالدہر کی شریک ہوے اپنے ساتھ والون سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا ای شیر بیشۂ جرأت مین آپ سے نہین لڑ سکتا چاہتا ہون ہمراہ رہون نورالدہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگا لیا اب کاؤس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار نیام مین کرو خدمت مین آکر حاضر ہو ایسے افسر کسکو ملتے ہین سب نے تلوار روکی آکر خدمت مین حاضر ہوے طاؤس ہاتھ سے شبرنگ کے مارا گیا بچھتر ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استاد کی تھی لیکر نورالدہر کو اُسی بارگاہ مین آیا نورالدہر نے کہا قلعہ مروارید نگار پر جلو فوج لیکر قلعے پر آکے فروکش ہوے قصد ہے کہ طرف طلسم کے کوچ کرین سیماب کہتی ہے ای شہریار مین رہبری کرونگی گوہر کہتی ہے اگر آپ کوچ کرین تو مین تا بلوح آپ کو پہونچاؤن شاید لوح حاصل ہو نورالدہر سے صلاح کر رہی ہین کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ملک ہے کہ اُس کا نام قلعۂ سیاہ پوشان کہتے ہین وہان کا حاکم بہمن شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے برائے مقابلۂ حضور آتا ہے کاؤس نے کہا ای شہریار مین ایک مرتبہ اسکے قلعے پر لشکر کشی کر کے گیا تھا مین نے اسکو زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ مین چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہے تین خندقین آگے قلعے کے کھدی ہوئی ہین سیماب نے کہا ای شہریار کنیز کو ضرور ساتھ لیجیے نورالدہر نے کہا تم اور گوہر قلعے مین رہو سیماب رونے لگی کہا ای شہریار میرے دل کو کیونکر تاب ہوگی کیا کہکے دل کو سمجھاؤن دلکی عجب کیفیت ہے۔ نظم

ماہرو دلبر ہوا ہی آن کر ہمخانہ آج غیرت برج قمر میرا ابنا کاشانہ آج

ہے منور شمع روے یار سے کاشانہ آج
پر جلین آئے اگر اس بزم مین پروانہ آج
اب نہین روکے سے رکتا وہ کسی کے ای پری
طوق و زنجیرین تڑاتا ہے ترا دیوانہ آج
آرہی ہے قلقل مینا سے حق حق کی صدا
وہ بت کافر ہوا ہے ساقی میخانہ آج
شمع رو دلدار سے کہنا ہے مجکو سوز دل
تخلیہ ہے کہدو باہر ہی رہے پروانہ آج
کسکا یہ رتبہ ہے ای ساقی زہے میرے نصیب
آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج
رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھپہ نر
باغ مین لپٹا جو مین اوس گل سے گستاخانہ آج

نورالدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ ہونا بہتر نہین تم قلعے مین رہو بشکل سیماب وگوہر کو قلعے مین چھوڑا آپ لشکر غیر ساحران ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے کاؤس بیشہ نشین بعہدۂ سپہ سالاری ساتھ ہے تین کوس قلعے سے آگے بڑھکر لشکر اوتارا تیسرے دن صحرا سے گرد اوڑی دیکھا بہمن تخت پر سوار کئی سو پہلوان پاپیادے تخت سے لپٹے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر علمہاے زنگاری کے پھر پھرے کھلے ہوے بڑے زور و شور سے بہمن آکر پہونچا اوترتے وقت اوسنے ساتھ والون سے کہا نورالدہر کون شخص ہے کہ جو یہان بڑھکر مقابلے کو آیا ہے مین سمجھا تھا قلعہ بند کرکے لڑے گا مگر کاؤس کے بھروسے پر آیا ہے کاؤس ہمیشہ سے حسن پرست ہے صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگیا ہوگا ایک زمانے مین کاؤس مجھپر چڑھکر آیا تھا مین بیمار تھا زخمی ہوا قلعے مین جاکر چھپا چاہتا تھا زخم اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کرون کچھ قریے وغیرہ لوٹ کر کاؤس چلا گیا اوسی کے گھمنڈ پر نبیرۂ حمزہ آیا ہے فنون سپاہ گری مین عاجز کردونگا کاؤس کی کیا حقیقت ہے اور نبیرۂ حمزہ کو سنتا ہے کہ ایک معشوق وضع ہے چاہتا ہون کہ جاکر بارگاہ نورالدہر کو دیکھون ساتھ والون نے کہا حضور بہ عہدۂ سفارت جائین اور نبیرۂ حمزہ سے استقبال لین نامے پر زر نثار کرائین حال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میر منشی سے حکم دیا نامہ تیار کرو ابدولت خود ایلچی بنکر جائینگے بارگاہ بھی اوسکی دیکھ لین کاؤس کو بہت حیران کرونگا میر منشی نامہ تیار کرکے لایا بہمن نے نامے کو دو بلغے سے باندھا سو پہلوان دو سو ملازم سوار و پیدل ہمراہ لیے کمال سج دھج سے طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر بیٹھے تھے کہ شبرنگ نے خبر دی بہمن بہ رسم سفارت آتا ہے لشکر مین بدعت کر رہا ہے نورالدہر نے کاؤس کو حکم دیا

کہ استقبال کرکے لاؤ ایلچی کے فخر و شرف مین کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان ساتھ لیکر برائے استقبال چلا کاؤس کو نورالدہر نے سمجھا دیا ہی ورنہ کاؤس بڑا آتشخو شعلہ مزاج ہی اُدھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر مین کاؤس سے سامنا پڑا صاحب سلامت ہوئی بہمن نے کہا ای کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپکے استقبال کو آیا ہون بہمن سمجھا کہ نورالدہر مجھسے دبا جب تو کاؤس کو برائے استقبال بھیجا کہا او کاؤس اب پیدل ہمارے ساتھ چلو گھوڑے پر سوار ہونا کاؤس نے کہا او بہمن آقا نے خوب سمجھا دیا ہی ورنہ تمھاری یہ مجال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے مگر خیر مین پیدل ہی چلونگا لیکن ایک عہد کرلو کہ جب میدان مین آنا مجھی کو بلانا اس سرکشی کا مزا دکھاؤنگا اسوقت حکم آقا سے نامدار ہی سوائے خاطر کے اور کچھ نہین کہہ سکتا مگر میدان مین حال کھلیگا بہمن نے کہا او کاؤس مین جو تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تمکو ہوگا وہ خیال خام ہی دل سے دور رکھو اُس زمانے مین مین بیمار تھا اسوجہ سے تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہی مین خود چاہتا ہون کہ سر میدان حال جرأت کھلے دب دب کے جو کاؤس باتین کرتا ہی بہمن کو اور غرور بڑھتا جاتا ہی کاؤس بہمن کو ساتھ لیکر بارگاہ نورالدہر مین آیا جمال جہان آرائے نورالدہر کو دیکھکر بہمن دنگ ہوگیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو مین دنگل کاؤس بچھا تھا اُسپر بہمن بیٹھا سو پہلوان اُسکے دنگلون پر کرسیون پر بیٹھے نورالدہر نے اشارہ کیا ساقی بجھن نے جام سامنے کیا نورالدہر نے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا تو بہمن کو یقین کامل ہوگیا کہ یہ جوان خوشامدی باتین کرتا ہی مجھکو تسخیر کر رہا ہی ضرور اطاعت کریگا استقبال وغیرہ بھولا نامہ سر سے کھولکر ہاتھ مین نورالدہر کے دیا نورالدہر نے اُسکو پڑھا بعد تعریف ہفت پیکر کے لکھا تھا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ گرفتار کرکے لے جاؤنگا اس اقلیم مین مجھ سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اور یہ تو مجھپر بخوبی ثابت ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہی اسی وجہ سے اطاعت کی مین اپنے قلعے کا بادشاہ کرونگا نورالدہر نے نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھکر دیدیا لکھا جب ہمکو سر میدان زیر کرنا تو سوال اطاعت کرنا کیا بیہودہ لکھا ہی اب تم برسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا ہمکو مناسب نہین

جاکر طبل جنگی بجواؤ میدان مین آکر مقابلہ کرو بعد زیر و زبر سوال اطاعت و غیر اطاعت کا اختیار ہی غرور کو دماغ مین جگہ نہ دو یہ کہکے گائنون کو اشارہ کیا ایک گائن شوخ و شنگ سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

یون کسطرح سے وصف خط مشکبو کرین ۔ کُلی کرین گلاب سے تب گفتگو کرین
کرلین وضو شراب سے مسنون جانکر ۔ ہم بادہ کش جو بیعت دست سبو کرین
منصف وہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو ۔ بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین
مضمون اس کمر کے نکالے نئے نئے ۔ عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین
سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب ۔ حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین
اُس گل کی بوے زلف سے تازہ دماغ ہین ۔ عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین
جیتے ہین ایک شاہ مسیحا کی یاد مین ۔ مردے جواب ہین جو ابھی گفتگو کرین
ہر شاخ مثل شمع لگی جلنے باغ مین ۔ گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ خو کرین
وہ مست ہون جو میکدے مین نہ جاوین ۔ تعظیم سرو قد مری اُٹھکر سبو کرین

نور الدہر نے دھوم سے بہمن کی دعوت کی اور ایسے خلق سے پیش آئے کہ بہمن بھول گیا دل مین کہتا ہی کہ یہ جوان مجھ سے دبا زیر تو مین اسکو کرونگا فوراً اطاعت کرے گا بلکہ کاؤس کے زیر ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پہر دن رہے نور الدہر سے بہمن رخصت ہوا نور الدہر تا دربارگاہ اسکو پہونچانے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا راہ مین پہلوانون سے کہتا ہی یارو تم مطلب اس جوان کا سمجھے نہایت محبت سے پیش آیا مین نے بھی تو وعدہ سلطنت کیا اور حقیقت مین اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی زور و قوت تو خیر مگر منچلا ہی ساتھ والے جواب دیتے ہین حضور کا رعب و دبدبہ ایسا ہی کہ اسکو دیکھکر دنگ ہوگیا ضرور آپ کی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھکر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت کو کہا یا کیونکر خوش نہو آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا سپاہ سالار بہمن نہایت خوش اپنی بارگاہ مین آیا سردارون کو مژدہ دیا کہ سردارون مین سوائے کاؤس کے اور کوئی پہلوان نہین ہی کل اسکو زیر کرونگا دوسرے دن نور الدہر کو زیر کرونگا اسی مقام پر

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہرکارے جو بعہدۂ جاسوسی لگے ہوئے تھے خبرین لیکر سامنے نور الدہر کے آئے بعد دعا عرض کی کہ بہمن حضور کی ملاقات سے بہت خوش گیا ہی اپنے مقام پہ کہہ رہا ہی کل کاؤس کو زیر کرونگا دوسرے دن نور الدہر کو اور بہمن نے طبل جنگی بجوا دیا نور الدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا لشکر مین تیاریان ہونے لگین آلات حرب وضرب درست ہو رہے ہین جسوقت کہ شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی طرف قلعۂ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زرین پوش بجوش وخروش تخت زرجدی پر مع فوج ضیا وشعاع جلوہ فرما ہوا فوجین میدان مین آئین صفین جمین کاؤس آگے بڑھا دورکابے مرکب پر جھوم رہا ہی جب فوجین جم چکین نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہمن سیاہ قبا نے گینڈا صف سے نکالا میدان مین آکر سراپا میدان کا دکھایا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان وای زیردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم بہمن سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نور الدہر کے آیا عرض کی اجازت میدان نور الدہر نے فرمایا اے برادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا بڑھایا نور الدہر کی تعریفین کرتا ہوا کاؤس بلیغہ نشین سامنے بہمن کے آیا بہمن نے کہا اے پہلوان تو نے اس جوان کی کیا سمجھ کے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھکو بہ فنون سپہ گری زیر کیا بہمن نے کہا مجھے یقین نہین آتا کہ تجھ ایسے دیو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکہ زیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کروگے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہین ایسے ایسے اُنکے سردار ہین کہ میری کیا حقیقت ہی مثل ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عقوبیل دیو پرور زرہانجان وبیحین خان ایسے ایسے کئی سو سردار ہین سب صاحبقران کے ساتھ ہین یہ یکہ وتنہا اسطرف آئے یہ لشکر اب جمع کیا ہی اے بہمن مجھے بھی یہی غرور تھا کہ ہاتھ پانون توڑ کے رکھدونگا لیکن جب مقابلہ پڑا کچھ بھی نہو سکا بہمن باتون پر کاؤس کی ہنستا ہی بہمن نے کہا میرے تیرے تو مقابلہ ہوگا کاؤس نے کہا مین حربہ نکرونگا جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب مین بھی حربہ کرونگا یہ سنکر بہمن نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین

نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین ایک مقام پر کاؤس نے نیزہ بہمن کا
تھپیڑا جو مارا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھلایا قبضے پر تیغ کے ہاتھ ڈالا کہ
اے کاؤس مجھے تجھ پر رحم آتا ہو مگر یہ تلوار وہ ہو کہ جسکا وار رکتا نہین اگر پہاڑ پر مارون
تا بہ بیخ کاٹون کاؤس نے کہا ہم اسی ضرب کے مشتاق ہین بہمن نے خبردار کہکے
ہاتھ مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغہ بہمن قریب سر کاؤس پہونچا کاؤس
نے سپر کو گردش دی صاف بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا باڑھ بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا بہمن
نے گریبان کاؤس کا تھاما دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی بہمن نے کہا
کہ اے کاؤس بالشتہ نشین اب کیونکر بچیگا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا اے بہمن مین کیا
تجھسے بایہ کمی کار رکھتا ہون غرور تیرے دماغ مین بہت ہو نہین معلوم کیا سمجھا ہو کیا تو ہی سپاہی
ہو جسنے یہ فن خوب حاصل کیا ہو دونون مین کشتی ہو رہی ہو لشکر والے تعریفین کر رہے ہین
نور الدہر اپنے مقام پر فرما رہے ہین کہ کاؤس بڑے مزے سے لڑ رہا ہو کسی مقام پر کمی
نہین کرتا کیا بہمن سے کم ہو بالیقین ہو کاؤس غالب آئے دو پہر ایک طور پر کشتی ہوئی
دوپہر ڈھلے بہمن نے دونون مونڈھے کاؤس کے تھامے ریل کرلے دوڑا سات قدم پیچھے
ہٹکر کاؤس آیا وہان پر آکے کاؤس کو غصہ آیا ساتوین قدم سے پلٹا کہا اے بہمن اب
ہماری باری ہو بہمن نے کہا کیا مجال اور ریل کر لیجاؤنگا بہمن نے اپنی طرف زور کیا اور
کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونون پاؤن بڑھائے وہان پر موشخانہ تھا دونون پاؤن
کاؤس کے موشخانہ پر پڑے گھٹنون تک اتر گیا بہمن نے ہکہ مارا کہ کاؤس کا کولہ اترا
اس صدمے سے بیہوش ہو گیا بہمن گراکہ کاؤس کی مشکین باندھ لون نور الدہر نے
ہر چند للکارا کہ او قابو پرست کیا کرتا ہو مگر بہمن لیگیا نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا
ہمکو دمبدم کی خبر پہونچانا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہو شبرنگ نے شاگردون کو
مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچانا نور الدہر پلٹے مگر نہایت رنجیدہ بہمن نے بارگاہ مین آکے
کاؤس کو مسلسل کیا پہلوانون سے کہا اسکا کولہ بٹھاؤ صبح کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات کو
تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار مین بیٹھا سرخ لباس پہنے ہوے کہا کاؤس کو لاؤ

مالک قید خانہ سر زنجیر کاؤس کو تھام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصے مین کانپ رہا ہی جیسے ہی دربار مین بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا ای کاؤس ابھی تک بلبلانا نہین گیا اگر میری اطاعت نہ کروگے فوراً قتل کرونگا آج لباس شیخ پہنکر آیا ہون کاؤس نے کہا او نامرد مکر سے گرفتار کیا اُسپر ناز کرتا ہی بہمن کے ہاتھ مین جام شراب تھا پی گیا دُرد شراب کاؤس پر پھینکا قطرہ دُرد کا جو کاؤس پر پڑا شعلۂ غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوا غصے مین آکر کھٹ مارا ہتھکڑی ٹوٹی طوق بھی مڑوڑا بہمن نے کہا اسکو مار لو ایک پہلوان سے اشارہ کیا اُسنے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی ماردی کہ پہلوان کا سر پھٹا تلوار اسکی کاؤس نے اُٹھالی بہمن نے آواز دی ارے اس کو گرفتار کرو سو پہلوان جو اسکی صحبت مین بیٹھے تھے تلوارین لیکر اُٹھے کاؤس لڑنے لگا کئی پہلوان مار کر ڈالدیے بہمن غل مچا رہا ہی کہ ارے اسکو گرفتار کرلو کاؤس کہتا ہی تم آکے گرفتار کرو انمین کوئی میرے لائق نہین ہے شاگردان خبرنگ برلے خبر حاضر تھے طرف لشکر نورالدہر کے بھاگے یہان صبح کا وقت ہی نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے فرما رہے ہین نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری کہ شاگردان خبرنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ بہمن مین لڑ رہا ہی ہزارہا ملازمان بہمن بارگاہ مین جمع ہوگئے ہین مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہین ڈال سکتا فرمایا ای خبرنگ مرکب ہمارا تیار کرو ملازم مرکب تیار کرکے لائے نورالدہر سوار ہوکے صرف خبرنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے اُس وقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بارگاہ آیا ہی دور سے دیکھا کہ بیچ مین ہزارون جوانون کے کاؤس شمشیر زنی کر رہا ہی کسیکا حوصلہ نہین پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گرد اُسکے لاشے پڑے ہوئے تڑپ رہے ہین بہمن گینڈے پر سوار اپنے پہلوانون کو ترغیب دے رہا ہی کہتا ہی یارو تم اتنے ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے جھپٹ جھپٹ کے پہلوان جاتے ہین ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہین بعض دور سے لینا لینا کر رہے ہین بخوف جان قریب نہین جاتے غل و شور کر رہے ہین کاؤس ہر مرتبہ بہمن کو للکارتا ہی کہ سامنے آ دیکھ تو کیا رنگ ہوتا ہی نورالدہر نے یہ معرکہ دیکھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کرکے آواز دی ای برادر

نہ گھبرانا مین آپہونچا کاؤس نے جو نورالدہر کو دیکھا چمک چمک کر لڑنے لگا کئی پہلوان بڑھ کر مارے نورالدہر نے تعریف کی کاؤس نے اُس ہنگامے مین پکار کر آواز دی کہ حضور ہی کی محبت کا باعث ہو کہ یہ جرأت حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سامنے نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہا ہو نورالدہر مصروف جنگ ہوئے لڑتے بڑھتے طرف بہمن کے چلے جب کئی مرتبہ نورالدہر نے للکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ مین نورالدہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار ماری کہ بہمن پلٹا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر وار اتروپکے جو تیغہ خارہ شگاف گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹتا تا دوابرو تیغہ پہونچا بہمن نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا چادر خون کی چہرے پر پڑی اور پہلوان بیچ بن آگئے بہمن خون پونچھتا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نورالدہر نے اُسی مقام پر مارے لڑتے ہوئے قریب کاؤس کے پہونچے زخم جو کاؤس نے کھائے کولے کے اُکھڑنے کا صدمہ بھی آنکھین بند کھڑا جھوم رہا تھا نورالدہر نے آکر ہاتھ تھاما فرمایا اے برادر ہوشیار ہوکے لڑو کہ فوج نورالدہر بھی آگئی بہمن نے ساتھ والون سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ مین زخم کو صحت دیکر پھر آؤنگا ساتھ والون نے بہمن کو ہوادار پر ڈالا اور طرف قلعۂ سیاہ پوشان کے بھاگے نورالدہر نے دو تین کوس تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب اُنھون نے گھوڑے بگٹٹ بھگائے تب نورالدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نورالدہر نے یہ کہکے روکا کہ اے برادر اب اُسکے تعاقب مین نہ جاؤ کل اسکے قلعہ پر لشکر کشی کرینگے اے کاؤس مجھے اس ملعون نے بڑا رنج دیا تمکو گرفتار کرکے لیگیا اور دربار بے لطفی سے سمجھا کاؤس کو سمجھاتے ہوئے پلٹے بارگاہون پر بہمن کی قبضہ کیا اُسی مقام پر اُتر پڑے یہ ہرکارون نے خبر سیماب کو پہونچائی شب کو آکر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ مین چلیے نورالدہر نے فرمایا اب ہم کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائینگے سیماب نے عرض کی کیون اپنے کو کشاکش مین ڈالیے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پر جانا ہی بجا کے جھگڑے آپ اپنے ذمے نہ لیجیے پھر یہ عرض کی کنیز کو بڑا تردد ہو دل کی یہ کیفیت رہتی ہو **نظم**

کٹ گئی عمر غم و رنج مین بیچارون کی
پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتارونکی

مرتے ہین بنگئی ہی جان پہ بیچارونکی خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتارون کی
شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر آنکھین سینکا کیے ہم آنچ پہ انگارونکی
نقد جان تک تو خریدونگا تجھے او یوسف چھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ خریدارونکی
بد مزاجی مرض عشق کے باعث سے نہین تندرستی مین بھی خو تھی ترے بیمارونکی
زلفین سرکا کے دکھا دو جو ذرا عارض صاف قلعی کھل جائے ابھی آئینہ رخسارونکی
ڈالدی پیپ کلیجون مین غم فرقت نے غور کرتے ہو تو کریو جگر افگارون کی
یارب اعمال کی اپنے ہمین ہو جائے سزا حشر پر رکھیو نہ تعزیر گنہگارون کی
رنگ کھلتا نہین کچھ حال تمھارا کیا ہی زرد سے ہو گئے ہو شکل ہی بیمارون کی

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ای ملکۂ عالم ہم ان دربندون پر قبضہ کرینگے عمر نامدار ہمارے فکر لوح مین آگے ہونگے ان مقامون پر اُنکو رستہ ملیگا بخیر و عافیت تا بہ مقام لوح پہونچین یہ چارون پہاڑ فتح ہون اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین جائے ہم لشکر کشی کرین جا کے اُسکو طلسم مین گھیرین آخر سیماب کو سمجھا کے رخصت کیا اب صبح کو سوار ہوے طرف قلعۂ سیاہ پوشان کے کوچ کیا منزلین طی کر کے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ مین آکے پہونچا علاج اپنا کرنے لگا بہمن کو تیسرے دن خبر پہونچی کہ نور الدہر اس قلعے کی طرف آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی گھبرا گیا ساتھ والون سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو قلعہ بند کر کے بیٹھون مصاحبون نے کہا اس قلعے کو سر سواری وہ فتح کر لیگا ان لوگون کا یہ بھی دستور ہی کہ جو ارادہ کیا اُس کو پورا کیا دس برس تک قلعہ کو گھیرے رہین جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹینگے جیسا کاؤس نے کیا کہ تمنے قلعہ بند کر لیا وہ پلٹ گیا یہ نہ پلٹین گے قلعے کو گھیرے رہینگے مصاحب یہ باتین کر رہے تھے کہ عیار اُسکا الماس تیز پا مجمع سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ آپ کیون تردد کرتے ہین غلام جاتا ہی گرفتار کر کے اُنکو لاتا ہی قتل کرنے کا آپکو اختیار ہو بہمن نے کہا ای الماس اگر یہ کام تو کرے تو گویا ملک بچا لیا مجھے بڑا انتشار ہی اُسکی جرأت و شوکت آنکھون کے نیچے پھرتی ہی اکیلا لشکر مین گھس آیا فوج بعد دیر کے آئی کاؤس کا اُسکو بڑا پاس تھا رفیق یہ عورجی بہادر تھا زور و طاقت مالک ملک لیاقت مگر میرا دل نہین چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کرون ای الماس

اُسی وقت بانہلے عیاری لگاکر قلعے سے نکلا طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر کو جو بھی منزل تھی ایک صحرا مین آکے اُترے ہین کاؤس نے بارگاہ استادہ کرائی لشکر اُترا نورالدہر شام سے خاصہ نوش کر کے جا کے سوئے مگر الماس پہر رات گئے لشکر نورالدہر مین پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہان ہے پشت بارگاہ نورالدہر پر آیا ایک گوشے مین بیٹھکر نقب کھودنے لگا پہر رات رہے جہرہ نقب کا بارگاہ نورالدہر مین توڑا سر نکال کے دیکھا شاہزادہ پڑا سو رہا ہے دوشالہ چہرے پر پڑا ہے الماس نقب سے نکلا روشنی گل کر کے قریب چھپر کھٹ آیا کانٹے سے دوشالہ اُٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہے کفچہ مین داروے بیہوشی کو رکھ کر پھونکا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے کود کے بھاگا نقب کو طے کر کے لشکر سے نکلا میدان پکڑا جست کرتا ہوا قلعے مین آیا بہمن رات بھر جاگا تھا کہ اب الماس آتا ہوگا اتنے مین الماس آکر پہونچا پشتارہ اسکے آگے ڈالدیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہے آہنگر کو بلاکر مسلسل کرلیا تب نورالدہر کو ہوشیار کرایا نورالدہر نے جو ہاتھ ہلایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھین کھول کر دربار کفر مدار کو دیکھا فرمایا او بہمن بد مکار کسی عیار کو بھیجکر گرفتار کرا منگایا جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر بہمن چاہتا ہے حکم قتل کا دون کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر بلوہ کرتا ہوا آتا ہے ایک خندق کے پاس پہونچ چکا ہے اب دونون خندقون کو فرایا چاہتا ہے بہمن یہ خبر سُنکر حیران ہو گیا رفیقون سے کہا اب کیا کرون سب نے کہا اس جوان کو کنشان بالاے قلعہ لیجایئے زیر تیغ بٹھا دیجیے اور کاؤس سے پکار کر کہیے اگر تو قریب پھاٹک آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل ہونا نورالدہر کا گوارا نکریگا فوراً پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو پسند آئی نورالدہر کو بالاے قلعہ لایا دیکھا کاؤس مع فوج ظفر موج ایک خندق فرا چکا ہے دوسری کو فرانا چاہتا ہے بہمن نے پکار کر آواز دی اے کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغہ کھینچ کر سر پہ نورالدہر کے آیا جب تو کاؤس منتین کرنے لگا کہا مین پلٹا جاتا ہون آقا کو نہ ستاؤ نورالدہر نے پکار کر کہا بھی کہ اے کاؤس تم مشقت کر کے آئے ہو اپنے کو نہ روکو ہمکو قتل ہوجانے دو کاؤس نے کہا غلام کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کرے پھر پکار کر آواز دی اے بہمن اگر آقا کا ایک

سوے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی بباد فنا اُڑادونگا ایک ذی حیات کو قلعے مین زندہ نہ چھوڑونگا تجھکو آکر قتل کرونگا ناچار کاؤس پلٹا اب بہمن نورالدہر کو لیکے قلعے مین آیا رفیقون سے کہا یہ بڑی مشکل ہی جب تک کاؤس کی تدبیر نہو تب تک اس جوان کو قتل نہین کرسکتا یہ کہکے حکم دیا نورالدہر کو قید کرو ایک مکان مین لیجاکے نورالدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور ہی کہ روز صبح کو گینڈا اُڑاکر قریب قلعے کے آتا ہی جب بہمن نورالدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہی تب پلٹ جاتا حیران ہو کہ کیا کرون قضاے کار تیسرے دن جو کاؤس بلوہ کرکے آیا قریب قلعے کے پہونچا بہمن نے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نورالدہر کو وہان نہ پایا سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہوگیا یہان کاؤس خندق کو طے کرتا ہوا برابر پھاٹک کے پہونچا چاہتا ہی پھاٹک توڑے بہمن نے کہا اے الماس تیز پا کوئی تدبیر کرو الماس نے کہا اور گنہگار کو بشکل نورالدہر بناؤ زیر تیغ بٹھاؤ آخر بہمن نے یہی کیا اور ایک شخص کو بصورت نورالدہر بنایا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر کہہ گیا کہ اے بہمن تم بچکے میری ہاتھ سے قضا ہی کہان جاؤگے جسدن غافل ہوے فوراً قلعے مین گھس آؤنگا پہلے تجھکو قتل کرونگا بہمن خاموش ہو رہا نورالدہر پہ معرکہ یہ گذرا کہ جب قلعے مین بلوہ ہوا کہ نورالدہر کو الماس تیز پا گرفتار کرلایا بہمن کی ایک بیٹی ہی کہ اسکا شیرین عذار نام ہی اُسنے کہا مین بھی جا کر دیکھون مسلمان کس وضع کے ہوتے ہین کوٹھے پر آئی اُسوقت نورالدہر و بہمن سے کلام ہو رہا تھا اُسکی نگاہ جو جمال نورالدہر پہ پڑی بیتاب ہوگئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل مین آئی آخر دریافت کیا کہ فلان مکان مین نورالدہر کو قید کیا ہی کئی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین کنیزون نے حال کہا کنیزین سمجھاتی تھین شیرین عذار کہتی تھی کیونکر دل کو سمجھاؤن کیونکر خاموش رہون دل کی تو عجب کیفیت ہی اور ہی صورت ہی

نظم

خون گرفتہ کوئی جینے سے نہ یون بیزار ہو — شاہ رگ پھڑکے اگر عریان تری تلوار ہو
چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ — تو ہی اے ساقی بتا وہ دست کیا ہشیار ہو
کس مین ہی تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت — کون ہی مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو
قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم زندان عشق — دونون یکسان ہین ہمین سبحہ ہو یا زنار ہو

پاس اظہار محبت بھی ہے انسان کو ضرور یا صنم دل مین ہو لیکن لب پہ استغفار ہو
مصر مین یہ چلے مقابل تمکو یوسف کے کرین گفتگو جیسے زلیخا سے سر بازار ہو
تیغ ابرو پر تیرے کیونکر گلا کاٹے نہ زنان کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناچار ہو

تیسرے دن ملکہ بہت بیقرار تھین کہ کوکا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملکہ کو اس حال پر ملال مین پایا دریافت کیا کہ خیر تو ہے وزیرزادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا ناز ہے ایک مکان مین آیا کہ وہ خالی پڑا تھا وہان سے نقب لگائی نورالدہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے پہونچایا نورالدہر بھی شیرین عذار کو دیکھکر مائل ہوے سفاک روز خبرین پہونچاتا ہے کہ سردار آب کار روز بلوہ کر کے قریب قلعہ کے آتا ہے بہمن نے یہ مکر کیا ہے کہ ایک گنہگار کو آپکی شکل بنا رکھا ہے اسی کو دکھاتا ہے کاؤس پلٹ جاتا ہے نورالدہر نے کہا اے سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر پہونچاؤ سفاک نے کہا ہر چند کہ قلعے سے نکلنا بہت مشکل ہے مگر مین بادشاہ سے جا کر کہتا ہون کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین کاؤس کو پکڑ لاؤن اس حیلے سے جاؤن اپنے تئین پاس کاؤس کے پہونچاؤن نورالدہر نے کہا ادھر سے کاؤس آوے اور باغ سے مین نکل پڑون ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار آپ نہ نکلیے ایسا نہو کہ دشمن گرفتار ہو جائین سب آپ کے دشمن ہو رہے ہین نورالدہر نے کہا اے سفاک تم جاؤ جا کر بادشاہ سے عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر کرو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہے کہ ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جاے کہ اسنے نورالدہر کو چرایا تو فوراً بادشاہ قتل کرے گا اور زندہ نہ چھوڑے گا سفاک تو خدمت مین بادشاہ کی آیا الماس جو نورالدہر کو چرا کے لایا تھا تلاش نورالدہر مین پھر رہا ہے جی مین کہتا ہے ایسا کون گستاخ تھا کہ جو نقب دیکر لیگیا کیونکر تلاش کرون بادشاہ کے سامنے جا کر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دین تو مین کاؤس کو پکڑ لاؤن بادشاہ خوش ہو گیا کہا اگر تو کاؤس کو گرفتار کر لائے تو دولت دنیا سے نہال کرونگا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نورالدہر کو کوئی قید خانے سے چرا لیگیا اسکا پتہ نہین ملتا ہے سفاک تو تلاش کر عرض کی پہلے مین کاؤس کو گرفتار کر لاؤن تو اسکو بھی تلاش کر دونگا بادشاہ نے حکم دیا کھڑکی پھاٹک کی کھولدو سفاک باہر جائیگا جب یہ کاؤس کو گرفتار

کرلائے تو پھاٹک کھول دیا فوج والون سے مجھکو کیا خوف ہی دم بھر مین سبکو پامال کرڈالونگا سفاک تو اُس طرف چلا الماس پھرتا پھراتا طرف باغ ملکہ کے آیا گانے کی جو آواز سنی کہ کوئی گائن یہ غزل گا رہی ہے۔ **نظم**

مین وہ ایذا دوست تھا راحت سے مجکو غم ہوا
زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا
شب گھٹی ہر پردہ دارِ عشق محوِ غم ہوا
رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا
جان لی یا دلب شیرین نے تیرے ای صنم
میرے حق مین التفات انگبین بھی سم ہوا
درد دل زخم جگر کو اُن سے ایذا تھی مگر
ترک صحبت جسنے کی آخر کو اُسکا غم ہوا
زخم پڑ کر کھل گئے سینون پر اہل بزم کے
تھا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا
عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم
کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

الماس نے جو گانے کی آواز سنی کان اُسکے کھڑے ہوے پہلوے باغ پر آیا کمند پار کر دیوار پہ چڑھا دیکھا نور الدہر پہلو مین شیرین عذار کے بیٹھے ہین اور سفاک نقب زن کا ذکر ہو رہا ہی کہ اگر اُسنے جاکر کاؤس سے ذکر کر دیا تو کل صبح کو قلعے مین قیامت ہوگی مین ضرور نکلونگا بڑی نامردی ہی کہ سردار تو ہمارا پھاٹک توڑ کر آئے اور ہم نہ ہون ملکہ رو رہی ہین کہتی ہین ای شہریار مین آپ کو نہ جانے دونگی ہر متنفس آپکا دشمن ہی ہمین کو آپ سے بڑی کد ہی نور الدہر کہتے ہین مین ضرور جاؤنگا ملکہ دامن پکڑے ہوے فرما رہی ہین کہ ای شہریار مجھکو ساتھ لے چلئے مین بھی اپنی جان دونگی مجھسے صبر نہو گا دل اپنے قابو مین نہین ہی **نظم**

ناز ہی غمزہ ہے یا اعجاز ہی
سحر ہے افسون ہی یا انداز ہے
وہ ہی آئینہ ہے مشق ناز ہے
چشم بد دور اب تو اور انداز ہے
کیا کرون اظہار سرِ عشق کا
عاشق و معشوق کا یہ راز ہے
ہین پھڑکتے نو گرفتار قفس
توڑتی پر حسرتِ پرواز ہے
حکم ہی چھیڑین نہ سازندے بھی ساز
کیا مزاج دشمنان ناساز ہے
فتنہ برپا وہ کرینگے صبح و شام
گر یہی شوق خرام ناز ہے
مر بھی جاؤن تو نہ پوچھو جھوٹون بات
واہ مشفق واہ اچھا ناز ہے

گو گھلا دے یا جلا دے مثل شمع — سوز سے بے یار ہم کو ساز ہے
ہمنے دیکھا رفتار تیرے یار کو — سرو سا قد اک بہت طناز ہے

الماس نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتا ہو اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر مین لیکر دشمن کو بیٹھی ہی کل صبح کو قلعے مین ہنگامہ ہوگا دیوار سے اُترا کہ جا کر بادشاہ کو خبر کرون رات ہی کو اس جوان کو مار لیں اور اس درانداز کو بھی قتل کرین لیکن یہ جوان اکیلا نکلنے پر ضد کر رہا ہی دیکھیے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر در شاہی پہ آیا محلدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا بہمن نے پوچھا اے الماس کیا ہی کہا حضور بڑا غضب ہوا مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا صاحب زادی آپ کی قید خانے سے نور الدہر کو لیگئین پہلو مین لیے بیٹھی ہین سفاک لقب زن کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے نور الدہر کو قید خانے سے چھڑا کر لیگیا اپ کاؤس کو خبر کرنے گیا ہی رات ہی کو چلکر نور الدہر کو مار لیجیے یہ سُنکر بہمن بہت جھلایا کہا مین خود چلتا ہون چلکر نور الدہر کو قتل کرونگا سب کنیزون کو مٹاؤنگا اُس گیسو بریدہ کو سر بازار لاکر قتل کرونگا اُسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہی یہ کہکے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر چلا پہر رات باقی ہی نور الدہر مسند پہ بیٹھے ہین پہلو مین شیرین عذار کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جیے کسی نے خبر پہونچا دی باغ سارا گھر گیا بہمن خود آیا ہی کنیزین بیٹھنے لگین نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے کہا صاحب مین کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھرا ہوا ہی نور الدہر نے ملکہ سے دامن چھڑایا فرمایا اے ملکۂ عالم بڑی مشکل کی بات ہی سب بیچارے اندر گھس آئینگے بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہین یہ نہ سوچا کہ وہان بیٹی ہی یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اُسکو خیال نہین تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کرینگے کہ وہ بیچارے اندر گھس آئین باہر نکل کر روکین گے یہ کہکے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اُسپر سوار ہوے بہمن دروازے پہ کھڑا پکار رہا ہی ارے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ ابھی توڑونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جرأت صاحب شوکت و شان نور الدہر بن بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوے باغ سے باہر نکلے بہمن نور الدہر کو دیکھکر بھاگا فوج والون کو آواز دی ہان یارو اسکو مار لو تمام فوج نے نور الدہر پہ بلوہ کیا نور الدہر نے

نعرہ کیا یا شہدا ای کافران سیہکار و ای نابکاران بد دغا۔ نعرہ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبتش
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگر۔ ز طفلی بہ جرأت ہنر دوختم + لقا را بیک دست بر داشتم + ظفر بر یلان عرب یافتم + شہ نوجوانان لقب یافتم + نعرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا افسرون کو تاک تاک کر مارا ملکہ کوٹھے پر چڑھ آئین کنیزون سے کہا تیر مارو کنیزون نے کمانین سنبھالین تیر مارنے لگین جس خطا شعار پر تیر پڑا سہم کر گرا کافر حیران ہین کہ آسمانی آفت کہان سے آتی ہی کئی سو سوار گرے الماس نے سر اٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا دیکھیے آپ کی صاحبزادی تیر مار رہی ہین بہمن نے کہا ادہر نور الدہر کو گھیرو مین جا کر ملکہ کو پکڑون نصف فوج نے نور الدہر کو گھیرا نصف فوج سے تو نور الدہر مصروف جنگ ہین نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہی نصف فوج نور الدہر سے جنگ کر رہی ہی مگر نور الدہر ہمہ تن چشم بنے ہوے پشت و پہلو سے خبردار شیرانہ جنگ کر رہے ہین مگر کد و کاوش مین خود سر سے گر گیا سر برہنہ زلفین کھلی ہوا سے اڑ رہی ہین جنسے بوے مشک و عنبر آتی ہی ملکہ بیقرار ہو کر خدا سے دعا کرنے لگین پکارتی ہین ای کارساز و ای بے نیاز اس آفت سے بچالے نظم

حق ترا تاج شرف بخشید بر وحش و طیور
سر فرازی داد بر جن و ملک غلمان و حور
یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو
دم غنیمت دان و ہر دم باش حاضر در حضور
گر تو باشی ہر زمان سرگرم در عجز و نیاز
حضرت مولے بحالت لطف فرماید ضرور
قاصر از خدمت مباش ای صاحب صدق و صفا
کن نہ اندر بندگی ای بندہ یکساعت قصور
بایدت اندر محبت آہ سرد و رنگ زرد
جان و دل از سوز باطن گرم مانند تنور
ہست دنیاے دلی دریاے ناپیدا کنار
تا توانی زود زین بحر تحیر کن عبور
زود ز عرفان تصفیہ باید دل ناصاف تو
حق نماید پردہ خود بینی از چشم تو دور
حاضر و ناظر پس و پیشت خدا آید نظر
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

نور الدہر تیس ہزار جوانون مین یکہ و تنہا لڑ رہے ہین بہمن بلوہ کیے ہوے طرف باغ کے آتا ہی

جب کنیزین تیر مارتی ہین سو دو سی کو گرا دیتی ہین بہمن نعرے کرتا ہوا آتا ہی او شوخ دیدہ او گیسو بریدہ آکے باغ کو فتح کرتا ہون ایک ایک نخل کاٹونگا دیوارین باغ کی گرا دونگا کسیکو امان نہ دونگا اب کیا نورالدہر کو زندہ چھوڑونگا آکے ایک ایک کو مٹاؤنگا ملکہ نے خود تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور پکار کر آواز دی او خطا شعار اپنے کو تیر سے بچا تاک کر تیر مارا گینڈے کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے جست کی بہمن گینڈے سے گرا لوگون نے اُسکو اُٹھایا لیکر ہٹ گئے اور گینڈے پر سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو لشکر نورالدہر مین پہونچا کاؤس کو کب آرام ہی آب و دانہ اُسنے ترک کیا ہی رات دن مسلح رہتا ہی کہ اُسنے دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہی پکار کر آواز دی کون آتا ہی جواب دے ورنہ مین تیر مارتا ہون سفاک نے آواز دی خیر خواہ دولت ہون تمھارے پاس آنا چاہتا ہون کاؤس بشنیدن رُک گیا آگے بڑھکر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے بیان کیا کہ مین دختر بہمن کا عیار ہون مین نورالدہر کو قیدخانے سے چرا کر لیگیا تمنے دو تین دن دھوکا کھایا ایک گنہگار کو نورالدہر بناکے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھ کے پلٹ آئے اب مین نے بموجب صلاح شاہزادہ تمکو خبر کر دی کہ اب جو وہ مکر کرے نہ رکنا جلد سوار ہو رات ہی کو بلوہ کرو اسوقت بالاے قلعہ لوگ کم ہین نہین معلوم قلعے مین کیا ہنگامہ ہی بادشاہ سے مین نے اطلاع کی کہ مین کاؤس کو خبر لاؤن تب بادشاہ نے مجھکو حکم دیا مین اس حیلے سے آیا کاؤس نے شبرنگ کو برابر کھڑا کر لیا ہو کہ اے جہتر والا گوہر اس عیار کی باتین سُنو کچھ عیاری نہ کرتا ہو شبرنگ نے سُنکر کہا یہ سب سچ کہتا ہی بلکہ اسکو شاہزادے کا تردد ہی کہ شاید کوئی دراندازی کرے اے کاؤس جلد چلو کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز سُنکر دوڑ پڑے کاؤس نے کہا قاعدے سے چلو قلعے سے توپ پڑے گی اپنے کو بچاکر قریب خندق پہونچاؤ مین تو سینہ سپر جاتا ہون کاؤس نے گینڈا بڑھایا گنجک ماردی کہ گینڈا تڑپ کر چلا اہل قلعہ نے جو کاؤس کو آتے ہوے دیکھا غل مچا کر آواز دی کہ اے کاؤس آج کیا ہی جو رات کو بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اُسی گنہگار کو بلوا کر زیر تیغ بٹھایا کاؤس نے

کہا ای مکارو اب مین تمھارے فریب کو کب مانتا ہون مین تمھارے دام مکر مین گرفتار رہا اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کرو مین اب نہین منع کرتا اتو قلعے والون نے توپین مارین کاؤس کا وہ پر گینڈے کو ڈالے ہوے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کترا کے پہونچے کاؤس خندق فرایا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہی تینون خندقین کاؤس فرایا برابر پھاٹک کے پہونچا ادھر تو کاؤس نے تیغہ مارا ساتھ والون نے گلکھاڑے و خنجر مار کر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہی اہل قلعہ نے پھاٹک پر روکا کاؤس سے تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہی کئی سو جوان مار کر ڈالدیے اوس گنہگار کا بھی ہاتھ پکڑ کے اوٹھایا وہ عین غین کرنے لگا کاؤس نے اسکو ایک لات ماری سفاک نے کہا بھی کہ ای افسر اعلی یہی مکر تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے مین آیا دور سے دیکھا کہ آقا گھیرے ہوے ہین تیس ہزار مین اکیلے لڑ رہے ہین کاؤس بیتاب ہوگیا نعرہ کر کے طرف بہمن کے چلا فوج سے کہا جا کے آقا کے شریک ہو نورالدہر تنہا حربے روک رہے تھے جسکے ہاتھ مار دیا اوسکے دو ٹکڑے کیے کہ یکایک بلوہ ہوا دیکھا نورالدہر نے کہ کاؤس بیشہ نشین دریاے خون مین نہایا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہی نورالدہر نے آواز دی ای یار وفادار کیا کہنا خوب وقت پر پہونچے یہ کہکے بہمن کو للکارا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ کر تو نے مشہور کیا تھا کہ مین زیر کر لایا کاؤس جنگ مین شریک ہی نورالدہر لڑتے بھڑتے تا بہ بہمن پہونچے للکار کر مقابلہ مین جا پڑے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے تھے عرصے مین کاؤس نے فوج کو تہ و بالا کر دیا کئی ہزار جوان بہمن کے قتل ہوے آخر مین جو بہمن نے ہاتھ مارا نورالدہر نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کی پھینکی دست حق پرست بڑھا کے کمر زنجیر مین ڈالا زور کیا خانہ زین سے بہمن کو اوٹھا لیا گرد سر کے چرخ دیا چاہا زمین پر مارون بہمن نے آواز دی الامان نورالدہر نے فرمایا امان بہ شرط ایمان بہمن کلمہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب نے آکر قدمبوسی نورالدہر کی کی نورالدہر و کاؤس ہمراہ اوسکی بارگاہ مین آئے بہمن نے کہا حضور

تخت پر بیٹھیں نور الدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھتے نور الدہر ڈنگل پر آکے بیٹھے بہمن نے وزیرون کو اشارہ کیا اُنھون نے ترنج خوشبوئی سینے پر نور الدہر کے لگایا نور الدہر نہایت خوش ہوے فرمایا ای بہمن ہمنے اس تقریب کو بدل و جان قبول کیا لیکن ہم بر سر راہ ہین ہمین تابہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہی ہمارے عم نامدار تلاش لوح مین ہین بچشم ہمارا صحراے نرگستان مین فروکش ہی سبکا اسی سمت ارادہ ہی کہ سب طرف سے بلوہ کرین ہفت پیکران پہاڑون کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم ہفت پیکر مین جائے کوچ کا سامان تیار کرو اُدھر سے پلٹ کر عقد کرینگے فی الحال فرصت نہین ہی بہمن نے کہا غلام ہمراہ رکاب رہے گا نور الدہر نے قبول کیا کاؤس بلیشہ نشین سپاہ سالار قرار پایا بہمن کو بادشاہ لشکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نور الدہر قلعہ سیاہ پوشان پر بصد شوکت حشمت فروکش ہین وقت پہ ذکر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران

بعد چھوٹنے قید کے ایک صحراے پر فضا مین فروکش ہین ارادہ ہی کہ اپنے کو تا بہ کوہ نیرنگ پہونچاؤن - باقی حالات متعلقہ داستان ہذا - ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقئے باتمیز
کہ جام و سبو تجھکو ہوگا عزیز
تری چال بھاتی ہی ای مہ لقا
تو ہی سرو گلزار حسن و صفا
تری میکدے مین جو آمد ہوئی
تو رندون کو جلسے کی بھی کد لگی
گلابی سے رونق ہوئی بزم کی
کہ ساقی کی آمد سے رونق ہوئی
تجھے ساقیا جام جم کی قسم
تجھے اپنے جاہ و حشم کی قسم
دکھا دے جو چہرے کا تو اپنے نور
کہ ہو قلب کو ایک غیب کا سرور
یہ ساقی نے تسکین دی برملا
چلے ہم کہ دور مصفے چلا
نہو رند میخوار اس درجہ تنگ
کہ صحبت کی ہو جیسے دلمین امنگ
وہ جلسہ جسے آج تو خواستہ
کہ ہو رند مشرب نہ برخاستہ
کیا دختر رز نے آخر حجاب
کہ ڈالی ہی چہرے پہ اپنے نقاب
ہر اک بادہ کش کو یہ خواہش ہوئی
کہ دیدار کی سبکو خواہش ہوئی
نہالان گلزار ہین سبز پوش
کہ ہو نہر کو بحر الفت کا جوش
تڑپتی ہین کل مچھلیان نہر مین
ہر اک موج بھی ہی اسی لہر مین
قدمبوس ہون ساقی جم کے ساتھ

قدم اُسکے ہون اور رندون کے ہاتھ
چھپاتی ہے منھ رند میخوار سے
کہ مشتاق ہین تیرے سب باوفا
ترے دور مین ساقی مہ لقا
پڑھاتے ہین میخوار غم کے رسوم
اسیر جہان گیر والا تبار
ہوے مکر سے کافرون کے اسیر
اُنھین کی رقم ہوتی ہے داستان

مگر دخت رز خوب بے باک ہے
کیا آہ محروم دیدار سے
نہال تمنا مین آوے ثمر
یہ رندون نے دیکھا نیا ہے مزا
چل اے توسن کلک جادو رقم
کہ جن سے ہین کفار سب شرمسار
سُنی جب علمشاہ نے یہ خبر
کہ حالات جرأت مین کرنا عیان

جو دیکھا تو کیا چست و چالاک ہے
ذرا بزم مین پھر تو صورت دکھا
کہ ہو کشت امید پھر بارور
کیا منچیون نے بھی آکے ہجوم
کہ سامان عیش و فرح ہین بہم
ہوا جلسہ اسلام رونق پذیر
چھڑایا پدر کو بصد کروفر

چہرہ غازیان غزوات سرفروشی و سرمستان جام مدہوشی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر مصنف راقمان کتاب عشق انگیز + می نگارند داستان غم خیز + صاحبقران زمان کو بعد رہائی زندان ملکہ ہفت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہے خواجہ سے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ اب یہ دریافت کرو کہ رستم کس مقام پر ہین تحفہ جات تو ماشاء اللہ اُس صاحب اقبال نے بابے لوح ملنے مین کیا دیر ہے قضائے کار ایرج آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پر آشوب ہین ایسا نہو کہ جاکر کسی عجائب و غرائب مین مبتلا ہو لندھور نے عرض کی نیاز مندون کو شکار کھیلے گا شام کو پلٹ کر خدمت مین آئیگا لندھور نے داراب عیار کو حکم دیا داراب نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پر مہیا کر دیا لندھور باہر آئے شبرنگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے فرہاد خان بلکفرنی بھی ہمراہ ہے سبکو ساتھ لیکر صحرا مین آئے طبل بازگشتی پر چوب پڑی یکایک طائر جھاڑیون سے نکلنے لگے باز اور بہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اسقدر جانوران پرند شکار کیے کہ ارابے بھر گئے قضائے کار ایک تیہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ مین باز تھا اُس تیہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جاکر تیہو کو گھیر اطمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے لے چلا لندھور نے مرکب مہمیز کیا ایک مقام پر باز نے تیہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب مہمیز کرکے جو اُس مقام پر پہونچے دیکھا تیہو زمین پر پڑا ہے باز اُسکو نوچ رہا ہے

لندھور گھوڑے سے کودے دیکھا ایک خیمہ استادہ ہے دروازے پر چند کنیزین ماہ رخسار ٹہل رہی ہین جیسے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہے کہ خیمہ کا پردہ اٹھا برج خیمہ سے ایک آفتاب طالع ہوا ایک نازنین مہ جبین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال بے مثال پر نگاہ پڑی تیر مژگان تودۂ دل پر پڑے یارائے صبر نہ رہا بے اختیار پکار اٹھے اے مہ جبین و اے نازنین ایک نگاہ پھر ادھر اٹھا دے وہ مہ جبین پلٹ گئی پردہ خیمے پر پڑ گیا کنیزین کہتی ہین اے شخص تو کون ہے کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہے یہان سے اٹھ جا بیٹھنے کا ارادہ نکرنا ملکہ ناہید مرصع پوش خفا ہونگی لندھور نے ایک کنیز کو اشارے سے اپنے قریب بلایا کہا اے ماہ پیکر و اے سیمن بر مین اپنے ہوش مین نہین ہون شاید دل پہلو مین نہین یہ پیغام میرا پہونچا دے۔ نظم

لڑ بھڑ کے تم اغیار سے مر کیون نہین جاتے
اے رند جو دل مین ہو وہ کر کیون نہین جاتے

اکتائے ہوے بیٹھے ہو گھر کیون نہین جاتے
اے غیرت حور رشک قمر کیون نہین جاتے

جراح مرے زخم جگر بہتے ہین دن رات
ناسور نہین ہین تو یہ بھر کیون نہین جاتے

تھم جانے کی کیا وجہ کوئی رونا ہے یہ بھی
دن رات بہے دیدۂ تر کیون نہین جاتے

رہزن کا تو اندیشہ نہین راہ عدم مین
ہم ساتھ لیے زاد سفر کیون نہین جاتے

کیون خاک اڑاتے ہین ہم اس راہ گذر کی
اس کوچے مین ہم خاک بسر کیون نہین جاتے

ہے یہ بھی کوئی زیست کہ مردے سے پڑے ہین
پھٹکار رہے اس جینے پہ مر کیون نہین جاتے

اے عاشق بیدل کو خوشی رنج اسی کی
دشمن مرے فی النار سقر کیون نہین جاتے

لندھور نے اس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمھارا احسان ہوگا۔ خواص نے جواب دیا کہ مین جا کر عرض کرتی ہون جیسا وہان سے جواب ملے یہ کہکے خواص اندر گئی نہین معلوم وہان جا کر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلیے آپ کو یاد فرمایا ہے لندھور اندر آئے برج آفتاب مین داخل ہوے یہ رعنائی و زیبائی اندر خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطف سے آراستہ فرش مشجر بچھا ہے مسند جواہر نگار آراستہ گرد اسکے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کنیزین دست بستہ کھڑی ہین مسند پر

وہ سرو ناز بصد انداز جلوہ فرما ہے کنیزین دست بستہ حاضر کوئی پھولون کی پنکھیا لیے جھل رہی ہے اور کوئی اُگالدان چاندی کا لیے کھڑی ہے کسی کے ہاتھ مین خاصدان گلوری پیش کر رہی ہے اُس مہ جبین نے خاصدان سے لیکر ایک گلوری کھائی پہلے غنچۂ دہن وا کیا اُگال منھ کا جو اُگالدان مین ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ یاقوت کے ٹکڑے اُگالدان مین ڈالدیے وہ گلوری گلے مین دبائی ہونٹھ ہلے مسیحائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آئے وہ نازنین نہایت ادب سے برائے تعظیم لندھور اُٹھی بائین جانب لندھور کو اشارہ کیا لندھور بائین جانب آکے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہین وہ جمال بے مثال کہ لندھور کی نگاہ نہین ہٹتی جب وہ نازنین مسکرا کر نگاہ اُٹھا دیتی ہے برق گوہر دندان کی چمک دل پہ تاثیر کرتی ہے لندھور حیران جمال محو دیدار بیٹھے ہین لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس جا کر سفارت کی تھی اُن قیطولات پر لڑے قیطول سے گرے مگر خائف نہین ہوے مگر وہ رعب و دبدبہ حسن و جمال کا ہے کہ لندھور سرنگون بیٹھے ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین مگر حیا و ش محسن آواز دیتا ہے ادب سے رہنا ایسا نہو کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سرپہ کھڑی ہوئی پھولون کی پنکھیا ہلا رہی ہے پھول اپنی رسائی بخت پر ہنس رہے ہین کہ یہ سرو باغ حسن و جمال ماہ باکمال ہماری ہوا مین بیٹھی ہے ہم کو بڑا ناز ہے ہنسنا آغاز ہے مسکرا رہے ہین رنگ اپنا دکھا رہے ہین لندھور نے اُس خواص سے اشارہ کیا اُس خواص نے جھک کر سرگوشی کی کچھ کان مین کہا ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کیا مضائقہ ہے مگر ان لوگون مین دستور عقد ہے مہر ادا کرین تو ہم راضی ہین لندھور نے کہا ہم مہر ادا کرنے پر راضی ہین اُس خواص نے کہا ملکۂ عالم فرماتی ہین کہ صاحبقران سے آپ کو کیا توسل ہے لندھور نے کہا مین اُنکا جانشین ہون سپہ سالار دست راست مشہور ہون فرزندان حمزہ مجھکو عم نامدار کہتے ہین کون ایسا شیر دلیر ہے کہ جو مجھکو بہ بزرگی نہین مانتا خواص نے کہا ملکۂ عالم مہر مین سر صاحبقران مانگتی ہین آپ کو منظور ہے لندھور نے نشہ پایا مین بدل و جان قبول کرتا ہون بس اُس مہ جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا پنجۂ نگارین دست خورشید نما پر رکھ کر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا اے دارائے شہ

یہ جام پختگی نسبت ہی لندھور نے دونون ہاتھ بڑھادیے جام اُس محبوب پری چہرہ کے ہاتھ سے لیا لبون سے لگاکر بے اندیشۂ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہاتھ پانون مین رعشہ پسینے پسینے ہاتھ باندھ کر جواب دیا عہد مین فرق نہوگا جو کہا ہو وہی کرینگے اُس نازنین نے جواب دیا جائیے مہر لیکر آئیے عقد ہوجائے اب ہم اسی مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چند گائنین جو سامنے تھین اُنھون نے فوراً طبلہ بجایا صدائے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گانے لگین نظم

سرکشی عشق کی درگاہ مین منظور نہین
یان سلیمان کے لیے مرتبۂ مور نہین

عہد مین اپنے خوشی رکھتی ہی عنقا کا جواب
دل غمگین ہین بہت خاطر مسرور نہین

جو کسی روز کہا ہو جیے شب باش نہین
ہنس کے فرمانے لگے اپنا یہ دستور نہین

طالب مرگ ہو خواہان ہو اگر راحت کا
گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہین

زخم دل کا ہین ہر کیف اُٹھاؤنگا مزا
ہو نمک پاس اگر مرہم کافور نہین

چشم بد دور سراپا ہی وہ اک عالم نور
جلوۂ حسن جمال بہت مغرور نہین

چشم عاشق کی طرح بہتا ہی ہر زخم جگر
کون سا داغ ہی سینے کا جو ناسور نہین

جلوۂ دوست تو موجود ہی ہر شی مین مگر
آپ اندھا ہی تو آنکھون مین ترے نور نہین

اس طور سے گائن نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار ٹیک کر اُٹھے کہا ملکہ مین رخصت ہوتا ہون اب جاکر مہر کی تدبیر کرون اُس مہ جبین نے کہا جلد جائیے اب سر صاحبقران لیکر آئیے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اُسپر سوار ہوے چند خادم ساتھ تھے اُنھون نے راہ مین پوچھا ای دارائے ہند کیا معرکہ ہوا ہم لوگ تو اندر نہین گئے لندھور نے کہا نسبت پختہ ہوگئی اب ادائے مہر کی فکر مین آیا ہون راہ مین اور بہیلیے قراول ملے اُن سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور پر بل پڑے ہین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین اکڑتے ہوے چلے آتے ہین شکارگاہ مین جو بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین آکر اُترے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فرہاد خان یکضربی آیا لندھور نے کہا اے فرزند ہماری شادی ٹھہری ہے اُسنے مہر مین سر صاحبقران مانگا ہی لہذا تم میری طرف سے خدمت

صاحبقران

صاحبقران مین جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ مین مدت سے خدمت مین رہا کبھی کچھ آپ سے نہین طلب کیا اب ایک مہ جبین پر عاشق ہوا ہون اُسنے مجھکو بخوشی قبول کیا ہی مگر مہر مین سر آپ کا مانگا ہی لہذا مہربانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمایئے ورنہ فساد بڑھیگا فرہاد خان نے حیران ہوکر جواب دیا کیون قبلہ و کعبہ مقدمہ مین صاحبقران کے آپنے اقرار کرلیا اور مین ایلچی ہوکر جاؤن صاحبقران کیا جواب دینگے کیا خوش ہونگے کہ ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر مہر مین قبول کرلیا لندھور نے کہا او نالائق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہی ابھی تیرا سر کاٹ لونگا فرہاد خان نے بھی قبضے پر ہاتھ رکھا کہا مین آپسے کیا یا یہ کمی کار کہتا ہون آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر آپکے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہی اب موت زندگی آپکے ہاتھ ہی لندھور نے تلوار کھینچی فرہاد خان اپنے مقام سے اُٹھا ہندی کچھ بیچ مین آگئے ہان ہان کرکے فرہاد خان کو باہر لے آئے فرہاد دوسری بارگاہ مین آکر اُترا لندھور نے کہا پہلے اُس جوانا مرگ کو مٹاؤنگا تب صاحبقران سے سوال کرونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے فرہاد کو خبر کی فرہاد نے بھی فوراً طبل جنگی بجوایا مگر داراب عیار یہ خبر لیکر طرف صاحبقران کے چلا خدمت امیر مین آکر پہونچا مگر روتا ہوا امیر نے پوچھا اے داراب کیون اسقدر بدحواس ہوگیا رنج پہونچا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرہاد سے مقابلہ ہی امیر نے فرمایا تو کیون گھبراتا ہی مین وقت پر آؤنگا دونون مین مصالحہ کرادونگا داراب نے عرض کی وہ حضور سے برسر فساد ہین امیر نے فرمایا تو جا مین اپنے بارہ مین کلام نہ کرونگا بلکہ اگر اُنکا حل مشکل میرے سر پر موقوف ہی تو مین سر حاضر کرونگا میرا جانشین قدیم خیر خواہ دوست صاحب حشمت و شوکت مین کیا اُسکی بات سے انکار کرونگا جو اُسکی خوشی وہ میری مرضی داراب نے کہا حضور وہ ہوش مین نہین ہین بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے ہین جسوقت سے وہان سے جام پی کر آئے ہین اُسی کی یاد ہی ہم سب کی صورت سے بیزار ہین دیکھیے کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لندھور اپنے ہوش مین نہین ہی عمرو نے کہا آقاے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاتا ہون اُس ملعونہ کو قتل کردون تب یہ بلا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکے کہ مین ابھی جاتا ہون اُس ملعونہ کا سر لاتا ہون عمرو نے منع کیا کہ ای فرزند جانے کا ارادہ نکر اُسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی کہ جاکر یہ فساد برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو مین کل جاکر اُسکا طرز دیکھ لون مجھ سے داراب خبر کہکر پلٹ گیا صاحبقران کو رات بھر انتشار رہا شیرون سے ذکر کرتے ہین کہ یارو لندھور کو کیا ہوا کہ اُسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹے سے آمادہ جنگ ہی مین صبح کو جاکر دیکھون کہ کیا رنگ ہی نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہوے طرف لندھور کے چلے خواجہ ہمراہ ہین سردارون مین بہرام نے ساتھ دیا امیر کیکا جانا قبول نکرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجیے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا بہ مجبوری بہرام ساتھ ہوے یہان جانبین مین طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فرہاد جوشان و خروشان چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے گینڈے پر سوار میدان مین آیا اُدھر لندھور میدان مین آئے فرہاد نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا دور سے سلام کیا لندھور نے منھ پھیر لیا لندھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی وہ جوانامرگ کہان ہی میرے مقابلے مین آوے جب لندھور نے بہت لاف وگزاف کی اور یہ کلمہ کہا کہ حمزہ کی قضا میرے ہاتھ سے ہی تب فرہاد نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر سلام کیا لندھور نے کہا تو میرے مقابلے مین آیا ہی فرہاد نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا میری کیا مجال کہ بندگان عالی سے مقابلہ کرون سر حاضر ہی کاٹ لیجیے اگر میرے سر سے مطلب آپکا نکلے تو مجھکو عذر نہین مگر آقا کا نام نہ لیجیے یہ غلام پر بہت شاق ہی لندھور نے کہا ای فرہاد اگر تجھکو اپنی جرائت پر ناز ہی تو مین کیا تجھسے باہر ہون ایسا گرز مارون کہ مع گینڈے پیوند خاک کردون فرہاد نے کہا بسم اللہ گرز اُٹھائیے مین سر سامنے کردون بہ قوت تمام لگائیے کہ اگر آپکے دست حق پرست سے مارا جاؤن میری نجات ہی اور اگر خدانخواستہ مجھ سے کوئی بے ادبی ہوئی تو دنیا و عقبی دونون بگڑی لندھور نے کہا اگر اسکا تجھکو خیال ہوتا تو مجھ سے کیون بگڑتا میرا حکم بجالاکے خدمت مین حمزہ کی برسم ایلچی گری جاتا آپس مین یہ باتین ہو رہی تھین لندھور نے چاہا تھا کہ نیزہ اُٹھاؤن صحرا سے گرد اُڑی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ آکر

بہونچے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جا کر لندھور کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نکرے ہر چند کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھور اُسی طرح کھڑے ہوے ہین سلام بھی صاحبقران کو نکیا بہرام گھوڑے کو اُڑا کر بیچ مین آئے چونکہ بہرام بڑے سردار ہین سب انکا پاس کرتے ہین آتے ہی فرہاد کو جھڑک دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہی کہ باپ کے مقابلے مین کھڑے ہوا ور کلام کر رہے ہو اپنے بستر پر جاؤ فرہاد نے سر جھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ ای عم نامدار یہ حماقت مجھ سے بیوجہ نہین سرزد ہوئی آپ جو غور کرینگے تو نیازمند کو بُرا نہ کہین گے بہرام نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرہاد خان گینڈے کو پھیر کر روانہ ہو گیا اب بہرام نے لندھور کو سلام کیا لندھور نے مکھی سی اُڑا دی بہرام نے کہا ای دارائے ہند مزاج کیسا ہی تمکو کچھ مکدر سا پاتے ہین ہمنے سُنا ہی کسی عورت پر عاشق ہوے اور جہر مین سر صاحبقران قبول کیا ای رستم زمان سر آقائے نامدار زن بازاری کے جہر مین لندھور نے تلوار کھینچی کہا ای بہرام زبان کو بند کرو ورنہ تمھارا سر کاٹ لونگا بہرام نے کہا ای لندھور ہوش مین آؤ صاحبقران کی وجہ سے تمھاری بزرگی مانتے ہین جب تم اُنکے دشمن ہو تو ہمارے بھی رہزن ہو اگر تمنے امیر سے بُرائی کی تو ہم کیا تمھارے ساتھ بھلائی کرینگے ایک زن بازاری فاحشہ پر یہ ناز لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا ای لندھور مجھسے بے ادبی نہوگی کہ سامنے آقا کھڑے ہین تو نے ادب و پاس سب کھو یا تیرے لیے بہُت بُرا ہوگا جسوقت اُنکے فرزند سنین گے تو تیرے قتل پر کمر باندھین گے اگر رستم کو خبر ہوئی کہ لندھور نے ہمارے باپ کا سر جہر مین ایک زن بازاری کے سفر کیا ہی تو آفت برپا کرینگے زن بازاری کے نام پر لندھور بگڑا آواز دی او جینی ابکی ہاتھ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا بہرام نے کہا ای لندھور ابکی ہاتھ لگاؤ تو لطف جرأت کھلے مین بھی تیری رستمی دیکھ لون لندھور نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر چہ پارہ ہو گیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور کہا کہ ای لندھور اب مین بھی اسواسطے ہاتھ لگاتا ہون کہ ذہن سے تمھارے یہ نکل جائے کہ رفیقان صاحبقران تمسے کسی بات مین بند ہینگے یہ کہکے بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھور کا شق ہوا کچھ ہندی بیچ مین آپڑے چند نے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے بمنت و خوشامد بہرام کو پھیرا

بعض نے لندھور کے سامنے عذر کیا کہ ای داراے بے ہنر صاحبقران سامنے سے دیکھ رہے ہین ایسا نہو کہ تم پر آپڑین لندھور نے جواب مین کہا کہ مین خود حمزہ کو سر میدان ڈھونڈونگا اگر مقابلہ نکرونگا تو سر کیونکر کاٹونگا آخر ہندی بھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت مین امیر کی آیا کہ فرہاد نے آکر ملاقات کی کہا ای آقاے نامدار آپ تشریف لیجائین مین لندھور سے سمجھ لونگا امیر نے فرہاد کو بھی ساتھ لیا فرمایا کہ ای فرزند ساتھ چلو تم اس دیوانے کے منھ نچڑھو اب جو یہ لشکر مین آئیگا دیکھین کیا کرتا ہی صاحبقران بہرام و فرہاد کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آئے لندھور جب خیمے مین آیا زخم دوزی کرائی داراب سے کہا ہمارے لشکر والون کو خبر دو کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آئے ہم امیر پر لشکر کشی کرینگے داراب نے جاکر لشکر لندھور مین خبر کی سب سردار لندھور کو برا کہنے لگے کہتے تھے یارو معلوم ہوتا ہی وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہی جسدن امیر سے مقابلہ پڑے گا امیر رگڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر مین ہی تو امیر مالک اسم اعظم ہین مگر برا ہی تو بھلا ہی تو ہمارا آقا ہی ہمین چلنا چاہیے سب تیار ہوے سب نے صلاح کرکے افسرانی کو خدمت مین صاحبقران کی بھیجا کہ ای آقاے نامدار ہم آپکے دل وجان سے تابعدار ہین مگر اُسنے بلایا ہی ناچار جاتے ہین بروقت جنگ ہم آپکے شریک ہین افسرون نے آکر سر دربار رو رو کر بیان کیا کہ غلامون کو انتہا کا قلق ہی مگر اُسکے بلانے پر مجبور جاتے ہین جیسے یہ ہوگا کہ بروقت جنگ اپنے بھائیون اہل اسلام کو قتل کرین لندھور پر سب ملکے ٹوٹ پڑینگے وہ شکست فاش ہوکے ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو اُسنے ہم کو اسواسطے بلایا ہی کہ آپ پر لشکر کشی کرے امیر نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا بھائیو مجکو تم سے سب طرح کی امید ہی بسم اللہ اُسنے بلایا ہی تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہی نولاکھ ہندی کھماچی مسلح ہوکر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے یہان لندھور اُترا ہوا تھا کہ خبر پہونچی لشکر آیا لندھور نے سبکو اُس صحرا مین اُتارا کہا کل لشکر تیار رہے مین حمزہ پر لشکر کشی کرونگا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا آپ مست ہاتھی پر سوار ہوا نولاکھ جان بازون کا لشکر لیکر چلا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ لندھور مع لشکر آتا ہی امیر نے فرمایا آنے دو عمرو نے کہا ای آقاے نامدار اب غلام کو رخصت کیجیے ورنہ لندھور سے

بڑی گذرے گی لندھور کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی سب سردار کہہ رہے ہین ہم نکل کر لندھور
سے مقابلہ کرینگے امیر کو بڑا تردد ہی کہ دیکھین اُس ہندی سے کیا گذرے مقابلہ نکرنے مین
بڑی خرابی ہی اور مقابلہ کرنے مین بھی مشکل ہی شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہر کارون نے
امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بھاگے لا زبان لندھور
کی زبانی سُن چکے ہین اُسی صحرا کی طرف چلے صحرا مین جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہی نخل جلے
ہوئے طائر آشیانون سے نکل کے ہر نخل کے نیچے پڑے ہوئے نہرین خشک پڑی ہین خواجہ
اُس صحرائے ویران کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا پانچ سات عورتین
ٹہل رہی ہین عمرو نے صورت اپنی اُنھین کنیزون کی سی بنائی اُنمین جا ملا وہ کہ رہی ہین کہ آج
دیر ہو گئی ملکہ ابھی تک تشریف نہین لائین معلوم ہوتا ہی آج صحبت عیش آراستہ ہوئی ایک نے
اُنمین سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا بوا یہ بڑا غضب ہی مالک کا ہونا بڑا باعث
خرابی ہی چلو چل کے دیکھین فرما گئی تھین کہ ہم قریب شام آئینگے یہ کہتی ہوئین دس بارہ کنیزین
اُس مقام پر آئین کہ جہان خیمہ استاد تھا عمرو نے دیکھا خالی خیمہ استادہ ہی روشنی بھی وہان نہین آخر
اُن سب نے کہا باغ سنبلستان مین چلو شاید وہان تشریف رکھتی ہون سب کنیزون کے ساتھ
خواجہ بھی چلے چند نخل طی کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی اور چند
کنیزین دروازے پر کھڑی ہین ان سب کو دیکھکر اُن سب نے آواز دی ارے تم کیون چلی آئین
اُن سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے اُنمین سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ
معلوم ہوئی کہ وہان لندھور نے صاحبقران سے کیا کہا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہونا بہت
دشوار ہی لیکن بڑی سختی کریگا لندھور ہی ہاتھ سے سردارون کے مارا جائے کہ امیر کو صدمہ پہونچے
مراد تو یہ ہی کہ ایسا صدمہ و ملال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نکر سکین یہ مراد ملکہ عالم کی
ہی کنیزون نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی طبل جنگی بجے اب کل
مقابلہ ہوگا یہ باتین کرتی ہوئین سب ایک جگہ جمع ہوئین سب نے کہا اب ملکہ کے پاس
چلو خواجہ ساتھ ہین کہ ایک نے کہا اگر ملکہ عالم قصد نکرینگی تو مشکل ہی کہ صاحبقران
کا سر لندھور کاٹ لین سب سردار آمادۂ قتل لندھور ہونگے لندھور کی جان بچنا دشوار

ہو گی غرضکہ سب باغ مین آئین دیکھا باغ نہایت وسیع نخل سرسبز و شاداب پھول پھل لاجواب دیکھتے ہوے خواجہ وسط باغ مین آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہی گرد گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کہ ایک گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عشق بیخود جو کرے پھر نہ خودی ہم مین رہے
یہ بھی معلوم نہو کون سے عالم مین رہے

رات بھر سینے سے آتی ہی صداے شیون
چند ارمان دل مردہ کے ماتم مین رہے

شوق ہی اُسکو بھری بزم مین ہنسنے کا اگر
دل پرغم مین رہے دیدۂ پرنم مین رہے

شب کی اُلجھن کا سنو ہمنفسو مجھسے نہ حال
اُنسے پوچھو جو مری خاطر برہم مین رہے

رہکے دل زلف مین کام آئیگا کیا اُنکے جلال
خوب سینے کو ابھارے جو وہ محرم مین رہے

خواجہ نے کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا بوا بے سُری گاتی ہو مین گا کے دو چار شعر سناؤن مسند نشین نے کہا اے رنگین بٹھر و گلچین کو گانے دو خواجہ نے بایان بجایا چند اشعار گائے پوچھتے جاتے ہین کچھ مسافرون کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی ہو دیکھیے آپس مین کیا ہو کیون حضور جو آپ نے فرمایا ہو کہ سر صاحبقران لاؤ لندھور ہی کر گذرے گا مسند نشین نے کہا قتل ہونے مین صاحبقران کے ابھی دیر ہی جب تک وہ شریک نہو گا تب تک نہ بن پڑے گا دیکھو مین تدبیر کرتی ہون پھر نازنین مسند نشین نے دونون ہاتھ زمین پر مارے چلا کر آواز دی اے نیرنگ شعبدہ باز اپنی نیرنگیان دکھا دے شعبدے کا رنگ جما دے صبح کو مقابلہ ہی ہمین تمھاری کارستانی دیکھنا ہو دیکھا ایک طائر نخل سے اُڑا اور چکارے مارتا ہوا غائب ہو گیا یہان سر دربار داراے ہند کہ رہا ہی کہ کل حمزہ کو ٹوکونگا ایک ضرب گرز مین پیوند خاک کرونگا سرداران کا جو بولیگا اُسکو بھی مٹا دونگا خالی پلٹ کے میدان سے نہ آونگا ملکہ یاد کرتی ہونگی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دربارگاہ سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے گرد سر لندھور چیخ مارا چرخ مار کر غائب ہوا لندھور کا جوش اور زیادہ ہوا کہتا ہے اے لات و منات کل صبح کو مدعا میرا حاصل ہو کر صاحبقران سے مقابلہ پڑے تب احوال کھلے سرداران ہندوستان کو بڑا تردد ہی کہ کل دیکھیے کیا گذرے لندھور کو انتشار ہی مگر صاحبقران بیقرار ہین یہان عمرو ملکہ سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا اور

گے

طائر چکارے مارتا ہوا سامنے آیا مسند نشین نے پوچھا ای نیرنگ کیا کیا طائر مثل انسان گویا ہوا عرض کی جوش وخروش بڑھا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صاحبقران سے مقابلہ کریگا صبح کو حال معلوم ہوگا ہرکارے واسطے خبر کے مقرر ہین یہ باتین کرکے طائر اُڑ گیا مگر وہ نازنین مسند نشین جب بیٹھی ہی ہر مرتبہ کہتی ہی آج کیا باعث ہوا کہ تشریف نہین لائے اُنکا نہ آنا مجھے شاق ہی دل صورت زیبا کا مشتاق ہی کنیزین کہتی ہین حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیزین جائین بلاکر اُنکو لائین بیان کرین کہ ملکہ آپکے واسطے پریشان ہین مسند نشین نے کہا تم لوگ کہان جاؤگے تھوڑی دیر انتظار کرکے مین خود جاؤنگی دیکھکر چلی آؤنگی کنیزون نے کہا حضور یہ امر مشکل ہی آپ آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالین ایسا نہو وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش مین نکلے مسند نشین نے کہا میرا کیا کرسکتا ہی مجھے بھی اُسکے نام سے خوف ہی مگر جدھر آئیگا گرفتار ہوجائیگا خواجہ گھبرائے خاموش بیٹھے ہین کبھی باتین بناتے ہین کبھی حیران ہوتے ہین کہ یہ کیسے انتظار مین ہی اُسنے کیا انتظام کر رکھا ہی کہ جسپر یہ ناز ہی کہ عیار مجھ تک نہین آسکتا مین یہان تک آیا کوئی مجھسے متعرض نہین ہوا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا بڑے زور وشور سے پانی برستا ہوا اولے زرین ابر سے گرتی ہوئین مسند نشین اُٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر بحالی آگئی کہا لو صاحب وہ آگئے سر باغ پردہ ابر پھٹا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی نگمہ تاج سر پر تخت اُڑاتا ہوا آیا تخت اُتارا مسند نشین نے آواز دی کہ ای ظلمات کہان دیر لگائی ساحر نے جواب دیا ای ملکہ عالم مین لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہی کل مقابلہ ہوجائیگا اب حمزہ ہاتھ سے لندھور کے نہ امان پائیگا لشکر حمزہ مین بڑا انتشار ہی یہ بھی مین نے ذکر سنا کہ عیار حمزہ تمھاری فکر مین نکلا ہی مسند نشین نے کہا یہان تک تو نہین آیا تاجدار نے کہا عمرو ایسا طرار ہی کہ اُسکی فکر خالی نہین جاتی اُس کا ارادہ فوراً ہوتا ہی اور مین تو کتاب ہفت پیکر مین دیکھکر آیا ہون کہ تمھاری صحبت مین عمرو بیٹھا ہی دیکھو مین ابھی پکڑے لیتا ہون یہ کہکے پکار کر آواز دی ای طائر حیلہ گر جلد آؤ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا ہر چند خواجہ نے چاہا کہ صحبت سے نکل جاؤن ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہان سے نہ ہٹے وہ طائر اگرد عمرو کے چرخ مارنے لگا عمرو کے چہرے کا رنگ وروغن اُڑ گیا ہاتھ پانون مین رعشہ پڑ گیا عمرو نہ بول سکا ظلمات نے عمرو کو گرفتار کیا کہا کیون ملکہ آپ نے دیکھا مین نے اسوقت

باغ مین اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو چلون طائر آشیانون سے نکل کر چہکارنے لگے مین فوراً سمجھ گیا کوئی افتاد ہی اب مین عمرو کو لیے جاتا ہون آپ انتظام بربادی صاحبقران کیجیے کل صبح کو لندھور صاحبقران سے لڑیگا بیشک غالب آئیگا جب تمھارے پاس سر لیکر آئے تو وہ سر خدمت مین خداوند کی روانہ کردینا اور یہ بھی لکھنا کہ لونڈی نے خاتمہ مسلمانان کردیا ای حسین شعبدہ باز غافل نہ رہنا اب تمنے ارادہ کیا ہی تو یہ ارادہ پورا ہو خوب سمجھا کر عمرو کو لیکر تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب چلا راہ مین خواجہ نے کہا ای ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا ظلمات نے جواب دیا او مکار مجھے یہ باتین پسند نہین عمرو نے کہا ای ظلمات اگر مجھپر مہربانی کرے اور رہا کردے تو مین صاحبقران کو پکڑ لاؤن جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ظلمات جواب نہین دیتا گیا کہتا ہو او ساربان زادے مجھ سے باتین نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے مکر مین لکھی ہی اگر ساحر اُسکے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ چلتی یہ کہکے عمرو کو لایا لاکر ایک مکان مین قید کیا یہان لندھور نے رات بھر تیاری کی مالک وغیرہ سامان جنگ مین مصروف ہین صبح کو سب تیار ہوکر در دولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہی قاسم نے پوچھا کیون ای مقبل خیر تو ہی مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہوگئے نہ چہرہ نقب کا ہی اور نہ سراچہ چاک ہی مگر صاحبقران فرش خواب پر نہین ہین خواجہ بھی لشکر مین نہین ہین کئی دن ہوے لشکر سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بیقرار ہوگئے مالک نے کہا بہت مناسب ہوا صاحبقران کا نہونا ہم لوگ اس نمک حرام سے مقابلہ کرینگے کیا اُس سے کوئی پایہ کمی رکھتا ہی نہین معلوم وہ ہندی کیا سوچا ہی اہل ہند کو جنگ و جدل مین کیا دخل یہ کہکر مالک سب لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا لندھور ہاتھی پر سوار پشت پر نولاکھ ہندی سب آمادہ جنگ میدان مین آکر صفین جمائین جب صفین جم چکین نقیب نقابت کرکے ہٹے لندھور نے ہاتھی اپنا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان صاحبقران کہان ہین میرے مقابلے مین آوین مالک نے مادیان کو بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لندھور کے آیا کہا کیون ای ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہی صاحبقران کو چرا منگوایا اگر وہ ہوتے تو تیرے مقابلے مین نہ آتے جان سے کہ تیری جان بخشی ہوگئی ورنہ ہاتھ سے

امیر کے مارا جاتا لندھور نے کہا او عرب سوسمار خوار تو میرے مقابلہ مین آیا مالک نے کہا یہی ارادہ ہی تو سودائے خام جو تیرے دل مین سمایا ہی اُسکو نکال دونگا تجھکو متنبہ کردونگا کہ تو اس امر قبیح سے باز آئے لندھور نے کہا اے مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا مالک نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت ہون ایک زن ساحرہ کے واسطے آقائے نامدار سے بے ادبی کرتا ہی لندھور نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران مین اس فن سے نیزے کو روکا کہ لندھور حیران ہوگیا دونون مین نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی مین دنگ کردیا آخر چار گھڑی مین مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکالا لندھور نے فوراً تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہی جس سے صاحبقران کا سر کاٹونگا آج تیرے سر پر چلاؤنگا یہ کہکے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار لندھور کے ہاتھ کی جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے تا دو ابرو پہونچی مالک نے دستانہ مارا تیغہ جھکا کر نکلا مگر چادر خون کی چہرے پر آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا کہ لندھور کا شانہ زخمی ہوا عربون نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسّی ہزار نیزہ دار آپڑے لندھور کی بھی فوج نے قصد کیا قاسم بھی اپنے خاوریون کو لیکر آپڑے ہندیون نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلوارین روکین پکار کر کہا بھائیو لندھور کو سودا ہی ہمین سودا نہین ظاہر مین لشکر ملگئے مگر تلوار نہین چلتی ہی ہندیون نے کسیکو قتل نہین کیا بعض نے تلوارین کھائین خود زخمی ہوے مگر تلوار نہ لگائی اسی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائین اپنے کو گنہگار بنائین لندھور نے جو پلٹ کر دیکھا کہ مین اکیلا لڑ رہا ہون سرداران صاحبقران مثل جمہور و فرامرز وغیرہ لندھور کو گھیرے ہین لندھور پر تلوار پڑ رہی ہی کئی زخم لندھور نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ مین مارا جاؤنگا میرے سردار مدد کو نہین آتے ہرچند لندھور ترغیب دیتا ہی مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہین جب لندھور کا خون بہت جاری ہوا کہ آنکھ بند ہونے لگی تب لاچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل پر چوب پڑی لندھور پلٹا سردارون سے اپنے کہتا ہوا کیون یارو تم وقت پر ہمارے مدد کو نہ آئے سردار کچھ حیلے حوالے کرتے ہین لندھور آکر داخل بارگاہ ہوا علاج ہونے لگا ایک شب کو لندھور بہت گھبرایا داراب سے بلا کر کہا اے یار وفادار آج فراق مین معشوق کے

میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی دلکی یہ کیفیت ہے۔ نظم

حیران سے ہین آئینے مین خسار کو تکتے
عاشق کی طرح آپ ہین دیوار کو تکتے
دلجوئی ملازم کی ہی سرکار کو منظور
کس میٹھی نظر سے ہین نمک خوار کو تکتے
کیا جھوم کے ابر آیا ہی قبلے کی طرف سے
میخوار ہین سب خانۂ خمار کو تکتے
جس روز سے مسدود کیے آپنے روزن
رہگیر کنکھیون سے ہین دیوار کو تکتے
دنیا کا عجیب حال ہی ای رند نہ پوچھو
احباب ہین احباب کی دستار کو تکتے

داراب بیقرار ہوگیا کہا جو ارشاد فرمائیے وہ بجالاؤن کہا ذرا معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام پہونچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہان تک پہونچے تو دس پھیرے کرے لندھور نے رقعہ اشتیاقیہ لکھکر دیا کہا صحرائے گلگون مین جاؤ وہان ایک خیمہ استادہ ملے گا اندر چلے جانا اشتیاقنامہ جاکر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کنیز حاضر ہی لندھور نے کہا بلاؤ کنیز نے آکر لندھور کو سلام کیا اور کہا ای دارائے ہند ملکہ نے پوچھا ہی کہ سیر صاحبقران کا آپنے نہین بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہوگئے ہین اگر وہ ہوتے تو مین سر ضرور روانہ کرتا سرداران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن جاکر ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ مجھکو صحبت مین بلائیے مین مشتاق جمال ہون کنیز نے کہا چلیے کنیز نے لندھور کو ساتھ لیا لندھور اُس کنیز کے ساتھ چلے کنیز نے کہا آپ خالی چلتے ہین ملکہ ضرور آزردہ ہونگی لندھور نے کہا مین عہد کامل کرونگا کہ مین اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کرونگا فرزندون مین آج فقط قاسم لشکر مین ہین آخر لندھور ہمراہ کنیز چلے صحرائے سبزہ زار مین پہونچے لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہی مگر نخل سرکشی کر رہے ہین وجد مین جھوم رہے ہین جابجا درختون پر طائر مصروف زمزمہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہین ایک طائر مثل انسان کے پکار رہا ہی ای آیندہ و روندہ آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہی مقام عشرت نہین ایکدن سب فنا ہین جمشید ایسا بادشاہ جسنے دُنیا کو آراستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے ضحاک کے مارا گیا کسنے اس دنیا مین آکر آرام پایا ہر شخص حسرت لے گیا بقول شاعر۔ نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا   جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
قصر کو جانے دو باخندون کو وان جاکے دیکھو   تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا قرار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو   ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار

یہ اشعار جو لندھور نے زبانی طائر کے سُنے ہوش اڑ گئے جی مین کہتے ہین ای لندھور بڑے تاسف کا مقام ہی یہ طائر ناپائداری دنیا بیان کرتا ہی سچ کہہ رہا ہی افسوس معشوق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہین آخر بیتاب ہو کر کہا ای کنیز مجھکو کس جگہ بلائی اُسنے کہا سر اُٹھا کر دیکھیے لندھور نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا مین استادہ ہی قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کر رہا ہی چند کنیزین دروازے پر ٹہل رہی ہین اُنھون نے پکار کر آواز دی ای لنسترن تیرے ساتھ کون ہی اُس خواص نے جواب دیا دارائے ہند مشتاق ہو کر آئے ہین جا کر عرض کرو کنیزین اندر گئین تھوڑی دیر مین پلٹ آئین لندھور دربارگاہ پر پہونچ گئے تھے اُنھون نے کہا چلیے آپ کو یاد فرماتی ہین ملکہ بلاتی ہین مگر فرمایا ہی کوئی سر بھی ساتھ ہی لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے مین مجبور تھا یہ کہکے سامنے پہونچے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہی مسکرا کر کہا کیون صاحب سر لائے لندھور نے کہا صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے ہین مین نے سردارون کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہون کہ اسی ہفتے مین سر لاؤنگا اُس نازنین نے لندھور کو بٹھایا کہا پختہ وعدہ کرو ہمین تمھارا فراق ناگوار ہے دل بیقرار ہی عجب کیفیت ہی حقیقت مین یہ صورت ہی۔ نظم

واہ کیا شکل ہی بربت کی شباہت کیسی   آپ تو کیسا ہی صانع تری صنعت کیسی
دیکھتے بھی نہین تم چشم عنایت کیسی   پیار کیسا ہی مری جان یہ اُلفت کیسی
رکھ چکا ہون مین گلا اپنا چھری کے نیچے   سانس لینے کی تو مہلت نہین فرصت کیسی
ٹال جاتے تھے جو تم مین بھی طرح دیتا تھا   درگذر اب نہین کرتے تو مروت کیسی
مجھسے مانگے جو کبھی وہ شہ خوبی ای دل   جان تک دیدون اُسے دولت و حشمت کیسی

یہ اشعار سنکر لندھور کا اور اشتیاق بڑھا اُس نازنین نے بمسرت کہا ای دارائے ہند یہ راتین ہمپر بڑی سختی سے کٹتی ہین کالی راتین ہمکو بڑی مصیبت مین گذرتی ہین تمکو ہمارا بالکل خیال نہین ایسی

حقیر چیز ہمنے طلب کی وہ تمسے نہین ہو سکتی لندھور نے غصے مین جواب دیا کہ ای ملکہ مین اپنا حال کیا کہون کلیجے پر چھریان چلتی ہین تمکو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہین مگر مجبور ہون حمزہ کے نہونے سے یہ عرصہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جاکر سردارون سے اُنکے کہونگا کہ امیر کو حاضر کرو ورنہ تم سبکو قتل کرونگا جب سردار اُنکے قتل ہونگے جہان کہین صاحبقران ہونگے فوراً آ جلے آئینگے جب لندھور نے بہت کہا تب وہ تخت نشین اُٹھی کہا اچھا جاییے پھر کنیز کو بھیجونگی مگر اب خالی ہاتھ نہ آنا لندھور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا مین صاحبقران کو چھوڑونگا فوراً قتل کرونگا خوب عہد واثق لندھور نے کیا وہ نازنین چمک کر تخت پر سوار ہوئی سبکو ساتھ لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوگئی لندھور نے دیکھا خیمہ بھی نہین مین میدان مین اکیلا کھڑا ہون لندھور گھوڑے پے سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ اس ہندی کو مارلو زندہ نہ جانے پائے بارہ ہزار جوانون نے لندھور پر بلوہ کیا داراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لندھور پر حربے پڑ رہے ہین طرف لشکر لندھور کے بھاگا آکے لشکر مین اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار مرصع پوش نے لندھور کو گھیرا ہی تمام سرداران لندھور فوراً دوڑے اُسوقت آکر پہونچے کہ زخمون مین لندھور چور ہو رہا ہی نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگون نے آکر لندھور کو گھیرا ہی چاہتے ہین لندھور کو گھیرین عیار نقابدار نے چاہا ہی کہ حلقہ ہاے کمند مارکے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لون کہ داراب جست کرکے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کرکے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لندھور نے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لیا ہولدار پر ڈال کے بھاگے دور تک نقابدار نے پیچھا کیا جب کئی کوس لے بھاگے تب پکار کر نقابدار نے آواز دی کہ ای لندھور خبردار اگر ملازمان امیر کو تو نے ستایا تو سر میدان آکر تجھکو قتل کرونگا اُس ناخشنہ سے کیا عہد کیا خبردار اُس عہد کا پابند نہ رہنا ورنہ خراب جائیگا سر میدان تجھکو ذلیل کرونگا زندہ نچھوڑونگا تو نے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی چرا لے گیا اسیر دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجھکو غیرت نہین آتی مدت گذری خدمت صاحبقران مین اب یون باغی ہوگیا دشمنی پر کمر باندھی یہ کہکے نقابدار پلٹ گیا لندھور کو سرداران لیکر گئے بارگاہ مین لاکر اُتارا جراحون کو بلاکر ٹانکے دلوائے لندھور کا علاج ہونے لگا دوسرے

دن

دن شام کو وہی خواص برائے خبر لندھور آئی لندھور نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے
کہا ای والئے ہند گھبراؤ نہ ملکہ اوس نقابدار کو تلاش کر کے سزا سے معقول دیگی لندھور نے
کہا مجھکو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہندوستان
وقت پر پہونچے مجھکو بچا کر لے آئے ای خواص ملکہ سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار
کرین تو مجھکو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا ملے خواص پلٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین
نے کہا صاحبقران و عمرو میرے قبضے مین ہین انکو قتل کرونگی آج ظلمات سے کہلا بھیجونگی وہ
امیر کو قتل کریگا میرا سیاہ سالار ہی جو عمرو کو گرفتار کر کے لیگیا ہی حمزہ کو بھی وہی لایا ہی حمزہ کو بڑی
سختی سے قید کیا ہی یہ کہکر خود اوٹھی تلاش مین نقابدار کے چلی نقابدار جو لڑکر لندھور سے گیا ہی ایک
صحرا مین جاکر اوتر پڑا حسین نے جاکر جو دیکھا نقابدار ایک صحرا مین اوترا ہی پلٹ کے آئی ایک خواص
کو حکم دیا کہ جلد جا فلان جنگل مین نقابدار اوترا ہی سحر کرنا کہ ہاتھ پانون سبکے بیکار ہون نقابدار کو
گرفتار کر لا خواص اوسکی کیفور جادو اوسی وقت اسباب سحر لیکر روانہ ہوئی صحرا کا پتا تو اوسنے ٹھیک
دیدیا تھا یہ کنیز برسر کوہ پہونچی نقابدار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی عیار طرار سر پر مگس رانی کر رہا ہی رفقا
جمع ہین نقابدار کہہ رہا ہی کہ ای عیار طرار تمنے کچھ کوشش کی امیر بھی قید مین خواجہ بھی قید ہوے
اونکی رہائی کی کچھ تدبیر کی عیار عرض کرتا ہی غلام کو مقام قید امیر دریافت نہین ورنہ برائے رہائی
جاتا رفقا نے کہا حضور نے لندھور کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہونگے زخمی پڑے
کراہ رہے ہونگے اگر وہ صحیح و سالم ہوتے لشکر صاحبقران آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہی اگر صحت پاکے
اوسنے جنگ آغاز کی تو مین اپنے کو ضرور پہونچاونگا سر میدان ستاونگا ایسی سر جنگ معقول دونگا کہ
تمام لڑائی کا بھول جائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا نقابدار نے عیار سے کہا دریافت کرو
کیسا ہلڑ ہی عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہین ابر چھایا ہی بوندیان پڑ رہی ہین لشکر مین
انتشار ہی سب یہی کہہ رہے ہین کہ ابر سیاہ بڑھتا آتا ہی اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی
عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہہ گیا کہ حضور ابر و ہوا کا شور ہی اہل لشکر خیمے
اکھڑوا رہے ہین مگر حیران ہین کدھر جائین کوئی دہ قریہ بھی قریب نہین کہ وہان امان پائین یہ
بھی صحرا سے ہول خیز وحشت انگیز ہی نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا دمبدم زیادہ ہو رہی ہی

پانی کی طغیانی ہی ہر کس و ناکس بیقرار ہر ایک کا یہ قول ہی یارو کس طرف جائین پانی سے پناہ پانی مشکل ہی خیمے تیرنے لگے جو کھونٹے اُکھڑ کے گرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرائی گرنے پر آمادہ ہے ملازمون نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل مین آیا دیکھا اُس مقام پر ابر و ہوا کی بالکل تاثیر نہین عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہی اور لشکر پر ابر محیط ہوتا جاتا ہی نقابدار جو نکل کر باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہین کہ پانٔون زمین پر نہین جمتے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈالدیا رفقا کو آواز دی کہ یارو میرا عجیب حال ہی جی چاہتا ہی اس پانی سے کدھر بھاگون ہوا پانٔون نہین جمنے دیتی ہی ہوا کی خواہش ہی کہ مجھکو اُڑا کر لیجائے سب رسالہ دار و کمیدان گرد نقابدار کے آگئے نقابدار بیچ مین رفیقون کے کھڑا ہی کہتا ہی پانٔون نہین جمتے ساتھ والون نے نقابدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پانٔون پکڑے بیٹھے ہین نقابدار دمبدم کہتا ہی طبقہ زمین کا نہ اُلٹ جائے نقابدار تو اس حال پر ملال مین ہی عیار نے جنگل مین جا کے خیال کیا کہ کس طرف سے ہوا آتی ہی دیکھا ایک پہاڑ سے لگے ہوئے ابر سیاہ اُٹھ رہے ہین یہ ابر جو محیط ہی اُسی مین آکر ملتے ہین اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہین عیار اُسی جانب چلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا ایک ساحرہ سحر کرتی ہی کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ او ساحرۂ مکارہ تو نے کیون دیر کی جلد لشکر نقابدار کو غارت کر دے اپنا جادوگر ہمنے بھیجا ہی یہ تجکو ترکیب بربادی بتادیگا اگر اسمین کچھ دیر کی تو تیری بربادی ہی زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھائے تم اسکو صرف کرنا یہ لکھکر ہاتھ مین لیا جنگل مین آکر ایک آہوے وحشی کو گرفتار کیا اُسپر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا بر سر کوہ آیا پکار کر آواز دی او ساحرہ تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا فوراً اس کاغذ کو پڑھ لے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہین اُس ساحرہ نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین سحر کرنے سے ساحرہ رکی کیفور جادو نے پکار کر آواز دی ہو ای فرستادۂ خداوند مین نے سحر روک دیا ساحر قریب آکر آہو سے کودا آہو کی تو جان بچی کودتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی او آہوے وحشی تھوڑی دیر مین آنا مجھکو لیجانا بیٹھ نہ رہنا آہو پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل مین بھاگ گیا ساحر قریب آیا کہا او اندھی اس کاغذ کو پڑھ اُس ساحرہ نے کاغذ دیکھا سرنامے پر مہر ہفت پیکر بانی

مہر کو آنکھون سے لگایا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کونسا سحر قدرت نے دیا ہی مین بھیجی ہوئی حسین کی ہون حسین نے حکم دیا ہی کہ نقابدار کو گرفتار کرکے لاؤ وہی سحر کر رہی ہون تھوڑے عرصے مین کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہو لشکر کو یہین چھوڑونگی نقابدار کو لیجاؤنگی ساحرہ نے لوبان پاس سے نکالا کہا اسکو آگ پر ڈال دھوئین کے ساتھ ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے تجھکو آگاہ کردے گی کیفور نے لوبان ہاتھ مین لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان پیچ و تاب کرتا ہوا نکلا عیار کہہ رہا ہی اسکو دیکھو پریزاد بننے لگی سر پیدا ہوا پریشانون پر یاقوت گتھے ہین ساحرہ بہ نگاہ غور طرف دھوئین کے متوجہ ہوئی ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا دھوان اُسکے دماغ مین پہونچا عیار نے تو اپنی ناک مین روئی دے لی ہی ساحرہ ارے کہکر گری عیار نے نعرہ کیا منم برق ثانی خنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہوگیا قضا سے کار مہتر برق تلاش مین عمرو کی نکلا تھا اُسنے جو منہ برستے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آب وہوا اور عیار کو ایک سمت جاتے دیکھا عیار کا پیچھا برق نے کیا کوہ پر آیا جب عیار نے ساحرہ کو جھٹ پٹ مار لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم برق ثانی جب تو مہتر برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر چاہا ہاتھ تھام لون عیار کود کر بھاگا برق نے پکار کر کہا ارے کیون بھاگا جاتا ہی مین تیرا دشمن نہین ہون برق ثانی نہ ٹھہرا یہان نقابدار بیقرار کھڑا تھا ترقی آب وہوا کی دمبدم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ تراقہ ہوا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا طغیانی آب وہوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی مدد ہوئی خود بخود ابر غائب ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہی نقابدار نے پکار کر آواز دی ای یار وفادار بلاے آسمانی دفع ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قدمون پر ڈالدیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت مبدل لشکر مین آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتین کر رہا ہی نقابدار تعریفین کر رہا ہی کہ برق ثانی نے شاہزادہ خسرو شیردل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور اُسنے چاہا تھا مجھے پکڑ لے مگر مین آپکے اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلنے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت کرکے صاحبقران سے ہمارا حال کہدے مجھے نہین معلوم کیا منظور ہی نقابدار عیار کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہی کہ کیونکر دریافت کرون لیکن جب برق ثانی نے سر ساحرہ کا لاشہ بے سر پہاڑ پر پڑا تھا کہ ایک جھونکہ ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اڑا کر لیگیا حسین بیٹھی تھی

کہ لاشہ سامنے آکر گرا لاشۂ کیفور دیکھکر حسین بہت گھبرائی کہتی تھی میری خواص کو کسنے مارا کیا مجھکو بھی دارائے ہند سمجھا ہی جس کیکا جی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا مین کسی سے پایہ کمی کا رکھتی ہون کیا نہ بیر کرون کیونکر نقابدار گرفتار ہوکر آئے مگر ایک خواص نے عرض کی کہ اُسی صحرا کے قریب ایک قلعہ ہی اُس قلعے کا نام فتح نصیب ہی وہانکا حاکم پہلوان زبردست منہاج دیو بند ہی آپ اگر اُسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کرکے نقابدار کو روانہ کردے گا فنون سپاہ گری مین طاق دو مین شہرۂ آفاق ہی حسین نے خواص کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ اے منہاج تیرے صحرا کے قریب نقابدار مرصع پوش ہی فوراً اُسکو گرفتار کرکے روانہ کر نامہ جو منہاج کو پہونچا خوش ہوگیا ساتھ والون سے کہا لشکر تیار کرو اُسی وقت پہلوانون نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر سوار ہوا لشکر کو لیکر بر سر نقابدار چلا یہان نقابدار فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابل لشکر پہونچا نقابدار کو معلوم ہوا کہ منہاج نامے پہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہی یہ لشکر خاموش ہو رہے منہاج نے شام کو طبل جنگی بجوایا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر مین طبل جنگی بجگیا نقابدار نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان ہوئین جبکہ بوقت سحر نقابدار زرین پوش کاشانۂ مغرب سے برآمد ہوا میدان جہان مین آکر ٹھہرا فوج ضیا و شعاع پشت پر تماشہ دیکھنے مین معروف ہوا کہ نقابدار سوار ہوا دوسری طرف سے منہاج دیو بند گینڈا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کھیت پر کھڑا دیکھ رہا ہی کہ منہاج دیو بند نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی نقابدار مرصع پوش کون شخص ہی قدرت سے اُسکی طلب ہی میری مقابلے مین آوے کہ مین گرفتار کرکے روانہ کرون نقابدار نے گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان مین آیا منہاج گرزہ سبر کا ہاتھ مین لیکر برائے تگاو بڑھا تگاور مین مرکب نقابدار تین قدم گینڈا منہاج کا پانچ قدم ہٹا بعد گفتگو آپسمین نیزہ چلنے لگا نقابدار اسطرح سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ منہاج بھی تنگ ہی اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی یہی خیال ہی کہ ایسا نہو نقابدار غالب آجائے پہر بھر کامل دونون مین نیزہ چلا نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا گانٹھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا نقابدار نے بھی

نیمچہ نیام انتقام سے کھینچا ناگنی تھی کہ کیچلی چھاوڑکر نکلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے گرد اسپر کا آگے کیا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقابدار پر مارا کہ سر مرکب کا پھٹا نقابدار زمین پر آیا بیٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پیر گینڈے کے اوڑ گئے منہاج گینڈے سے کودا چاہا نقابدار سے لپٹ پڑون نقابدار جو زمین پر آیا اودھر مرکب مارا گیا بس آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے اوتار کر حلقہ ہاے کمند پار دیے گردن مین نقابدار کی حلقے پڑے منہاج نے جھٹکا مارا کہ نقابدار زمین پر گرا برق فرنگی جو گنوار کی شکل بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا للکارتا ہوا او قابو پرست کیا کرتا ہی منہاج نے چاہا کہ حلقہ ہاے کمند کھینچون نقابدار بے لطف ہو رہا ہی گلے مین حلقے پڑے ہوے زمین پر گرا پڑا ہے برق فرنگی نے حلقے کمند کے کاٹ دیے پکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا جست کر کے برق فرنگی الگ ہوا نقابدار کی جو کمندین کٹین تڑپ کر اپنے مقام سے اوٹھا منہاج کے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ دونون شیر لڑ رہے ہین مگر منہاج چار جانب دیکھ رہا ہی گھبرا رہا ہی زور مین جو اپنے سے نقابدار کو زیادہ پایا پکار کر آواز دی ارے یارو دیکھ رہے ہو کہ نقابدار مجھ پر زیادتی کرتا ہی چار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کر کے اسکو گرفتار کر لو اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقابدار کے بھی چلے نقابدار چاہتا ہو کہ منہاج کو نہ چھوڑون اسکی مشکین باندھون لیکن بلوہ جو ہو گیا اور چار جانب سے نقابدار پر تیر پڑنے لگے نقابدار نے اول کے تو دو تین تیر جسم پر کھائے ملازمون نے مرکب پہونچایا نقابدار مرکب پر سوار ہوا قرولی کمر سے کھینچی تیرون کو کاٹنے لگا گرد مرکب کے کٹے ہوے تیرون کا انبار ہو گیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقابدار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتشبازی کے مارے کر تیر اندازون کے منھ جلے غل مچاتے ہوے تیر انداز بھاگے نقابدار لڑتا بھڑتا برابر منہاج کے پہونچا للکارا کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کھا کے بھاگا آکر اپنے قلعے مین چھپا نقابدار بھی کوچ کر کے برسر قلعہ آیا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا قلعے کو چار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملکہ حسین کو لکھا کہ اے ملکہ مین برسر نقابدار

گیا سستی طالع سے زخمی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر مجھکو گھیرا ہی کسی ساحر کو میری مدد کو بھیجیے کہ آکر نقابدار کو گرفتار کر لیجاے ظلمات جادو جسکی قید مین خواجہ ہین سامنے کھڑا حسین سے کہہ رہا ہی لشکر حمزہ سے جسکو حکم دیجیے پکڑ لاؤن لا کر قید کرون عمرو آج تک قید ہی کچھ میرے ساتھ مکر نہ کیا کہ نامہ منہاج کا پہونچا حسین نے پڑھ کر کہا لو ای ظلمات جادو نقابدار کی مشکین باندھ کر لاؤ اُسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہی ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہون یہ کہکے ظلمات روانہ ہوا کنارے پر لشکر نقابدار کے اُترا پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقابدار کونسی ہی برق فرنگی ایک دکان پر بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہی برق نے آکر ظلمات سے کہا چلیے مین آپکو بارگاہ نقابدار بتا دون ظلمات ساتھ برق کے چلا برق نے باتون مین لگا کر خنجر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک خیمے کی آڑ مین چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر ٹہل رہا ہی کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان مین آئی دوڑا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہی دوکانداروں نے بیان کیا یہ آسمان سے اُترا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان مین بیٹھا تھا اُسنے جا کر خنجر سے مارا نہین معلوم وہ قتل کرنے والا کہان گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سنکر نقابدار بہت خوش ہوا پکار کر آواز دی ہم پر اُس عیار کا احسان ہی میدان جنگ مین بھی اُسنے کمندین کاٹین یہ ساحر بھی ہماری فکر مین آیا تھا اگر وہ ہمسے ملاقات کرے تو بہتر ہی برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی کہا مہتر برق فرنگی شاگرد عمرو یہ ساحر آپکا نام لیکر پوچھ رہا تھا مین نے اُسکی گردن لی جو چاہا تھا وہ ہوا میدان کارزار مین آپکو عاجز پایا آپکے کمندین کاٹین جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھاکے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا اپنے عیار کو بلایا کہا آپ کی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمھارے لشکر مین آگئے برق ثانی نے تن کر کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر برق سے آنکھ ملائی برق نے کہا مین شاگرد عمرو ہون ایسے ایسے لونڈے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے میرے آپکے مقابلہ ہو جائے برق بھی تڑپ کر اُٹھا نقابدار نے دونون مین مصالحہ کرا دیا ہر چند برق نے چاہا کہ نام نقابدار کا دریافت کرون نقابدار نے بمنت کہا ای مہتر والا گہر اسکا ارادہ نہ کرنا پردہ پوشی مقتضی

ہی

مین ہمارا مطلب ہو جب صاحبقران سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے نقابدار سے رخصت لی جست وخیز کرتا ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا برق یہ نہین سمجھا کہ جس ساحر کو مین نے مارا اُسی کی قید مین استاد تھے بھاگا ہوا جاتا ہو کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر کی شکل بنکے ساحر سے پوچھا بابا کہان جاتے ہو ساحر نے کہا مین ظلمات کو بلانے جاتا ہون آج کئی دن سے قیدیون کو آب وطعام نہین پہونچا لہذا تلاش مین ظلمات کی جاتا ہون کہ وہ آوین اور حکم دین تو قیدیون کو کھانا پہونچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہین ساحر نے کہا وہ قیدی ہین کہ جنسے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہو طلسم قدرت درہم وبرہم کر رہے تھے ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کر لایا دونون کو قید کیا امیر وعمرو عیار ہین۔ برق نے کہا سامنے جنگل مین جاؤ وہان ظلمات سے ملاقات ہوگی وہان وہ ٹہل رہے ہین ساحر اُسی طرف چلا برق جھپٹ کر اُس صحرا مین پہونچا رنگ وروغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنکر تیار ہوا جنگل مین ٹہلنے لگا اس ساحر نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو آپکے بھائی نے مجھے بھیجا ہو کہ تشریف لیچلیے قیدیون پر آب ودانہ بند ہو بدون آپکے حکم کے قیدخانہ نہین کھولا آپ چلین تو آب ودانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ ہوا تھوڑا راستہ طی کر کے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جا کر آفات جادو سے اطلاع کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہان تھے برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا مین جنگل مین برائے سیر گیا وہان سو گیا خواب مین خداوند ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ مین تجکو دو کمال دیتا ہون یہ کہکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھون کو چھو لیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کریگا دوسرا کمال علم موسیقی مین نے تجھکو دیا کہ کوئی علم موسیقی مین تیرا سامنا نکر سکیگا بھائی ذرا بایان چھیڑو علم موسیقی کا تو امتحان کرون یہ کہکے بایان منگایا ٹھیکہ چھیڑ کر یہ غزل گانا شروع کی۔

نظم

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین ۔۔۔ پر ہم اُنکے ہین وہ ہمارے ہین
اُڑتے ہر آہ مین شرارے ہین ۔۔۔ چھوٹتے گنج کے ستارے ہین
ہاتھون سے چھوڑتے ہین کب یہ قدم ۔۔۔ اب تو ہم تمسے قول ہارے ہین

چھپ کے گھر کسکے جاؤ گے معشوق	کیون جھڑے پاؤن سے اُتارے ہین
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا	جھوٹے اقرار سب تمھارے ہین
رند بے ساختہ ہین گیسوِ یار	نہ بنائے ہین نہ سنوارے ہین

اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر تعریفین کرنے لگے کہتے تھے اے ظلمات حقیقت مین تم قدرت کے نظر کردہ ہوئے کیا خوب آواز ہے آواز مین کیا سوز و گداز ہے دل کھنچتا ہے دل چاہتا ہے کہ تمھارے گرد پھرین کوئی تو کام تمسے ایسا ہوا کہ قدرت مہربان ہوئے اور عالم خواب مین آئے برق نے کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوئے فرماتے تھے کہ تو نے ہمارے دشمن کو قید کیا جو ہمارا نام مٹاتا تھا خبردار حمزہ کو قتل کرنا عمرو و امیر قدرت کے دشمن ہین جسدن سے حمزہ نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہے کہ نام لات ومنات مٹائیے سیکڑون ملک اسلام آباد ہوگئے اب حمزہ کو لاؤ شرابخواری کا چرچہ ہو نشے مین مسلمانون پر تلوارین لگاؤ اس فعل پر سب راضی ہوئے برق بیٹھا ہے کہ آفات گیا سر زنجیر تھامے ہوئے قیدیون کو لایا برق نے دیکھا عمرو و امیر زنجیرون مین بندھے چہرے اُداس عالم یاس آفات نے کہا اے برادر جب سے تم کار ضروری کو گئے آب و دانہ انکو نہین ملا اگر تمھاری خوشی ہو تو اب انکو آب و دانہ پہونچا دین کہ وقت قتل انکا قریب ہے ظلمات نقلی نے کہا اب انکا وقت انتقال قریب ہے جہان تک ہوسکے تکلیف پہونچاؤ یہ کہکے عمرو کو برق نے للکارا کہ او ساربان زادے تو ہی ہے نے مشمش و دمامہ کو مارا دیکھ وہ بھی بیٹھے ہین سوائے میرے اُنکو کوئی نہین دیکھتا اشارے کر رہے ہین کہ ان دشمنون کو قتل کر وہان بھائی شراب لاؤ آفات جاکر کُپلا اُٹھا لایا برق نے حسب دلخواہ اس مین بیہوشی ملائی شراب گلابیون مین بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر عین نشے مین ان پر بدعت کرو خواجہ عمرو نے برق کو آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحبقران سے کہا ہمارا بھوریا آگیا اب مار لیا اتنے مین صاحبقران نے دیکھا برق نے کئی سو جام بھر کر رکھے کہا ہان بھائیو نام ہفت پیکر کا لیکر جام پیو مگر ایک ہی سانس مین پینا یہی قدرت نے خواب مین کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لے گا سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہے عمر ہم اپنی بڑھا لو دشمنون کو قتل کرو آفات خوش ہے کہ میرے بھائی کو عجب شرف ملا سبنے جام اُٹھا کے ہاتھون مین لیے برق پھر گانے لگا۔

نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
مستون کو فرض عین ہی مینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
پتلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
ای بحر حسن آج تو چل موتی جھیل پر
ابکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

جب برق نے یہ اشعار گائے سب نے ایک ایک جام پیا وہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی کہ حلق سے اترتے ہی گھبرا کر سب کھڑے ہو گئے ناچنے لگے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے مگر برق ابتدا سے دیکھ رہا ہی کہ ایک شخص منھ اپنا چھپائے ہوئے گوشے مین بیٹھا ہی اُس نے شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گرا ظاہر مین بیہوش ہوا برق خنجر پکڑ کے چلا کہ آفات کو قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا او برق کیا کرتا ہی منم حسین شعبدہ باز برق نے دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت آسمان سے نعرہ کرتی ہوئی آتی ہی اُسنے سحر کیا برق کے پانون زمین نے تھام لیے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہین وہ عورت چلی کہ برق کو قتل کرون اُسوقت برق کا تڑپنا بلک کے دعائین کر رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار اس آفت سے بچا لے مین کیا مشقت کر کے پہونچا کہ پہلو سے نعرہ ہوا کہ او زن فاحشہ کیا کرتی ہی وہ نازنین پلٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے مین بیٹھا تھا اور سب کے ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اُسنے نعرہ کیا بس او ملعونہ کیا کرتی ہی میرے باپ کو قتل نہ کرنا منم عیار نقابدار اور پتھر مارا کہ پتھر حسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوئے ایک دناٹا ہوا کہ سارا مکان اُڑ گیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پانون قابو مین آئے عیار نقابدار پتھر مار کر بھاگا برق پکارتا رہا کہ ای فرزند ماشاء اللہ کیا کار نمایان کیا ہی خوب وقت پر پہونچا صاحبقران و عمرو کی ہتھکڑیان بیڑیان کٹ کے گرین صاحبقران کو ہوش آیا عمرو و برق نے ملکر سب ساحرون کو قتل کیا اُس مکان مین ایک حبہ نہ پایا خواجہ

بہت جھلائے فرمایا کہ اس بیہودہ نے ہم کو جنگل مین قید کیا تھا برق سے پوچھا تمھارا کیونکر آنا ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر نقابدار پر جا کر ظلمات کو مارا اب نقابدار قلعۂ منہاج دیوبند کو گھیرے اُترا ہوا ہی وہین سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف کی برق نے کہا اب چلیے ایسا نہو لندھور نے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا نقابدار نے لندھور کا وہ حال کیا کہ دو تین ہفتے تک لائق جنگ نہوگا مگر نقابدار عجب صاحب شوکت ولیاقت ہی اور یا صاحبقران آپ کے نام سے محبت رکھتا ہی عیار کا تو حال کھلا کہ وہ میرا فرزند ہی آج جوش مین وقت پر کہہ اُٹھا کہ میرے باپ کو قتل نکرنا نہایت طرار فرار ہی صاحبقران نے کہا خواجہ کہین سے ایک مرکب ممکن کرو کہ لشکر تک پہونچین خواجہ نے کہا جاتا ہون اگر کہین بکتا ہو تو خرید لاؤن یہ کہکے خواجہ چلے تقضاے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کئی مرکبون کو لیے ہوے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اُسکو پکارا وہ سائیس ٹھہرا خواجہ نے کہا بھائی کہان جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرا مین ایک تاجر اُترا ہی اُسی کے گھوڑون کو پانی پلانے لیے جاتا ہون خواجہ نے کہا بھائی ہمین بھی نوکر رکھوا دو ہمارا تمھارا ساتھ رہیگا ایک مرکب عربی کی باگ تھام لی کہا ہم اسی مرکب پر نوکری کرینگے جھٹ پٹ اُس پر سوار ہوا کہا مین اسکو پھیر لاؤن یہ کہکے جو ایڑ کی مرکب بھاگا سائیس پیٹتا ہوا دوڑا خواجہ عمرو کب ٹھہرتے ہین گھوڑے کو خدمت مین صاحبقران کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا مین نے بارہ ہزار کو خریدا ہی اس صحراے ہول خیز مین بارہ لاکھ کو بھی نملتا امیر نے فرمایا لشکر مین چلکر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہی مگر ایک رقعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا کبھی کہنے کے خلاف کیا ہی عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کرین تو مین کیا کرون دس سردار تمھارے وہان جمع ہین تمھاری بات پر ہان ہان کرینگے میری بات کو سب جھوٹا بتائینگے امیر نے فرمایا یہان قلم دوات کہان ہی عمرو نے کہا یہ سب چیزین میرے پاس موجود ہین یہ کہکے زنبیل سے کاغذ قلم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلان جنگل مین ایک گھوڑا مول لیا قیمت اُسکی عمرو سے قرض لیکر ادا کی لشکر مین چلکر ادا نکرون تو داہنے ہاتھ کا کھانا حرام امیر نے یہی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا ساز و یراق مرکب زنبیل سے نکالا امیر

پشت مرکب پر سوار ہوے عمرو و برق ساتھ ہین کہ غریو کی آواز کان مین آئی امیر نے فرمایا خواجہ بڑھکر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آب و دانہ بند کیا منہاج نے ساتھ والون سے صلاح کی کہ یارو قلعہ مین بھوکے مرتے ہین چلکر لشکر نقابدار پر شبخون مارین شاید غالب آئین لاکھ آدمیون کو ساتھ لیکر منہاج دیو بند قلعے سے نکل پڑا ہزارون قتل کیے ہرکارون نے جاکر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو ترغیب دی یارو نقابدار کو گھیر کر مارلو ساری فوج نے نقابدار پر انبوہ کیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا بھاگ کر خدمت صاحبقران مین آیا کہا اے شہریار نقابدار پر وقت بہت تنگ ہے یہی تدبیر کر رہے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہے کسکی مجال ہے کہ نقابدار پر ہاتھ ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہے مگر انبوہ کفار کا بہت ہے ساتھ والے نقابدار کے سست کھڑے ہین یہان نقابدار حیران ہوکر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر لازمان منہاج بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہین نقابدار انکے روکے سے نہین رکتا جب تو منہاج نے دو ہزار کمند انداز اپنے لشکر سے جنے عیار اسکا طفیل قطرہ زن دو ہزار کمند اندازون کو لیکر چلا نقابدار گھبرایا کہ دو ہزار حلقہ ہاے کمند جو مجھپر پڑینگے کیونکر پشت مرکب پر قائم رہونگا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا اے کریم و رحیم اس آفت سے بچالے اپنی کارسازی دکھا دے۔

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم
عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ای شہہ فریادرس فریادرس
نفس و شیطان میکنند بر من ستم
وائے صد حسرت کہ در دنیاے دون
نقد عمر خویش ضائع کردہ ام
دار چون گردون دون ای کردگار
گردنم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا ای معدن جود و عطا
کن کرم ای صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار
بر کمال فضل تو امیدوار

نقابدار دعائین کر رہا تھا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے عیار بھی

جست و خیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا نیمچہ پکڑ کے ہم عیار پر جا پڑا عیار سے نیمچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے اُس عیار کو سر جا کر کمر پر ہاتھ مارا عیار کے دو ٹکڑے ہوئے نیمچہ کھینچکر عیارون پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقابدار مثل برق جہندہ لڑ رہا ہی چالیس عیارون مین یون گھرا ہی گویا شیر رمۂ گوسفندان مین کسی کو کمر تا کے سر پر ہاتھ مارا کسی کو سرتا کے کمر پر ہاتھ مارا اُن سب عیارون کو تفرقہ کردیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرایا منہاج جو گھبرایا منظور یہ ہوا کہ فوج کو لیکر قلعے مین بھاگ جاؤن صاحبقران خندق پر آکے بسے جسنے قلعے مین جانے کا ارادہ کیا اُسکو تلوار مار کے خندق مین گرایا خندق لاشون سے پٹ گیا نقابدار نے جو سنا کہ صاحبقران خندق پر کھڑے لڑ رہے ہین طرف منہاج کے چلا منہاج نے دیکھا ایک طرف سے صاحبقران آتے ہین اور ایک طرف سے نقابدار للکارتا ہوا اور سردارون کو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہی گھبرا گیا مگر نقابدار نے امیر سے پکار کر کہا اے شہریار منہاج پر قصد نکیجے گا یہ میرا حریف ہی صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج کے پہونچے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب کو آگے کردیا جیسے منہاج تلوار مار کر اُس طرف پلٹا امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو ٹکڑے ہوئے نقابدار نے جو لاشۂ منہاج دیکھا آنکھون مین خون اُتر آیا چونکہ نقابدار کمسن ہی تاب نہ آئی گھوڑا جھپکا کر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیون اے شہریار آپ نے میرے حریف کو کیون مارا امیر نے کہا لڑائی مین کیا ہوتا ہی اُسنے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے مجھے بچایا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیون غصہ ہی نقابدار نے کہا مین آپسے مقابلہ کرونگا امیر نے فرمایا اب مین لشکر جاتا ہون آپ وہان آئیے طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کیجیے مین آپ سے باہر نہین ہون جس طرح امتحان لیجیے گا مین آپ کو جواب دونگا غصہ نہ کیجیے معاف فرمائیے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ نقابدار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا حضور کے پہونچنے سے لندھور لشکر مین بدعت کر رہا ہی جلد اپنے کو پہونچائیے مین بھی حاضر ہونگا امیر نے فرمایا اگر راہ مین کسی نے نہ روکا تو مین ضرور آج ہی

لشکر مین پہونچ جاؤنگا جابجا دشمن ہین راہ مین رہزن ہین شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے تو آپ میری مدد کو آئیے گا آپ نے لندھور کو خوب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ صحیح رہتا تو لشکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی لشکر مین نہین ہین نقابدار نے کہا میرا تو ارادہ یہ تھا کہ لندھور کو زخمی کر کے پکڑ لیجاؤن قید رکھون جب حضور آوین تو اُنھین چھوڑ دون مگر اُنکے سردار آکے اُنکو بچا کر لیگئے امیر نے فرمایا آپکا مجھپر احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ کیفیت فرمائی نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کر کے بہت شرمایا مگر وعدہ کر لیا کہ مین حاضر ہونگا نقابدار اُس قلعے پر اُترا سب مردمان قلعہ نے بصدق دل نقابدار کی اطاعت کی صاحبقران خواجہ و برق کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا مین آکر امیر کو رات ہوگئی ایک نخل کے سائے مین زین پوش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور آرام فرمائین ہم جاگتے ہین امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھکر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشہ صحرا سے ایک روشنی معلوم ہوتی ہو دیکھا ایک غول ہو کہ ایک چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے اسی جانب آتا ہو عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ ای شہریار غول صحرائی آتا ہو صاحبقران اُٹھے پشت مرکب عربی پر سوار ہوے غول کو للکارا غول سامنے سے بھاگا صاحبقران اُسکے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہونچ سکے امیر گھوڑا اڑاے ہوے چلے جاتے ہین غول آگے بھاگا ہوا جاتا ہو عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے گئے ایک پہاڑ کے نیچے غول پہونچا صبح ہو چلی تھی غول نے ایک چیخ ماری درۂ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی سو غول جمع ہوگئے اب سب ملکر امیر پر حملہ آور ہوے امیر نے نیمچۂ سہراب یل کھینچا وہ تیغہ دیوکش ہو جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو امیر کو لگا کر لایا ہو دور سے سبکو ترغیب دے رہا ہو امیر لڑتے ہوے اُسکے سامنے پہونچے اُسنے چوبدست لگائی امیر نے چوبدست قلم کر کے ہاتھ مارا کہ اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے جو غول باقی رہگئے تھے وہ سامنے سے بھاگے تھوڑے عرصے مین امیر نے دیکھا کہ جنگل صاف ہوگیا قریب درۂ کوہ کے آئے اندر سے درۂ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درۂ کوہ کے آئے دیکھا کئی ہزار جوان مشکین بندھی ہوئین زمین پر پڑے ہین رو رہے ہین امیر نے پوچھا تم لوگ کون ہو ایکطرف ایک افسر بیٹھا تھا اُسنے کہا ای شہریار مین تاجر ہون کاروان لیکر اسطرف آیا ان غولون نے ہمارا

کاروان لوٹ لیا ہم سب کو پکڑ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہین مارے بھوک کے مرتے ہین امیر نے سبکو رہا کیا اُسی درۂ کوہ مین مال بھی لوٹ کا ہوا رکھا تھا ایک جمشید جو سبکا افسر تھا اُسنے مال پر قبضہ کیا جب درۂ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ مین آکر جمشید بیٹھا کہا اے شہریار آپنے احسان عظیم کیا ہم کو سب یون ہی بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جاتے آپکا شکریہ ادا کرین آپکے سبب سے دین حق کو پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعۂ ارکانیہ کہتے ہین ارکان فیل در وہانکا حاکم و ناظم ہے غلام کا اُسی قلعے مین مکان ہے امیدوار ہون کہ غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایئے وہان دوکان بھی ہے سر چوک دوکان ہے وہان بیٹھیے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی بعد دو چار روز کے حضور کو لشکر مین پہونچا دونگا امیر نے کہنا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ لیا امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوے جمشید کے ساتھ قلعۂ ارکانیہ مین آئے سر بازار دوکان تھی جمشید نے کہا حضور دوکان پر بیٹھین کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پر کرسی بچھا کے بیٹھے ہزارہا آدمی جمال دیکھ رہے تھے دوکان پر بھیڑ لگ گئی ارکان فیل در جو بادشاہ ہے اُسکی بیٹی زہرہ اختر چشم ہے اُسکی دایہ کسی کار ضروری کو بازار مین آئی تھی اُسنے جو ایک دوکان پر ہنگامہ دیکھا خود بھی آکر کھڑی ہوئی جمال صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئی خود زرین بالاے سر سپر و شمشیر حمائل کرسی پر بیٹھے ہین مشتاق لوگ بہ حیرت جمال دیکھ رہے ہین کوئی تعریف کرتا ہے کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہین دایہ نے جمال کو دیکھکر بہت پسند کیا جب محل مین آئی تو زہرہ نے پوچھا دائی امان آج بازار مین کیون دیر لگی کیا دوکانین بند تھین دایہ نے کہا بی بی کیا کہون جمشید تاجر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے ہو دیکھا رُعب دبدبہ سطوت صولت مثل چاکران کمترین ہمراہ ہزارہا آدمی مشتاق جمال کھڑے ہوے تماشہ دیکھ رہے تھے مین بھی اُس جلسے مین گئی دیر تک اُسکا جمال دیکھا کی کل اعضا کو بخیال دیکھا آپکے والد بڑے بہادر ہین مگر ایسا ستارۂ شوکت پیشانی پر اُس شخص کے درخشان ہے کہ صورت دیکھکر محویت ہوتی ہے جی چاہتا تھا کہ گل چینی گلشن جمال کی کیا کرون وہین کھڑی رہون آپکی خفگی کے خیال سے چلی آئی جی چاہتا تھا دھونی رما کر وہان بیٹھون زہرہ حال صاحبقران سنکر خاموش ہو رہی مگر دل پر چوٹ لگی دل سے باتین کرتی ہے کہ اے زہرہ دائی امان نے یہ کیا جملہ بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے ہوگئے کیونکر ایسے شخص کو دیکھون اُسی وقت اُٹھکر بارہ دری مین چلی گئی پردے چھوڑ لیے حیران تھی

کہ مین کیونکر ایسے جوان کو دیکھون دایہ نے خواصون سے پوچھا ارے بی بی کہان ہین خواصون نے کہا بارہ دری مین اکیلی بیٹھی ہین ہم سب کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلایا ہی محبت کی آگ بھڑکی ٹہلتی ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش پر آواز ہوئی تو ہچکیون کی آواز آرہی ہی دایہ پردہ اُٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپر کھٹ پر پانون لٹکائے ہوئے بیٹھی ہی دوپٹہ ڈھلکا ہوا آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین آنکھین سُرخ اب یہ نوبت پہونچی ہی کہ ہچکی لگ گئی دایہ نے قریب آکر بلائین لین کہا کیون واری کیسا مزاج ہی ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی امان تمھاری آگ لگائی ہوئی ہی اُسی خیال نے یہ حال کیا ہی۔

نظم

محبت عناصر مین شامل ہوئی
لہو بن کے رگ رگ مین داخل ہوئی
جلین دیر مین کیون نہ گھی کے چراغ
مراد دل اُس بت کی حاصل ہوئی
مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا
جو سوچے ہوئے تھے وہ اے دل ہوئی
نہ جاتی ہی اُلفت نہ ملتا ہے یار
غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی
اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے
بصارت جب آنکھون کی زائل ہوئی
گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا
تسلی تری اب تو قاتل ہوئی
دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ
ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی
مین دیوانہ مجنون رہا اُسکا رند
پری جبکہ لیلی شمائل ہوئی

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اسطرح پڑھے کہ دایہ رونے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہون باغ کو چلیے راہ مین دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا محافہ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکر سوار ہوئین پشت پر کنیزین ڈولیون مین ہر چند ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ چلین اُسپر بھی سو دو سو ڈولیان ساتھ ہولین آگے محافے کے چوبدار دو چار سوار ہمراہ یہان امیر دوکان پر جمشید کی بیٹھے تھے جمشید مثل چاکران کمترین رومال لیے پشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار سامنے سے پیدا ہوئے راہ گیرون کو ہٹاتے ہوئے سامنے سے نکل گئے جمشید نے عرض کی دختر شاہ کی سواری آتی ہی امیر بھی اُسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ محافہ زرین نمایان ہوا ملکہ تو دیکھنے کی مشتاق ہین دایہ نے چلمن ہٹا کے کہا لو دیکھ لو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہی اور جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہی نہین معلوم یہ کون شخص ہی کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہی مگر اِس شخص کی مگس رانی کرتا ہی ملکہ نے بے اختیار ہوکر پردہ ہٹایا صاحبقران کی نگاہ جمال بے مثال زہرہ پر پڑی برج محافہ مین ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بیقرار ہوگئے ملکہ سطوت وصولت دیکھکر دایہ سے کہنے لگین ارے کہارون سے کہو ذرا رُکے ہوے چلین ہول کیا ہی باغ پہونچ جاینگے فوراً کہار رُکے کاندھا بھی اُسی مقام پر بدلا آگے سے سوار پلٹے اُنھون نے آواز دی ارے کہارو تم کیون رُکے ہو محافہ بڑھاؤ کہار بڑھے ملکہ پلٹ پلٹ کے دیکھا کین جب نظرون سے صاحبقران مخفی ہوے وحشت کا جوش بیہوشی مین ہوش زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیون دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بیقراری بڑھ گئی جی چاہتا ہی اسی مقام پر اُتر پڑون سر قدمون پر اس شہریار کے رکھدون پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون دایہ سمجھاتی ہوئی باغ مین لائی گل و بلبل کو دیکھکر اور جوش وحشت بڑھا فرماتی ہین کیون دائی امان بلبل کا رونا سراسر بیکار ہی یہ تو خود گل کے گلے کا ہار ہی پہلو گل مین پھول پھول کے بیٹھتی ہی بروقت جاؤن جاؤن کیا کرتی ہی نہ جیتی ہی نہ مرتی ہی فراق نصیب نہین کوئی امر فراق کا قریب نہین حماقت ہی کہ روتی ہی یہ بے نصیبی مجھے نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے قریب ہوئی کیون دائی امان کیا تدبیر کرون کہ وہ اس باغ مین آکر گل و بلبل کی سیر دیکھین مین جلسہ آراستہ کرون ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری تمھارا حسن بھی عالم کش زاہد فریب ہی مین بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تمنے پردہ اُٹھایا تو وہ بھی اسی جانب بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ رو اُنکا متغیر ہوا زہرہ نے کہا دائی امان تمنے پالا ہی محبت سے ایسی باتین کہتی ہو وہ خود حسین و جمیل ہین بہ قول شاعر۔ فرد سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے + ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سُنا + آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال رعب و جلال چہرے سے ہویدا و آشکار ہی وہ خود بے مثل ہی دوسرے کے جمال پر کیا نگاہ ڈالیگا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجیے اگر وہ آئے تو بہتر ورنہ مین وعدہ کرتی ہون کہ جاکر بلا لاؤنگی یہ جو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تڑپ تڑپ کے بسر کیا جب شام ہوئی چبوترے پر فرش بچھوایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھین گائن سامنے حاضر ہے

مگر منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہان صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا معلوم ہوا کہ باغ مین گئی ہین جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا ہوے بیقرار ہو رہے تھے لباس شب روی پہنا تلوار بغل مین دبائی کمندین بازوون پر باندھین اُٹھ کر ٹہلنے لگے آخر ضبط نہو سکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا اُسی نشان پر چلے آتے آتے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا کہ چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین آپس مین باتین کر رہی ہین کہ بی زہرہ کو کیا سودا ہوا تاجر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہین نہین معلوم وہ کون شخص ہے آکر جمشید کا مہمان ہوا ہے کسی ملک کا تاجر ہوگا بی ہماری آپ سے باہر ہو رہی ہین دایہ سے کچھ باتین ہو رہی ہین صاحبقران کنیزون کو دیکھ کر پشت باغ پر آئے کمند لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ پڑی کہا واری دیکھیے کوئی شخص دیوار پر چڑھا ہے یقین ہے کہ وہ ہی ہین یہ کہکے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ مین بھی آؤن دایہ نے کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اسقدر راستہ طے کرکے آئے ہین تو جلسے مین بھی آکر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اُتر کر ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہین مگر حیران ہین کہ اب کیا کرون خود بخود صحبت مین کیونکر چلا جاؤن حجاب مانع ہے اس سوچ مین کھڑے تھے کہ دایہ نے آکر سلام کیا امیر حیران ہوے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہین پرائے مکان مین بیخوف چلے آئے امیر نے شرما کر کہا کہ اس طرف جاتے تھے بوے گل پسند آئی کمند مار کر چلے آئے اگر تمھارے خلاف ہو چلے جائین دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر مسند پر بٹھایا ملکہ سے کہا کہ لو بی بی یہ وہ ہی جمشید کے مہمان ہین اب انسے حال پوچھو ملکہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ جمشید کے یہان آپ کے آنے کا کیا باعث ہے آپ کی دوکان کس ملک مین ہے امیر نے فرمایا کہ اے شہنشاہ خوبی مین تاجر نہین ہون داماد نوشیروان صاحبقران زمان ہون ایک غول کے تعاقب مین آیا اُسکو مارا جمشید درۂ کوہ مین قید تھا مین نے اُسے رہا کیا اُسنے کہا کہ میرے قلعہ مین چلیے مین اُسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث خوش نصیبی ہوا کہ شوہر مہر نگار ہین جو جو شاہزادیان ملکون مین حسین و جمیل ہین وہ سب انکے عقد مین ہین اب ملکہ نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل گائی ۔ نظم

اب لڑایا کرتے ہیں اکثر سر بازار آنکھ
آئنے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ چار آنکھ
اُسکے کوچہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا
کھولدونگا جلکے زیر سایۂ دیوار آنکھ
چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھ کر آپ نے
بیچیا ہوا اب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ
دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ
ڈالدیتی ہے غضب میں دلکو بھی ہر بار آنکھ
وعدۂ دیدار فردا ہی قیامت پھر ہی زند
روز محشر تک نہ کھولیں طالب دیدار آنکھ

گائن نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق و معشوق میں اختلاط ظاہری ہونے لگا سب کنیزیں ہوشیار ہوگئیں جب رات کم رہی تو صاحبقران نے کہا کہ اب رخصت ہوتے ہیں انشاء اللہ کل پھر آئینگے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی کلمہ پڑھا دایہ نے بھی مع کنیزوں کے بخوشی کلمہ پڑھا ایک کنیز ہے چنچل نام اُسکو کلمہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی میں کہتی ہے کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر میں لاکر بٹھایا مذہب بھی ہاتھ سے دیا جنکی مدت سے خدائی چلی آتی ہے لات و منات کو بُرا کہا خدائے نادیدہ کے اوصاف بیان کیے میں ان دونوں کو قتل کراؤں جاکر انکے باپ سے اطلاع کروں امیر رخصت ہوکر کل کا وعدہ کرکے روانہ ہوئے چنچل کنیز بےچین ہو رہی ہے کہ جاکر اطلاع کروں شام سے ملکہ انتظام میں مصروف ہوئیں روشنی کرائی گلدستے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چنچل شام سے روانہ ہوگئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے چنچل در دولت پر پہونچی ارکان کو بلوایا جب ارکان باہر آیا چنچل کو دیکھ کر پوچھا کہ کیوں چنچل ملکہ کا مزاج کیسا ہے چنچل نے جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہیں جمشید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر مہمان لایا بی دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہاں سے دیکھ کر آئیں ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئیں محافے پر سوار ہوکر دیکھنے کو گئیں صورت دیکھکر اُنکی بہت بیقرار ہوئیں امیر بھی رات کو آئے پہلو میں بیٹھیں سب کنیزوں نے کلمہ پڑھا مگر میں نے نہیں پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی ہیں اب امیر آئے ہونگے حضور تشریف لیچلیں اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند خوش ہونگے آپ تو خداوند کے خراجگزار ہیں کیا عجب ہے کہ وہاں سے آپکے واسطے خطاب آئے یہ سُنکر ارکان غصے سے سُرخ ہوگیا کہا کہ او نالائق تونے میرے سامنے یہ واہیات

باتین بیان کرین جی چاہتا ہی کہ جاکر اُس گیسو بریدہ کو ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے ہون یہ کہکے گستاخ کرگدن سوار سپہ سالار کو بلایا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اُسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل تیار ہوے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف باغ کے چلا یہان امیر بہرات گئے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کرکے لائین گائنین تیار تھین امیر کے بیٹھتے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات مہرنگار پوچھ رہی ہین نام مہرنگار سنکر امیر رونے لگے فرمایا کہ ای ملکہ حال مہرنگار کیا بیان کرون عجب حسرت سے انتقال کیا غم مین قباد شہریار کے ملکہ نے جان دی ہر چند کہ مین نے قاتل کو مارا مگر وہ جام زہر کا پی چلی تھین اُنکے غم مین فقیر ہوے نو مہینے پنجرے مین بند رہے فرامرز بن قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا حضور شام سے چنچل نکل گئی اُسنے جاکر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیکر آپہونچے گینڈا بڑھائے ہوے طرف درِ باغ کے آتے ہین امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین بیس ہزار بہیجا آتے ہین اُنسے کیونکر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ کیا مین چھپ کر بیٹھ رہون ملکہ نے لاکھ روکا امیر اُٹھ کر چلے اور غصے مین جوابدیا کہ بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہکر باہر نکلے ملکہ دعائین کر رہی ہین اور خواصین آمین آمین کہہ رہی ہین امیر مرکب پر سوار ہوے درِ باغ سے نکلے نعرہ شیرانہ کیا ارکان کو دیکھکر آواز دی کہ او ارکان تو خود میرے مقابلے مین آ ارکان نے اپنی فوج والون سے کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا مین اکیلے لڑے ہین یہ بیس ہزار کب خیال مین آتے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو ترغیب دی فوج جانبازی کرنے لگی ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین مگر صاحبقران اُس بلوے مین لڑ رہے ہین کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ مین نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا ہی کہ مارو تم اسقدر ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کر سکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سوارون نے امیر کو اب نرغے مین گھیرا ہے

نیزے مار مار کر بھاگتے ہین بعضے دور سے تیراندازی کر رہے ہین امیر نے اسقدر نیزے کھائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہی ملکہ نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہوکر دعائین کرنے لگین یکایک صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بصد جوش و خروش بارہ ہزار سوار پشت پر گھوڑا اڑھائے ہوے آتا ہی دور سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا مین آپہونچا امیر کو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار نہ گھبرائیے گا آپکا خدمتگزار آپہونچا ان بیحیاؤن کی یہ مجال ہو کہ آپ کو اکیلا پاکر یون ہلاک کرین یہ کہکے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلوارین برابر کھینچ گئین امیر چسپت ہوکر مرکب پر بیٹھے نقابدار جو آکر گرا پہلے ہی حملے مین بارہ ہزار کو داخل جہنم کیا امیر نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے ہوے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہو کہ ارکان پر مین جا پڑون ایک طرف سے امیر للکارتے ہوے آتے ہین ایک طرف سے نقابدار آتا ہی امیر سے مقابلہ پڑا کئی ہاتھ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر روکے آخر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ ہوا گرد لاشے پڑے ہین نقابدار تلوار کھینچے ہوے قریب آیا پکار کے آواز دی کہ اس مکار کو مجھے دیجیے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہو امیر نقابدار کے حوالے کرین پکار اٹھا کہ ای شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھدیا ارکان کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا ای محسن تو نے نہایت احسان کیا چاہتا ہون کہ تیرا روے زیبا دیکھون ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہین منظور ہی انشاءاللہ وقت پر ثابت ہوگا یہ کہکر نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگون کو سمیٹا امیر کو سلام کر کے رخصت ہوا جمشید کے ملازمون نے خبر پہونچائی کہ امیر باغ بہمندہرہ کے گھر گئے ہین ہزار فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دو سو غلامون کو لیکر اُس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہوچکی تھی امیر ارکان کو لیکر باغ مین جاتے ہین کہ جمشید نے آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو

جو حال معلوم ہوا غلام بیقرار ہوگیا امیر نے فرمایا کہ ای جمشید خدا نے اپنا فضل شریک کیا نقابدار مرصع پوش برائے مدد آیا ارکان مسلمان ہوا اب باغ مین اسکو لیے جاتا ہون جمشید غل نگہبانون کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ مین آئے ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مجکو دولت اسلام ملی مگر اب چاہتا ہون کہ ای شہریار آپ اسکو کنیزی مین قبول کرین ہرچند کہ امیر نے فرمایا کہ ای ارکان مین برسر راہ ہون چار پہاڑون کو فتح کرنا ہی اگر یہ پہاڑ فتح ہوگئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا اُسوقت عقد کرونگا فرزند میرا رستم طلسم مین جائیگا مین در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقد حاصل کرونگا مگر ارکان نے نہ مانا ترنج خوشبوئی کسینے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اُسی باغ مین حجلۂ عروسی قرار دیا شہر مین امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمرو پھرتا پھرتا اُس طرف پہونچا جہان سامان برات ہو رہا ہی سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ حمزہ کیا صاحب نصیب ہی جہان جاتا ہی معشوق پر چہرہ سے سامنا ہی امیر زعفرانی جوڑا پہنے ہوے مقام صدر پر بیٹھے ہین ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا ہی کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین پڑا ہی آگے ارکان کو سلام کیا کہا کہ ای بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقچہ لیکر بھاگ آیا ہی چاہتا ہون کہ اُسے گرفتار کرکے لیجاؤن ارکان نے کہا کہ اس صحبت مین دیکھو اگر ہووے تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھکر سب طرف دیکھا امیر کو جھک کر سلام کیا کہا کہ یہان آکر داماد شاہ بنے ہو بڑی جرأت پیدا کی امیر نے فرمایا کہ او سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہی اچھی طرح پہچان عمرو نے کہا کہ مین خوب پہچانتا ہون صندوقچہ جواہرات کا کیا کیا یہ سُنکر ارکان نہایت ملول ہی کہ یہ تو صاحبقران بنے تھے افسوس ہی کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر نقلی مین جب تکرار ہوئی امیر تیغے کو ٹیک کر اُٹھنے لگے عمرو نے کہا کہ مجھپر کیا قصد کرتے ہو خوف خدا نہین آتا تب تو امیر نے عمرو کو پہچانا اُٹھکر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای یار وفادار کہان تھے تمسے جدا ہوکے یہ جفا مین

اُٹھائین خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمرو و برق بھی صحبت مین بیٹھے تیاری برات کی ہو رہی ہی پہر رات سے گئے امیر کو جمشید کے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہرا بندھا ہوا خواجہ مگس رانی کرتے ہوے ساتھ ہین ملکہ سے وہان سب نے مبارک مبارک جو کہا ملکہ شرما کر ایک کمرے مین جا بیٹھین حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آئے کنیزین کمرے کے دروازے پر کھڑی ہین ملکہ کمرے کا دروازہ نہین کھولتی ہین دختر دایہ روح افزا کہ یہ بہت منھ لگی ہی اسنے آکر دروازے پر آوازین دین جب صدا نہ آئی گھبرا کر کہا دروازہ توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر جو روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہی کنیزون مین رونے کا شور ہوا کہ ایک قلعۂ آتشبازی چھٹنے کی آواز آئی برات لیکر امیر پہونچے ہاتھی سے اُترے بارگاہ مین آئے خواجہ سرا دوڑا ہوا آیا امیر کے سامنے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ غائب ہو گئین خواجہ نے کہا کہ ذرا مین اُس مقام کو جاکر دیکھون خواجہ جو محل مین آئے روح افزا کو دیکھکر عاشق ہوے کمرے مین آئے دیکھا جہرۂ نقب نہین ہی مگر لیجانے والا لے گیا خواجہ باہر آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ کسی ساحر کا کام ہی حضور یہین تشریف رکھین مین تلاش کرکے لاتا ہون امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمرو نے کہا آپکا چلنا بہتر نہین یہ کہکر تنہا چلے تین دن سرگردان رہے چوتھے دن خیال مین گذرا کہ اپنی فال دیکھین وہ فال یہ ہی کہ ایک ہاتھ زنبیل پر رکھا اور ایک ناک پر رکھکر آواز دی کہ داوا آدم درویش از کل عالم بیش جسطرف پتہ ملکہ کا ملے اُسطرف منھ ہو جائے جدھر منھ اُٹھا اُسطرف چلے راہ مین ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہی عمرو نے پکار کر آواز دی کہ اے جانیوالے تھوڑی دیر ٹھہر جا ابھی دو مسافرون کو لون لگ گئی اُنکے وارث اُٹھا لیگئے ساحر نے کہا کہ شاہ صاحب نوکری بُری چیز ہی یہان سے پانچ کوس پر باغ ہی نسیم گیسو دراز کا اُنکو نامہ پہونچانے جاتا ہون عمرو نے تعجیل پانی بھرا کہا بھائی جان پانی تو پیو ساحر نے پانی پیا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو تہ تار کے ڈالدیا اُسی ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طے کرکے در باغ پر پہونچے دروازے پر دو تین حبشنین کھڑی تھین اُنھون نے پکار کر آواز دی اے اعظم جادو

کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہین مین اُنکے پاس نامہ لایا ہون جستنین خواجہ کو لیکر اندر گئین خواجہ نے دیکھا کہ بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش بچھا ہی ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہی گانا ہو رہا ہی خواجہ نے جاکر نامہ ہاتھ مین دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ آپکی یاد مین رہتی ہین اُس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ مین ضرور جاؤنگی ایسی شادی مین جاکر شریک نہون شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اُسکے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو نے باتون مین پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہی نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اور رنگ جادو کہین سے معشوقہ لائے ہین وہ رضامند نہین ہوتی جلسہ جمع کرکے اُسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا دکھاوینگے کہ وہ اُنکو قبول کرلے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہی ملکہ زہرہ کو لایا ہو اُسی کے واسطے یہ سامان ہورہے ہین عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک چیز مین بھی سناؤن نسیم نے کہا کہ ای اعظم تمہین تو گانے مین دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ مین نے قدرت کو خواب مین دیکھا قدرت تعلیم کر گئے یہ کہکے عمرو نے سازندون کو اشارہ کیا ساز ملے یہ غزل شروع کی۔ نظم

صدمۂ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہوجائے
دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہوجائے
تیری تصویر جو لیجا کے لگاوین او بت
دیر درگاہ بنے جائے زیارت ہوجائے
پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے جو ثواب
چین آجائے مری روح کو راحت ہوجائے
آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہی ای رند
دیو بھی ہو تو اُسے ضعف و نقاہت ہوجائے

نسیم نے بیقرار ہوکر کہا کہ ای اعظم تم نظر کردہ خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی ہم تمکو سامنے شہنشاہ اور رنگ کے گوائینگے عمرو نے کہا کہ حضور لاکھ مین کرور مین اگر حکم دیجیے تو گاؤن شہنشاہ اور رنگ کے سامنے معشوق ناراض کو رضامند کرون نسیم نے کہا کہ ای اعظم یہ خبر مشہور ہی کہ کئی دن سے شہنشاہ نے خواصہ نہین نوش کیا ہزار طرح سے معشوق کو سمجھاتے ہین مگر وہ نہین قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اور رنگ نے یہ جلسہ قرار دیا ہی کہ سب شاہزادیان جمع ہون اُنکے سامنے ناچ گانا ہو اُسی جلسے مین شہنشاہ سحر کرینگے کہ معشوق تسخیر ہوجائے دل و جان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ پھر ملکۂ عالم مجھکو

ضرور ہے چلے مین نے سیکڑون ہوسٹیون کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کہ ای اعظم اگر تمھارے ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تمکو بہت خوش کر دینگے یہ کہکے اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ کو بھی ساتھ لیا راہ مین خواجہ کہہ رہے ہین کہ کیون ای ملکہ شہنشاہ کہان سے اُس معشوقہ کو لائے نسیم جواب دیتی ہی کہ اُس نازنین کی شادی ہو رہی تھی حجلۂ عروسی سے اُسکو نکال کر لائے ہین اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہی کہ یکایک پھولون کی بو دماغ مین آئی دیکھا سامنے ایک باغ ہی بیچ باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہی اُس پر تخت بچھا ہی ایک ساحر سیہ فام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہی گرد انیسین جلیسین بیٹھی ہین کہ نسیم جاکر پہونچی تاجدار کو سلام کیا تاجدار نے کہا کہ ای نسیم آؤ بیٹھو کرسی جواہر نگار جو بچھی تھی اُسپر نسیم بیٹھی خواجہ رومال لیے ہوئے مگس رانی کر رہے ہین یکایک ابر اُٹھے بر سر باغ آکر لہرائے اور شق ہوئے شاہزادیان تخت اُڑاتی ہوئی آئین کرسیان ملین آکر اُس صحبت مین بیٹھین جب جلسہ جمع ہو چکا تو اورنگ نے پکار کر آواز دی کہ مین نے تم سب صاحبون کو اسلیے تکلیف دی ہی کہ مین تخت اُڑائے جاتا تھا ایک باغ مین ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا اپنے ہوش مین نہ تھا آخر اُسی مقام پر ٹھہرا وہ ایک کمرے مین گئی مین بھی وہان پہونچا اُسکو اُٹھا لایا آٹھ دن گذرے میرے ہوش درست نہین مین نے جو اُس سے سوال وصل کیا اُسکو میری صورت سے نفرت ہی جواب صاف دیتی ہی کہ مجھکو قتل کرو خواہ قید رکھو لیکن مین اِس امر واہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب مین نے دیکھا کہ جان جاتی رہیگی تب کچھ کھایا راتون کو نیند نہین آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہون یاد مین اُس محبوب پریچہرہ کی مرتا ہون تم مین سے جو ساحر اس فن مین کمال رکھتے ہون اُسکو رضامند کرین تو بڑا احسان ہی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای شہنشاہ ہماری بہن کا ملازم اعظم جادو نظر کردہ خداوند ہفت پیکر ہو اس کام مین کمال رکھتا ہی اسکا معشوقہ سے سامنا کرائیے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم تمھارے بزرگون سے ہمین رسم رہا تمھارا کمال دیکھنا چاہتے ہین کہا کہ ای شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہی پہلے وہ ظاہر کرون اورنگ نے پوچھا وہ کیا کمال ہی عمرو نے کہا علم موسیقی کا مجھکو حاکم کیا پہلے میرا گانا سنیے مین بہت

یہ آواز تھا آواز بھی درست ہوگئی راگ راگنیان سامنے آتی ہین تدبیرین بتاتی ہین سماعت فرمائیے میری آواز تو آپ نے سنی تھی یہ کہکر عمرو نے لے نکالی اور یہ غزل شروع کی۔

نظم

مطلب مین صفا ہو یہ تکلف ہو زبان کا
دقت ہو معانی مین تو کیا لطف بیان کا

ثابت نہین ہوتا چلی جاتی ہو کدھر کو
عالم ہو مری روح مین بھی ریگ روان کا

مر مر گئے عاشق ترے ٹکرا کے سرون کو
تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا

دلخواہِ جنون ٹھیک نہین ہوتا گریبان
سو بار اُدھیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانکا

پیری مین ہوسے زنا عبث مائل طفلان
کیون آپ کو مطعون کیا ہر ایک جوان کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تعریفین کرنے لگا کہا کہ ای اعظم حقیقت مین تم قدرت کے نظر کردہ ہو سامنے کمرہ ہی اسمین قفس مین مین نے معشوقہ کو بند کیا ہے اس آٹھ دن مین کیا کیا بدتمیزین کین کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہین مانتی خواجہ اُٹھے کمرے مین جاکر دیکھا کہ زہرہ قفس مین بند سرنگون بیٹھی ہی عمرو نے سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم غلام کو آپنے پہچانا زہرہ عمرو سے آگاہ نہ تھی کہا کہ ای شخص مین نہین جانتی عمرو نے کہا کہ مین امیر کا عیار ہون تمھارے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہی مجکو واسطے تمھاری تلاش کے بھیجا ہی مین یہانتک پہونچا تم صرف اتنا کہدو کہ مجھے تجھ سے محبت ہی مگر تو نے ابتدا سے بدعتی کی اسوجہ سے مجکو نامنظور ہوا تجھ ایسا صاحب اختیار سے مجھے کہان ملیگا صاحب حکومت و سلطنت سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق نائب خداوندی جو یہ کہو گی مین ان سب کو مار لونگا زہرہ نے بہ مجبوری منظور کیا عمرو نے کہا کہ مین فوراً ساقی گری کرکے اپنا کام کر لونگا مگر اورنگ کو جوش محبت ہی جب خواجہ کمرے مین گئے تو بعد تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای نسیم مین بھی جاکر سنون کہ اعظم کیا باتین کر رہا ہی یہ کہکے فوراً دروازے کے پاس آیا سُنا کہ عمرو سمجھا رہا ہی زہرہ کہتی ہی کہ بھیا مین یہی کہونگی یہ سب باتین اورنگ نے سنین زانو پہ ہاتھ مارتا ہوا محفل مین آیا کہا کہ ای نسیم تمنے اعظم کو کہان پایا یہ تو قاتل دمامہ و مشمشش ہی ہمارے قتل کی فکر مین آیا ہے خواجہ ملکہ کو سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم قریب آؤ کہو کیا عمرو

ڈرتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای شہریار وہ تو خود آپ پر مائل ہی تیغ ابرو کی گھائل ہی اورنگ نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا زمین نے پانون تھام لیے کہا کہ کیون او ساربان زادے تو نے ہماری چالاکی دیکھی کہ ہمنے سب تیری باتین سنین اب مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگا جسقدر شاہزادیان محفل مین موجود تھین سب کے ہوش اُڑ گئے کہا کہ ای اورنگ تمنے بڑا کام کیا اورنگ نے کہا جب اسنے اشعار گائے تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا خداوند ہفت پیکر نے خوب بچایا ای نسیم اسکو لیجاؤ اپنے باغ مین جاکر قید کرو مین قدرت سے عرض کرونگا کہ عمرو کو مین نے قید کیا ہی اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کرون معشوق کے واسطے پھر جلسہ کرونگا آج اور معاملہ درپیش ہو گیا نسیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر تخت پر ڈال لیا لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہان نسیم کنیزون کو باغ مین چھوڑ آئی گئی کنیزین باغ مین بیٹھی ہین کہ برق عقب مین خواجہ کے چلا تھا بشکل مالن اس باغ مین آیا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر صحبت اورنگ مین گئی ہین. برق سمجھ گیا کہ اُستاد بشکل اعظم پہونچے ایک کنیز کو الگ لیجا کر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اُن سب مین شریک ہوا کہ نسیم عمرو کو لیے ہوے آکر پہونچی کہا اسکو لیجا کر قید کرو اس ظالم نے اورنگ ایسے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا اُنھون نے بڑی تدبیر سے اسکو پہچانا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے تو مین اسکو قتل کرون اسکا قید کرنا بہتر نہین ایسا نہو کہ اسکا کوئی شاگرد اسطرف آجائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے حضور مجھے بڑا خوف ہی یہ کہکر خنجر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای لالہ عذار مین تیرے مطلب کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہین ہی آفت برپا ہو جائیگی قدرت کے پاس نامہ گیا ہی وہان سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ سمجھ گئے کہ برق ہی مگر شرم آئی کہ برق ہمکو رہا کرے خود چھوٹو اور اس محفل کو لوٹو برق حیران ہوکر رہجائے نرگس نامے ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای نرگس تم اسکو لیجا کر قید کرو نرگس نے سرزنجیر کو تھام لیا کشان کشان خواجہ کو

ایک مکان مین لائی اُس مکان مین لاکر کہا کہ او ساربان زادے یہان بیٹھ آب و دانہ تجھپر بند رہیگا عمرو نے کہا کہ بُوا نرگس ہمارے پاس کچھ روپیہ ہو وہ لے لو ہمارے مارے جانے کے بعد ہمارا فاتحہ کرا دینا نرگس نے کہا کہ روپیہ کہان ہو عمرو نے کہا کہ ایک ہتھکڑی کاٹ دو تو مین روپیہ نکالون نرگس نے ہتھکڑیان نکالین عمرو نے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیون کی دی نرگس نے روپے گنے کہا خواجہ اور ہین سوچی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو اس سے ملے وہ لیا تو عمرو نے کئی پوٹلیان روپیون کی نکال کر دین ایک پوٹلی نکالی کہا کہ اسمین اشرفیان ہین کھول کر گن لو نرگس نے گرہ جو کھولی بیہوشی اُڑی نرگس بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اُسکی زبان مین سوزن دی روپے اپنے لیکر اپنی زنبیل مین رکھے کہتے جاتے ہین کہ حرامزادی نے کیا باوا کا مال سمجھا تھا کہ روپئے لیکر اپنے دوپٹے مین باندھ لیے یہ نہ سمجھی تھی کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اُسکی زبان مین سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے قید خانے مین قفل لگایا دوڑے ہوے سامنے نسیم کے آئے کہا وائی یہ تو بڑا مکار ہی مین نے ایک طمانچہ مارا دو دانت اُسکے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا ہو قدرت اُسکے مکر سے بچائین نسیم نے کہا کہ اے نرگس تمنے اچھا کیا عمرو نے کہا کہ صحبت عیش آراستہ ہو شراب کا چرچا ہو اُس نشے مین اس نگوڑے پر بدعت کرین لالہ عذار نے کہا کہ مین میخانے سے شراب لاؤن نرگس نے جواب دیا کہ بی لالہ عذار الگ رہو دیکھو مطلب ہوا جاتا ہی برق ترطب کر میخانے مین پہونچا گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لاکر صحبت مین رکھین عمرو نے کئی مرتبہ کہا کہ اے لالہ عذار تمکو بڑی خوشی ہی برق نے کہا کہ دشمن ساحران قتل ہو جائے تو دل کو آرام آئے برق نے گلابیان رکھین خواجہ نے نی بجائی کہ نسیم بہت خوش ہوئی کہا حضور ساقی گری کرون یہ کہکر جام نسیم کو دیا کہا حضور آپ پیجیے تو سب کنیزین پیین نسیم جام کو پی گئی اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی نسیم نے بیٹھے بیٹھے نشے کے جوش مین کہا کہ لو خداوند ہفت پیکر آئے ہین عمرو نے کہا کہ اُنکی بھی ٹانگ لیجیے نسیم بلبلا کر اُٹھی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب خواصین اپنے اپنے مقام سے لینا لینا کہکر اُٹھین گر گر کر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا برق بھی اپنے

نام کا نعرہ کرکے اُٹھا خواجہ نے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اندھیرے مین برق لوٹنے لگا کئی کنیزون کے کپڑے چھڑے اُتار لیے عمرو نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ ابے یو ٹتے دیکھا تونے مین خود رہا ہوا مگر برق جب کنیزون پر گرتا ہی کبھی چھلا اُتار لیا کبھی انگوٹھی اُتاری لاکھ خواجہ مارتے ہین برق نہین مانتا گھسا جاتا ہی عمرو نے کہا کہ او برق ملکہ کو رہا کرنا واجب ہی ان کنیزون کو صحبت اورنگ مین لیچلو کنیزون کو ہوشیار کیا کنیزون نے اطاعت کی ڈرین کہ ایسا نہ ہو ہمکو بھی قتل کر ڈالین لاشے دیکھکر خائف ہوئین خواجہ بشکل نسیم نے برق بشکل لالہ عذار چند کنیزون کو ساتھ لیا کہا کہ ہمکو صحبت اورنگ مین لیچلو یہان اورنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت مین بلاتا ہی عجائب و غرائب سحر دکھاتا ہی مگر زہرہ کا وہی کلام ہی کہ تو مجھے قتل کر ڈال مگر ہاتھ نہ لگانا اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچھتائیگا کہ دیکھا نسیم تخت اُڑائے ہوے آتی ہین جیسے ہی نسیم پہونچی اورنگ نے پوچھا کہ اے نسیم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہون عمرو کو ایسی تکلیفین پہونچائین کہ شب کو قید خانے مین مرگیا مین نے ابھی لاشہ اُسکا نہین پھینکا کہیے تو لاشہ منگواؤن اورنگ نے کہا کہ مین لاشہ دیکھکر کیا کرونگا تمنے تو اُسے قتل نہین کیا مین قدرت کو لکھ بھیجونگا نسیم نے کہا کہ عمرو کے مرنے کا جشن کیجیے یہ سُنکر اورنگ نے کہا کہ اے نسیم کیا خاک جشن کرون نسیم نے کہا کہ شراب وکباب کا چرچا ہو مین آپ کے پہلو مین بیٹھون میرے ساتھ اختلاط ظاہری کیجیے یقین ہی کہ اُسکو رشک ہو اور آپکا وصل قبول کرے اورنگ نے کہا کہ اے نسیم بات تو خوب کہی یقین ہی کہ رشک ہو عمرو نے پکار کر کہا کہ اے لالہ عذار میخانے مین جاؤ شراب سلیقے سے لاؤ برق جھپٹ کر میخانہ مین پہونچا شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان درست کرکے لایا لاکر محفل مین رکھین خواجہ بشکل نسیم نے کہا کہ اے اورنگ آج بڑی خوشی ہی گویا مسلمانون کی کمر ٹوٹ گئی اب کون حمزہ کے ساتھ رہیگا اور عیاریان کریگا بڑے بڑے مقام اُسنے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ کا منگا کر سامنے رکھا نسیم نقلی پہلو مین اورنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہی اورنگ اختلاط ظاہری کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو مین بیٹھین ہوا بندھ گئی

جب

بی زہرہ متغیر ہو رہی ہین آپ کی جانب دیکھتی ہین چاہتی ہین ہمکو پہلو مین بٹھائین اورنگ کو ٹھکا۔ دیکھا اسنے زہرہ تو اُسی طرح سر جھکائے بیٹھی ہے اور لالہ عذار یہ کہتی ہی برق نے جام بھر کر اورنگ کو دیا اورنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹوٹا اورنگ نے کہا کہ ارے تو کون ہی برق نے نیمچہ مارا اورنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا رنگ و روغن بھی چہرے کا اڑگیا دیکھا برق عیار ہی خواجہ بشکل نسیم ہین خنجر لیکر اُٹھے کہتے ہوے کہ یہ ظالم یہان کیونکر آیا ارے بتلا کہ میری کنیز کو کیا کیا ای بادشاہ مین اسے قتل کرون وہ میری پرانی کنیز ہی اُسکو اسنے کیا کیا یہ کہکر رونے لگے اسقدر روے کہ ہچکی لگ گئی اورنگ نے اشک نسیم کے پاک کیے کہا کہ ای نسیم مین لالہ عذار کو تلاش کردونگا محال ہی اسکی کہ نہ بتائے اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجکو شک ہوا مین نے سحر کر دیا عمرو نے کہا کہ مجکو خوف آتا ہی یہ پتلے جو آپ کے گلے مین پڑے ہین انکو اُتار ڈالیے ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ پتلے برائی کرین یہ کہکے بازوون پر سے اورنگ کے خواجہ نے پتلے کھولے وہ پتلے جسم سے دور نہ ہوتے تھے جب اورنگ نے کہا کہ ای پتلہ ہاے ساحری تم الگ بیٹھو جو خوف تھا وہ نکل گیا اب عمرو نے جام لبریز کرکے اورنگ کو دیا اورنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لیا لبون سے لگاکر پی گیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہی کہ ایسا فقرہ کرون کہ اپنے مقام سے اُٹھے اور گرکر بیہوش ہو آنکھین تو سرخ ہو رہی ہین فقط اُٹھنے کی دیر ہی سرنگ آتشخوار وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اورنگ نے نشے مین کہا کہ ای سرنگ کہان تھے سرنگ نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ شکار مین تھا وہان جو آپ کا خیال کیا دل دھڑکا مین نے سحر کیا اُس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو ہی اورنگ نے کہا کہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا مین نے اُسے گرفتار کر لیا اب کوئی تردد نہین ہی عمرو نے سرنگ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور جام لبون سے لگاکر کہا کہ لو صاحب تم بھی شراب پیو سرنگ نے جیسے ہی قصد کیا کہ پیون بازو پر اسکے پتلہ فولادی بندھا تھا اُسنے سر ہلایا سرنگ نے کہا کہ ای نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہکر سرنگ نے پشت پر پتلہ کے ہاتھ رکھا کہا کہ بتلا یہ کیا واقعہ ہی پتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ عمرو عیار ہی جو بشکل نسیم بنے

سرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اورنگ کے ہوش اُڑ گئے صحبت کے لوگ کہتے تھے کہ ای شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہین دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آئے نہین معلوم نسیم پر کیا معرکہ گذرا کہ اُسکی شکل پر یہ آیا اس کلیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا اُستاد عیاری کرنے کو موجود ہی زبردستی شراب پلائے دیتا ہی سرنگ کے آنے نے اس وقت بڑی حفاظت کی سرنگ نے کہا کہ مین جنگل مین شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا ورق بنایا ہوا قدرت کا جیب سے نکالا اُسمین نوشتہ پایا کہ شہنشاہ اورنگ پر کوئی اُفتاد پڑا چاہتی ہی مین بیقرار ہو کر دوڑا آپ کو آ کر اس حال مین پایا بیہوشی ساربان زادہ پلا چکا تھا اب چاہتا تھا کہ اُٹھین تو بیہوش ہون ملکہ نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا عمرو و برق سامنے گرفتار ہوے بیقرار ہو کر رو رہی ہین کہ ای فلک مجھے اس بلا مین پھنسایا ایسے چنگل سے چھوٹ کر ایسے کے قبضے مین پہونچایا کہ جسکی صورت دیکھکر خوف آتا ہی ای کریم و رحیم اب جلد نجات دے یا ملک الموت حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اورنگ نے سرنگ سے کہا کہ اب کہو کیا صلاح ہی سرنگ نے کہا کہ باغ سے نکلیے میدان خونی کی تیاری ہو ان اُستاد و شاگرد کو قتل کیجیے سر اُنکے خدمت قدرت مین بھیجے جائین یہ صلاح سبکو پسند آئی سرنگ نے یہ بھی کہدیا کہ ان دونون کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھیے پھر کسی کا اتنا خوف نہین حمزہ کی بھی دستگیری کرتا ہی بلاے روزگار ہی اُن اُن ساحرون کو اُسنے مارا کہ جنکا مثل و نظیر نہین اب قدرت ہفت پیکر پر سراسر زوال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہی کہ قاعدے مین جو کاہن لکھ گئے ہین کہ طلسم ہفت پیکر کی میعاد گذرچکی بعض نے لکھا ہی کہ سال آخر طلسم ہی اب وہ سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اورنگ نے اُسی وقت حکم دیا بیرون باغ میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئین جلاد موجود ہوے اورنگ و سرنگ عمرو و برق کو لیکر نکلے جلادون سے اشارہ کیا کہ ان دونون کو دار پر کھینچو دو جلادون نے پانون مین عمرو و برق کے زنجیرین باندھین ملکہ نہایت بیتاب ہین کہ عمرو و برق دار مین لٹکائے گئے اورنگ نے تیر و کمان طلب کیا سب ساحر و غیر ساحر کمانین لیکر کھڑے ہوے عمرو و برق نے اپنے خالق سے رجوع کی کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادی کا

اہل اسلام قبضے مین کافر کے جاتی ہی اسکی عصمت کو بچالے عمرو و برق نے جو بیقرار ہو کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے لشکر ساحران وغیر ساحران بڑے تجمل سے آتا ہی خواجہ عمرو نے رستم کو پہچانا رستم مرکب پر سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر کمر سے لگا ہوا جہلال ایسا ساحر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے رواروی کرتے ہوے آتے ہین جہلال کی نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہین اور رنگ تیر کو بحر کمان سے رہا کیا چاہتا ہی جہلال نے زانو اپنا پیٹ کر کہا کہ اے شہریار گھوڑا جلد بڑھائیے عمرو و برق قتل ہوا چاہتے ہین یہ کہکے تڑپا برق بنکے آسمان پر پہونچا وہان سے تڑپ کے دار پر گرا دار کو قلم کرکے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تیغہ ہفت جوہر کھینچ کر دشمنون پر جا پڑے پہلے حملہ مین کئی سو ساحرون کو مارا اب اورنگ سنبھلا اُسنے جو دیکھا کہ جہلال نے ستھراؤ کر دیا جہلال کو للکارا کہ او جہلال کیون قضا دامنگیر ہی کیا مجھکو تو نہین جانتا زمین ہلادونگا سامنے سے ہٹ جا جہلال نے گولہ مارا اورنگ نے گولہ روک لیا وہی گولہ پھینک مارا جہلال نے ہر چند روکا مگر گولہ نہ رکا قریب آکے پھٹا اُس سے برق نکلی شانے پر گری شانہ جہلال کا نشانہ ہوا جہلال زخمی ہوکے ہٹا رستم لڑتے ہوے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہوئی آخر سرنگ نے تلوار کھینچی بڑھ کر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تلوار اُس کی تیغہ ہفت جوہر پر روکی تلوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تیغہ جو چمکایا سرنگ کو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرایا تڑپ کر بلند ہوا رستم نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کرکے سینہ پُرکینہ سرنگ کا تاکا تاک کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا مارے جانے سے سرنگ کے اورنگ گھبرایا مگر اپنے سحر پر اسکو بڑا ناز ہی ساتھ کے ساحر غل مچاتے ہین کہ حضور اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا ذرا سمجھ کر مقابلہ کیجیے جب سرنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جست کرکے قفس ملکۂ زہرہ کا اُٹھا لیا

اب جو روشنی ہوئی اورنگ نے قفس نہ دیکھا بیتاب ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان نظرون سے مخفی ہوئین اب مین کیونکر زندہ رہونگا۔ نظم

اُسے غیر آکے بھڑکاتے ہین اپنا نام کرتے ہین
کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہین
رسائی اُسکے گیسوے رسا تک غیر ممکن ہی
وہ سودائی ہین جو ایسے خیال خام کرتے ہین
نہ گیسو چھونے دیتے ہین نہ رُخ کا بوسہ دیتے ہین
یونہین اک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتے ہین
نہین دیکھا ہی تجھسا دوسرا وحشی مزاج اتبک
جو تجکو دام مین لاتے ہین وہ ہی کام کرتے ہین
بنے پھرتے ہین عاشق معرکون مین منھ چراتے ہین
عبث ای رند نام عشق کو بدنام کرتے ہین

اورنگ اسقدر بیقرار ہوا کہ پکار کر آواز دی ای رستم مجھے جان دینا منظور ہی تبلاؤ کہ معشوقہ کا قفس کہان ہی یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغۂ ہفت جوش پر روکا اورنگ برس پڑا آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر چمکائے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی آخر رستم نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ اورنگ کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اورنگ کے آندھی سیاہ چلی عرصۂ دراز تک ہلڑ رہا اسکی لاش سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوے آوازین دیگر بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کر جان دیتے تھے بعد عرصے کے آواز آئی کہ کشتید مرا نام من اورنگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رہگئے تھے اُنکو جہلال نے گھیر لیا وہ سب مطیع اسلام ہوے خواجہ نے اتنے عرصے مین یہ کام کیا کہ باغ کو لوٹ لیا تجمت پردے تنگ کاٹ کر زنبیل مین رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند کہان جاتے ہو رستم نے کہا کہ صحراے محیط کا پتہ ملا ہی وہان سے لوح کا پتہ ملیگا آپکا آنا کس طور پر ہوا گرفتاری کا کیا باعث ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ بارگاہ مین چلیے والدہ ماجدہ کو نکالیے مین بھی زیارت سے مشرف ہولون خواجہ نے کہا کہ عین شادی مین یہ بربادی ہوئی امیر بہت بیقرار ہونگے مین اپنے کو جلد پہونچاؤن ایسا نہ ہو کہ بیقراری مین وہ بھی نکل آئین اور ہفت پیکر کو تلاش ہو کہ امیر کو گرفتار کرون آج یہ بڑا ساحر مارا گیا رستم نے بارگاہ استادگرائی خواجہ بارگاہ مین آئے ملکہ زہرہ کو مسند پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلائین لین

دعاے جان درازدی خواجہ نے اب زہرہ کو بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق کو ساتھ لیکر طرف لشکر امیر کے چلے رستم اُسی وقت لشکر کو تیار کرکے تلاش صحراے محیط مین روانہ ہوے عمرو نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جلیل رستم کے ساتھ ہے شان و شوکت طلسم کشائی کی ظاہر ہی جس مقام پر اُترتے ہین صحرا آباد ہو جاتے ہین اس شوکت و شان سے رستم تلاش مین صحراے محیط کی جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا مگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوے پاس امیر کے پہونچے ارکان فیل ور نے جو خبر سُنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہو خواجہ کچھ اُس گم شدہ کا پتہ ملا عمرو نے کہا کہ کئی ساحر قتل کیے ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ مین قرضخواہ ملا اُسنے ملکہ زہرہ کو چھین لیا کچھ روپیہ دیجیے تو چھڑا کر لاؤن صاحبقران و ارکان سے عمرو نے مبلغ خطیر لیے تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ زہرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اُسکو مار کر لائے امیر نے قلعہ کو اسلام آباد کیا ارکان سے کہا کہ اب ہم جائینگے ہمین جانا واجب و لازم ہی نہین معلوم لندھور نے کیا آفت برپا کی ہو وہ اُسی طرح بگڑا ہوا ہی اُس سے کون مقابلہ کریگا زور و طاقت مین اُسکو کوئی جواب نہین دے سکتا ارکان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا امیر نے ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعہ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کو مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمرو طرف لشکر کے چلے یہان لندھور نے بعد دو ہفتے کے زخمون سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہی کہتا ہی کیونکر آقا سے سامنا کرونگا کیسا صاحبقران سے حجاب ہوگا جب امیر پوچھینگے کہ تمنے ہمارا سر چتر مین مقرر کیا مین تو عاشق صاحبقران کہلاتا ہون اُنکو کیا جواب دونگا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندھور کے آئی ہم صورت حسین شعبدہ باز کی تھی لندھور نے جو نقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ اے دارا ے ہند میرا مہ جبین شعبدہ گر نام ہی بہن ہون حسین شعبدہ باز کی اُنھون نے فرمایا تھا کہ اگر موت ہمکو نہ چھوڑے تو بوا مہ جبین تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے ایک جام شراب پلانا یہ کہکے مہ جبین نے گلابی اُٹھائی جام لندھور کو پلایا جیسے ہی

جام لندھور نے پیا مہ جبین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر کہا ای مہ جبین تمہاری بہن کے مقدر مین وصل ہمسے نہ تھا فلک نے یہ سامان دکھایا مگر تمسے جو عہد کرتا ہون اسکو فوراً پورا کرونگا مہ جبین تو رخصت ہوگئی چلتے چلتے عہد واثق لیا اور کہہ گئی کہ ای دارائے ہند مین باغ مین اپنے تمکو بلاؤنگی وہان جلسہ آراستہ ہوگا مگر جو وعدہ کیا ہی اُسمین جلدی کرنا اب خاموش ہو کر نہ بیٹھنا چلتے چلتے مہ جبین جام تو پلا ہی چلی تھی کچھ ماش کے دانے بھی پھینک گئی بعد جانے مہ جبین کے لندھور کی بیقراری بڑھی داراب سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ امیر لشکر مین آئے یا نہین آئے داراب بصورت مبدل اُس وقت لشکر امیر مین پہونچا کہ مالک و بہرام وغیرہ تیاریان استقبال امیر کی کر رہے ہین تمام لشکر مین یہی چرچا ہو کہ کل آقا لشکر مین آجائینگے داراب نے آکر لندھور کو خبر دی کہ ای دارائے ہند برق خبر لیکر آیا ہی کہ امیر آتے ہین چند سردار برائے استقبال امیر گئے ہین لندھور نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر بارگاہ شاہی مین آئے قاسم تیاری چلنے کی کر رہے ہین کہ ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی قاسم ٹھہر گئے اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے نہین معلوم یہ ہندی اپنے دل مین کیا سمجھا ہی انشاء اللہ سر میدان ایسی تلوارین مارونگا کہ یہ ہندی پھر کبھی نمکحرامی کا نام نہ لے اپنے افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جس وقت شہنشاہ سپہر برین نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا حمائل کر کے توسن افق پر جلوہ فرما ہوا لندھور بصد قہر و غضب سوار ہو کر میدان مین آیا ادھر قاسم سب لشکر کو لیکر میدان مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے لندھور نے ہاتھی میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہان ہین مقابلے مین میرے نہین آتے اپنے کو چھپایا ہی یا تو کوئی میرے مقابلے مین آئے نہین تو مین خود آتا ہون قاسم نے قصد کیا کہ مرکب نکالون لندھور سلحشوری کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا مرکب بڑھا کر سامنے لندھور کے آیا کہا کہ کیون ای لندھور تمنے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان مین نکلے امیر کو پکار رہے ہو میرے مقابلے مین آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی سب نے دیکھا کہ امیر آ گئے خواجہ بھی ہمراہ رکاب ہین ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب کے ہاتھون مین قائم نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر لشکر مین آئے آگے بڑھکر برتبۂ صاحبقرانی کھڑے ہوئے دیکھا نقابدار نے لڑتے لڑتے یا تو نیزہ نیزے پر روک رہا تھا یا نیزے کو کن دیکر آنکھ پر فیل لندھور کے مار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے چرخ کھایا نقابدار نے بڑھکر نیزہ لندھور کا قلم کیا لندھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے ہین نقابدار نے فوراً پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھی سے گرے گرتے گرتے نقابدار نے چار پانچ ہاتھ اور مارے کہ لندھور خوب زخمی ہوئے نقابدار نے آخر کو تلوار گلے پر لندھور کے رکھدی امیر بیقرار ہو کر پکارے کہ ای نقابدار یہ حرکت بہتر نہین نقابدار نے ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قبضہ مار دیا کہ لندھور کے سر سے خون جاری ہوا نقابدار گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا لندھور کے ملازمون نے آکر لندھور کو اٹھایا زخمی کو بارگاہ مین لائے زخمدوزی ہو رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی لندھور زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے ہرچند کہ زخمدار ہین مگر مہ جبین کے واسطے بیقرار ہین کہ مہ جبین کا تخت زمین پر پہونچا کہا کہ ای دارائے ہند تمھارے زخمی ہونے کی مجکو خبر ملی مین تمھاری عیادت کو آئی ہون لندھور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب امیر آ گئے ہین سر میدان انکو ٹوکونگا پہلے ہی مقابلے مین تمھارا وعدہ پورا کرونگا یہان امیر پلٹ کر جو بارگاہ مین آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے لندھور کو زخمی کر گیا ذرا جا کر لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ مین لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہین ہوا نقابدار نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب مین نے منع کیا تب باز رہا خواجہ برائے خبر بارگاہ لندھور مین آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتین کر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے اس ساحرہ نے

ایک جام شراب کا لندھور کو پلایا اور کہا کہ مین رخصت ہوتی ہون عمرو اُسکے پیچھے چلے تخت بلندی پر جاتا ہی خواجہ زیر تخت چلتے ہین صحرا مین ایک قصر تھا اُسمین وہ ساحرہ اُتری عمرو نے گرد قصر چرخ مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمرو نے اُسے بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنا اندر قصر کے آئے دیکھا مہ جبین مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین بیٹھی ہین یہی ذکر کر رہی ہی کہ اب امیر آگئے لندھور اُنسے لڑیگا پہلے ہی مقابلے مین خاتمہ کردیگا خواجہ سامنے کھڑے ہوئے یہ باتین سن رہے ہین مگر حیران ہین کہ جس کنیز کو مین نے بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا ہی کہ ایک کنیز نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا کہ اری غنچہ دہن بات کا جواب نہین دیتی خواجہ نے ہنس کر کہا کہ مین بی بی کی باتین سُن رہی ہون خداوند ہفت پیکر اُسکے ارادے کو پورا کرین مگر مہ جبین کا یہ حال ہی کہ دمبدم جھولی سے کاغذ نکالتی ہی اُسے دیکھکر کھڑی ہو جاتی ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی عمرو نے بڑھکر پوچھا کہ کیون اے ملکۂ عالم کیا انتشار ہی یہ سُنکر مہ جبین نے کہا کہ اے غنچہ دہن کیا بیان کرون خداوند ہفت پیکر نے ایک کتاب لکھی ہی اُسمین حال آیندہ و گذشتہ ترقیم کیا ہی اُسی کا ورق مین نے نکال لیا ہی خیال کرتی ہون تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ ارادہ میرا پورا نہوگا امیر کی قضا لندھور کے ہاتھ سے نہین ہی مین اب سحر کرونگی دیکھیے انجام اسکا کیا ہو خواجہ تو قصد کرتے ہین کہ سامنے مہ جبین کے گاؤن اسکو اپنی جانب متوجہ کرون مگر کوئی محل نہین پاتے مہ جبین اپنی فکر مین ہی جلسہ آراستہ نہین کرتی خواجہ حیران ہین کہ کیا کرون کیونکر موقع پاؤن مگر مہ جبین کے ساتھ ہر وقت موجود رہتے ہین لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوئے پھر طبل جنگی بجوایا امیر نے خبر سُنی بڑا افسوس ہی فرماتے ہین کہ ایسا نہو لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو بچپن کا میرا رفیق ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہی لیکن امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی چاہتا ہی کہ میدان مین نکلون امیر کو پکارون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من گینڈے

پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر تین لاکھ فوج میدان مین آکر پہونچا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منم اخطاے زرین رخش فرستادۂ خداوند ہفت پیکر خداوند کا حکم ہی کہ جلد حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ اور دوسرے یہ کہ تو میرا حریف ہی میری منگیتر ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے مین کوچ کرکے اپنے ملک سے آیا قلعۂ سلامت نگار مشہور عالم ہی اور ارکان سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ کیون او ارکان تونے کچھ میرا پاس نہ کیا تجکو فوراً قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے خوف سے رستم و اسفندیار نے کفن مین منھ چھپایا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے مین نہین آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تونے مجکو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب مین نے اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے زبردستی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہی کہ تونے مایدولت کو نامہ لکھا ہوتا مین آکے فیصلہ کر دیتا لاشون سے میدان بھر دیتا یہ کہکے میدان مین آیا امیر ہی کو پکار رہا ہی امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہی ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہی ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہی اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہی قلعۂ سلامت نگار وہ مقام خارستان ہی کہ بڑے بڑے پہلوان وہان رہتے تھے اُن سب کو اسنے زیر کیا اب اسکی عملداری ہی امیر نے کہا یہ دیوانہ ہی دماغ مین غرور بھرا ہی جب مقابلہ پڑیگا حال کھل جائیگا یہ کہکے امیر نے اشقر نکالا اشقر اڑا کر سامنے اخطا کے آئے اخطا نے جو جمال بیمثال صاحبقران کو دیکھا خوب قہقہہ مار کر ہنسا دیکھکر آواز دی کہ او حمزہ ان ہاتھ پاؤن پر تمام دنیا مین یہ غلغلہ ڈالدیا پہلوانان عالم اپنی صحبت مین تیرا ذکر کرتے ہین کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہین ہی مگر ہم ایسون سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا کبھی کہتا ہی کہ حربے تو کر لیجیے امیر نے فرمایا کہ اپنا یہ دستور نہین جب تیرے حربون سے پروردگار بچائیگا تب مین بھی حربہ کرونگا اخطا پھر قہقہہ مار کر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین امیر نے ایک مقام پر نیزہ کا ٹھٹھا اور گانٹھ کر جھٹیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے نکل گیا اخطا مثل ابر کے گرجا اپنے قبضے پر ہاتھ

ڈالا خبردار کہ کے امیر پر برس پڑا امیر نے چوٹین اُسکی خالی دین آخر مین اخطا نے کمر تبا کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اخطا تو اپنے زور کے گھمنڈ مین تھا ہی لپٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اُتر لیے امیر گھوڑے سے کودے اخطا گینڈے سے اُترا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ اخطا چھایا ہوا ہی امیر بہ فنون سپہ گری اُسکے زور کو روک رہے ہین جہان پکڑ لاتے ہین اخطا کو عاجز کردیتے ہین دو چار گھسّے ایسے دیتے ہین کہ اخطا عاجز ہو جاتا ہی جہان پر اخطا امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر مثل برق کے چمک کر نکل جاتے ہین دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ زرین پوش شکست خوردہ قلعہ مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان سریر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا اخطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آپ مجھسے خوب لڑے حقیقت مین جیسا سنتا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جا کر آرام کیجیے کل پھر آ کر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرا یہ دستور نہین کہ کشتی کو حکم دو بدون غالب یا مغلوب نہین پلٹونگا اخطا نے کہا کہ مین رات کو نہین لڑتا کل فیصلہ ہو جائیگا بدون زیر و زبر واپس نہونگا آج مین نے امتحان کرلیا دو ہی پہر مین زیر کر لونگا ہر چند امیر نے روکا مگر اخطا گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا آخر امیر بھی ناچار ہو کر پلٹے آ کے بارگاہ مین بیٹھے مگر اخطا نے آ کر پھر طبل جنگی بجوایا اور ایک نامہ لندھور کو لکھا کہ اے لندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فوراً اپنی بارگاہ سے یہ کہکر اُٹھے کہ مین برائے ملاقات اخطا جاتا ہون یہ کہکر اپنے لشکر سے نکلے لشکر اخطا مین آئے اخطا در بارگاہ پر کھڑا ٹہل رہا ہی لندھور سے بڑھکر بغلگیر ہوا اور لیکر بارگاہ مین آیا اپنے پہلو مین جگہ دی کہا کہ اے دارائے ہند مین نے سُنا ہی کہ تم صاحبقران کے خواہان ہو مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ جب امیر کو گرفتار کرونگا تو تمھارے سپرد کرونگا یہ کہکر ایک بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اسمین لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے آرام کیا تو اُسنے عیار سے کہا کہ اے نہنگ عیارو مین سب کے ظاہر مین یہی کہتا ہون کہ حمزہ کو زیر کرلونگا مگر قسم کھاتا ہون کہ نصف ملک و مال تجھکو دونگا مین نے حمزہ کو کسی فن مین کم نہین پایا تو جا کر جس طرح بن پڑے ملکہ زہرہ کو لے آ پھر مین حمزہ سے سمجھ لونگا

اور اگر بن پڑا تو مین لیکر معشوقہ کو چلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہی اور ملکہ کو لاتا ہی آپ بھی اسکا یہان ہی جانے آنے مین جو دیر لگے گی وہ ہی دیر ہی ورنہ گیا اور ملکہ کو لایا یہ کہکر نہنگ نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور روانہ ہوا پہر رات سے زیادہ نہین آنے پائی تھی کہ یہ قلعۂ ارکانیہ مین پہونچا جس دن سے امیر گئے ہین ملکہ زہرہ بیقرار رہتی ہین اور بیرون قلعہ ارکانیہ اپنے باغ مین رہتی ہین رات بھر بیقراریان دن بھر اشکباریان کبھی بیقرار ہوکر پکارا کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو تونے کی ۔ نظم

رخ سے پردہ اٹھا دیا کسنے
سر سے پا تک جلا دیا کسنے
ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ
یہ شرف او ہما دیا کسنے
شب کو پی کر شراب مستی مین
آنکھین پھوٹین جگا دیا کسنے

جلوۂ حق دکھا دیا کسنے
اشک کیطرح اٹھ نہین سکتا
چار دن مین بڑھا دیا کسنے
اٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
پردۂ شرم اٹھا دیا کسنے

شعلۂ رخ دکھا دیا کسنے
یون نظر سے گرا دیا کسنے
کسکے صدقے مین مرتبہ پایا
خاک مین یون ملا دیا کسنے

یہی کہہ کہکے زار زار روتی ہوئین جب کنیزون نے بہت سمجھایا کئی دن گذرے کہ سوئی نہ تھین پلنگ پر جو لیٹین کنیزون نے پیر دبائے پنکھیان پھولون کی جھلین ملکہ سوگئین اور یہ نہ جانتی تھین کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہی نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنکر در باغ پر آیا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہی ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کرلیا تھا عیار ہی باتین بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلان کے مکان سے آئی ہون محلدار نے کہا کہ باغ مین جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملکہ سوگئی ہین چلاکر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آیا اس مقام پر پہونچا کہ جہان ملکہ سو رہی تھین خواصین بھی کئی دن کی جاگی ہوئی تھین ملکہ کے سوتے ہی یہ بھی سوگئین نہنگ برابر چھپر کھٹ کے پہونچا اور پہونچکر ملکہ کو بیہوش کیا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا دیوار باغ سے کودکر بھاگا تھوڑی دیر کے بعد کنیزون کی آنکھ کھلی باغ مین ہلڑ ہوا کہ ارے کوئی ملکہ کو چرا کرلے گیا بیرون باغ ملازمون کو خبر پہونچی پرانا چوبدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اس نے

ساتھ والون سے کہا کہ یہ فتور اخطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جا کر صاحبقران کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی امیر ہم لوگون پر خفا ہونگے ایک شتر سوار رات ہی کو روانہ ہوا یہان اخطا انتظار مین عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ مین اپنی بیٹھکر رات بسر کی کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ نہنگ آکر پہونچا پہلو مین بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار سے کہا کہ اس خیمے مین ملکہ کو اُتارو نہنگ نے اُس خیمے مین لاکر ملکہ کو اُتارا عیار تو باہر چلا آیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی خواصون کا نام لیکر پکارا کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر دیکھا گھبرا گئین کہ یہ کیا معرکہ ہی گھبرا گھبرا کر چہار جانب دیکھ رہی ہین کبھی دل سے کہتی ہین کہ مین نے خواب دیکھا کبھی آنکھین ملتی ہین کبھی فرماتی ہین کہ ای غنچہ دہن وای شمشاد کہان ہو کچھ آواز میرے کان مین نہین آتی اتنے عرصے مین اخطا نے لباس فاخرہ پہنا اور ایک قرابہ عطر کا اپنے اوپر اُنڈیل لیا داڑھی کو پھٹکارتا ہوا اندر خیمے کے آیا سامنے آکر ادب سے بیٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین آپ کا غلام ہون آپ کے باپ نے مجکو فراموش کیا آپ مجکو دل سے نہ بھلائیے ملکہ نے منھ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ ای اخطا سامنے سے ہٹجا تو نامحرم ہی میری شادی ہو چکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے اخطا نے بہت منت کی مگر ملکہ نے پھر جواب نہ دیا اور منھ ڈھانپ کے رونے لگین امیر صبح کو اُٹھکر بارگاہ مین آئے فرما رہے ہین کہ یارو مین نے خواب پریشان بمقدمۂ زہرہ دیکھا ہی خدا خیر کرے کہ خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا ہی امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت کرو تمھارے ملک سے شتر سوار آیا ہی کیا خبر لایا ہی خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو ارکان باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان دوڑا ہوا سامنے امیر کے آیا عرض کی کہ حضور عجب معرکہ درپیش ہوا اخطا نے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چروا منگایا امیر کا یہ حال سُنکر چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا کہ اخطا کچھ دیوانہ ہوا ہی کہ برق فرنگی سامنے آیا عرض کی کہ ای شہریار اُستاد کہہ گئے تھے کہ خبرین مفصل لانا اخطا بارگاہ مین ہی لنڈھور سے بڑا خلا ملا ہی اخطا نے اپنے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چرا منگایا پہلو سے بارگاہ مین ایک خیمہ ہی اُسمین ملکہ کو اُتارا ہے اور منتین خوشامد کر رہا ہے

مگر وہ عاشق جمال جعفور انکار کر رہی ہے یہ سنکر امیر اپنے مقام سے اُٹھے اور قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا کہ بارگاہ اخطا میں خون کا دریا بہا دونگا یہ ملعون کیا سمجھا ہوا ور لندھور ہماری ذلت کو سن رہے ہیں اب مجھے لندھور سے ناامیدی ہوئی آج اُنسے بھی سمجھ لونگا دیکھوں تو میرا کیا کرتے ہیں امیر فوراً نشست اشقر پر سوار ہوے طرف لشکر اخطا کے چلے یہاں اخطا بارگاہ میں بیٹھا ہے چند کنیزیں بلائیں اُنکو حکم دیا کہ تم جا کر سمجھاؤ برق جست و خیز کرتا ہوا پہلے بارگاہ اخطا میں پہونچا اُن کنیزوں میں ملکہ خدمت میں ملکہ زہرہ کی آیا چپکے سے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے امیر آتے ہیں جب امیر سوار ہو کر چلے **فرہاد خان** فوراً گینڈے پر سوار ہو کر عقب میں امیر کے چلا تو جملہ سردار سوار ہو کر چلے ہرکاروں نے جھپٹ کر یہ خبر اخطا کو پہونچائی اخطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہاں تک نہ آنے پائیں تین لاکھ فوج صفیں جما کر کھڑی ہوئی کہ نعرہ امیر کی آواز آئی یا شیدی کافران بیحیاؤ اے نابکاران پر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ میں کسی کے روکے سے نہ رکونگا تا بہ بارگاہ اخطا جاؤنگا دو پہلوانوں نے جو کہ افسران فوج میں ہیں بڑھکر امیر پر حملہ کیا امیر نے ایک ضرب میں دونوں کو قلم کیا فوج میں در آئے لڑتے ہوے چلے دوسری صف پر پہونچے وہاں بھی یہی واقعہ گذرا امیر برابر کافروں کو قتل رہے ہیں صف اول پر فرہاد خان پہونچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑ رہے ہیں کہ ہزاروں لاشے گرا دیے جس مقام پر پہونچے تہلکہ ڈالدیا علم ہاے فوج قلم کیے علمدار بھاگتے پھرتے ہیں امیر تیسری صف پر پہونچے وہاں بھی دو افسر پہلوانوں کو مارا مارکر صف پر آئے فرہاد خان وغیرہ دوسری صف پر پہونچے نہنگانہ لڑ رہے ہیں فوج اخطا میں صداے فریاد و الغیاث بلند ہے نقیب نقابت کر رہے ہیں صفوں میں غل مچاتے پھرتے ہیں کہ یارو امیر کو آگے نہ بڑھنے دو ہر مقام پر گھیر لو لیکن فوج اخطا کی جان پر بنی ہے سب بھاگتے پھرتے ہیں گھوڑوں سے منھ کے بھل زمین پر گرتے ہیں خون کے دریا بہہ رہے ہیں جابجا ہزاروں ترکش پڑے ہیں تیر جو زمین سے نکل کر گرے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ دریاے خون میں مچھلیاں شناوری کر رہی ہیں اگر کہیں سپر پڑی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھوے نے دریا سے منھ نکالا لشکر

کفار پر شکست اہل اسلام کا بند و بست قاسم و بہرام و جمہور بھی شیرانہ لڑ رہے ہین دست راستی و دست چپی مین آنکھین مل رہی ہین آپس مین ہمچشمی کیے کافرون کو قتل کرتے ہین امیر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے چار صفین کھین انتظام سبھون کا توڑا ہر صف پر پہونچے کہنی سے خون ٹپک رہا ہی لختے خون کے جسم پر جمے ہوے ہین لیکن فرہاد خان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہی صد ہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گل ہاے زخم کل جسم پر کھلے ہوے ہین مگر کچھ خوف نہین امیر لڑتے ہوے قریب بارگاہ اخطا پہونچے اخطا کو یہ امید ہی کہ امیر مجھ تک نہ آسکین گے چار سو پہلوان بارگاہ مین جمع ہین سب قوی تن و قوی من سپرین شمشیرین سنبھالے ہوے سامنے اخطا کے لاف و گزاف کر رہے ہین کہتے ہین کہ ای پہلوان دوران اگر حمزہ یہان آئے تو بوٹیان اسکی کاٹ کر پھینک دین امیر در بارگاہ پر آئے گھوڑے سے کودے سواے فرہاد خان کے کوئی برابر نہین پہونچا فرہاد خان بھی گینڈے سے اترا امیر اندر چلے تھے کہ درگہ سالار نے بڑھکر للکارا کہ بس اب آگے نہ بڑھیے گا اسی مقام پر ٹھہریے یہ کہکے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے خالی دیکر ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کا کٹ کر گرا درگہ سالار ایک جانب بھاگا کہ برق اس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائین امیر اس خیمے مین پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھکر اٹھین کہا کہ ای شہریار کنیز پر بہت بڑی بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود مین اٹھایا اشقر کو آواز دی اشقر اپنے آقا کی آواز سنکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا کہا کہ ای اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہی تا بہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان جنی مین اقرار کیا کہا کہ آقا جب تک جسم مین جان باقی ہی کیا مجال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہکر اشقر زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوے اور نعرہ کیا کہ او نامرد تو نے یہ کیا حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہی اخطا نے جو امیر کو آتے ہوے دیکھا آواز دی کہ ای پہلوانو حمزہ کو مارلو چار طرف سے پہلوان امیر پر ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندھور دنگل پر بیٹھے ہوے دیکھ رہے ہین ہر چند

کہ امیر نے کئی پہلوان بارگاہ مین بھی مارے گئے نیزے اور تیر اسقدر پڑے کہ تمام جسم غربال ہو گیا فوارے خون کے جسم سے نکلنے لگے لیکن جسوقت سے امیر بارگاہ خطا مین آئے ہین خواجہ عمرو نے بارگاہ مہ جبین مین رنگ جمایا جب گانے کا رنگ جم گیا تو سامنے مہ جبین کے بیان کیا کہ خداوند خواب مین آئے کمال علم موسیقی و ساقی گری تعلیم فرما گئے پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال کہ کوئی قطرہ گرے یہی قدرت فرما گئے ہین مہ جبین نے خوش ہو کر کہا کہ ارے کلید میخانے کی غنچہ دہن کو دو خواجہ نے کلید پائی میخانے مین پہونچے شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر گلا بیان درست کین سامنے مہ جبین کے لائے جام پلایا مہ جبین پی گئی اور تعریفین کین کہ ای غنچہ دہن آج تک ہمنے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہین دیکھا سُنا ہے کہ عمرو عیار اسی طرح ساقی گری کرتا ہے خواجہ جھک جھک کر سلام کر رہے ہین یہ بھی کہتے جاتے ہین کہ شراب مین بڑے بڑے نفع ہین رنگ نکلے جلالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھونٹ پیے مہ جبین بڑی تعریفین کر رہی ہے کہتی ہے کہ بڑے فخر کا مقام ہے کہ میری کنیز لطف کردہ خداوند ہفت پیکر ہوئی اور یہ کمالات تعلیم کر گئے یہ دن کسکو اس طلسم مین نصیب ہوا یہ فخر میرے واسطے ہے کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتا گئے آواز تو غنچہ دہن کی دیکھو کہ دل پر تاثیر کر رہی ہے ہر تان مین دل پامال ہوتا ہے کیا کیا گٹکریان لے رہی ہے عمرو نے سب کو شراب پلائی کہتے جاتے ہین کہ کئی دن ہوے قدرت نے آکر نظر کردہ کیا مہ جبین کہتی ہے کہ ای غنچہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو لندھور امیر کو قتل کرے اور امیر ایسے مبہوت رہین کہ اسم اعظم نہ پڑھین اسی رنگ کا مین نے سحر روانہ کیا ہے جب خواجہ سب کو شراب پلا چکے تو محفل مین آکر بیٹھے مہ جبین نے فرمائش کی کہ ای غنچہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمرو نے بیچ مین بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

مارا ہوا ہون اک بت وحشی مثال کا خط نکلے پر صفائے رخ پر نور کی کہان	مطلع	تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا شہرہ ہے عارضی ترے حسن و جمال کا

کس کس پری کی شکل مرے دل پہ نقش ہے — رکھتا ہون مین بغل مین مرقع خیال کا
گلشن مین یاد آئی جو چشم سیاہ یار — سوسن کا پھول بنگیا دیدہ غزال کا
چشمک زنی کرین نہ کہین رند سب جوان — پیری مین عشق خوب نہین خورد سال کا

مہ جبین یہ اشعار سنکر مسند سے اُٹھی کہا کہ ای غنچہ دہن قدرت آگئے ہین اور کہا یا خداوند لندھور کو امیر پر غالب کیجیے ایسا دام یہ مین نے بچھایا ہی کہ لندھور آٹھ پہر میری یاد مین رہتا ہی صدمات فراق سہتا ہی اب آج حمزہ کو قتل کریگا دل مین چونکہ مزا بھرا ہی گت ناچتی ہوئی اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری مہ جبین کے گرتے ہی سب کنیزین اپنے مقام سے اُٹھین اور گرمین گرکر بیہوش ہوئین تو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کرکے پہلے مہ جبین کا سر کاٹا ادھر تو عمرو نے مہ جبین کو قتل کیا وہان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا زخم کھانا امیر کا دیکھ رہا تھا یکایک ہوش درست ہوئے ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ اُٹھکر امیر پر سینہ سپر ہون آقا کو دشمنون سے بچاؤن مگر اخطا کی محبت روک رہی ہے کہ امیر نے ایک کافر کو مارا اخطا پشت پر امیر کے آیا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ مارا امیر کے تا دوابرو تیغہ پہونچا امیر نے دستانہ مارا لیکن تکان جو پہونچی لڑکھڑا کر گرے تلوار ہاتھ سے چھٹ گئی عمرو جو مہ جبین کو مار کر بھاگا لشکر مین اُس وقت آیا کہ امیر دربار مین اخطا کے لڑ رہے ہین عمرو سے سب نے بیان کیا کہ اخطا نے ملکہ زہرہ کو جُدا منگوایا اُس غصے مین امیر بارگاہ اخطا مین گئے ہین عمرو جست وخیز کرتا ہوا چلا دیکھا کہ لشکر مین تلوار چل رہی ہی تمام سردار لڑ رہے ہین مگر امیر کی آواز نہین آتی عمرو جست کرکے بارگاہ مین پہونچا راہ مین اشقر کو دیکھا کہ سمون سے جنگ کر رہا ہی پشت پر ملکہ زہرہ سوار ہین خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اُتارون اشقر نے رو کر زبان جنی مین کہا کہ جا کر آقا کی خبر لو بارگاہ دشمن مین اکیلے جنگ کر رہے ہین عمرو اُس وقت پہونچا کہ امیر چرخ کھا کر گرے ہین اخطا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا گلے پر امیر کے رکھا اُسوقت امیر کی آنکھین گردش کرتی تھین حسرت چہرے سے ظاہر تھی لندھور کی جو آنکھ مل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہین اور اخطا نے خنجر گلے پر رکھا ہے

جی مین کہتا ہی کہ ای لندھور ایسا ستم کہین سنا تھا کہ آقا تو قتل ہون اور عاشق بیٹھے بیٹھے دیکھے اُسی محبت مین لندھور اُٹھا اخطا سمجھا کہ لندھور برائے قتل امیر آتا ہی لندھور نے قریب اخطا کے پہونچکر ایک لات اخطا کو ماری کہ اخطا مُنہ کے بھل زمین پر گرا اور نعرہ کیا کہ باشید۔ ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا منم عاشق جمال صاحبقران نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا گرفتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان + لندھور گرد امیر کے پھرنے لگا اخطا نے آواز دی کہ یارو لندھور کو بھی مار لو اب خیال رفاقت اسکو آگیا اپنے آقا پر جان نثار کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو بھی مار کر گرا دو اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی مین تو حمزہ کو اسی کے واسطے قتل کرتا تھا خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا ہمنے تو اسکے واسطے اتنا بڑا کام کیا کہ عیار کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چہار طرف سے اسقدر تلوارین پڑین اور اخطا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھور کا سر زخمی ہوا ہر طرف سے لندھور پر کافرون کا بلوہ ہی صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ لندھور مجھ پر جان نثاری کر رہا ہی اور ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس آپکے بعد زندگی بیکار ہی قدمون پر آپکے میرا دم نکلے دیکھنے والے دیکھین کہ آقا کے قدم عاشق صادق کا سر لندھور پر تلوارین جو بہت پڑین آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا چرخ مار کر لندھور گرا وہ جو اعتقاد دل مین تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدمون پر امیر کے سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اُس وقت عمرو پہونچا اخطا چلا کہ لندھور اور امیر کا سر کاٹ لون عمرو اُس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحبقران تو پڑے ہین تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی ہی اور لندھور کا سر قدمون پر ہاتھ مین قبضۂ تلوار وُہی ہاتھ صاحبقران کے سینے پر عمرو سمجھا کہ لندھور امیر کا سر کاٹنے آیا ہی عمرو نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھور کا سر کاٹون کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمرو یہ کیا کرتے ہو اگر لندھور نہوتا تو تم مجکو زندہ نہ پاتے لندھور نے بچایا کہ تمنے زندہ پایا لندھور نے محبت دیرینہ ظاہر کردی زخمی ہو کر وہ بھی گرا ہی عمرو نے اخطا پر خنجر مارا اخطا نے خنجر روکا اپنے کو بچایا عمرو نے پکار کر

آواز دی کہ ای سرداران تہمتن و ای جوانان صف شکن جلد دوڑو آقا بیہوش پڑے ہین دشمن قتل کیا چاہتے ہین جلد آکر بچاؤ حلوہ خانہ بارگاہ مین فرہاد خان لڑ رہا تھا عمرو کی آواز سنکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھور پڑا ہی اور تلوار ہاتھ مین کر بڑھا کہ باپ کا سر کاٹ لون عمرو نے آواز دی کہ ای فرہاد خان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہی لندھور نے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھا کر گرا تبو فرہاد خان گرد لندھور و امیر کے پھرنے لگا کئی پہلوان فرہاد خان نے مارے پہلو پر آکر اخطا نے گرز مارا کہ سر فرہاد خان کا پھٹ گیا چرخ کھا کر گرا اُسوقت مالک و جمہور و فرامرز وغیرہ چالیس سردار لڑتے ہوے اندر پہونچے دیکھا کہ اکیلا عمرو تینون زخمیون کے گرد پھر رہا ہی اور شیرانہ جنگ کر رہا ہی سردارون نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان فیل میمونہ کو لیکر آئے سردارون نے بمردی امیر و لندھور و فرہاد خان کو گود مین اُٹھایا ہودے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمرو نے ہاتھی کو ارشیون پریزاد کے سپرد کیا کہ یہ لندھور کا چھوٹا بیٹا ہی ارشیون جھول ہاتھی کی تھامے ہوے گرد سرداران ہندوستان لڑتا ہوا ہاتھی کو لیچلا قاسم و بدیع بارگاہ مین جنگ کرنے لگے قاسم نے جنگ کو تھاما بدیع نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جوان لڑتے ہوے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لیے جاتے ہین بارگاہ جو گری کئی سو کافر دبے اخطا کود کر باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام کو مارو اُس وقت بارہ کوس کے گرد مین جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی مگر عمرو کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہی دیکھ رہا ہی کہ سرداران ہندوستان انتہا کے زخمی ہوے مگر ہاتھی کو بچا رہے ہین ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے جسکو پکڑا کھینچ لیا پانوٴن کے نیچے ل ڈالا عمرو اُس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر کوئی قبضہ نہین کر سکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہی زہرہ نے پکار کر کہا کہ خواجہ مجھے تو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا یہانتک لایا اب نکال کر لیجائیگا مگر مجھے سے امیر کی آواز نہین آتی امیر کس طرف ہین دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے

دیکھون کون وقت ہو کہ پھر جمال جہان آرا دیکھون اب تو دل کی عجب کیفیت ہی عمرو نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم خدا تمھارے راج و سہاگ کو بچائے پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو عمرو نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ کیئے کہا کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر کو تا بہ لشکر پہونچاؤ امیر نے سردارون سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو اُسکی پشت پر سوار کر کے اُسکے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب وفادار ایسے ہوتے ہین کہ اپنے کو زخمی کرایا مگر ناموس امیر کو بچایا جب تو امیر نے سردارون کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا مرکب لاکھون سے لڑ بھڑ کر کنارے تک آیا ہی اور اب بھی لڑ رہا ہی پشت تک کسی کا حربہ نہین آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے حقہ ہاے آتشبازی نکالے داغتے ہوے اشقر کو لے چلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی بدیع لڑتے ہوے قریب اخطا کے پہونچے دیکھا کہ اخطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدیع الزمان للکار کر اخطا پر جا پڑے اخطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا تیغۂ طلسمی تڑپ کر گرا اخطا کے دو ٹکڑے ہوے اخطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج اخطا بھاگی بدیع الزمان نے سردارون کو ساتھ لیکر کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش اخطا کی اُٹھالی لیکر بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوے سرداران امیر بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہین خیمے کافرون کے لوٹ لیے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی مین آئے اول امیر کو فرزندان امیر نے اُتارا جب مسند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخم دوزی کرین تو امیر نے آنکھ کھول دی اور فرمایا کہ پہلے لندھور کی زخم دوزی کرو لندھور نے آنکھ کھول کر کہا کہ مین اس لائق ہون کہ مجکو قتل کیجیے مجھ سے بڑی نمکحرامی ہوئی عمرو نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر نے کہا کہ ای لندھور تم سحر مین مبتلا تھے تمھاری خطا نہ تھی خواجہ نے جسوقت اُس ساحرہ کو مارا اُسی وقت سے تمکو ہوش آیا اگر تم اخطا کو لات نہ مار دیتے تو اُسنے میرا خاتمہ کر دیا تھا خنجر گلے پر پھیرا چاہتا تھا تمنے وہ جانبازی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہین جب صاحبقران نے ایسے کلمے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھور کا حجاب رفع ہوا زخم دوزی

گرائی امیر زخم دوزی کرا کے اٹھے دیکھا کہ اشقر زخمون سے چور چور پشت پر ملکہ زہرہ شیہہ بھر رہا ہی کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتا امیر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے پشت سے زہرہ کو اتارا بارگاہ مین داخل کیا تب زہرہ نے شکریۂ امیر ادا کیا صاحبقران نے زہرہ کے واسطے کنیزین طلب کین ملکہ زہرہ معروف عیش و نشاط ہوئین کہتی تھین خدا نے دشمن کے ہاتھ سے بچایا دشمن خدا نے عیار بھیجکر چرا منگایا خواہان وصل تھا مین نے یہی جواب دیا کہ قتل کا تجھے اختیار ہی مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزین دعائین دے رہی ہین بلائین لے رہی ہین صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا کہ اب مین طرف کوہ بوقلمون کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالارون کو بلاکر حکم دیا طرف کوہ بوقلمون کے کوچ کرو لشکر لیکر صاحبقران طرف کوہ بوقلمون کے چلے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

دو کلمۂ داستان شوکت بیان رستم پیلتن کہ طرف صحرائے محیط کے تلاش لوح چلے ہین پہونچنا تا بہ صحرائے محیط باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش نشان
کہ ہون خوش رئیسان والاتبار
عجب عشق و الفت کے سامان ہین
کہ اس جال مین ہین ہزارون نہان
چل اب ساقیا آج گلزار مین
کہ دن جانفزا ہی بالکہ نکلی ہی دھوپ
ہوئی بلبلون کو جو گلشن مین یہ
کہ اظہار رنگ شگفتہ ہوا
کبھی کو رہا ہی کہ لیلے کہان
عبث ذکر شیرین پہ مرتا ہی وہ

کہ لکھتا ہون رستم کی اب داستان
پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ عاشق ہمیشہ پریشان ہین
جسے عشق روئے صنم ہو گیا
صلاحین ہون ہر ایک میخوارین
اکڑتے ہین نخل چمن وجد مین
گئین آپ خود اڑکے پھولون کی بو
یہان کبک و طاؤس ہین وجد مین
مری آنکھ سے ہو گئی ہی نہان
کیا نل نے عشق دمن آشکار

وہ ہی داستان جلالت شعار
کہ قلب و جگر مین جگہ پائے عشق
وہ جنجال ہی عشق زلف بتان
اسے فرط رنج و الم ہو گیا
یہ ہی جوش پر باغ کا رنگ و رو
لکھون چند رنگ سخن وجد مین
ہر اک غنچۂ گل شگفتہ ہوا
وہان قیس بیتاب ہی نجد مین
کبھی ذکر فرہاد کرتا ہے وہ
ہمیشہ رہا وہ ذلیل اور خوار

کبھی قیس لیلے کا جویا ہوا
کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا
ہوا قیس کو عشق مین یہ کمال
کہ ہر وقت لیلے تجسس وجمال
قرین قیس کے آرہی تھی نظر
اسی رنگ مین عمر کی تھی بسر
نہ ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا
وہ باطن کی الفت سے ماہر ہوا
کبھی طائر دشت پاس آتے تھے
وہ لیلی کا مژدہ سنا جاتے تھے
کبھی نخچیر صحرا سے صحبت رہی
غزالان صحرا سے اُلفت رہی

قمر داستان مرصع نگار
لکھو جلد آئی ہے فصل بہار

چہرہ دشت نوردان وادی بیباکی وطے کنندگان مراحل چستی وچالاکی اس داستان بشوکت بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر وتسطیر فرماتے ہین۔ شعر

سخن سنج غواص دریاے ہوش +
چنین ریخت گوہر بہ دامان گوش +

رستم پیلتن خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحراے محیط کے روانہ ہوے محیط پیمان شکن اپنے قصر مین رونق افروز ہے انیسین جلیسین جمع ہین کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا کاندھے پر آکے محیط کے بیٹھا گلے مین طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول لیا اُسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ اے محیط طلسم کشا نے تیرے صحرا کے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کرو ورنہ بہت پریشان ہو گی قدرت تو بھاگ کر طلسم باطن مین چلے جائینگے تم لوگ تباہ وبرباد ہوگے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گوشہ وتیغۂ ہفت جوہر وزرہ ہفت جوشن طلسم کشا کو مل چکے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا غیر ساحر کو روانہ کرو کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کر لائے محیط نے نامہ کو پڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوند نہ گھبرائیے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ آسکیگا یہ لکھکر وہی نامہ گلے مین اُسی طائر کے ڈالدیا طائر نامہ لیکر اُڑ گیا محیط نے ایک محبت نامہ استحقاق اژدر سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہے جا کر راہ مین گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کرو جو مناسب وقت ہو گا وہ کیا جائیگا استحقاق اپنے بیشے مین بیٹھا تھا یکتائی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکر نامہ دیا نامہ کو پڑھکر استحقاق ایسا چیخا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوے عرض کی کیا حکم ہے کہا کہ رستم فرزند حمزہ بارادہ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو مابدولت کوچ

کرینگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحرائے محیط مین ایسے ایسے پہلوان رہتے ہین شاید خوف نہ کھاکر پلٹجاے یہ جو اُسنے کہا ایک ہنگامہ جنگل مین پڑگیا فوجین آنے لگین تھوڑے عرصے مین تین لاکھ فوج جمع ہوگئی استحقاق بھی اپنے مقام سے ہل کرکے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا جنگلی فوج لیکر چلا اُدھر شاہزادے کو تیسری منزل ہی صحرامین اُترے ہوے ہین صحرائے دل شاد اس صحرا کا نام ہی صبح کا وقت ہی ارادہ ہی کہ سوار ہون ناگاہ صحراسے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے ایک پہلوان دیوخصال گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج نوبت نقارے بجتے ہوے سامنے سے نمایان ہوا اور پکار کر آواز دی ای رستم اب آگے نہ بڑھنا رستمی تمھاری یہین تک تھی بس اب اس صحرائے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہی یہ کہکر گینڈے سے اُترا بارگاہ مین داخل ہوا ہمراہیون سے کہتا ہی کہ محیط نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا یہ تو معشوق وضع ہی لیکن اگر بھاگ جاے تو بہتر ہی ملکہ نے لکھا تھا کہ اسنے تحفہ جات حاصل کیے تحفجات ایسے کہان رکھے تھے جو یہ اُٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھرتا ہی یہ غرور دماغ مین سمایا کہ اس صحرا کا ارادہ کیا اگر تم سب کی صلاح ہو تو مین کہلا بھیجون کہ جو گذرا وہ گذرا اب اس ارادے سے باز آ اور یہان سے پلٹجا سب نے کہا یہ حضور کی رحمدلی ہی جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین ورنہ اسکے لشکر کا تباہ کردینا کتنی بڑی بات ہی اشفاق اژدر در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اُٹھا کہا آپ نامہ لکھیے مین جاکے اُسکو پھیر دونگا استحقاق نے نامہ لکھکر اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے چلا جب لشکر مین آیا جابجا خیمون مین ساحرون کو اُترے ہوے دیکھکر دنگ ہوگیا دل مین کہتا ہی یہ ساحر اسے کیونکر دستیاب ہوے ہین جہلال برق کش و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین ساز بج رہا ہی پانی برس رہا ہی لیکن کیچڑ کا نام نہین حیران و پریشان یا تو ارادہ تھا کہ لشکر مین جاکر بدعت کرونگا یا سر جھکاے ہوے اُن مقامون سے نکلا دربارگاہ رستم پر پہونچا درگہ سالار سے کہا ہماری خبر کردو کہ استحقاق نے ایلچی بھیجا ہی درگہ سالار نے جاکر عرض کی رستم نے کہا آنے دو ایلچی کو کیون روکا درگہ سالار نے جاکر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا جہلال و آفتاب اسکے استقبال کو دربارگاہ پر آئے یہ اور زیادہ بھولا رستم نے حکم دیا جتنے سردار کہ

ساحر ہمارے لشکر مین ہین اسوقت باہر ٹھہرین سب سردار حکم پاتے ہی باہر جلو خانے مین آکر ٹھہرے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ لقا و دیر افسران سے معمور ہی رستم مقام صدر پر بیٹھے ہین جیسے ہی اشفاق سامنے آیا رستم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ طلسم کشا مجھسے دبا دنگل پر آکر بیٹھا رستم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور زیادہ مبہوت ہوا نامہ سر سے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر جواب جنگ لکھا اشفاق نے کہا ای رستم ہمارے افسر نے تمپر بڑا رحم کیا جو تمکو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ دیتے ہو استحقاق وہ پہلوان ہی کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا صحرائے دلشاد سے تا بہ بلیقیئہ زر ریز ہمارے افسر کی عملداری ہی اس راستے سے نہ جانے پائیگا رستم نے کہا اب تو تمہارے افسر صاحب آئے ہین مقابلہ پڑیگا حال کھلیگا اور جو راستہ کہ اصل مین ہی ہم تو اُسی راہ سے جائینگے اشفاق نے جھلا کے جواب دیا ہم لوگون کے ہاتھون مین کیا مہندی لگی ہی ہمتو نہ جانے دینگے رستم نے کہا کہ کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تمکو ابھی سے جلینگے رستم نے کہا ہم تو نہ جائینگے اشفاق نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون رستم نے ایک تھپکی ماری اشفاق بہت جھلایا تلوار کھینچکر اُٹھا کہا سر کاٹ لونگا اب پناہ نہ دونگا یہ کہکے تلوار کا ہاتھ مارا رستم نے باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منھ کے بھل جھکا کھسیانا ہوکر لپیٹ پڑا رستم نے ام کھیڑ ماری کہ زمین پر گرا آپ پھر اپنے دنگل پر آبیٹھے لا دل پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہی آنکھین کھولتا ہو رستم کو دیکھکر بند کرلیتا ہی رستم نے کہا ای اشفاق جا مین اپنے فعل پر خود نفرین کر رہا ہون اب کچھ نہ کہونگا جھاڑ پونچھکر اشفاق اُٹھا طرف دربارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہوکے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی اشفاق آتا ہی مگر گھبرایا ہوا استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہی مین آپکی پریشانی سُنکر نہایت مکدر ہون جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود کر استحقاق کے سامنے آیا اُسنے پوچھا بھائی صاحب آپ کچھ مکدر معلوم ہوتے ہین اشفاق نے کہا بھائی صاحب طبل جنگی بجوائیے طلسم کشا کو سزا سے معقول دیجیے مین نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحراے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لیٹ گئے مین نے کچھ نہ کہا فوراً چلا آیا سرمیدان طلسم کشا سے سمجھونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے استحقاق کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سمک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جاکر بڑا فساد اُٹھایا طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے کہا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و کاتب قسمت نے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آنی ہی ناحق کی پریشانی ہی اُسی وقت یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلاے پر جانے کی تیاریان کر رہا ہی رستم نے پوچھا کیا سبب ہی جو طلاے پر جانے کی تیاری کر رہے ہو عرض کی حضور کے طلایہ دینے کا روز تھا چونکہ کل میدان کارزار ہی اسوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہی رستم نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہی ہم کیون تامل کرین ہرچند آفتاب و جہلال نے عرض کی کہ حضور نہ جائین غلام تو موجود ہین رستم نے نہ مانا سمک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو سال بھر بعد ایک دن یہ پڑتا ہی کہا اپنے رفیقون کی خدمت کرتے ہین لہذا آج کا دن خدمت سرداران نامی کا ہی کہ خود طلایہ دیتے ہین کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم اس سعادت سے محروم رہین ضرور خدمت کرینگے سرداران با توقیر دعائین دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جری بہادر جنگ اپنے ذمے لیتے ہین سردارون کو تکلیف نہین دیتے ہو سکتا ہی کہ ایسے آقا کی بدل و جان اطاعت نہ کرین رستم سوار ہوے طلایہ پر آئے بازار برزان مین سوار و پیدل چھوڑے آپ بڑھکر لشکر کے آگے کھڑے ہوے کہ لشکر دشمن شاید قصد شبخون کرے کبھی آگے بڑھ جاتے ہین کبھی پھر کر لشکر پر آتے ہین قضاے کار اُسطرف طلایہ پر اشفاق تھا اُسنے جو خبر سُنی کہ رستم خود طلاے پر ہین اور یہ بھی خبر سنی کہ صرف عیار ساتھ ہی دس ہزار سوار اسکے ساتھ ہین سوارون سے کہا یارو ہو سکتا ہی کہ رستم اکیلے کھڑے ہین بلوہ کرکے گرفتار کر لو سب نے کہا کہ ہمین کیا عذر ہی اگر چاہین دس دیون سے گرفتار کر لین نہ کہ دس ہزار یقین ہی رستم دیکھکر بھاگین وہ بھاگینگے ہم گرفتار کر لینگے اشفاق نے دس ہزار سوارون کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو برسم ایلچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے سوارون کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہی گھوڑے کو بڑھایا بڑھکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور +

کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور و نعرہ کرکے مرکب بڑھایا اور جا پڑے تلوار کھینچی دس ہزار کی کیا یہ حقیقت سمجھتے ہین لاکھون مین اکیلے لڑے ہین جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو جوان مار کر گرا دیے عیار ایسا کہ جو پشت شاہزادے پر آیا اُسکو خنجر مارکے گرایا کئی جوان جو اُسنے پشت پر مارے اب کوئی پشت پر نہین آتا رستم لڑتے ہوے برابر اشفاق کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہی خود سامنے نہین آتا لشکر مین آکر جو تجھپر گذری اُسکا عکس بیان کیا اب یہان احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھکر فوج کے بھر سے پر ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہان یارو گھیر کر اس جوان کو مار لو سوارون کا شاہزادے پر بلوہ ہوا اشفاق سے مقابلہ نہین کرنے دیتے رستم کئی سوارون کو مار کر قریب پہونچے اشفاق پر ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیدل بھاگے رستم اہل طلایہ کو شکست دیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے ستارہ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق بارگاہ سے مسلح ہوکر نکلا دیکھا کئی سو لاشے جا بجا پڑے ہین اشفاق کا لاشہ دیکھکر بہت جھلایا پوچھا یارو یہ کیا معرکہ ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ پڑگیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے کہا ارے تم دس ہزار ساتھ تھے اکیلے نے سبکو مارا سب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیر زن ہی کئی افسر اُسنے مارے اشفاق کو للکارا ہر چند اشفاق نے کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ مین رستم نے دو پرکالے کیے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب مین اپنے بھائی کا عوض اس سے لونگا اسی کو ڈھونڈونگا یہ کہتا ہوا لشکر کو لیکر میدان کارزار مین آیا اُدھر سے لشکر رستم پہونچا شاہزادے نے ساحرون کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوے کہ رہے ہین کہ اگر آقا ہمکو حکم دیتے تو ہم انکو مار لیتے دو ہی گولون مین لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہین مانتے آفتاب فلک سیر و جہلال وغیرہ دور جاکر ٹھہرے یہان نقیبون نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہین افسرون سے آنکھین ملاکر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہین۔ نظم

تخت جمشید و خطِ جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس بادِ سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی اسی منزل مین ہوے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پر آج اُنکا غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
ای سقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت سے بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے یہی قصد ہی کہ دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین نام پیدا کرین استحقاق نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر خوب غل مچایا اور پکار کر آواز دی ای رستم اب نکل تو احوال معلوم ہو میرے بھائی کو طلاسے پر مارا فوج نے دلدہی نہ کی ورنہ بچ کر نہ جا سکتے رستم نے قصد کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤن کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلوان دیو خصال کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھا کر مقابلہ مین استحقاق کے آیا پکار کر آواز دی رستم کو کیا پکارتا ہی پہلے ہمسے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ و باڑھ پر تلوار کی فوراً نام حرین عالم کا کھل جاتا ہی بس اب حربہ کر استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بند رہوین طعن مین نقابدار نے نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ مین آکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بنایا اور سر پر ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جا اپنے سردار کو کشتہ پایا نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین لاکھ کو تلوار کے نیچے رکھ لیا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ لڑ رہے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین میدان کارزار سے کل فوج کے پانون اُٹھا دیے لاشون

کے انبار لگا دیے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر بلوہ کیا رستم نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا بلوہ ہے تاب نہ آئی گھوڑے کو اُڑا کر جا پڑے لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا اے بہادر ماشاء اللہ نقابدار نے سلام کیا رستم نے دعائے جان درازی دی اور کہا کہ تمھاری شمشیر زنی دیکھکر حوصلہ دوچند ہوا کہ بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آ پڑے خوب لڑے فوجین پامال ہوئین لالان کوہ پیکر سپہ سالار کل لشکر کا ہے فوج کو ترغیب دے رہا ہے شاہزادے کو للکارا یہ چلے تھے کہ نقابدار نے آواز دی آپ کیون تکلیف فرماتے ہین چھوٹون کے سامنے بڑون کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہے یہ کہکے مرکب بڑھایا لالان پر جا پڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دی اور ایک ہاتھ تلوار کا مارکہ لالان کے دو ٹکڑے ہوے نقابدار نے عرض کی کیون حضور والا آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مین نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو بل کرنا نقابدار کا بہت ناگوار ہوا فرمایا اے نقابدار تمکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے نقابدار نے کہا مردان عالم کیا کسی مقام پر رہجاتے ہین یون ہی زور بازو دکھاتے ہین نقابدار و رستم سے تکرار ہونے لگی نقابدار نے رستم سے کہا مین آپ سے سب طرح موجود ہون رستم نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار رد و قدح کے ہوے تھے کہ شاہزادے نے باڑھ بچا کے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی لپٹ پڑا دونون جدا گھوڑون سے کودے نقابدار و رستم مین کشتی ہونے لگی یہان تک کہ شاہزادے نے زیادتیان کرنا شروع کین نقابدار عاجز ہو رہا ہے الجھ الجھ کے لڑ رہا ہے دونون فوجین کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید ہر دم جلوہ فگن رہتا ہے صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی اے شہریار رستم و نقابدار مرصع پوش سے مقابلہ ہو رہا ہے شاہزادے زیادتی کر رہے ہین نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہے ہین نقابدار زرین پوش نے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اُس مقام پر آیا جہان یہ دونون شیر دلیر لڑ رہے تھے قریب آ کے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ دونون جھجک کے ہٹے نقابدار زرین پوش بیچ مین آیا داہنا ہاتھ سینے پر رستم کے رکھا

اور بایان سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہی آپس مین لڑتے ہو اگر اُنکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر مین تبر دبا وڈالتے آخر آپس مین تکرار کا ہے کی ہے شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگے مجھ سے نہ دیکھا گیا زرین پوش نے کہا اے مرصع پوش تمنے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہی ایسے ایسے ہزارون پہلوان انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہی کہ تمھارے انکے مقابلہ ہوا کفار بھاگ گئے اگر استحقاق زندہ ہوتا ضرور فساد بڑھتا اب تم کیا چاہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا مین صاحبقران سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ دل مین گھمنڈ ہی جب صاحبقران سے وعدہ کر چکے تو انسے لڑنے کی کیا ضرورت ہی طرف سے صاحبقران کے مین موجود ہون مجھسے مقابلہ کیجیے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو بانہاے صاحبقرانی بھی لے لونگا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیاے نادرہ موجود ہین اگر مجکو زیر کیجیے یہ اشیاے نادرہ لے لیجیے اور اگر شاید مین زیر کرون تو میری اطاعت کیجیے غرضکہ نقابدار مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحہ کرایا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہوکے اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہے شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری مین مصروف ہوجیے مین بھی وقت پر آ ہونگا مراد اس تحریر سے یہ ہی کہ شاہزادے اُسی مقام پر اُتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور صحرا مین جاکر مصروف شکار ہوا رستم جو بارگاہ مین آئے جہلال وغیرہ سے ذکر کیا کہ یارو ہمارے قبلہ وکعبہ کے مقابلے مین بہت سے نقابدار آئے مگر جو اسباب شوکت اس زرین پوش کو ممکن ہی کسی نے یہ اسباب نہین پایا دیکھیے کیا گذرتی ہی ہرچند کہ ہمارے قبلہ وکعبہ مؤید من اللہ ہین مگر یہ نقابدار بلاے روزگار ہی خیر اب آج شب کو تو اسی صحرا مین رہو کل کوچ کرینگے لیکن بلا زمان استحقاق جو لاشہ اسکا لیکر بھاگے تو ایک صحرا مین جاکر پہونچے وہان ایک قلعہ ہی جسمین ایک پہلوان رہتا ہی نہایت زبردست خراج گزار ہفت پیکر اُسنے جو بالاے قلعہ سے دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرا مین آکر اُترا قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق سنکر بہت جھلایا کہا کہ میرے نام حکم خداوند نہین آیا مگر مین جاکر رستم کو بھیر دونگا لاشہ استحقاق کا

جلوا دیا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر بہ ارادہ جنگ رستم نکلا لیکن ہمراہیان استحقاق راہ مین سمجھاتے ہین اور حال زور رستم سناتے ہین کہ استحقاق کو ملائے پرمار نقابدار نے استحقاق کو قتل کیا میلان مردم در اس پہلوان کا نام ہی جواب دیتا ہی کہ مین تدبیر سے مقابلہ کرونگا عیار میرا محکوم تیز رو بلاے روزگار ہی اسی سے پکڑوا لونگا یہ کہتا ہوا صحرا مین آکر اُترا کہ سامنے روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اُترا ہی عیار کو حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقابدار مرصع پوش کا لشکر ہی عیار نے خبر دی کہ اسی نقابدار کا لشکر ہی جسنے استحقاق کو قتل کیا میلان نے کہا اے محکوم نقابدار کو پکڑ لا عیار چلا لشکر مین نقابدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقابدار کی کونسی ہے عیار نقابدار کا بازار مین پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص ابھی بارگاہ نقابدار دریافت کرتا تھا عیار تو بلاے روزگار ہی یہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آیا ہی آگے بڑھ کر آواز دی کہ برادر ٹھہر جاو محکوم ٹھہرا عیار نقابدار قریب آیا پوچھا کیون بھائی بارگاہ نقابدار کسواسطے پوچھتے ہو عیار نے کوئی بات دل مین نہ تجویز کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقابدار سنکر مشتاق ملازمت ہوا کہ جسنے استحقاق ایسے جوان کو مارا عیار نقابدار نے کہا چلو مین سامنا کرا دونگا مین اُس شہریار کا عیار ہون یہ کہکے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ مین آیا کہا آگے چلو جیسے ہی عیار نے قدم بڑھایا عیار نقابدار نے حلقہ ہاے کمند مارے محکوم نے سبک ہو کر جست کی حلقون سے نکلا عیار نقابدار تو نیمچہ کھینچکر محکوم پر جا پڑا محکوم سے نیمچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے جھکائی دیکر نیمچہ مار کر سر کٹ کے محکوم کا گر پڑا عیار نے شاگردون کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا بیرون لشکر پھینکدو یہان جب عرصہ ہوا تو میلان گھبرایا محکوم کا بھائی زنار صبا رفتار اسکو بلا کر کہا کہ تیرا بھائی براے گرفتاری نقابدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہین پلٹا ذرا بڑھکر خبر تو لے زنار چلا جنگل مین آکر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ اُٹھا کر سامنے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب مارے گئے عیار نقابدار بلاے روزگار ہی مین سمجھ گیا کہ اُسنے پہچانکر اسکو مارا اب مین جاکر نقابدار کو لاتا ہون یہ کہکر زنار چلا لشکر نقابدار مین آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقابدار دریافت کری پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب کھودتا ہوا

چلا چہرہ نقب کا بارگاہ نقابدار مین توڑا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی شمعہاے مومی و کافوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا نہو اندھیرے مین پانون کسی طرف پر پڑ جاے کہ کم ظرفی ثابت ہو یہ تدبیر کرکے برابر پلنگ نقابدار کے آیا دیکھا نقابدار پڑا سو رہا ہی خیال مین آیا کہ اسکو دیکھے تو ہون کہ یہ کون شخص ہی جسنے استحقاق ایسے پہلوان کو مارا کیفیے سے بیہوشی نکالی ایک ہاتہ سے نقاب اُلٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹی معلوم ہوا کہ آفتاب نکل آیا زنار تھرا گیا اپنے کو ضبط کرکے بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی نقابدار بیہوش ہوا زنار نے پشتارہ نقابدار کا باندھا اُسی طرح نقب سے لیکر نکلا جنگل کا رستہ لیا ایک صحرا مین اسکو صبح ہو گئی اب سوچا کہ دو کوس چڑھکر اپنے لشکر مین چلون ایسا نہو سامنے سے کچھ فتور برپے یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا یہان عیار نقابدار بازار مین پڑا سو رہا تھا خواب پریشان دیکھکر اُٹھا سوچا کہ نقابدار پر کوئی اُفتاد پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ نقابدار کے آیا نگہبانون سے دریافت کیا خیر و عافیت ہی پردہ اُٹھاکے اندر آیا پلنگ خالی پایا گھبرا گیا جی مین کہتا ہی بڑا غضب ہوا نقب مین کودا نقب کو طی کرکے باہر آیا نشان قدم دیکھتا ہوا چلا مگر زنار پشتارہ لیے ہوے جنگل مین دو کوس پر آیا دن چڑھ آیا ہی ایک جھیل پر پہونچا خیال مین آیا اب اسطرف کوئی نہ آئیگا کنارے پر جھیل کے ایک تختۂ سنگ پڑا تھا اُسپر پشتارہ رکھا نقاب چہرے سے سرکائی حیران ہی کہ یہ جوان کون ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی حیران ہی کہ نام کیونکر دریافت کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش مرکب اُڑاے ہوے چلا آتا ہے باز بر لے شکار چھوڑا ہی باز نے جاکر طاؤس کو دبایا اُسی مقام پر آکے طاؤس گرا کہ جہان پشتارہ تھا نقابدار گھوڑے سے کودا کہ اپنے باز کو اُٹھاؤن کہ نگاہ جمال عدیم المثال نقابدار مرصع پوش پر پڑی پسینہ آگیا عیار سے کہا ارے تو کون ہی اس چاند کے ٹکڑے کو کیون باندھا ہی عیار نے کہا مین عیار ہون سیلان مردم در کا اسکو اسکے لشکر سے چُرا کر لایا ہون اب خدمت مین اپنے آقا کی لیے جاتا ہون نقابدار نے کہا اپنی جان کو غنیمت جان عیار یہ سُنکر سختی کرنے لگا نقابدار نے کمان کیانی دوش سے لی تیر بچلہ کمان مین پیوست کیا عیار سامنے سے بھاگا نقابدار نے تیر مارا کہ شانہ زنار کا زخمی ہوا نقابدار نے جب

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا زنار جا کر ایک نخل کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہی کہ نقابدار لے بند نقاب چہرے پر مرصع پوش کے آراستہ کیا چند ہمراہیان بادلہ پوش آ گئے اُسنے کہا اس جوان کو اُٹھا کر گھوڑے پر ڈال لو مرصع پوش کو بادلہ پوش لیکر چلا زنار پیچھے ہو لیا اُس صحرا سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ بادلہ پوش مرصع پوش کو لیے ہوے اُسی باغ مین آیا زنار نے پہچانا کہ بیٹی میلان کی نرگسی چشم لائی ہی زنار پلٹ یہان نرگسی چشم مرصع پوش کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی بارہ دری مین لاکر ہوشیار کیا نقابدار کی جو نگاہ جمال پر اس مہ جبین کے پڑی بہت پسند کیا باتین ہونے لگین اب نرگسی چشم نے بیان کیا کہ تمکو عیار میرے باپ کا لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی اُسکا عیار پھرتا ہوا قریب اس باغ کے پہونچا سوچا کہ شاید یہان سے کچھ پتا آقا کا ملے پشت پر آکے کمندباری باغ مین اُترا دیکھا کہ آقا باطمینان بیٹھے ہین پہلو مین ایک معشوق خوبرو عیار سامنے اپنے آقا کے آیا عرض کی یہان ٹھہرنا بہتر نہین اے ملکہ عالم تم بھی آقا کے ہمراہ لشکر مین چلو نرگسی چشم نے کہا مجکو یہ خوف ہی کہ اگر باپ کو خبر ہو جائیگی لشکر لیکر آئیگا اُسکے پاس لشکر بہت ہی یہ کہکر کنیزون سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے ورنہ یہین رہے اور تو سب بھاگ گئین بیس کنیزین کہ جنکو دل سے محبت ہی ساتھ ہو لین گھوڑیان تیار ہوئین نقابدار سوار ہوا نرگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکلے طرف اپنے لشکر کے چلے یہان زنار نے آکر میلان مردم در سے اطلاع کی میلان نے لشکر کو تیار کیا آکے باغ کو گھیرا جب زنار اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزون کو پکڑا اُنھون نے بیان کیا کہ ساتھ نقابدار کے گئی ہین عیار میلان کو ساتھ لیکر چلا سامنے جنگل مین دیکھا کہ نقابدار ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا ہی ملکہ سے کہ رہا ہی جلد نکل چلو زنار نے بڑھکر میلان کو خبر کی کہ سامنے جنگل مین سب کھڑے ہین میلان فوج لیکر آ پڑا نقابدار نے تلوار کھینچی فوج کفار سے لڑنے لگا جب میلان طرف ملکہ کے قصد کرتا ہی تب نقابدار گھیرا جاتا ہی ملکہ بھی مع کنیزون کے تیراندازی کر رہی ہین کئی سو سوار و پیدل تیرون سے گرائے میلان چاہتا ہی بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقابدار بڑھ کے سینہ سپر کرتا ہی نقابدار نے

کئی زخم بھی کھائے جب نقابدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند
کرکے پکار اٹھین ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز میرے وارث کو بچالے ملکہ کا
بلک کر دعا کرنا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا شاہزادے مع لشکر آکے پہونچے دیکھا ایک
مقام پر تلوار چل رہی ہی سمک نے خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش فوج مین گھرا ہے
کفار کا چار طرف سے بلوا ہی رستم نے تیغہ ہفت جوہر کھینچا نعرہ کرکے لشکر
کفار پر جا گرے رستم کے ساتھ لشکر بہت تھا لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے
فرمایا ای بہادر یہ کیا سانحہ ہوا نقابدار نے مجمل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ لینگے
تمہارا عورت کا ساتھ ہی انکو لیکر نکل جاؤ نقابدار نے بہت شکریہ رستم کا ادا کیا شاہزادے
نے کئی پلٹنین و رسالے نقابدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی انکے لشکر تک
پہونچا دو راہ مین نہ چھوڑنا وہ پلٹنین نقابدار کو بیچ مین لیے ہوے لڑتی بھڑتی نکل گئین
نقابدار اپنے لشکر مین پہونچا ملکہ کو ایک بارگاہ مین رکھا کنیزین واسطے خدمت کے
مقرر کین یہان زنار نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیون لڑ رہے ہین نقابدار تو آپ کی
بیٹی کو لیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہین میلان نے طبل امان بجوایا رستم رک گئے میلان
مقابلہ مین اترا مگر جنگ رستم دیکھکر حیران ہو چکا ہو جب پلٹ کر بارگاہ مین آیا تو زنار کو
بلا کر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہی مین طور جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کئی سو
پہلوان نامی و نام آور اسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہو سکے تو اسکو چرا لا عیار نے کہا
اس جوان کا چرا لانا کچھ بات نہین ہی لیکن انتظام نقابدار کا کیجیے کہ یہ بڑی بدنامی کی
بات ہی مین اسکے لشکر مین جاتا ہون اگر قابو پایا تو نقابدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو ضرور
لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ یون بدی بھا نکل جاے اور ساتھ معشوق کے رہے
اب آپکی اسی مین نام آوری ہی کہ مین گرفتار کرکے ملکہ کو لاؤن سر میدان قتل کیجیے اسکا
خیال دل مین نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کرون پھر اس جوان سے سمجھ لیجیے گا اس طرح
مالک کو سمجھا کر زنار طرف لشکر نقابدار کے چلا ایک مقام پر آکے دیکھا زنانی ڈیوڑھی
کے دروازے پر محلدار بیٹھی ہی کنیزون کی آمد و رفت ہو رہی ہی کنیزین اندر سے آتی ہین

اور پھر چلی جاتی ہین زنار نے ایک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل تجھے کچھ کہنا ہی کنیز کو کنارے لیجا کر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر اندر پہونچا دیکھا ملکہ مسند پر بیٹھی ہین گرد کنیزین زنار نے آکر بشکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے حضور ذرا اُٹھین تو عرض کرون ملکہ اُٹھین تخلیہ کے خیمہ مین لایا وہان لاکر ملکہ سے باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے خاصدان کھولا گلوری سے بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گلوری نوش فرمایئے ملکہ نے وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین زنار نے پشتارہ باندھا باندھ کر حیران ہی کہ کس طرح سے نکلون آخر ایک گوشہ مین بیٹھ کر نقب دینے لگا نقب آکر بیرون بارگاہ ٹوٹی گرد مین اٹا ہوا نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہان نقابدار بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا عیار سے کہا دل گھبراتا ہی ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہی کہ ملکہ پر کچھ تکلیف ہو عیار دوڑ کر بارگاہ ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سایئے مین بیہوش پایا اُسکو ہوشیار کیا اُسنے حال بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اُسنے نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین سوگئی وہان سے عیار کنیز کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا بارگاہ مین جا کے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک گوشے مین نقب لگی ہے اُس نقب مین پھاند پڑا آخر مین نقب کے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر نقابدار عیار کو ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیون یار وفادار کیا ہوا عیار نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چرا لیگیا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی نقابدار نے کہا سوا سے میلان کے اور کون دشمن ہی معلوم ہوتا ہی اُسکا عیار چرا لیگیا بڑا غضب ہوا عیار نے دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کرین مین جا کر ملکہ کو لاتا ہون نقابدار نے کہا ایسا نہو تمپر کوئی زوال آئے تم چلو مین بھی آتا ہون عیار تڑپتا ہوا چلا اُدھر وہ عیار پشتارہ ملکہ کا لیے ہوے بارگاہ میلان مین آیا پشتارہ ڈالدیا میلان نے کہا او نالائق تو سر دربار پشتارہ لے آیا کہا حضور یہ غیر کے سامنے ہو چکین گھوڑے پر سوار ہو کے نکلین اب انکا پردہ کیا میلان نے اشارہ کیا ہوشیار کرو زنار نے بڑھکر ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے میلان کے پایا خدا کے سر جھکا لیا خوف سے کانپنے لگین میلان نے پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ مین کیا تیرا پیچھا چھوڑتا دیکھ کس طرح تجھکو بلوا لیا بہتر یہ ہو کہ مجھسے

نقابدار کی توبہ کر کہ تیری خطا معاف کرون اور محل مین جگہ دون ملکہ نے کہا ای بابا چاہے قتل کرو یا جان بخشی کرو مین تو نقابدار کا نام لینا نہ چھوڑونگی میلان اپنے مقام سے یہ کہکے اُٹھا تھا کہ دربارگاہ سے آواز آئی منم عیار نقابدار او بیحیا دیکھ یون لیجاتے ہین یہ کہکر عیار نے حقۂ آتشبازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گھبرانے لگے اُس اندھیرے مین عیار تڑپ کر ملکہ پر گرا حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھا اور لے بھاگا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش بیرون بارگاہ پہونچا ہی میلان نے آواز دی مارو یہ نا عیار جانے نہ پائے چہار طرف سے سپاہی نیزے و تلوارین لیکر دوڑے عیار نے نیمچہ کھینچکر پالٹ کا ہاتھ مارا میلان کہہ رہا ہی ارے اسکو پکڑ لو کیا ستم ہی کہ سامنے سے اکیلا پشتارہ لیے جاتا ہی عیار نیزے کھا رہا ہی مگر کھڑا لڑ رہا ہی جہلت پاتا ہی تو بھاگتا ہی سوار و پیدل بڑھکر گھیرتے ہین عیار تڑپ تڑپ کر لڑتا ہی آخر زخمون مین چور ہو اگھٹنے ٹیک دیے دعائین کر رہا ہی کہ ای معبود ناموس آقا کا پشت پر ہی اگر مین مارا گیا تو کیسی رسوائی ہی یہ لوگ کہینگے کہ عیار تھا کچھ نہ ہوسکا پشتارہ تو جرأت کرکے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رحم اپنا شریک کر عیار دعائین مانگ رہا ہی گلہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین عیار بلبلا رہا ہی مگر اسطرح نیمچے مار رہا ہی کہ کوئی قریب نہین آتا دور سے نیزے مار رہے ہین میلان آواز دیتا ہی یارو گھوڑے اُڑا کے ادھر سے اُدھر نکل جاؤ پامال ہو جائیگا چار سو سوار چلے نیزے ہاتھ مین لیے قصد کیا کہ گھوڑون کو اُڑا دین اور نیزے مارتے ہوے نکل جائین گھوڑون کو جما کر کھڑے ہوے نیزے بلند کیے کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار مرصع پوش بصد جوش و خروش گھوڑا اُڑائے ہوے آگیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میر پشتارہ بدوش گھٹنے ٹیکے ہوے لڑ رہا ہی نقابدار نعرہ کرکے اُنھین سوارون پر جا پڑا تلوار چلنے لگی میلان نے آواز دی یارو اس نقابدار کو مار لو کہ تھوڑے ہی عرصے مین نقابدار نے اُن سوارون کو مار کر عیار کو بچایا قریب عیار کے پہونچا شانہ تھام کر اُٹھایا کہا ای یار وفادار اپنی جان ہی دی ہوتی ای برادر خدا نے تمکو بچایا اس عرصہ مین لشکر نقابدار بھی آپہونچا لشکر نے جو آکر جنگ کی جنبہ سوا

نقابدار

نقابدار نے عیار کے ساتھ کیے فرمایا ملکہ کو لشکر میں پہونچاؤ آپ لڑتا بھڑتا قریب میلان کے پہونچا میلان نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھاوے سے ہاتھ نکال کر تلوار ماری کہ میلان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج کے پاؤن اُٹھ گئے سب لوگ لاش میلان کی لیکر بھاگے نقابدار نے بارگاہیں لوٹ لیں اور بفتح و فیروزی پلٹا اپنے مقام پر آ کے اُترا مگر رستم طرف صحراے محیط کے چلے جاتے ہیں صحراے دل شاد سے گذر کر صحراے نشاط میں پہونچے ہیں نشاط جادو اُس صحرا کا حاکم ہی ہرکاروں نے اُسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آپکے صحرا سے جاتے ہیں لشکر آکر اُترا ہی نشاط جادو نے اپنے مشیروں کو بلوا کے اُنسے صلاح کی کہ یارو بمقدمہ طلسم کشا کیا کہتے ہو اس جوان کی آمد کا غلغلہ سارے طلسم میں پڑا ہی کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوشن کبھی کسی کو یہ تحفے نہ ملے تھے مگر اس جوان نے ان تینوں چیزوں کو پایا اب فکر میں لوح کی تا بہ صحراے محیط جائیگا وہاں سے حال دریافت کرکے فکر حصول لوح میں مصروف ہوگا لہذا یہ فکر واجب ولازم ہی کہ طلسم کشا کو ایسے طور سے روکا جاے کہ یہ قصد صحراے محیط سے باز رہے بساط جادو نشاط جادو کا بھائی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا کہ میں جاکر اس جوان کو خبر دونگا مگر اے برادر اُسکے ساتھ آفتاب و جھلال بھی موجود ہیں میں پہلے انھین کی تدبیر کرونگا اے برادر ایسی فکر کرون کہ طلسم کشا کو بالکل خبر نہو اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمائیے گا یہ کہکر بساط اُسی وقت روانہ ہوا دن کو تو آ کر ایک پہاڑ پر ٹھہرا رات کو پہاڑ سے اُترا لشکر میں طلسم کشا کے آیا اپنی تدبیر میں پھرا کیا صبح کو رستم بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ملازمان آفتاب روتے ہوئے آئے کہ آفتاب بستر سے غائب ہوگیا رستم نے سمک کی طرف دیکھا اُسنے دست بستہ عرض کی ظاہر ہی کہ کسی ساحر نے یہ کام کیا اب غلام اُسکی فکر کریگا رستم خاموش ہو رہے سمک تلاش میں نکلا جا بجا پھرا مگر کچھ نشان نہ ملا دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ جھلال بھی غائب ہوا اب رستم نے سمک پر تاکید کی فرمایا تم فرزند خواجہ نامدار ہو پتہ نہیں لگاتے کہ یہ کام کسنے کیا سمک نے عرض کی آج غلام پتہ لگا لیگا ایک ہفتہ عشرہ میں رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ سرداران ساحران سب غائب ہوے رستم کو بڑا قلق ہوا اب دربار میں آئے عیار نے آکر سلام کیا شاہزادے نے منھ پھیر لیا فرمایا اے سمک تمکو معلوم ہوا کہ آٹھ نو افسر عورت اور مرد ہمارے لشکر سے غائب ہوئے اب اگر پتہ نہ لگایا تو ہمارے سامنے نہ آنا

سمک نے عرض کی حضور برہم نہ ہون غلام فکر مین نکلتا ہی یہ کہکر باہر آیا شاگردون کو تو حکم دیا کہ فکر مین رہنا جہانتک ہوسکے غیر شخص لشکر مین نہ آنے پائے اور آپ جست وخیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا پانچ کوس راہ طے کرکے نکل گیا ایک پہاڑ پر آکے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہی سمک ایک مسافر کی صورت بنکر قلعہ مین آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہین اور رعایا بھی شعبدہ بازی سے ماہر ہی یہ مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہی لوگون نے پتہ بتایا کہ میان مسافر فلان محلہ مین سرا ہی غرض یہ پھرتا پھراتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے عہدون پر بیٹھے ہین قریب زنجیر لگی ہی درگہ سالار دروازے پر آیندہ و روندہ بارگاہ کو روک رہا ہی اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمھارے حاکم کا کیا نام ہی ساحر نے کہا نشاط جادو ہی اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہی سمک ایک گوشے مین آیا زن حسین کی صورت بنائی روتا پیٹتا دربارگاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہہ رہی ہی بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی آئی ہی درگہ سالار نے صورت زیبا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھہرایا جاکر نشاط جادو سے عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہی نشاط نے کہا آنے دو سمک اندر آیا بادشاہ کو تخت پر دیکھا گرد ساحر بیٹھے ہین بادشاہ سے آنکھ لڑائی مسکرا کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ عادل تجھ ایسے کی عملداری مین کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین کنیز کو لوٹ لیا فریاد کرنے آئی ہون بادشاہ نے کہا کسنے لوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آتے تھے ایک روز جو دو آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوے پہونچے مجھکو اور میری مان بہنون کو سوارون نے پکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ بند کرکے چلے گئے دو دن کے بعد محلے والون نے آکے دروازہ کھولا تب ہمکو کھانا پانی ملا بادشاہ نے کہا سب کمیدان رسالہ دار دربار مین حاضر ہین انکو دیکھو پہچانو تو سب سردار کانپ گئے سمک نے نگاہ اُٹھائی اُن سردارون مین کسی کا کہنا مناسب نہ جانا عرض کی ان لوگون مین تو کوئی نہین ہی مگر کنیز رسالون مین جاکر پہچان لیگی بادشاہ نے کہا گنہگار کو تم ہمکو دکھا دو ہم فوراً اُسکو سزا دینگے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کریگی سمک بادشاہ

سے باتین کر رہا ہی نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہی مسکرا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چمکی بساط جادو آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ای برادر آج کیا کیا بساط نے عرض کی آٹھ دن مین غلام نے لشکر طلسم کشا ساحرون سے خالی کر دیا قید خانے مین دریافت کیجیے بارہ زن و مرد قید ہین اب مین فکر مین طلسم کشا کی روز جاتا ہون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا ایک فکر لگائی ہی وہ یہ ہی کہ عیار طلسم کشا ہماری فکر مین نکلا ہی پہلے عیار کو گرفتار کر لون تو طلسم کشا پر دست انداز ہون جسدن اُسکو گرفتار کر لاؤنگا اُسی دن ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ کر دونگا خیمے بارگاہین لوٹ لونگا اسی ہفتہ عشرے مین یہ سب سامان ہو جائیگا سمک نے بساط کی زبانی یہ معاملہ سُنایا تو بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف بساط کے متوجہ ہوا اسنے بادشاہ سے پوچھا یہ نازنین کون ہی بادشاہ نے فرمایا فریادی ہی کسی رسالہ دار نے اسکو لوٹ لیا بساط نے پلٹ کر پوچھا کس محلے مین رہتی ہو نازنین نے تُتلا کر جواب دیا کہ جہان بیری کے درخت بہت ہین یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ سے کہا اب مین دریافت کرکے عرض کرونگی بساط پیچھے دوڑا جلوخانے مین آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ای نازنین جسقدر تیرا نقصان ہوا ہی ہم دینے کو موجود ہین نازنین نے کہا دو ہزار روپئے کا نقصان ہوا گہنے کے نام کو ایک تانبے کا چھلا نہین رہا بساط نے کہا ہمارے مکان پر چلو دہان تمکو زیور دینگے نازنین بساط کے ساتھ ہولی بساط نازنین کو لیے ہوے مکان پر آیا نازنین کو کمرے مین بٹھایا اب نازنین نے پوچھا کہ آپ آج کل کس کام مین رہتے ہین بساط نے کہا صحرائے نشاط آباد مین آکر طلسم کشا اُترے ہین مین جملہ سرداران ساحران کو گرفتار کر لایا پہلوے قصر شاہی مین جو مکان ہی اُسمین سبکو قید کیا ہی اب امروز فردا مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا بساط نے نازنین سے سب احوال بیان کیا چاہتا ہی کہ بساط کو کسی حیلہ سے باتین تو ہون نازنین ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی گلابی کھینچی کہا غم حب ایک جام مین پیون بساط نے کہا پیو نازنین نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ اس رنگ مین سامنے بساط کے گائے کہ یہ بہت خوش ہوا نازنین نے کہا ایک جام تم بھی پیو مگر وعدہ کو تو پورا کرو بساط نے زیور جواہرات کا سامنے اُس نازنین کے رکھدیا نازنین کہتی ہی جام پیو مین اپنے گھر جاؤن جو مطلب ہو وہ ظاہر کرو بساط نے بمنت کہا کہ مین وصل کا طالب ہون

نازنین نے انگوٹھا دکھا دیا بساط کا منھ چڑھا دیا بساط سمجھا کہ راضی ہی شراب پی کے مطلب حاصل کرونگا نازنین گھائی سے بیہوشی ملا چکی ہی جیسے ہی بساط نے جام اٹھایا دل اسکا دھڑکا بازو پر ہاتھ رکھا پتلہ فولادی بازو پر بندھا تھا اُس پتلے نے سر ہلاکر منھ سے شعلہ چھوڑا شعلہ جو جام پر گرا شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا بساط نے کہا ارے تو کون ہی اسنے چاہا اُٹھکر خنجر مارون کہ زمین نے پاؤن تھام لیے بساط نے سحر کیا رنگ و روغن اُس زن حسینہ کے چہرے سے اڑگیا اب جو دیکھا تو ایک دبلا پتلا عیار ہی اتو بساط نے پہچانا اور کہا او عیار میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر مین نکلا ہی مین تیری تدبیر مین تھا اب اسکی مشکین باندھی گئین کشان کشان بساط اسکو لیچلا شبرنگ جادو اپنے ملازم کو آواز دی کہ اسکو اسی قید خانے مین لیجا جہان اور سردار قید ہین شبرنگ سمک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ مین اسنے دریافت کیا کہ اب مین زندہ بھی بچونگا یا نہین شبرنگ نے کہا بساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت بنکر تمھارے آقا کو جُل لائیگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہی اسکو پوشیدہ طور سے لیلو اسمین ہمارا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگون مین دستور ہی یہ کہکے کچھ روپے تو بٹوے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولنا اسمین میری جان ہی شبرنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے دماغ مین پہونچی بیہوش ہوکے گرا سمک نے اسکو قتل کیا بساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ گلدستہ اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا بساط گھبرایا خدمتگارون سے کہا یارو غضب ہوا شبرنگ مارا گیا جاکر خبر تو لاؤ خادم دوڑے بازار مین آکر لاشہ اُسکا پایا بساط تلاش مین سمک کی نکلا مگر یہ شبرنگ کو مار کر رہائی سردارن کی تلاش مین چلا اب یہی فکر ہی کہ سردارون کو تلاش کرون سرخ رو سامنے آقا کے جاؤن اُس مکان پر آیا جہان سردار قید ہین دیکھا سمک نے گلرنگ جادو بھائی شبرنگ جادو کا مثل نگہبانون کے بیٹھا ہی کچھ جادوگر ساتھ ہین یہ کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک تھال برنجی ہاتھ مین لیا مالن کی شکل بنکر تیار ہوا گرم گرم موہن بھوگ تھالی مین رکھ لیا اُسی طرف سے نکلا کہ گلرنگ جادو

جسطرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر پڑی بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے کہا ارے اس مالن کو بلاؤ ساتھ والون نے آواز دی بی مالن ذرا ادھر ہوتی جاؤ ہمین پوجا پاٹ کو پھول چاہیے ہین مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیا کہتے ہو گلرنگ نے کہا ہمین روز صبح کو پھول دیجایا کرو ذرا سا پرشاد ہمین بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ مین درد ہے شوالے مین جاتی ہون وہان چڑھا کے پلٹون گی تو لے لینا ایک نے بڑھکر پھول اُٹھالیے مالن نے تھالی رکھدی کہا لوٹ لو دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہے سب نے موہن بھوگ چھین کر کھالیا کھاکر بے ہوش ہوے مالن نے قید خانے مین گھسکر جہلال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے برقین چمکاتے ہوے گولے مارتے ہوے شہر مین غدر ڈالدیا کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے ہلڑ جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو لبساط کیا کرتا ہے شہر مین کیسا ہنگامہ ہے لبساط نے جو ہلڑ سنا دوڑا ہوا قید خانے پر آیا دیکھا لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین دروازہ قید خانے کا کھلا ہے ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور عیار غضب کر گیا قیدیون کو رہا کر لیا وہی ساحر سحر کرتے ہوے گئے کئی سو مکان بھی گرے اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے لبساط نے کہا آپ نہ گھبرائین مین پھر سب کو پکڑ لاؤنگا سب غافل اپنی اپنی بارگاہون مین سوتے ہین طلسم کشا کی بھی تدبیر مین ہون صبح و شام مین لاتا ہون یہ کہکے پھر چلا لشکر اسلام مین آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت مین پہونچے سب نے حال عیار کا بیان کیا کہا حضور آپکا عیار کمال کرتا ہے دن کو ہمکو رہا کر لیا آفتاب نے کہا غفلت مین ہم گرفتار ہوے سامنا پڑے تو حال معلوم ہو ادھر لبساط پھرتا پھراتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہونچا سمک سا بشکل خدمتگار بیٹھا تھا لبساط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہین عیار اپنے مقام سے اُٹھا پوچھا تمھارا کیا نام ہے اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم اُنکو گرفتار کرادیتے تنخواہ ہماری نہین دیتے کلمات سخت کہتے ہین لبساط سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے بیزار ہے کہا اے خدمتگار اگر تو اپنے آقا کو گرفتار کرادے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجکو رسالہ داری دلوا دونگا خدمتگار ہنسنے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے نہ سنبھلینگے میرا یہ کام ہے کہ مین عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کرائے دیتا ہون میری تنخواہ مقرر کر دیجیے کہ مین بیٹھے بیٹھے

بسر کرون کوئی عہدہ مجھے نہین چاہیے لبساط نے کہا ہزار روپے کی تیری تنخواہ مقرر ہوگی کار سے اسقدر مال ملیگا کہ مالا مال ہوجائیگا عیار باتمین کرتا ہوا لبساط کو لیچلا کہا اسوقت طلسم کشا کے پاس تحفہ جات نہین ہین سحر کرکے اُٹھالو لبساط رضامند ہوا عیار ساتھ لیکر چلا درگہ سالار نے چاہا بڑھکر انکو روکون عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگہ سالار رکا سمک لبساط کو لیے ہو اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات پہنے تھے لبساط نے کہا اے خدمتگار کلاہ ہفت گوشہ تو سر پر ہے اسوقت سحر تاثیر نہ کریگا خدمتگار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہین ہے فقط اُسی طرح کی دوسری بنوائی ہے اتبو یہ بہت خوش ہوا کہا اے خدمتگار تیری وجہ سے یہ راز معلوم ہوے اب مین انکو اُٹھائے لیے جاتا ہون خدمتگار نے کہا پھر اب دیر نہ کرو لبساط جھلاتا ہوا قریب طلسم کشا کے آیا چاہا کمر مین پنجہ دون رستم نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر لبساط کا اُڑ گیا سمک نے لاشہ لبساط کا بیرون لشکر پھینکدیا ہرکارون نے یہ خبر نشاط کو پہونچائی کہ بھائی صاحب آپکے مارے گئے نشاط نے کہا اب مین خود جاؤنگا بھائی کے غم مین محل مین آیا زوجہ اسکی ریحانہ جادو اور بیٹی اسکی ماہی سحر سحر مین بلاے روزگار ہین ان بیٹیون نے بڑھکر پوچھا کیون آج رنج چہرے پر کیون نمودار ہے نشاط نے کہا بھائی صاحب براے گرفتاری طلسم کشا گئے تھے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے لاشہ تو مین نے پھنکوا دیا اب خود مین فکر مین جاؤنگا ماہی سحر نے کہا ہمین سحر کسواسطے سکھایا ہے مجھے حکم ہو ابھی جاکر طلسم کشا کو لاؤن ہرچند اسکو منع کیا مگر یہ نہ رکی اسباب سحر ذات پر آراستہ کرکے طرف لشکر اسلام کے چلی ایک پہاڑ پر آکے دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہورہا ہے بارگاہ سے شاہزادے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے عیار کو ساتھ لیا فرمایا پہلے قراول معین کرو کہ ہم براے شکار جائینگے عیار نے پہلے قراول میر شکار وغیرہ معین کیے رستم واسطے شکار کے چلے ماہی سحر کی نگاہ پڑی جمال بیمثال رستم دیکھکر عاشق ہوئی یا تو گرفتار کرنے کو آئی تھی یا خود گرفتار طرۂ گیسو ہوئی دیر تک شاہزادے کو دیکھا کی جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر پلٹی مگر رنگ رو متغیر اپنے باغ مین آئی کنیزون نے جو ملکہ کو پریشان دیکھا پوچھا واری خیر تو ہے ماہی سحر نے کہا تمسے کیا بیان کرون فلک کجرفتار گردون غدار نے عجیب سامان دکھایا مجھکو پریشان کیا خانۂ دل کو ویران کیا خواصین حیران ہین ہرچند دریافت کرتی ہین

کچھ جواب نہین پاتین ماہی سحر نے اپنے پاس سے سبکو ہٹا دیا تنہائی مین بیٹھکر رونے لگی دل سے کہتی ہی اے دل تجھکو کیا کہکے سمجھاؤن اپنے کو اُس مغرور تک کیونکر پہونچاؤن شام کو اس سوچ مین اُٹھی کہ جاکر دیکھہ تو آؤن رستم جو شکار سے پلٹے کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرایا اُسمین آکے بیٹھے نشاط فکر مین تو تھا ہی اسنے جو دیکھا کہ رستم تنہا خیمے مین آئے اور عیار کار ضروری مین مصروف ہے گلابیان لاکر رکھتا ہی نشاط نے ایک گوشے سے سحر کیا عیار کے پاؤن زمین نے تھام لیے نشاط نے گلابیان ہاتھ سے عیار کے لے لین فوراً سحر سے صورت اپنی بدلی عیار کی صورت بنا گلابیان لیکر اندر آیا کہا اے آقاے نامدار ایک جام تو نوش فرمائیے رستم سمجھے کہ عیار کہتا ہی کچھ تو اسنے بہتر سمجھا ہوگا جب تو شراب پلاتا ہی فوراً جام پی گئے جام پیتے ہی لڑکھڑا کے گرے نشاط رستم کو لے کے چلا یہان سمک راہ مین کھڑا ہی زمین پاؤن نہین چھوڑتی ہی کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا سمک راہ مین کھڑا ہی رنگ رو متغیر پسینے پسینے کانپ رہا ہی آفتاب نے بڑھکر پوچھا کیون اے سمک خیر تو ہی سمک نے کہا اے آفتاب میرے پاؤن زمین پکڑے ہی میری شکل بر نشاط جادو آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ مکر کیا ہوگا یہ سُنکر آفتاب نے سمک پر سے سحر اُتارا آپ طرف بارگاہ کے دوڑا اُسوقت آیا کہ نشاط رستم کو لیکر نکلتا تھا اسنے دیکھکر للکارا ارے تو کون ہی جو آقا کو لیے جاتا ہی نشاط نے جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کے نکلون آفتاب پشت پر سے للکارتا ہی کہ او مکار ٹھہر جا آفتاب کی آواز سُنکر جہلال اپنی بارگاہ سے نکلا خدمتگارون سے پوچھا کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی خدمتگار نے کہا کوئی ساحر آیا تھا رستم کو گرفتار کرکے لیچلا تھا آفتاب نے جاکر روکا دونون مین مقابلہ ہو رہا ہی گروہ ساحر ایسا خائف ہوا کہ بھاگ نکلا جہلال نے جو یہ معرکہ سُنا مثل شعلۂ جوالہ تڑپ کر پہونچا دیکھا آفتاب پہ نشاط سحر کر رہا ہی مگر آفتاب اپنے کو بچاتا ہی جہلال نے کارد سحر نکالی پشت پر آکے اسم سحر پڑھ کے پھینک ماری پشت پر جا کے نشاط کے بڑی سینے کو توڑ کر پار گذری اسکا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من نشاط جادو بود دم بھر کے بعد ایک زاغ سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھون سے آنسو جاری تھے پہلے لاش پر نشاط کی خوب رویا پھر پنجہ سے لاشہ پکڑ کے اُڑا لیگیا محیط اپنے تخت پر بیٹھی تھی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک زاغ سیاہ لاشہ نشاط کا لیکر آیا مثل

انسان کے گویا ہوا جس طرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کرکے خوب رویا محیط نے نشاط کی ارتھی بنوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ مین فراق طلسم کشا مین بیٹھی رو رہی تھی کہ کنیزون نے اسکو خبر دی ماہی سحر سُنکر چپ ہو رہی ایک غم ایسا اسکے دلبر ہو کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہین کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ نشاط کو جہلال نے مار ڈالا طلسم کشا کو چرانے گئے تھے وہ انکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفاظت کی اگر یہ پاتے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن اُنکے سردارون کو بساط سے گرفتار کرایا آخر انجام یہ ہوا کہ عیار نے اُنکے دن دہاڑے عیاری کی اب مین کیا کرون یہ کہکر خاموش ہو رہی کہ آسمان سے ساحر آکر پہونچا اُسنے کہا چلیے آپکو محیط نے بلایا ہی ہر چند ماہی سحر نے عذر کیا کہ مزاج میرا درست نہین ہی مین علیل ہون مگر اُس ساحر نے نہ مانا کہا ضرور چلیے اسکا کچھ انتظام کرینگی ناچار ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ اے صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہی احکام سامری مین دخل نہین دے سکتی جو مناسب جانا وہ کیا مگر نشاط و بساط خیر خواہ خداوند تھے کس شد و مد سے تدبیرین کین آخر اپنی جان دی ماہی سحر آکے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چیخین مار کر روئی محیط نے گلے سے لگایا کہا اے نور نظر بہت نہ روؤ خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ کو پہونچایا ہاتھ سے جہلال کے مارا گیا مین نے تمکو اسواسطے بلایا کہ تمہارے ہاتھ سے انتظام شہر کا نہ ہوسکیگا جالینوس جادو کہ جہان دیدہ اور کار آزمودہ ہی اُسکو تمہارا ملک بخشے دیتی ہون وہ جاکر خوب انتظام کریگا لشکر اسلام مین تہلکہ ڈالدیگا تم بھی موافق اپنے مرتبے کے شریک ہو کرنا ماہی سحر نے کہا آپکو اختیار ہی مین انتظام کرونگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہی علاوہ افسرون کے وہ خود بہادر صف شکن ہی تحفجات اُسکو ملے ہین سحر کسیکا اُسپر تاثیر نہین کرتا کوئی کیونکر گرفتار کریگا بساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا والد تو طلسم کشا کو گرفتار کرنے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کریگا محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل مکار و محیل ہی فوراً طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا یہ کہکے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کرکے پوچھا آج غلام کو کیون یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

اور کہا صحراے نشاط آباد خالی پڑا ہی تم جا کر اپنا دخل کر دو یہ ماہی سحر اُسکی بیٹی ہی اس سے
محبت کرنا مراد یہ ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے قتل کرو جالینوس نے جو پلٹ کر جمال ماہی سحر دیکھا
بیتاب ہو گیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکہ عالم جان لڑا دونگا مگر ملکہ مجھپر مہربانی رکھیں محیط سے
کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً ہمسے خبر کرنا بس جاؤ انتظام مالی و ملکی کرنا پڑا انتظام
مقدمہ گرفتاری طلسم کشا ہی۔ جالینوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکہ عالم آیئے ماہی سحر سوار ہوئی تخت
اُڑتا ہوا چلا قلعہ مین آکر کارگذار جابجا مقرر کیے ماہی سحر تھوڑی دیر قلعہ مین ٹھہری بعد اسکے کہا کہ مین اپنے
باغ مین جاتی ہون اب جالینوس اس فکر مین ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کریون تب ماہی سحر پر قبضہ ہوگا
شب کو بصورت مبدل لشکر اسلام مین پہونچا خادمون سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تحفہ جات کسوقت جدا
کرتے ہین خادمون نے بیان کر دیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہین تحفے اُتار کر رکھ دیتے ہین یہ دریافت کرکے
باغ ملکہ مین واپس آیا یہ فراق دلبر مین تڑپ رہی تھی نہ کھانا نہ پینا جلسہ وغیرہ سب موقوف رنج و غم مین
مصروف جالینوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعتنا نہ کی یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ مین تدبیر
گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہون کل گرفتار کرکے لاؤنگا ماہی سحر گھبرا گئی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہی جالینوس
نے جوش محبت مین بیان کر دیا کہ شب کو جب وہ تحفہ جات اپنے سے جدا کرینگے مین اُٹھا لاؤنگا مگر آپ بھی
مجھکو اپنا غلام جانیے بخدمتگذاری سرفراز فرمایئے اس صحرا کو ایسا آباد کرون صحراے محیط سے بڑھا دون مگر صبر
میرے دل سے نکل گیا کئی دن سے ضبط کر رہا ہون آج مفصل آپسے کہتا ہون کہ وہ مرتبہ آپکا بڑھاؤن کہ محیط
آپکو اپنا محسن جانین خداوند مرتبہ مصاحبت دین ہر چند کہ ماہی سحر کو یہ باتین جالینوس کی نہایت
ناگوار ہوئین مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جالینوس سمجھا کہ چپ رہنا صورت قبول کرنے کی
ہی اُٹھ کھڑا ہوا کہا غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ خاموش ہی رہی اسکا بھی جواب نہ دیا مگر جالینوس
اُٹھکر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آراستہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام مین آیا ایک
مقام پر آکر دونون پاؤن زمین مین مارے بارگاہ طلسم کشا مین آکے نکلا دیکھا کہ حقیقت مین
طلسم کشا آرام کر رہے ہین تحفہ جات علیحدہ رکھے ہین اسکنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ غافل ہو گئے
اُسنے اسی حال مین طلسم کشا کو اُٹھا لیا غرق زمین ہو کر چہرے پر نقب کے نکلا پر پرواز پیدا کرکے قلعہ
مین آیا طلسم کشا کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا جلادون کو بلاؤ جلاد آئے دارین استادہ ہوئین طلسم کشا

کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال مین پایا بیتاب ہوکر دعا کرنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای ربّ کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے رستم تو دعائین مانگ رہے ہین جالینوس آمادۂ قتل بیٹھا ہی کہ ملکہ جو بیٹھے بیٹھے گھبرائین کنیزون سے کہا کہ سنا جالینوس ہمپر عاشق ہوا ہی دیکھو تو کیا کرتا ہی صاف جواب دیدونگی کہ یہ خیال محال ہی ایک کنیز گئی تھوڑی دیر کے بعد آکر قتل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گھبرا کے تخت سحر پر سوار ہو کے طرف قلعے کے آئین جالینوس دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا تعظیم کرکے ملکہ کو پاس بٹھایا یہان صبح کو جب عیار جگانے کو طلسم کشا کے آیا چھپرکھٹ خالی پاکر گھبرایا ہوا چہلال کے پاس آیا اور سب کیفیت بیان کی خدمتگار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلسم کشا تحفہ جات کب جدا کرتے ہین سمک نے کہا یہ جالینوس جو آیا ہی واقعی اسم با مسمی ہی ارسطو فطرت لقمان حکمت ہی خدا اسکے مکر سے بچائے چہلال نے کہا مین جاتا ہون سمک نے کہا وہ ساحر زبردست ہی ایسا نہو تم بھی افتادہ پڑے مین جا کے دریافت کرتا ہون جیسا موقع ہوگا ویسا بیان کرونگا تم لوگ تحفہ جات سے ہوشیار رہو سمک باہنا ے عیاری سے آراستہ ہوکر خبر کو چلا وہ وقت ہی کہ جالینوس ماہی سحر سے کہ رہا ہی کہ ملکہ آج بڑی خوشی کا دن ہی تمھارے باپ کے خون کا معاوضہ لیا جاتا ہی ہان ایک خطا یہ ہوئی ہی کہ طلسم کشا کو تو لایا تحفہ جات نہ لایا کہ بالکل بیکار کردیتا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل انکا بہتر نہین عزیز انکے جا بجا پھیلے ہوے ہین اور والد انکے اس قصد مین ہین کہ ہفت پیکر پر دست انداز ہون ہرچند وہ طلسم کشا نہین ہین مگر صاحب اسم اعظم ہین اگر وہ قصد کرینگے تو تمکو جان بچانا دشوار ہوگی بہتر یہ ہی کہ انکو قید کرو خداوندہ کو عرضی لکھو کیونکہ باپ انکے قریب طلسم موجود ہین بیٹے کے قتل کی خبر سنکر آپڑینگے سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جالینوس نے کہا ہم انکو قتل کرکے تمکو ساتھ لیکر صحراے محیط مین جائینگے محیط کے واسطے بڑا فخر ہی کہ ہر مشکل کو کمیل جادو آسمان سے آتی ہی کچھ خبر سناکر چلی جاتی ہی رازدان لوگ کہتے ہین کہ اُسی کے پاس لوح ہی ضرور اُسنے ایسے مقام پر رکھی ہوگی جہان طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکے اُسی کی معرفت لوح کا پتہ ملیگا تمکو لیکر مقام کمیل پر جائینگے وہان کوئی نہ آسکیگا عزیزداران طلسم کشا ہزار کوشش کرین جب بھی نہ پہونچین ملکہ نے کہا آخر کمیل کہان رہتی ہی جالینوس نے کہا کمیل وسط سما پر رہتی ہی کئی ہزار گز زمین سے بلند اُسنے ایک مکان بنایا ہی اُسی مین رہتی ہی وہان کوئی جا نہین سکتا ہی ماہی سحر نے کہا یہ سب انتظام ہین مگر طلسم کشا کو قتل نکرو انکے عزیز خاک اُڑادینگے دوست انکے آسمان سے پیدا ہوگئے ہین اور دستہ

بتاتے ہین مقام تک پہونچاتے ہین ایسا نہو کہ کہین کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہو جائین آٹھوین دن محیط کے پاس آتی ہین وہین کوئی گرفتار کرے تو کیسی مشکل ہو جالینوس نے بجرنگ جادو کو ملکہ کی خاطر سے بلا کر کہا کہ تم رفیق نشاط تھے اور یہ اسکا قاتل ہی اچھی طرح قید کرنا مین تو آج خوش ہون کہ ملکہ نے مجھسے بات تو کی اب صورت وصل بھی پیدا ہو جائیگی بجرنگ رستم کو لیکر چلا سمک کہ بصورت مبدل یہ باتین کھڑا سُن رہا تھا اسکے پیچھے پیچھے چلا بجرنگ رستم کو لیے ہوے قصر سیاہ مین جو وسط قلعہ مین ہی آیا قصر مین شاہزادے کو داخل کیا چار سو جادوگر گرد مقرر کیے اور کہدیا کہ ہوشیار رہنا غفلت نہو مقدمہ قید طلسم کشا ہی بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہین ہر وقت دروازہ کھول کر دیکھا کرنا جالینوس نے بڑی کمی کی تحفہ جات نہ لایا ورنہ اسقدر خیال نہوتا یہ کہکے دروازے پر آکے خود حفاظت کرنے لگا حکم ہو کوئی سامنے اس قصر کے نہ آنے پائے جو کوئی آئے اُسکو قتل کرو سمک نے یہ سب انتظام دیکھا خیال مین آیا کہ عیاری کرون پھر سوچا کہ چلکر چہلال و آفتاب سے کہون دیکھون کیا کہتے ہین یہان جالینوس نے بعد جانے ملکہ کے بخدمت محیط ایک عرضی روانہ کی مضمون یہ تھا کہ ای ملکۂ عالم مین نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آمادہ قتل تھا کہ ماہی سحر نے وقت پر آکے بچا لیا قاتل شاہ قصر سیاہ مین قید ہی جیسا حکم ہو وہ بجا لائین ساحر تو اسکی عرضی لیکر اُسطرف چلا سمک قید رستم دیکھکر لشکر مین آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا مین تحفہ جات لیکر جاؤن آقا کے زیب جسم کرون بجرنگ کو مار کر وہ نکل آئینگے سمک نے کہا ہو سکتا ہی کہ مین جاکر عیاری کرون اور تا بہ قصر پہونچون مگر چار سو ساحر نگہبان ہین اگر ایک بھی ہوشیار ہو گیا تو مجھے گرفتار کر لیگا آفتاب نے کہا تم تماشہ دیکھو مین کیونکر پہونچتا ہون سب اسباب تحفہ جات لیے چلتا ہون وہ شاہزادے کو پہنا دونگا یہ کہکے تحفے لیے جھولی مین رکھے عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سمک بصورت مبدل قلعے مین آیا عیار دیکھ رہا ہی کہ آقا قید خانے مین بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین کہ دیکھا اُسنے آفتاب نے سر نکالا سر نکلتے ہی بجرنگ دوڑا کہ روکون آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی زرہ پہنائی تیغہ جیسے ہی ہاتھ مین رستم کے آیا یاران سپاہ جو جسم سے شاہزادے کے لپٹے ہوے تھے چھوٹ گئے رستم نے بجرنگ کو ٹوکا یا تو یہ اندر چلا تھا یا گھبرا کر باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی کو مار لو آگے رستم پیچھے آفتاب ساحرون نے قصد کیا کہ ان دونون کو گرفتار کر لین یہ دونون شیر لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا

اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آفتاب نے جب گولہ مارا دس دس کے سینے بربادیے کبھی ہاتھ ہلایا برق چمکی کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ مین بیٹھا تھا اسنے جو ہاڑ سُنا ساحرون سے کہا ارے دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکارون نے خبر دی کہ رستم کو قید سے آفتاب نے چھڑایا اب لڑ رہے ہین ساحر روک رہے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جالینوس یہ سُنکر گھبرا گیا کہا یارو ملکہ نے مجھے آفت مین پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا بجرنگ سے کہو اپنی جان بچا کر چلا آئے رستم و آفتاب کو جانے دے وہ میرے روکے سے نہ رکینگے شمشیر زنی انکی ذات پر موقوف ہی حقیقت مین جو قدرت نے لکھا ہی اُسی کا ظہور ہوتا ہی جا بجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی جب قید ہو گا رہا ہو جائیگا بجرنگ لڑ رہا تھا کہ مخبر نے آ کر خبر دی پلٹ آؤ بجرنگ نے چاہا مین پلٹ جاؤن کہ آفتاب نے للکارا بجرنگ نے گولہ مارا کہ برق چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا اسنے پکار کر آواز دی آقا غلام رخصت ہوتا ہی سر سراسر زخمی ہوا رستم جست کرکے برابر بجرنگ کے پہونچے سماک نے آ کر حقہ آتشبازی مارا بجرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر روکا جیسے ہی تیغہ چمکا بجرنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا رستم نے ہاتھ مارا بجرنگ کا سر کٹ کے گرا جیسے ہی اسکا سر گرا سب ساحر بھاگے رستم و آفتاب و سماک لڑتے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی ماہی سحر نے جو خبر سنی کہ رستم نے رہائی پائی بیقرار ہو کر باہر نکل آئی شاہزادے کو آتے دیکھکر آواز دی ای شہریار اس باغ کے شجر آپکے مشتاق ہین پھول آنکھین کھولے انتظار مین ہین غنچہ ہائے دہن بستہ مشتاق جمال ہین اب خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے قید سے رہائی پائی تھوڑی دیر کے لیے یہان بھی آئیے رستم نے جو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین بلا رہی ہی آفتاب کو تو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے باغ مین داخل ہوئے ماہی سحر مدت سے مشتاق تھی ہاتھ مین ہاتھ دیکر باغ مین لائی بارہ دری مین لا کر بٹھایا شراب و کباب پیش کیا رستم نے سوال اسلام کیا ماہی سحر نے عرض کی جس وقت سے آپ پر عاشق ہوئی ہفت پیکر پر لعنت کی مذہب خدائے نادیدہ اختیار کیا وہ دن خدا کرے کہ ہم اس آفت سے نجات پائین آپکی خدمت مین رہین شاہزادے نے جام پیا ماہی سحر نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

شگفتہ روح ہو اُسکی مجھے ثواب ملے
دلاؤن فاتحہ بلبل کا جو گلاب ملے

نہ کھاؤن داغ اگر لذت کباب ملے — پیون نہ زہر جو کیفیت شراب ملے
ازل سے اُسنے دیا ہو وہی جو زیبا تھا — گلون کو رنگ تو بلبل کو پیچ وتاب ملے
وہ رونے والا جہان سے اُٹھا ہو نین اے زند — جواب جسکا نہ تا حشر جز سحاب ملے

رستم و ماہی سحر مسند پر بیٹھے ہین سمک نے جو ماہی سحر کو مسند پر دیکھا پہلو مین فرزادی ملکہ کی نہنگ بحری بیٹھی تھی اُسپر نگاہ ڈال کر کہا کہ غلام کا توگانا سنیے ملکہ نے گائن کو منع کیا سمک نے ایسے اشعار عاشقانہ گائے کہ نہنگ بحری بیتاب ہو گئی ہنس ہنس کے اس سے باتین کرنے لگی رستم ماہی سحر کے جمال کو دیکھتے ہین سمک نہنگ بحری سے باتین کر رہا ہے کنیزین اپنے اپنے کام پر مامور ہین شراب وکباب لا کر رکھ رہی ہین کہ یکایک ہرکارون نے یہ خبر جالینوس کو پہونچائی کہ رستم ماہی سحر کے باغ مین بیٹھے ہین یہ سُنکر جالینوس جل گیا غصہ مین آکر اپنے مقام سے اُٹھا طرف باغ ملکہ کے چلا یہان عاشق ومعشوق بیٹھے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا یا غش اوگیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی پہلو مین لیے بیٹھی ہے یہ کہتا ہوا زمین پر آیا گولہ مارا گولہ قریب رستم کے پھٹکر زمین پر گرا رستم تیغۂ ہفت جوہر لیکر اُٹھے جالینوس نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی بہت گھبرایا ماہی سحر و نہنگ بحری حیرت دیکھ رہی ہین کہ جالینوس تڑپ کر گرا دونون کو پنجے مین دبا کے یہ کہکے لے اُڑا کہ اب ماہی سحر سے دور رستم سے ملاقات نہ ہوگی ایسے مقام پر لیجا کر اسکو بند کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرجائے مین تو خود اسیر عاشق ہون یہ نہ سمجھی کہ مین اسیر مرتا تھا اب حال عشق وعاشقی کا کھلیگا رستم نے کمان کیانی دوش سے لی بحر کمان مین تیر پیوست کیا تیر جب مارا کہ جالینوس بلند ہو چکا تھا اسنے سحر کیا کہ تیر جلکر گر گئی تیر رستم نے مارے مگر جالینوس نکل گیا رستم سمک کو لیے ہوے رنجیدہ باغ سے نکلے لشکر مین آئے جہلال و آفتاب نے پوچھا حضور کو زیادہ مکدر پاتے ہین ملازمان جانباز گھبراتے ہین رستم نے کہا کیا بیان کرین کہ کس بلا مین جا کر پھنسے ہمپر تو عجب معرکہ گذرا کہ جسکو کہہ نہین سکتے سردارون نے عرض کی حضور کیا معرکہ گذرا رستم نے حال ماہی سحر کا بیان کیا سردارون نے دیکھا سمک بھی بہت بیقرار ہے کہتا ہے نہین معلوم نہنگ بحری پر کیا گذری یہ کہکے اُٹھا کہا حضور تامل فرمائین غلام پتہ لگاتا ہے لیکن جالینوس جو لیکر چلا خیال مین تھا

کہ پاس محیط جادو کے پہونچ جاؤن پھر سوچا کہ ایسا نہو محیط قتل کر ڈالے تو مین وصل سے محروم رہونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ میری قبضہ مین رہے یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ مین ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے غنچے چٹک رہے ہین پھول کھلے ہوے ہین نخل سرسبز و شاداب جوانان چمن اکڑ رہے ہین عروسان چمن کو پہلوے معشوق نصیب صیاد و گلچین بے نصیب بلبل خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی اس باغ کو دیکھکر جالینوس شگفتہ ہوگیا سوچا کہ اسی باغ مین رہون ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا باغ مین اُترا چبوترہ جو وسط مین تھا اُسپر سحر سے فرش بچھوایا سحر کیا چند کنیزین حاضر ہوئین مسند پر آکے بیٹھا کنیزون سے کہا قفس سامنے لاؤ دونون قفس سامنے رکھکر بسنت سمجھانے لگا کہتا تھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میرا کہنا قبول کرو وصل سے شاد ہون تمھاری بھی جان بچے اب یہان پر وہ تمھارے چاہنے والے کیونکر آئینگے غیر مقام پر مین آکے اُتر پڑا ہون ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے جب جالینوس ستمگر کو کلام سخت کہتا ہے تب ملکہ بیقرار ہو جاتی ہی جواب دیتی ہی ای ملعون اُنھون نے تیر کیا لیا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر جو تیرے دلمین آرزو ہی دل ہی مین رہیگی کبھی مطلب اصلی حاصل نہوگا جالینوس نے دونون قفس سامنے درخت مین لٹکوا دیے خود شراب خواری مین مصروف ہوا پہر رات گذری تھی کہ ناگاہ اس باغ کی گل پیرہن جو شکار کھیل کر پلٹی دیکھا باغ مین روشنی ہو رہی ہی ایک ساحر سیہ فام مسند پر بیٹھا شراب خواری کر رہا ہی دو قفس درخت مین لٹک رہے ہین جالینوس کو دیکھکر جل گئی دلمین کہتی ہی یہ سیہ کار تو یون بیٹھا ہی جیسے کوئی اپنے گھر مین بیٹھتا ہی کیا دل مین سمجھا جو میرے باغ پر قبضہ کیا زمین پر اُتری پکار کر آواز دی او سیہ کار تو کون ہی کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہان سے نکلجا تو بہتر ہو جالینوس نے کہا آؤ صاحب تم بھی بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم آکے بیٹھ گئے تمھارا کیا نقصان ہوگیا گل پیرہن نے کہا نکلجاؤ یہان سے ورنہ بہت پریشان ہوگے یہ کہکے اسنے گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا برق کڑک کر گل پیرہن پر گری کہ سر گل پیرہن کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اُٹھا کہ اسکو گرفتار کرکے وصل حاصل کرون ماہی سحر جالیگی شرمائے گی تب میرے قابو مین آئیگی آخر گل پیرہن جالینوس کے خوف سے بھاگی جنگل مین آکر زخم باندھا حیران کھڑی ہی کہ کیا تدبیر کرون باغ ہاتھ سے جاتا ہی افسوس کچھ نہوسکا

وہ تو ساحر زبردست ہی سحر مین مجھپر غالب آیا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار قطوے لگائے ہوے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہ رہا ہی زیر نخل خاموش کھڑی ہی عیار قریب آیا پوچھا تمھارا کیا نام ہی ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے باغ پر میرے قبضہ کیا مین نے چاہا اُسکو نکالدون اُسنے سحر کرکے مجھے زخمی کیا عیار نے پوچھا وہ ساحر کون ہی ساحرہ نے کہا مین نام نہین جانتی لیکن دو قفس معشوقان پریچہرہ کے لٹک رہے ہین اُنکو محبت دیکھ رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی اُنپر عاشق ہی چاہتا ہی اُنکو قبضے مین کرون عیار نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑے عرصہ مین باغ تمھارا خالی کرائے دیتا ہون ساحرہ یہ سُنکر خوش ہوگئی کہا اے عیار اپنے نام سے آگاہ کر کہ تو کون ہی کس فکر مین نکلا ہی کہان جاتا ہی اور کہان سے آتا ہی عیار نے کہا مین طلسم کشا کا عیار ہون فکر ماہی سحر مین نکلا ہون دیکھو تمھاری شکل بنکر جاتا ہون یہ کہکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اُسی کی شکل بنا گل پیرہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا حیران ہوگئی کہا اے عیار اب تو میری مان بھی تجھکو نہین پہچان سکتی کسی خال و خط مین فرق نہین عیار نے کہا دیکھو مین کیا کرتا ہون گل پیرہن کی شکل بنا ہوا باغ مین آیا جالینوس نے جو گل پیرہن کو دیکھا آواز دی کیون اے نازنین اب شر سے باز آئی ایک سحر مین دو ٹکڑے کردونگا عیار نے جواب دیا کہ ساحر مین تیری مطیع ہون جو کہو وہ بجالاؤن تیرے حکم سے باہر نہونگی تیری اطاعت مین رہونگی اگر تو نے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہین تو بھی اسی باغ مین رہ مجکو بھی جگہ دے مین ہمیشہ اس باغ کی رہنے والی ہون اب آخر کہان جاؤن خیر مجکو ایک وارث ہی بہم ہوا ایسا نہو باغ بالکل ہاتھ سے جاتا رہے جالینوس نے بلا لیا عیار قاعدے سے بیٹھا کہا صاحب یہ جو گانیوالیان گا رہی ہین انکو سُر مین تو بالکل دخل نہین ہی اگر کہو تو مین گانا سُناؤن یہ کہکے باجا اُٹھایا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بیقرار ہوگیا کہا اے گل پیرہن تم تو کمال رکھتی ہو مین نے کبھی ایسا گانا نہین سُنا تھا تمنے تو دل بیتاب کر دیا جی چاہتا ہی کہ تم اب خاموش نہو آگاہ ہو کہ مین بھیجا ہوا خداوند ہفت پیکر کا ہون حکم ہی خداوندکا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤ مین گرفتار کر لایا تھا یہ ظالم جو قفس مین بند ہی اسطرح آکے مجکو سمجھایا کہ مین اسکے فریب مین آگیا طلسم کشا نے رہائی پائی اُسنے جوش محبت مین اپنے باغ مین بلا لیا ہرکارون نے مجکو خبر دی

مین غصے مین جا پڑا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونون کو لے بھاگا طلسم کشا کے پہلو مین یہ بیٹھی تھی اسکو اٹھا لایا یہان آکر پہونچا یہ باغ پسند آیا سوچا کہ یہ غیر مقام ہی آرام ملیگا تمنے آکے ستایا مجھے غصہ آیا اب وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اپنی معشوقہ بناونگا باغ کو آباد کرونگا ہزارہا لونڈیان یہان موجود رہینگی اسنے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہین مجھے کیونکر منظور فرماییے گا جالینوس نے کہا اول تو تو خوبصورت ہی دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہی کہ مین اس ظالم کو جلاؤن تیرے ساتھ مزے اڑاؤن عیار نے سر جھکا کر کہا قدرت کو منظور ہوا کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس نے کہا اگر یہ قبول بھی کریگی تو بھی تیرا مرتبہ سب سے زیادہ رہیگا معشوقۂ خاص لقب دونگا جسقدر ملازم ہین سب تیری خدمت مین رہینگے عیار نے اور دو چار شعر گا کر کہا صاحب تمھارے گلے مین جو یہ پتلے فولادی پڑے ہین مجھے انسے ڈر معلوم ہوتا ہی جو مجھسے صحبت منظور ہی تو انکو اپنے جسم سے الگ کرو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہین عیار نے کہا اگر مجھسے خوف جان ہی تو صحبت مین اپنی جگہ نہ دو مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ مین بدنصیب ہون جیسے کہ میرا شوہر ایک جلشن کو لیکر بیٹھ رہا جیسے تنہا تڑپتی ہون تم بھی نہین معلوم کیونکر پیش آؤ آخر ظاہر ہوا کہ تمکو مجھسے جان کا خوف ہی یہ کہکے رونا شروع کیا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی اب تو جالینوس بیتاب ہوگیا آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگا کہا اے گل پیرہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہوگیا اب مین ان سب چیزون کو جسم سے جدا کرتا ہون تو آکر پہلو مین بیٹھ سب پتلے کھولکر جالینوس نے الگ کیے ابتو سمک نے بڑی خوشی کی اور جام لبریز کرکے اسکے لبون سے لگا دیا جالینوس پی گیا اب اسنے وہ وہ شعر گائے کہ جالینوس بیقرار ہوگیا چاہا گود مین لون عیار دور جا بیٹھا وہان سے اشارہ کر رہا ہی کہ مجکو گود مین لیجاؤ جالینوس بلبلا کے اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا جھپٹکر سمک نے خنجر مارا جالینوس کا شکم چاک قصہ پاک سمک نے دونون قفس درخت سے اتارے ملکہ کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی قضاے کار محیط جادو اپنے دربار مین بیٹھی تھی گلدستہ جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا جلا محیط نے کہا ارے کسی نے جالینوس کو مارا وہ تو ایک بلاے روزگار تھا اسکو کسنے مارا اب اوراق جمشیدی نکالکر پڑھے منھ پیٹ لیا کہا باغ گل پیرہن مین جالینوس مارا گیا کوئی ایسا تیز پر ہی کہ اپنے کو باغ گل پیرہن مین بہت جلد پہونچا

ہی

قاتل کو گرفتار کر لائے اور ماہی سحر کی ذات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز پر یہ کہکر اُٹھا کہ غلام ابھی لاتا ہی یہ کہکے چلا اُسوقت پہونچا کہ سمک نے ماہی سحر کو اور نہنگ بحری کو قفس سے نکالا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب تیز پر او بیحیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگی ماہی سحر نے گولہ مارا عقاب نے گولہ کاٹا صدہا طائر گولے سے نکلے سمک تو بھاگ کر ایک غار مین چھپا ماہی سحر کو اُن طائرون نے گھیر لیا کوئی منقار مارتا ہی کوئی پرون سے ہلاک کرتا ہی ہرچند ماہی سحر نے اپنے کو بچایا مگر طائرون نے پیچھا نہ چھوڑا نہنگ بحری نے جو اپنے مالک کو طائرون مین پھنسا پایا تڑپ کے گری ایک طائر کا سر کاٹا اُس طائر کے سر کٹتے ہی قطرات خون جو اُسکے زمین پہ گرے اُتنے ہی طائر اور پیدا ہوے اُن طائرون نے دونون کو گھیر لیا منقارون سے بدن کو نوچ ڈالا گھیر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونون کی زبان مین سوزن دی اور گرفتار کر کے لے بھاگا کہتا تھا تم ہی دونون نے ملکر اتنے بڑے ساحر کو قتل کرایا سمک نے جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر دونون کو چلا تو غار سے نکلا زیر سایۂ عقاب چلا دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ جہان یہ اُترے مین بھی پہونچون جان اپنی لگا دون مگر معشوق کو رہا کرون عقاب اُڑا ہوا جاتا تھا کہ گانے کی آواز اُسکے کان مین آئی دیکھا کہ ایک نازنین ایک قصر مین بیٹھی ہی گرد کنیزین صحبت رقص و سرود آراستہ گاتا ہو رہا ہی عقاب اس نازنین کے دیکھتے ہی بیقرار ہوا آسمان سے اُترا سمک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر مین اُترا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام دو عورتون کو بغل مین دبائے ہوے آسمان سے اُترا ہوا آتا ہی پریشان ہو گئی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی جو اس طرح میرے مکان مین چلا آیا عقاب نے کہا مین مصاحب ملکہ محیط جادو ہون نازنین نے جواب دیا کہ محیط نے تمکو کیا حکم دیدیا ہی جہان جا ہو چلے جاؤ تم کیا بی محیط سب کی حاکم ہین خداوند ہفت پیکر کو سب کا خیال ہی اُنکے بندے ہین بی محیط کون ہین عقاب نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرینگے پھر چلے جائینگے اُسوقت اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیا زبردستی ہی ہم اپنی صحبت مین غیر کا آنا پسند نہین کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہو گی تو وہ بہت آزردہ ہونگے عقاب نے پوچھا تمھارے شوہر کا کیا نام ہی نازنین نے جواب دیا کہ موسیقیا جادو اور میرا جلترنگ جادو نام ہی عقاب نے نہ مانا آکر بیٹھ گیا اُس نازنین نے

پوچھا یہ دونون عورتین کون ہین کہا انکا حال مین نہین جانتا محیط نے کہا گرفتار کر لاؤ مین جا کے پکڑ لایا۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آندھی اٹھی جلترنگ نے کہا اب بھاگو شوہر میرا آتا ہی بڑا بدمزاج ہی آتش قہر و غضب مین تمکو پھونک دیگا اور مجھپر غصہ کریگا کہ اپنے مکان مین غیر کو کیون جگہ دی تو مین کیا جواب دونگی عقاب نے کہا اس سرحد مین رہتا ہی تو محیط کا خراج گزار ہوگا ضرور ہمکو مانیگا جلترنگ نے کہا تو مان تیرا کام جانے ہمنے سمجھا دیا یکایک وہ آندھی موقوف ہوئی سمک بھی ایک کنیز کی شکل بنکر پہونچا ہی سینہ ابھارے کھڑا ہی کہ عقاب نے دیکھا ایک ساحر اژدہے پر سوار ماران سیاہ بانہون مین لپیٹے ہوے نہایت کریہ منظر اژدر سے کودا کوڑا مار آتشین کا ہاتھ مین تھا پہلے زوجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیون ری یہ تیرا کون ہی اور یہان آنے کا کیا سبب ایک کنیز نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا ای شہنشاہ ملکہ نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اب شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا او روسیاہ تو ہمارے گھر مین کیون آیا زوجہ نے ہماری منع بھی کیا مگر تونے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا مین محیط کا مصاحب ہون اسنے جواب دیا مین نہین جانتا کہ محیط کون ہو تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہی تو یہان سے نکل جا اگر تامل کریگا تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا عقاب نے کہا مجکو تو سمجھا کیا ہی ابھی آگ لگا دونگا زوجہ تیری مجکو پسند آئی ہی اسپر قبضہ کرونگا یہ سنکر موسیقار نے جھلا کے کوڑا مارا کہ عقاب ہاپ گیا اب تو اسنے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب جب ارادہ کرتا ہی اٹھون موسیقار کوڑا مارتا ہی آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون چلو مین لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکون کہ موسیقار نے گنگنا کے دیپک کی تان لگا دی شعلہ منہ سے نکلا عقاب پر گرا عقاب نے خون دیکر اپنے کو بچایا سمک نے جو دیکھا کہ دونون جنگ مین مصروف ہین ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ بحری بھی زبان سے سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملکہ سے کہا آپ جائین شاید سمک پر کوئی افتاد پڑے تو مین کمک کو موجود رہون ملکہ تو نکل گئین نہنگ بحری آسمان پر لہرا رہی ہی ایک مقام پر جو موسیقار نے دیپک کی تان ماری بقول حقیر فرد تونے وقت رقص دیپک کی لگائی جبکہ تان + بجھ گئے عشاق سارے شعلۂ آواز سے + موسیقار کا یہی سحر ہی کہ شعلہ اسکے منہ سے نکلا اور حریف جلنے لگا عقاب نے

لاکھ روکا مگر شعلہ سر پہ گرا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب تیز پرواز بود محیط نے بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی محیط نے کہا غضب ہوا کسی نے عقاب کو مارا بھائی اسکا جلباب جادو بیقرار ہوکر اٹھا کہا حضور کہان جاکر خبر لون محیط بولی باغ موسیقار مین یہ معرکہ گذرا جلباب بقہر و غضب تمام چلا یہان وہ وقت ہو کہ عقاب مارا گیا موسیقار نے حکم دیا لاشہ اس بیحیا کا باہر پھینکدو لاشہ عقاب کا باہر پھینکدیا گیا اب زوجہ کو پہلو مین لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزین حاضر ہین سمک بھی بشکل کنیز دربار مین حاضر ہو ہر مرتبہ چمک چمک کے سامنے موسیقار کے آتا ہو ناز و کرشمے دکھاتا ہو کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ منم جلباب جادو کسنے میرے بھائی کو مارا ابھی بدلہ لونگا موسیقار نے کہا جلباب ذرا ہوش مین آ کس سے بدلہ لیگا مین نے تیرے بھائی کو مارا میرے گھر مین گھس آیا میری زوجہ پر اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا اسوجہ سے مارا گیا جلباب نے چاہا اسکی کمر مین پنجہ دیکے اڑون کہ موسیقار نے پھر گنگنا کے تان ماری شعلہ منھ سے نکلا جلباب شعلے کو دیکھکر بھاگا موسیقار ہر چند للکارا مگر جلباب نہ ٹھہرا بھاگ کر پاس محیط جادو کے پہونچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب تان لگاتا ہو منھ سے شعلہ نکلتا ہو کہ وہ حریف کو جلا دیتا ہو مین شعلہ کو دیکھکر بھاگا محیط نے کہا مین ابھی موسیقار کو بلواتی ہون یہ کہکے آواز دی اری شعلۂ شعبدہ باز کہان ہو کہ ایک ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ او شعلۂ شعبدہ باز جلد جا اور موسیقار کو لا یہ سنکر شعلہ بھڑک کر جلی موسیقار جلترنگ سے کہ رہا ہو اب محیط کو خبر ہو گئی وہ اب بلائیگی یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا کہا لو شعلۂ شعبدہ باز آتی ہو وہ مجکو لیجائیگی بیشک محیط آفت برپا کریگی جلد بارگاہ محفوظ نکالو جلترنگ نے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزین ایک بارگاہ لیکر آئین کہا اس بارگاہ کو بیرون باغ استادہ کرو کنیزون نے بارگاہ استادہ کی اس بارگاہ مین موسیقار آ بیٹھا کنیزین صف باندھکر کھڑی ہوئین شعلۂ شعبدہ باز جو آکر پہونچی تو اسنے دیکھا کہ کنیزین صف باندھے کھڑی ہین اور بارگاہ محفوظ مین موسیقار بیٹھا ہو پکار کر آواز دی او شعلہ آ تو اس بارگاہ مین تو قدم رکھو شعلہ نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی تھرا کے بھاگی جاکے محیط سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ مین بیٹھا ہو وہان مین جاتی تو جل جاتی محیط نے کہا موسیقار کو بڑا گھمنڈ ہو او شعلہ فوج لیکر

جاؤ اور اُس بیچیا کو لاؤ شعلہ نے آواز دی بیس ہزار ساحر جمع ہوے اسباب سحر سے آراستہ ہی سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا لو اب شعلہ فوج لیکر آئی ہو مگر مین پا محیط کے نہ جاؤنگا کہ دور سے دیکھا علمہاے زنگاری کے پھرہرے کھلے ہوے شعلہ شعبدہ با ایک تخت پر سوار زور شور سے آکے پہونچی بارگاہ استادکرائی فوج بھی اُتری موسیقار نے زوجہ کو حکم دیا اپنی کل فوج جمع کرو اسنے اُسی وقت باغ مین آکر آواز دی ہر گوشہ سے فوجین نکلنا شروع ہوئین تھوڑے سے عرصہ مین چالیس ہزار ساحران غدار سحر و ساحری سے تیار ہو کے سامنے حاضر ہوے موسیقار نے حکم دیا صفین باندھو شعلہ نے طبل جنگی بجوایا موسیقار کو خبر پہونچی یہان اسنے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین سمک ماہی سحر و نہنگ بحری کو لیکر اپنے لشکر مین پہونچا ملکہ رستم کو لیکر اپنے قلعہ مین آئی شاہزادے نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا باغ مین ایک قصر تھا برنگ سبز ملکہ نے کنجی اُسکی نکال کر شاہزادے کو دی کہا اس قصر کو کھولیے اسمین چند پتلیان ہین اُنسے احکام پوچھیے شاہزادے نے کنجی لیکر قصر کو کھولا اندر آئے دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہے اُسپر سات پتلیان سبز کھڑی ہین شاہزادے کو پتلیون نے سلام کیا کہا اے طلسم کشاے ہفت پیکر تشریف لایئے آپکو مناسب ہے کہ عیار کو لیکر باغ موسیقار پر جایئے اُس سے اور شعلہ شعبدہ باز سے مقابلہ ہے اُن دونون کی قضا آپکے ہاتھ سے ہے جلد مع لشکر اپنے کو پہونچایئے تبکے خدا نے یہ انقلاب کیا کہ آپس مین مقابلہ پڑا اسی وجہ مین آپکی رسائی تا محیط ہوگی ہم جو عرض کرین اُسپر آپ پابند ہون تو لوح کا پتہ ملیگا جب تک لوح نہ پایئے گا پریشان رہیے گا جسدن لوح ملی ہفت پیکر بھاگ کر طلسم ہفت پیکر مین جائیگا اُسی کے تعاقب مین آپکا داخلہ ہوگا ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر و مقام وسیع ہے کہ سالہا سال مین مرحلجات طے ہونگے لیکن آپکے بزرگ ایسے اقبالمند ہین کہ سب مرحلے جلد طے کر لینگے رستم یہ احکام سنکر بیرون قصر آئے ملکہ سے سب بیان کیا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا شاہزادے پشت مرکب پر سوار ہوے عیار کو ہمراہ لیا گھوڑا اُڑا کر چلے یہان رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلہ شعبدہ باز تخت سحر پر سوار میدان مین آئی موسیقار کو پکار رہی ہے اسکا ارادہ ہے کہ جاکر شعلہ سے مقابلہ کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام میدان تاریک ہوگیا موسیقار دیکھنے لگا ناگاہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا رستم آگے آگے

پیچھے

ماہی سحر ایک طاؤس پر سوار عقب مین رستم کے آتی ہی نہنگ بحری سمک کی پشت پر کہتی ہوئی ای چھتر والا گہر جب شعلہ شکست کہا کے بہاگے تو اپنے کو ساتھ اس لشکر کے مقام محیط کے پہونچاتا اگر وہان پہونچ گئے اور کمیل جادو کو آتے ہوے دیکھا اُس سے ایسا رسم پیدا کرو کہ وہ اپنے مکان پر لیجاے مقام لوح دیکھ آؤ یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ جو تم کہتی ہو یہی ہوگا یہان شعلہ سلحشوری کر رہی ہی کہ شاہزادے گھوڑا اڑاتے ہوے اسکے سامنے آگئے شعلہ نے آواز دی تو کون ہی جو میرے مقابلے مین آیا ہی مین تو موسیقار کی طالب ہون شاہزادے نے کہا قابض ارواح کافران برباد کن ساحران مغرور و متکبر فاتح طلسم ہفت پیکر شعلہ پرحیلہ یہ سنکر کانپ گئی مگر سحر کرکے اسنے پانی برسایا تلوارین شاہزادے پر گرائین بڑی کوشش کی مگر کسی سحر نے تاثیر نکی رستم نے تیغ ہفت جوہر کو نیام سے کھینچا چمک اسکی دیکھکر شعلہ گھبرائی ساحرون سے کہا بلوہ کر دو اسکو گرفتار کرلو بیس ہزار ساحر شاہزادے پر آپڑے یہ ساحرون پر جا گرے تلوار چلنے لگی ساحر سحر کرنے لگے سحر اُلٹے پلٹنے لگے ساحرون کے سینون پر پڑنے لگے کئی سو ساحر جو مر کر گرے شعلہ نے آواز دی ارے سحر نہ کرو نیزہ و تلوار سے مار لو ساحر نیزہ و تلوار لیکر دوڑے شاہزادہ ایک ہی نہنگ دریاے جرأت ہی کب اُنکی سپکا خیال مین لاتا ہی جسنے نیزے کو اُٹھایا سنان نیزہ کو اُڑا دیا برابر آکے ساحر کو مارا کئی ہزار ساحر جب ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے تو شعلہ شعبدہ باز صحراے محیط کی طرف بھاگی — ماہی سحر نے رستم کو روکا نہنگ بحری نے سماک کو اشارہ کیا اسنے فوراً رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر مفلوک کی صورت بنکر ہمراہ شعلہ کے ہو لیا نہنگ بحری بھی ہمراہ ہی تین دن مین شعلہ شکست خوردہ قریب قصر محیط کے پہونچی لشکر کو باہر چھوڑا آپ خدمت مین محیط کی چلی کنیز نے بڑھکر عرض کی لونڈی بھی ساتھ چلیگی مالک کے جمال کو دیکھیگی شاید کوئی صورت فتح کی نکل آئے شعلہ نے اُس کنیز کو ساتھ لے لیا دروازے پر قصر محیط کے آئی دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی ہی اُسنے شعلہ کو سلام کیا یہ متوجہ نہ ہوئی اُس ساحرہ نے اسکا ہاتھ تھاما کہا مین بھی ساتھ چلون یہ دونون کو ساتھ لیے ہوے اندر قصر کے آئی محیط نے جو شعلہ کو دیکھا پوچھا موسیقار کو لائی کہا حضور عین وقت پر طلسم کشا آگئے اُنکے ہاتھ سے

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہان سے شکست کھا کے بھاگی ان کنیزون سے پوچھیے انھین کے سامنے مقابلہ پڑا مین نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پر ہاتھ نہ پڑا اُسنے سرمیدان شکست مجکو دی آخر مین زخمی ہوکر بھاگی ایک کنیز جھک کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی حضور اُسکا اقبال بلند ہی جری ایسا کہ بیس ہزار ساحرون سے اکیلا لڑا اور سب کو ہزیمت دی اب وہ موسیقار پر دھاوڈا لیگا اس طرح اس کنیز نے باتین کین کہ محیط نے کہا اے شعلہ یہ کنیز تیری نہایت سلیقہ دار معلوم ہوتی ہی ہمارے پاس رہے تو بہتر ہی شعلہ نے کہا حضور یہ دونون کنیزین نہایت معقول ہین خدمت حضور مین رہین تو بہتر ہی محیط نے دونون کو ساتھ لیا کہا اے شعلہ ٹھہرو ہم اور تدبیر کرینگے شعلہ باہر جاکر ٹھہری محیط نے شب کو جلسہ آراستہ کیا کنیزون سے پوچھا تمکو کچھ گانے مین بھی دخل ہی ایک کنیز نے عرض کی واری مین نے لاکھون روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا یہ کہکے سامنے آکر بیٹھی سازندون نے ساز درست کیے اسنے گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام ہی اسنے عرض کی مجکو گلگونہ کہتے ہین آپ کی سرکار مین مدت سے ہون مگر حضور کا کبھی سامنا نہین ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئین اب مین چاہتی ہون کہ آٹھ پہر خدمت مین رہون طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تدبیر بتاؤن گی اگر مین دربار طلسم کشا مین جاؤن تو گا کر اُنکو راضی کرون بی شعلہ نے ناحق شکست کھائی محیط نے کہا اے گلگونہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب کنیزین رشک کرین کنیز نے عرض کی واری بی کمیل نہین آئین کہ اُنسے پوچھا جاتا کہ لوح ایسے مقام پر ہی کہ جہان طلسم کشا نہ جا سکے محیط نے کہا منگل کو بی کمیل آئینگی اور جہان لوح ہی وہان طلسم کشا تو کیا طائر وہم وگمان بھی اُڑکا نہ جا سکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اُسکے مقام تک پہونچنا دشوار ہی وہ دن اور وہ شب تو بسر ہوئی بروز منگل شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ کو سامنے بٹھایا پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ سر جھاڑ منھ پہاڑ تخت اُڑاتی ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز واکرام کیا کہا اے کمیل تمنے سنا کہ طلسم مین کیا ہنگامہ ہی اپنے بیگانے ہوئے میان موسیقار ہمسے بگڑے بیٹھے ہین ہمارے بلانے سے

پہنچے

نہین آتے طلسم کشا اُنکے مقابلے مین اُترے ہین مگر گلگونہ کا گانا سنو دیکھو اسنے کیا کمال پیدا کیا ہی لوح کی تو حفاظت ہو یہ تو مجال نہین کہ طلسم کشا وہانتک جاے اور لوح پر دست انداز ہو کمیل نے کہا ای محیط اگر خداوند ہفت پیکر قصد کرین کہ لوح لیلون تو وہ بھی وہانتک نہ جا سکین اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمھاری محفل مین ہو محیط خاموش ہو رہی گلگونہ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سازندون کو حکم ہوا ساز درست ہوے گلگونہ نے اشعار عاشقانہ محیط کے روبرو اس طرح گائے کہ محیط بہت خوش ہوئی کمیل نے بڑی تعریفین کین کہا ای محیط اگر تمھارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گلگونہ کو ہمارے ساتھ کردو کہ اسکو اپنے مقام پر لیجائین محیط نے کہا کیا مضائقہ کمیل اپنے مقام سے اُٹھی گلگونہ کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف آسمان کے چلی دوسری کنیز یہ کہکر ساتھ ہوئی کہ مین گلگونہ سے لمحہ بھر جدا نہین ہوتی کمیل نے اُسے بھی تخت پر بٹھا لیا گلگونہ یعنے سمک دوسری کنیز یعنے نہنگ بحری دونون ساتھ کمیل کے تخت پر سوار ہولین تخت اسقدر بلند ہوا کہ انسان کی آواز نہین آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہو اُسمین کمیل آکر داخل ہوئی انیسین جلیسین دوڑی ہوئی آئین تخت سے کمیل جادہ کو اُتارا کمیل نے اُترتے ہی حکم دیا کہ جلسہ آراستہ ہو وہ گانا آج ہو گا جو کبھی نہ سُنا ہو گا کنیزون نے جلسہ آراستہ کیا کمیل مسند پر آکے بیٹھی کہا ہان ای گلگونہ تمھاری آواز دل مین سوراخ کرتی ہی کچھ گانا شروع کرو گلگونہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے۔

نظم

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آج کی رات
ضبط تجھسے نہ ہوا آخر کار آج کی رات

ہول آتا ہو سیاہی سے شب فرقت کی
گور تاریک سے ہی تیرہ و تار آج کی رات

شب آئندہ پہ موقوف رہا وعدہ وصل
دیکھیے کٹتی ہی کیونکر دل زار آج کی رات

خواب غفلت مین بھی ای یار رہا تیرا خیال
نیند مین تجھکو پکارا کئی بار آج کی رات

اے جنون مشغلۂ عالم تنہائی ہے
گن ہمارے تو گریبان کے تار آج کی رات

دل جگر آتش فرقت نے جلائے ای زار
ساتھ ہر نالے کے اُڑتے ہین شرار آج کی رات

کمیل بہت خوش ہوئی کہا ای گلگونہ کیا کہنا گلگونہ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے ابھی جو

کنیز حاضر ہوگی تو کئی دن خدمت مین رہیگی مگر کیون حضور یہ پہلو مین جو قصر ہی اسمین کیون قفل لگا ہی کمیل نے کہا اے گلگونہ حقیقت مین تم اس رنگ مین گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو گلگونہ نے کہا واری اس قصر کا حال بتائیے کمیل نے کہا اے گلگونہ یہ بات کہنے کی نہین ہی اس مکان مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسمین ایک تختۂ سنگ رکھا ہی اسپر سو گلدستہ ایکرنگ کے رکھے ہین جب طلسم کشا اسکے قریب آئیگا تو جس گلدستہ مین لوح ہی وہ شگفتہ ہو جائیگا ہر غنچہ اشارے کرکے طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ ڈالیگا تو اسی گلدستہ پر ہاتھ پڑیگا جس گلدستہ مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسی لیے مین نے سکونت اپنی دنیا سے کنارے کرلی باغ مکانات سب ترک کیے اس مقام پر رہتی ہون میرے بزرگون کے وقت سے یہ خدمت لوح سپرد ہی آج نئے آدمیون مین تم یہان آئین گلگونہ نے کہا واری حقیقت مین یہان کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی ایکی مرتبہ جو مین آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤن گی وہ کیا خوب ساز بجاتے ہین بہ سبب انکے ہونے کے میرا گانا آدھا ہی وہ ساز بجائین اور مین گاؤن کیا عجب ہی کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاہد نو عروس شریک صحبت ہو اور مجھسے فرمایش کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گانا تاثیر دار ہی مین آجتک کبھی اپنے بھائی کو صحبت مین بی محیط کی بھی نہین لائی وہ ایک آوارہ مزاج ہین مگر حال لوح سنکر مشتاق ہون ذرا امیدوار ہون کہ مجھے دکھا دیجیے کمیل نے کہا اے گلگونہ آجکل طلسم مین انقلاب ہی مین آٹھوین روز زمین پر جاتی ہون اکیلی اور اکیلی پلٹ آتی ہون آج تمکو بخاطر محیط لائی بھائی کا تمہارے آنا بہتر نہین ہم تمکو البتہ ہر مہینے مین بلایا کرینگے گلگونہ نے کہا واری مین بھائی کو لے کے درۂ کوہ دخان پر ٹھہرونگی آپ دونون کو اٹھا لائیے گا اسی قصر مین ہو بجائیے گا ایسے لطف سے آپکی خدمتگزاری کرون کہ آپ بہت راضی ہون کمیل نے کہا اے گلگونہ مین محیط کے خلاف کوئی کام نہ کرونگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی ایسا گانا نہ سنا ہوگا کمیل نے کہا اب رخصت ہو جاؤ کوہ دخان پر ٹھہرنا مین محیط سے صلاح کرونگی اگر انکی رائے ہوگی تو اٹھا لاؤنگی ورنہ تمکو بھی اب نہ لاؤنگی یہ چند کنیزین اور بیٹی میری شہرت مرصع پوش اس مکان مین رہتی ہی برسون زمین کی طرف نہین جاتی اسی قصر مین رہتی ہی اب تم رخصت ہو میرا دل دھڑکتا ہی گلگونہ نے کہا مجکو تو

کوہ دخان کے پہونچا دیجیے مین اپنے بھائی سے جاکر ملون اور اُس سے یہان کا حال کہون بھائی صاحب آنا قبول نہ کرینگے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا کمیل اُسی وقت ان دونون کنیزون کو لیکر برابر کوہ دخان کے پہونچی وہان ان دونون کو اُتارا وہین کا گلگونہ نے وعدہ کیا کہ جب ہمکو تلاش کروگی یہین پاؤگی سمک و نہنگ بحری رستم کی طرف چلے اور کمیل محیط کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اُس کنیز نے تو ایسا گانا سُنایا کہ کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر اے ملکہ عالم جب تک گلگونہ صحبت مین رہی دل کانپا کیا محیط نے کہا یہی میری بھی کیفیت تھی رات کو روتے روتے جو سوئی تو خداوند کو خواب مین دیکھا فرماتے تھے گلگونہ سے اپنے کو بچاتا اے کمیل اب ایک کام کرو خورشید روشن چراغ کے گھر جاؤ وہان جاکر پوجا پاٹ کرو شیرینی وغیرہ یہان سے لیجاؤ دو چار روپے بھی پاس رکھ لو طرف سے خداوند ہفت پیکر کی کہو اے خورشید روشن چراغ اب لوح پر کیا گذریگی اور یہ کنیز کون ہے سب حال معلوم ہوجائیگا یہ سنکے کمیل اُڑتی ہوئی کوہ فرہادکش پر پہونچی یہ پہاڑ انتہا کا بلند ہے ایک قصر اسکے وسط مین تھا قفل اُسمین دیا تھا اسنے پکار کر آواز دی اے خورشید روشن چراغ کنجی عطا فرمائیے یکایک آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی نیر اعظم سے ایک زنجیر لٹکی اُس زنجیر مین ایک کنجی بندھی تھی وہ کنجی کمیل نے کھولی قفل کھولا اندر آکے دیکھا سارے مکان مین سناٹا پڑا ہے ایک گوشے مین چراغ روشن ضو اُسکی سارے قصر کو روشن کر رہی ہے کمیل جاکر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی اے خورشید طلسمی اب لوح پر کیا گذریگی چراغ کی ضو مین تیزی ہوئی ایک چہرہ ثابت ہوا آواز آئی اے کمیل یہ سال آخر طلسم ہے طلسم کشا مؤید من اللہ ہے ہر چند کہ بانیان طلسم نے لوح ایسے مقام پر رکھی ہے کہ کم نگہبان ہو آجتک صورت لوح کی نہین دیکھی مگر طلسم کشا کو لوح ملیگی اور وہ گلگونہ جو گائن تھی یہ عیارہ طلسم کشا کا تھا مقام لوح دیکھ گیا یہی لوگ طلسم کشا کو بالائے قصر معلق پہونچا دینگے جب طلسم کشا لوح پائیگا اُسدن بڑا ہنگامہ ہوگا کل اہل طلسم کو خبر ہوجائیگی اپنے اپنے مقام پر سب انتظام کرینگے مگر کوئی انتظام نہ چلیگا جو فکر ہوسکے وہ کرو اور یہان تحقیق کرنے بھیجا کمیل نے کہا محیط نے پتہ دیا کہ کوہ فرہاد پر جاؤ اب چاہا کمیل نے اور کچھ پوچھون کہ ایک دھماکا ہوا وہ چہرہ جلکر خاک ہوا آواز آئی اے کمیل مکان سے نکلجا ایسا نہو تو بھی جل جائے کتنی ہی برس سے یہ چراغ روشن تھا تیرے

آنے سے گل ہوا کمیل گھبرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزارہا طائر اُڑ رہے ہین پکار رہے ہین ای کمیل یہان کیون آئی کوچۂ عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہی اہل طلسم کی ناشادی ہی ایک طائر نے پکار کر آواز دی ای کمیل یہ شعبدے بھی دیکھ لو ذرا یہ اشعار سُن لو۔ نظم

میکدون مین کرتے ہین گر رندمی آ شام رقص
مسجدون مین کرتے ہین زاہد بھی صبح و شام رقص
کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو
سیکھتا ہی اسلیے وہ سرو گل اندام رقص
مردے جی اُٹھتے ہین زندے گلے کو پیٹتے ہین جن کا
حشر کرتا ہی بپا تیرا بت خودکام رقص
صبح سے لے صبح تک رقصان ہی وہ بام پہ
چرخ پہ زہرہ کیا کی شام سے تا شام رقص
سیکڑون پھاڑینگے کپڑے گر یہی ہی رقص یار
دے جنون کا دیکھیے کس کس کو اب الزام رقص
کیفیت ہی مین رہتا طالب ہون اگر مین رقص کا
ہاتھ پہ ساقی کے پھر کے اور دکھاوے جام رقص

کمیل بحسرت دیکھ رہی ہی کہ وہ طائر ناچ ناچ کر یہ اشعار گا رہا تھا جب گا چکا تو منھ سے شعلۂ آتش چھوڑے کہ سب طائر جلکر خاک ہوے اُن طائرون کی خاک قصر پہ گری اور وہ طائر بھی تڑپ کر گرا ایک چیخ ماری کہ ای کمیل یہ تماشہ بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر یہان آئیگی تو جلکر خاک ہو جائیگی وہ قصر جلنے لگا ہزارہا شعلے نکلنے لگا کمیل گھبرا گئی بیقرار ہو کر بھاگی دور جا کر دیکھا کہ وہ مکان جلکر خاک ہوا کمیل وہان سے بھاگی ہوئی پاس محیط جادو کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے سر پیٹ لیا کہا ای کمیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طلسم مین اندھیرا ہو گیا مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوگی بڑا غضب ہوا کہ عیار طلسم کشا مقام لوح کو دیکھ گیا اب تم جاؤ یہان آنا موقوف کرو لوح کے انتظام مین مصروف ہو کمیل نے قصر مین آکے پھر اُس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مرصع پوش نوجوان نام سے عشق و محبت سے بالکل نابلد تھی پھر بھی کہتی ہے کہ عشق و محبت کیا چیز ہی اتفاقاً ایک روز یہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کمیل سے کہا ای مادر مہربان آپکو تو یہ خیال ہی کہ مقام لوح پر طلسم کشا ضرور آئیگا قصر چراغ مین سُن آئین سب حال روشن ہوا اب مجکو حکم دو مین یہان سے نکلون جا کر حال طلسم دیکھون اور یہ بھی دریافت کرون کہ طلسم کشا کو کون شخص اس مکان مین لائیگا کیونکہ وہ لوح طلسمی پائیگا یہ دریافت کر کے طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن کمیل نے کہا ای نور نظر

گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہین ہی لیکن جہان وہ گرفتار ہوا وہ مقام مٹتا ہی گرفتار کرنیوالا بلا مین پھنستا ہی شہرت نے کہا ای مادر مین بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جملہ حالات آپ سے کہونگی بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہوگا کمیل بیٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا ای نور نظر دیکھون تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کرکے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا ای شہرت جمال بیمثال طلسم کشا دل کو ہلا دیتا ہی ماہی سحر اور نہنگ بحری عاشق ہوکر یہی چاہتی ہین کہ لوح طلسم کشا کو ملے تم اُسے نہ دیکھنا مین کمیل کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ پوچھیگی میری بیٹی کو کس بلا مین پھنسایا شہرت نے کہا آپکو ناحق یہ خیال ہی اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بچیگا بھلا زوال تو میری ماں ہی پہ ہوگا بھلا مجھسے یہ دیکھا جائیگا کہ ماں قتل ہو یہ کہکر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ ای نور نظر بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہی آب حال لشکر اسلام کا عرض کرون کہ جب سمک و نہنگ بحری نے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ کے عرض کی کہ حضور مقام لوح دیکھ آئے سمک نے وعدہ بھی کیا ہی کہ مین اپنے بھائی کو لیکر آؤنگا لہذا آپ تشریف لیچلیے رستم نے کہا مین یہ بہتر نہین جانتا اس صحرا سے کوچ کرو صحراے محیط مین قیام کرین وہین سے پتہ لگائین سب سردارون نے بھی یہی صلاح دی کہ حضور یہان سے کوچ کرین بیشک اُسی صحرا مین انتظام بن پڑیگا آفتاب نے اُٹھکر عرض کی جو آپ فرماتے ہین ای شہریار یہی مناسب ہی طلسم کشا نے اُسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہی اُسنے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا طلسم کشا نے بھی مجبور ہوکر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہی کہ حضور سے آمادہ جنگ ہوا ہی معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہی موسیقار طبل جنگی بجوا کر بیٹھا ہے جلترنگ پہلو مین ہی شراب پی رہا ہی ہر مرتبہ زوجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہے ای جان جہان دیکھا تمنے کہ بوجہ محیط مجھسے آزردہ ہوئین اب یہ رنج یون مٹے کہ طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت مین محیط جادو کی پہونچاؤن عفو تقصیر کراؤن شاید ملکہ کو رحم آجائے جلترنگ شوہر سے کہتی ہی اب آپ سے اور محیط سے صفائی نہوگی مین نے خواب مین خداوند ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے نہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا

موسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کمیل تخت پر سوار ہنستی ہوئی آئی جلترنگ اُٹھی شوہر سے کہا تم بھی اُٹھو استقبال کرو توصدا لکی بیٹی آئی ہی موسیقار نے بنگاہ غور دیکھا کہ عجب نازنین تخت پر سوار طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہی عجب محبوب مرغوب ہی بقول شاعر نظم

کیا کہون طرز دیکھنے کی آہ
قالب آرزو مین ڈھالا ہی
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی رات کا کیا ہی
اُس جبین سے ہی دل کی کب جاذب
یہ کمانین کسی نے کھینچی ہین
صبح رخسار آئنہ سے صاف
جیسا کھڑا گلاب کا سا پھول
برگ گل سے زبان ہو نازک تر
وہ زبان کاش میرے منہ مین ہو
گنج لب آرزوے جان و دل
قند و مصری کو کیون نہ نام رکھے
رہے گردن مین میری اُنکے ہاتھ
تیغ سے پھر جدا کرین تو نہ ہون
ہاے اُس سے خدا جدا نہ کرے
چُپ کی جاگہ ہی کیونکہ کیجیے صاف
گئی نظرون سے وہ کمر باریک
پھر قیامت تلک لطافت ہی
ناخن پا حنائی ہین ایسے
آگئے جسطرف بہار رمی

دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعوی ہی کاذب
پھری پلکون کی اور سب کی نگاہ
جو نہ ٹھہرے نگاہ رکھیے معاف
ہی دہن تنگی سے سخن کوتاہ
پھول جھڑتے ہین بات بات پر
دمبدم سوے گوش اشارۂ صبح
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہو تبسم سے لعل کا دل خون
یہ تو یارب ہی میرے جی کے ساتھ
شانہ و دست و ساعد و بازو
دور اُس سے رہون خدا نہ کرے
اسکے پھر آگے غنچۂ گل ہے
ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
وہ قدم کاش فرق سر پر ہون
برگ گل ہاے سرد ہون جیسے
طرز رفتار جیسے افسون ہو

کیا کہون کیسا قد بالا ہی
پیکر نازک اسکا سب محبوب
کچھ بھی نسبت ہی تجھکو سودا ہی
رہے سنبل کے بیچ ہاتھ دھرے
وہ بھنوین بھی کسی نے دیکھی ہین
چشم پر میرے تیری چشم سیاہ
کیا چمکتا ہی ہاے رنگ قبول
کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ
کیا کہون کم ہین ایسے شیرین گو
گوہر گوش با ستارۂ صبح
اُن لبون سے جو کوئی کام رکھے
ہنستے دیکھین تو سو نہین مجنون
بس چلے تو گلے لگاے رہون
دل کشی مین تمام یک پہلو
صدر سے لیکے تا بحلقۂ ناف
با سخن بابت تامل ہے
تک اگر لیجے تو قیامت ہی
ساق سیمین مری کمر پہ ہون
گل و بلبل ہین سب تماشائی
رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا پکار پکار کر آواز دیتا ہی آئیے میری آنکھون پر قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سُنا کہ جو رسم محبت سے ناواقف تیور پر بل پڑگئے کہا اے موسیقار ہوش مین آ یہ باتین کیا بکتا ہین ذرا سنبھلو ایسا نہو تمھارے کچھ خلاف گذرے جلترنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا صاحب سنبھل کے بات کرو یہ صدار طلسم کی بیٹی ہی نہین معلوم کسوجہ سے آنا ہوا موسیقار نے زوجہ سے کہا مین کیا کہون صاحب میرا دل نہین مانتا اب زن وشوہر دونون منتین کرنے لگے کہتے ہین بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا مین اس صحبت مین نہ بیٹھون گی اپنا حال دیکھو کہ ٹپکے پڑتے ہو موسیقار نے دونون ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤن شہرت نے ایک طمانچہ مارا کہا او بے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے مین ڈالتا ہی دونون لشکرون مین طلاے پھر رہے ہین رستم خود طلایہ پر ہین شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا موسیقار نے بگڑکر کہا کیون جان جہان یہ کیا بے ادبی ہے مین نے طمانچہ کھایا خاموش رہتا ہون مگر اب سمجھا کے کہتا ہون کہ میرا دل بہت بیقرار ہی یقین ہی دل پہلو سے نکل جائے آنکھون پر میری قدم رکھیے مسند پر بیٹھیے مین مثل چاکران کمترین خدمتگذاری کرون شراب پلاؤن اپنے ہاتھ سے کباب کھلاؤن شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ کہکے چاہا نکل جاؤن یہان نہ بیٹھون مین تو تدبیر مین طلسم کشا کی آئی تھی اسنے اور فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے چاہا نکلون موسیقار نے ایک تان ماری منھ سے شعلہ نکلا شہرت کی طرف چلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اب تو موسیقار پکار اٹھا ارے صاحبو میری جان جاتی ہی اسکو پکڑ لو مین بجبر وصل حاصل کرون کہ دل کو آرام ہو تمام کنیزین دوڑ پڑین چاہا شہرت کو پکڑین شہرت ہنسنے لگی گلزار نامے کنیز پچاس کنیزون کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گلزار پکار اٹھی نظم

تمھارے ہاتھ سے تنگ آئے ہین خون بہا کر دیجیے ۔ بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتے ہین
رہے یہ خوف الفت مین قدم اکثر نہ دھرتے ہین ۔ تمنا زندگی کی ہی نہ مرجانے سے ڈرتے ہین
محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پہونچادے ۔ بٹھائے دیتی ہی تہ کو قضا جون جون ابھرتے ہین

چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزارون پر
زیارت کو فرشتے آسمانون سے اُترتے ہین
بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر کی
وہ ہمپر جان دیتے ہین اگر ہم اُنپہ مرتے ہین
طبیعت ہو گی برہم مجھسے ناحق آپ اُلجھین گے
خبر لیجے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہین

شریک بزم ہین یہ دوستون کی پاس خاطر تھی
نہ سمجھو انکو زندون مین کسی پر زندہ مرتے ہین

گلزار کے ساتھ پچاس کنیزین مل کر گانے لگین گلزار ہاتھ باندھ کر سامنے آئی کہا حضور آپ دختر بلند اختر لوحدار طلسم ہین ہماری مجال ہو کہ ہم آپ پر سحر کرین جو حکم ہو بجا لائین شہرت نے ہنسکر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مارو یہ پچاس کنیزین ساری فوج پر جا پڑین سحر ہونے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا رہا ہے کہ جسم پر شہرت کے کئی آبلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے نیزے مارے تیر پھینکے اُسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے یکایک دیکھا لشکر دشمن مین ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے لکہ ہاے ابر سحر کڑکنے لگے برق شمشیر چمکی سپر کمان کڑکی نیزے بلند ہوے رستم نے سمک سے کہا دریافت تو کرو لشکر دشمن مین یہ کیا ہنگامہ ہے سمک نے عرض کی شاگردان حقیر وہان موجود ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چارون مخبر خبر لیے ہوے مثل اربع عناصر اُفتان وخیزان ظاہر ہوے اور ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے شاہی بجا لائے۔ نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد

اے شہریار شہرت مرصع پوش دختر کمیل نہین معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار مین آئی وہ اُسپر عاشق ہوا چاہا جبر کرون وہ صاحب عصمت مصروف جنگ ہے پچیس تیس ہزار لشکر موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہے ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے لیکن انتہا کی زخمی ہو گئی ہے کیا عجب ہے جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جاے نام شہرت سنکر رستم کے دلپر تاثیر ہوئی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد　بسا کین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش　زجان آرام برباید زدل ہوش
زدیدن ہیچ اثرے درمیانہ　کند عاشق کسان را غائبانہ

رستم نے فرمایا کیون سمک اُس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہو ہمراہیان سیقار اُس پاکباز کو گرفتار کرین اور بہ ظلم پیش آئین یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر پھرتا ہوا سامنے آیا عرض کی ای شہریار حضور ملاحظہ فرما رہے ہین کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہی اگر حکم ہو تو ان ناہنجارون کو جا کر سزا دون رستم نے کہا بہتر مین بھی چلتا ہون آفتاب چمک کر آگے بڑھا آتے ہی پیل سحر کیا وہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر بیتاب ہوے پانی پانی کہکے غل مچاتے تھے شہرت ایک نخل کے سائے مین پشت بیخ نخل سے لگائے ہوے اپنے کو سنبھالے ہوے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑون سحر کنکر گرنے لگے ساحر پیاس پیاس کہتے پھرتے ہین کوئی منھ کے بھل گرا کوئی پیاس کہتا ہوا تابہ جھیل پہونچا اپنے کو پانی مین گرا دیا غرق دریاے لعنت ہوا گرداب گلے کا طوق موجہ زنجیر پا بعض کنوئین مین گرے یون آبرو کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اسقدر گرمی کہان سے آئی اس درجہ بڑھ گئی کہ سب ساحر بدحواس سبکو شکایت پیاس کی ہی کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر سانولی رنگت سپر شمشیر ہاتھ مین جرات بات بات مین اسباب سحر جسم پر آراستہ بڑے لطف سے سحر کر رہا ہی جب گولہ پھینکا سو دو سو ساحرون کے سر اُڑ گئے جب شہرت کے پاس سے مار کر ساحرون کو بھگایا تو شہرت نے پکار کر آواز دی ای شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اسوقت مین تو نے ساتھ دیا دشمنون کو ہمارے مارا آفتاب نے کہا مین غلام ہون طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا کاہن ایسا مجھکو طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور آکر اُس دلیر کا شریک ہوا آفتاب میرا نام ہی اور ای ملکۂ عالم تمھاری خبر مفصل سنکر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھکو بھیجا کہ جا کر شہرت مرصع پوش کو بچاؤ خود بھی آیا چاہتے ہین کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی رستم کے نعرہ کی آواز آئی۔ نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علم شاہ جو رستم لقب + دیگر۔ علم شاہ رومی ششم فیل در + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + منم شیر دل صف شکن پہلوان + منم نور عینین صاحبقران + تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین

عجب جمال باکمال ہی کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ ذبح ہوگئی بیقرار ہوکر دوڑی چاہا قدمبوسی کرون آفتاب نے گولہ مارا سر اُڑگیا صدہا کنیزین قتل ہوگئین شور موقوف نہین ہوتا شہرت نے جو جمال بیمثال کو دیکھا ہر چند کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہی اپنے پاس کسی کو آنے نہین دیتی مگر جمال رستم دیکھکر مثل آئینہ حیران و مثل زلف محبوب پریشان ہر مرتبہ جب سر اُٹھاتی ہی تو یہی دیکھتی ہی کہ رستم بھی بہ نگاہ غور اچھی طرح دیکھ رہے ہین ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھین لڑ رہی ہین شہرت کی یہ نوبت ہی بقول شاعر نظم

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
اشک نے رنگ خون کیا پیدا

وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
دلپہ کرنے لگی تپ غم ناز
چاک کے پھیلے پاؤن دامان تک
سوزش غم نے دل مین جا کر کی

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
طبع نے اک جنون کیا پیدا
داغ نے آ جگر کو آتش دی

قریب تھا کہ شہرت لڑکھڑا کر گرے شاخ نخل پر ہاتھ رکھدیا رستم نے قریب آنکر فرمایا اگر لڑنے سے معذور ہو تو ہوادار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ مین پہونچاوین جلترنگ زوجۂ موسیقار نے جو دور سے دیکھا کہ رستم سے باتین ہونے لگین جلگئی پکار کر آواز دی او شوخ دیدہ ہمارے شوہر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتین کر رہی ہی تیری مان کو اطلاع کرونگی یہ جو جلترنگ نے کہا شہرت نے گلزار کنیز کو اشارہ کیا کہا اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلزار نیمچہ کھینچ کر جلترنگ پر جا پڑی جلترنگ نے وار اُسکا روکا چاہتی تھی سحر کرون کہ شہرت نے ہاتھ ہلا دیا ایک خنجر آسمان سے گرا کر سر تن سے جلترنگ کا اُڑگیا مرنا جلترنگ کا کہ موسیقار نے گریبان چاک کیا زوجہ کے غم مین خاک اُڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ ای فراق نصیب دونون مین فراق تو کردے گولہ جا کر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ زمین تھرائی آواز آئی ای شہرت کیا کرتی ہی اندھیرا ہوگیا آوازین لینا لینا کی آنے لگین جب اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک پنجہ جھک کر آسمان سے گرا وہ پنجہ کمر مین شہرت کی پڑا لیکر ہوائے آسمان ہوا متوجہ ہوا سے آنکھین شہرت کی بند ہوگئین بعد عرصۂ دراز کے جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر معلق مین پایا دو نازنین سامنے کمیل کے ہاتھ پکڑے کھڑی ہین کہ رہی ہین کیون ملکۂ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھین شہرت نے اپنے کو ضبط کرکے کہا ای مادر مہربان اصل یہ

کرین براے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا ملازم جانکر اُتر پڑی اُسنے ایسے بیہودہ کلام کیے کہ آپ دریافت فرمالین مین نے اُسے طمانچہ مارا مجھسے ضبط نہو سکا کلمات سخت کہے قصد کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤن اُسکو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اُسکی فوج سے لڑنے لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے مجھکو اکیلا دیکھکر وہ بھی آپڑے موسیقار نے آج وہ حرکتین کین کہ حضور دریافت کرینگی تو معلوم ہوگا آپ دریافت فرمائین تو آپ پر حال کھلے کمیل نے بہ نگاہ قہر وغضب طرف اُن زنگنون کے دیکھکر کہا اُس دشمن کو نہ لائین جو ہمیشہ ہمسے بغض وحسد رکھتا ہو جلد جاکر لاؤ وہ دونون زنگنین شہرت کا ہاتھ چھوڑکر تڑپ کر بلند ہوئین اُسوقت پہونچین کہ یہان جو روشنی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ترک کرنی تجھے ای شوخ ملاقات نہ تھی
گنہ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی

آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی
بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی

کیا تکلف تھا بھلا قیس مین جو تجھ مین نہین
عاشقی حصے مین اُسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی

تب سے وارفتہ ہون ای یار ترے جلوے کا
جسد و روح مین بھی جبکہ ملاقات نہ تھی

زندگی ہوگئی آنے سے تمہارے ورنہ
جانی بے جان لیے آج کی وہ رات نہ تھی

بوے یوسف کے سوا مصر سے کیا لاتی نسیم
اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی

فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر فرہاد
معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی

وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت باقی
تب وہ بیدار ہوے نیند سے جب رات نہ تھی

ایک کلمے مین کیا تونے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی

چار دن زیست کے جو چاہے سو کہہ لے زاہد
بیش ازین خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

رستم کو جو موسیقار نے مبہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سوچا کہ اسوقت طلسم کشا ہوش مین نہین ہین شہرت کی یاد مین بیقرار ہین ایسے عالم مین گرفتار کرون جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تیغ ہفت جوہر چمکایا موسیقار دیپک کی تانین لگا رہا ہے شعلے بھڑک کر آتے ہین سامنے سے رستم کے پلٹ جاتے ہین رستم تلوار کھینچ کر جھپٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ مارون کہ سر موسیقار کا اُڑ جائے کہ دونون زنگنین تڑپ کر گردن موسیقار کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑین اس زور سے ہلکہ دیا

کہ موسیقار بیہوش ہوگیا بلندی پر جاکے جو ہوا لگی آنکھ کھلتے ہی اُسنے دیکھا کہ دو زنگنین مجھکو لیے جاتی ہین دیپک کی تانین مارین شعلہ منھ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگن جلنے لگی دوسری نے بخوف پیچھے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اُسکی آگ نے اُسکو بھی جلایا کمیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی اے گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری زنگنون کو اُسنے مارا کنیزان قدیم تھین انکا جانا مجھپر شاق ہوا وہ غفلت مین تھین ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ میری کنیزون کو جلاتا دفعۃً پہلوے قہر سے ایک ساحر سیاہ رو بدخو ہتکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے آیا کہا کیا حکم ہے کمیل نے کہا کوہ سیاہ پر موسیقار میری کنیزون کو جلاتا ہی جاکر اُسے لا خبردار نہ چھوڑنا وہ ساحر زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ ایک کنیز جل رہی ہے اور ایک اُسپر منھ برسا رہی ہے مگر پانی کی جو بوندین اُسپر پڑتی ہین معلوم ہوتا ہے آگ پر روغن ڈالا موسیقار کھڑا ہنس رہا ہے کہتا ہے میرا سحر ایسا ہے کہ یہ زنگنین بچ جائین بی کمیل کی شامت آئی ہے یہان سے تا بہ صحراے محیط جلا دونگا آگ برساؤنگا کہ آسمان سے آواز آئی ستم گرفتار دام بلا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا مین اسی واسطے ہمیشہ زنجیرین پہنے رہتا ہون چل تجھکو ملکہ نے بلایا ہے موسیقار نے چاہا گگنا کے تان لگاؤن اس گرفتار کو بھی جلاؤن کہ اُسنے آسمان سے اُتر کر منھ پر ہاتھ رکھدیا زنجیر گلے مین ڈالی کمر مین پنجہ دیا مثل اپنے اُسے بھی گرفتار کر لیا وہ دونون کنیزین ایک پہلے جلکر خاک ہوئی دوسری پیچھے جلی مگر بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے جلایا مین کچھ نہ کر سکی پانی برسایا پانی نے رنگ روغن کا دکھایا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی مین بہت گھبرائی تھی مین بھی جان دونگی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب مین جلا نہ سکی کمیل بیٹھی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار کو گرفتار کیے ہوے لا کر پہونچا کمیل نے پوچھا کیون موسیقار ہماری دختر سے دعوی عشق کرتا تھا موسیقار نے منھ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگن آکر پہونچی زنگن نے شعلے کو روکا سر پر موسیقار کے ہاتھ رکھدیا سر سے شعلۂ آتش نکلا موسیقار و کنیز دونون جلنے لگے جب یہ دونون جلکر خاک ہوے کمیل نے ملکہ شہرت کو دیکھکر کہا لو بی بی تمھاری کنیز نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کہو تمھارا کیا حال کرون شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہے کمیل نے ایک قفس منگایا کہا اے نور نظر ظاہر مین تمھاری کوئی خطا نہین مگر مجھکو شک گذرتا ہے جب طلسم کشا صحراے محیط سے گذر جائیگا اور لوح بچیگی تب تمکو رہا کر دونگی شہرت نے کہا اے مادر مہربان اختیار ہے جس حال مین چاہیے رکھیے کمیل نے شہرت کو

جا

قفس میں بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہاں گلدستے لوح کے تھے اسی مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا دیا شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہوکر پکارتی تھی کہ ای طلسم کشا تمھارے جرم عشق مین مثل جانورون کے گرفتار ہوئی افسوس یون بیکار ہوئی۔

نظم

بجز فتور عناصر مین اعتدال نہین
یہ کیا ہے آب و ہوا مین جو اختلال نہین
تمھارے گال یہ بیوجہ لال لال نہین
جما ہے اُڑ کے شہیدون کا خون گلال نہین
نہین دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور
یہ کیا ہوا ہے الٰہی کہ اب جلال نہین
وہ کون لوگ ہین ہے دوستون سے رنج جنھین
ہمین تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہین
مین ہجر یار مین مرجانے پر بھی راضی ہون
فراق روح بدن ہو اگر وصال نہین
ہون اپنی جان سے بیزار اُسکی فرقت مین
کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہین
سوال جلوۂ دیدار اُس سے کر بیٹھون
کسی کا حوصلہ ہوگا مری مجال نہین
جنون ہمارا ہے مسکن و دشت وحشت خیز
کہ جسمین منزلون گرد رم غزال نہین
وہ بے نظیر ہے اُسکا کوئی نظیر نہین
وہ بیمثال ہے اُسکا کوئی مثال نہین
یہ وجہ کیا ہے جو ٹانگا ہے حسن نے اُلٹا
اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہین
نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال
یہ حال ہے کسی محفل مین حال قال نہین
کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچیگا
مثال جادہ جو اُس رہ مین پائمال نہین
زمین سے عرش تلک جائے عرش سے تا فرش
بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مجال نہین
نگاہ بد سے ہے محفوظ خط عارض یار
یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہین
جھڑاؤ الفت گیسو سے آپ کو ای رند
بڑی بلا مین پھنسے ہو تمھین خیال نہین

ملکہ شہرت کا تو فراق رستم مین یہ حال ہے کہ بیقرار اشعار عاشقانہ پڑھتی ہے اور قفس مین تڑپ رہی ہے لیکن رستم اُس جنگ کو فتح کرکے پلٹے بارگاہ مین آئے اب خیال شہرت بندھا تڑپ رہے ہین سمک آیا عرض کی ای شہریار شہرت پر کوئی آفت پڑی یہ سُنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہوئے نہنگ بحری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جائے قصر گمیل سے خبر لائے رستم نے خوش ہوکر کہا ای نہنگ بحری اگر خبر اُس محبوب مطلوب کی لاؤ تو ہم پر احسان ہوگا نہنگ بحری نے عرض کی اگر لاکھ جانین ہون

تو قدم اقدس پر نثار کروں حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے ای نہنگ بحری ایک کام کرنا اول تو اپنے کو بچانا سمجھ سے سامنے کمیل کے جانا کمیل بڑی زبردست ساحرہ ہی وہیں سے بیٹھے بیٹھے اسنے انتظام کرلیا اپنے آنے کی بھی ضرورت نہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھیے اب اُسکے ساتھ کیا کرے نہنگ بحری نے عرض کی کنیز اس صورت پر جاتی ہی سمک نے ایک نامہ طرف سے محیط کے لکھدیا اور سمجھایا کہ یہ نامہ بلا تکلف کمیل کو دینا دیکھنا پڑھکر کیا حکم دیتی ہی وہ نامہ نہنگ بحری لے جھولی میں رکھا پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی کمیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کنیزوں سے کہہ رہی ہی میری بیٹی بیٹھا ہی موسیقار نے یہ فتور برپا کیا استقبال نہ کیا تھا مگر کلمات سخت کیا ضرور تھے اُن لفظوں نے اُسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کنیزوں نے عرض کی حضور آپکو یہ مناسب نہ تھا کہ بے ثبوت خطا اسطرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے بیزار ہی کسقدر بیقرار ہی کہ قفس میں تڑپ رہی ہی مثل طائر نوگرفتار قفس کی مصیبت نئی نئی آفت اک کنیز نے بڑھ کر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا کیجیے قصر نہ نکلنے دیجیے دوسری کنیز نے بڑھکر عرض کی آج ساحرہ طرف سے صحرائے محیط کے آئی ہی کمیل نے حکم دیا بلاؤ نہنگ بحری سامنے آئی نامہ بلا تکلف ہاتھ میں دیا محیط نے نامہ پڑھا پڑھ کر جواب دیا کہ ملکۂ عالم کو جواب دینا میں نے انتظام کے لالچ میں بیٹی کو قید کیا جو حکم ہو بجا لاؤں نہنگ نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہی کہا یہ سامنے جو قصر ہی اس میں قفس لٹک رہا ہی تیرا جی چاہے جاکے دیکھ آ مگر سمجھانا کہ خبردار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محبت طلسم کشا کی آفت ہی نہیں معلوم کیا آفت برپا ہوگی جان بچانا مشکل پڑیگی محیط دشمن ہو جائیگی خداوند تقدیر غارت کردینگے یا جانور بنا دیں یا جنگلوں میں آوارہ کریں نہیں معلوم کیا آفت کریں نہنگ اُسی وقت اس قصر کو کھولکر اندر گئی دیکھا ایک تختۂ سنگ زبرجدی رکھا ہی اتنا وہ وسیع تختہ ہی کہ جیسے اسی گلدستے رکھے ہیں ایک رنگ ایک ڈھنگ پھولوں کے مگر سرنگوں غنچے دہن بستہ تھے مرجھائے ہوئے شاخیں سر جھکائے ہوئے ایک طرف قصر میں قفس شہرت لٹک رہا ہی نہنگ نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم مجھکو پہچانا میں ہوں نہنگ بحری وزیرزادی ماہی سحر کی منظور نظر عیار طلسم کشا آپکے واسطے طلسم کشا کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی آخر مجھکو اس فقرے سے بھیجا کہ محیط کی نامہ دار بنکر جاؤ اُنکی ماں نے مجھکو بھیجا ہی کہ جاکر ملکہ کو سمجھاؤ خبردار جمال پر طلسم کشا کے نگہ نہ ڈالنا شہرت رونے لگی

کہا ای نہنگ بحری تمنے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک پہونچین طلسم کشا کو سمجھانا کہ حضور مصیبت بھی نکلجائیگی انشاء اللہ آپ سے ملینگے پھر غنچہ آرزو کھلینگے محبت آپکی ہماری جان کے ساتھ ہے دل ہمارا آپکے حلقۂ زلف مین پھنسا اب اسکی رہائی ناممکن مناسب ہے کہ غم نہ کیجیے کھانا کھائیے انشاء اللہ ہم قید سے چھوٹ کر آپکی ملاقات کو آئینگے وہان آکر سمجھائینگے اسطرح کی باتین شہرت نے کین کہ نہنگ بحری خود چوٹ کھائے ہوے ہے بے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمایئے دل ہمارا نہ دکھایئے آپکو اگر طلسم کشا رہا کرینگے اور لوح بھی لینگے طلسم کشا وہ صف شکن اور تیغ زن ہین کہ کسی ساحر سے نہین ڈرتے آج تک تو اُس شیر نے خوف نہین کیا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا کہ جنکا مثل نہ تھا مین اُنکو یہان تک پہونچاؤنگی لو خدا حافظ اُسوقت شہرت سے رخصت ہونا نہنگ ور شہرت کا بلک بلک کر رونا مگر کمیل اپنے مقام پر بیٹھی ہے کہتی ہے دیکھو صاحبو ایک غیر کنیز نے تو جاکر شہرت کو سمجھایا وہ رو رہی ہے اگر تم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہے کہ جو اسکے دلمین خیال طرف سے طلسم کشا کے ہے نکل جائے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہے دروازے پر سر ٹکرا رہا ہے کمیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کاندھے پر کمیل کے بیٹھ گیا منقار کھولکر کچھ کہتا ہے کنیزین نہین سمجھتین کمیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہین چہرہ سرخ ہوگیا طائر تو اُڑ گیا جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا نہنگ بحری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر نکلی کمیل نے کہا اری میرے پاس تو آ تیرا کیا نام ہے محیط نے تجھے کس مکان سے بھیجا ہے اب نہنگ بحری گھبرائی کہ اتنی دیر مین کیا ہوگیا پہلے آنے کے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیون پوچھتی ہے نہنگ بحری چپ ہوئی کمیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا ظاہر ہوا ہاتھ نہنگ بحری کا تھام لیا اور کہا کیون مکارہ شہرت سے باتین کرتے آئی تھی طرف سے طلسم کشا کے تسکین دیتی ہے اور کمیل سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اس مکارہ کو آپ نے پہچانا یہی سحر کی وزیرزادی ہے عیار ہے عاشق اصمعی کی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بحری کو گرفتار کر لیا کمیل اُٹھی کہ نہنگ بحری کو طمانچہ مارون نہنگ بحری نے کہا ای کمیل میری آبرو کا خیال رکھنا جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق جہتر سمک یلداقی وہی حرکت تیرے ساتھ کریگا یہ سُنکے کمیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بحری کو قفس مین بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین تھی کہ

تھوڑی دیر مین دیکھا نہنگ بحری قفس مین دشمنون کے بس مین لاکر برابر شہرت کے قفس نہنگ بحری کا لٹکا دیا کمیل نے کہا کہ کیون شہرت جس بات کو ہمنے منع کیا وہی حرکت تونے کی معلوم ہوتا ہی اس حیلہ مین تیری قضا ہی مین لے تو دھوکا کھایا لیکن محیط جادو کہ اُسکے یہان کنیزان سامری موجود ہین اُنھون نے یہ ذکر کیا ہوگا جب تو عین وقت پر خبر بھیجی طائر نے آکر سب حال مجھ سے کہدیا تعریف خداوند ہفت پیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمھاری دختر عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی ایسی باتین کہکر شہرت پر غصہ کیا مکان بند کرکے چلی گئی شہرت و نہنگ بحری کے بس مین باتین دردآمیز کرتی ہین نہنگ بحری کہتی ہی ملکۂ عالم افسوس یہ ہے کہ سمک کو خبر کون پہونچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو یہان کسی ترکیب سے پہونچتا ہمکو چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہی ای نہنگ ہم فراق نصیب ہین راحت سے دور رنج و غم سے قریب ہین دیکھین فلک کیا دکھائے کب ہمارا نتیجہ مدعا ثمر لائے نظم

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا
زمین کاش پھٹی ہوتی مین سما جاتا
شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا
حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا
دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جاکر
مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا
نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین
بجائے سائے کو سر پر سے ہی ہما جاتا
ترے مقام کا ای دوست گر نشان ملتا
ہوا سے آگے رہ شوق مین اُڑا جاتا
وہ کروٹون کا بدلنا تھا تاب طاقت تک
ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا
نکرتی موت اگر ہجر مین مسیحائی
مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا
جنون وسیع نہوتا جو دامن صحرا
نکالنے مین کدھر دل کا حوصلہ جاتا
نہین ہی کوئی پس از مرگ گاڑنیوالا
مین زندہ خاک مذلت مین ہون گڑا جاتا
نکر تو گرمیان ای برق مثل نخل چنار
مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا
نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جانکاہ
بیان کرتا اگر حال دل کہا جاتا
ہو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب
غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا
اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے زند
چلو عدم کو ہی یارون کا قافلہ جاتا

یہ تو دونون اس حال پر ملال مین شکایت فلک کر رہی ہین سمک کا نام لیکر نہنگ بحری روتی ہی اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہی یہ دونون اس حال مین ہین مگر جب کئی دن گذر گئے رستم نے دربار سے آکے آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے دیکھا شہرت مرصع پوش قفس مین بند رو رہی ہی رستم نے پوچھا ملکہ تمھین قفس مین کسنے بند کیا شہرت نے رو کر جواب دیا کہ ای شہریار نہنگ بحری ہمارے پاس پہونچی سب حال اُسنے آپکا کہا جب باہر نکلی کمیل نے اُسے بھی گرفتار کر لیا دیکھیے وہ سامنے قفس مین بند ہی آٹھ پہر دردمند ہی اب کوئی رہائی کی ہماری تدبیر نکالیے رستم سوتے مین اُٹھے کہ قفس اُتارون کہ پیر فرش کی ٹھوکر لگی مُنھ کے بل گرے آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری سمک اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا رستم رو رہے ہین پوچھا کیون آقا خیر تو ہی رستم نے کہا نہنگ بحری گئی اُسنے شہرت کو قید مین پایا نہنگ بحری کا حال کھُلا نہنگ بحری بھی قید ہو گئی ای سمک عجب حال مین ملکہ شہرت و نہنگ بحری کو دیکھا اُسکی کچھ تدبیر کرو سمک نے کہا ای شہریار تا بہ قصر معلق رسائی دشوار ہی اگر زبان سے اُنکی سوزن نکلجائے تڑپکے نکل آئین مگر وہان تک پہونچنا مشکل ہی غلام آپکا فکر مین جاتا ہی سمک بانہاے عیاری لگا کر ایک فقیر کامل بنا ایک صحرا مین جا کر ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھا مگر شہرت کی دایہ یاسمن خوشرو نے اپنی بلائی کو جو اس حال مین دیکھا جانا کمیل سے کہون مگر نہ کہ سکی مخالف ہوئی کہ ایسا نہو مجھپر غصہ کرین قصر معلق سے نکلی یاسمن جنگل مین پھر رہی ہی کہ ایک فقیر کی آواز آئی تسبیح پڑھ رہا ہی یاسمن خوشرو فقیر کے پاس آئی بیٹھکر رونے لگی درویش باصفا نے پوچھا کیون نیک بخت کیا درد ہی کہ اسقدر بیقرار ہی حال مفصل بیان کر یاسمن خوشرو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کو کمیل نے جرم لگا کر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ مان اُسکی اُسپر مہربان ہو سمک نے نام پوچھا یاسمن نے نام بتایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہی سمک نام سنکر بیتاب ہو گیا کہا کہ ای یاسمن اگر تو مجھکو اس مقام تک لیچلے تو فوراً رہائی ہو یاسمن نے کہا مین آپکو لیچلونگی پہلے کمیل سے پوچھ لون سمک نے کہا جی مین کہون وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل و اکمل ہین اگر انکو بلائیے تو مکان کو وہ ایسا عمل بند کر دین چہار جانب موکل بٹھائین کہ غیر اس مکان مین نہ آسکے جب وہ اسپر راضی ہو تو مجھکو لیچلو مین رہائی شہرت کی تدبیر کرونگا وہان بیٹھکر عمل پڑھون جلسے مین کمیل کے حاضر رہون شاید

جو تم کہتی ہو وہی ہو یاسمن نے کہا مین آج شب کو ذکر کرونگی کل آپ مجھکو اسی مقام پر ملیےگا شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل مین اسی مقام پر ملونگا یاسمن خوش ہو شاہ صاحب سے رخصت ہوئی قصر معلق مین آئی آکر کمیل سے ذکر کیا کہا حضور جبدن سے مین نے سنا ہی کہ طلسم کشا اس مکان مین آئیگا اور لوح لیجائیگا آٹھ پہر رویا کرتی ہون بی شہرت نے یہ حرکت کی کہ اُنکے نام سے نفرت ہوگئی آپکی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہی خداوند ہفت پیکر اور آپکے دشمنون پر زوال آئے آپکی ذات سے اس قصر مین رہتے ہین ایک شاہ صاحب ایسے کامل واکمل ہین کہ جنگل مین بسر کرتے ہین نہین معلوم آب ودانہ کیونکر بہم پہنچتا ہی وہ کہتے ہین اگر ہم اُس مکان مین آئین موکل اپنا مقرر کرین غیر شخص کو موکل نہ آنے دینگے کمیل نے خوش ہوکر یاسمن کو گلے سے لگایا کہا مین تجھکو بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتی ہون تو اُن شاہ صاحب کو لا عمل پڑھین موکل مقرر کرین کہنا اگر یہ دو مہینے گذر گئے اور دوسرا سنہ شروع ہوا جو کوئی ارادہ فتاحی طلسم کا کریگا لوح پھر نہ پاسکیگا یہ دو مہینے ہم ساحرون پر بڑے سخت ہین قدرت اگر ہاتھ سے طلسم کشا کے بچ جائین تو گویا حیات تازہ پائین ای یاسمن یہ فکر واجب و لازم ہی یاسمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی مگر کمیل نے کہا ذرا خوبی سمجھ لینا ایسا نہو کوئی عیار مکار ہو یاسمن نے کہا فقیر کے بھیس مین عیار کہان جنگل کے رہنے والے شیران صحرا و غزالان دشت برائے قدمبوسی اُنکی آتے ہین مین نے بھی دیکھا الغرض اُنسے ملی تب اُنھون نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہی ہر جگہ مسلمان بھر جائینگے ہمکو یہ ناگوار ہی کہ پھر خداوند ہفت پیکر کا کون نام لیگا کمیل بہت خوش ہوئی دوسرے روز یاسمن جنگل مین آئی شاہ صاحب کو اُسی نخل کے نیچے پایا آگے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا کیون بابا کیا گذری یاسمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا چلو یاسمن نے تخت سحر تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یاسمن تخت اُڑاتی ہوئی چلی کمیل کا دربار جمع ہی کہ دیکھا یاسمن آتی ہی شاہ صاحب ہمراہ ہین داڑھی تا بناف پیشانی پر جھریان پڑی ہوئین کہ انکو سطور مکاری کی کہنا چاہیے تسبیح ہاتھ مین الف آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا کمیل کھڑی ہوگئی جھک کر سلام کیا شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر ہاتھ سے مسلمانون کے بچے سامری و جمشید کی عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا جا بجا چرچا ہو بندے اُنکے شاد رہین ہفت پیکر پرست

آباد رہین اس مزے سے شاہ صاحب نے دعائین دین کہ کمیل خوش ہو گئی پہلو مین اپنے جگہ دی شاہ صاحب نے کہا مین دو دن مین سب سامان کر دونگا دن بھر گوشے مین شاہ صاحب بیٹھے رہے شام کو کمیل نے کنیزون کو جمع کیا آپ مسند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلاؤ شاہ صاحب سامنے آئے کمیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی مین بھی دخل ہے شاہ صاحب نے کہا بابا ہم درویش صحرا گرد ہمین گانے بجانے سے کیا کام ہے البتہ شباب مین مرشد کے سامنے۔ کچھ قوالی گاتے تھے کہ چیلون کو حال آتے تھے وہی چیزین یاد ہین یہ کہکے بایان کھینچا سیدھا ٹھیکہ چھیڑنے لگے اور گنگنا کے یہ چند۔ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا سزا ہی نہین اس صفات کا ۔۔ حقا شریک کوئی نہین تیری ذات کا
مضمون آبدار کیے یک قلم رقم ۔۔ بھر بھر دیا ہے موتیون سے منھ دوات کا
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے ۔۔ ثابت ہے جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا

یہ جو چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کمیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا جی مین کہتی ہے درویش صحرا نورد کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا ای کمیل ایسا نہو کوئی فریب ہو لوح ہاتھ سے جاے کہ کچھ نہ بن پڑے امتحان کو کمیل نے کہا چلے آپ پاس شہرت کے جائیے ایسا اسکو جاکر سمجھائیے کہ جو دل مین اسکے آگیا ہے وہ دل سے نکل جاے فقیر نے کہا کہ وہ سحر مسلمانان مین پھنسی ہے ایک فقرے مین دل پھیر دونگا کمیل نے قصر کھولا کہا اسی قصر مین جائیے اس کمبخت کو سمجھائیے سمک جو قصر مین آیا نہنگ بحری کو قفس مین دیکھکر کلیجہ الٹ گیا دوڑکر قفس سے لپٹ گیا کہتا تھا کیون ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمنے ہمارے واسطے بڑی جفا اٹھائی مین بھی جانبازی کرکے آہو نخچار رنگ اپنا کمیل پر جما دیا اب کل تمھین رہا کرکے نکلونگا یہ سب باتین کمیل نے ایک گوشے سے سنکر کنیزون سے اشارہ کیا بی یاسمن کو تو پکڑ لو یاسمن کو کنیزون نے پکڑ لیا سمک یلداقی جب باتین کرکے نکلا کمیل نے پکار کر آواز دی او عیار مکار تیرے گانے ہی پر میرے کان کھڑے ہوے تھے سمک نے جو دیکھا کہ مجھکو پہچانا خنجر کھینچکر چاہا کہ خنجر مارون اسکا شکم چاک ہو کمیل قہقہہ مار کر ہنسی سمک کے ہاتھ سے خنجر چھوٹ گیا زمین نے پانون تھام لیے رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کمیل نے منھ میٹ کر کہا

ارے ثار بندھ گیا کیون ای یاسمن تو اسکو پہچان کر لائی یاسمن نے قسم کھا کر کہا کو لونڈی نے نہین جانا کہ یہ عیار مکار ہی فقیر جانکر لائی تھی آیندہ حضور کو اختیار ہی یاسمن کو تو کمیل نے حکم دیا کہ قصر معلق سے باہر نجانا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہبانی کرین ہم پاس محیط کے جاؤنگی نہنگ بحری و سمک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سمک کو بھی قفس مین بند کر کے وہان لٹکایا نہنگ بحری کے جی چھوٹ گئے کہا ای سمک تمہارا قید ہو جانا شاہزادے پر بہت شاق گذریگا شہرت سے کہا ان تک کون خبر پہونچائیگا کہ عیار بھی آپ کا جا کر پھنسا سمک بھی اپنے حال پر بہت رویا یہ تینون دردمند یہ قید و بند مگر سرخیل مدت سے شہرت پر عاشق ہی بہت خوش ہوا کہ اب دباؤ ڈالونگا اگر شہرت میرا وصل قبول کریگی تو قید سے رہائی کی تدبیر سوچون اور کسی حیلہ سے اسکو لے نکلون قید لیکر بھاگ جاؤن روز آب و دانہ پہونچاتا ہی مگر خوف سے کچھ کر نہین سکتا مگر بیقرار ہی ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی پہونچا کر قدمون پر شہرت کے گر پڑا کہا ای ملکہ عالم مدت سے آپکے دام زلف مین گرفتار ہون شہرت نے بگڑ کر جواب سخت دیا سرخیل پاؤن پڑا سمک نے کہا ای ملکہ عالم اب جو سرخیل آئے اس سے یہ محبت باتین کیجیے آپ ہی کی رہائی کی صورت نکلے اگر یہ آپکو لیکر نکل جاے صحرا مین جاکر اسکو مار کر پھر ہم دونون کی رہائی کی تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا ای سمک مجھسے یہ باتین واہیات نہین کہی جائینگی سمک نے بمنت و خوشامد شہرت کو راضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ نے بمحبت کہا ای سرخیل تمکو ہماری گرفتاری کا غم و الم ہی اگر ہم تمکو قبول کرینگے تو ہمکو یہان سے نکالدوگے سرخیل یہ فقرہ سنکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا ای شاہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر جان قدمون پر نثار کرون جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ نے کہا ای سرخیل یہ دونون غریب ہماری وجہ سے گرفتار ہوے ہمکو رہا کرنے آئے تھے مگر کمیل تو ہمہ دان و ہمہ گیر ہے محیط سے ہر بات کی طالب ہوتی ہی وہ اسکو بتا دیگی ہی جو کام کرنا ہو وہ جلد کرو ایسا نہو کہ محیط اسکو تعلیم کر دے کہ سرخیل دشمنون سے ملگیا نہین معلوم کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہو تم بھی قید ہو جاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت کا اتارا اور کہا کہ تینون کو رہا کرتا ہون یہ کہکے تینون قفس اتارے اول سرخیل نے شہرت کو قفس سے نکالا شہرت نے نہنگ بحری کا قفس کھولا زبان سے سوزن نکالی کہا سمک

کو نیچے مین دبالے نہنگ نے سماک کو نیچے مین دبایا شہرت وہان سے اُڑی نہنگ بحری ساتھ ساتھ سماک کو لیے ہوے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہی ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جائیے مین تو قریب آجاؤن سماک نے نہنگ بحری سے کہا اب زمین پر اترو مین سرخیل کی خدمت کرونگا شہرت نے کہا ہمارے گھر کا غلام ہی اُسکو دیوانہ کرکے بھیجون کہ کمیل کو ہماری رہائی کی خبر ہو جائے ایک یہ ہمارے آگے اُترین سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان و اے مرہم زخم خون چکان و اے فوج معشوقی کی نشان ذرا گلے سے لگا لون سالہا سال مجھکو گذرے کہ اشتیاق مین تمھارے مرتا ہون مہینون گذرے کہ یاد مین تمھاری آب و دانہ ترک رہا صرف چاہتا ہون ذرا گلے مین ہاتھ ڈالدون ایک بوسے کا طالب ہون ذرا تو دل کو تسکین ہو ملکہ نے جواب دیا او نمکحرام تجھکو شرم نہین آتی ہمارے گھر کا نمک کھایا ہمیشہ بعہدۂ غلامی رہا ایسی واہیات بات زبان سے نکالتا کہ کچھ پیدا کرنیوالے کا بھی خوف ہی میرے پاس سے الگ رہنا خدا رستم کو سلامت رکھے یہ گلا اور جسم انکی ملکیت کا ہی دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہی کہ میرے قریب آئے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی چلکر خدمت مین رستم کی مشرف بہ اسلام ہو کہ سردارون مین تیرا بھی نام ہو اُنکی ملازمت سے عجب فخر ملیگا یہ سُنکر سرخیل گھبرا گیا کہا اے ملکۂ عالم تمنے عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ کہکے طرف نہنگ بحری و سماک کے چلا نہنگ بحری نے گولہ مارا سرخیل نے گولہ کاٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا نہو سرخیل نہنگ بحری کو پکڑلے مسکرا کر للکاری او نمکحرام اُسنے تیری کیا خطا کی اُسپر کیون جاتا ہی میری طرف آ مراد تو تیری مین ہون سرخیل نے چاہا پلٹے ملکہ شہرت نے کان سے بجلی اُتاری اُتار کر کھینچ ماری سرخیل پر برق گری سرخیل نے اپنے کو بچایا شہرت نے ہنسکر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آ جو تیری مراد ہی مین پوری کرون سرخیل ہنستا ہوا آگے بڑھا شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے سرخیل ہوش مین آ سرخیل ہنستا ہوا پکار اُٹھا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی میرا تو یہ حال ہی۔ نظم

نہ آتا تھا ہستی مین ملک عدم سے
ازل سے ہی وابستہ اپنے قدم سے
جو دریاے رحمت ترا موج زن ہو
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے

ترا شوق لایا ہی یان مجھکو دم سے
گلے مین تمھارے بہت زیب دینگے
مُحق عفو کے ہون گنہگار ہمسے
ترو تازہ کی کشت امید اپنی

محبت ہو زنجیر سے کیون نہ ہمکو
ستارون کے بنوا کے کنٹھے کے شمسے
رہے یادگار جہان تا قیامت
ہوے بہرہ ور فیض ابر کرم سے

وہی ایک ہی نور شاید جلایا
یہ بت سب تراشے ہین سنگ حرم سے

چراغ صنم خانہ شمع حرم سے
خدا تا ابد رکھے آتش کو ای زند

سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد
کہ ہی رونق شاعری اسکے دم سے

سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ شہرت نے کہا ای سرخیل تمنے سنا کہ کمیل ہماری دشمن ہی ہو سکتا ہی کہ اسکا سر لاؤ یہ سنکر سرخیل نے ہاتھ باندھکر کہا اگر آپ کی وہ دشمن ہی تو میری بھی رہزن ہی مین اس ذلت سے اسکو قتل کرونگا کہ سب دیکھین اور عبرت کرین غلام جاتا ہی ابھی سر لاتا ہی سر لیکر کہان آؤن ملکہ نے کہا لشکر رستم مین آنا ہم تمھاری ملازمت کرائینگے رستم تمکو سرفراز کرینگے تمکو بڑا فخر حاصل ہوگا یہ سنتے ہی سرخیل نے تلوار کھینچی جھومتا ہوا اشعار پڑھتا ہوا چلا یہان کمیل اپنی صحبت مین بیٹھی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور نے کچھ حال سنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت مین تینون گنہگارون کو رہا کر دیا قفس خالی پڑے ہین یہ سنکر کمیل گھبرا گئی اٹھکر قصر مین آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے ہین مکان سنسان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہین کمیل سر جھکائے ہوے پلٹی آکر جلسے مین بیٹھی سوچ مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی مثال آپ کو برا بھلا کہتا ہوا آتا ہی راہ مین چند ملازمون نے روکا اُنپر جا پڑا اُنکو قتل کیا قریب دربارگاہ پہونچ چکا ہی اگر حکم ہو تو دروازے پر روکین سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دین کمیل نے کہا جسطرح آتا ہے اُسی طرح آنے دو خبردار روکو نہین کنیزون نے دروازے پر جگہہ دی دیکھا کمیل نے کہ سرخیل جادو دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے۔

نظم

چھوڑکر ہمکو جو اپنے گھر کے وہ اندر چلے
یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے
بعد مردن دوست جب ہمکو لحد مین دھر چلے
پیچھے پیچھے ہم بھی سوے کوچۂ دلبر چلے
دَور کی تسبیح مین نے جب ملا جام شراب
آفتاب ای میکشو آیا تو بس اختر چلے
ساغر امید خالی رہگیا تو رہ گیا +
ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے
مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو غصے کے بعد
زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے
بام گردون سے چلا تحت الثری کو آفتاب
اُٹھ کے تہ خانے سے جب وہ اپنے کوٹھے پر چلے
رہگیا کیا دیکھکر حسرت سے ای صیاد مین
اُڑکے گلشن کو حرے کرتے ہوے جب پر چلے

جذبۂ شوق شہادت سے مرے گھر کیطرف
خود بخود شمشیر قاتل صورتِ اژدر چلے
ساقیا گردش نصیب ایسا ہون جو مرنے کے بعد
خود بخود محفل مین میری خاک کا ساغر چلے
کردیا ای وائے پی تیغ ہلال عید نے
آج شب یہ شب فرقت بھلا کیونکر چلے
میکشی کے باب مین ناسخ جناب درد سے
سن لے مصرع جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

سامنے کمیل کے آیا کمیل پر جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی او کمیل حکم ہی ملکہ شہرت کا جلد چلکر حاضر ہو تجھکو یاد فرمایا ہی اگر تامل کیا تو مین بال پکڑ کے کھینچتا ہوا لیجاؤنگا کمیل نے بسہولت جواب دیا کہا ای سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جنکا نگہبان تھا اُنکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا خواہان ہی بیٹھ جا مین تجھکو سمجھا دونگی مین تیرے ساتھ چلونگی سرخیل نے کہا کہ جلد اُٹھ دیر نہ کر ملکہ گھبراتی ہونگی مجھے راہ مین دیر ہوئی کانٹون کا جنگل طی کرکے آیا راہ مین بڑی مصیبت گذری مگر مین نے سب گوارا کی اپنے کو یہان تک پہونچایا اب دیر ہونا کیسی اُٹھ کھڑی ہو یہ کہکے طرف کمیل کے چلا چاہا کہ تلوار کا مارون کمیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آواز دی ای گرفتار جادو سرخیل کو لینا وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا مسلسل و مطوق گوشۂ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو آکر زنجیرون مین گرفتار کیا سرخیل زنجیرون سے سر ٹکراتا تھا اور آواز دیتا تھا او حرامزادی تو نے کیا کیا کہ مین سحر بھول گیا گیا مین تجھ سے باز آؤنگا جب قید سے چھوٹونگا تیرا سر لیکر خدمت محبوب مین جاؤنگا اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ موڑونگا کمیل نے کہا اسکو قفس مین بند کرو ساحر جلیل ہے ہمارا کفیل ہی ہم اُسکا سحر اُتارینگے یہ ہوش مین نہین ہی گرفتار نے سرخیل کو قفس مین بند کرکے چھت مین لٹکا دیا کمیل بعد تھوڑی دیر کے قریب قفس کے آئی دیکھا سرخیل سر ٹکرا رہا ہی کمیل کو ہزارون گالیان دیتا ہی کمیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیرین توڑین زنجیرین جو ٹوٹین سرخیل جھپٹ کر طرف کمیل کے چلا کہتا ہوا او بیحیا اب تو مین قید سے رہا ہوا سحر بھی مجھکو یاد آیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گی یہ کہکے تنتنا ہوا طرف کمیل کے چلا کمیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا سرخیل زمین پر منھ کے بل گرا کمیل نے پشت و پہلو پر سرخیل کے ہاتھ پھیرا پانی منگایا اُسپر کچھ پڑھی ہر چند کہ سرخیل چیخا مگر کمیل نے وہ پانی پلا دیا اور تھوڑا اُسکے منھ پر چھڑک دیا پانی کے چھڑکتے ہی سرخیل بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا قدمون پر کمیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کمیل نے کہا ای سرخیل بڑی خرابی یہ ہی کہ شہرت نکل گئی میرے قلب پر یہ صدمہ ہی اب وہ طلسم کشا کو مدد دیگی قصر کا حال اُسپر ظاہر ہی لوح کے مقام سے ماہر ہی اگر تمکو قتل کرتی تو مجھکو کیا نفع ہوتا لہذا تم پر سے سحر اُتارا اب تمکو مناسب یہ ہی کہ اس قصر کی حفاظت کرو آٹھ پہر گرد پھرو گرفتار جادو کہ میرا پیر کامل ہی جسوقت پکاروگے فوراً آموجود ہوگا جو کام کہوگے وہ کرے گا سرخیل بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر گرد اُس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہی یہان ہوا بھی نہ آئے یہان رستم واسطے سمک کے پریشان تھے کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ملکہ شہرت و نہنگ بحری و سمک بلداقی سب آتے ہین رستم خوشی سے کھڑے ہوگئے کہا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ انکو استقبال کرکے لائے ہمین اُنکے نہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و جہلال وغیرہ براے استقبال نکلے ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک ایک سے بمحبت ملین نہنگ بحری ہمراہ ہی سمک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم مین آیا رستم نے مقام صدر پر شہرت کو جگہ دی بلکہ یہ سردارون نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ لشکر جیسے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدر پر تخت بچھایا اُس تخت پر شہرت بیٹھین نہنگ بحری و ماہی سحر بھی شریک صحبت ہین رستم نے شہرت سے پوچھا کیون ملکہ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا ای شہریار مین نے سرخیل کو سحر کرکے روانہ کیا تھا کہ کمیل کا سر لاؤ سرخیل کی یہ حقیقت نہین ہی کہ کمیل کو قتل کرسکے کمیل نے اُسکو تسخیر کیا ہوگا ای آفتاب فلک سیر تم کاہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کاہن نے سر جھکایا دوازدہ برج ہفت سیارہ کو خیال مین لایا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہوگیا سرخیل جادو بارہ ہزار ساحرون سے گرد قصر لوح پھر رہا ہی سرخیل کو خیال جانبازی ہی چاہتا ہی کہ ہوا کا جھونکا بھی ادہر نہ آئے میری نگہبانی مین فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور یہان سے کوچ کرین جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا جہلال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ کیا صحراے نشاط آباد سے گذر کر صحراے فیل گوشان مین پہونچے فیل گوش فیل سوار ایک پہلوان یہان رہتا ہی اُسنے جو آمد لشکر طلسم کشا سُنی کمیل کو عرضی لکھی کہ ای ملکہ عالم لشکر طلسم کشا میری سرحد مین آگیا جو حکم ہو وہ بجالاؤن نامہ پاس کمیل کے پہونچا نامہ پڑھکر اُسپر حکم لکھا ای فیلگوش فیلسوار طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر لے کے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا مین پہونچاؤ جب یہ جواب

فیلگوش کو پہونچا دیوانہ وار ایک چیخ ماری ستر اسّی ہزار فوج پہلوانان زبردست ہاتھیون پر سوار نیزے ہلاتے ہوے سامنے آئے فرمایا ای افسر کیا حکم ہی فیلگوش نے جواب دیا یارو مقابلہ بخت کے بھیجین گے لشکر طلسم کشا کہ ایک دریاے قہار ہی اُس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہی یہ کہکے آپ بھی ایک فیل مست پر سوار ہوا چالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیرین کھسونڈون مین لپیٹی بعض کی سونڈ مین بٹی آہنی بعض کی سونڈ مین گرز گران آگے آگے اُنکے فیلبان نیزے ہلاتے ہوے اس ہجوم سے فیلگوش فیلسوار طرف طلسم کشا کے چلا یہان لشکر طلسم کشا صحرا مین اُتر چکا گرشہرت نے عرض کی ای شہریار یہ صحراے فیلگوشان مشہور ہی چالیس ہزار فیل مست جسکے ہمراہ رہتے ہین اگر اُسنے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشاء اللہ اگر وہ بیجا آئیگا تو سزا پائیگا خدا چاہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و مہلال نے عرض کی حضور ہم دونون کو آگے فوج کے کر دین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کر سکے رستم نے کہا اے آفتاب و مہلال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور نہین کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجین بلکہ تم لوگ پیچھے رہو اگر وہ ہم پر لشکر کشی کرے اور آکے گرے تو تم لوگ دخل نہ دینا دونون سردار سر جھکا کر رہ گئے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کے جھنّاٹے کی آواز کان مین آئی رستم باہر بارگاہ کے نکل آئے دیکھا آمد سے فیلون کی تمام صحرا سیاہ ہوگیا فیلگوش فیلسوار مست ہاتھی کو آگے بڑھائے ہوے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشا کو بہ نگاہ غور دیکھا عیار پہلو مین سیاہ روے جہانگرد اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیون ای سیاہ رو کل فوج کو اشارہ کر دون کہ لشکر طلسم کشا برباد ہو سیاہ رو نے کہا ای شہریار جرأت طلسم کشا حد پر پہونچی ہی کسی جنگ سے طلسم کشا عاجز نہین ہی تمام فیل اُس غیر کے سامنے سے بھاگین گے لشکر کو اُتار لیجیے جلدی نہ کیجیے ایسا نہو کہ بھاگ کر کسی جنگل مین جانا ہو دن کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اُترا ایک بارگاہ استادہ کرائی فیلسوار پشتہاے فیلان سے اُترے بارگاہون مین داخل ہوے ہاتھی تھانون پر باندھے جبکہ فیلسوار نیر اعظم بصد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اُس سے پوچھا کہ کیون ای کلید عقل مین کیا صلاح ہی سیاہ رو نے کہا ظاہر مین دھوکہ دینے کو طبل جنگی بجوا دیجیے

اور دو پہر رات گئے لشکر طلسم کشا پر شبخون ماریے ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ صلاح قرار ہوئی چُپکے چُپکے لشکر تیار ہونے لگا لشکر طلسم کشا مین یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنون نے طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد تھوڑے عرصے کے لال کاغذ نگاہ سے طلسم کشا کی گذرا جس سے مراد یہ ہی کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہی رستم نے سمک کو حکم دیا کہ تیاری کرو آفتاب و جہلال نے منت عرض کی کہ آج طلایہ غلامون کے سپرد ہو ایسے دشمن سخت سے مقابلہ ہی ایسا نہو کہ مکار کچھ فتور کرین رستم نے نہ مانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے طلایے پر آئے بازارون مین سوار و پیدل مقرر کیے آپ دو سو سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھکر کھڑے ہوے سمک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلون کو تیار کر رہے ہین سمک نے فقیر بنکے دریافت کیا ایک کے منھ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شبخون مارنا منظور ہی جاتے ہی مسلمانون کو مارینگے سمک یلداقی یہ حال دریافت کرکے بھاگا خدمت رستم مین آیا تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر دشمن سے شبخون آیا چاہتا ہی تیاری ہو رہی ہی یہ سنکر رستم نے آستینین چڑھائین اور بقہر و غضب تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سمک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کردون رستم مانع ہوے فرمایا ای سمک انشاء اللہ بیرون لشکر انکو روکونگا ساحرون کو خبر نہو تو بہتر ہی قضاے کار ملکہ شہرت لیٹے لیٹے گھبرائین کنیزون سے کہا دریافت تو کرو طلسم کشا طلایے پر کیا کر رہے ہین- کنیزین آئین اور آکر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دو سو سوار ساتھ لیے ہوے لشکر دشمن دیکھ رہے ہین کنیزون نے سمک سے پوچھا سمک نے جواب دیا کہ لشکر دشمن سے شبخون آنے کو ہی وہ لوگ تیاریان کر رہے ہین کنیزین بھاگین ملکہ شہرت سے آکر ذکر کیا ملکہ یہ خبر سنکر گھبرا گئین تاج پہنے ہوے باہر نکلین سب سرداران ساحر اپنے خیمون سے نکل آئے جہلال و آفتاب نے بڑھکر عرض کی اسوقت حضور خلاف وقت کیون بارگاہ سے نکلین جو حکم ہو غلامان جانباز بجا لائین ملکہ نے گھبرا کر جواب دیا ای آفتاب ہم کیسے بادشاہ ہین تم کیسے رفیق لشکر دشمن مین تیاری شبخون کی ہو رہی ہی اُس طرف آپ لوگ دیکھ چکے کہ چالیس ہزار زنجیر فیل ہی اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہوگا کہ آندھی سیاہ اُٹھی ہی یا کوہ ہاے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلاے ناگہانی کے روکنے کو خود وہ اکیلے کھڑے ہین سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کرکے فوج دشمن کو روکینگے

آفتاب نے عرض کی حضور روکنا کیسا ہاتھیون کو پلٹا دینگے لشکر دشمن پامال ہو مکارون کا عجیب حال ہو چالیس افسر پیش بائیس ہزار ساحران غدار جہان رستم کھڑے تھے وہان آکر ملکہ شہرت پہونچین رستم نے پوچھا اسوقت حضور نے کیون تکلیف کی شہرت نے کہا ہمنے خبر پائی کہ لشکر دشمن آمادۂ شبخون ہی ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت مین حاضر ہوے سرداران خیر خواہ ایسی خبر وحشت اثر سنکر کب تامل کرتے ہین جسوقت جسنے خبر سنی وہ حاضر ہوا مین نے کسی کو بلایا نہین رستم نے کہا ملکہ ہمارے قبلہ وکعبہ کا یہ دستور ہی کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہین رکھتے مین یہ ننگ نہ گوارا کرونگا آپ لوگ پلٹ جائین ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہون خواہ آپ آزردہ ہون رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبخون کا ارادہ کرے دیکھنا کیسا شکار کھیلتے ہین فیلگوش کو خبر پہونچی کہ لشکر تیار ہی حضور آوین تو سب چلین فیلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ذرا بڑھ کر دیکھ اب تو سب پڑے سو رہے ہونگے عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ مین لیے کھڑے ہین اور ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہی جسنے سنا کہ افسر ہمارا گیا اٹھا اور چلا فوجین سب تیار ہوگئین ہر غول مین یہی چرچا ہی کہ لشکر دشمن اگر شبخون آئیگا تو ان بیچارون کو بھاگنے رستہ نہ ملیگا سیاہ رو نے دیکھا دمبدم فوجین جمع ہوتی جاتی ہین رستم منع کررہے ہین کہ آپ لوگون نے کیون تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہین اپنے آقا کو کچھ جواب نہین دیتے سیاہ رو یہ معرکہ دیکھکر پلٹا آکر فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آمادہ بہ جنگ ہو گیا کہین کہ کیسی تیاری ہی آپ لوگ جاکر بہت محجوب ہونگے شکست کھا کے پلٹین گے تین یا چار لاکھ جوان مسلح ہو کر پاس طلسم کشا کے آچکے آپ کی جمعیت کو کیا خیال مین لائینگے یہ سنکر فیلگوش فیلسوار نے یہ حکم دیا یارو کمر کھولڈالو اپنے اپنے مقام پر جاکر اترو کل میدان مین مقابلہ کرکے بس نرد ا دیکھا جائیگا یہ کہکے فیلگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا آخر رستم وقت نماز پلٹے آکے نماز پڑھی نماز پڑھ کے باہر آئے میدان مین آکر ٹھہرے سوار ہو کر چلے ادھر سے فیلگوش مع فوج مذکور بڑے کروفر سے میدان مین آیا صفین جمائین نقیب نقابت کھلکے ہٹے کڑکیتون نے بڑھکر اشعار پڑھے ۔ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے ہین منزل سے
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھین
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

یہ اشعار پڑھکر جو کڑکیت ہٹے فیلگوش نے طرف بائین کے دیکھا مینوش فیلسوار نے ہاتھی اپنا بڑھایا بڑھاکر بھائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا ای برادر مینوش رستم کو للکارنا مینوش میدان مین آیا آکے سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی طلسم کشا کہان ہین منم مینوش فیلسوار اُنکی جرائت دیکھنا چاہتا ہون رستم نے مرکب صف سے نکالا سردار سب قدمون سے لپٹ گئے کہا ای شہریار آپ اس دیو خصال کے مقابلے مین جاتے ہین غلامون کو حکم ہو آفتاب فلک سیر قدمون پر گرتا ہی رستم نے کہا ای برادر وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے قبلۂ وکعبہ کا قانون ہی جو جسکا نام لیکر پکارے وہ جائے شہرت کی بیقراری سردارون سے کہتی ہین صاحبو انکو روکو اس دیو خصال کے مقابلے مین جاتے ہین خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھاکر سامنے تخت کے آئے فرمایا ای ملکۂ عالم تمسے رخصت ہوتے ہین وہ بیحیا ہمارا نام لیکر پکار رہا ہی شہرت کا دل بھرا ہوا تھا رستم نے رخصت مانگی ملکہ کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار رونے لگین رستم نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ مین اس بیحیا کے دماغ سے غرور نکالے دیتا ہون قد و قامت کا خیال نہ کرو شیر کے بچے ہاتھی کو مار لیتے ہین اسکا قد و قامت دیکھنے کا ہی ملکہ نے ناچار ہوکر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا اور رجہ بزرگان دین مین اُنکی حفاظت مین آپکو دیا خدا آپ کو اس دیو خصال پر مظفر و منصور کرے رستم نے مرکب عربی کو پھیرا استر بالا کبود فرنگی آج کل بیکار ہی اور مرکب عربی پر سوار ہین گھوڑا طرارے بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا سامنے مینوش کے

بہو نے مینوش صورت زیبا دیکھکر بہت خوش ہوا آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے اور کیسکو دیکھا تم خود ہی میرے مقابلے مین آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تمکو میرے ہاتھ سے بچاتا رستم نے کہا او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کر اسقدر نہ بھول مینوش نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ مینوش تنگ ہو رہا ہی ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینوش کے نکل گیا مینوش نے خواصی سے گرز اٹھا کر کہا ای طلسم کشا اگر اس گرز کو پہاڑ پر مارون تو بیخ کوہ ہلادون انسان کی کیا حقیقت ہی ملکہ شہرت نے جو گرز ہاتھ مین مینوش کے دیکھا بیتاب ہوگئین کنیزون سے کہا صاحبو دعا مانگو یہ شہریار اگر مقابلے مین اس نامرد کے نہ ہوتا تو مین سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا اس گرز کی ضرب کو کیونکر روکین گے آفتاب برابر تخت کے تھا آفتاب نے کہا ای ملکہ عالم آپ نہ گھبرائیے ایسے بہت پہلوانون کو رستم نے مارا ہی ماشاء اللہ فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق زور انکے رگ و ریشے مین شیر صحرائی مثل روباہ انکے بیشے مین دیکھیے ملاحظہ کیجیے ملکہ کا قلب کانپ رہا ہی مینوش نے دو دستی گرز مارا رستم نے گرز اپنا اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز مینوش جو آکر گرز رستم پر پڑا تڑاقے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملکہ تو بیقرار ہوگئین کلیجہ پکڑ لیا یہان جو سمک بلداقی نے دیکھا کہ تیغ گرد مین رستم چھپے چھاگل مین پانی لیکر بیچ مین گھس پڑا پانی کے چھینٹے مارے سب نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہین اور مینوش غریو کر رہا ہی کہ اب ہڈی تک رستم کی دلیگی مگر سمک نے دیکھا کہ شاہزادے کی زرہ کی کڑیان ٹوٹ گئین الجھی ہوئی معلوم ہوتی ہین مگر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے زمین کو لگے سمک نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہی رستم نے چاہا گھوڑے کو بڑھاؤن سمک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا گھوڑے نے تو گر کر جان دی مینوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بچ گیا جی چھوٹ گئے ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا دیے ملکہ نے بیقرار ہو کر فرمایا ای آفتاب اب میرے دل کو تاب نہین مین سحر کرتی ہون کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہی انکی بیوقوفی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہین آفتاب نے کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے رستم کے زور کو

دیکھیے رستم نے جو دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے سونڈ مین لپیٹے رستم نے سونڈ کو دونون ہاتھون سے تھاما دونون پاؤن ہاتھی کے جمائے نعرہ تکبیر لیکے ہلّہ مارا مع زخرے گردن ہاتھی کی گھسیٹ لی ہاتھی نے چرخ کھایا مینوش کے ہوش اُڑ گئے مینوش کا نشہ اُتر گیا ہاتھی سے کودا رستم کو جو پیدل پایا دوڑ کر لپٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین مینوش نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے مینوش کو دنگ کر دیا مینوش چاہتا ہے جان بچاؤن مگر خیال ہے کہ جان نہین بچیگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوڑ کے الگ ہوا کہا اے طلسم کشا مین شب کو مقابلہ نہین کرتا ہر چند رستم نے فرمایا کہ روشنی کراؤ دیکھنے والے دیکھ لینگے مینوش نے نہ مانا گینڈے پر سوار ہو کے بھاگا اپنے لشکر مین آیا فیلگوش نے پوچھا اے برادر طلسم کشا کو زور مین کیسا پایا مینوش کانپنے لگا کہا اے برادر سارا نشہ جرأت اُتر گیا رگ و ریشہ مین رستم کے زور بھرا ہوا ہے کسی فن مین کمی نہین مین سمجھا تھا کشتی مین ہاتھ پاؤن توڑ دونگا مگر کشتی مین بھی پنجہ نہ قابض ہوا آخر مین اپنی جان بچا کے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کر کے رستم کو پکڑ لائے فیلگوش نے بارگاہ مین آکر سیاہ رو کو بلایا کہا اے سیاہ رو تو نے سنا بھائی صاحب کے جی چھوٹ گئے کہتے پھرتے ہین کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤ گے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم مین پہونچاؤ اور عیاری کر کے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی مین ابھی جا کے پکڑے لاتا ہون ہر چند کہ عیار طلسم کشا کا فرزند عمرو ہے مگر میرے سامنے کیا مجال ہے کہ دم مار سکے مین فوراً گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکے سیاہ رو نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا صحرا کو طے کر کے لشکر طلسم کشا مین پہونچا پھرنے لگا آخر چار طرف بارگاہ کے چرخ مارا ایک مقام پر ٹھہرا پشت پر بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اسی کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب لگانے لگا سمک طلایہ پھر رہا تھا طلایہ پھرتے پھرتے گھبرایا ایک مقام پر آ کے دیکھا مٹی کے انبار ہین قریب انبار آ کے جو دیکھا تو مُہرہ نقب کا ہے اب سمک سوچا کہ اگر مین نقب مین گیا تو عیار بھاگ کر نکل جائیگا مین اسی مقام پر ٹھہرون پشتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا بہ آسانی گرفتار کرونگا سمک۔ تو حلقہ ہاے کمند لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے مُہرہ نقب کا بارگاہ مین آ کر توڑا یہ قاعدہ مقرری رستم کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب مین کودا نصف نقب مین آکر سوچا کہ اے

سیاہ رو شاید اتنے عرصے مین کوئی آگیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے پلٹا اور طرف آکر کھودنا شروع کیا ایک نخل کے نیچے مہرہ نقب کا آکر توڑا پلٹ کے دیکھا کہ مہرۂ اول پر ایک عیار حلقہ ہائے کمند لیے بیٹھا ہی بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی یہ عنایت خداوند لات و منات ہی یا زور تقدیر ہفت پیکر کہ بیچ مین نقب کے دل دھڑکا مین خوب اسطرف نکل آیا اگر اُدھر جاتا بے شک گرفتار ہوتا جان بچانا دشوار ہوتا یہ سوچکر راستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سمک کو جب یہان عرصہ گذرا تو سوچا کہ ای سمک عرصہ ہوا ادھر وہ نہ آیا اور طرف سے نہ نکل گیا ہو یہ سوچکر نقب مین کودا نیمچہ چمکاتا ہوا بارگاہ مین جو آیا پلنگ پر آقا کو نہ پایا سمک گھبرا گیا پھر نقب مین پھاندا بیچ نقب سے آکر دیکھا دوسری جانب اُسنے نقب لگائی جی مین کہتا ہی ای سمک حقیقت مین بڑا ہوشیار تھا گویا کسی نے کہدیا اُسی نقب مین چلا مہرے سے آکر نکلا صحرا کا راستہ طی کرتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی سمک جھپٹا جب تک سمک پہونچے جب تک سیاہ رو داخل لشکر ہوگیا فیلگوش رات بھر جاگا آواز دنگ کی جو سُنی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار پشتارہ بدوش آتا ہی آواز دی کہ ای یار وفادار شیر یار روباہ عیار نے آواز دی آپکے ملازم ہمیشہ شیر رہتے ہیں مگر ایک بلا میرے پیچھے آتی ہی اُس سے جان بچے تو بڑی بات ہی یہ کہتا ہوا قصد کیا کہ قریب اپنے آقا کے پہونچون کہ فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گذار مثل بلائے ناگہانی پہونچا اور بیٹھ کر نیمچہ مارا کہ دونون پانون سیاہ رو عیار کے اُڑ گئے سیاہ رو گرا اُس عیار طرار نے مثل بجلی کے چمک کر پشتارہ لیا اور دوش پر لگایا کہ فیلگوش نے چلا کر آواز دی ارے یارو اس عیار کو لینا میرے عیار کو مارے جاتا ہی اور پشتارہ طلسم کشا کا لیے جاتا ہی چہار سمت سے ملازم دوڑے جتنے سمک کو تلوارین مارنے لگے سمک نے ایک جست کی ایک درخت کے نیچے ٹھہر پشتارہ دوش سے اُتارا ایک تختۂ سنگ پر رکھکر جواب دافع داروے بیہوشی رستم پر مار دیا اور گرد پھر کر لڑنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا زخمون مین چور چور لڑ رہا ہی اپنے کو کمندون مین بندھا ہوا پایا رستم نے کمندین توڑین نعرہ کرکے اُٹھے نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چہر رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + سمک نے نیمچہ ہاتھ مین رستم کے دیا اُٹھکر لڑنے لگے سپاہیون کو مار کر ہٹایا اطرح جو ہوا فیلگوش اپنی بارگاہ مین پڑا سو رہا تھا یہ شور سُنکر جھومتا ہوا نکلا دیکھا رستم در بارگاہ پر لڑ رہے ہین تلوار لیکر دوڑا قریب

رستم کے پہونچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آفتاب بچیے گا مکار پشت پر سے ہاتھ مارتا ہو
رستم نے قصد کیا پلٹون مگر تیغہ اُسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوے لیکن زخم کھا کر تیور بدل گئے مینوش
پر جا پڑے اُسنے تلوار جھکائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر مارا کہ لٹھے
کا لٹھ گرا سمک تو گرد پھرنے لگا رستم کود کر چھاتی پر مینوش کی سوار ہوے فرمایا او نامرد مردان عالم کی
پاپوش کی گرد شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہو اُسنے جواب سخت دیا رستم نے چھاتی سے مینوش کی
اُٹھکر ایک پانوٗن دونون پانوٗن سے دبایا اور ایک پانوٗن دونون ہاتھون سے پکڑکر ایک ہکہ مارا مینوش
کو سامنے فیلگوش کے مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیا آنکھون کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا آگیا للکار کر
آواز دی ای رستم غضب کیا میری آنکھون کے سامنے میرے بھائی کو چیرا مین دخل نہ دیتا مگر اب
نہ جانے دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ برق زا نیام سے کھینچا گویا اژدہا غار سے بل کرکے نکلا
جوڑا تیغہ جوان طاقت دار تیغہ لنگر دار سر سے رستم کے خون بہ رہا ہو کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش
قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال مین کہ سر زخمی قطرات خون روے زیبا پر بہ رہے ہین
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا رکھکر جھٹکا مارا کہ فیلگوش منھ کے بل زمین پر آیا چہار طرف سے نامردون نے
جو حملے کیے آخر رستم نے چھوڑدیا جان بچاکر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جاتا ہو کہتا ہو کہ یارو
بڑی غیرت کی بات ہو کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھون کے سامنے مارا گیا
حیف ہو کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سُنکر پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعض
نے آکر یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پر پیل دیا ہاتھی نے بڑھکر چاہا رستم کو سونڈ مین لپیٹون رستم نے
دونون ہاتھ سامنے کردیے اور آواز دی کہ او نامرد تیرا حوصلہ خالی نہ جائے جو تونے ارادہ کیا وہ پورا
ہوا اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ مین ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ تھام کر ہکہ مارا مع زنجرے
گردن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی گئی فیلسوار رستم نے
جو بمردی مارے کافرون کے جسم مین تھرتھری پڑگئی مگر چالیس ہزار نامرد مین لینا لینا کر رہے ہین
بیچ مین رستم مثل شیر خشم آلود کبھی داہنے پر جا پڑے کبھی بائین پر کبھی روبرو کبھی پشت پر سیکڑون
لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کہ ایک طرف سے سناٹے کی آواز آئی دیکھا ملکہ شہرت تیغہ ہاتھ مین
جھولی بائین ہاتھ پر گولے مارتی ہوئی آتی ہین ایک طرف آفتاب فلک سیر اور ایک طرف

جھلال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے جھلا کر آواز دی ہان ہان ای ملکہ عالم سحر نکرنا جھلال اور آفتاب تو ٹرک گئے مگر ملکہ رنگین فیلگوش جو بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ نے اُسکی گردن لی للکار کر کہا کہ او نامرد اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہی کچھ تجھکو خیال جرأت نہین ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا اُڑ گیا فیلگوش کا مرنا کہ کافر بھاگے آفتاب و جھلال لڑتے ہوے قریب رستم کے آئے عرض کی ای شہریار گھوڑے پر سوار ہو جیے جسوقت ہم لوگون نے خبر سُنی تاب نہ باقی رہی یہ مکاریون مکاری کرتے ہین مگر حضور سمک نے کیا جرأت کی ہی رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین کہ ہمیشہ خواجہ عمرو نے قبلہ و کعبہ کے واسطے جان لگا دی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافرون کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے ہین جب چاہ الماس مین صاحبقران داخل ہوے تو خواجہ عمرو ہی ساتھ تھے جبدن سراجہ جادو دختر دمامہ کو مارا ہی تو چاہ الماس کی زمین کانپتی تھی اور دربار مین دمامہ کے یہی ذکر تھا کہ آج عمرو نے آفتاب چاہ الماس غروب کر دیا دمامہ کا مارنا عمرو ہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھکر اُسکو داخل زنبیل کیا صاحبقران اُس جنگ مین غائب ہو گئے تھے خواجہ عمرو اشقر پر صاحبقران نامور کے سوار ہوے اور جنگ مغلوبہ کو سنبھالا کہ جسمین بائیس لاکھ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سبکو خواجہ پھیر کر لائے اور صاحبقران کی تلاش مین مصروف ہوے یہ اُن کا فرزند دلبند ہی کسی جرأت مین کب نبد ہی اب مال و اسباب کافرون کا لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر اپنے مقام پر فروکش ہوے جشن فتح ترتیب دیا اُس روز تخت پر ملکہ شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوے تمام لشکر مین روشنی جابجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہی سب نے سمک سے کہا کہ ای مہتر والا گہر آج اس جلسے مین تم کچھ گاؤ سمک نے اول انکار کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سمک بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز ملائے اور سمک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

تن سے بار سر آمادۂ سودا اُترا
شکر ہی خنجر قاتل کا تقاضا اُترا
اسقدر اپنے یم اشک نے کی موج زنی
آخر کار نظر سے مری دریا اُترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا
جل کے جن تجھسے نہ آتش سودا اُترا
وصل کے بعد کسطرح سے ہو رنج فراق
درد سر ہوتا ہی جب نشۂ صہبا اُترا
شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا اب
خون تری آنکھون مین ای بلبل شیدا اُترا

اُس محفل مین عجب ہنگامہ ہی سب سردار سماک کی تعریفین کر رہے ہین اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہی کہ اپنے مقام پر بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کمیل جادو آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نمایان ہوئی آکے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کمیل نے رو رو کر حال شہرت کا بیان کیا کہا حضور دیکھیے اب فلک کیا دکھائے محیط حال پر کمیل کے افسوس کر رہی ہی کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی محیط و کمیل نے دیکھا کہ ہزارہا ہاتھی پشتین اُنکی سوارون سے خالی سونڈ سے خاک اڑاتے ہوے اور کئی ہزار جوان ایک لاش مین لپٹے ہوے روتے پیٹتے چلے آتے ہین محیط نے کنیزون کو اشارہ کیا ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر شکست خوردہ ہی لاش کسکی لیے جاتے ہین کنیزین گئین اور سبکو لیکرکے آئین عرض کی لاشہ فیلگوش فیلسوار مقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہین آپکے پاس فریادی آئے ہین اور حضور تین دن تین راتین ہمسکو بھاگتے گذرین محیط نے پوچھا آخر فیلگوش کو کسنے مارا کنیزون نے کہا بی کمیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر فیلگوش کا اُڑ گیا باعث خرابی کا ذات سے مینوش کی پیدا ہوا کہ مینوش روز اول طلسم کشا سے لڑا مگر جی مینوش کے چھوٹ گئے پھر اُسنے آکر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیجکر طلسم کشا کو پکڑوا بھیجے عیار گیا اور طلسم کو پکڑ لایا عیار اُنکا نہ ساحرون سے بند نہ پہلوانون سے اُسنے آکر سامنے فیلگوش کے سیاہ رو کو مارا اُس سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والون نے قصد کیا کہ بلوہ کرین عیار نے سردار کو ہوشیار کیا اسی بلوہ مین فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا ای کمیل بڑی ذلت کی بات ہی اب طلسم کشا جو کوچ کیے ہوے آتا ہی ساحر اُسکے ساتھ موجود ہین قصر لوح کو بی نہنگ بحری وغیرہ دیکھ گئین وہ طلسم کشا کو لے آئینگی بالاے قصر لوح پہونچائینگی یہ تو بخوبی ثابت ہو چکا کہ یہ شخص طلسم کشا ہی اگر طلسم کشا حقیقی نہوتا تو تحفہ جات دستیاب نہوتے جری بہادر صف شکن تیغ زن مگر ای کمیل ایک ساحرہ مین نے آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہی اب اُسکو روانہ کرتی ہون کہ وہ جاکر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کرے کر ایک سے ایک جدا ہوئے طلسم کشا کے لیے دشت پیمائی بادیہ گردی نصیب ہو کیا عجب ہی کہ اس انتشار مین طلسم کشا کا کام تمام ہو کمیل نے کہا آپ ہماری افسر ہین بہتر سے بہتر ہین آپ سے زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہی آپ ہی ہم سبکو بچائینگی اگر طلسم کشا لوح پا گیا تو کون روک سکے گا بدون حصول لوح جو جاتا ہی شکست کھاتا ہی فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے صحرائے فیلگوشتان

قبضہ نہین کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہکے آواز دی کہ ای بلند پرواز ذرا ہمارے پاس آؤ کمیل نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوے کمر سے نیچے لٹکتے ہوے دو زنگنین سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھ پھولے پھولے گال لال کپڑے پہنے ہمراہ تھین محیط کو سلام کیا کہا کیون واری کیا میرے ہوا کھانے کے دن آ گئے وقت تنہائی موقوف ہوا اب مین دنیا کی ہوا کھاؤن محیط نے کہا ای بلند پرواز تمھاری ہوا کھانے کا وقت آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہی کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ملقب بہ رستم پیل تن کشندۂ قویل و دویل طلسم کشائی کرتا آتا ہی دربندون پر قبضہ کر لیا حتی کہ فیلگوش فیلسوار مارا گیا رستم اب کل کوچ کرینگے ابکی مرتبہ لشکر آکر صحراے کمیل مین اُترے گا۔ بی شہرت طلسم کشا کو بالاے قصر لوح پہونچائینگی کاہن طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوازدہ بروج و ہفت کواکب آٹھ پہر رہتے ہین وہ ساعت نیک دیکھکر لیجائیگا اگر لوح طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا ای بلند پرواز ہو سکتا ہی جاکر طلسم کشا کو آوارہ کرو کہا واری یہ تو میرا کام ہی دوستون کو دشمن کرا دون طلسم کشا ایسے لشکر سے جدا ہون کہ پھر لشکر جمع نہ ہو سکے صحراے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائیں مجھے کوئی سامان بھی نہین چاہیے یہ دونون زنگنین کہ ہزارون مردون پر بھاری ہین صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہی محیط سے بخوبی وعدہ کر کے بلند پرواز چلی یہان طلسم کشا نے شبکو جشن کیا صبح کو اٹھکر بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر ٹکڑے ہاے ابر آئے کچھ بوندیان بھی پڑنے لگین رستم نے کہا ہم برائے شکار جائینگے آج تیسرے پہر کو صحرا مین جاکر شکار کھیلین کل آکر کوچ کرین سمک نے پہلے قراول جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آیا عرض کی ای شہریار سامان شکار تیار ہی مگر دھوپ کی بڑی تیزی ہی کل صبح کو تشریف لیجائیے آج قصد نہ کیجیے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ ہی مین دل چاہتا ہی سمک مجبور ہو کر خاموش ہوا دوپہر ڈھلے طلسم کشا سوار ہوے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم تو صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ملکہ شہرت تخت پر بیٹھی ہین مقدمات مالی و ملکی پیش ہو رہے ہین خراج جو ملکون سے آیا ہی ملکہ خراج داخل خزانہ کرا رہی ہین کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازہ پر سمک آیا ہی حضور کو بلاتا ہی ملکہ اُٹھکر بہ آئین سمک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کو طلسم کشا نے یاد کیا ہی اور نہنگ بحری کو اشارے سے بلایا کہا تم بھی ملکہ کے ساتھ آنا یہ کہکے سمک چلا گیا شہرت

کو خوشی ہی کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہی جنگل مین خوب منگل ہوگا نہنگ بحری کو بھی ترغیب دے رہی ہین کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پچاس کنیزون کو اور نہنگ بحری کو ساتھ لیا طرف صحرا کے یہ بھی روانہ ہوئین ماہی سحر کو بڑا افسوس ہی کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو بلایا ہمین نہ یاد کیا کنیزون نے عرض کی دروازے پر ایک چوبدار آیا ہی ملکہ ماہی سحر جو باہر آئین دیکھا یہ چوبدار رستم کے ساتھ کا ہی کہ رہا ہی کہ ای ماہی سحر طلسم کشا نے تمھین بھی بلایا ہی ساتھ والیون سے ہنسکر کہا طلسم کشا کی عنایت ومحبت کے مین تصدق ہوجاؤن کہ مجھکو بھی صحرا مین یاد کیا ہی بی شہرت کو بڑا ناز ہی کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا مین کیا اُن سے مرتبے مین کم ہون یہ کہکے کنیزون کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزون نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا ماہی سحر نے سو کنیزین ساتھ لین یہ بھی خدمت مین طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک سیر گھبرا رہا ہی کہ شاہزادہ صحرا مین اکیلا ہی ہرچند کہ ملکہ شہرت تشریف لیگئین بخوبی نگہبانی کرینگی مگر افسوس ہی کہ ہم ساتھ نہ ہوے کہ خادمون نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک شتر سوار نامہ لیکر طلسم کشا کا آیا ہی آفتاب باہر نکل آیا شتر سوار نے فرمان رستم کا ہاتھ مین آفتاب کے دیا آفتاب نے پڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کہ ای آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر ہمارے مقابلے کو بھیجے ہین آفتاب اُسی وقت دوسو غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت رستم مین چلا جہلال سرکش کو بڑا انتشار ہی کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئین اُنکے بعد آفتاب بھی گیا ہمکو آقا نے کیون نہین طلب فرمایا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی ای جہلال دروازے پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہی آپکو طلب فرمایا ہی جہلال بحال ہوگیا اور حکم کیا کہ جسقدر ساحر وغیرساحر ہماری بارگاہ مین موجود ہین سب تیار ہون سب تیار ہوکر جہلال کے ساتھ ہوے یہ بھی ایک سمت روانہ ہوے جہلال چلتے وقت کل لشکر سے کہتا گیا کہ سب تیار ہوکر ہمارے پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہین اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہی سب تیار ہوکر چلے مگر اول رستم جو صحرا مین آئے نماز ظہرین پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوے پہر بھر کامل شکار طائران ہوا کا کرکے فرمایا ای سمک کوئی آہو دستیاب نہوا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے کہ ہرکارے بھیجے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر شکار

متعدد ہی رستم نے اُس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا سامنے چند آہو چر رہے ہین رستم نے ایک آہو پر گھوڑا ڈالا تعاقب مین آہو کے چلے اور سوار اور آہو دن پر گھوڑے ڈالکر روانہ ہو گئے مگر رستم گھوڑا ڈالے ہوے آہو کے پیچھے جاتے ہین آہو نے پھر بھر کامل جست وخیز کی ایک مقام پر جاکر آہو چوکڑی بھولا رستم نے تیر مارا آہو تیر کھا کر بھاگا رستم حیران تھے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو نگرا حیران ہوکر اسی مقام پر اُترے سمجھے کہ یہ مقدمہ خالی از اسرار نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب نکل گیا رستم نخل کے سایے مین ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہی نظم

کام آخر ہوا اپنا صفِ مژگان سے
حسرت تیر لیے جاتے ہین ترکستان سے

وصل کے بعد کھلا ہمکو غم ہجران سے
نہین ہوتی ہی مکافات عمل انسان سے

حیف ہی خاک کا پتلا نکرے یاد اُسکو
الفت اللہ کو کس مرتبہ ہی انسان سے

باغ مین زلف وخط یار ہی یاد آجاتا
کبھی سنبل سے اُلجھتا ہون کبھی ریحان سے

گردشِ بخت ہی یا گردش پرکار آتش
پاؤن اُٹھتا نہین اس دائرہ دوران سے

یہ اشعار اس سوز وگداز سے کوئی پڑھکر رو رہا ہی کہ رستم بیتاب ہو گئے فوراً اپنے مقام سے اُٹھے طرف آواز کے چلے چند نخل طے کیے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جسمین برگ وشاخ کا پتہ نہین اُسکے نیچے ایک جوان خوش رو خوشنما تاج ڈھلکا ہوا گریبان پھٹا ہوا مُنھ پر خاک دامن وگریبان چاک چاک رو رو کر اشعار مذکور پڑھ رہا ہی رستم حال زار اُس جوان کا دیکھکر نہایت پریشان ہوے گھوڑے سے اُترکر قریب آئے فرمایا اے جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اُسکا علاج کرین وہ جوان اور رونے لگا کہا اے شہریار میرا درد علاج پذیر نہین رستم نے کہا جتنے درد پروردگار نے خلق کیے ہین سبکا علاج بھی تعلیم فرمایا ہی تو بیدل ہو ہم بدل وجان کوشش کرینگے جوان نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی رستم نے اپنا حسب ونسب ظاہر کیا اور فرمایا مین فتاح طلسم ہفت پیکر ہون وہ جوان قدمون پر گر پڑا کہا کیا عجب ہی کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب مین آئے تھے اُنھون نے نشان بتایا تھا کہ فتاح طلسم ہفت پیکر سے تیرا مدعاے دلی حاصل ہوگا یہ کہکر عرض کی اے شہریار باپ میرا سالم نیزہ باز ہی غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہین ایک دن براے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک خراب رہا ہون حتی کہ گھر بار چھوٹا یہ جنگل اپنا مقام ہوا سامنے پہاڑ ہی کہ اُسکو کوہ بے ستون کہتے ہین

وہان ایک قزاق رہتا ہی کہ اُسنے راستہ بند کر دیا ہی جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہی اور بالائے کوہ چلا جاتا ہی ہر شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہی اکثر بادشاہوں کی ارسالین لوٹتین بادشاہون نے آکر گھیرا مگر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بند کر لیتا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نکر سکے آخر ناچار ہو کر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیر خوردہ میرے سامنے آیا مین نے اُسے شکار کیا عقب مین اُس آہو کے ایک نقابدار بادلہ پوش آیا مجھسے تکرار کرنے لگا کہ میرا شکار کیون تو نے مارا مین نے جواب سخت دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کلائی تھام کے کمر مین ہاتھ ڈالا زخمی ہاتھ کی معلوم ہوئی مگر اُسکو اُٹھا لیا بند نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکۂ ابر ہٹا اور چاند نکل آیا اُس معشوق خوبرو کو دیکھکر میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا غش کھاکے گرا وہ نازنین بھی مجھپر مائل ہوئی سر میرا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد و غبار پاک کیا مجھکو ہوش مین لائی مین اُٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسنے نام اپنا قتال عنبرین مو بتایا مین اُس سے بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی قزاق تھا کہ ایک شکار کھیلنے آیا بیٹی پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کرکے ملازمون کے حوالے کر دیا مجھسے کہا کہ تو تاجدار ہی اگر خواہان وصل کا میری دختر سے ہی تو لشکر لیکر آ اگر مجھکو زیر کر تو مین تیرے ساتھ شادی کر دون مجھکو بھی اپنی سپاہ گری پر ناز تھا اپنے ملک مین آیا بیمار پڑ گیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کرکے باپ نے فوراً لشکر تیار کیا مین نے جاکر مفتون قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اُترا آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون کو طلب کیا مفتون خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُسنے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھ کے ہٹا لیا اور کہا کہ جا کبھی ایسا ارادہ نکرنا مین روتا پیٹتا اپنے قلعے مین آیا مہینون بیمار پڑا رہا ایک شب کو خواب مین دیکھا کہ فلان صحرا مین جاکر مسکن کر فرزند صاحبقران وہان تشریف لائینگے تیرے کفیل ہونگے شکر ہی کہ آج قدمون تک پہونچا میری دستگیری فرمائیے معشوق سے مجھکو ملائیے وہ قید ہی مین آوارہ دشت ادبار رستم نے سر سینے سے لگایا فرمایا کہ ای سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھکو تیرے معشوق تک پہونچاونگا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر تخت پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہین خیمے لدے ہوئے ہمراہ آکر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھا گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند آج تجھکو خوش پاتا ہون سلیم نے کہا ای باپ آج باعث خوشی کا یہ ہی کہ رستم سے ملاقات ہوئی انکو خدا نے پہونچایا معشوق ملانے کا

اقرار فرماتے ہین امید قوی ہی کہ انشاء اللہ معشوق ملے مین تو دین اسلام مین آیا باپ نے بیٹے کو لباس پہنایا بارگاہ استاد کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ مین آئے خاطر کی دوسرے دن سوار ہوکر طرف کوہ بے ستون کے چلے مفتون قزاق کاروان لوٹ کر آیا ہی زیر کوہ اُترا ہوا ہی مال جو لوٹ کر لایا بالاے کوہ بھیج رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہی مفتون نے پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہوا اب کس بھروسے پر آتا ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ فرزند صاحبقران کو لیکر آتا ہی مفتون نے کہا مین تو خواہان تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے کو آئے مین اُسے گرفتار کرکے خدمت خداوند مین بھیجون یہ کہکر مفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے رستم تخت پر باپ بیٹے سوار پشت پر لشکر آکر اُترے مفتون بہت خوش ہی قزاق اُسکے کہ رہے ہین اگر حکم دیجیے تو لشکر مین گھس پڑین مال لوٹ لین طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین شام کو مفتون نے طبل جنگی بجوایا ساتھ والون سے کہ رہا ہی یارو طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا پہلوانون سے سرحد طلسم خالی ہوگئی طلسم کشا نہایت بہادر ہی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا جب رستم نے خبر سنی کہ مفتون قزاق نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان مین آئے مفتون میدان مین غریو کرتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا مین تمھارا مشتاق ہون یہ میری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے مین آئے طلسم کشا نے مرکب بادرفتار چمکایا قضاے کار بالاے کوہ جو قلعہ ہی بیٹی اُسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظر بند تھی اُسنے کنیزون سے کہا ذرا مجھکو سامنے کردو کہ مین دیکھون آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہی کنیزون نے لاکر فرش قصر قلعہ پر بٹھایا رستم گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین کہ نگاہ قتال عنبرین موکی جمال بے مثال رستم پر پڑی دیکھا کہ شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہی مفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا رعب و دبدبہ دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوا گھوڑے سے اپنے اُترا جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار مین مدت سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ نے سرفراز کیا میرا تابعدار ہون دختر میری آپکی کنیز ہی جسکے ساتھ چاہیے منسوب کیجیے یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم

کو اُتارا کہا اپنا مذہب تعلیم کیجیے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا رستم کو استقبال کرکے بارگاہ مین لایا ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو جو قتال نے دیکھا بیقرار ہوگئی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

خواہان ترے ہر رنگ مین ای یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے
بیداد کے محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے
وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا
اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے یا تم
الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

یہ اپنی آنکھون سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ مین باپ کی آیا کنیزون کو حکم دیا دریافت تو کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کنیزین خبر کے واسطے دوڑین سلیم جو بارگاہ مین لیکر رستم کو آیا مقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترنج خوشبوئی سینے پر سلیم کے لگایا جائے رستم نے حکم دیا ترنج خوشبوئی آیا سینے پر سلیم کے لگایا سلیم مثل گل کے شگفتہ ہوگیا صدائے مبارکباد بلند ہوئی رستم نے کہا ای سفتون ہم اپنے سردارون کو لیکر الگ بارگاہ استاد کرائین تم اپنے پہاڑ پر رہو یون شادی ہو سفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ مین تشریف رکھیے غلام چاہتا ہی جو کچھ بہجہ آتش ذرہ بیمقدار کو میسر ہی وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہیا کیا سفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا طائفے عمدہ بلائے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ مین بھیرین اڑ رہی ہی سفتون مصروف خدمت ہی کہ ایک قزاق دوڑا ہوا آیا اور سفتون کے کان مین کچھ کہا سفتون کی رنگت متغیر ہوگئی رستم نے پوچھا کیون ای سفتون اسوقت کیا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہی عرض کی ای شہریار مین نے بادشاہون کے قصبات دبا لیے ارسالین لوٹ لین اسطرف سے رستہ بالکل بند کر دیا کیوس تاجدار کہ بڑا بادشاہ زبردست ہی اسکی ارسال ادھر سے نکلی مین نے خزانہ لوٹ لیا اُسنے آ کے گھیرا ایک مہینہ برابر وہ اُترا رہا مگر میرا کچھ نکر سکا مین بالائے کوہ قلعے مین تھا اُسنے جو خبر پائی کہ زیر کوہ مین نے جشن کیا ہی تین لاکھ فوج سے آگیا اب پہاڑ کے راستے روک دیا ہی کہ پہاڑ پر نہ چڑھ جاؤن تو ای شہریار سب راستے تو رک گئے پہرے اُسنے بٹھا دیے ایک گھاٹی روکنے کو باقی ہی کہ ایک سوار

سع مرکب جاسکتا ہی بس حضور بالاے کوہ جائین غلام لڑ بھڑ کر مرجائیگا رستم نے کہا ای مفتون ہم اسوقت تیرا ساتھ نچھوڑینگے اُس سے مقابلہ کرینگے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صف شکن و تیغ زن ہین مگر اُسکا قد و قامت مثل دیو کے ہی اُسکے ہمراہ چارسو پہلوان ہین ایک ایک بے مثل و بے نظیر فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کیونکر عرض کرون کہ حضور اُس سے مقابلہ کرین رستم نے کہا میدان مین دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی خبردار جسطرح بیٹھے ہو اُسی طرح بیٹھے رہو کسی انتظام مین فرق نہ آنے پائے مفتون کانپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والون سے اشارے کرتا ہی یارو تمھارے خیال مین آتا ہی کہ اُس دیوخصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کرینگے تلوار اسقدر بھاری باندھتا ہی اُسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش خوف رستم سے کچھ کہہ نہین سکتا کنیزون نے جاکر یہ خبر ملکہ قتال عنبرین مو کو سُنائی ملکہ یہ خبر سُنکر بیتاب ہوگئین کہتی تھین مین خود جاؤنگی جان اپنی قدم اقدس طلسم کشا پر نثار کرونگی مگر اس دیوخصال سے نہ لڑنے دونگی لیکن کیوس تاجدار انتظام کوہ کرکے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ ای مفتون اب کہان جاؤگے مین نے خبر تمھارے جشن کی ملازمون سے پائی خود تکلیف کی سنا ہی کہ طلسم کشا کو تمنے گھر مین اپنے جگہہ دی خداوند نے خواب مین آکر مجھسے ارشاد فرمایا کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرکے ہمارے پاس نذر کرو اور مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر پہاڑ پر چلا جاتا ہی اب دیکھون پہاڑ پر کیونکر جاتے ہو مین نے سب راستے روک دیے اب بالاے کوہ نہ جاسکوگے مین نے سب جگہہ پہرے بٹھادیے ہین یہان مفتون نے ہرچند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ ای برادر تمکو تو اُسنے گھیرا ہی اور ہم بالاے کوہ چلے جائین اپنی جان بچائین یہان کیوس نے حکم دیا جب سب طرف سے گھیر پڑ چکا تو نوازش طبل کو حکم دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے مفتون کو خبر پہونچائی مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہی اُسطرح لڑینگے قوم کے فراق دشمن کو گھبرا دینا مکر سے کام لینا ہمارا کام ہی رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مفتون نے کہا ای شہریار مین مقابلے مین کیوس کے نجاؤنگا مگر رات کو کھلبلی ڈالدونگا رستم نے کہا ای بہادر یہ تو جرأت کے خلاف ہی ہم یہ حکم نہ دینگے جسطرح طبل جنگی بجا ہی اُسی طرح مقابلہ بھی ہوگا مفتون نے کہا ای شہریار انصاف شرط ہی فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر لاجواب چارسو پہلوان افسر جو بھاگنا نہین جانتے

فوج کو کیسا لڑائینگے میدان کارزار سے قدم نہ اُٹھائینگے کیسا معرکہ پڑیگا ہر ایک افسر پہلوان نامی اور نام آور فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق جسوقت تلوار پکڑکے جم جائیگا رستم وقت بھی تھرائیگا صرف بارہ ہزار قزاق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑ سکتے ہین لہذا شب کو بطور شبخون گرینگے جو گھر جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھاٹیون پر تلوار چلیگی اگر پہاڑ ہمنے پکڑ لیا تو پھر بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہین کرسکتا اور جو گھاٹیون پر گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہماری ہی رستم نے کہا یہ سب تدبیرین بیکار ہین صبح ہونے دو دیکھو میدان کارزار مین کیا گذرتی ہی بمشکل رستم نے مفتون کو سمجھایا فرمایا اے برادر ہمارے بعد تمکو اختیار ہی اگر کیومرس کو اپنی جرأت وشوکت پہ بڑا دعوی ہی تو ہم اُسسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اُسکے کیا گذرتی ہی مفتون کی بیقراری اور یہ خبر جو اندر پہونچی تو ملکہ قتال کی اشکباری فرماتی ہین صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے آباد کرنے کا وہ آمادۂ حرب وپیکار ہی اور یہ جانتے ہین کہ کیومرس بلاے روزگار ہی کہ اُس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اس اقلیم مین تو کوئی ایسا نہین کہ اُس کو جواب دے یہ انسان ہین وہ دیو ہی اُسکے مقابلہ کو رستم فرماتے ہین صرف اُنکا تقاضاے جرأت ہی جب اُنکے دشمنون پہ سختی پڑی خدانخواستہ اُس دشمن کے ہاتھ سے اُنکو چشم زخم پہونچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیومرس کو رنج عظیم ہمسے پہونچا ہی بربادی کوہ کا ارادہ کریگا اور باعث خرابی یہ ہی کہ میرے حسن کا اس اقلیم مین شہرہ ہی اب کو قزاق جاتا کسی بادشاہ نے ارادہ نہین کیا وہ ضرور محل مین آنے کا ارادہ کریگا پھر میرا زندہ رہنا بیکار ہی اُسکے آنے سے پہلے اپنی جان دونگی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہی کہ سلیم اور سالم کے نام کا دشمن ہی نہین معلوم باپ بیٹون کو قتل کرے یا گرفتار کرے مجھسے دیکھا جائیگا کہ عاشق صادق قتل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون
ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہی مجھے
میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون
یارب برا ہوا اختر بخت سیاہ کا
اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون
اے خضر ناگوار ہی پانی کا بھی سلوک
ہمتو کھڑے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون
آتش غم حسین مین رو ہنس رہا ہی کیا
سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

کنیزین عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین وہ اپنے زمانے کے رستم ہین صدہا ملک فتح کیے ہین طلسم مین ہنگامہ برپا ہی بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہین کچھ سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہی جب کنیزون نے بہت سمجھایا ملکہ نے سجادہ بچھایا دعائین مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رستم کو کیوس پر غالب کر انہین سلیم و سالم کو بخیر و عافیت سے دیکھون کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہی اندر باہر مردون مین عورتون مین ہر خرد و کلان کو تردد ہی کہ دیکھئین کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جبکہ جلاد زرین پوش خنجر ضیاء شعاع ہاتھ مین لیکر بالاے چرخ زبرجدی آیا تمام میدان نورانی اور منور ہوا رستم سفتون کو ساتھ لیکر سوار ہوے سامنے دریاے فوج کیوس موج مارتا ہی تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل ایک ایک سیاہ سالار پہلوان زبردست ایک ایک بادہ کبر و نخوت سے مست یہی ارادہ ہی کہ ان سب پر جا پڑین قزاقون کو گھیر کر مارین سب سردار اُبلے ہوے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کہتا ہی اُس قزاق نالائق نے بڑے بڑے رنج و ملال دیے اس کر و فر سے کیوس میدان مین آکر پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین اُدھر تو فوج بے حد و بے حساب ادھر بارہ ہزار قزاق سفتون کا اُسوقت بھی یہی قصد ہی کہ مین فوج پر کیوس کی جا پڑون لڑتا بھڑتا اپنے کو بالاے کوہ پہونچاؤن نہایت چست و چالاک ہی مگر کیوس نے فوج کو اسطرح جمایا ہی کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہین معلوم ہوتا رستم دمبدم فرماتے ہین اے سفتون گھبراؤ نہین دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی میدان مین آوے تو مین نکل کر جاؤن تم انتشار نکرو جو دل مین قصد ہی اُسکو نکال ڈالو جب فوجین جم چلین تو کیوس نے قصد کیا کہ مین نکلون دیوث مردار خوار بھائی اسکا جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے گینڈا چمکایا بھائی سے اجازت لی کیوس نے کہا اے دیوث مین حیران ہون رات بھر اسی فکر مین جاگا کہ سفتون کس بھروسے پر ٹھہرا ہی مین جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھسے صلح کریگا خزانہ جو میرا لوٹ لیا ہی اگر وہ پھیر دے تو مین اُسکے خون سے درگذرون یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اُسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوث نے کہا مین سمجھاونگا دیوث گینڈے کو چمکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی اے سفتون تو دیکھتا ہی کہ ابر فوجون کے گھیرے ہین اگر شاہ کا لوٹا ہوا مال پھیر دے تو تیری جان بخشی ہی قزاق [illegible]

دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہنے لگی جاکر باپ کو سمجھاؤ کہ مال لوٹا ہوا پھیر دین جان تو بچے اپنے گھر مین مہمان آیا ہوا ہی سلیم و سالم بھی موجود ہین دیوش دیو ہی دیکھو تو کیسا غریو ہی میرا تو ڈرکے دل گھبراتا ہی مضمون شاعر کا یاد آتا ہی۔ نظم

ای پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے
رہتے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے
جور صیاد سے گلشن ہوے ویران کتنے
آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے
کسطرح آؤن مجھے کاہیکو آنے دینگے
نئے نوکر ہوے ہین آپکے دربان کتنے
ربط ہین کافر و دیندار سے یکسان مجھکو
کتنے ہندو مجھے کہتے ہین مسلمان کتنے
کوچۂ یار مین ای رند بقول غافل
تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

کنیزین کہتی ہین واری دیکھیے اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہی جیسے دیوش نے پکار کر کہا کہ ای مفتون شاہ تمھاری جان بخشی کرتے ہین مگر خزانہ جو لوٹ لیا ہی وہ پھیر دو اپنی جان کو غنیمت جانو مفتون نے رستم سے کہا ای شہریار فیصلہ کرون خزانہ وہ ابتک رکھا ہی رستم نے کہا ای برادر ابتو خزانہ دینا خلاف ہی دیوش نے پکار کر آواز دی ای مفتون اگر مال نہین پھیرتے تو کسیکو مقابلے کو بھیجو جیسے دیوش نے یہ کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سامنے سلیم تاجدار کے آتے ہی فرمایا ای شہریار اجازت میدان مفتون تو گھوڑے سے کودکر قدمون سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونون رونے لگے کہتے تھے ای شہریار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہی اس دیو خصال سے حضور کیونکر مقابلہ کرینگے کیوس کا بھائی دیوش ہی ادھر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس ملک پر گیا کبھی خالی نہ پلٹا رستم نے کہا اب آپ اجازت دین پھر تماشہ دیکھین کہ اس دیو خصال سے کیا گذرتی ہی تاجدار نے جواب دیا آپ کے خدا کو آپ کو سپرد کیا خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صف سے نکالا مرکب بادپیما کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا میدان کارزار مین آیا دیوش نے جو رستم کو آتے دیکھا گرز دہ سیر کا لیکر براے نکلا ور بڑھا کوٹھے سے ملکہ بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ آپس کی نگاور مین نیا مضمون ہوا سات قدم گینڈا دیوش کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزون سے کہا ظاہرا تو خیر معلوم ہوتا ہی گینڈا اسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہین خدا انکو غالب کرے دیوش

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خانۂ زرہ مین رکھ دیتے ہین جسم سیاہ پر قطرہ خون کا اُبھر آتا ہے سیکڑون زخم نوک نیزہ سے جسم پر دیوث کے لگائے لوگ پھبتیان کہہ رہے ہین تختہ آہن پر شنجرف کے نقطے دیے ہین دیوث عاجز ہو رہا ہے ایک مقام پر گانٹھ کر رستم نے نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوث کے نکل گیا فلک سے احسنت و آفرین کی صدا بلند ہوئی دیوث نے دیکھکر آواز دی اے رستم نیزہ بازی کھیل ہے مردان عالم کا تیغ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہون اگر کوہ آہنی بھی سامنے ہو تو اُسکے بھی دو ٹکڑے کرون اب اپنے کو بچاؤ پیچھے ہٹ جاؤ رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے منہ پھیرتے ہین تلوار کھینچ اسکا بھی وار سہینگے بعد اُسکے ہم بھی وار کرینگے دیوث نے خبردار خبردار کہکے تلوار کا ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا مرکب چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا دیوث نے بجرأت تمام کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پکڑ لیا آپس مین ہکے چلنے لگے آخر دونون جوان گھوڑون سے کودے دیوث کہتا ہے اے رستم زور مین کیا کروگے ہاتھ پیر توڑ کے رکھدونگا رستم نے کہا یہ حوصلہ ہی رہجائیگا دیوث کہتا ہے اے رستم کیون فساد بڑھاؤ مفتون سے کہکر خزانہ دلوا دو رستم نے جواب دیا وہ خزانہ جشن مین صرف ہوا ابتو لینا دشوار ہے جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر دیوث لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ایک ہکہ مارا کہ سر دیوث کا زمین سے ملا دیا سب نے دیکھا کہ دیوث بمشکل سیدھا ہوا رستم سے لڑنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ رستم نے دونون مونڈھے تھام کر سینے مین سر اڑایا ریل کرے دوڑے دیوث چاہتا ہے اپنے کو روکون مگر وہ بُرا وقت ہے کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہے سترہ اٹھارہ قدم ریل کر دیوث کو لائے کیوس ایسے مقام پر کہہ رہا ہے آج بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ ہٹے چلے جاتے ہین اکیسوین قدم پر رستم نے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے دیوث کے آشنا بزمین ہوگئے رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ اور تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بایان قدم پیچھے چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا رستم نے دیوث کو زمین پر دے مارا کہ چارون شانے چت گرا رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے اگر اپنی جان بری کو تو

چاہتا ہی تو ہفت پیکر پر لعنت کر دیوث بے ملول ہوکر جواب دیا بھائی میرا سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی مین مسلمان نہونگا رستم نے سینے سے اُٹھکر ایک پائون دونون پائون سے دبایا
اور ایک پائون دونون ہاتھون سے پکڑکر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین سُرین سے تا بہ ناف دوسرے
جھٹکے مین شل کر دیا اِس کہنہ دیوث کو چیر کر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی او مغرور عقل و
فراست سے دور اب تو مقابلے مین آ تو تیرا بھی یہی حال کرون مفتون کے قزاقون نے صداے
احسنت و آفرین بلند کی کفار کیسے شرمندہ ہوے مگر کیوس کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پائون رکاب مین
ایک خانہ زین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا پھیلا سر پر رستم کے پڑا کہ خود کو کاٹ کر تا دو ابرو
پہونچا رستم نے زخم کھا کر سر کو تھاما اور آواز دی کہ او مکار اِس قد و قامت پر یہ مکاری
اور تیغہ ہفت جوہر چمکا کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ ہفت جوہر چمک کے
جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا تا دو ابرو تیغہ کیوس کے بھی پہونچا اُسنے
دستانہ مارا تیغہ جھپنا کے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس و گینڈا تہ و بالا
ہوگیا فوج والون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کافر چار سو پہلوان رستم پر آپڑے رستم
تیغہ چمکا کر تین لاکھ کافرون پر جا پڑے مفتون نے جو دیکھا قزاقون کو لیکر آگرا سلیم و سالم بھی
فوج کو لیکر آپڑے دونون لشکر تو مل گئے مگر مفتون جمعیت فوج سے یہی چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر بالاے
کوہ پہونچون پھر مجھکو کوئی نہ پاے جما ہوا لڑ رہا ہی کیوس تو بیہوش ہوگیا فوج والون نے اُسکو
ہوادار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوے معروف جنگ ہین مگر بہ باعث زخم سر سے اسقدر
خون جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو
لے نکل گھوڑا رستم کو لیکر طرف صحرا کے چلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہی مگر کوئی خوف سے قریب
نہین آتا گھوڑا لیکر شاہزادے کو نکل گیا مفتون قزاق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے
لڑتے بھڑتے بالاے کوہ پہونچے وہان جا کر مفتون نے پہاڑ سے پتھر ڈھلکائے جو بلوہ
کرکے جاتا ہی وہ پتھرون کے نیچے دبتا ہی کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کہ کیوس کو
ہوش آیا کہا یارو مین جانتا ہون جو تقدیر مین لکھا ہوگا وہی ہوگا رستم کو تو مین نے

بیک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نکرو پہاڑ پر نہ جا سکو گے قزاق پتھر برسا رہے ہین تمنے نکلنے کیون دیا سب نے کہا حضور قزاقون کی لڑائی جی چھڑا دیتے ہین اس زور و شور سے بالاے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چار جانب سے گھیر لو فوج کیوس نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہونے لگا مگر رستم کو جو گھوڑا لیکر چلا رات بھر لیے ہوے چلا آیا صبح کو ایک صحرا مین آکر ٹھہرا گھانس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اُترے رشتہ اور سوزن قبول سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے ہاتھ سے سر مین ٹانکے دیلے زخم کو باندھا خیال مین گذرا کسی گوشے مین ٹھہر کر دہ چار روز مین زخم کو صحت دین پھر طرف کوہ بے ستون کے چلین آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے تھے کہ آدمیون کے بولنے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہے اُسکے باہر صدہا خیمے استادہ ہین کچھ جوان رنگین پوش باغ مین جاتے ہین کچھ باہر آتے ہین رستم طرف اُس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ یہ کیسا جلسہ ہے لوگون نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہے جہان خدائی خداوند ہفت پیکر کی ہے اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہین فاروق صف شکن یہان کا حاکم ہے اور یہ باغ عشرت آباد ہے ہر شاہ و شہریار زادون کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہے دختر فاروق کی شادی ہے فاروق خود آیا اسی کا مجمع ہے مگر فاروق کوہ تن مہمان نواز انتہا کا ہے آپ اندر تشریف لیجائیے رستم مع مرکب اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جا بجا بچھا ہے طائفے ناچ رہے ہین جہان رستم ٹھہرتے ہین جمال انکا دیکھکر لوگ جمع ہو جاتے ہین ہرکارون نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا رستم نے کہا مین فرزند صاحبقران ہون اسطرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک چمن مین آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آگئے بیچ مین رستم بیٹھے ہین گرد تاجدار پہلوانان صف شکن رستم سے باتین کر رہے ہین رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر مکاری کیوس سے بیان کر رہے ہین وہ لوگ تعریفین کر رہے ہین ہرکارون نے جا کر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہان شادی مین آئے ہین فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحبو یہ عنایت خداوند ہفت پیکر کی ہے میرے یہان شادی مین فرزند صاحبقران تشریف لائین کمر کو باندھتا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہان شاہزادہ بیٹھا تھا آکر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام بلکہ آپ کے بیٹھنے کا نہین ہی بارہ دری مین تشریف لیچلیے ہرچند رستم نے انکار کیا فاروق بہت محبت سے پیش آیا رستم کو بمنت وخوشامد بارہ دری مین لایا سب تاجدار جمع تھے برائے استقبال اُٹھے بیچ مین ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اُسکے قریب دنگل زرین اُسپر رستم کو جگہ دی ناچ ہو رہا ہی ہنگامۂ [illegible]ل ونشاط گرم ہی بعد تھوڑی دیر کے فاروق کوہ تن آیا دست بستہ عرض کی دختر خداوند ملکہ مغرور شیرین کلام برائے شکار آئی تھین ذکر شادی کا سُنکر یہان تشریف لاتی ہین وقت ہی آپ بھی برائے استقبال کھڑے ہوجائیے گا مجھپر بڑا احسان ہوگا رستم نے کہا کیا مضائقہ یکایک ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے چوبداریان انتظام کرتی ہوئین کئی ہزار کنیزان ماہرو ایک تخت پر ایک معشوق خوبرو نہایت حسین وجمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ دیدۂ غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو مین وزیرزادی ستارہ پہلوے ماہ مین اس کروفر سے سواری نمایان ہوئی رستم بھی اُٹھ کھڑے ہوے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور قدرت نے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہان تشریف لائے ہین وہ سامنے دیکھیے کھڑے ہین ملکہ نے نگاہ اُٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال جرأت وشوکت مین بےمثال رعب وداب وسطوت وصولت مثل چاکران ہمراہ ہین آسمان خوبی کے ماہ ہین ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر مژگان دونون طرف سے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے ادھر رستم تھرلائے اُدھر مغرور ہرچند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آنے لگا وزیرزادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا لڑکھڑاتی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی دزدیدہ نگاہ سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آکے بیٹھی رستم دنگل زرین پر آکے بیٹھے مگر بہ نگاہ محبت مغرور کو دیکھ رہے ہین فاروق کوہ تن دیر تک کھڑا رہا آخر کام مین معروف ہوا ایک ایک سے کہتا ہو مین نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے ادھر خداوندزادی تشریف لائین آج وہ جلسہ ہی کہ اس سرحد مین کبھی ایسا جلسہ نہین ہوا یہان ملکہ نے گھبراکر فاروق کو بلاکر کہا کہ ہم کل سے شکار مین تھے تھکے ماندے یہان آئے ہین ہم جاکر کہین تنہائی مین ٹھہرینگے کمرے جو بنے ہوے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے مین فاروق نے ملکۂ عالم کو

پہنچا یہان رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھبرایا فرمایا کہ ای فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو ہم وہان جاکر آرام کرین کئی دن سے جنگل مین حیران و پریشان تھے تمھارے باغ مین آکر آرام پایا فاروق نے ایک کمرے مین لاکر رستم کو پہونچایا ملکہ جو یہان کمرے مین آئین تنہائی مین گھبرا رہی ہین وزیرزادی سے کہا ای وزیرزادی کیا حال بیان کرون دل کی عجب کیفیت ہو وزیرزادی نے کہا کچھ بیان کیجیے تب ملکہ نے رو رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیرزادی نے عرض کی حضور کے کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہو اُس مین وہ بھی تشریف لائے ہین مین جا کے بلا لاتی ہون حضور کی بیتابی مجھسے نہین دیکھی جاتی یہ کہکے وزیرزادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہین سرنگون تنہا بیٹھے ہین وزیرزادی نے آکر عرض کی ای شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہو رستم فوراً اپنے مقام سے اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ اُس کمرے مین آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرنے لگین رستم نے آکر ہاتھ تھام لیا وزیرزادی گوشے مین جا بیٹھی یہ دونون شیدائے یکدیگر معروف میخواری ہوے لیکن نشہ جو شراب کا ہوا لڑکھڑاتے ہوے دونون چھپرکھٹ پر آئے اور لیٹتے ہی سوگئے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا فاروق کوہ تن نے مبرور تیغزن سے کہا جاکر دیکھ تو ملکۂ عالم اگر بیدار ہون تو میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ ای ملکۂ عالم حضور نے نیازمند کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی ہو کہ دختر خداوند نے قدم رنجہ کیا اگر خاصہ نوش کیجیے تو مین نہایت سرفراز ہون سر افتخار اوپر عرش اعلی کے پہونچاؤن مبرور تیغزن بالاے بام آیا کنیزان ملکہ کو دیکھا کہ پھر رہی ہین مبرور نے پوچھا تم سب یہان کیون پھر رہی ہو ایک شوخ و شنگ فوراً بول اُٹھی کہ سامنے اس کمرے مین ملکہ تشریف رکھتی ہین جاکے دیکھو نیا گل پھولا ہو دیکھکر بہت خوش ہوگے دوسری نے کہا بوا تمھین صاف کہنے سے کیا نفع ہوا ان باتون کو سنکر مبرور طرف اُس کمرے کے چلا درارون مین سے دیکھا کہ چراغ گل ہی کچھ معلوم نہین ہوتا مبرور پہلوان زبردست ہی دروازے پر ایک لات ماری دروازہ ٹوٹا اندر آیا دیکھا ملکہ و رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہین مبرور بیتاب ہوگیا بڑھکر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ پکڑکے جھٹکا مارا زیر پلنگ ملکہ گرین آنکھین کھولکر یہ آفت دیکھی کہ مبرور مجھکو چھپرکھٹ کے نیچے گراچکا مبرور نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کنیزین لپٹ گئین ملکہ بیٹھتی ہین کہ او بیحیا کیا کرتا ہو مگر مبرور نے ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اُسکی خالی گئی پٹی پر پڑی کہ پٹی پلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی مبرور کو تیغہ

کھینچے ہوئے سر پر دیکھا لڑکھڑاتے ہوئے اُٹھے کرسی پر انکا تیغہ رکھا تھا منظور ہوا کہ بڑھکر تیغہ لوں مبرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر رستم کا دوپارہ ہوگیا یہ تلوار کھاکر رستم نے قصد کیا کہ مین مبرور کو لپیٹ جاؤن مبرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ بھی رستم کا جھول گیا اب تو مبرور برس پڑا اسقدر تلواریں ماریں کہ رستم چورچور ہوکر زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہین کہ او ظالم کیا کرتا ہی اگر وہ تلوار تک پہونچتے اور اُنکے ہاتھ مین بھی تیغہ ہوتا تو تجھکو معلوم ہوتا او جلاد گنہگار تو مین ہون مجھکو قتل کر مبرور کہتا ہوا او گیسو بریدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا تجھے باندھکر شہر فاروقیہ مین لیجلونگا وہان تو دار پر کھینچی جائیگی تجکو تیرباران کرینگے رستم کو تو مین نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے دریا خون کا جسم سے جاری مبرور نے اُسی فرش مین رستم کو لپیٹا اور پشتارے کو اُٹھا یا سامنے ملکہ کے دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوا مین نے فرزند حمزہ کو مارا خاتمہ کردیا ملکہ کو گرفتار کرکے ایک محافے مین بند کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا یارو اس بیحیا نے شادی مین آکر یہ کیا فتور کیا مگر مبرور ملکہ کو محافے مین ڈالکر جو بند کسوا کے آپ گینڈے پر سوار ہوا محافہ کو لیکر چلا فاروق سے کہا آپ بھی چلین شادی مبدل بہ بربادی ہوئی اس گیسو بریدہ نے سبکو بدنام کیا محل مین جاکر سامنے اسکی ماں کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر ہو آگے بڑھ گیا شہر مین آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا قلق ہی شہر مین آکر دربار مین آیا کئی سو پہلوان بیٹھے تھے کہتا ہی کہ مبرور لیے ہوئے محافے کو آتا ہی مبرور نے اُس شخص کو مارا کہ جسکا جرأت مین مثل نہ تھا ایسا اسپر یہ برس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر نہ لینے پایا اب محل مین جاکر اُس گیسو بریدہ کو قتل کرینگا مبرور نے محافہ زنانی ڈیوڑھی پر اُتروایا ملکہ گلعذار ماں مغرور کی یہ حال سنکر دوڑین ڈیوڑھی مین آکر ملکہ کو عجب حال مین پایا کہ خراش ناخن غم جا بجا مبرور کا نام لیکر پیٹتی ہی کہتی ہوئی کہ اے مادر مہربان اس جلاد نے اُس شیر بیشۂ جرأت کو ایسا مجبور و ناچار کرکے مارا اگر ہتھیار اُنکے ہاتھ مین ہوتے تو اس بیداد گر کو حال معلوم ہوتا یقین ہی کہ بھاگتا پھرتا ہاے کس بیکسی سے اُنکو مارا ماں نے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمھارے قتل کی تدبیر ہو ملکہ عالم کہتی ہین اے مادر مہربان تم اگر اُس جوان کو دیکھتین تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتین مین اُنکی کنیز معلوم ہوتی ماں نے مغرور کو ایک کوٹھری مین بند کردیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کوٹھری

مین سر ٹکرا رہی ہین کہ خبر پہونچی فاروق کوہ تن سپہ سالار قدرت تیغہ لیے ہوے آتا ہی جیسے ہی فاروق اندر آیا ملکہ نے کہا اے فاروق کیا ارادہ ہی فاروق نے کہا اُسکو قتل کرونگا قدرت کو جواب دیونگا گلعذار نے کہا اے فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا کچھ تو اسمین مناسب ہوگا تو قتل نکر مین نے بیٹی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے مین لاکھ چھپاؤنگی تو کیا ہوگا اگر موت آئی ہی تو کون روک سکتا ہی تو اپنے ذمّے کیون خون لیتا ہی فاروق کو گلعذار نے ایسا سمجھایا کہ باہر چلا گیا ملکہ ایک گوشے مین بیٹھی رویا کرتی ہین کبھی کہتی ہین اے کریم و رحیم مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہی اس شہریار کو مجھے زندہ دکھانا یہ جلاد صاحب بیداد ذلت و رسوائی سے مارا جائے اپنی بدعت کی سزا پائے مان منع کیا کرتی ہی کہ بی بی خاموش رہو ابھی تمھاری روبکاری قدرت سے ہوگی دیکھین وہ کیا فرمائین کام تو یہ اُنھین کا ہی کہ رستم کو جسنے صدہا پہلوان مارے کسی سے زیر نہین ہوا اُسکو مبرور ایسے کے ہاتھ سے مٹوا دیا کیا تدبیر قتل کی نکالی قدرت کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہین آٹھ پہر ایسی ہی تدبیرین کرنے مین وہ مصروف ہین ملکہ نے کہا اُس نگوڑے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کردی اسکا بدلہ رستم کا خدا اسکے ساتھ کریگا یہان تو یہ کیفیت ہی لیکن حال رستم تحریر کرتا ہون کہ مبرور نے تو اپنے نزدیک مار ڈالا مگر مالک دو جہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہی رمقے جان باقی ہی مگر زخمداری سے بیہوش و بدہوش قضائے کار اُس سرحد مینو سواد کا زمیندار سعدان نیک نام چند گنوار ساتھ صبح کو برائے نگہبانی زراعت نکلا ہی ایک پاسی کی نگاہ پڑی اُسنے بڑھکر سعدان کو خبر دی جو رنالے مین کچھ مال ڈال گئے ہین گٹھا پڑا ہی اگر کہیے تو اٹھوا لائین سعدان ٹہلتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا چاندنی مین لپٹا ہوا پڑا گٹھا پڑا ہی مزدورون سے اشارہ کیا اُٹھا لو مزدور گٹھا اُٹھا کر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھنے کا جو مکان تھا اُسمین گٹھا رکھوایا مزدورون کو مزدوری دیکر نکالا آپ خود کرسی بچھا کر بیٹھا بستارہ کھولا خون کے دھبے معلوم ہونے لگے حیران تھا کہ مال مین خون کیسا آخر ساری چاندنی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان خوبی ماہ فلک محبوبی حسین و جمیل زخمون سے چور چور ہچکیان لے رہا ہی اُسنے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو صحت دیگا تو جو مانگے گا وہی دونگا جراح نے فوراً زخمون کو دھویا ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین کہا یخنی مرغ کی تیار رکھیے جسوقت آنکھین کھولے فوراً پلائیے سعدان زمیندار نے سب سامان ممکن کرلیا ہوشیار ہونے کا

منتظر رہا زخمون مین ٹانکے بولگئے اور آرام جو ملا رستم کو بعد دوپہر کے ہوش آیا آنکھین کھولکر دیکھا
ایک مکان دیہات کی قطع کا ہی اور کھٹے پر مین پڑا ہون ایک شخص زمیندار وضع رومال ہاتھ مین مگس رانی
کر رہا ہی جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعدان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلوا سہلانے لگا رستم نے
ارادہ کیا کہ اُٹھون زمیندار نے منع کیا یخنی لیکر منھ سے لگادی رستم نے شکر خدا کرکے یخنی پی اب دونو
جراح آتا ہی زخمون کو دیکھکر چلا جاتا ہی تیسرے دن زمیندار نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے
کہا حسین تیغ زن میرا نام ہی قزاقون نے راہ مین گھیرا مین لڑتے لڑتے گرا اُنھون نے مردہ جانکر وسط راہ
پھینک دیا خدا نے تمکو مہربان کر دیا کہ تمنے علاج کیا مین تمھارا نہایت ممنون و شکر گزار ہون رستم نے
موتیون کا مالا دیا کہا کہ اسکو بیچ کر ہمارے علاج مین صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کرکے مالا لیا
جانتا ہی کہ یہان کون خریدے گا یہان کے مہاجن بھی وہی گنوار ہین موتیون کا مالا لیکر رکھ چھوڑا رستم
اُٹھنے لگے بیرون مکان آکر بیٹھتے ہین اور اہل قریہ آکر ملاقات کرتے ہین ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے تھے
صبح کا وقت ہی زمیندار برائے حراست غلہ گیا ہی یکایک رستم نے دیکھا کہ صحرا سے زنجیرون کی آواز آئی
رستم نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا آتا ہی آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہونچا
عورتون کی آواز سُنکے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے للکارا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و
نامعقول کیا کرتا ہی زمیندار کی عورتون مین جانے کا ارادہ کرتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا اُس دیوانے نے کچھ
نہ سُنا چاہتا ہی دروازہ کھولوں رستم جھپٹ کر قریب پہونچے دیوانے نے چوبدست کو گردش دی اور پکار کر
کہا کہ اے آقاے سُرخ تم سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک چوبدست مین پیوند زمین کر دونگا خبردار خبردار کہکر
چوبدست کا ہاتھ مارا رستم نے پہلوتہی کرکے چوبدست خالی دی چوبدست زمین پر پڑی زمین کانپ گئی جس مقام
پر چوبدست پڑی تھی وہان پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا منھ پیٹ لیا پکار کر آواز دی ہائے آقاے
سُرخ نے میرا کہنا نہ مانا خاک مین ملگیا بے قضا مارا گیا رستم نے پہلو سے آواز دی او دیوانے مجہول
حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہین یہ دیکھکر چوبدست
پھینکدی دوڑ کر چنگل مارا ناخن بڑھے ہوے رستم کی زرہ نوچ کر پھینکدی رستم نے غضب کرکے
کلائی اُسکی تھامی ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ ٹھرا گیا کشتی ہونے لگی مگر دیوانہ عجب حرکتین کرتا ہی کبھی کاٹ کھاتا
ہی کئی مرتبہ جو رستم کو کاٹا رستم نے ایک گھونسہ مارا کہ دیوانہ منھ کھول کر رہگیا ہلڑ جو ہوا زمیندار بھی آیا تمام

گانون کے لوگ جمع ہین رستم کی تعریفین کر رہے ہین سعدان نے پاسیون سے کہا ارے کم بختو سب ملکر دیوانے کو مار لو رستم نے جو یہ آواز سُنی فرمایا تھا کہ صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان نے کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہین مار سکتا ہی جسکے گھر مین چاہتا ہی گھُس جاتا ہی مال لوٹ لیجاتا ہی رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھین تو کہ کیا گذرتی ہی رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کو اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جیسے ہی سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا خود اُٹھائیے رات کو ایک آقاے سرخ خواب مین آئے تھے آپکی اطاعت کا حکم دے گئے ہین مین پہچان تو لون کہ آپ ہی ہین یا طریقے سے معلوم ہوتا ہی آپ چھوٹے آقاے سُرخ ہین رستم نے خود ہٹایا زلفین خلیلی دیکھکر قدمون پر گرا پھر دلمین سوچا ہی کہ مجھے کیا کر دیا تھا کہ وہین زمین پر گر پڑا دوڑ کر لپٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار پانچ مرتبہ رستم سے لپٹا چارون پانچون مرتبہ رستم نے اسکو زیر کیا اب چپکا ہو کر کھڑا ہوا رستم سے عرض کرتا ہی آقا میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے مال جمع ہین چار سو نوکر میرے ساتھ مین وہ بھی ایسے ہی دیوانے ہین اگر تجھسے لڑینگے تو تجھکو لڑنا پڑیگا مین دخل نہ دونگا رستم اُسکے ساتھ چلے سعدان زمیندار روتا ہوا پیچھے پیچھے کہتا ہوا چلا اے شہریار ایسا نہو وہان جا کر آپ کو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہی نیک و بد نہین سمجھتا رستم کہتے ہین اسکو کوئی حوصلہ باقی نہ رہے کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے زنجیرین ہلاتے ہوے آکر جمع ہوے اُس دیوانے نے اُن سب سے کہا مین تو اس آقا کا تابعدار ہون تمھارا جی چاہے دس سے لڑلو اپنا امتحان کر لو چار سو دیوانے چوبدستین سنبھال کر رستم پر آگرے رستم نے کسیکو طمانچہ مارا کسیکو گھونسہ مارا آخر سب ناچار ہوے کہا اے آقا جسطرح ہمارے افسر نے اطاعت کی اُسیطرح ہم بھی تیرے تابعدار ہوے مگر وہ سب کا افسر خبر مردم در نام دوڑا ہوا اپنے مکان مین پہونچا شریر کی جو زوجہ ہی وہ حاملہ تھی درد زہ سے بیقرار ہو رہی تھی دیوانہ اُسکے سر پر چوبدست پکڑ کے کھڑا ہو گیا اور کہا جلد لڑکا پیدا کر آج بڑی خوشی کا دن ہی کہ آقاے سُرخ آیا ہی وہ ہاتھ جوڑتی ہی کہ سامنے سے ہٹ جا بچا یک لڑکا پیدا ہوا دیوانہ لڑکے کو گود مین لیکر بھاگا عورتین غل مچاتی ہوئین پشت پر کہ ارے یہ لڑکا ابھی پیدا ہوا ہی ہوا لگنے سے مر جائیگا دیوانہ کہتا ہے آقا کو دکھلا لاؤن تم سب جا کر بیٹھو ابھی خیر کرے آؤنگا لڑکے کو رستم کے سامنے لایا کہا آقا دیکھیے نزرک کے میٹ سے یہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے چھین کے اُن عورتون کو دیا کہا دیوانے یہ کیا حرکت ہی کہا آج بڑی خوشی کرونگا میرے یہان لڑکا پیدا ہوا آقاے سرخ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والون سے کہا جنگل مین فرش بچھاؤ

طائفے لاؤ آقا کے سامنے ناچ ہو اسی جنگل مین بچھونا بچھوایا چند کوٹھریان بند تھین اُن کوٹھریون کو کھولا اُن مین کسبیان بند تھین مع سازوسازندے روتی ہوئین نکلین کہتی تھین اے شہریار ہم کو پکڑ کے بند کیا ہی کھانا نہین دیتا رستم نے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت ہی دیوانے نے کہا یہ لوگ بلانے سے نہین آتے ایک مرتبہ جو آگیا اُنکو بند کر رکھا کہ پھر خواہش ہوگی تو کہان سے لاؤنگا رستم نے اُن سبکو تسکین دی سبکو کھانا کھلوایا صحبت جمی رستم کو لاکر بیچ مین بٹھایا کسبیان ناچنے لگین جو اچھا ناچتی ہی اُسکو دیوانہ گود مین اُٹھا لیتا ہی جب وہ غل مچاتی ہی رستم جھڑکتے مین دیوانے کا کان پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیتے ہین دیوانہ گال سہلا کر رہجاتا ہی کہتا ہی آقا تمسے سمجھونگا کبھی رستم پر چوبدست مار بیٹھتا ہی رستم چوبدست چھین کر دے مارتے ہین دیوانہ ہاتھ جوڑتا ہی کہ آقا اب ایسی حرکت نہ کرونگا جلسے مین عجب غلغلہ ہی دیوانے نے راحت نہ لینے دی رات بھر یہی ہنگامہ رہا صبح کو جب رستم کسبیون کو رخصت کرنے لگے دیوانہ چوبدست کو پکڑ کر کھڑا ہوا کہ آقا یہ پھر نہ آئینگی گانون مین جاکر چھپ رہتی ہین انکو نہ جانے دونگا رستم نے اُنسے اقرار کرالیا کہ جب دیوانہ بلائے تب آنا اُنھون نے اقرار کیا رستم نے بمشکل اُنکو رخصت کیا گویا اُنمین جان آگئی اپنے اپنے مکانون پر گئین دیوانہ دوڑا ہوا مان باپ کے پاس پہونچا اُنسے کہا مجھے جانے دو مین آقا کے ساتھ رہونگا باپ نے کہا بیٹا یہ جنگل ویران ہو جائیگا ہمکو آب و طعام کون پہونچائیگا دیوانے نے ایک چوبدست ماری بڈھے کا سر پھٹ گیا ٹانگ پکڑ کر کھینچتا ہوا سامنے رستم کے لایا کہا اے شہریار مین نے آپکی محبت مین اپنے باپ کو مار ڈالا رستم بہت خفا ہوے لاشہ اُسکا دفن کیا فرمایا فاروقیہ یہان سے کتنی دور ہی زمیندار نے کہا اے شہریار فاروقیہ سے آپکو کیا کام ہی رستم نے کہا مہرور تیغ زن سے بدلہ لینا ہی ہماری معشوق وہان ہی اُسکو لینا منظور ہی سعدان زمیندار نے سمجھایا کہ اے شہریار وہان کے لوگ بڑے زبردست ہین رستم نے کہا ہمارا مرکب و تیغہ ہفت جوہر وہین ہی مہرور ان اشیا کو لیگیا نہ معلوم ہمارے مرکب کے ساتھ کیا کیا ہمین جانا ضرور ہی دیوانہ چارسو دیوانے لیکر ہمراہ ہوا زمیندار سے رستم نے وعدہ کیا یہ گانون تمکو معافی مین دینگے زمیندار کو بھی مسلمان کیا اب زمیندار کو معلوم ہوا کہ یہ فرزند صاحبقران ہین دور تک پہونچانے آیا راستہ سیدھا بتا دیا جب رستم کئی منزلین طے کرکے قریب فاروقیہ پہونچے دیوانے سے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم اکیلے شہر مین جائینگے دو چار دن کے بعد آئینگے دیوانہ جنگل مین اُترا رستم اکیلے شہر مین آئے جسکی نگاہ جمال بے مثال رستم پر پڑی حیران جمال محو دیدار ہوگیا رستم ایک ایک سے سرا کو پوچھتے ہین دوکاندار دوکانون سے اُٹھ کر کہتے ہین ہمارے مکان پر چلیے رستم

انکار کرتے ہین فرماتے مین مسافر کا مقام سرا ہی بازار مین کھڑے ہوے یہ فرماتے ہین گرد بازار ہوگا ہجوم ہی قضاے کار مسلسل آہن قبا پہلوان زبردست فاروق کا ہم صحبت دربار سے اُٹھا ہی طرف اپنے مکان کے جاتا ہی بازار مین مجمع دیکھکر پوچھا یہ کیسا مجمع ہی لوگون نے کہا ایک مسافر سرا پوچھ رہا ہی لوگ گھیرے کھڑے ہین مسلسل گھوڑے پر سے کود پڑا ٹہلتا ہوا قریب رستم کے آیا جمال دیکھکر حیران ہوگیا باادب سلام کیا کہا اے شہریار غلام کو سرفراز کیجیے میرے مکان پہ تشریف رکھیے مین خدمت کرونگا اس عجز سے مسلسل نے کہا کہ رستم راضی ہو گئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا بڑا بھاری قصر بنا ہوا تھا رستم کو ایک بارہ دری مین لایا مسند بچھائی رستم کو مسند پر جگہ دی آپ ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون رستم نے کہا اے مسلسل مین فرزند صاحبقران ہون باغ عشرت مین مسرور نے مجھکو بکمر زخمی کرکے پھینک دیا تھا میرے پروردگار نے مجھکو صحت عطا کی اب آیا ہون کہ اُس سے بدلہ لون اپنا مرکب اور اپنے ہتھیار حاصل کرون علاوہ ان سب کامون کے ایک کار ضروری یہ ہی کہ معشوقہ ہماری مغرور شیرین کلام دختر ہفت پیکر ہی فاروق سے اُسکو طلب کرینگے جسطرح دیگا اُس سے لینگے مسلسل کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے سامان دعوت مہیا کیا مگر دستبستہ عرض کرتا ہی اے شہریار فاروق پہلوان زبردست ہی مین اُسکے مصاحبون مین سب سے حقیر ہون وہ کا ہیکو ان باتون کو سُنےگا سرکار کو آزار پہونچائیگا رستم نے کہا جب تلوار کھینچی تو ایک اور لاکھ سب برابر ہین کیا مجال ہی کہ بے ادبی کرسکے مسلسل اس جرأت پر حیران ہوگیا کہتا ہی اے شہریار آپ ایسے ہی جری و بہادر ہین مگر فاروق کے ساتھ وہ جمعیت ہی کہ گاو زمین بار نہین اُٹھا سکتی یہ جملہ کافی ہی کہ فاروق وہ شخص ہی کہ ہفت پیکر نے اپنے گھر کا انتظام اُسکے سپرد کیا ہی آپ اس ارادے سے باز آئین اس ارادے مین آپ کی جان کا ضرر ہی رستم کہتے ہین اے مسلسل اگر مارے بھی گئے تو خون کے دریا بہجائینگے فاروقیہ مین ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران نے آکر یکہ و تنہا دربار مین فاروق کے شمشیرزنی کی مسلسل رات بھر جاگا رستم کو سمجھاتے سمجھاتے سر پھر گیا مگر رستم اپنی ہی کہتے ہین یہ فرماتے ہین کہ مین ضرور دربار فاروق مین جاؤنگا اور سوال مغرور کرونگا جب صبح ہوئی تو مسلسل نے عرض کی آج کا دن اور شب میرے مکان مین رہیے کل آپ کو اختیار ہی رستم نے کہا بہتر جو تمنے کہا وہی ہمنے قبول کیا مسلسل سوار ہوگیا دربار فاروق مین آیا چپکا دنگل پہ بیٹھا ہی دربار مین سب پہلوان جمع ہین یہان بعد

جانے مسلسل کے رستم نے اپنا مرکب تیار کیا ملازمان مسلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہین ہی رستم نے کہا ہم کیا مسلسل کے نوکر ہین یہ کہکے فوراً گھوڑا اپنے ہاتھون سے کسا پشت پر سوار ہوے طرف بارگاہ فاروق کے چلے یہان مسلسل بیٹھا ہی کہ مبرور پہلوان آیا اُسکا دستور ہی کہ دن بھر مین دوچار مرتبہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہی بیٹھنے کے ساتھ ہی اُسنے کہا ای بادشاہ مین نے رستم کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اُسی کا ہاتھ مین نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کر کے عقب باغ پھینک دیا یقین ہی لاش کو زاغ و زغن کھا گئے ہونگے مسلسل کو تاب نہ رہی بول اُٹھا جھوٹے کی ایسی تیسی فاروق نے کہا ای مسلسل تمھین کیا معلوم کہ وہان کیا گذری مسلسل نے کہا جو کچھ مین جانتا ہون وہ کوئی نہین جانتا فاروق نے پوچھا تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا حضور شب سے رستم میرا مہمان ہی مین نے بمشکل روکا ہی وہ حضور سے سوال کرنے آئیگا مین نے بہ خوشامد و منت آج روکا ہی فاروق نے کہا ای مسلسل سچ کہتا ہی کہ مضحکہ کرتا ہی کہا حضور وہ سوتا تھا انھون نے تلوارین مارنا شروع کین اگر اُسکے ہاتھ مین تلوار یا نیزہ آجاتا تو وہ بہادر انکے ٹکڑے اُڑا دیتا انکو وہان سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو مین نے بمشکل روکا ہی کل نہ رُکے گا فاروق نے کہا ای مسلسل ایک کام کر اُس جوان کو سمجھا کر ہمارے ملک سے رخصت کر دو اگر ہمسے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باپ کی فوج لیکر آئے مقابلے مین ہمارے اُترے جانبین سے طبل جنگی بجین ساتھ طریقے کے مقابلے ہون تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا ہمارے دربار مین آیا اور ہمنے اُسکی بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت مین فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا تو کیسا حجاب ہوگا لہذا ہمارے دربار مین وہ نہ آئے تو بہتر ہی مسلسل نے کہا مجھے یقین نہین کہ وہ چندے میرے کہنے سے مانے حضور مین نے رات بھر سمجھایا مگر وہ اپنی کہے گیا آخر ناچار ہوکر مین نے یہ جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہان اور مہمان رہیے کل آپ کو اختیار ہی آج دوسرے پہلو سے سمجھاؤنگا جہان تک ہوسکیگا یہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا مگر میان مبرور کی آج نامردی کھل گئی کئی مہینے اس معاملے کو گذرے اور روز یہی ذکر کرتے ہین غفلت مین ایک بہادر کو زخمی کیا اُسپر یہ ناز فاروق نے کہا ای مسلسل تو سچ کہتا ہی مبرور نے شرمندہ ہوکر کہا ای شہریار اب مین رستم کی بات کا جواب دونگا مسلسل نے کہا کیا مجال ہی کہ جو اُسکے سامنے زبان بھی کھولو کچھ منھ سے بھی بولو اگر بولوگے تو سزا پاؤگے وہ جوان نہایت ہٹ جھوٹ ہی مبرور نے کہا ہونے دو مین

اُسکے سامنے کمی نہ کرونگا جسطرح ہو سکیگا جواب دونگا اور پوچھونگا کہ تلوار مین نے تمھارے ہاتھ سے چھینی تھی یا نہین وہ منصف ہو تو صاف صاف کہدے گا یہان یہ تکرار ہو رہی تھی کہ چوبدار نے بڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور آج نئی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اُس جوان کا آیا ہو ظاہر ہو کہ بندھا ہوا کر کسیکو اپنے قریب نہین آنے دیتا ٹاپین مار کر زمین مین گڈھے ڈالدیے ہین کتنے سائیس ہلاک کیے چابک سوار بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کسیکو پاس نہین آنے دیتا لیکن آج ایک جوان خوش رو خوشخو معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتین کین اور یہ کہتا تھا کہ اے مرکب اصیل ہم تیری جدائی مین بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہین گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بہ نگاہ یاس طرف اُسکے دیکھتا تھا تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جمال کا مشتاق تھا اپنے آقا کو دیکھکر نہال ہو گیا اب وہ جوان گھوڑے سے باتین کرکے دربارگاہ شاہی پر آیا چوبدار سے کہتا ہو ہماری شاہ سے اطلاع کرو مسلسل نے کہا لیجیے وہ جوان آپہونچا میان مبرور صاحب اب باتین بنائیے تو آپ کو حال معلوم ہو فاروق نے کہا اے مسلسل تم دروازے پر جاؤ اور اُسکو سمجھا و سمجھا کے لاؤ ہم بڑی خاطر کرینگے یہ سنتے ہی مسلسل چلا پردہ اُٹھا کے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھکر رونے لگا کہا اے شہریار آپ نے میرا کہنا نہ مانا مگر برائے خدا یہ تو فرمائیے گا کہ بادشاہ سے سوال معشوق نکیجیے گا مرکب و ہتھیار لے لیجیے بخیر و خوبی چلے جائیے رستم نے کہا اے مسلسل ابھی جانا ہمارا کہان ہفت پیکر کو مار کر ہمارا جانا ہوگا کئی سال سے اس طلسم مین مارے مارے پھرتے ہین بے قتل اُس ملعون کے طلسم سے قدم نہ نکالینگے مسلسل سمجھاتا ہوا رستم کو اندر بارگاہ کے لایا رستم نے جو دربار کفر مدار کو دیکھا مثل اہل اسلام کے آواز دی سلام من درین مجلس و درین ماوی برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یک است و دین پیغمبر خدا برحق است۔ کافر بگڑنے لگے مگر فاروق نے سب کو اشارہ کیا کہ یارو خبردار اگر کسی نے خیال بھی ناراضی کا کیا تو مجھپر شاق ہوگا سبکو سمجھا کر پکار اُٹھا اے رستم آئیے تخت جو وسط بارگاہ مین بچھا تھا اُسپر غاشیہ پڑا ہو رستم دنگل پر جو فاروق کے پہلو مین بچھا تھا بیٹھے فاروق خاطرین کرنے لگا کہا ساقی بچے کو بلاؤ ارباب نشاط بھی آئین فاروق کے کہتے ہی نازنین مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہوئین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا لطف صحبت اُٹھنے لگا فاروق چاہتا ہو کہ رستم کو سمجھا بجھا کر رخصت کردے مگر رستم نے عین گرمی صحبت مین کہا اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان تمھنے

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا مرکب و ہتھیار منگا دو سنتے ہی فاروق نے حکم دیا تیغہ ہفت جوہر لا دو کمان کیانی گھوڑا آپکا جنگی وہان بندھا ہی کسی کو پاس نہین آنے دیتا بسم اللہ اُسپر سوار ہوجیے تشریف لیجائیے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دون کہ آپ کو سیدھا راستہ بتا دین رستم نے کہا ایک کلام اور کہنا ہی معشوقہ ہماری ملکہ مغرور شیرین کلام کہ اُسکو بجبر لائے ہو جلد حوالے کر دو یہی بہتر ہی ورنہ محافہ کو لاکر بیچ مین رکھدو یا ہم لیجائین یا تم لیجاؤ جسکو خدا دے وہ پائے فاروق ہنسنے لگا کہا کہ رستم ذرا سمجھکر کلام کرو کون ایسا ہوگا کہ اپنی دختر کو گھر سے سوار کر دے لشکر لیکر آنا ہمسے مقابلہ کرنا اگر ہمکو زیر کرنا معشوق لینا وہ ہمارے کام کی نہین ہی ہم اہل فاروقیہ کے یہان یہ دستور ہی کہ جو عورت کسی سے آنکھ لگائے یا نکل جائے یا دوسرے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اُس عورت کو گھر مین نہین رکھتے لیکن وہ دختر خداوند ہی بدون حکم خداوندی ہم کچھ نہین کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو بلوائیے خداوند آکے روکین ہم جواب سے لینگے جیسا کچھ ہوگا سمجھ لینگے مگر جو کچھ کہا وہ کہا مردان عالم کی زبان سے جو نکلا وہی ہوگا اس بات کا جو بلڑہ ہوا یہ خبر محل مین پہونچی ملکہ گلعذار بیٹی کے دیوانے ہونے سے نہایت پریشان ہی کہ وہ آٹھ پہر بکا کرتی ہی دیوانہ وار وحشی مثال اگر کسی نے رستم کا ذکر کیا تو بات کی ورنہ وہی کلام وحشیانہ مان نے قریب آکر کہا ای نور نظر تیرے سنا رستم پیلتن صحیح وسالم آئے ہین اور فاروق سے تمھین مانگ رہے ہین یہ خبر جو مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا عیوق تیرزن کہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرہ آفاق ہی اپنے رفیقون مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی ای شہریار رستم آئے ہین سرور تو عجب رہا دربار سے اُٹھ گیا فاروق نے حکم دیا کہ ای سرور تمکو دیکھکر رستم کو بڑا غصہ آئیگا ایسا نہو تمسے اور اُس سے سر دربار تکرار ہو وہ فرزند صاحبقران ہی نہین معلوم کیا کیفیت ہو تو حضور سرور تو جاکر الگ قصر مین چھپا ہو رستم کے سامنے نہین آتا آپکے دنگل پر آکر رستم بیٹھ گئے آپ کے والد سے کلام کر رہے ہین ہر چند آپکے والد نے سمجھایا مگر رستم نہین مانتے یہ سنکر عیوق اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین جاکر رستم کو سزا دونگا بخوبی سمجھا دونگا بل کرتا ہوا چلا پیچون کے جھل کرتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ یہان دربار مین فاروق و رستم سے تکرار ہو رہی ہی رستم ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھ کے اُٹھتے ہین فرماتے ہین ای فاروق اُٹھو ہمارے تمھارے تلوار چلے یا اور کسی کو حکم دو وہ اُٹھے میان سرور کہان ہین سنا ہی کہ اُنھون نے مشہور کیا کہ مین نے رستم کو مار ڈالا اُس نامرد نے مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا مگر ہمارے حافظ

حقیقی نے ہمکو بچایا کہ ہم یہان تک پہونچے دیوانہ شریر مردم در کو رفیق کیا وہ دیوانون کو ساتھ لیے ہوے بیرون شہر اُترا ہی مجھکو اکیلا ہی آنا منظور تھا نام دیوانہ شریر مردم در کا سُنکر لوگون کے ہوش اڑگئے کہا حضور اُس ایسے شخص کو کیونکر قبضے مین کیا اس شہر مین نام اُسکا مشہور ہی سب اسکو جانتے ہین جس صحرا مین وہ رہتا ہی اُدھر کا راستہ بند ہی رستم نے کہا وہ ہمارے ساتھ بہ عہدہ رفاقت آیا ہی باپ کو اپنے اُسنے مار ڈالا اُسنے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جاؤ ایک چوب دست ماردی باپ اُسکا پراٹھا ہوگیا اگر اُسکو ساتھ لاتا تو زمین ہلجاتی اتنی ہی دیر مین نہین معلوم کیا حرکات کرتا کہ تم سب عاجز ہوجاتے کہ ہلڑ ہوا عیوق آتا ہی فاروق گھبرا گیا اور سوچا کہ وہ نوجوان بہ جاہل مزاج دیکھیے انکے اُنکے کیا گذرتی ہی کہ عیوق بل کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا رستم کو دیکھکر کہا اے رستم تمنے غضب کیا کہ ہمارے کے دنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا اب تو اُسپر ہمارا قبضہ ہی اگر تمھارا دنگل ہی تو ہم کو اُٹھا دو سب سے زیادہ باعث فساد یہ ہی کہ ہم مغرور شیرین کلام کو مانگ رہے ہین اور بے لیے نہ جائینگے تم روکو ان باتون کو سُنکر عیوق دنگ ہو گیا غصے مین کانپنے لگا کہا اچھا اے رستم ایک کام کرو ہمکو بڑا خیال یہ ہی کہ اگر تمکو ہمسے کوئی چشم زخم پہونچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہی ہمارے ملک کا نام مشہور ہی کہ سب بہادر رہتے ہین بس لوگ کہینگے اکیلے کو ذلیل کیا یا شاید آپ نے چشم زخم پہونچایا تو بھی باعث بدنامی کا ہی کہ اکیلے نے جاکر ملک مین اپنے نام کا جھنڈا اگاڑا لہذا یہ کرو کہ یہان سے چلے جاؤ رستم نے کہا یہ تو نہو گا اگر اب تمنے کلام کیا اور ہمنے تلوار کھینچی بارگاہ کو خون سے لال کردینگے اور مرجانا سپاہی کے واسطے عین فخر ہی جان دینے آئے ہین عیوق نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے اگر مجھے زیر کیجیے تو مغرور شیرین کلام کو بھی لیجیے اگر مین غالب آؤن تو اپنے لشکر کا آپ کو بادشاہ کرون ایسے بہادر کسے ملتے ہین رستم نے کہا بسم اللہ اُٹھیے اسی بارگاہ مین ہمارے آپکے فیصلہ ہو عیوق نے بخوشامد کہا کہ اے رستم تم زخمی ہوے اور مکان پر زمیندار کے رہے کیا آرام پایا ہوگا چھ مہینے کی مین تمکو مہلت دیتا ہون کہ میرے ساتھ رہو اور فنون سپاہ گری کو زور دو تب مجھسے مقابلہ کرو رستم نے کہا اے برادر اسقدر مہلت قلب کو گوارا نہین طاقت جو داد الٰہی ہی وہ ہر وقت جسم مین موجود ہی عیوق نے کہا آج کی رات کی مہلت دیجیے کہ مین اکھاڑا تیار کراؤن اور مردمان شہر کو خبر کرون کہ صبح کو آکر سب تماشہ دیکھین رستم نے کہا طبل کشتی بجوایے صبح کو سامنے خلقت کے ہمارے آپکے مقابلہ ہو بس ایک مکان نہایت پاک و پاکیزہ صاف

وشفاف شیشہ آلات سے آراستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا اسمین تشریف رکھیے چند خادم واسطے خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان مین آئیے گا رستم اس مکان مین آکر بیٹھے خادم خدمتگار خدمت کرنے لگے دن جب گذرا اور پردۂ شب حائل ہوا رستم بیٹھے بیٹھے گھبرائے سوچے کہ ای رستم ایسی سخت راہ وصعب طی کرکے اس ملک مین پہونچے مگر افسوس ہی کہ اس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق کا کیا حال ہوگا چلو چلکر اس معشوق سے ملاقات کرین اسکو تو دیکھ آئین کہ کس حال مین ہی فاروق طبل کشتی بجواکر جو محل مین آیا گلعذار سے سب حال بیان کیا گلعذار نے کہا ای فاروق یہ تو ظاہر ہی وہ یکہ وتنہا ہی شاطر بھی ساتھ نہین تمھارا ملک ومال فوج ولشکر سردار پہلوان سب سامان موجود ہی لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہین کہ تماشہ دیکھین سامنے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا کھدے تو بہت مناسب ہی فاروق نے حکم دیا باہر آکر کارگذارون سے کہا کہ اکھاڑا سامنے محل کے اراستہ کرو اکھاڑا تیار ہونے لگا مگر رستم لباس شبروی پہنکر طرف محل کے چلے مہرور تیغزن طلائے پر کھڑا تھا دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہی اپنی جرأت پہ تو اسکو بڑا ناز ہی گینڈا دوڑا پکار کر آواز دی او دزد مکار کہان جاتا ہی جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاؤن مگر غیرت نے دامن پکڑا تلوار ماری کہا مین نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اسکی خالی دی اور سر جھکاکر زیر شکم کرگدن جھک کر آئے مہرور کو مع گینڈے اٹھا لیا چرخ دیکر مارا کہ اعضا مہرور کے چور چور ہوئے نصف جسم اسکا گینڈے مین اور نصف بیرون کرگدن یکایک دور سے پیادون نے جو دیکھا کہ افسر کو ہمارے اس سیاہ پوش نے مار لیا ناکرتے اُلٹے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے مگر خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین کمند پھینکی جست کرکے بالاے دیوار آئے دیکھا صحن خانہ مین مغرور شیرین کلام فرش خاک پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین نظم

صبا سے یہ دیتا ہی عاشق پیام
کہ ای باد کہیو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہین
قرار و سکون دل تک آتے نہین
شب و روز رہتا ہی یان اضطراب
کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر
نہ جور و ستم کر نہ بیداد کر
تن زار بیجان کیونکر جیے
جگر مین لہو خون تو کیا پیے

عجب بیقراری مین بیٹھی ہی کبھی اُٹھنا کبھی بیٹھنا کبھی بال نوچنا نام رستم ورد زبان حیران و پریشان کبھی خندان کبھی گریان کبھی پکارتی ہی ای رستم ہماری آواز تم تک نہین پہونچتی صبا کو پیغام دیا مگر اُسنے آپ تک نہ پہونچایا تمھاری جرأت وشوکت تو ظاہر ہوئی کہ صدہا کوس کا راستہ طی کرکے آئے مگر ہم ایسے بدنصیب گوشہ نشین کہ ہمارے شہر مین اُترے ہو اور ہم تم تک نہین آسکتے رستم نے جو یہ باتین سنین بیقرار ہوگئے کنیزین سوگئی تھین پکارکر آواز دی ای ملکۂ عالم اب کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین یہ عاشق صادق راہ طی کرکے پہونچا تمھارا جمال بے مثال دیکھ رہا ہون اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا چاہتا ہی شیشۂ دل سنگ بدعت فراق سے ٹوٹا چاہتا ہی آواز رستم جو ملکہ نے سنی بیقرار ہوکر اُٹھین کہا ای شہریار اسوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ داری کی کہ ہمارا پیام آپ تک پہونچایا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ملکہ کے روئین رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے خون جسم رستم پر دیکھکر ملکہ نے پوچھا کیون صاحب یہ خون کیسا ہی رستم نے کہا خون اُسی نامرد کا ہی جسنے ہمکو مکر سے قتل کیا ہمارے حافظ نے ہمکو بچایا رستم نے اپنا حال مختصر کرکے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا صاحب تمنے اُس قصائی کے کتّے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہی کیسا کھا کھاکے بھولا ہی اب مین آپکے قبضے مین ہون جہان کہیے وہان چلون مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجیے اس ملک مین کوئی اُسکا مثل نہین ہی رستم نے کہا ای ملکۂ عالم یہ چورون کا کام تو ہمسے نہوگا انشاءاللہ کل عیوق کو سر میدان زیر کرلینگے اور تمکو بچکو مست لینگے اگر چھپ کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن و تشنیع کرینگے اور لشکر مین رہنا ہمکو مشکل ہوگا ہمارے یہان ان باتون کی بدنامی ہی ہم ایسا نہ کرینگے ملکہ رونے لگین رستم نے کہا بس تمکو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و ناصر اگر زندہ رہے تو پھر ملینگے اور اگر کل ہماری قضا عیوق کے ہاتھ سے ہی تو غم نکرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا تمھارے فاتحہ پڑھنے سے روح کو راحت ہوگی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کیا بیان کرون کیا حال دل کہون عاشق و معشوق کی رخصت ایک بیقرار ایک اشکبار ایک کو حسرت اور ایک کو حیرت ملکہ رو رو کر سمجھاتی ہین کہ ای شہریار عیوق بلاے روزگار ہی اُسکا زیر کرنا نہایت دشوار ہی کئی سو پہلوانون کو روز لڑاتا ہی اُسکا نام سُنکر دل گھبراتا ہی رستم کہتے ہین اب تو وعدہ ہوچکا جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا اس سرصفا روقیہ سُن ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران اکیلے آئے اور آکر دختر خداوند کو طلب کیا اور معشوق کو لے گئے

دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہوں جیسا جرأت کا دعوی ہی وہ مجمع عام میں کھل جائیگا بشکل عاشق ومعشوق رخصت ہوے رستم تو کمند سے اُترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بدرگاہ مجیب الدعوات دعا مانگنے لگیں پکار رہی ہیں کہ ای خالق بے نیاز و رب کارساز میرے وارث کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچانا غربت میں اُنکو روز سیاہ نہ دکھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہیں آٹھ پہر ہنگامے برپا ہیں اسقدر سجدے ملکہ نے کیے ہیں کہ پیشانی سے خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا دل طرف خدا کے رجوع بخضوع و خشوع دعائیں مانگ رہی ہیں ماں جو صبح کو اُٹھیں بیٹی کو آج عجب رنگ میں دیکھا کہ کبھی سر سجدے میں جھکایا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھیں ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہی مجھکو انتہا کا پس و پیش ہی ماں نے پوچھا بیٹا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیدا کرنے والے سے ہر نیک و بد میں التجا چاہیے آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کردگار ہی ہر امر کا اُسے اختیار ہی۔ نظم

قائل یکتائیش ہر خاص و عام ۔۔۔ متفق بر وحدتش خلقت تمام
سرنگون دارد یکے در بندگی ۔۔۔ مثل سرو استادہ دیگر در قیام
ابتدا را ابتدا از ذات اوست ۔۔۔ ہست بروے اختتام اختتام
ہر مسلمان اللہ اللہ میکند ۔۔۔ وز صفاے قلب ہندو رام رام
نیست بر دنیاے فانی اعتبار ۔۔۔ ختم کن این ذکر ہندی والسلام

ماں نے کہا ای نور نظر یہ طریقے تجکو کسنے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر ہیں جب ارادہ کیا میلے میں پہونچے جو جاہا وہ کھایا اب چلو کوٹھے پر تمام خلقت جمع ہی ملکہ روتی ہوئی اُٹھیں کوٹھے پر آئیں دیکھا پردہ ہاے زنبوری کھنچے ہیں کنیزیں انتظام کر رہی ہیں کرسیاں بچھیں ہیں زیر قصر سامنے اکھاڑا اکھاڑے پر تخت فاروق کا بچھا ہی افسران فوج و رئیسان شہر جمع ہیں اور غول کے غول چلے آتے ہیں کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق تیرزن مسلح و مکمل کئی سو پہلوان ساتھ ڈھول بجتا ہوا آکے پہونچا باپ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے بیٹے کو برابر تخت بٹھالیا ملکہ نے جو تن و توش عیوق کا دیکھا گھبرا گئیں ماں سے کہتی ہیں ای مادر مہربان خدا اُنکو مظفر و منصور کرے یہ دیو اس لائق ہی کہ کوئی اُس سے مقابلہ کرے چلتے میں زمین تھراتی ہی

که دوسری طرف سے نعرے کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن یکہ و تنہا تیغہ ہفت جوہر قبضے مین سپر پشت پر لگائے ہوئے آتے ہین رستم نزدیک فاروق کے پہونچے دنگل بیٹھنے کو تھا کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ میرور کا ایک بڑے کھٹے پر ڈالے ہوئے لوگ پہونچے فاروق نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیادون نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب محلات شاہی پہونچا تھا ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ گینڈا اٹھکر قریب پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا اس سیاہ پوش نے مع گینڈے انکو اٹھا لیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ نصف گینڈے مین غرق ہو گئے فاروق یہ معاملہ دیکھکر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اٹھکر فاروق سے کہا حضور الکریم اذا وعدو وفا جس اشتیاق مین سب لوگ جمع ہوے ہین اسمین تامل نہو فاروق نے طرف بیٹے کے دیکھا عیوق جانگ لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے مین اترا ڈنڑ پیلنے لگا مٹی جو لیکر بازوؤن پر چڑھائی تو کوئی اس قد و قامت کا جوان نہین معلوم ہوتا فاروق نے کہا عیوق ہاتھ پاؤن توڑ کر رکھدیگا رستم بھی اکھاڑے مین کودے سب مشتاقون کا مجمع ہی سبکو یہی خیال ہی کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑینگے عیوق ایک کلائی رکھدیگا تو استخوان رستم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے جو تن و توش اسکا دیکھا دل سے باتین کر رہے ہین کہ ای دل کمی شکر پروردگار ارادے کو پورا رکھے کہ مٹی بازوؤن پر چڑھا کے عیوق نے پکار کے آواز دی ای رستم اب آؤ تماشہ دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہین رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق اچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا ای عیوق اچھلنے کودنے سے کیا نفع تمسے کشتی لڑنے آئے ہین یہ تٹ بازی ہم نہین جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھون رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹایا گردن پر ہاتھ رکھ کے ایک ہکہ مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ عیوق نے بمشکل سر اٹھایا جی مین کہتا ہی ای عیوق خداوند ہفت پیکر نے تمام دنیا کا زور اسی مین بھر دیا ہی کشتی لڑنے لگا جب عیوق پکڑ لاتا ہی رستم تڑپ کے نکل جاتے ہین اور جب رستم پکڑ کے لاتے ہین تو عیوق کو دو دو گھڑی رگڑتے ہین عیوق بمشکل نکلتا ہی سب دیکھ رہے ہین حیران ہین کہ یہ جوان فولاد کا پتلا ہی عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہی تین پہر کامل ایک طور سے کشتی ہوئی پہر دن رہے عیوق نے دیکھکر آواز دی ای رستم تین پہر گذرے مشتاق دیکھ رہے ہین ایک زور

آخری کرتا ہون رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دونون مونڈھے رستم کے تھامے سینے مین سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے چاہا پلٹون عیوق نے کہا اوے رستم اب رکنا نہایت دشوار ہی رستم نے کہا اب ایک قدم نہ ہٹینگے یہ کہکے رستم پلٹے عیوق نے چاہا نہ پلٹنے دون رستم نے دونون پانون آگے بڑھائے عیوق نے قصد کیا پھر لے دوڑون جیسے ہی دونون پانون آگے بڑھائے وہان پر ہوشیخانہ تھا دونون پانون عیوق کے گھٹنون تک زمین مین اُتر گئے رستم نے ہتّہ مارا کہ کولہ عیوق کا اُتر گیا کڑاکے کی آواز آئی عیوق تھرتھرکانپا بیہوش ہونے لگا سر کاندھے پر رستم کے رکھدیا رستم نے دونون ہاتھون پر عیوق کو سنبھالا دیکھا کولہ عیوق کا اُتر گیا پکار کر آواز دی ای فاروق عیوق صید زبون ہی اسیر ہاتھ ڈالنا ہماری مروت سے بعید ہی اسکو لو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردون نے عیوق کو گود مین لیا ہوادار آیا عیوق کو ہوادار پر ڈال کے لیگئے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلو تخت فاروق مین دنگل بچھا تھا اُسپر آکے بیٹھے فاروق سے فرماتے ہین ای فاروق معاملہ کشتی ناتمام رہا جب صحت پائیگا تو پھر مقابلہ ہوگا اب مقدمہ ملکہ مین کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہی بقول آپکے مقدمہ ناتمام رہا اب آپ یہان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہین جس روز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کریگا رستم نے قبول کیا چند خدمتگار ہمراہ کیے کہا اُسی کمرے مین آپکو لیجا کر اُتارو رستم کو اُس کمرے مین اُتارا رستم اُس انتظار مین ٹھہرے ہین کہ ہر شب کو ملکہ سے ملاقات کرینگے جس روز عیوق صحت پائیگا اُس دن اُسکو زیر کرکے ملکہ کو لینگے دن بھر تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع فوج ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار مین ہین کہ خادم خدمتگار سوئین تو مین جاؤن اس انتظار مین لیٹے دن بھر کے تھکے ہوے تھے غافل سو گئے خادم اپنے اپنے مقام پر سوے صبح کو فاروق برائے ملاقات آیا دیکھا خدمتگار بیٹھے رو رہے ہین فاروق نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور جُہرہ نقب کا لگا ہی کوئی رستم کو چرا لیگیا فاروق نے ہرکارون کو حکم دیا کہ شہر مین تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھر بار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا ہمارے مہمان کو چرا کر لیگیا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلا کر فاروق سے کہا بادشاہان اس مقدمہ مین زیادہ کوشش کیجیے آپکے واسطے بدنامی ہی ایسا نہو دشمن لوگ کہین کہ گھر مین

رکھکر چھُڑوا دیا فاروق نے کہا ای فرزند مین نے ہرکارے مقرر کیے ہین کوتوال سے تاکید کی ہو یہان تو فاروق تدبیر کر رہا ہو مگر حال رستم تحریر کرتا ہون فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اُسکو قلعہ مہر و ماہ کہتے ہین ماہتاب خاراشکن پہلوان زبردست اُس قلعے کا حاکم ہو اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا قلعۂ فاروقیہ پر آئے ہوے ہین عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا کولا اُتر گیا اب رستم مہمان ہین اپنے عیار کو بلایا غراب بن اہرمن بڑے قد و قامت کا عیار ہو ہم پہلوان ہم عیار بادشاہ نے حکم دیا کہ ای غراب ہو سکتا ہو کہ تو رستم کو چرا لا غراب بہ صورت مبدل قلعۂ فاروقیہ مین آیا خدمتگاران رستم سے ملارات کو نقب دیکر لے بھاگا راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہو قضاے کار سمک ملداقی کہ شکارگاہ مین آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہو اسنے سُنا کہ آقا فلان قریہ مین صحت پاکر طرف قلعہ فاروقیہ کے گئے ہین یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہو تھک کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا تھا کہ آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہو سمک نے بہ تعجیل رنگ و روغن عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا پکار کر آواز دی میان جانیوالے کچھ فقیرون سے واحد شاہد ہوگے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش جہان گرد دعائین دے رہا ہو غراب جہاندیدہ کار آزمودہ ہی تیور فقیر کے دیکھکر اسکو تردد ہوا پکار کر کہا شاہ صاحب مین اسوقت نہین ٹھہر سکتا یہ کہکے چاہا بڑھون گوشۂ ردا جو چہرے سے رستم کے ہٹا سمک کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقاے نامدار کو لیے جاتا ہو اب تو تاب نہ باقی رہی تیغچہ کھینچکر للکارا او ناعیار میرے آقا کو لیے جاتا ہو غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہو سرحد مین اپنے قلعے کی پہونچون وہان کے دیہاتی میری شرکت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گانون کے پہونچا گنوار کھیتون پر حراست زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو مین ہون غراب بن اہرمن عیار بادشاہ کا بحکم شہنشاہ اس جوان کو چرا کر لایا ہون یہ عیار مکار میرا پیچھا نہین چھوڑتا گنوار طرف سمک کے دوڑے سمک نے کئی گنوارون کو مارا غراب جست و خیز کرکے نکل گیا جب سمک نے دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوارون سے لڑنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک گوشے مین چھپا جب گنوار چلے گئے تو سمک نکلا طرف قلعے کے چلا غراب پشتارہ لیے ہوے سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار مین طلسم کشا کو لایا مگر عیار اُسکا بلاے روزگار ہو اُسنے پشتارہ لیلیا ہوتا

مگر مین نے گنوارون مین پھنسایا وہ بیرون قلعہ رہا مین قلعے مین لے آیا یقین ہے کہ وہ عیار قلعے مین آیا ہو اپنے آقا کی رہائی کی کوشش کریگا ماہتاب خاراشگن نے کہا عیار آئیگا تو کیا کریگا مین کل اسکو قتل کرونگا تو ہوشیار تو کر غراب نے کہا حضور یہ کمند ہاے ریشمی مین بندھا ہے اُٹھتے ہی اسکے قیامت برپا ہو گی مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار رہیے بادشاہ نے آہنگرون کو بلایا مسلسل و مطوق کرا کے عیار سے اشارہ کیا عیار نے فتیلہ رافع داروے بیہوشی دیا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کفر مدار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا مچکار کر ماہتاب خاراشگن نے آواز دی اے رستم کل قلعہ جات پر تمہارے قتل کے فرمان پہونچ گئے مین بھی ایک ادنیٰ خراج گزار خداوند کا ہون خداوند حقیقی تمہارا تمسے بیزار ہے تم گرفتار ہو کے ایسے مقام پر آئے کہ یہان سے بچنا دشوار ہے رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہے ہمین کون قتل کر سکتا ہے جو تجھسے ہو سکے وہ قصور نکر خیر باتین کر کے حکم دیا شہر مین ڈھنڈورا پٹے کل صبح کو رستم قتل ہونگے سب لوگ آکر جمع ہون اشتہار چسپان کیے جائین حکم کیا لیجا کر رستم کو قید کرو غراب خود بطور نگہبانون کے آکر بیٹھا سمک تلاش کرتا ہوا جب در قلعہ پر پہونچا ڈھنڈھورے کی آواز سنکر بہت گھبرایا حیران ہے کہ کیا تدبیر کرون پھرتا پھرتا سامنے قید خانے کے آیا دیکھا غراب چار سو شاگرد لیے بیٹھا ہے کیا مجال کہ کوئی اودھر سے رستہ چل سکے سمک نے کد و کاوش کی لیکن عیارون کو ہوشیار پایا رات بھر گرد قصر پھرا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہان سے بیٹھ کے نقب دے اسی تردد مین صبح ہو گئی سمک بہت گھبرایا یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایان ہوا بادشاہ کے عقب مین فوج اُس مقام پر بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر داریں استادہ ہین جلاد جست و خیز کر رہے ہین کہ بادشاہ نے غراب سے کہا کہ قیدی کو لاؤ غراب وہان سے آیا آتے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا کہ ہتھکڑیان کٹی پڑی ہین چہرہ نقب کا لگا ہوا ہے رستم ندارد اتو غراب بدحواس ہو کر نقب مین کودا دوسرا چہرہ ایک دوکان مین پایا وہ دوکان ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا اُلٹا اتو ہلڑ ہوا کہ قیدی کو کوئی قید خانے سے نکال لیگیا سمک یہ ذکر سنکر حیران ہوا کہ یہان کسنے ایسی حرکت کی دوست کہان سے آیا اب سمک اُس مجمع سے نکلا گلی گلی لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ اسکا عیار بڑا تیز و طرار ہے اُسنے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہین یہان بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر تھانہ دارون سے کہا تھانہ دارون نے مہترانیون سے بلا کر اقرار نامے

لیے کہ نیا آدمی جس مکان مین نکلے گا تم لوگ گنہگار ہو گے جلد پتہ لگاؤ غراب کہتا ہی مجھے ایک مقدمہ مین بڑی حیرت ہی کہ اگر عیار اسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہان رہتا مگر سمک یلداقی پھرتا پھرتا قریب ایک باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گا رہا ہی۔ نظم

چشم حق بین سے جو اُس بت کا سراپا دیکھا صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا
داغ اُلفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی اس چمن مین نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا
آگئین یاد غزل خوانیان اپنی ای رند کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

سمک نے جو گانے کی آواز سُنی بیتاب ہوگیا پشت باغ پر آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گفتار مسیحا لب چاہ غبغب جسمین صد ہا یوسف دل غرق کہ جنکا نکلنا دشوار پہلو مین رستم کے بیٹھی بے اختلاط ظاہری ہو رہا ہی ایک گائن نہایت شوخ و شنگ مچل مچل کے گا رہی ہی سمک خوش ہوگیا جی مین کہتا ہی آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہین کہ ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دیوار سے اُترا اور پہلو مین اُس نازنین کے مثل ستارہ پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ علم موسیقی مین دخل رکھتی ہی تال سم پر تعریفین کر رہی ہی اتفاقاً گائن بولا کر اُٹھی واسطے رفع حاجت کے چمن مین آئی سمک نے اُسے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گائن کی شکل بنا محفل مین آیا سامنے رستم کے بیٹھ کر گانے لگا نام لینے سے معلوم ہوا کہ علائہ عنبرین مو نام رستم کے پہلو مین بیٹھی ہی اور صنوبر سہی قد وزیر زادی پر سمک مائل ہوے اُسی کی جانب گانے مین متوجہ ہین کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اُٹھایا صنوبر نے جھلا کر کہا اری گلشن کچھ دیوانی ہوئی ہی یہ کیا حرکات ہین کہا بی بی بتانے مین ضرورت پڑتی ہی معاف فرمائیے کنیز حضور کی ہون قدمبوسی چاہتی ہون امیدوار ہون کہ قدمبوسی کرون صنوبر بے اختیار ہنس پڑی کہا گلشن آج تجھے کیا ہو گیا کیسی باتین کرتی ہی سمک نے زبان عربی مین رستم کو آگاہ کیا مین ہون آپکا غلام سمک یلداقی اب تو رستم نے طرف سے سمک کے صنوبر سہی قد سے سفارش کی کہ ہمارا عیار ہی تم پر دلدادہ و دل فریفتہ ہی اسکی خاطر کردیہ فرزند خواجہ عمرو ہی صاحبقران اسکو فرزند کہتے ہین اب تو صنوبر آگاہ ہوئی سمک نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا ارے میری گائن کو کیا سمک گائن کو صحبت مین لایا اب

بصورت اصلی پہلوے صنوبر مین بیٹھا مگر غراب پر باد شاہ نے بہت تاکید کی ہو کہ شکار میرے ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اُسکا سر بھیجتا تو قدرت کیسے خوش ہوتے یقین ہو کہ مجھکو طرۂ بیغمبری ملتا باغ مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو گائن بھی گا رہی ہو صنوبر رستم سے سفارش کراکے دو چار اشعار سمک سے گوالیتی ہو کہ غراب پھرتا ہوا عقب باغ جو گذرا گانے کی آواز کان مین آئی حیران ہوا کہ آج ملکہ کے یہان کیا خوشی ہو بڑے دور و شور سے گانا ہو رہا ہو اسوقت سمک گا رہا تھا آواز سُنکر زیادہ پریشان ہوا خیال مین گذرا کہ یہ کسکی آواز ہو آواز مین بڑا سوز و گداز ہو کمند مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوے علّامہ مین اور سمک کو پہلوے صنوبر مین دیکھکر جل گیا دلمین کہتا ہو اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہین کہ واری ہمنے دوکان خالی سے نقب لگائی کئی جلشنین کہتی ہین کہ ہمنے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید مین نہ رہنے دیا دیوار سے اُترا در دولت پر باد شاہ کی آیا محلدار سے کہا شاہ کو جاکر جگا دے کہنا غلام آپکا رستم کا پتہ لگا لایا جلد آئیے ایسا نہو کہ وہان کچھ انقلاب ہو جاے باد شاہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہو کر آئے آپ خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کوٹھے پر جو گئین اُنھون نے آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کانپتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہو کہ حال حضور کا کھل گیا باد شاہ مع فوج آتا ہو ملکہ تو گھبرا گئین رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا ای شہریار اول تو باد شاہ خود پہلوان ہو دوم ساٹھ ہزار فوج اُسکی جنگ آزما لڑی بھڑی ہوئی آپ یکہ و تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہین اُس حافظ حقیقی نے حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہو ایک مادیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سمک نے بڑھکر اُسی پر زین ڈالا کسکر اُسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئین دعا مانگنے لگین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چہار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد غراب کے ماہتاب خارا شکن گینڈے پر سوار چند افسر ساتھ کہتا ہو مین جاتے ہی سر رستم کا کاٹ لونگا اور اُس شوخ دیدہ کو وہ سزا دونگا کہ تمام شہر آگاہ ہو اب پردہ پوشی کی کیا ضرورت

ہے

ہو جب وہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو برا کہا ہوگا سر بازار اسکو قتل کر دنگا رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے وہ شخص آتا ہو ماہتاب نے گینڈے کو مہمیز کیا کہا ای رستم آؤ مین تمھاری رستمی دیکھون رستم گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران حال محو دیدار ہوا دل سے کہتا ہو اس شخص پر کیا حملہ کرون ایک ادھیڑ سپر کی کافی ہو رستم نیزہ پکڑے کے سامنے آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا اب تو ماہتاب دنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکلا چاہتا ہو بمشکل سنبھالتا ہو دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر رستم نے نیزہ اُس کا نکالا ماہتاب نے غصے مین تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو گردش دی بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی اہل فوج دیکھ رہے ہین کہ رستم ریل کرنے دوڑتے ہین ماہتاب گھبرا رہا ہو پھر پھر اُلجھ اُلجھ کے لڑا ایک مقام پر رستم ریل کرکے دوڑے دس بارہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکر یکبارہ دونون گھٹنے ماہتاب کے آشنائے زمین ہوئے یقین ہوا کہ پسلیان نکل جائینگی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مار دین کہ ماہتاب نے آواز دی ای شہریار الامان رستم نے کہا امان بشرط ایمان ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا ماہتاب نے عرض کی بارگاہ مین چلیے سمک نے عرض بھی کی کہ نیا مسلمان ہو ایسا نہو کچھ فساد برپا کرے رستم نے کہا خدا حافظ ہو ماہتاب بخوشامد و منت رستم و سمک کو لیکر بارگاہ مین آیا مقام صدر پہ رستم کو بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھیے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھتے مقام صدر پر دنگل زرین تھا اُسپر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت بڑھا کر پیش کیا عرض کی حضور اسکو نوش کرین کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہان کا یہ دستور ہو رستم نے بے اندیشہ انجام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سمک کو دیا سمک نے کہا آقا پی چکے اب میری کیا ضرورت ہو غراب نے ہاتھ باندھ کر کہا اُستاد آپکے نوش کرنے سے ہمکو تسکین ہوگی سمک نے بھی جام نوش کیا اس منت سے غراب نے کہا کہ سمک کو کچھ نہ پڑا شربت پیتے ہی رستم نے سمک سے کہا کہ ای سمک سر گردش کرتا ہو سمک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہو غلام تو سمجھ گیا تھا مگر حضور کے خیال مین نہ آیا اسکا یہ انجام ہوا رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ اپنے مقام سے

اُٹھون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے سمک نے چاہا مین نکل جاؤن غراب نے سمک کو گرفتار کیا نشے مین دونون کو ہتھکڑیان پہنائین اب ہوشیار کیا اُسی وقت حکم کیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو اُسی وقت دارین استادہ ہوئین یہ خبر کنیزون نے ملکہ کو پہونچائی ملکہ یہ خبر سُنکر گھبرائین کنیزون نے کہا داری نکل چلیے ملکہ نے سجادہ بچھایا بلک بلک کے دعائین مانگنے لگین کنیزین آمین کہہ رہی ہین رنگ باغ دگرگون گلون کا کلیجہ خون شمشاد کی کمر مین خم ہر نخل بیدم بلبلین باہم نوحہ خوانی کر رہی ہین قمریان ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین یہان ماہتاب نے آواز دی یارو جلدی کرو ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے مین نہ رہ سکے اُس شوخ دیدہ نے جیرو منگوایا انکا خاتمہ کرون تو باغ پر جاؤن اُس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤن اسی مقام پر اُسکو بھی قتل کرون تب دل خوش ہوگا کہ اُس گیسو بریدہ کا لاشہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جانے یہ بے نصیب ہی جلاد نے رستم کو کھینچ کر قریب دار کے لاکر پاؤن مین زنجیر باندھی رستم و سمک دار پہ لٹک گئے ماہتاب تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا چاہتا ہی تیر مارون کہ صحرا سے گرد اُڑی فرد۔ از دامن دشت کوہ اورنگ + گردے برخاست طوطیا رنگ + سب نے دیکھا نقابدار مرصع پوش مع بارہ ہزار جوانون کے گھوڑا اُڑاتا ہوا صحرا سے پیدا ہوا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان سپاہیون کو مار لو جلاد ہمراہیان نقابدار نے نیزون سے کیا دوبارہ تلوارین کھنچین کنیزون نے جھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ قصر پہ آئین دور سے دیکھا نقابدار بہادر لڑتا ہوا طرف رستم کے جاتا ہی یہان رستم نے جو دیکھا کہ نقابدار مجھے رہا کرنے آتا ہی غیرت سے پسینے پسینے ہو گئے زنجیر پکڑ کر ایک جھٹکا مارا زنجیرین ٹوٹین زمین پر آئے زمین پر آتے ہی ایک سوار کو مارا اُسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوے تلوار کھینچ کے لڑنے لگے سمک کو رستم نے رہا کیا سمک نے حقہ ہاے آتشبازی داغے تمام میدان کو دھوان دھار کر دیا اُس دھوئین مین رستم لڑتے بھڑتے قریب ماہتاب پہونچے نقابدار نے چاہا تھا ماہتاب کو مین مارون مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہونچ گئے ماہتاب نے بخوف جان چاہا گھوڑا بھگاؤن رستم آکے سد راہ ہوے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر جو چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹ کر جگر کی تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر جگرگاہ تک تلوار پہونچی نقابدار بڑی کوشش کرکے قریب علمدار کے پہونچا علمدار کو مع علم قتل کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الامان الامان کی صدائین آنے لگین سب افسر

رومال سے ہاتھ باندھکر قریب رستم کے آئے عرض کی کہ ای شہریار یہ مکارہ اسی لائق تھا کہ واصل جہنم ہوا ہم لوگ منع کرتے تھے کہ یہ فریب نکرے مگر موت اُسکی دامنگیر تھی جیسا کیا ویسا پایا ہم تابعدار ہین سبکو رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھکر سب افسر مسلمان ہوے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ مسلمان ہوے اب رستم نے فرمایا ای سمک اس نقابدار کو بڑا دعوی ہو جب آتا ہو بانکپن دکھاتا ہو ایک دن اسکو ٹھیر روکونگا سمک نے عرض کی دعوی محبت رکھتا ہو آپ لوگون کی ملاقات کو آتا ہو کیا ضرور ہو کہ دوست کو دشمن بنائیے جب وہ کبھی آپ لوگون سے دعوی کریگا سوال و جواب کا آپکو اختیار ہو رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا ای وزیر اعظم ترنج خوشبوئی نسبت علامہ عنبرین مو کا اگر مناسب ہو تو ہمارے سینے پر لگا دو وزیرون نے بتعجیل ترنج خوشبوئی لاکر سینے پر رستم کے لگایا کہا ملکہ علامہ عنبرین مو کو حضور کے ساتھ منسوب کیا رستم دربار مین انتظام کرکے باغ مین آئے فرمایا لو ملکۂ عالم نسبت کو تو ہمنے پختہ کر دیا انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہفت پیکر شادی بھی کرینگے اب ہمکو جلدی ہو قلعہ فاروقیہ پر اپنے کو پہونچائین ملکہ نے کہا ای شہریار فراق حضور مین کنیز کی کیونکر بسر ہوگی راتین ہجر کی کیونکر کٹینگی رستم نے کہا اس طلسم ہفت پیکر کی کدو کاوش کرتے ہوے عرصہ ہوا انشاء اللہ بہت جلد اب فتح کی تدبیر ہوگی شب بھر رستم نے ملکہ کو سمجھایا تب ملکہ کو صبر آیا بعد دو دن کے رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر خونخوار جنگ آزما کو قلعہ سپرد کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر اپنے بیٹھا ہو عیوق دربار مین آنے لگا کولے کے درد سے اُسنے مہلت پائی کہ اب دربار مین روز آتا ہو باپ سے کہرہا ہو کہ کیا عرض کرون کولا اُترنا مجھپر ایسا شاق ہوا چار پہر کشتی اور ہوتی تو رستم کو زیر کر لیتا فاروق کہتا ہو ای فرزند مین نے جو خیال کرکے دیکھا کسی فن مین رستم کو کم نہ پایا بلکہ اگر چار پہر کشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہو کہ وہ تجھپر غالب آتا عیوق کہتا ہو ای باپ ہرچند کہ رستم پہلوان بیمثل ہو لیکن زور مین ہی غالب آتا باپ بیٹے باتین کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے جاکر قلعہ مہر و ماہ کو فتح کیا ماہتاب ایسا پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آتے ہین آپ سے مقابلے کا قصد ہو فاروق نے کہا ای نور نظر سنا تمنے ماہتاب ایسا پہلوان ہاتھ سے اس شہریار کے مارا گیا اور ہیرور کے

مقدمہ مین بھی اعتقاد قوی کرتا ہون کہ وہ سیاہ پوش بھی شیر تھا عجب رنگ سے مبرو دربار گیا مع گیندے اُسکو اُٹھا لیا گینڈے کو چرخ دیکر زمین پر مارا کیا حال اُسکا ہوا عیوق نے کہا ای باپ بڑی شرم کی بات ہو اگر وہ قلعہ تک آگئے تو لوگ مجھکو ہنسین گے مین آگے بڑھکر روکون قلعہ تک رستم کا آنا بہتر نہین فاروق نے کہا کہ تو نظر فوج جسقدر چاہے لیلو افسران فوج سب تمھارے ساتھ ہین بلکہ تمھارے زیر کردہ بخوشی تمھارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا چارسی پہلوانان نامی اور نام آور فوج کے افسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جوانان جنگی چھانٹ کر بیٹے کے ساتھ کی تین لاکھ فوج اور چارسو پہلوان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال مین گذرا کہ اب دن کم باقی ہو کل آگے جاؤنگا حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استادہ ہو فوج اُسی مقام پر اُتری بارگاہ استادہ ہوئی بازارین درست ہوگئین کٹورہ کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا ہو لاف و گزاف کر رہا ہو کہتا ہو اب رستم کو مشکل پڑے گی وہ پیچ باندھون جسکا توڑ اُستادان فن نے مقرر نہین کیا سوائے میرے اور کوئی اُنکا توڑ نہین جانتا چارپہر رات اس معاملے مین گذری صبح ہوتے باہر نکلا ٹہل رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پر سوار سمک یلداقی ہمراہ پشت پر پچیس ہزار سوار نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس گرد سے رستم کو آتے ہوے دیکھا عیوق کے ہوش اُڑ گئے پہلوانون سے کہنے لگا اگر مین نے اسکو زیر کیا اور اسنے میری رفاقت کی تو مین کوچ کرنا گوارا کرونگا اُسکے سبب سے ممالک پر قبضہ ہوگا بادشاہ لشکر کرونگا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر رستم اُتر پڑا اُنکی بھی بارگاہ استادہ ہوئی میخوار جنگ آزما کہ جسکو سپہ سالار کرکے لائے ہین وہ افسران کو ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ مین آیا عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ مین گھبرایا ساتھیون سے کہا اگر تم سب کی خوشی ہو تو مین جاکر رستم سے ملاقات کرون جرأت کے خلاف ہو آپس مین کہو دکھانا چاہیے بروقت جنگ سہل ہوگی بروقت صلاح اصلاح حال اُنکا پوچھین کہ آپ کو کون لیگیا کیونکر قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ مغرور کو پہونچی کہ رستم آئے ہین ملکہ گھبرا گئین کنیزون سے کہا صاحبو تمنے سنا تو لشکر بھی ساتھ ہی مگر لشکر کسقدر ہی کنیزون نے کہا حضور سنتے ہین کہ پچیس ہزار جوان ساتھ ہین مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہی یہ خبر سنکر ملکہ نے بیتابی مین شگوفہ نامے کنیز کے قدمون پر سر رکھدیا اُسنے کہا مجھے گنہگار نہ کیجیے آپ ہماری مالک ہین

جو ارشاد فرمایئے بجا لاؤن آپ مجھ اُجڑی کے قدمون پر کیون گرتی ہین ہمنے سرکار کے نمک سے پرورش پائی آپکے واسطے قید ہوے مار کھائی مگر یہ مُنھ سے نہین نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی بات سے انکار کرینگے کہا بس ہمکو دم بدم کی خبر ملے شگوفہ نے کہا کوئی خبر ایسی نہ ہوگی کہ آپکو نہ ملے یہ کہکے شگوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اُسوقت پہونچی کہ عیوق سردارون سے صلاح کرکے برائے ملاقات رستم چلا ہی شگوفہ بھی اسی کے ساتھ ہوئی لشکر مین رستم کے آیا پلٹنون اور رسالون کی رونق دیکھتا ہوا جب دربارگاہ پر پہونچا دیکھا رستم برائے استقبال کھڑے ہین عیوق نے سلام کیا اور دوڑ کر لپٹ گیا کہا ای رستم عجب معاملہ ہی مجھے اسقدر تمسے محبت ہی کہ جی چاہتا ہی دم بھر ساتھ نہ چھوٹے ہر وقت حاضر خدمت رہون میرا دل نہین چاہتا کہ تم سے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ پکڑ لیا لاکر مقام صدر پر جگہ دی قریب اپنے دنگل کے دنگل زرین بچھا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تخت اُسپر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رستم نے کہا ای عیوق ابکی مرتبہ مقابلے مین ہمارے تمہارے فیصلہ ہی عیوق نے کہا مین کیا عرض کرون مین آپکو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے وعدہ نہ کرتا اب مجھے افسوس ہی کہ ایسا نہو میرے ہاتھ سے آپکو کوئی آزار پہونچے ہر چند کہ بوقت مقابلہ خیال رکھونگا مگر کشتی مین کیا اختیار ہی اگر کوئی پیچ کڑا بندھ گیا اور دست و پائے حضور کے کوئی صدمہ پہونچا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے کہا آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اُٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپکے مزاج مین بڑی جہالت ہی اگر آپ میری رفاقت اختیار کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون رستم نے کہا یہ آپکی مہربانی ہی مگر بعد غالب اور مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر مین نے آپ کی رفاقت اختیار کرلی تو ہمیشہ مجھکو خیال رہے گا کہ اگر غالب ہوتا تو افسر بنتا ماتحت کاہیکو ہوتا بعد مقابلہ یہ گھمنڈ نکل جائیگا نہ آپکے دل مین رہیگا نہ میرے دل مین مقابلہ ہونا ضرور ہی عیوق نے کہا مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپکے باتون مین فیصلہ ہو جائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہی دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور ہر کلام سے یہی مراد تھی کہ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر مین کہا ای برادر چار پہر ہمارے تمہارے کشتی ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والون نے دیکھا اپنے مقام پر کہینگے کہ رستم دب گئے جابجا چرچے کرینگے بس اب جاکر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان مین مقابلہ ہو عیوق ناچار ہو کر اُٹھا

اپنی بارگاہ مین آیا پہلوانون سے کہتا تھا رستم کیا ضدی ہی مقابلہ نہ کرنے پر راضی نہین ہوتا مین مجبور ہون طبل جنگی بجے سر میدان مقابلہ ہوگا اُسیوقت لشکر مین عیوق کے طبل جنگی بجا سمک نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے حکم دیا ای سمک ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجنے کی تیاریان ہونے لگین مگر عیوق رات کو ٹہل رہا ہی کہتا ہی یارو اگرچہ چار پہر مقابلہ ہوا مین اپنے مقام پر سمجھ گیا کہ رستم مجھپر غالب ہے مگر کیا کرون کہ وہ ظالم نہین مانتا اگر وہ میری اطاعت کرتا تو باپ کے مرتبے پر بادشاہت سارے ملک کی اُسکے سپرد کرتا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبر مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا ہاے اُنکی جہالت میرے مقدمے مین جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ تو ملک کے مالک ہوجاتے مگر اُنکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اسوقت بھی اپنے دربار مین یہی ذکر کر رہا ہی کہ رستم کل فنون مین طاق سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہی دیکھیے سر میدان کیا ہو عیوق کو بڑا تردد ہی مگر وہ نہین چاہتا رستم زبردستی اُس سے اُلجھے ہین دیکھیے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو تو تردد تھا طلاے پر خود آیا اُدھر اتفاق سے رستم بھی طلاے پر آئے دوپہر رات گئے اُس شب تیرہ و تار مین اُنکا اُنکا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر آواز دی سر طلایہ کون ہی رستم نے جواب دیا تمھارے سر کوب عیوق ہنس پڑا کہا ای رستم تم حقیقت مین سپاہی ہو اب صبح کو ہمارے تمھارے حال کھلجائیگا دیر تک رستم سے باتین کیا کیا آخر رنجیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو صبح کو کل ملک الموت سے سامنا ہی آجتک جو مین نے مشقت کی اور فنون سپاہ گری کو زور دیا سب بیکار معلوم ہوتا ہی رستم جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے جا کر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور راشہب فلک پر سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اُٹھکر اول نماز پڑھی نماز پڑھ کے دعا کی کہ ای بندہ نواز حریف پر غالب کرنا کسی فن مین عیوق سے کم نہ رہون کہ سمک حاضر ہوا صندوق سلاح جنگ سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر کمر سے لگایا نیزہ ہاتھ مین لیا باہر نکلے سب فوج جمع آئی طرف میدان کارزار کے چلے کہ اُدھر سے بھی گرد اُڑتی دیکھا عیوق گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوے چار سو پہلوان و رسالدار و کمیدان ساتھ سب سے کہتا ہوا آج مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اول تو نیزہ بازی مین ایسا داؤ ڈالونگا کہ رستم بھی ناچار ہون شمشیر زنی ایسی ہو کہ رستم کو دنگ کر دون

اور کشتی مین جمنے نہ دون ابتدا ہی سے وہ پیچ باندھون کہ رستم بھی یاد کرین یہ کہتا ہوا میدان مین آیا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے عیوق نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ ای رستم پیل تن میرے مقابلے مین آؤ رستم نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین عیوق کے پہونچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا ای رستم یہ آخر کلام ہی کہ مجھ سے مقابلہ نہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا ای عیوق اب تو میدان مین آگئے اب نہ مقابلہ کرنا جرأت کے سراسر خلاف ہی تم بھی بدنام ہو گے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا رستم نے ساتوین طعن مین نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے مین آکر تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون عیوق نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا ای رستم کہین مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکلتی ہی رستم نے کہا ای عیوق غرور نہ کرو غرور پروردگار کو زیبندہ و سزاوار ہی وہی مالک و مختار ہی اب کشتی کا مقابلہ ہو عیوق گینڈے سے کودا رستم بھی زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ رستم ہر مقام پر زیادتی کرتے ہین عیوق سمجھکر ٹال جاتا ہی کہتا ہی ای رستم تم اپنا بانک پن مجھے دکھاتے ہو یہ پیچ جو تمنے باندھا کیا مین اسکا توڑ نہ کر سکتا تھا رستم دوپہر ڈھلتے ڈھلتے عیوق کو ریلکر لے گئے دو چار دس بارہ قدم پر آکر پکھنا مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشناے زمین ہوئے رستم پکڑکر عیوق کو زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی رستم قاعدے سے بیٹھے چاہا ایک گھسّہ دون کہ تین لاکھ سوار و پیدل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر نیچے مجبور پڑا ہی اور رستم گھسّہ دیا چاہتے ہین لینا لینا کہکے دوڑ پڑے ہمراہیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل ہمارے آقا پر آتے ہین سب نے چاہا جا پڑین کہ صحرا سے گرد اڑی جھناکے کی زنجیرون کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شریر مردم در چارسو دیوانون کو ساتھ لیے ہوئے آیا اپنے آقا پر جو بلواے عام دیکھا وہین سے چوب دستین سنبھالین اور آواز دی کہ او نالائقو آقا کا اگر ایک موے جسم بھی کم ہوگا تو سارے لشکر کو پامال کرونگا یہ کہکے چارسو دیوانے چوب دستین پکڑکر لشکر عیوق پر آپڑے عیوق جو رستم کے نیچے سے نکلا گینڈے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دیوانون پر جا پڑا دیوانہ شریر مردم در نے جسکو وہ چوب دست ماری خون کا تھالا ہو کر رہگیا قریب عیوق کے پہونچا للکار کر آواز دی کہ او نامرد آقا تجکو زیر

کر چکے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون قریب عیوق کے پہونچا چوبدست بہ چرخ دیکر ماردی عیوق گھبرا کر گینڈے سے کود پڑا چوبدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش ہوا عیوق نے چاہا لپٹ پڑون شیر مردم در نے جو عیوق کو آمادہ دیکھا چوبدست پھینک کر ایک چنگل مارا کہ نصف نوچ لیگیا منھ پھیلا کر جو چلا عیوق چیخ مار کر بھاگا آواز دی کہ یارو مجھکو بچاؤ یہ دیوانہ مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کئی کو اُسیوقت اسی مقام پر مارا کسی کو نوچ لیا کسی کو کاٹ کھایا بوٹیان چباتا ہوا لڑ رہا ہو آخر عیوق نے اسی مین جانبری دیکھی کہ طبل امان بجوادون ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی طبل بازگشت کی آواز سُنکر دیوانہ اور ساتھ تیزی کے لڑنے لگا رستم نے بڑھکر منع کیا ارے حریف امان مانگتے ہین دیوانہ چوبدست پکڑ کے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے بیوقوف بنایا ہو دشمن تو نقارے بجائین اور ہم نہ لڑین یہ کہکے ایک چوبدست رستم کو ماردی رستم نے کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے چوبدست چھوڑدی چاہا ایک چنگل مارون رستم نے لپٹ کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر تلوار چمکتی ہوئی گلے پر دیوانے کے رکھدی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اُسکو چھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کر دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ بھائیو بس کرو دشمن نقارے تمسے لڑنے کو نہین بجاتے ہین آقا کی زبانی معلوم ہوا کہ امان مانگ رہے ہین دشمنون کو امان دو لڑائی موقوف کرو سب دیوانے رُک گئے ہاتھ باندھ کر رستم کے سامنے آئے عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھے تب دیوانے کو رفیق کرے جسطرح اُنکو چوبدست ماردی اور اُنھون نے چوبدست روک لی اٹھا کر دے مارا یہ ہمسے کب ہوسکتا ہو اس سے بہتر آقا نہ ملیگا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھ کر تلوار گلے مین ڈالے ہوئے سامنے رستم کے آیا کہا اے شہریار یہ تو فرمائیے اس دیوانے سے کیونکر جان بچتی ہے رستم نے کہا آٹھ پہر یہی ہنگامہ رہتا ہو کبھی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہو کبھی راہ مین فساد برپا کرتا ہو اسکی سزا یہ ہو کہ چوبدست اسکی چھین لی تلوار چمکتی ہوئی جہان گلے پر رکھی ڈر جاتا ہو ہاتھ باندھنے لگتا ہو عیوق نے کہا حضور آپ ہی کا کام ہو کہ جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہو آٹھ پہر ایک حریف پہلو مین ہو فرمایا ہم اسی واسطے اسکو صحرائے افروقیہ مین چھوڑ آئے تھے کہ پرائے ملک مین

بیچ

فساد برپا کریگا کوئی اسکا فساد مٹا نہ سکیگا عیوق نے کہا آج شب کو اسی مقام پر اُتریے غلام آپکی دعوت کرے کل شہر مین لیچلونگا باپ کو بھی مسلمان کردونگا اور معشوقہ بھی آپ کی دلواؤنگا اور باپ سے اصلاح کرادونگا اگر اُنکو فساد منظور ہوگا اُس طور پر جواب دیا جائیگا یہ کہکے عیوق نے بارگاہ استاد کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ مین آئے دیوانہ وہی حرکتین کرتا ہوا دھوپ مین جو آیا اپنی پرچھائین دیکھکر اسپر چوبدستین مارتا ہی جو حرکت دیوانہ کرتا ہی وہی حرکت پرچھائین سے پیدا ہوتی ہی تو اپنے کو چڑاتا ہی ہر مرتبہ بچاتا ہی رستم نے جو دیکھا کہا او دیوانے یہ کیا کرتا ہی کہا آقا اس حریف سے بہت تنگ ہون یہ روز مجھکو ملتا ہی مگر ایسا سخت جان ہی کہ مار نہین کھاتا اتنی چوبدستین مین نے لگائین مگر تاثیر نہوئی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑکر سائے مین لائے فرمایا اے برادر اب وہ حریف کہان ہی دیوانہ بہت ہنسا کہا آقا اُس حریف کو کیا کیا فرمایا مار ڈالا اب رستم اُسکو دھوپ مین نہین جانے دیتے دیوانہ چپ بیٹھا ہی کچھ منھ سے نہین بولتا کہ نائی دیہات کا سامنے آیا اُسنے جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے کے ہاتھ مین دیا دیوانے نے جو آئینے مین اپنی تصویر دیکھی چیخین مار کر رونے لگا کہا دیکھیے میرے بھائی کو اسنے قید کیا ہی ایک چوبدست نائی کو ماردی کہا اسنے میرے بھائی کو قید کرکے لایا ہی اور چیخین مار مار کر روئے جاتا ہی رستم نے اُٹھکر آئینہ اُسکے ہاتھ سے چھینا اُلٹ کر آئینہ دکھایا اب تو قہقہہ مار کر ہنسا رستم نے کہا بھائی تمھارا قید سے چھوٹ گیا تمھارا بھائی تمھارے گھر گیا دمبدم دیوانہ خوشی کرتا ہی کہے جاتا ہی کہ آقا نے بھائی کو قید سے چھوڑ دیا اب جاکے باپ سے ملا ہوگا کیون آقا مان کے پاس بیٹھا ہوگا رستم ہان ہان کر رہے ہین عیوق کے اس دیوانے کو دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین ساتھ والون سے کہتا ہی ایسے دیوانے کو اسطرح کون سمجھائیگا اب عیوق نے جلسہ آراستہ کیا گانے مین آئین رنڈیان جو عمدہ کپڑے پہنکر آئین دیوانہ رستم کے آگے ہاتھ جوڑتا ہی کہتا ہی اے آقا ایسے کپڑے مین بھی پہنونگا رستم نے ایک دو طمانچے مارے دیوانہ رونے لگا کہا آقا تو نے مجھے دیوانہ سمجھا ہی ہر بات پر مارتا ہی بدلہ لونگا رستم کھڑے ہوگئے گردن پر دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آؤ اب بدلہ لو گردن پر ہاتھ جو رستم نے رکھ دیا معلوم ہوتا تھا ہڈی ٹوٹ جائیگی رستم نے ہاتھ اپنا اُٹھا لیا رنڈی مجرا کرنے کو کھڑی ہوئی دیوانہ بھی اُٹھکر ناچنے لگا رنڈی کو گود مین اُٹھایا کاندھے پر سوار کیا دوڑا دوڑا پھرتا ہی ہار پھول رنڈی کے نوچکر اپنے سر پر باندھ لیے

رستم ہر مرتبہ اُٹھتے ہین دیوانے کو بٹھاتے ہین دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا ہی عیوق نے کہا اے آقاے نامدار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہوسکے گا سامنے باغ ہی وہان اُٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ وہان بھی آئیگا جہان مین جاؤنگا وہان ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسے کا باغ مین بھیجا رستم کو اُٹھا کر لیچلا دیوانہ سد راہ ہوا کہا آقا کہان جاتے ہو مجھے ساتھ لیجیے چلو رستم نے کہا کہ آؤ مگر مسخرہ پن نہ کرو کہا آقا مین تو کوئی حرکت نہین کرتا نزک جطح ناچتی ہی مین اگر ناچا تو کیا بُرا ہوا اور زیادہ بولوگے تو سزا دونگا یہ کہکے رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوانے کو دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے چھوڑ دیا لباس تمام رستم کا پارہ پارہ زرہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی عیوق کہتا ہی اے آقا اپنے کو اس سے بچائیے روبرو کہتا ہی مین سمجھ لونگا رستم نے کہا یہ کیا سمجھے گا مین کسی وقت اس سے غافل نہین ہوتا جسوقت قصد کریگا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دو دو جام واسطے خمار شکنی کے پیے گئے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا کہا آقا اب باپ کے سمجھانے کو جاتا ہون اور آپ کی معشوقہ کو لاتا ہون رستم نے کہا بھی کہ اے برادر اب تم مسلمان ہو ایسا نہو باپ تمھارا کچھ فساد برپا کرے کہا حضور میری تلوار کو سب مانے ہوے ہین کوئی میرے منھ نہ چڑھے گا یا تو بہ اصلاح چلا آئے گا یا جواب جنگ دیگا تو میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکے اکیلا چلا رستم نے چاہا کچھ رفیقون کو ساتھ کرین عیوق نے کہا اب حضور دخل نہ دین غلام کو تنہا جانے دین اگر باپ نے مانا تو بہتر ہی یہ کہکے تنہا گینڈے پر سوار ہوا طرف شہر فاروقیہ کے چلا یہان باپ نے بیٹے کی سب خبرین سُنی ہین بارگاہ مین بیٹھا کہہ رہا ہی کہ فرزند میرا دل سے مسلمان نہوگا جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہرکارون نے خبر دی فرزند آپ کا آتا ہی فاروق نے کہا دیکھو اُسنے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرأت پر عاشق ہوا سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا کہ میرے فرزند کو استقبال کرکے لاؤ سردارون نے راہ مین آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے بمحبت ملا جب بارگاہ مین آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اور باپ کی طرف متوجہ ہوا کہا اے باپ تو سمجھا کہ مین کیونکر آیا فاروق نے کہا اے فرزند مین سمجھ گیا کہ تو رستم کو دم دیکر آیا ہی اب کیا مجال ہی کہ تجھپر کوئی نگاہ ڈالے مین سمجھ لونگا عیوق نے کہا اے باپ

قول مردان جان دارد وسخن مردان اعتبار جوبین نے رستم سے کہا وہ کہا مین اُسکا تابعدار ہون آیا ہون کہ آپ کو سمجھا کر بخدمت رستم لیجلون رستم سے صفائی کرلیجیے فاروق نے کہا او بیحیا تو بے غیرت نکلا مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین اپنے کو خدمت رستم مین پہونچاؤن دوسرے یہ کہ وہ معشوق کو مانگتے ہین مین اُسے قتل کرڈالونگا مگر دونگا عیوق نے کہا ای باپ سنبھالکر کلام کیجیے مین آپ کو گردن پکڑکے لیجاؤنگا اور معشوق کو سوار کراؤنگا وہ بھی تو برائے رستم دیوانی ہورہی ہی پھر آپکو کیا عذر ہے فاروق نے پہلوانون سے دیکھکر آواز دی ارے یہ زبان دراز مجھسے سخت کلامی کرتا ہی اسکا سرکاٹ لو پہلوان لینا لینا کہکے اُٹھے عیوق نے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا پہلوان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چہار طرف سے عیوق کو تلوارین ماررہے ہین عیوق دمبدم پلٹ کر کہتا ہی ای باپ اگر مجھے قتل کریگا میرا آقا وہ جری و بہادر ہی کہ ضرور میرے خون کا بدلہ لیگا ملک پر گدھے کا ہل پھروادیگا میرے آقا کی غریب پروری مشہور ہی اور ایک شریر مردم در دیوانہ اُسکا رفیق ہی کیا مجال کہ جو کوئی پہردو پہر اُسکو صحبت مین جگہ دے سکے آقا آٹھ پہر اُسکو سمجھاتے ہین مگر ہاٹہ مین کون سنتا ہی دو گھڑی کامل عیوق لڑا آخر زخمون مین چورچور ہوکے گرا بیہوش ہوگیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کرو جاکر شفاخانے مین رکھو جب صحت پائیگا تو اس سے سوال ہفت پیکر پرستی کرونگا اگر کلمہ پڑھیگا تو کیا نقصان ہی بچھیا کا موت پلاکر ہفت پیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفاخانے مین لیگئے ہتھکڑیان بیڑیان پہناوین علاج ہونے لگا مگر سمک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سُنکر رستم اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سو دو سے کم ہوتا ہزارون اُسپر ٹوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے چوبدست ہلاتا ہوا اُٹھا کہا آقا آپ بیٹھین مین جاکے فاروق کو سزا دیتا ہون رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو بھی نہ جانےدونگا آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ ایک رفیق عیوق کو نامہ دیکر بھیجو کہ ہمسے مقابلہ کرے بہتر یہی ہوگا کہ عیوق کو رہا کرکے بھیجدے ورنہ تیرے دربار مین آؤنگا دریاے خون بہادونگا یہ نامہ اس مضمون مذکورہ کا لکھا گیا رفیق عیوق سحاب فیل زور اُسنے دعوی کیا کہ مین نامہ لیکر جاؤنگا مردانہ کلام کرونگا سحاب فیل زور نے پانچ ہزار سوار ساتھ لیے برسم ایلچی گری چلا لشکر مین فاروق کے

آیا بدعتین کرتا ہوا چلا جہان جھنڈا بازار کا دیکھا اُسے یہ کہکے گروا دیا کہ ہم کافر کے جھنڈے کے نیچے سے نہ جائینگے اگر خیمہ راہ مین ملا اُسکی طنابین کٹوا دین صدہا خیمے گروا دیے جھنڈے قلم کیے فاروق کو جو خبر ملی کہا جسطور سے آتا ہی آنے دو شاہون مین مشہور ہی کہ ایلچی کو زوال نہین ہوتا صاحب ایلچی سے سمجھ لینگے مگر لوگ واسطے استقبال کے جائین سحاب دربارگاہ تک پہونچا تھا کہ سردار برائے استقبال آئے بہ اعزاز و اکرام سحاب کو لاکر سامنے فاروق کے پہونچایا سحاب نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہلوان بگڑنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی ہمارا کیا حرج ہی سحاب کو دنگل بیٹھنے کو ملا فاروق نے نامہ طلب کیا سحاب نے نامہ سر سے کھولا کہا اے فاروق ایک خیال رہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہی اگر الفاظ پر غصہ آئے تو مجھ پر غصہ کیجیے پرچہ کاغذ پر غصہ نہ کیجیے گا فاروق نے جواب دیا اے پہلوان عیوق نے ایسے کلمات ناشایستہ میرے سامنے کہے کہ مجھکو غصہ آیا تب اُسکے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا مین رستم سے مقابلہ کرونگا جواب نامے کا جنگ دونگا یہ کہکے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھکر جواب جنگ لکھا سحاب کے منھ سے نکلا کہ اے فاروق جوان بیٹا تمھارا کل فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی جرأت رستم دیکھکر حیران ہوگیا ایک رفیق اُنکا شریر مردم در اگر پھر کبھی آپکے پاس رہے تو آپ نہ سنبھال سکیے اسی کے حرکات دیکھکر آپکے صاحبزادے عاشق رستم ہوئے ہم لوگ سب مطیع و منقاد ہوئے اے فاروق تمنے اچھا نہ کیا میدان ذلیل ہوگے صاحبزادے نے تمھارے اپنے کو بہ حکمت بچایا رفیق رستم کے بنے رستم وہ بہادر ہی کہ جسکا آج مثل و نظیر نہین فاروق نے کہا اے سحاب تو دیوانہ ہوا ہی فرزند کی میرے کیا حقیقت ہی اب بھی اسکو دو پکڑین لڑا سکتا ہون سحاب نے کہا وہ نوجوان ہین آپکا سین زیادہ ہی مقابلہ مین آپکو مشکل پڑیگی آپ کا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہی فاروق نے کہا مین کد و کوشش کرونگا آیندہ جو خداوند ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہکے چھ سات لاکھ فوج تیار کی بیرون قلعہ فوج لیکر نکلا مقابلے مین رستم کے فروکش ہوا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبرین ملکہ کو پہونچائین ملکہ نے جو سُنا کہ عیوق قید ہوگیا اور فاروق مقابلۂ رستم مین گیا کنیزون سے کہا ہو سکتا ہی کہ عیوق کو رہا کرو میرے باغ مین اُسکو لے آؤ پھر جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا کنیزون نے عرض کی ہم اُسی طرح

نقب زنی کرتے ہین قید خانے مین اپنے کو پہونچا ئینگے بارہ کنیزین اس کام پر مقرر کین چنانچہ کنیزون نے کہ نقب زنی مین تیز دست تھین ایک دوکان سے آکر نقب زنی شروع کی سمک بھی ابھی لشکر مین آیا ہو رستم نے حکم دیا ہو کہ جسطرح بنے عیوق کو رہا کرکے لاؤ سمک آیا ہو قید خانے کے سامنے پھر رہا ہو دیکھ رہا ہو کہ عیوق قید خانے مین قید ہو اور عیار فاروق کا نہنگ شعلہ زن پچاس عیارون کو لیے در زندان خانے پر بیٹھا اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہو دیکھ رہا ہو کہ قیدی بیٹھا ہو وہ کنیزین نقب کھود کر قید خانے مین پہونچین ایک کنیز نے چہرہ نوڑا جیسے ہی سر نکالا نہنگ نے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہو کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہو نہنگ دیکھ رہا ہو جیسے ہی کنیز کو نکلتے دیکھا جست کرکے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی اسنے دیکھا کہ عیار آتے ہین ایک جلشن چست و چالاک جست کرکے نکلی جھپٹ کر نیمچہ عیوق پر ارا کہا ای جوان ہاتھ اٹھا دے عیوق نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی عیوق نے خانہ زور سین آکر قید کو توڑا اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی نہنگ نے بڑھکر چاہا کہ عورت کو نیمچہ مارون عیوق نے ہاتھ بڑھا دیا ہتھکڑی پر نیمچہ روکا پلٹ کے وہی ہتھکڑی ماردی نہنگ کا سر پھٹا نہنگ تو چرخ کھاکر گرا دوسرے عیار نے بڑھکر حلقہ ہائے کمند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہائے کمند توڑے کئی عیار نیمچے کھینچکر عیوق پر آپڑے کنیزین تو اسی طرح نقب مین کود کر بھاگین سب عیارون نے عیوق پر بلوہ کیا عیوق عیارون کو کب مانتا ہو جسکو طمانچہ ماردیا وہ گھبرا گیا کسی کو لات ماردی کسیکا نیمچہ چھین لیا اسی نیمچے سے اسکو قتل کیا عیارون نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ شیر گرسنہ نہ رکیگا بیس عیار تھوڑے ہی عرصے مین مار ڈالے باقی بھاگے بھاگے پھرتے ہین چند عیار بھاگے کہ جاکر فاروق کو خبر کرین سمک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق تو قید خانے سے نکل آیا اور جو راہ مین ملا اسکو مارتا ہوا جاتا ہو عیارون نے جاکر فاروق کو خبر دی کہ ای شہریار بڑی خرابی ہوئی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا عیار آپکا نہنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہے فاروق نے حکم دیا فوج تیار کرکے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک مین پہونچا تھا کہ علمہائے سرخ و سفید نمایان ہوئے گیہان بلند رکاب پہلوان زبردست دس ہزار جوانون سے آکر پہونچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا

لڑنے لگا دوسری گرد اُٹھی سہراب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا دمبدم افسرون کی آمد شروع ہو گئی کوئی افسر دس ہزار سے آکر کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرامی فوجین لیکر پہونچے عیوق گھرا ہوا لڑ رہا ہی مگر حیران ہو کہ ہمارے آقا کو خبر نہین پہونچی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہے تو بیقرار ہو کر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہی عرض کرتا ہی ای معبود بے نیاز و ای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر مقام تعجب ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین ہوئی ایسا آقا قدرشناس فلک اساس اُسکو خبر ہو اور وہ نہ آئے ای رحیم تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

نمود حضرت وحدت در دوئی مسدود
بچار سوے جہان باب اتحاد کشود
جہان نہادہ بخاک درش جبین سجود
کسے بشغل قیام و کسے بحال قعود
چو ہست بندگی و عجز موجب بہبود
چرا نہ بندہ کند حاصل از عبادت سود
ز ہر مکاشفہ مکشوف گشتہ اسرارش
ز ہر مشاہدہ مشہود رازہاے شہود
مجوس تابع فرمان و بندہ عیسائی
غلام زار مسلمان مطیع حکم جہود
مطیع حکم تو اندر عرب مسلمان اند
ترا کنند عبادت بملک ہند ہنود
خداست آنکہ نماید بطور شعلۂ نار
خداست آنکہ کند سرد آتش نمرود
بشکل موم شود نرم آہن از اعجاز
بحکم حضرت دادار در کف داؤد
نکرد عذر بجانان سپرد جان عزیز
رسید بر سر انسان چو وعدۂ موعود
نماند حکم نہ ملک و نہ سلطنت باقی
نہ آن خزانہ نہ دولت نہ آن ہجوم جنود
ز انقلاب جہان غم مخور تو ای ہندی
کہ دار دوست بہمہ حال ذات حق خوشنود

ای کریم کارساز اگر موت میری قریب ہی تو جمال بیمثال آقا کا دیکھ لون اتنی مہلت ملے کہ غلام آقا کے سامنے مارا جائے مگر سمک دوڑا ہوا بارگاہ رستم مین آیا پاؤن پکڑکے جگایا رستم کی جو آنکھ کھلی پوچھا کیون یار وفادار خیر تو ہی عرض کی ای شہریار نہین معلوم کون عورتین تھین کہ اُنھون نے آکر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کفار کے بلوے ہین رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہو کر آیا رستم سوار ہوے سمک نے جاکر میخوار جنگ آزما کو جگایا کہ یہ کل فوج کا افسر ہی کہا ای میخوار جلد اُٹھو آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے روانہ

ہوے ہین ہین تو اب جاتا ہون یہ کہکے سماک چلا یہان عیوق گھرا ہوا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی فاروق گینڈے پر سوار کل فوج پشت پر چار سو افسر گھیرے ہوے رستم نعرہ کرتے آگئے آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا عیوق نے دیکھا کہ رستم تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے فوج کو درہم و برہم کرتے ہوے افسرون کو مارتے ہوے آتے ہین ہر چند کہ عیوق زخمی بھی تھا مگر رستم کو دیکھکر دل مین طاقت آگئی سہراب گرد پر جا پڑا سہراب گرد نے جو دیکھا کہ عیوق میرے نزدیک آیا نیزہ دارون کو آواز دی ارے اس دلیر کو روکو دیکھو ایسا نہ ہو کہ فتور برپا ہو اسکا خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود ہمکو حکم دیا ہے کہ لڑ بھڑ کر مار لو زندہ نہ بچے نیزہ دار سنانین سیدھی کر کے سامنے آئے عیوق نیزہ دارون سے لڑنے لگا سہراب نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چار طرف سے نیزے پڑ رہے ہین مگر عیوق نیزون کو قلم کرتا ہوا قریب سہراب کے پہونچا سہراب کی کلائی پکڑ کے بقہر و غضب جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھایا ہاتھ پر تولا طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت چو رنگ ہوا قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوے پکار کر آواز دی ای عیوق مرحبا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہون کہ اسوقت جمال بمثال کو دیکھ لیا اب مجکو اپنے مارے جانے کا افسوس نہین یہی دعا کرتا تھا کہ حضور کے جمال کو دیکھ لون شکر ہی کہ مشرف ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی اور رستم کو جھک جھک کے سلام کرتا ہی رستم تعریفین کر رہے ہین فاروق نے فوج کو اشارہ کیا کہ چار جانب سے عیوق کو گھیر لو چار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہین کہ چھ لاکھ فوج کا بلوہ چار سو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہین رستم نے دور سے دیکھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہی عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے تراڑے اُڑ رہے ہین اگر ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزون کی چار جانب سے بوچھار رستم نے گھبرا کر پلٹ کے دیکھا کہ سماک شمشیر زنی کر رہا ہی کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھتا ہی تو حقہ آتشبازی مار دیتا ہی پشتیبانی اپنے آقا کی کر رہا ہی جو کوئی پشت پر آنے کا ارادہ کرتا ہی خنجر مار کے گرا دیتا ہی کسی کو قریب نہین آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہی کہا ای سماک لشکر مین خبر کرو ہماری شمع جمال کا پروانہ

یعنی شہریر مردم در دیوانے کو خبر کرو سمک نے کہا آقاے نامدار ایسی صفین بندھی ہوئی ہین کہ نکلنا دشوار ہوا سو جسے غلام مجبور و ناچار ہو رستم نے کہا مین اپنے کو قریب عیوق پہونچاتا ہون یہ کہکے پامال کرتے ہوے بڑھ گئے افسر مقابلہ مین آئے مگر دست رستم سے واصل جہنم ہوے گیہان بلند رکاب کہ بڑے قد قامت کا جوان ہے اپنی جرأت پہ بھی ناز رکھتا ہے گینڈا اٹھاکر طرف رستم کے چلا اور پکار کر آواز دی ای رستم مین تمسے مقابلے کا بہت مشتاق ہون رستم نے مرکب پھیرا ہر چند کہ فوج نے گھیرا مگر رستم شمشیر زنی کرتے ہوے قریب گیہان پہونچے گیہان پر بس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے چوتھے حملے پر باڑھ بچاکر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے دور کیا قاش زین سے گیہان کو اٹھایا قصد کیا کہ زمین پہ مارون گیہان پکار اٹھا ای شہریار الامان رستم نے جواب دیا امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا بہ زندگی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے گیہان کو پھر گینڈے پر بٹھادیا گیہان پھر رستم کے پہلو پہ آیا دیکھا رستم نے کہ اپنی فوج کو قتل کرنے لگا چاہتا ہے فاروق پہ للکار کے جا پڑون کئی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کلان ہین مین غلام جدید رستم میرے آپ کے تو امتحان ہو فاروق جھلاکر گیہان پر آپڑا خبردار کہکے ہاتھ مارا گینڈا گیہان کا بدلگامی کرنے لگا تلوار فاروق کی پڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اب لقمان فیل سوار بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا وہین سے للکارا کہ ای فاروق اب ہاتھ نہ مارنا اسکا داہنا شانہ بیکار رہا فاروق لقمان پر جا پڑا خبردار کہکے ہاتھ مارا لقمان کا بھی سر زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ لقمان کا سر اڑگیا فوج کو ترغیب دی جو نمکحرامی کریگا اسکا یہ حال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کردونگا فوج نے گیہان پر بلوہ کیا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ شہریر مردم در چار سو دیوانے ہمراہ چوبدستین ہلاتے ہوے آکے فوج پہ فاروق کی گرے پامال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی منھ پر نہین چڑھتا جو قریب دیوانے کے آیا اسنے چوبدست ماری مع گینڈے کے نالا خون کا بنادیا چار سو دیوانے غل مچاتے پھرتے ہین جس صف پر جا پڑے اس صف کو پامال کیا صفین توڑین رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ آگیا طرف فاروق کے چلے فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھایا دیوانون کو

رستم نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچانا چند دیوانون نے آکر گیہان کو گھیر لیا جو بدتین مار رہے ہین گیہان پریشان حال زخمون مین چور چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو گیہان کا یہ حال دیکھا گرد گیہان کے پھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہو مگر گیہان کو بچاتا ہو فاروق نے جو دیکھا کہ دیوانون نے فوج کو درہم و برہم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا رفقا سے صلاح کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچگیا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجوادون پلٹ چلون سب نے یہی صلاح دی کہ دیوانون کے ہاتھ سے فوج نہ بچیگی دیوانون کی عجب رنگ کی لڑائی ہو سب نے یہی صلاح دی کہ طبل بازگشت بجوایئے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر چوب پڑی رستم نے دیوانون کو روکا رستم فوج لیکر پلٹے گیہان بلند رکاب بھی ساتھ ہو رستم آکر اپنے مقام پر پہونچے فاروق پلٹتا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا مشیرون کو جمع کیا اُنسے صلاح کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوایئے فاروق نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہرکارون نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا بجواکر نعمان کو شفاخانے مین بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوزی ہوئی یہ خبرین فاروق نے سُنین نہنگ شعلہ زن کا بھائی کہنگ شعلہ زن عیار کو بلایا کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہو کہ عیوق کو چرا لاوے مجھکو بڑا یہ خیال ہو کہ محبت مین رستم کی وہ مست ہو رہا ہو ایسا نہو صبح کو میدان مین میرے مقابلے مین آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو بڑا قلق ہوگا کہنگ نے کہا غلام ابھی جاتا ہو اور عیوق کو چُرا لاتا ہو یہ کہکے کہنگ باہناے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر رستم مین آیا جابجا پھرنے لگا جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودنے لگا جا کے حجرہ بارگاہ عیوق مین توڑا دیکھا عیوق کے جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہین پڑا سو رہا ہو چار خادم جیپی پر ہین کہنگ نے پروانے بیہوشی کے پھینکے شمع پر جو پروانے جلے دھوان بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش ہوے جھپٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہو چکا حلقہ ہاے کمند سے ہاتھ پانون باندھے پشتارہ دوش پر لگایا صحیح و سالم پشتارہ لیکر نقب سے نکلا اب کہنگ نے میدان پکڑا اسمک یلداقی بازار مین طلایہ دے رہا تھا شاگردون سے کہا

کہ جا کر خبر ہون ایسا نہو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہی اپنے شاگردون کو طلاے پر چھوڑا آپ جست وخیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہونچا اندر بارگاہ کے جو آیا دیکھا بارگاہ عیوق مین اندھیرا پڑا ہی پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانون سے کہا یارو بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا مین فکر رہائی عیوق مین جاتا ہون یہ کہکے نیمچہ لیے ہوے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہی سماک نے وہین سے للکارا او نا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا منم جہتر سماک یلداقی کہنگ نے جو سماک کو آتے دیکھا گھبرا گیا معلوم ہوا پانون مین زنجیرین پڑ گئین سماک قریب پہونچا چاہا نیمچہ مارون کہنگ نے زفیل بجائی چالیس شاگرد اسکے کہ جنگل مین چھپے ہوے تھے حلقہ ہاے کمند لیے ہوے نکلے سب نے آکر سماک کو گھیرا حلقہ ہاے کمند مارے سماک جست کرکے حلقہ ہاے کمند سے نکلا مگر چالیس پیک بچے نیمچے مار رہے ہین ہر چند سماک اپنے کو بچاتا ہی مگر کس کس سے بچے کئی زخم کھائے سرہنگ تیز پا خلیفہ کہنگ پشت سماک پر آیا عیارون سے اشارہ کیا کہ اپنی جا سماک کو متوجہ کرو عیارون نے نیمچے مارے سماک روک رہا ہو خلیفہ سرہنگ نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے سماک تڑپ کر گرا عیار ٹوٹ پڑے عیارون نے ازدوے بالوے کے سماک کو گرفتار کیا کہنگ بہت خوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی رستمی کو رونق ہی اب اسکو جھٹ پٹ چل کے قتل کرنا چاہیے یہ کہکے عیوق و سماک کو لیکے چلا پندرہ عیار ساتھ ہین طرف فاروق کے جاتا ہی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ کہنگ نے دیکھا صحرا سے آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار بانہاے عیاری سے آراستہ پشت پر پچیس پیک بچے دور سے جو کہنگ کو دیکھا آواز دی ارے تو کون ہی لاشے اُس مقام پر پڑے تھے سماک نے دس بارہ پیک بچے مار کر ڈالدیے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہین اب وہ جو عیار آگے تھا لینا لینا کہکے بڑھا پندرہ کو پچیس نے گھیر لیا کہنگ چاہتا ہی مین نکلجاؤن ایک عیار سرہنگ نامے جو پشتارہ سماک کا باندھے تھا اُسپر یہ افسر جا پڑے اور نعرہ کیا - نعرہ چالاک - یہ عیاری

من آنم چست و چالاک + بچشم دشمن اندازم کف خاک + نہ پاید باد گرد تیز گامم + خلیفہ ادہم چالاک نامم +

انکو صاحبقران نے براے خبر رستم بھیجا تھا اُسوقت پر آکے پہونچے چالاک

سرہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا اس میرے بھائی کو کیونکر پکڑا اگر اپنی جانبری چاہتا ہو تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھکر چالاک کو نیمچہ مارا چالاک نے نیمچے کو نیمچے پر روکا سر کو جا کر کمر پہ ہاتھ مار دیا سرہنگ کی کمر پر پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوے اول سماک کو چالاک نے رہا کیا حباب دافع داروے بیہوشی مار دیا سماک ہوشیار ہوا اُٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا پوچھا خلیفہ صاحب کہان سے آتے ہو چالاک نے کہا مین براے خبر رستم آتا ہون اسوقت آکے پہونچا شکر ہی کہ تمکو رہا کیا سماک بھی نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا اب چالاک طرف کھنگ کے چلا کھنگ نے نیمچہ کھینچا چالاک سے اور کھنگ سے نیمچہ چلنے لگا سماک نے بڑھکر کئی پیک بچون کو مارا شاگردان چالاک نے شاگردان کھنگ کو مار لیا کھنگ اکیلا لڑ رہا ہی چالاک نے کہا اے بیوقوف پشتارہ تو اس پہلوان کا زمین پر ڈالدے جمکر مقابلہ کر کہ لطف مقابلے کا ملے یہ سنتے ہی کھنگ نے پشتارہ زمین پر ڈالدیا چالاک سے چپاچپ کر لڑنے لگا چالاک بھی کھنگ سے لڑ رہا ہی اور عیارون نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم قریب نہ آؤ ہر چند شاگردون نے کہا کہ اُستاد اسکو جھٹ پٹ مار لین چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہین کہ چالاک اور کھنگ مین نیمچہ چل رہا ہی کبھی آپس مین خنجر کھینچے کبھی نیمچے کھینچے چالاک نے ایک مقام پہ حلقہ ہاے کمند مارے کھنگ نے جست کی حلقہ ہاے کمند سے نکلا نکلتے نکلتے چالاک پر حلقے مارے چالاک نے حلقہ ہاے کمند کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کھنگ سمجھا کہ میری پشت پر کوئی آگیا کھنگ پلٹا پلٹتے ہی کھنگ کے چالاک نے نیمچہ مار دیا کھنگ زخمی ہوا زخمی ہوکر بھاگا چالاک نے ہر چند للکارا کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی زخمی ہوا تو بھاگا کھنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کھنگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا عیوق نے پوچھا سماک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سماک و چالاک مع شاگردان چلے چاہتے ہین کہ اپنے کو لشکر رستم مین پہونچائین کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی علم ہاے سرخ و سفید نمایان ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے آگے آگے ایک تاجدار پشت پہ بارہ ہزار جوان تلوارون کے قبضون پہ ہاتھ ڈالے ہوے نیزے چمکاتے ہوے سامنے سے نمایان ہوے عیوق نے جو اُس جوان کو آتے دیکھا سماک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہی جاروق کمند گیر

جاروق نے جو دور سے بھتیجے کو دیکھا پکار کر آواز دی ای فرزند اس صحرا مین بے ساز و سامان چند عیار ساتھ کیون پھر رہا ہو آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہو کہ جہان مسلمان ملین اُنکو روکو ہم جا بجا تلاش کرتے ہوے آئے ہین ہمین کہین مسلمان نہین ملے عیوق کو بہت ناگوار ہوا جواب دیا کہ ای عم نامدار مسلمان کہین چھپتے ہین مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلسم بھاگے پھرتے ہین ملک خالی کرا لیے ہین آئیے اگر کچھ دعوی ہو ایک ادنے مین اہل اسلام کا غلام ہون بھلا جن شیرون نے سیکڑون بادشاہون کو مٹا دیا وہ شیر کہین منھ چھپاتے ہین فاروق ایسا بادشاہ دو مرتبہ شکست کھا چکا ہو جاروق نے جو یہ باتین عیوق سے سنین مثل مار سر دم کوفتہ قلب لشکر مین بل کرنے لگا گینڈا بڑھا کر آواز دی ای فرزند اب مین کیا تجھکو جانے دونگا تیرے باپ پاس تجھکو لیچلونگا عیوق نے دیکھکر آواز دی کہ باپ میرا جہانگ رستم دیکھکر بدحواس ہو گیا آپ ہی مقابلے کو آتا ہو آخر ناچار ہو کر امان مانگتا ہو عیارون کے بھروسے پر بھولا ہو یہ سامنے دیکھ تو کہنگ کا لاشہ پڑا ہو مجھکو گرفتار کر کے لیچلا تھا مگر خالق کارساز نے اُس دشمن کے پنجے سے رہا کرایا اب خدمت مین اپنے آقا کی جاتا ہون تجھکو اگر کچھ گھمنڈ ہو یہ گو ہی یہ میدان مین باہر نہین ہون باپ سے مقابلہ پڑا اُنکی بھی جرائت کو دیکھ چکا افسوس یہ ہو کہ مجھے سوتے مین عیار چرا لایا تھا سلاح پاس نہین ہین سواری کو گھوڑا گینڈا نہین جاروق ایسا جھلایا کہا ای عیوق مین تجھکو گینڈا دون اور ہتھیار بھی دون اور تجھ سے مقابلہ کرون میرے منھ سے نکل گیا کہ تجھکو تیرے باپ کے پاس لیچلونگا یہ کہکے طرف اپنی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گینڈے سے اُتر پڑا ہتھیار اپنے اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی نیزے کو چمکاتا ہوا سامنے جاروق کے آیا جاروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا یہان رستم جو سو کے اُٹھے یہ خبر سُنی کہ عیوق کو کوئی چرا لیگیا سمک تعاقب مین گیا ہو شاہزادہ رنجیدہ بیٹھا ہی کہ سمک گھبرایا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو چالاک نے رہا کیا رہا ہو کے آتے تھے کہ جاروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سوارون سے آتا تھا عیوق سے اُسکے کچھ کلام ہوے عیوق و جاروق سے مقابلہ ہو رہا ہو رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیار ہون زیادہ فوج نہ ہو دیوانے نے جو خبر سُنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی ای

آقاے نامدار جاروق پہلوان زبردست ہی رستم فوراً سوار ہوے دیوانہ نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا ایسا نہو عیوق پر کچھ چشم زخم پہونچے رستم نے صرف دیوانے شریر مردم درکو مع چار سو دیوانون کے ساتھ لیا تماشہ دیکھنے کو طرف جاروق و عیوق کے چلے اُسوقت پہونچے کہ عیوق نے نیزہ جاروق کا توڑا تعریفین ہو رہی ہین جاروق کہتا ہی ای فرزند اب مین تلوار کھینچتا ہون عیوق کہتا ہی بسم اللہ کوئی حربہ اُٹھ نہ رہے کہ سامنے سے گرد اُڑی چیخنے کی دیوانون کے آواز آئی عیوق نے کہا ای جاروق آقا میرا آتا ہی دیوانے شریر مردم درکو اپنا رفیق کیا ہی کہ دیکھا گرد شق ہوئی دیوانہ شریر مردم در آگے آگے جست کرتا ہوا پکارتا ہوا کہ ای عیوق تم ٹھہر جاؤ اس خُرد مُنڈے کو مین سمجھا دونگا ایک چوبدست کے وار مین اسکا ٹھکانہ نہ ملیگا رستم ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانتا ہی جست کرکے بیچ مین آیا عیوق سے کہا ہٹو اور چوبدست کو چرخ دیا وہ سناٹا ہوا کہ جاروق کے ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا گھبرا کر آواز دی کہ ای دیوانے ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے تجھکو زیر کیا شریر مردم در نے دیکھکر آواز دی کہ اے جوان زیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہی آقا دن بھر مین مجھکو دس مرتبہ زیر کرتے ہین جو حرکات ناشائستہ اُنکے ساتھ کرتا ہون اگر اور کے ساتھ کرون تو میرے ہاتھ سے پیوند زمین ہو یہ باتین آپس مین ہو رہی تھین کہ طرف سے فاروقیہ کے گرد اُڑی دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار چار لاکھ فوج پشت پر علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف ہفت پیکر مرقوم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروق طرف کوہ زنگار رنگ کے دیکھکر پکارتا ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا عین وقت پر مدد کو آنا یہان جاروق نے جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگئے تو رستم سے کہا مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے پوچھا کل فنون سپاہ گری مین امتحان منظور ہی جاروق نے کہا مین آپ سے کشتی کا مشتاق ہون اگر آپ مجھپر غالب ہون مین دل و جان سے اطاعت کرون رستم نے گھوڑے سے کود کر دیوا کو جو ہٹایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا مین نہ ہٹونگا یہ کہکے ایک چوبدست ماری رستم نے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالا چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لیٹ پڑا جاروق دیکھ رہا ہی کہ رستم نے دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

کہا کہ آقا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرونگا رستم نے چھوڑ دیا سر جھکا کے کنارے کھڑا ہوا سر اُٹھا کے رستم کو نہین دیکھتا جاروق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اُڑ گئے گینڈے سے کودا کہا اے شہریار یہ آپ ہی کا کام ہے کہ ایسے رفیق بدخو کو سنبھالتے ہین مین نے حلقۂ غلامی حضور کا کان مین ڈالا مین ابھی لشکر فاروق کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکے طرف فاروق کے چلا فاروق حیران ہے کہ یہ کیا ہوا یا تو رستم سے آمادۂ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیون آتا ہے رفیقون نے کہا آپ کا بھائی ہے کچھ صلاح کریگا فاروق نے کہا اسکے تیور بد ہین خداوند ہی بچائین کہ جاروق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا اے شہریار مین نے اپنے کو امتحان کیا رستم سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھکر میرے ہوش گم ہوتے ہین مین نے تو اس شہریار کی اطاعت کی اب بہتر یہ ہے کہ تم بھی خدمت مین رستم کی چلو اُس شہریار کی اطاعت کرو ورنہ وہ زیر کرلے گا فاروق نے کہا اے جاروق مین رستم کی اطاعت نہ کرونگا جسطرح مجھسے چاہے مقابلہ کرلے تو اُسکو بڑا بہادر سمجھتا ہے میری وہ نگاہ مین نہین سماتا جاروق نے کہا اے برادر مین تو اسیواسطے حاضر ہوا ہون کہ تمکو خدمت رستم مین لیچلون یہ کہکے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار کھینچی دونون مین دو دو ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے بارھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جاروق نے گریبان پکڑا دونون گینڈون سے کودے بھائیون مین کشتی ہونے لگی پہر بھر مین فاروق نے جاروق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے رستم سے کہا اے شہریار جاروق کو فاروق نے زیر کرلیا مشکین باندھکر لشکر مین بھیجا اب میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کررہا ہے اگر حکم ہو جاکر مقابلہ کرون رستم نے کہا اے عیوق جاؤ سمجھا کر فاروق کو جاروق کو رہا کرلاؤ یہ سُنکر عیوق گینڈا اُٹھاکر سامنے فاروق کے آیا کہا اے باپ تمنے جاروق پر ظلم کیا وہ تمھاری اطاعت نہین کرتا کیون زبردستی کرتے ہو جاروق نے کہا کیا مین کسی سے بندہ ہون مین کیا تیری طرح اطاعت کرونگا باپ بیٹون مین یہانتک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہونے لگا جب دونون مین نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے چاہا کہ عیوق کو جدا کرون کہا فاروق باپ بیٹے کا مین مقابلہ اچھا نہین جانتا میدان کارزار مین ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمپر غالب آؤ تو ہم تمھاری اطاعت کرین اور اگر ہم غالب آئین تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو

ابھی

لیجائیے طبل جنگی بجواکر میدان مین آئیے مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا تم عیارون کے بھروسے یہ کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہی سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے وعدہ کیا جاروق کو لیکر پلٹا رستم نے بخوبی سمجھا دیا کہ اے فاروق اگر جاروق اطاعت تمھاری نہ کرے تو اُسپر بدعت نہ کرنا ورنہ مین تمھاری بارگاہ مین ہونگا دریاے خون بہادونگا فاروق نے کہا مین اُس سے اطاعت کو کہونگا اگر اُسنے مانا تو فبہا ورنہ قید رکھونگا جب آپ سے فیصلہ ہولیگا تب سمجھ لونگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ میرا فرزند آپکا مطیع ہوا مین نے کوشش بھی کی وہ نہین مانتا اب بھائی آپکا مطیع رہے عیوق کہتا تھا آقا آپ ٹھہر جائین مین ابھی اس سے فیصلہ کرتا ہون رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر مین آکر اُترے فاروق خوف سے رستم کے دربار بھی جاروق کا نہ سمجھا جاروق کو قید خانے مین بھیجدیا یہ خبر کنیزون نے ملکہ مغرور شیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درپیش ہوا جاروق نے رستم کی اطاعت کی تھی فاروق جاروق کو پکڑ لایا ملکہ تو محبت مین رستم کی بیقرار ہین کنیزون سے کہا تمسے ہوسکتا ہی کہ جاروق کو رہا کرلاؤ کنیزون نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا ہی آیندہ پروردگار کو اختیار ہی ملکہ نے پوچھا قید خانے پر جاروق کے کون مقرر ہوا ہی شگوفہ نے آکر خبر سنائی کہ سریع گرد قید خانے پر نگہبان ہی ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کریگا نقب سے رہائی نہوگی مین آج رات کو شبخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال مین رہتی ہون مرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی مگر کیا کہون کہ جو گذرتی ہی — نظم

نالے شررفشان رہے تاب و توان تلک
اور ابتو آہ بھی نہین آتی زبان تلک
پرواز اپنی آگے تو تھی لامکان تلک
دشوار اُڑکے جانا ہی اب آشیان تلک
قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک
وہ مدعا ہون مین جو نہ پہونچا بیان تلک
وہ سوختہ ہون مین کہ نہ پاوینگے بعد مرگ
سگ ہاے کوے یار مرے استخوان تلک
اک رشک گل کی دوری مین ہم ہین قریب مرگ
بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تلک
اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم
پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک
روشن چراغ داغ بھی ہین سوز غم سے کیا
جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک

اُس خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سراغ
ہو گا گمان فرشتون کو تیر شہاب کا
اعضا تمام اشک ہو چشمون سے بہ گئے
گرمی سے بھی زیادہ زمستان مین لون چلی
اک دن نہ پائی اُسمین ہوا کوے یار کی
قمری ترے گلے مین پڑے طوق دوسرا
ہمراہی اپنے تیز روی کرکے بڑھ گئے
افسوس رندہ نام سے وہ آشنا نہین

سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک
اُس بحر حسن کے لیے رویا مین یان تلک
اک نالہ سوز دل سے جو آیا زبان تلک
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک
اُڑکر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک
ہم گرد سان پہونچ نہ سکے کاروان تلک
اُلفت مین جسکی مٹگیا اپنا نشان تلک

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزین آمادہ ہوگئین عرض کی خواہ ہم لوگون کی جانین جائین خواہ رہین مگر حضور کے ساتھ ہین چارسو کنیزین جب اسطرح سے آمادہ ہوئین تو شب کو ملکہ نے نقاب سرخ چہرے پر ڈالی چارسو کنیزون کو ساتھ لیا ملکہ باغ سے نکلین سریع گرد چارسو جوانون سے نگہبانی کر رہا ہوکہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چارسو نقابدارون سے آکر گرا در زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سریع گرد جو اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار گلگون پوش کے چلا نقابدار نے جو سریع گرد کو آتے ہوے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیو خصال سے کون مقابلہ کریگا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا گینڈے نے جست کی سریع گرد گینڈے سے گرا اوپر آکے نقابدار نے ہاتھ مارا سر سریع کا زخمی ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہی نقابدار برس رہا ہی اتنے پیچھارے کہ سر و شانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود مین اُٹھا کر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پر آیا کنیزون سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کرو کنیزون نے بڑھکر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے نکلا دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا تھا دل مین حیران ہی کہ یہ نقابدار کون ہی جو اسنے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہونچا اور ملکہ مرکب سے کودین جاروق مدت سے شگوفہ نامے کنیز پر عاشق

تھا نہال ہو گیا کہ اس باغ میں میرا آنا ہوا باغ باغ ہو گیا نقابدار جاروق کو لیکر باغ میں آیا نقابدار نے نقاب چہرے سے اُتاری اب جو جاروق نے ملکہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملکہ نے کہا اے جاروق تم رفاقت رستم کرو اور قید خانے میں رہو ہم سے نہ دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تمکو رہا کرالائی صبح کو فاروق کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار آیا سریع گرد کو زخمی کرکے جاروق کو رہا کر کے لیگیا اب جو اسنے دریافت کیا اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ مغرور و شیرین کلام رات کو باغ سے آئیں اور جاروق کو رہا کر کے لیگئیں اور باغ میں ملکہ کے جاروق موجود ہے سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جاروق کو جاؤنگا تو ملکہ سد راہ ہونگی اگر میں نے کوئی دست اندازی کی ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید کچھ تقدیر کردیں تو مجھکو کیسی مشکل ہوگی یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو کہ فلک سامان جادو وہاں کی حاکم و ناظم ہے اُسکو نامہ لکھا کہ اے سامان جلد آکر میری مدد کرو طلسم کشا نے آکر مجھکو گھیرا ہو سامان بڑے ساز و سامان سے برائے مدد فاروق چلی دربار میں فاروق کے آکر پہونچی فاروق نے سب حال رو رو کر بیان کیا سامان جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجواؤ میدان میں نکلو جو تمھارا مقابلہ کریگا بیشک ہارا جائیگا اُسکا زور گھٹاؤنگی فاروق نے اس بھروسے پر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا سماک نے آکر خبر دی حضور عجب معرکہ ہے رات ایک نقابدار گلگون پوش شب کو آیا جاروق کو رہا کر کے لیگیا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملکہ مغرور و شیرین کلام نقابدار بنکے آئیں اور جاروق کو رہا کر کے لیگئیں اور نہیں معلوم کیا مصلحت فاروق نے سوچی سنتا ہوں کہ ایک ساحرہ کو بلوایا ہو اُسکے بھروسے پر طبل جنگی بجوایا ہو کل حضور اس مکارہ سے سمجھکر مقابلہ کرلینا رستم نے کہا سمجھا جائیگا طبل جنگی دونوں لشکر دن میں بج چکے تیاریاں ہو رہی ہیں صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے صفیں جمیں سامان جادو ایک طائر بنکر میدان میں ایک نخل تھا اُسپر آکے بیٹھی فاروق میدان میں نکلا پکار کر آواز دی اے رستم دیوانے پر تمکو بڑا گھمنڈ ہے اسکو میرے مقابلے میں بھیجو کہ میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ اپنا نام سنکر بیقرار ہو گیا کہا آقا اب تو میرا نام لیکر پکارتا ہے اب تو مجھکو جانا ضرور ہوا یہ کہکے چوبدست ہلاتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے فاروق کے پہونچا چاہا چوبدست ماروں سامان نے سحر کیا فاروق نے چوبدست تھامی

ہر چند دیوانہ زور کرتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا آخر فاروق نے جو بدست چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے دیوانے کو اُٹھا لیا مشکین باندھین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید باہری رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے مبارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکلون کہ عیوق نے گینڈا صف سے نکالا اور کہا ای آقاے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے مین جائیگا رستم نے ہر چند روکا عیوق نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر باب کے مقابلے مین آیا ساحرہ سحر کر رہی ہی عیوق نے دیکھا کہ زور جسم کا کم ہوتا ہی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے چاہا نیزے کو نیزے سے روکون ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا کٹ گیا عیوق حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ فاروق نے بڑھکر کمر مین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اُٹھا لیا رستم حیران ہین کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونون گرفتار ہوگئے فاروق نے پھر مبارز طلبی کی اب کی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اُٹھا دیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی ای فاروق رستم پر سحر تاثیر نہ کریگا اُسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہون تب رستم سے مقابلہ کیجیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا ای رستم جرات کے سراسر خلاف ہی مین دو پہلوانون سے مقابلہ کر چکا اب تمسے مقابلہ کرونگا اگر تم نے تھکے ہوے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے ہم عذر کو حریف کے سن لیتے ہین حقیقت مین تم نے دو پہلوانون سے مقابلہ کیا ہی اب تم پلٹ جاؤ کل ابتدا مین ہمین نکلین گے فاروق سے وعدہ کر کے رستم لشکر کو اپنے پھیر لائے فاروق جبارگاہ مین آیا سامان جادو نے کہا ای فاروق تو کیون پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلوان میدان مین آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اُسکا زور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا ای سامان رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہین کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا نام تحفہ جات سُنکر سامان خاموش ہوگئی کہا کہ ای فاروق اگر کل طلسم کے ساحر جمع ہون تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی اگر کوئی تدبیر ایسی ذہن مین آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دون تو پھر رستم کو پکڑنا اور گرفتار کرنا

کوئی بات نہین بیان رستم جو پلٹ کے آئے ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ حضور سامان جادو ایک ساحرہ ہے وہ آئی ہے وہ حضور کے ساتھ مکر کریگی حضور ہوشیار رہین اُسی کے سحر سے دونون پہلوان گرفتار ہوگئے رستم نے کہا مجھے اپنے سردارون کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا قید خانے مین گھبراتا ہوگا اُسکا زیر ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا اُس ایسا بہادر مجھکو نہ ملیگا مین نے ایسا ہی کمال کیا کہ جو وہ میرا مطیع ہوا اُسنے راستے بند کردیے تھے اس سوچ مین رستم بیٹھے تھے سمک نے ارادہ کیا کہ مین فکر مین سامان جادو کی جاؤن سامان کو قتل کرون کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ شہرت مرصع پوش دختر بوصدار جادو و ملکہ ماہی سحر تشنہ و گرسنہ جیسے حضور سے وہ جدا ہوئین ایسے صحراو بیابان ملے کہ سارا لشکر ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئین اب اُنھون نے حضور کے نزول اجلال کی جو خبر پائی زیر نخل تھین آتی ہین لیکن قدم نہین اُٹھ سکتا حضور تشریف لے چلین رستم بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا دونون نحیف و زار مجبور و ناچار چہرے اُداس عالم یاس ایسے صحراہاے گرم مین گذر ہوا وہ چہرے جو مثل آفتاب کے تھے وہ سیاہ ہوگئے ہین ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہے دو قدم چلین اور گرین رستم نے جاکر دونون کے ہاتھ تھامے جیسے ہی رستم کے سائے مین آئین دونون مین جان آگئی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے روکر کہا ای شہریار ایسا خلاف وقت تھا جو حضور سے جدا ہوئی کئی مہینے صحراے ویران مین پھری راتین ہجر کی اُن جنگلون مین کاٹین کہ جہان آب و دانہ ممکن نہوا دن اس پیچ و تاب مین گذرتا تھا کہ زبان مین طاقت نہین کہ اُسکا ذکر کرین آپکو دیکھکر بدن مین طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اب تو یہ کیفیت ہے نظم

یار آیا ہوا احوال دل زار دکھاؤ
آجاؤ بس اب راہ نہ ای یار دکھاؤ
فرداے قیامت کا نہ اقرار کرو جان
عاشق ہین بہت ایک تو جنکر کوئی سمجھا
عالم نظر آجاے بہار اور خزان کا

عیسے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ
محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ
بشتے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ
ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو تل ڈھاک لو اور ابروے خمدار دکھاؤ
ہر دم متقاضی ہے یہی حسرت دیدار پھر ایک نظر جلوۂ دیدار دکھاؤ
فرماتے ہو عاشق ہین مرے تجھسے ہزاروں ایسے تو زیادہ نہین دو چار دکھاؤ
مین قبر سے بھی نعرہ یہی کہتا اُٹھونگا مشتاق ہوں مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

اسطرح بلک بلک کر دونوں نے یہ اشعار پڑھے اور روئین کہ رستم بیتاب ہو گئے فرمایا ملکہ شکار کو آنے تجھے اتنے فتور پڑے ہین کہ آجتک مبتلا ہین کوئی ساحرہ ہے سامان جادو برائے مدد فاروق آئی ہے بیٹا اُسکا میرا رفیق ہے لیکن اُسی ساحرہ کے سحر سے فاروق دو رفیقوں کو گرفتار کرکے لیگیا مجھے اسقدر قلق ہے کہ مین نے شب سے کھانا نہین کھایا وہ بھیا مقابلے مین آئی ہے اس فکر مین ہے کہ تحفہ جات جدا کرکے رستم سے مقابلہ کرون اب تم آگئین تدبیر ہو جائیگی شہرت نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزون کے ہے کان پکڑکے اُسکو بلا لونگی رستم اُن دونون کو ساتھ لیکر چلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آفتاب فلک سیر و جھلال سرکش گھوڑون پر سوار مگر چہرے اُترے ہوئے دو دوسرے جوان دونون کے ساتھ ہین اپنے آقا کو سامنے دیکھا ادھر شہرت باتون مین مشغول ہوئی دمبدم کہتی ہے حضور بارگاہ مین چلیے یہان کنارے ٹھہرنا مناسب نہین کہ جھلال و آفتاب بھی آکر قدمبوس ہوئے اپنی اپنی مصیبتین بیان کین کہ حضور کبھی صحرا سے ویران مین کبھی کانٹونکا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہو گئے کل غلام کو خیال آیا کہ مین نے علم نجوم کیون حاصل کیا مین نے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر زائچہ کھینچا اُس سے یہ ثابت ہوا کہ بائین جانب جاؤ تو آقا سے ملاقات ہو ہم دونون شکر کرتے ہین کہ زندہ آکر حضور سے ملے وہ بلا ہی سفر مین اُٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ حضور کو بخیر و عافیت پایا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چارون کو لیے ہوئے بارگاہ مین آئے شہرت نے دعوی کیا کہ وہ طبل جنگی بجوائیگا جب میدان مین آئیگا تو بی سامان کا سحر نہ چلنے دونگی مین اُسکو دیکھ بھال لونگی یہ خبر ہرکارون نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ شہرت و ماہی سحر و آفتاب فلک سیر کاہن و جھلال سرکش یہ چارون سردار بڑی تباہی اُٹھا کر آنے رستم سے آکر ملے شہرت نے سامان کا دعوی کیا ہے سامان نام شہرت سنکر تھرا گئی کہا

شہرت دختر نوصدار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی واقف کارون نے بیان کیا کہ طلسم کشا پر عاشق ہو کے نکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کرا دے محیط وکیل نے صلاح کر کے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا ان خرابیون مین پھنسے چارون سردار آوارہ ہوے تھے بڑی جفا مین اٹھائین اب آکر رستم سے ملے سامان نے کہا اے فاروق یہ ساحرہ چیدۂ طلسم ہفت پیکر ہے رستم کو سب سامان ممکن ہو چکے اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہے اب کدو کوشش بیکار ہے اب ہماری خبر انکو ہو جائیگی اب وہ تدبیر کرینگے اگر شہرت نے آکر میدان مین سحر کیا تو میرا سحر نہ چلیگا مگر طبل بجواؤ اگر میرا دھوکا کھایا تو رستم کو گرفتار کرا دونگی ورنہ اے فاروق تیری محبت مین اپنی جان پر کھیلونگی فاروق نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا یہان یہ چارون سردار جب بارگاہ رستم مین آئے ہوش و حواس درست ہوے رستم نے ان چارون کو کھانا کھلوایا شراب وکباب پیش کیے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی فاروق نے طبل جنگی بجوایا ہے رستم نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے تیاریان دونون لشکرون مین ہونے لگین رستم نے آکر آرام فرمایا سماک یلداقی طلایے پر ہے لشکر کا انتظام کر رہا ہے سامان جادو رات کو اٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر مین رستم کے آئی ایک نخل پر آکے بیٹھی مگر بشکل عقاب بیٹھی ہے اسی نخل کے قریب سماک بھی موجود تھا اسنے دیکھا کہ رات کو عقاب کہان سے آیا بیٹھنے سے عقاب کے شاخ نخل جھکی سماک سمجھا کہ یہ ساحرہ ہے کنارے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بنکر زیر نخل آیا سامان نے جو خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سماک بیہوش ہو کے گرا سامان نے نخل سے اتر کر برق چمکائی کہ رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا اب اسنے پہچانا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہے سحر کر کے سماک کو کنارے ڈالدیا آپ سماک کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نگہبانون نے جو سماک کو آتے دیکھا پوچھا مہتر صاحب اسوقت کہان آئے سامان نے جواب دیا کہ مین نے سنا ہے کہ سامان فکر مین آقا کے آئی ہے مین قریب پلنگ کے جا کر پہرا دون یہ کہکے اندر آئی دیکھا کرسی پر کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر رکھا ہے زرہ ہفت جوش جسم پر ہے سامان نے کلاہ و تیغہ اٹھا لیا منظور ہوا کہ چلون شہرت کو تو اسکا خیال تھا اپنی بارگاہ مین پڑی سو رہی تھی خواب پریشان دیکھکر پریشان ہوئی اٹھکر طرف بارگاہ رستم کے اسوقت پہونچی کہ سامان بیرون بارگاہ آچکی

شہرت نے للکارا کہ او سامان مین نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا سامان آواز شہرت سُنکر بھاگی شہرت نے پیچھا کیا ہلڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر کوئی لیگیا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سُنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہو رہے ہین ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کرین مین جاتی ہون سامان کو گرفتار کرکے لاتی ہون رستم نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چلی سامان بھاگی ہوئی جاتی ہی شہرت اُسکے تعاقب مین ہی فاروق کنارے پر لشکر کے موجود تھا اُسنے جو سامان کو آتے ہوے دیکھا پوچھا کیون خیر تو ہی کہا حضور مین کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب مین آتی ہی فاروق نے کہا لاؤ وہ دونون تحفے مجھکو دے چاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر فاروق کو دے کہ شہرت آکر پہونچی سامان پر برق بنکے گری سامان کے دو ٹکڑے ہوے فاروق تو گھبرا کر پیچھے ہٹا شہرت نے سامان کو مار کر کلاہ و تیغہ اُٹھا لیا فاروق نے ہمراہیان سامان کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مارلو چار طرف سے جادوگرنیون نے شہرت پر بلوہ کیا شہرت نے سحر کیا کئی سو جادوگرنیون کے سر اُڑ گئے کوئی منھ کے بھل گری برق چمک رہی ہی خنجر تلوارین گر رہی ہین کہ شہرت نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ رستم کی صدا آئی رستم آکر گرے شہرت نے بڑھکر کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر رکھی اور تیغہ ہاتھ مین لیا نعرہ کرکے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا نعرہ ہوا دونون ملکہ لڑنے لگین مگر رستم دونون کو منع کرتے ہین کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اُسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہی شہرت نے عرض کی کہ حضور عیوق کو تو رہا کرین جاروق کہ باغ مین ملکہ کے موجود ہی کنیزون نے آکر خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پر آپڑے جاروق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہکر نکلا کہ آقا مصروف جنگ مین غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت آکے پہونچا کہ آفتاب و جہلال نے بھی آکر سحر کیا زمین کانپ رہی ہی آگ آسمان سے برس رہی ہے فاروق بدحواس جنگ مین مصروف مگر گھبرایا ہوا ایک ایک سے کہتا ہی سامان نے سامان جنگ کرا دیا شب تیرہ و تار مین مغلوبہ ہو گئی دیکھیے اس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رفقا عرض کرتے ہین کہ مسلمانون کو تو آسان ہی دیکھو ساحرون نے مشعلہاے سحر روشن کرلین فاروق اس

حیرانی مین ہو کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برابر قیدخانۂ عیوق کے پہونچا نگہبانون کو مارا عیوق کو قید سے رہا کیا لیکر خدمت رستم مین آیا فاروق نہایت حیران ہو کہتا ہو اگر بھاگتا ہون تو جرأت مین فرق آتا ہو اور لڑتا ہون تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہین آخر فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اُسکے سائے مین پہونچا بیقرار ہوکر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسوقت مدد کیجیے عیوق بھی میری طرف رخ کیے ہوے ہو اور جاروق میرے خون کا پیاسا رستم کو مجھسے کد ہو یا خداوند ان تین اژدہون سے بچائیے اگر مین نے عیوق و جاروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کریگا کس قیامت کا سحر کرتا ہوا آتا ہو یہ جو فاروق نے بیقرار ہوکر کہا اُسوقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا کہ ایک طائر نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر آپ کا بندۂ خاص فاروق فریاد کر رہا ہو سامان نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آپڑے اپنے بندے کو بچائیے ہفت پیکر نے آواز دی یہان سے اُسی پہاڑ پر جاؤ جہانگیر جادو وہان رہتی ہو اُس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار کریگی وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے فاروق کے آیا مثل انسان کے آواز دی ای فاروق کیون بیتاب ہوتا ہو اس درۂ کوہ مین جا جہانگیر جادو کا نام لیکر پکار وہ ان سب کو گرفتار کریگی فاروق یہ صدا سُنکر قریب درۂ کوہ کے پہونچا پکار کر آواز دی ای جہانگیر جادو جلد میرے پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہو پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا اژدہے کا سر منھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیان سر پر گندھی ہوئین آواز دی ای فاروق کیا ہو کیون اسقدر بیتاب ہو اسنے پکار کر کہا ای جہانگیر آفتاب فلک سیر و جہلال سرکش اور شہرت مرصع پوش و ماہی سحر وغیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہین لشکر کو میرے تباہ کر دیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ مین سحر کرتی ہون یہ کہکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اُسی پتھر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آفتاب نے دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ پکار رہا ہو آفتاب للکار کر فاروق پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے سحر کرکے تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی

کہ او بے ادب کیا کرتا ہی منم جہانگیر جادو بلیٹ کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد کی میرے پہلو مین کھڑی ہی منع کر رہی ہی کہ فاروق پر ہاتھ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا چاہا کہ فاروق کی گردن مین ہاتھ ڈالدون اُس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری آفتاب غروب ہوا یعنے غائب ہوگیا جہلال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گذری کہ جو آفتاب غائب ہوا سحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار اُسی طرح تلوار ہلا رہا ہی جو قریب آیا اُسے قتل کیا ایک ساحرہ بہ صورت مہیب پہلو پر فاروق کے کھڑی ہی جہلال نے بڑھکر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اُس ساحرہ نے گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ پھٹا اُسمین سے ایک برق جہلال پر گری جہلال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے دور سے دیکھا کہ جہلال و آفتاب قریب درۂ کوہ جاکر غائب ہوئے جھمک کر قریب آئی اُس ساحرہ نے جو شہرت کو دیکھا پکار کر آواز دی ای دختر کمیل تجھکو کیا ہوا کہ فاروق کی بربادی چاہتی ہی درۂ کوہ مین تجھکو تیری ساتھ والیان بلاتی ہین شہرت این فقردن کوکب مانی ہی کڑک کے اُس ساحرہ پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے کردون جب گری زمین پر آ کے دیکھا مین نے ایک اژدہے کے دو ٹکڑے کیے اژدہا پڑا ہوا جل رہا ہی درۂ کوہ سے آواز آرہی ہی ای شہرت کمال سحر حاصل کرو منم جہانگیر جادو شہرت نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک تختۂ سنگ کلان پڑا ہی اُسمین سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوے للکار رہی ہی شہرت درۂ کوہ مین گھس گئی جیسے ہی اندر درے کے آئی کچھ سوجھتا نہین انتہا کا اندھیرا ہی اُس ساحرہ نے اُف اُف جو کی شعلہ ہاے آتش چمکے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ منھ سے شعلہ ہاے آتش جو چھوڑ رہی ہی اُسی کی درۂ کوہ مین روشنی ہی جھپٹ کر اُس پتھر پر آئی نیمچہ کمر سے کھینچا قصد کیا کہ اسکا سر کاٹ لون تلوار جو جھکائی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے جو دیکھا کہ شہرت بھی جاکر غائب ہوئی بیتاب ہوگئی آواز دیتی ہوئی قریب درۂ کوہ کے پہونچی دیکھا اُسی تختۂ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوے برقین لشکر رستم پر گرا رہی ہی کئی ہزار ساحر و غیر ساحر کٹ کر گرے فاروق کو آواز دی ای فاروق دشمنون کو مارے مگر ساحرہ کو ماہی سحر دیکھکر گھبرا گئی گولے پھینکے کچھ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو پتھر زمین پر

مارا چند شعلہ ہاے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مارکر طرف تختۂ سنگ کے چلا وہ ساحرہ تڑپ کر ماہی سحر پر گری اسکی اُف سے دریاے سحر مین ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا اُسی ساحرہ نے آواز دی اے فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق نے جو عیوق کو آتے ہوے دیکھا گینڈا اچکایا عیوق جو قریب فاروق کے پہونچا عیوق نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے غرق زمین ہوگیا ایک آواز آئی اے فاروق نہ گھبرانا بیٹا تمھارا بہ آرام قید ہے بعد فتح جنگ تمکو ملیگا جاروق نے جو عیوق کو غائب ہوتے دیکھا کئی تیر فاروق پر مارے تیر جل جل کر گرے جاروق گینڈے کو بڑھا کر قریب فاروق نہ پہونچا تھا کہ پہلو سے ایک کمیدان نے آواز دی اے جاروق کہان جاتا ہے مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے جاروق پر ہاتھ مارا جاروق ایک پہلوان زبردست تھا بازو بچا کر کلائی پر کمیدان کی ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالا کہ اُٹھاؤن ایک برق چمکی سب کی آنکھین خیرہ ہوگئین اور جاروق اُس برق کے چمکتے ہی غائب ہوا سمک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ اول چارون ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوے بعد اُسکے عیوق و جاروق بوجہ سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوے اب اُس مقام پر سناٹا ہے یہ سُنکے رستم کو بہت ناگوار ہوا گھوڑا اچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار کھڑا ہلا رہا ہے جو قریب آیا اُسے ٹوک کے مار لیا رستم نے للکارا کہ او نامرد ان غربا نے تیرا کیا نقصان کیا مفت مین انکو قتل کرتا ہے فاروق کو تو اور بھی گھمنڈ تھا یہ للکار کر آواز دی کہ آپ آئیے آپکے رفیق تو قید ہوے اب آپ باقی ہین رستم کے جسم مین تحفہ جات طلسم نصب ہین تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فاروق کے پہونچے فاروق تلوارین مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہین کبھی چاہتے ہین کلائی پر فاروق کی ہاتھ ڈالدون مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہے کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہین پڑتا کہ درہ کوہ سے ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اسطرح جست کرکے آیا کہ فاروق کو تو پشت پر لیا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا رستم ٹیری جماتے ہین آسن اُکھڑے جاتے ہین ہر مرتبہ یقین ہوتا ہے کہ مین پشت مرکب سے گر پڑونگا رستم نے جھلا کر کوڑا پشت مرکب پر مارا مرکب نے طرارہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوے شیر نے آکر دونون پنجے مارے اس گمان ہو

کہ زرہ وغیرہ نوچ لون رستم نے دونون کلائیان شیر کی پکڑ کے ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا کئی شیر درۂ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیرون کو مار کر رستم گھوڑے سے کودے تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے طرف کوہ کے چلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ مہیب بشکل عجیب و غریب سر نکالے ہوئے کبھی سر کے بال نوچکر طرف رستم کے پھینکتی ہی اور کبھی قہقہہ مار کر ہنستی ہی پر قین رستم پر گرتی ہین مگر سحر تاثیر نہین کرتا رستم درۂ کوہ مین گھس گئے ہاتھ سر پر ساحرہ کے مارا تلوار جو پڑی سر تو اُس ساحرہ نے اندر کر لیا رستم نے دیکھا تلوار نے تختۂ سنگ کو کاٹا زیر تختۂ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اُس دروازے مین قفل کلان لگا ہی اندر سے رونے کی آواز آتی ہی کوئی بلک بلک کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی

نظم

ازل سے تلخی ہجران جو لکھی تھی مقدر مین
حلاوت زہر کی ملتی تھی مجھکو شیر مادر مین

مین کیا جانون چمن کہتے ہین کسکو آشیان کیسا
کھلین آنکھین تو میری آنکر صیاد کے گھر مین

بلند و پست سے آگاہ ہون ایام طفلی سے
کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر مین

اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا
دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر مین

جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک
چلی آئی امامت جسطرح آل پیمبر مین

پری دیوانی ہو جاتی ہی تنکے چننے لگتی ہی
وہ سحر سامری ہی یار کی چشم فسونگر مین

بچائے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشون کو
یہ قدرت کیا نہین واعظ قسیم حوض کوثر مین

خیال اُس حور کے گھر کا جو اپنے گھر مین رہتا ہی
پری استادہ آتی ہی نظر مجھکو ہر اک در مین

شہادت کے لیے کافی ہی خون دامن قاتل
نہین حاجت گواہون کی ہمارے خون کے محضر مین

دہان یار مین دیکھی زبان تو یہ خیال آیا
کسی نے چھوڑ دی ہی لال مچھلی حوض کوثر مین

گلا مجھ سخت جان کا کس مزے سے اُسنے کاٹا ہی
زیادہ دے برش اللہ قاتل تیرے خنجر مین

نہین ہی گردش چرخ آسیا سان فیض سے خالی
جہان کو رزق پہونچاتا ہی گو رہتا ہی چکر مین

مین وہ شوریدہ طالع ہون جب آیا دور مے مجھ تک
شراب تند سرکہ ہو گئی گرتے ہی ساغر مین

پھٹکنے بھی نہ پائین غیر صحبت مین کبھی اے رند
اگر ہو جائے دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر مین

رستم نے آواز پہچانی دل مین کہا یہ تو شہرت کی آواز معلوم ہوتی ہی رستم نے قفل دروازے کا توڑ ڈالا

اندر آکے دیکھا عیوق و جاروق تو اُلٹے لٹکے ہوے ہین تڑپتے تڑپتے بیہوش ہوگئے ہین اور آفتاب و جلال و شہرت و ماہی سحر فرش خاک پر بیٹھے ہین شہرت بلک بلک کے رو رہی ہو ماران سیاہ جسم مین چارون کے لپٹے ہین صدمات عظیم پہونچاتے ہین رستم نے قریب آکے ان چارون کی زبانون سے سوزنین نکالین ان چارون ساحرون نے زبان قابو مین آتے ہی اسم سحر پڑھا کہ ماران سیاہ مر کر گرے رستم رہا کرنے مین عیوق و جاروق کے مصروف ہوے کہ پہلو سے اُس قصر کے ایک اژدہا پیدا ہوا اُسنے چاہا کہ ان چارون کو منھ مین لیلون رستم نے قریب آکے اُس اژدہے کے گلے مین ہاتھ ڈالا مثل کرباس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا عیوق اور جاروق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونون قدمون سے رستم کے لپٹ گئے کہا اے شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کیا آپ اس زندان تاریک مین پہونچے کہ غلامون کو رہا کیا ورنہ تڑپ تڑپ کے مرجاتے رستم اِن چھٹون کو ساتھ لیکر بیرون درہ کوہ آئے فاروق کھڑا ہوا تھا رستم کو جو پیدل آتے دیکھا جھپٹ کر جا پڑا تلوار کے سائے مین لیکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُس اندھیرے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ فاروق کی زبان سے آہ نکل گئی گینڈے سے کود کر رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق و جاروق تیغے لیے گرد کھڑے ہین آفتاب فلک سیر نے ایک دائرہ بنایا ہو کہ اسکے اندر کسیکو نہین آنے دیتا رستم فاروق سے لڑ رہے ہین جب فاروق گردن پر ہاتھ رکھتا ہو یہ ریل کرے دوڑتے ہین فاروق جان لڑائے ڈر رہا ہو سب لشکر والے ساکت ہوکر تماشاے جنگ دیکھنے لگے دونون لشکر والے جمے ہوے تماشہ دیکھ رہے ہین قضاے کار شریر مردم در زنجیرین ہلاتا ہوا قریب رستم کے آیا چوبدست ہلاتا ہوا بیچ مین بھاند پڑا کہا آقا آپ چھوڑ دین مین اس مکار سے سمجھ لونگا رستم ہر چند کہتے ہین اے برادر تم ہٹ جاؤ دیوانہ نہین مانتا چاہتا ہو آقا ہٹ جائین تو مین اس سے سمجھ لون جب رستم نے نہ مانا تو ناچار ہوا منھ پھیر کر رونے لگا رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ رو رہا ہو فاروق سے کہا اے فاروق یہ وہی دیوانہ ہو جسکو تم گرفتار کرکے لیگئے تھے اس سے مقابلہ کروگے فاروق نے کہا مین نے اسکی چوبدست چھین لی تھی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا تھا مین اب بھی لڑنے کو اس سے موجود ہون رستم فاروق کو چھوڑ کر الگ ہوے کہا اے برادر تم کیون روتے ہو یہ حرکت

تمھارا موجود ہی ابتو شریر مردم در رستم کو دعائین دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا چوبدست کو گردش دیتا ہوا پہونچا فاروق چوبدست کی گردش کو دیکھکر گھبرا گیا شریر مردم در نے لپک کر چوبدست ماری فاروق نے ہاتھ اُٹھاے کہ کلائی تھام لون دونون کلائیان فاروق کی ٹوٹین دوسری چوبدست اُس شریر نے ماری کہ چوبدست سر پہ فاروق کے پڑی کہ سر گردن مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھالا خون کا بنکر رہگیا دیوانہ فاروق کو مارکر اُسکی فوج پر جا پڑا وہ چوبدستین مارین کہ فوج سے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی آواز دیتے تھے اے طلسم کشا فریاد ہے وقت امداد ہے ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہین رستم کے قریب درۂ کوہ سے نکل کر ایک فیل مست نے بھسونڈا طرف رستم کے بڑھایا رستم گھوڑے سے کود پڑے دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونون ہاتھ سونڈ مین لپیٹے رستم نے دونون ہاتھون سے سونڈ کو تھاما ایک ہکہ مارا کہ مع نرخرے ہاتھی کی گردن گھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھا کر گرا اور پہاڑ بھی اڑ اڑا کے گرا ایک دھوان پہاڑ سے نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیما اے رستم مجھکو کیا پا سکتا ہے مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہون معلوم ہوا کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ ہاتھی وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو پامال کرتا لیکن تو نے اسکو بھی مارا دشمنون نے ملکر تجھکو زور دیا پہلے اُنسے سمجھ لون تو پھر تجھسے سمجھونگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد و قامت کی اژدہے پر سوار اُڑی ہوئی جاتی ہے رستم نے لشکر پلٹایا عیوق کو ساتھ لیے ہوے قلعے مین آئے ملکہ مغرورہ شیرین کلام کہ باغ مین دعائین مانگ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین آجکی جنگ بڑی سخت ہے خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیما کو بھیجا ہے دیکھیے وہ ملعونہ کیا آفت برپا کرے کہ کنیزون نے خبر دی کہ ملکۂ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہین عیوق ساتھ ہے ملکہ براے استقبال دروازے پر باغ کے آئین رستم کو جو آتے ہوے دیکھا بڑھ کر سلام کیا رستم ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر باغ مین آئین جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب کا چرچہ ہوا رستم نے کہا اے ملکۂ عالم مین اب صحراے محیط مین جاونگا برلے شکار آیا تھا ان جھگڑون مین پھنسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تمکو اس قلعے کا حاکم کرتے ہین عیوق و جاروق انتظام لشکر کرین گے ہم انشاء اللہ پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تم سے ملاقات

کرینگے ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار کنیز سے یہ زمانہ کیونکر گذریگا راتین ہجر کی کیسا ستائینگی نیند کاہے کو آئیگی رستم نے اشک مغرور کے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکۂ عالم اس فکر مین کئی سال مجھکو گذر چکے ہین اب اس صحرا مین پہونچا تھا جہان سے لوح قریب ہے مگر تمسے ملاقات ہونا قضا و قدر کو منظور تھا اسطرف نکل آئے فاروق کی قضا دامنگیر تھی ہمکو مار اجاتا فاروق کا بہت ناگوار ہوا اُسنے کسیطرح اطاعت کو نہ مانا یہ باتین ہو رہی تھین کہ دروازے پر باغ کے ہاہا ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی اے شہریار دیوانے نے یہ جو سنا ہو کہ آقا پاس نزرک کے گئے تو وہ کہتا ہو آتا ہو کہ مین بھی نزرک لونگا کئی کنیزون کو نوچ ڈالا عیوق نے کہا غلام جا کر روکے رستم نے کہا وہ کسی کے روکے نہ رُکیگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہے ایک کنیز کو بغل مین دبائے ہو اور ایک کو کاندھے پر سوار کیا ہے اور کنیزین بھاگی ہوئی آتی ہین اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے جب قریب رستم کے پہونچا تو پکار کر آواز دی کیون آقاے سرخ تو نزرک کو لیکر بیٹھا ہے اور ہم اکیلے اپنے مقام پر رہین رستم نے دوڑ کر ہاتھ تھاما دیوانے نے جنگل مارا کہ زرہ نوچ کر پھینکدی رستم دیوانے سے لپٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر کمر سے نکالا چمکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا تو دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف فرمائیے رستم نے دیوانے کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوسنے لگین کہتی ہین کہ حضور اسکو نکال دیجیے یہ تو نگوڑا جان کا خواہان ہے ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جائے تو دشمنون کو مار ڈالے ایسا بیخوف لڑتا ہے کہ بالکل پاس نہین کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رکھتا ہے ایک ہفتہ رستم اُس قلعے پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جاروق منتظم ہوے ملکہ شہرت نے عرض کی اب حضور طرف صحراے محیط کے چلین بعنایت پروردگار لوح کی تدبیر کرینگے اب تامل بہتر نہین سردارون نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہے کہ طرف صحراے محیط کے جائین اور لوح کو حصول کرین لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی کی قدرت نے لشکر طلسم کشا تباہ کر دیا اب سالہا سال آوارہ رہینگے لشکر مین آنا دشوار ہے ہفت پیکر خوشی کر رہی ہے کہتا ہے اے بلند پرواز کیا کہنا کیسی خوبصورتی سے تمنے لشکر طلسم کشا کو آوارہ کیا اب طلسم کشا لشکر مین نہ پہونچیگا محیط بھی یہ خبر سنکر آئی عرض کی کہ مین نے سنا ہے لشکر طلسم کشا تباہ ہو گیا صحرا

مین مارے مارے پھرتے ہونگے ہفت پیکر بھی خوش بیٹھا ہی کہتا ہی میرے پاس ایسے ایسے ساحر ہین وہ کام کرین کہ کسیکو خبر نہ ہو کیا خوبصورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فرداً فرداً گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر نعرہ ہوا منم جہانگیر جہان پیما جہانگیر آکے پہونچی ہفت پیکر نے پوچھا ای جہانگیر کیا ہوا جہانگیر نے کہا مین نے جا کر کوہ فاروقیہ پر وہ سحر کیا کہ کل ساحرون کو گرفتار کر لیا لیکن طلسم کشا کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اُس سے مین ناچار ہون اسنے مجھے اپنے سردارون کو رہا کیا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر قدرت دیکھتے تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھہرونگی تو قتل ہو جاؤنگی طلسم کشا نے شہر فاروقیہ کو لیلیا اب طرف صحراے محیط کے جانے کا ارادہ ہی کمیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کے کہا کیون جہانگیر نور جلیبدہ خالص قدرت جو فاروقیہ مین رہتی مین اُنپر کیا گذری جہانگیر نے کہا قدرت اُنکا حال نہ پوچھیے اُنکی ذات سے طلسم کشا کا عظم وشان بڑھا اب راہین بتائینگی تا بہ صحراے محیط پہونچائینگی ہفت پیکر نے کہا ای جہانگیر ہو سکتا ہی کہ مغرور شیرین کلام کو یہان لے آ جہانگیر نے کہا یہ کچھ بات نہین لیکن جہان مغرور کو رکھیے گا عیار یا سردار ضرور پہونچین گے ہفت پیکر سمجھا کہ جہانگیر ایسی ڈری ہی کہ اب لشکر رستم مین جانے کا ارادہ بھی نہین کرتی کہا کیون بلند پرواز تمنے جو سحر کیے اُسکا کیا انجام ہوا بلند پرواز نے عرض کی کئی مہینے سب سردار آوارہ رہے مارے مارے پھرے اب آپس مین ملگئے پھر سحر کرونگی کہ طلسم کشا گھبراکے طرف صحراے محیط کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے سرخیل جادو کو بلاؤ بلند پرواز نے آواز دی تو ای سرخیل تمکو قدرت یاد فرماتے ہین یہ آواز دیتے ہی زمین تھر تھر کانپی ایک مقام پر غار ظاہر ہوا زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے ایک ساحرہ نے زمین سے سر نکالا زمین سے نکلتے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج قدرت نے کیون یاد فرمایا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی ای سرخیل نور جلیبدہ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ مین تھی وہ شریک طلسم کشا ہوئی ای سرخیل اُس سے خوف ہی کمیل جادو اُسکو بہت مانتی ہی ایسا نہ ہو کہ تا بہ لوح پہونچادے یا کمیل کو بلا بھیجے ای سرخیل اگر ہو سکے تو مغرور کو اُٹھا لا باغ دلکشا مین قید رکھنا وہان کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکشا کا قصد کریگا گرفتار مصیبت

ہو

ہوگا سرخیل نے کہا کنیز ابھی جاتی ہی بی مغرور کو اٹھائے لاتی ہی قدرت نے جو مجھکو تجویز کیا فخر کا مقام ہی کہ قدرت کسی کار ضروری کو لونڈی سے کہین اور مین تامل کرون یہ کہکر سرخیل نے پر پرواز پیدا کیے طرف ملک فاروقیہ کے چلی یہان وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران لیکر قلعے سے باہر نکلے ہین مغرور نے عرض کی آجکی شب میرے باغ مین سرفراز فرمایئے دعوت کو قبول کیجیے کل حضور کو اختیار ہی رستم نے قبول کیا شب کو ملکہ مغرور شیرین کلام نے باغ مین روشنی کرائی ملکہ شہرت و ماہی سحر سب معشوقین ایک جلسے مین جمع ہین نہنگ بحری نے ملکہ مغرور سے کہا آج سمک کو گوایئے ملکہ مغرور نے کہا ای سمک کچھ گاؤ سب تمہارے مشتاق ہین سمک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی جلسہ کے گائی نظم

موت آئی راستے مین اُسسے یہ بھٹک گیا
قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا
دل ایک ساغر مئے اُلفت سے چھلک گیا
کم ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا
ای رند شوق جامہ دری پھر چمک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا
پھر دل مین گھر کیا ہو کسی رشک ماہ نے
دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا
پھولا جو آمد آمد گلرو سے باغ مین
مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا
اُس گل کی شاخ گل سے بھی نازک کلائی ہی
گجرا جو پہنا پھولون کا پہونچا لچک گیا
ٹھکرائی دی نسیم نے میرے مزار پہ
باران رحمت آن کے پانی چھڑک گیا
گلشن مین آکے آگ لگا دی بہار نے
انگارے کی طرح سے ہر اک گل دہک گیا
کین عاشقون سے اتنی ترش روئیان بھلا
شیرین لبون کے چہرون سے آخر نمک گیا
سو ناز مین کو مجھکو مرے پردہ پوش نے
پیوند خاک ہو گیا سب عیب ڈھک گیا
یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے
بلبل ہزار رنگ مین آکر چہک گیا
صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا
مشکل یہ ہو کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا
برباد کر کے خاک مین مجھکو ملا چکا
ا جو غبار دل سے ترے ای فلک گیا
انگڑائیان جو لین مرے اُس تنگ پوش نے
چولی نکل نکل گئی شانہ مسک گیا
سوچا جو رند دل مین مآل شگفتگی
رویا مین غنچہ باغ مین جبدم چٹک گیا

یہان یہ غزل سمک نے گائی سارے لشکر مین طلسم کشا کے جشن ہو ہر مقام پر گانا ہو رہا ہی سرخیل جادو جو آئی لشکر مین عجب گھما گھمی دیکھی کہ جابجا ناچ ہو رہا ہی عیوق لباس فاخرہ پہنے ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہی اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بنکر کنیزان ملکہ مغرور سے تیار ہوئی اور عیوق کو آواز دی ای شاہزادہ والا قدر ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین عیوق نے اپنے ساتھ والون کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کی آڑ مین لا کر عیوق پر سحر کیا کہ عیوق بیہوش ہو کر گرا عیوق کی شکل بنکر باغ مین آئی سمک گا کے اٹھا ہی کہ اتو سرخیل نے سمک کو پہچانا اور کنیزون کی زبانی سنا کہ یہ عیار طلسم کشا ہی محفل سے گا کر آیا ہی سرخیل بہ شکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سمک نے جھککر سلام کیا کہا ای شاہزادہ جلیل کل آقا کوچ کرینگے دیکھین تمسے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا ای سمک ہم بھی ساتھ چلینگے سمک نے کہا آقا تمکو برائے حفاظت ملکہ چھوڑتے ہین سرخیل باتین کرتی ہوئی سمک کو ایک چمن مین لائی بیہوش کرکے اسکو ڈالدیا آپ سمک کی شکل بن رہی تھی کہ قضائے کار شہرت انتظام کرتی پھرتی تھی ہمراہیان عیوق سے پوچھا کہ تمھارے شاہزادے کہان ہین سبنے کہا ایک کنیز ملکہ کی آئی تھی بلا کر لیگئی پوچھا کدھر سے لیگئی سبنے کہا نخلستان کی طرف سے لیگئی شہرت جو اس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہی شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمھین کون یہان ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش کرکے ڈال گئی شہرت وہان سے جھپٹی اسوقت باغ مین آئی کہ سرخیل بہ شکل عیوق بنی تھی سمک کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے للکارا او مکارہ تو کون ہی ای سمک اپنے کو بچانا یہ بشکل عیوق کوئی ساحرہ ہی عیوق باہر آیا سمک جست کرکے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولہ مارا شہرت نے گولہ کاٹا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق سرخیل پر گری مثل بید کانپنے لگی سحر جبرہ سے اترا دیکھا ایک ساحرہ ہے کھڑی کانپ رہی ہی شہرت نے پوچھا تو کون ہی کس ضرورت سے آئی ہے سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہی قدرت نے برائے گرفتاری مغرور بھیجا ہی عیوق کو بیہوش کرکے یہان تک آئی اب ارادہ تھا کہ جا کر ملکہ کو گرفتار کرون شہرت نے کہا ای سرخیل جا کر کوہ رنگارنگ پر تہلکہ ڈالدے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لا یہ کہکے ایک بیلے کا ہار گلے سے اُتار سرخیل کے گلے مین ڈالدیا اب تو سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی سمک نے آکر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک ساحرہ کو گرفتار کیا ہی اب وہ ساحرہ اُنکے قبضے مین ہی کہ رہی ہی جو کہیے وہ بجالاؤن رستم و مغرور اُٹھکر آئے دیکھا سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر فکر مین ہی کہ ملکہ کو گرفتار کرائے مین سرخیل کو براے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی ہون وہان جاکر ہنگامہ برپا کریگی مغرور نے کہا اے شہرت تمنے بڑا کام کیا بڑے وقت پر پہونچین نہین اب یہ سمک کو گرفتار کرکے بصورت سمک محفل مین آتی کسی حیلہ سے بلا کے گوشے مین لیجاتی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا اے سرخیل جو تیری آرزو تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہی سرخیل ہاتھ باندھے کہتی ہی جو آپ ارشاد کرین وہ بجالاؤن شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھ رکھا کہا اے سرخیل اگر ہوسکے تو یہان سے کوہ زنگار رنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کرکے لاؤ سرخیل بہت خوب کہکے پلٹی غصے مین طرف کوہ زنگار رنگ کے چلی قضاے کار راہ مین اسکا باغ ملا میلاد جادو شوہر اسکا کنیزون مین بیٹھا ہوا کہ رہا ہی آج کیا باعث ہی کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہی کہ سرخیل آکر پہونچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ نیمچہ کھنچا ہوا ہاتھ مین ہفت پیکر کو گالیان دے رہی ہی میلاد نے کہا کیون صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو اُنکو ایسے کلمات کہتی ہو قدرت صاحب کشف و کرامات ہین جو کوئی مراد مانگتا ہی وہ اُسکی مراد پوری کرتے ہین تمنے قدرت کو کیون بُرا جانا معلوم ہوتا ہی اچھی طرح نہین پہچانا سرخیل نے کہا وہ جھوٹھا دعویٰ خدائی کا کرکے بیٹھا ہی خلقت کو برگشت کر رہا ہی ملکہ شہرت نے حکم دیا ہی کہ ہفت پیکر کا سر لاؤ مین سر لینے جاتی ہون اگر تمھین دعویٰ ہو تو روکو کہ ایک آندھی چلی کیاد جادو بھائی میلاد کا آکر پہونچا اُسنے جو سرخیل کا حال دیکھا بھائی سے کہا مین اسکو گرفتار کیے لیتا ہون ورنہ کوہ زنگار رنگ پر جاکر یہ قیامتین برپا کریگی قدرت کو ستائیگی کسی کے روکے نہ رکیگی آخر کو شراب مین بیہوشی ملائی کیاد نے کہا بھابھی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے جام ہاتھ مین لیا گلے مین جو موتیون کا مالا پہنے ہی اُسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بنکر اُڑگئی

سرخیل نے کہا او مکار اس شراب مین کیا تھا شوہر ہان ہان کرکے اُٹھا سرخیل نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا ایک سڑاکا مارا موتی جو اسپر پڑے معلوم ہوا گولہ آہن مارا سر میلاد کا پھٹ گیا کیّاد بد باطن کہ اسم بامسمّے ہے شیون کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھکر ہوش اُڑ گئے ڈرا کہ مین نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی نہین معلوم کس غضب کا سحر کر دیا ہے اُسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہے ایسا نہ ہو مین اسپر سحر کرون اُلٹا میرے گلے پڑے تو مشکل کی بات ہے خوشامد کرکے سرخیل کو بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا تمھارے مالک کو اس ظالم نے مارا مین سحر کرتا ہون کمندین مار کر پکڑ لو اس عذاب الیم سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجھکو ترس نہ آئے اسنے شوہر کو بیخوف مار ڈالا کچھ خیال نہ کیا کہ دس بارہ برس کا ہمدم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کسقدر اسکو چاہتا تھا وہ یہ کہکے اُٹھا تھا کہ دیکھو صاحب نیا شعبدہ ہوا کہ شراب جام سے اُڑ گئی کیّاد نے باتون مین لگایا چپکے چپکے سحر کرنے لگا کنیزون نے چار طرف سے حلقہ ہائے کمند مارے کہ سرخیل جادو بے بس ہو گئی تڑپ کر کئی کنیزون کو مارا مگر کیّاد نے فوراً زبان مین سوزن دیدی اور وہ ہار گلے سے اُتار لیا قفس مین بند کرکے لیچلا خیال ہے کہ خدمت مین قدرت کی لیچلون پھر سوچا کہ آج اپنے باغ خارستان مین قید کرون پہلے قدرت سے جا کر عرض کرونگا پھر جیسا حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگا قفس مین بند کر لیا زبان مین سوزن دی اور وہ ہار اپنی جھولی مین رکھا ایک باغ ویران مین لیکر آیا کیّاد کا سپہ سالار بیداد سرکش اُسکو قفس دیا کہ کسی نخل مین لٹکا دے سامنے ایک درخت ببول کا تھا اُسنے قفس کو اُسمین لٹکا دیا رات کو کیّاد نے بیداد سے کہا اُسکو جا کر کھانا کھلا دے بیداد کھانا لیکر آیا بیداد نے کہا اے سرخیل اگر تو مجھکو قبول کرے تو مین تجھکو قید سے رہا کر دون سرخیل نے کہا اے بیداد تجھکو معلوم ہے کہ وہ ہار کیّاد نے کہان رکھا ہے اُسی پر ہار جیت ہے بیداد نے کہا اُسکی جھولی مین ہے اگر کہیے تو مین نکال لاؤن سرخیل نے کہا ہار نکال لاؤ بیداد سرکش رات کو جوش محبت مین سرخیل کی سرہانے کیّاد کے آیا جھولی سے ہار نکالا لیکر پاس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گلے مین اُسکے پہنا دیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گلے مین سرخیل کے آیا وہی جوش و خروش تھا

کہا اری بیداد جاؤ سامنے سے دور ہو کیون شامت آئی ہی بیداد سرکش منت کرنے لگا چاہا گلے مین ہاتھ ڈالون سرخیل نے وہی ہار مارا کہ سر بیداد کا پھٹ گیا مرنے کی اسکے صدا بلند ہوئی کیاد کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چل رہی ہی اور آواز آ رہی ہی کشتی مرا نام من بیداد سرکش بود کیاد جھپٹ کر چمن مین آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہی لاشہ بیداد سرکش کا سامنے پڑا ہی پکار کر آواز دی ای سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مارا سرخیل نے ہار گلے سے اُتارا کیاد سامنے سے بھاگا سرخیل للکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ او بیحیا ٹھہر جا کہان بھاگا جاتا ہی تو نے مکر کر کے مجھکو قید کیا تھا اب تو مجھ سے مقابلہ کر سحر کر کے سامنے آ کیا بھاگا ہوا جاتا ہی سرخیل جوش مین آنکھین اُبلی ہوئی پیچھے کیاد کے جاتی ہی کیاد کے ذہن مین آیا خدمت مین قدرت کی چلون شاید وہان جان بچے شب کا وقت ہی آخر کی رات کوہ رنگارنگ پر تصویر سنگی سے نکلکر ہفت پیکر بالاے کوہ بیٹھا ہی گرد کنیزین سیر صحرا کر رہا ہی کہ دیکھا سامنے ایک جادوگر بھاگا ہوا آتا ہی ہفت پیکر کو دیکھکر فریاد کرنے لگا کہ یا خداوندا بچے بندے کو ہاتھ سے سرخیل کے بچایئے ہفت پیکر حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی گوشہ کوہ پر آکر کیاد اُترا چاہتا ہی کہ دوڑ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤن کہ بوے خوش دماغ مین آئی سب مست ہو گئے کنیزین ہفت پیکر کی جھومنے لگین کہتی تھین آج قدرت نے دروازہ بہشت کا کھلوا دیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ مین نیمچہ کھنچا ہوا اور ایک ہاتھ مین ہار ہار کو جنبش دیتی ہوئی برابر کیاد کے پہونچی کیاد نے چاہا بھاگ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤن سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ کیاد کے پاؤن زمین نے تھام لیے سرخیل نے برابر آ کے ایک سڑاکا مارا کہ سر کیاد کا پھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز دی او ہفت پیکر مکار دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہی اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزان ہفت پیکر دوڑین کہ سرخیل کو روکین جو کنیز قریب پہونچی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ چور چور ہوا کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزین سامنے سے بھاگین اب سرخیل طرف ہفت پیکر کے چلی کنیزین دور سے لینا لینا کر رہی ہین کوئی قریب نہین جاتی ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہین رکتی پکار کر آواز دی ای اژدر کوہ نشین بس ظالم کو لینا بڑی بدعت پر کمر باندھی ہی میرے سامنے آکر کیاد کو مارا کچھ پاس دولت کا خیال نہ کیا اسے

بھیجا ہمنے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت مین پھنسی ہفت پیکر تو یہ باتین کرتا ہو لیکن سرخیل کلمات سخت کہہ رہی ہو کہتی ہو او مکار دعوی خدائی کرکے بیٹھا ہوا اب تمام انقلاب ہی تین پہاڑ ویران ہوے اب جو یہ چار کوہ باقی ہین انپر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے بھاگتے راستہ نہ ملیگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشا کے شریک ہین کہ راستے تیار رہے ہین لوح کو دلوائینگے تم بھاگ کر طلسم مین جاؤگے سارا خدائی کرنا بھولوگے یہ کہتی ہوئی قریب آئی چاہا ہفت پیکر پر ہاتھ ڈالون کہ زمین شق ہوئی ایک اژدہا آگ منھ سے چھوڑتا ہوا زمین سے نکلا اُس اژدہے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیون کا ہار مارا اژدہا تھرا گیا کانپ کر دم کھینچا کہ سرخیل گری ہار اسکے ہاتھ سے چھوٹا ہار الگ گرا سرخیل کو اژدہے نے منھ مین لے لیا ہڈیان تک چبا چبا کے کھا گیا پھر اُسی طرح زمین مین غائب ہوا ہفت پیکر نے کہا کیون صاحبو تمنے ظہور قدرت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند ہین زمین و آسمان سب آپکے حکم مین ہین جسکو جہان سے حکم دیا وہین سے پیدا ہوگیا اژدہے نے نکلکر اس بے ادب کو کھا لیا ہفت پیکر نے وہ ہار اُٹھایا پوچھا تو کسکا سحر ہو سرخیل کو کسنے دیوانہ کیا پھول شگفتہ ہوے طفلان غنچہ نگون فغان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوند بی سرخیل برائے گرفتاری مغرور شیرین کلام گئی تھین اور سحر کرتی پھرتی تھین تدبیرین تھین کہ دختر قدرت کو لے اُڑین شہرت مرصع پوش دختر تکمیل آگاہ ہوئی اُسی نے سحر کرکے سرخیل کو بھیجا یہ کہکر کہ قدرت کا سر لاؤ پھر راہ مین اُفتادین پڑین کیاد نے مکر سے سرخیل کو قید کیا تھا بیداد نے عاشق ہو کر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مارا بعد اُسکے بیداد سرکش کو موت آئی یہان آکر کیاد کو مارا غنچے یہ کہہ رہے تھے کہ پھول ہنسے شعلہ ہاے آتش نکلے غنچے و گل فوراً سب جلکر خاک ہوے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہو کہ حال بتا کر اپنے کو جلا دیا کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیان جانتی ہین جبکہ سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موے سر مین باندھ لونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان ہوا کا گذر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جسکو چاہین گرفتار کرین اور جسکو چاہین رہا کرین ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہی اور شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہی اپنے مقام سے اُٹھا اُسی تصویر سنگی مین داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزار ہا گنوار ڈفلیان بجاتے ہوے آئے کوئی نخل کے سائے مین ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کمبل تان رہا ہی کوئی خیمہ استادہ کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چولھے بنائے مٹھائی بننے لگی پہر دن چڑھتے چڑھتے سارا میلہ آراستہ ہوا کچھ نازنینان مہ جبین کسبیان دیہات کی جمع ہو کر آئین زیر کوہ آکر سازندون کو اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے سب ملکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

چمن مین آمد آمد ہی خزان کی
خوشی آئی ہی مرغین اب وضع بانکی
کرے گی دیکھیے کس کسکو سیدھا
بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے
تنِ خاکی سے نکلے بھی کہین روح
عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا
پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے
الٰہی جلد لے چل اس مکان سے
اُسے دھوکا تھا جانبازی مین میری
شب فرقت مین نیند آتی ہی کسکو
نہ آئینگے چمن مین سیر کو بھی
اگر وہ ماہ پیکر مسمین جھولے
دماغ جان کیا تازہ صبا نے
ہر اک بو سے نے جانِ تازہ بخشی
جو کیفیت اُٹھایا چاہو ای رند

عبث بلبل نے طرح آشیان کی
کمر پر رہتی ہے کاکل میان کی
یہ ٹیڑھی وضع تسمہ کی بانکی بانکی
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
عبث تقلید کی زلف بتان کی
چھٹی ہی کہ سیر مجھسے لامکان کی
لگا کر تیر کو خاطر نشان کی
شکایت تا سحر ہی آسمان کی
اگر مرضی نہین ہے باغبان کی
ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی
جو وادہ کاکل عنبر فشان کی
کرون کس منھ سے تعریف اُس ہان کی
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

تصویر سنگی سے آواز آئی ای ہمسر زہرۂ فلک اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچاؤ جسطرح ہو سکے سرداران طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤ تمھارا مرتبہ بڑھایا جائیگا زہرۂ فلک کا مرتبہ لیگا آج سے

تمکو یہ خطاب دیا خاک قدمون کی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ چند نازنینان جبین بالائے کوہ آئین خاک پائے تصویر لیکر زبان پر رکھی سب اکٹھا ہوکر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈولیون مین سوار ہوکے سازندون کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین سرخیل کے جانے سے شہرت نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پر مقام کیجیے یقین ہے کہ سرخیل جو جائیگی فتور برپا ہوگا ہفت پیکر ضرور فکر کریگا لشکر تو اُسی مقام پر اترا ہوا ہے یہ طوائفین لشکر مین آترین پردے اُٹھا دیے مجرے شروع ہوگئے غول ہائے عاشقانہ گا رہی ہین لشکر کے کمیدان رسالدار صدر رئیس لشکر جو آئے بلا تکلف انکے خیمون مین چلے گئے جو خیمے مین آیا وہ باہر نہ نکلا قضائے کار صبح کا وقت ہے یہان تو بھیرویں گا رہی ہین جہلال سرکش اپنے خیمے سے نکلا دربار طلسم کشا مین جاتا ہے کہ گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ پڑا خدمتگارون سے پوچھا یہ آج کون گا رہا ہے خدمتگارون نے عرض کی کئی روز سے چند کسبیان آئی ہین وہی گا رہی ہین جہلال سامنے آیا وہ جو نازنین گا رہی تھی اُسنے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگون کے اشتیاق مین دور سے آئے ہین جہلال بلا تکلف خیمے مین چلا گیا خیمے مین جا کر غائب ہوا خادم چند ساعت کھڑے رہے آخر پلٹ آئے طلسم کشا دربار مین بیٹھے ہین سر اٹھا کر دیکھا جہلال کو دنگل پر نہ پایا اور چند کمیدان رسالدارون کے دنگل بھی خالی پڑے ہین فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ جہلال دربار مین نہین آئے اے آفتاب ذرا جا کر دریافت کرو کہ اُسکا مزاج کیسا ہے جو نہین آیا اور یہ چند کمیدانون اور رسالدارون پر کیا گذری کہ دربار مین نہین آئے آفتاب فلک سیر طرف بارگاہ جہلال کے چلا راہ مین گانے کی آواز جو کان مین آئی پھر کر خادمون سے پوچھا خادمون نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر در خیمہ پر آیا جو کہ نازنین گا رہی تھی وہ برائے تعظیم آفتاب اُٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپکے مشتاق ہوکے دور سے آئے ہین آفتاب کا دل دھڑکا لیکن جس نازنین نے اس ادا سے آنکھ ملا کر کہا کہ آفتاب بیقرار ہوگیا بلا تکلف خیمے مین آیا خیمے سے پھر نہ نکلا خدمتگار کھڑے کھڑے چلے گئے رستم نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلٹ کر نہ آیا تو شہرت سے کہا اے ملکۂ عالم دیکھا تمنے آفتاب جہلال کو بلانے گیا تھا خود بھی پلٹ کر نہ آیا شہرت نے سر جھکا لیا بعد تھوڑے عرصے کے سر اُٹھا کے جواب دیا کہ اے شہریار خود بخود دل کو دھڑکن ہے آفتاب و جہلال افسر نشان

بہت

ناہی اور چند کمیدان و رسالدار غائب ہوے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہی ہفت پیکر نے
کسی کو بھیجا ہو مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پردے مین آئے ہین نہنگ بحری یہ کہکر
اُٹھی حضور کنیز جا کر دریافت کرتی ہی بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُسطرف آئی جسطرف وہ مجرا
کر رہی ہین آواز سُنکر نہنگ بحری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گا رہا ہی دوکانداروں نے
بیان کیا آج کئی دن سے چند کسبیان آئی ہین وہ ہر وقت مجرا کیا کرتی ہین آپکے لشکر کے اکثر
سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے نہنگ بحری خیال مین ہی کہ جا کر طلسم کشا سے اطلاع کرون پھر
سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لون یہ سوچکر دروازے پر خیمے کے آئی دیکھا سازندے ساز بجا رہے
ہین ایک مہ جبین نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن تانین لگا رہی ہی
نہنگ بحری ہر مرتبہ قصد کرتی ہے کہ پلٹ جاؤن مگر صداے دلفریب کھینچ رہی ہی اُس نازنین
نے اشارہ کر کے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپکے مہمان ہین آپ جو دم بھر بیٹھین گی ہم سرفراز
ہونگے نہنگ بحری خیمے مین آئی جو سب پر گذرتا تھا وہ اسپر بھی گذرا صبح کو دربار مین جب
طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر جہلال و آفتاب و نہنگ بحری و چند کمیدان
و رسالدار یہی نہین آئے فرمایا اے شہرت دیکھو نہنگ بحری کہکر گئی تھی وہ بھی واپس نہ آئی
شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کامل آیا ہی خدمتگاران آفتاب و جہلال سے پوچھا کہا
کہ حضور چند کسبیان کئی دن سے لشکر مین آئی ہین جو کمیدان و رسالدار اُنکے خیمے مین جاتا ہی پھر
واپس نہین آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہی ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ اے شہنشاہ
حضور تامل کرین مین بخوبی دریافت کر کے آتی ہون شہرت کو بھی منع کیا یہ کہکر بیرون بارگاہ آئی
کنیزون سے کہا تم اپنے اپنے خیمون مین جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ مین اور تدبیر سے جاؤنگی
یہ کہکے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے چلی قریب اُس
بارگاہ کے پہونچی گانے کی آواز کان مین آئی بیقرار ہو گئی چاہا تڑپ کے زمین سے نکلون لیکن
سحر کر کے اپنے کو روکا اندر ہی اندر اور آگے بڑھی دیکھا زیر خیمہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے
اُسکے دروازے پر ایک اژدہا بیٹھا ہی ماہی سحر قریب اُس اژدہے کے آئی اژدہا مثل انسان
کے گویا ہوا کہ اے ماہی سحر یہ قید خانہ زہرہ فلک ہی یہان نہ آؤ ماہی سحر آواز اژدہے کی

سنکر گھبرائی جواب دیا اس قیدخانے مین کون قید ہی اژدہے نے کہا ہم قیدیون کے نام نبتائینگے اور نام سے آگاہ بھی نہین ہین ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جاکے دیکھ لینگے اسطرح جلاکر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو مجرا کر رہی تھی اُسکے کان مین آواز آئی سازندون سے کہا تو غضب ہوا ماہی سحر برابر قیدخانہ کے پہونچ گئی اژدر سمجھا رہا ہی وہ نہین مانتی مین جاکر سمجھا دون ماہی سحر چاہتی ہی کہ اپنے کو قریب اُس دروازے کے پہونچائے کہ چھماکے کی آواز آئی دیکھا ایک نازنین پہلو سے آتی ہی پکارتی ہوئی ای ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ ہی تمھارے جانے کا کام نہین میرے پاس آؤ یہ کہکے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دوپٹہ اپنا اتار کر ماہی سحر کو اُڑھایا ماہی سحر کا دوپٹہ آپ اوڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دوپٹہ اُسکا اوڑھا سر جھکا کر کہا بُوا جو کہو وہ بجا لاؤن اُس نازنین نے بڑھکر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا جہلال و آفتاب وغیرہ پچیس سردار مسلسل بطوق بیٹھے ہین اُس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم بھی انکے پاس جاکے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کرلیا اژدر حشیم سے کہا بہت ہوشیار رہنا اگر یہ پلٹ جاتی تو شہرت آفت برپا کرتی یہ کہکے جست کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ کر گانے لگی یہان رستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا تو صاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب مین تدبیر سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر رکی کرتی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا اور کیا سانحہ ہوا آج مین شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آکے ہومخانہ درست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھکر سحر کرنے لگی آواز دی ای غائب جادو آج اپنے کو ظاہر کر ویلہ سے ایک ساحر مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا آیا شہرت نے کہا ای غائب جادو دریافت تو کرو کہ ان لوگون پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و جہلال وغیرہ کہان ہین یہ سنکے غائب نے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوا شہرت سحر کر رہی ہی پھر پکار کر آواز دی ای غائب اپنے کو ظاہر کر وہی ساحر پھر آیا دیکھکر عرض کی حضور لولی فلک کو ہفت پیکر نے بھیجا ہی اُسنے آکر سحر کیا ہی آفتاب و جہلال وغیرہ قید ہوگئے زیر زمین ایک قصر ہی اُسمین سب قید ہین اب دو چار روز مین وہ کوچ کریگی قیدیون کو لیجائیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید رہا ہون ورنہ بُرے قید ہوئے ہین سحر کامل مین مبتلا ہین شہرت یہ سنکر اپنے مقام سے اٹھی اول مدت

طلسم کشا مین آئی عرض کی ای شہریار لولی فلک یا زہرۂ فلک کیسے ایک ساحرۂ کامل و اکمل سحر مین طاق شہرۂ آفاق اُسنے آکر سب کو سحر مین پھنسایا زیر زمین کوئی قصر ہی اُسمین قید ہین یہ جانتی ہون لیکن کہ سحر مین وہ مجھسے زیادہ ہی مگر جاتی ہون جو اقبال آپ کا یاور ہوا اور طالع آپ کے مددگار ہوے اور مین نے زہرۂ فلک کو گرفتار کرلیا تو قیدیون کو رہا کیا اور جو کنیز واپس نہ آئی تو ای سماک اسکا خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار مین سمجھ کے نکلنا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فتور ہوتا ہی یہ سردار جو قید ہوگئے سحر سے انکا حال مجھپر کھلا بڑی بلا کی جادوگرنی آئی ہی آفتاب فلک سحر ایسا ساحر ہلال ایسا ہوشیار یہ لوگ کیونکر پھنسے سماک کو بخوبی سمجھاکر شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار مین پہونچی تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی اہالی بازار سے پوچھا یہ کون گا رہا ہی اہل بازار نے بیان کیا کہ ہفتہ گذرا چند طائفے ہمارے لشکر مین آئے ہین وہ آٹھ پہر گایا کرتے ہین شہرت کو یہ سنکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور پر آکے دیکھا ایک خیمہ زرلفتی استادہ ہی اور ایک نازنین نہایت حسین گا رہی ہی شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی شہرت سے آنکھ ملاکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم تشریف لائیے صبح کا وقت ہی ایک چیز سنیے اسوقت تک شہرت کے ہوش درست ہین وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا ہم تمسے بہناپا کرتے ہین اُسنے دوپٹہ اپنا اُتار کر شہرت کو اُڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپ اوڑھ لیا اب شہرت کے ہوش درست نہ رہے پاس اُس نازنین کے جا بیٹھی سازندون کو اُس نازنین نے اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملاکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

جو غیرون سے ہین یہ اشارے تمھارے
بنے گی نہ مشفق ہمارے تمھارے
نہین طور اگلے سے پیارے تمھارے
نئے اب ہین انداز سارے تمھارے
وہ دیکھے کن آنکھون سے حور و پری کو
جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے
یہی قول و اقرار باہم ہوے تھے
تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
نکلجائیگا دم جو پہلو سے سرکے
مری زندگی ہے سہارے تمھارے
تو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق
خدا درمیان ہی ہمارے تمھارے
چلے تیغ ابرو تو کاٹون گلے کو ✣
سمجھنے لگا ہون اشارے تمھارے

نہ مانونگا ہرگز نہ مانونگا ہرگز
بس اب عذر بیجا ہین سارے تمھارے
مین سب سُن چکا ہون نہ دو مجھکو چھینٹے
جو ہین شغل دریا کنارے تمھارے
مرا جذبِ الفت تمھین کھینچ لایا
اثر کچھ ہوا دل مین یارے تمھارے
قسم سُرمگین چشم کی کھا چکا ہون
نہ بولونگا مین بے پکارے تمھارے
ق
ہوا اب تو بے پردہ رازِ محبت
چھپا کب چھپائے سے پیارے تمھارے
ہوے عشق مشہور شہرون مین جانی
تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
ادا ناز عشوہ تبسّم تکلّم
سب انداز ہین پیارے پیارے تمھارے
وہ افعی ہو تم کاکل و زلف دونون
نہین مانگتے پانی مارے تمھارے
گلِ حسن کی کیا ہوئین وہ رنگین
لٹکے رندانے سب اُتارے تمھارے

اُس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سُرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین کہا ای نازنین حقیقت مین تو ایسا گاتی ہو کہ دل کو بیچین کردیا جو کہو تمھارا حکم بجالائین اُس نازنین نے کہا ای شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہی آفتاب فلک سیر تمکو یاد کر رہا ہے ذرا اُسکی ملاقات کرآؤ یہ سُنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا ہوا مین تو اُن سب کے دیکھنے کی مشتاق ہون کئی دن سے وہ لوگ دربار طلسم کشا مین نہین آئے وہ نازنین بھی اپنے مقام سے اُٹھی شہرت کا ہاتھ تھام لیا دوسرا خیمہ تخلیے کا تھا اُسمین شہرت کو لیگئی کہا تو ذرا یہان بیٹھو مین اُن سب کو بلواتی ہون یہ کہکے وہ نازنین باہر گئی بعد تھوڑی دیر کے آئی تو آفتاب و جھلال وغیرہ سب اُس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا کہا ای شہرت تمسے یہی امید تھی جو تمنے ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت سر جھکائے ہوے اُن سب کے بیچ مین وہ سب ساتھ لیے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹایا دیکھا ایک دروازہ لگا ہی اُس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اس دروازے مین چلیے شہرت چلیے ہی اندر اُس مکان کے پہونچی آفتاب نے کہا ای شہرت تمھاری زبان مین سوزن دینگے شہرت نے منھ کھولدیا آفتاب نے زبان مین سوزن دی جھلال وغیرہ نے ہتھکڑیاں بیڑیان پہنائین کہ وہ نازنین ہویدا ہوئی آتے ہی دوپٹہ سر سے شہرت کے اُتار لیا

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گرد بیٹھے ہین بیچ مین سب کے شہرت جب دن اور رات گذرا رستم نے کہا اے سمک شہرت بھی پلٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے ہو سکے وہ کرو سمک یلدراقی نکلا یہان زہرہ فلک نے اُن سب سرداران کو مسلسل کیا بیرون لشکر رستم چند ارابے آئے اُن ارابون پر سب سردارون کو سوار کیا آپ ڈولیون مین سوار ہو کے نکلین فقط ایک نازنین ہو کہ اُسکی ڈولی کو سازندے گھیرے ہوے ہین ارابے گڑگڑاتے ہوے جاتے ہین سمک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن خیمون مین وہ گانے والیان جمع تھین رات کو اُٹھ گئین اب وہ مقامات خالی ہین سمک پریشان ہوا بیرون لشکر چڑھ آیا تو خبر سُنی کہ ارابون پر سردار ابھی گئے ہین بس ایک ڈولی اور چند سازندے ساتھ ہین سمک پلٹ کر خدمت رستم مین آیا کہا اے شہریار سردارون کو قید کر کے وہ نازنین لیگئی ابھی کوس دو کوس پر پہونچی ہوگی حضور خود تعاقب کرین رستم نے کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کی تیغ ہفت جوہر کو قبضے مین کیا پشت مرکب پر سوار ہوے رستم تعاقب مین چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر اُن خیر خواہون نے نہ مانا رستم جو لشکر سے نکلے مرکب کو مہمیز کیا دور سے دیکھا ارابے جاتے ہین آفتاب وغیرہ زنجیرین ہلا رہے ہین رستم نے چاہا مرکب کو مہمیز کرون کہ پہلوے صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ سواران جنگی پشت پر وہین سے نعرہ کیا اے رستم اب آگے نہ بڑھنا منم کبود اژدر چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ اسکو مار کر نکلجاؤن کہ کبود نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج والے مرکبون کو بڑھا کر انکی فوج پر آپڑے ملازمان رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ مین گھر گئے تلوار چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہین کبود کو چھوڑ کر فوج والون کو بچاؤن جنگ مغلوبہ مین جا کر شریک ہون کبود رستم کو ہٹنے نہین دیتا ہی سمک یلدراقی نے دیکھا کہ آقا اس بلوے مین گھر گئے ارابے نکلے جاتے ہین رستم کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا وہ ارابے جاتے ہین مگر سازندے ساز کو سنبھالے ہوے جاتے ہین ایک سازندے کو سمک نے پکارا تو بڑے سے مجیرے نکالکر ہاتھ مین لیے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

جوڑی بجانے والا ہو جیسے وہ بھترا سماک نے قریب جا کر اُسکو جاب مار کھینچکر کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنا جیبٹ کر سب کے ساتھ ہو لیا اُس کوہ کو طے کر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا چند کنیزین در باغ پر کھڑی تھین پکار کر آواز دی اے شاہد نو عروس تو نے بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرۂ فلک قیدیون کو لیکر آئیگی اُن کنیزون سے یہ آواز سُنکر ڈولی سے وہ نازنین اُتری کنیزون سے کہا ان قیدیون کو لیچلو کنیزون نے قیدیون کو اراسبے سے اُتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزین سر زنجیر کو قیدیون کی تھامے ہوے باغ مین آکر پہونچین سماک بھی سازندون کے ساتھ داخل باغ ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہرین لاجواب حباب مثل چشمان معشوق نہرون مین شناوری کر رہے ہین موجے بلند معلوم ہوتا ہے تلوارین چل رہی ہین ایک جانب جمہاے طولانی گل پھولون کے درخت بہ تکلف آراستہ ہزارہا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُس نازنین کو دیکھکر وہ طائر درختون سے اُترے غلطکین مار کر بہ شکل ساحر بنے کئی سو ساحر جمع ہو گئے اُس نازنین کو گھیرے ہوے وسط باغ مین لائے چبوترے پر فرش بچھا ہے وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی سماک بھی سازندون کے ساتھ ملا ہوا صحبت مین آبیٹھا کنیزون نے عرض کی اے زہرۂ فلک اپنا گانا سنائیے اُس نازنین نے سازندون کو اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے قیدی سامنے بیٹھے ہین اُس نازنین نے ساز سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے۔ نظم

جا نہین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم
پھنس گئے کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم
فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان
صبح کر دیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم
رند سرمست بلانوش ہین میخانے کے
خم گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم
وہ بھی واقف ہین جو آگاہ نہین صورت سے
مثل عنقا ہوے مشہور فقط نام سے ہم
چین سے دامن دایہ مین بھی سوئے نہ کبھی
روز مولود سے واقف نہین آرام سے ہم
بے قضا کے نہین ہوتا کوئی پیوند زمین +
روکین ہاتھون سے فرشتے جو گرین بام سے ہم
عاشقون مین ترے ہم بھی ہین ازل سے اے دوست
تجھکو دیکھا نہین آگاہ ہین پر نام سے ہم

[illegible]

یان بھی قسمت نے لب خشک ہونے دیے تر
آ کے میخانے مین محروم چلے جام سے ہم

اس ہنڈولے پہ ہر اک اہل جہان کی ہی بنا
کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم

ساغر بادۂ الفت جو پلایا تھا ہمین
آجتک مست ہین ای رند شبی جام سے ہم

اس رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب کنیزین اور وہ ساحر جو بشکل طائر تھے انسان بنکر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین ای شاہد نوعروس تیرا مثل نہین قدرت نے تجھکو سمجھکر مرتبہ دیا سمک نے اسطرح ساز بجایا وہ ٹکڑے طبلے کے باندھے کہ زہرۂ فلک نے کہا ارے تو نے کیا کمال کیا مگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہی اور کنیزون کی طرف دیکھکر کہا اس شخص کو دیکھکر میرا دل دھڑکتا ہی ذرا اسکو میرے قریب لاؤ سمک یہ سُنکر گھبرا گیا سمک اپنے مقام سے اٹھا قریب اُس نازنین کے آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور۔ غلام کو آپ نہین پہچانتین غلام قدیم نے اس کمال کو حاصل کیا آپ پسند فرماتی ہین زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سمک کا تھاما برق چمکی رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا اب تو محفل مین ظاہر ہوا کہ عیار طلسم کشا ہو دیکھیے کسطور سے ساتھ آیا اُس نازنین نے کہا جب اسنے راہ مین سازندے کو بیہوش کیا میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی لیکن مین خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آنے دو باغ گل فشان مین جاکر گرفتار کر لین گے سازندے کو میرے خیال جادو لاتا ہوگا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام اُس سازندے کو لیے ہوئے آیا اُسکو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو کو اسی واسطے چھوڑ آئے تھے کہ ایسا نہ ہو جانوران درندہ کھا جائین وہ سازندہ کہتا ہی حضور اس مکر سے مجھکو بیہوش کیا کہ میرے ہوش اُڑ گئے کچھ بن نہین پڑتا عیارون کی کیا بات ہی عیاری انکی مثل کرامات ہی۔ یہ باتین ہو رہی تھین کہ جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر زہرہ کے بیٹھا کان مین منھ لگا دیا بعد تھوڑی دیر کے اُڑ گیا زہرہ نے کہا صاحبو حکم خداوند آیا کہ ان سب کو قتل کرو رات بھر حفاظت ہو صبح کو میدان خونی کی تیاری کیجاے قدرت کو عیار کے گرفتار ہونے کی خبر ہو گئی پیغام بھیجا ہی کہ یہ فرزند عمرو ہی ای زہرہ ہم تجھکو خود خبر دینے کو تھے زہرہ مسند پر بیٹھی ہی کنیزین دارین استادہ کر رہی ہین جلاد حاضر ہوتے جاتے ہین کنج باغ سے نکلکر جلاد بھی آ رہے ہین مگر رستم کبود اژدر حشیم سے لڑ رہے ہین جب دیکھا کہ لشکر پامال ہوتا ہی

رستم نے جلدی کرکے نیزہ کبود اژدرچشم کا نکالا کبود نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رستم اب جان بچنا دشوار ہی یہ کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر آگے کردیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بیحیا نے اسقدر روکا کہ ارا بے نکل گئے خبردار خبردا کہکے جھکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اژدرچشم نے سپر اٹھادی تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست رستم برق شمشیر نے سپر کے ٹکڑے اڑادیے سر پر گری تا بہ جگرگاہ پہونچی کبود کو مار کر فوج پر جا پڑے بلوہ فوج کا بے حساب ہی اگر دس کو مارا تو دو سو جمع ہوگئے بلوہ بڑھتا جاتا ہی ساتھ والے جو قتل ہورہے ہین رستم بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم ارا بے نکل گئے نہین معلوم سردار ہمارے کہان پہونچے تیرے نزدیک انکی حفاظت بہت آسان ہے۔ نظم

ہر آنکه لائق اعزاز و سربلندی ہست
بخاک عجز سر انکسار دارد پست
ہر آنکه دل بخدا از ہمہ تعلق بست
بشد مجرد و پیوند ما سوا بشکست
نمود ترک تعلق ہر آنکه در دنیا
خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست
گره کشاد بعالم ز کار سربستہ
ہر آنکه رشتہ بسر رشتۂ محبت بست
برو ہر کہ بزندان حرص دنیا ماند
ببرد جان بسلامت ہر آنکه بیرون جست
چو نقد عمر عزیز است در دل از ہمہ چیز
مده تو این ہمہ سرمایہ رایگان از دست
بلوح دہر ہمان نقش میشود تحریر
نوشت خامۂ قدرت ہر انچہ روز الست
کمر برای سفر بند زین سرا برخیز
کہ نیست بہر مسافر درین مقام نشست
نمود ذات و صفات از ظہور ذات خداست
وجود نیستی و ہستی از وجودش ہست
خدا بوقت غم و رنج میکند امداد
خدا بحالت افتادگی بگیرد دست
بنوش جام محبت بدور خود ہمہ کی
کہ تا ظہور قیامت ہمیشہ مانی مست

رستم نے جو بیقرار ہوکر دعا کی فوج کبود کا بلوہ ہی نقیب پکار رہے ہین کہ ای افسران فوج تمہارے افسر اعلی کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو تم لاکھون ہو اور وہ ہزارون ہین رستم گھرے ہوے ہین ہر طرف سے افسر پلٹنین اور رسالے لیکر آرہے ہین رستم شیرانہ جنگ کررہے ہین سمک کا بڑا خیال ہی ہر مرتبہ کہتے ہین ای معبود سردارون کی حفاظت تیرے اختیار مین ہی کیسے جانباز

وسرفروش کس حال مین پھنسے کہ سب ایک مرتبہ گرفتار ہوگئے شہرت کو اپنے سحر پر کیا ناز تھا کیا ہیچ پڑا کہ گرفتار ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلسم کہلاتا ہی سمک کا پلٹ کے نہ آنا باعث خرابی ہی دلکو بیتابی ہی سرداروں کو قتل کررہے ہین اور اپنے کو بچاتے ہین ہر غول مین جھپٹ کے جاتے ہین مگر زخمی ہو رہے ہین کئی زخم ایسے کھائے ہین جس سے خوف ہی ایسا نہو گھوڑے پر سے گر پڑون اپنے کو سنبھالے ہوے لڑ رہے ہین بیتابی مین طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اوڑی ایک نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے اوتاری ساتھ والون نے کمانین ہاتھ مین لین بارہ ہزار جوان لیس ہوگئے نقابدار نے تیر مارا بارہ ہزار تیر گوشہ ہاے کمان سے بارہ ہزار کافرون پر چلے پھر بھالے سنبھالے جھپٹ کر ایک وار نیزون کا کیا بارہ ہزار جوان نیزون سے گراے چوبیس ہزار جوان جو مارے گئے اب نقابدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چوبیس ہزار گھوڑے جو بے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزار ہا سوار پامال ہوے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جوانون کو گھوڑون سے گرایا نقابدار لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوے لڑ رہے ہین مگر آنکھین بند دل دردمند نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شانہ پکڑ کر رستم کا ہلایا کہا ای شہریار ہوشیار ہو جیسے فوج کو کفار کی درہم دبرہم کردیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا فرمایا ای نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین مین لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑتا اب رستم نے گھوڑا اوڑایا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فیل علمدار فوج پہونچے گھوڑے کو ایڑ کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع علم اور علمدار کے دو ٹکڑے ہوے علم فوج سرنگون ہوا کفار کے پانون اوکھڑے لاشہ اپنے افسر کا تلاش کرکے اوٹھایا طرف صحرا کے بھاگے نقابدار نے دور تک تعاقب کیا رستم نے آواز دی ای نقابدار بہادر ہمارے قبلہ وکعبہ کا دستور نہین بھاگے ہوے کا پیچھا نہین کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ استادکرائی رستم کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پہر بھر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی بڑی تعریفین کین اور شکریہ ادا کیا نقابدار کہتا ہی ای شہریار بہادر مدد کرتا ہی حقیر کو

خبر دریافت ہوئی شکر ہی کہ وقت پر پہونچا عیار نے نقابدار کے عرض کی کہ ای شہریار یہ اُسی ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سردارون کو گرفتار کر کے لیگئی باغ گل فشان یہان سے تین کوس پر ہے وہان جا کے اُتری ہی مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ سمک بھی گرفتار ہوا تیاری میہمان خونی کی ہو رہی ہی آپ اپنے کو پہونچایئے کیا عجب ہی کہ وقت پر پہونچیے اور اگر عرصہ کیجیے گا تو اُنکو زندہ نہ پایئے گا نقابدار مرصع پوش کے عیار سے یہ خبر وحشت اثر سنکے رستم بیقرار ہوے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اُسی وقت رستم سوار ہوے طرف باغ گل فشان کے چلے یہان زہرہ نے رات بھر تیاری کی سمک کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہے کہتی ہے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہین عمرو عیار کا بیٹا اسکے ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جو وقت اسکا سر خدمت مین قدرت کی پہونچا بہت خوش ہونگے اب رستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہین ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حمائل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سو کے اُٹھی پہلے صبح کو بھیروین گائی سب کو خوش کیا پھر ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیون کو لاؤ کنیزین کشان کشان آفتاب وغیرہ کو لیکر آئین زیر دار بٹھایا زہرہ نے حکم دیا ان سب کو دار پر کھینچ دو اول اُس ناعیار کو لاؤ جو ہماری فکر مین آیا تھا طبلے کے کیا کیا ٹکڑے باندھے ہین یہ اس ناعیار کو معلوم نہ تھا کہ موت کا سامنا ہی سمجھے تھے سازندون مین ملکر شراب پلاؤنگا مجھکو دمبدم کی خبر میرا سحر دیتا ہی جب اُسنے راہ مین طبلیے کو بیہوش کیا لاڈلے نام میرا پرانا طبلیہ وہ اسکے دم مین آگیا اسکو مینے بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر آیا کنیزین پہلے سمک کو لائین زہرہ نے کہا کیون او ناعیار تجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائن سے سامنا ہی دمبدم کی خبر ہمکو ملتی ہے سمک نے کہا ہم لوگ تو مرنا نہین جانتے تمھاری موت قریب ہی ہم گرفتار ہوے اور دشمن کو مارا زہرہ خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیارون کے کلیجے ہین دار کے قریب پہونچ چکا ہی اور کیا باتین بناتا ہی زہرہ طاؤس پر سوار کنیزون سے اشارہ کیا تیر و کمان ہمارا لاؤ ایک صندوق کھولا اُس مین سے کئی سو کمانین نکالین ایک کمان اور ترکش ہاتھ مین لیا اور ایک ایک کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہو کر کھڑے ہوے سمک کو دار پر لٹکا دیا کہ صحرا سے

گرد اڑی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ مین لیے ہوے پکارتا ہوا آتا ہی کہ ای نوبلی فلک خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان پڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہی صحرائے ویران سے کئی ہزار کوس کی رہبری کرکے آیا ہون اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ ای تیز رفتار جلد جاؤ اور راز و نیاز کی باتین ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھاؤ زہرہ ٹھہر گئی آفتاب اور شہرت دیکھ رہی ہین اس ساحر کو دیکھکر خوش نہ ہوئین کہتی ہین کہ اسطرح کی عیاریان تو سمک کا کام تھا وہ پہلے گرفتار ہوچکا اب اسطرح کون ہماری مدد کو آئیگا حافظ حقیقی حفاظت کریگا وہ بے نیاز و کارساز ہی بندہ نواز ہی اگر اسکی نظر رحمت ہوجاے تو کیا بڑی بات ہی

نظم

بہر ہر یک کس بعالم نیست کس
جز خدا ہمراز و ہمدم ہم نفس
حاضر و ناظر بود ذات خدا
راست و چپ زیر و بالا پیش و پس
ہرچہ ہست اندر جہان گردد فنا
جز خدا باقی نماند ہیچکس
در جہان از یاد حق غافل مباش
یکزمان یک لحظہ یکدم یک نفس
تیر چون جست از کمان ناید بشست
بگذرد چون وقت ناید باز پس
تارک دنیاے دون یابد خلاص
از عتاب حاکم و بیم عسس
در بلاے نفس ہندی مبتلاست
یا الہ العالمین فریاد رس

سب واسطے سمک کے دعائین مانگ رہے ہین سمک دار پر لٹکا ہوا ہی تڑپ رہا ہی وہ ساحر جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ ہاتھ مین دیا سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے مہر کو آنکھون سے لگایا چاہا کہ نامہ کھولون ساحر نے کہا ملکۂ عالم اس کاغذ کو علیحدہ چل کے دیکھیے راز خداوندی کی باتین ہین زہرہ طرف خیمے کے چلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے مین آیا زہرہ نے خیمے مین آکے لفافہ پھاڑا کاغذ نکالا دیکھا کہ لکھا ہی ای زہرہ تو نے بڑا کار نمایان کیا مگر یہ جادوگر ہمارا رازدار بھیجتا ہی جو تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لینا نامہ پڑھکر زہرہ نے کہا کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہی ساحر نے کہا انگیٹھی منگواؤ زہرہ نے انگیٹھی منگوائی کہا اسمین کوئلے روشن کرو جب کوئلے روشن ہوے تو ساحر نے لوبان اپنے پاس سے نکالا کہا ای زہرہ اس لوبان کو آگ پر ڈالو اور بہ نگاہ غور دیکھو اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہدیگی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہی زہرہ نے لوبان لیکر جو آگ پر ڈالا بغور
دیکھنے لگی دھوان نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر گری عیار نے خنجر کھینچ
اور نعرہ کیا منم جہتر برق ثانی عیار نقابدار مرصع پوش اور چاہا خنجر مارون پھر خیال مین آیا
کہ اے برق ایسا نہو اسکے مرنے کی علامت برپا ہو اور ساحر آگاہ ہوجائین دماغ پر اسکے پٹی
بیہوشی کی چڑھائی آپ جھٹ پٹ رنگ وروغن عیاری کا لگاکر زہرہ کی شکل بنا پردہ اُٹھا کے
باہر آیا کنیزون نے پوچھا حضور وہ ساحر کہان گیا زہرہ نے ہنسکر کہا اس راز خداوندی کی باتکو
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہی تمکو سوجھا نہین یہ کہکے قریب شہرت کے آیا کہا کیون اے گیسو بریدہ
تو نے کیون طلسم کشا کا ساتھ دیا شرط ہی کہ تجھکو قتل کرون شہرت نے کہا تجھے اختیار ہے
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تا روز قیامت رہیگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سوزن اسکی زبان سے نکالون
کبھی چاہتا ہی آفتاب کو رہا کرون کبھی چاہتا ہی جلال کو چھڑاؤن حیران ہو رہا ہی کچھ بن
نہین پڑتا جھٹ کے سمک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منم عیار نقابدار مرصع پوش
اے سمک یہ احسان یاد رکھنا سمک کو ایک گوشے مین چھوڑا آپ قریب شہرت کے آیا وہان
زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چرخ مارتا آیا ظاہر مین ستارہ معلوم ہوتا تھا
مگر سنہرہ پنجہ تھا اُس پنجے نے پٹی بیہوشی کی دماغ سے اُتاری ایک چھینٹا پانی کا مار دیا زہرہ
کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ پنجہ بالاے سر لہرا رہا ہی پہلو مین ایک پتلی کھڑی کہ رہی ہی اے ملکہ عالم
جلد اُٹھیے آپ کی صورت عیار باہر گیا ہی سب کو رہا کیا چاہتا ہی یہ سُنکر زہرہ اُٹھی باہر آئی عیار کو
دیکھا کہ شہرت پر غصہ کر رہا ہی یہی کہتا ہی کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کنیزین کہتی ہین
واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے گا جلاد موجود ہین کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی او نا عیار او
مکار و غدار اب کہان جائیگا عیار نقابدار نے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن زہرہ نے
ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ عیار لڑکھڑا کر زمین پر گرا زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ وروغن
چہرے کا اُڑ گیا سمک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت مین معلوم ہوتا ہے
مگر وہی تیزی سحر مین جو پھنسا رنگ رو متغیر جی مین کہتا ہی اے برق ثانی کام تو بخوبی کیا
مگر بیوقوفی نے دامن تھاما اگر ان ساحرون کی زبانون سے سوزنین نکالدیتے بعض لوہر کر

نکلجاتے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی تو نہ ہوتی چار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہو کہ مین نے سمک کو رہا کیا مقام افسوس ہو اتنا بڑا عیار گوشے مین جاکر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کریگا کبھی کہتا ہو آقاے نامدار انتظار کرتے ہونگے کون اُن تک خبر پہونچاے کہ آپ کا غلام گرفتار ہوگیا زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اُسکا شاگرد ہو کنیزون نے کہا یہ بڑا عیار ہو از ہوشربا تا نورافشان عیاریان کرتا ہوا یہان تک پہونچا برق فرنگی اسکا نام ہو برق ثانی نے پکار کر جواب دیا کہ وہ عیار صاحبقران ہین اور مین بیچارہ عیار نقابدار مرصع پوش ہون اگر حیات باقی ہو اور قتل ہونے سے بچا تو باواجان کی زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکے عیار خاموش ہوا زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا اس ناعیار کو دار مین لٹکا دو سمک کے عوض مین پہلے اسی کو قتل کرین مین سمک کو گرفتار کر لاؤنگی اُسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کرونگی کنیزون نے ہم شبیہ برق کو دار مین لٹکا دیا زہرہ تیر و کمان لیکر لیس ہوئی دوسی جادوگر تیر و کمان لیکر آمادہ ہوے کہ تیر مارین برق ثانی تڑپ رہا ہو پکارتا ہو اے معبود حقیقی واے رب تحقیقی یہ شرمندگی میری تقدیر مین لکھی تھی سب سردار بلک رہے ہین دعائین پروردگار سے مانگ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا رستم پیل تن تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین اپنے سردارون کو جو دیکھا وہین سے نعرہ کیا یا شیرباری کافران بیحیا و اے نابکاران پردغا منم رستم پیل تن نعرہ رستم - ارشد اولاد میر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + منم ذیحشم نامور پہلوان + نہال گلستان صاحبقران + رستم تلوار کھینچکر جا پڑے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بصد جوش و خروش مرکب کو اُڑاتے ہوے آتا ہو اپنے عیار کو لٹکے ہوے دار پر دیکھا وہین سے گھوڑا اُڑا کر لشکر کفار پر آ پڑا آکر تلوار ماری کہ زنجیر کٹی عیار تڑپ کے الگ ہوا رستم لڑتے ہوے قریب شہرت کے پہونچے شہرت رستم کو دیکھکر نہال ہوگئی زہرہ رستم پر سحر کر رہی ہو سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار مرصع پوش چاہتا تھا کہ اپنے عیار کو رہا کر کے نکلجاؤن کہ زہرہ نے ہاتھ ہلا دیا مرکب نقابدار کا پا بہ گل ہوا رستم نے اول سوزن زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو رہا کیا ماہی سحر نے آفتاب و جلال

کو رہا کیا آفتاب طرف زہرہ کے چلا زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ نقابدار مرصع پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا پا بہ گل ہو اُسنے عیار کو رہا کر دیا برق ثانی نے رہا ہوتے ہی چند حقے آتشبازی کے مارے کئی جادوگر جلکر گرے سمک نیچہ پکڑکر قریب اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھی سیاہ چلی تمام میدان مین اندھیرا ہوگیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلین ہاتھ مین لیے ہوے اُس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن جوڑے بھاری پہنے ہوے پشت پر سبکی سازندے میدان مین آکر کھڑی ہوئین سبھون نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

آج گلشن مین کون آتا ہی
میری بگڑی کو کیا بناتا ہی
عمل خیر کرلے کچھ غافل
تو ہنسی مین مجھے اُڑاتا ہی
شوق نظارۂ جمال مجھے
ایک آتا ہی ایک جاتا ہی
عشق مین رکھ نہ زندگی کی امید

گل جو پھولا نہین سماتا ہی
دل دیا تو ایک کافر کو
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہی
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہی
کوبکو دربدر پھراتا ہی
نہ ملیگا زیادہ قسمت سے
یہ مرض گور ہی جھنکاتا ہے
قافلہ روز یان سے جاتا ہی

دیکھون طالع کی اب رسائی کو
دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہی
رو کے کرتا ہون عرض حال اگر
خضر رستا کسے بتاتا ہی
شاہ راہِ عدم کا حال پوچھ
رنج بیہودہ کیون اُٹھاتا ہی
تم بھی سوے عدم چلو ای رند

اُن نازنینان مہ جبین نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ ملکہ شہرت کا چہرہ سُرخ ہوگیا تھرتھر کانپنے لگین قریب تھا کہ ہاتھ باندھکر سامنے زہرہ کے جائین کہ آفتاب نے بڑھکر آواز دی اے شہرت ہوشیار ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسنے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ اور سُرخ ہوگیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکر وہ نازنینان مہ جبین جو صحرا سے پیدا ہوئی تھین اور غزلین گا رہی تھین ایک ایک کو دیوانہ بنا رہی تھین اُنپر کئی گولے مارے دیکھا کہ سحر تاثیر نہین کرتا جب آفتاب گولہ پھینکتا ہی وہ ہنس دیتی ہین گولہ پھٹکر زمین پر گرتا ہی بیکار ہوتا ہی

جہلال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آوازین سوز و گداز ہی کہ قلب اُلٹے جاتے ہین بڑھکر رستم کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پر ان مکارون کے سحر نے تاثیر کی ہی وہ قصد کرتی ہے کہ ہاتھ باندھکر اُن کے سامنے جاؤن آپ تلوار کھینچکر انکو قتل کرین کیونکہ سردار آپ کے بیقرار ہو رہے ہین ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے نکل جائین رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو کھینچکر نعرہ شیرانہ کیا کہ زمین کانپی اُن نازنینون پر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکا سر کٹ کر گرا مگر نہین معلوم کیا ہنر ہے کہ زہرہ جب دستک دیتی ہی سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین اُن گلو ہاے بریدہ سے اُسی طرح گا رہی ہین آفتاب فلک سیر ہر مرتبہ کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالتا ہی ساعت دیکھتا ہی ساعت دیکھکر سحر کرتا ہی لیکن اُن سرون سے آواز نہین موقوف ہوتی ہی سرداران رستم بیتاب ہو کر اُس طرف دوڑتے ہین اور رستم کو منع کرتے ہین کہ اِن نازنینان مہ جبین کو آپ قتل نہ فرمایئے لیکن **جہلال** و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہین کہ اِن مکارون کی آواز کسی طرح موقوف ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُن سب پر ڈالا تب وہ آوازین موقوف ہوئین زہرہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اُسنے بڑھکر دستک دی اور ساتھ والیون سے کہ رہی ہے کیا مین ان قیدیان بلا کو جانے دونگی مین پھر گرفتار کرونگی دستک دے رہی ہی اسم سحر بڑھتی جاتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر آپ نے مجھکو مرتبۂ زہرۂ فلک کا دیا رستم نے میرے سحر کو مٹایا اُسوقت قدرت نے مجھکو اطلاع نہ کی کہ جب یہ تحفہ جات نہ ملے تھے اِن تحفہ جات سے بہت عاجز ہون ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دمّاما ہوا اور ایک آواز آئی کہ اے زہرہ کیون گھبراتی ہی مین تیری مدد کو موجود ہون مگر اِن تحفہ جات وغیرہ کو طلسم کشا نے پایا ہی سحر تاثیر نہین کرتا اب تو اپنے کو بچا یہ سُنکر اُس نازنین نے جسکا لقب زہرہ کی پر پرواز پیدا کیے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن آفتاب نے غل مچایا ای شہریار بانی اِن آفتون کی نکلا چاہتی ہی ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اُسنے یہی آواز دی کہ نکلجا تیرا ٹھہرنا بہتر نہین دیکھیے حضور اُسنے پر پرواز پیدا کیے ہین یہ اگر نکل گئی تو پھر ہم سب پر آفت لائیگی رستم نے فوراً کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا زہرہ جو اُڑی مثل ستارۂ سحری چمکتی ہوئی جاتی ہی رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی اُسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر جا کر

پیشانی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گرا مگر وہ نازنین نکل گئی کنیزین جو ساتھ تھین انکو گھیر کر جہلال و آفتاب نے قتل کیا جو کنیز مری آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کشتی مرا نام سن کنیز زہرۂ فلک بود نقابدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار انکا انکے ساتھ ہی مگر جب پا بگل اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتا رستم قریب نقابدار پہونچے جب کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا تب مرکب نقابدار کے پانون زمین سے چھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک جانب نکل گئے رستم اپنے سردارون کو ساتھ لیکر پلٹے کئی سو لاشہ زمین پر پڑا تڑپ رہا ہو رستم اُن لاشون کو دیکھتے ہوے سردارون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے آفتاب عرض کر رہا ہی کہ ای شہریار زہرہ مکر کرکے نکل گئی اُسنے ایسا فتور کیا کہ تیر حضور کا اُس تک نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر مین آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے ہین مگر ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ پر ہو زہرہ زخمدار آکر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدمون سے لپٹ گئی روتی جاتی ہے اور عرض کرتی ہو کہ خداوندمین آپ کے حکم کی پابند رہی افسوس رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا تصویر سے آواز آئی کہ ای زہرۂ فلک اب رستم پر تو سحر تاثیر نہ کریگا اسوجہ سے کہ بڑے بڑے سردار اُسکو ممکن ہوے یقین ہو کہ اب اپنے کو صحراے محیط مین پہونچائین یہ تو انکو ثابت ہو چکا کہ لوح قصر معلق مین ہو وہان کوئی جا نہین سکتا کمیل جادو لوح کی منتظم ہو اُسکی دختر ملکہ شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہو وہ ضرور لوح دلوا دیگی عیار طلسم کشا کا مقام لوح دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کریگا جو تم سے بمقدمہ تباہی طلسم کشا ہوسکے وہ کرو قدرت اب ان پہاڑون کی آبادی سے بہت بیزار ہین اسی واسطے طلسم بنا رکھا ہو وہان جاکر خدائی کرینگے طلسم ہفت پیکر مین بڑے بڑے ساحر ہین تیرا جی چاہے تو بھی وہان چلنا زہرہ نے عرض کی مجھے رہا ہونے کا سردارون کے بڑا قلق ہے مین تو لائی تھی کہ باغ گل فشان کے دروازے پر ان سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سردارون کو رہا کرکے لیگیا زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوند مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنینان مہ جبین کو مین نے بلایا اُنکے سحر کا رنگ رستم نے نہ جمنے دیا آخر طلسم کشا نے اُن سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صداے سوز وگداز

آتی تھی کہ سردار دیوانے ہونے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا ایسے صدا موقوف ہوئی مگر کنیز جاتی ہو جا کر سرداران رستم کو آوارہ کرتی ہو یہ کہکے زہرہ رخصت ہوئی ہفت پیکر نے حکم دیا جہانگیر جہان پیما بھی ہمراہ جا کے زہرہ کی خرکت کرے اُسی وقت ایک آندھی سیاہ چلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتین ہوئین دونون آپس مین صلاح کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلین رستم آکر قلعۂ فاروقیہ پر اُترے ہین عیوق بن فاروق ایسا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلۂ بادشاہ اسلام زلزلہ سحر ساز سے و دیگر پہلوانان سے و حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر زر فشان
کہ منظور ہے طبع کا امتحان
ترا دور ہے ساقی ماہرو
یہ منظور ہی ہووے جلسے مین تو
بلا اپنے ہاتھون سے ہمکو شراب
کہ ہو رفع پھر دل کا پیچ و تاب
ہوے جمع رندان میکش یہان
مرے ساقی بادہ کش مہربان
چلے آج دور شراب ولا
یہی دل کا مطلب یہی مدعا
کہ جلسے مین تو اور میخوار ہون
نہ یہ ابر و گلزار بیکار ہون
اُٹھا ابر ہو زور سے شور سے
تری مہر سے آج جلسے ہوے
یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار
مرے آج آنے کا ہو انتظار
نہالان گلزار کو وجد ہو
کہ لیلی کا ناقہ ہے اور نجد ہے
تڑپتے ہین میخوار تیرے لیے
اِسی شوق مین ہمنے جلسے کیے
مرے ساقی مہروش بادہ نوش
دکھا آج میکش کو جلسے مین جوش
کہ پیر مغان کو یہ خواہش ہوئی
تری آمد آمد کی کاہش ہوئی
چلے کوئی دم ساغر اے دلربا
یہی آرزو ہے یہی مدعا
سراپا کی تیرے صفت کیا کرون
تری آمد آمد کی حسرت مین ہون
یہ گیسو ہین یا سنبل پیچ دار
کہ ہے دود آہ دل غمگسار
سیاہی کو ظلمات سے دون مثال
گنہگار ناظم کا ہے بال بال
رخ خوب کو ماہ تابان لکھون
گل نسترن سے مشابہ کرون
کہون قد کو مین سرو باغ مراد
کہ ہو قمری دل کو بھی اتحاد
اگر کلک قدرت سے دیکھے خا
تو ہوتا ہے سرو سہی پائمال
دہن کو کہون غنچۂ آرزو

مسیحا ہین لب اور صراحی گلو
یہ دندان ہین یا گوہر آبدار
کہ ہو جان عاشق کی جن پر نثار

شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے
نئی داستان کی مجھے فکر ہے

چہرہ رہروان منازل جرأت وشوکت وطی کنندگان راہ پرہول صحرائے مشقت اس داستان تحریر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف۔ مرصع نگار فصاحت مقال + چنین می نگارد ز کلکِ خیال + لشکر جمجاہ قلعۂ مقناطیس پر فروکش ہی یہی خیال ہی کہ ہین بادشاہ لشکر یون پر شوکت تمام جاکر صاحبقران سے ملون قضائے کار قلعۂ مقناطیس سے پندرہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ جسکو قلعہ جہلیل کہتے ہین وہان کی حاکم زلزلہ سحر ساز ہی ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ مقناطیس جادو مسلمان ہوئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہان فروکش ہین ایک عرضی اُسنے ہفت پیکر کو لکھی مراد یہ تھی کہ مقناطیس مسلمان ہوگئی جو حکم ہو وہ بجالاؤن وہان سے جواب آیا کہ اے زلزلہ جاکر زمین کو ہلا دے لشکر بادشاہ مین جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہوکر آوارہ ہو جائے زلزلہ یہ جواب پاکر طرف قلعۂ مقناطیس کے چلی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے جو کا دیا سحر کرنے لگی بہ جوش وخروش سحر کر رہی ہی بادشاہ اسلام سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ مقناطیس اور ایک جانب مشکبار بیٹھی صلاحین ہو رہی ہین کہ آج کل ہفت پیکر کہان ہی مقناطیس نے کہا آج کل کوہ زنگار رنگ پہ ہی اور میلہ ہوتا ہی مشکبار ہر مرتبہ یہی کہ رہی ہی کہ حضور اگر چلین گے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ نے پوچھا کہان چلین کہا اے شہریار آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہوتے ہین بادشاہ نے قصد کیا کہ اسکو جواب سخت دون مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقناطیس کو نہ روکین ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالیگی دیکھیے آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہی زبان مین لکنت ہی اسوقت تو مقناطیس کی عجب کیفیت ہی بادشاہ نے فرمایا اے مقناطیس جاؤ ہمنے تمھین آزاد کیا مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی جھولی سحر کی وہین پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار اسکے پیچھے پیچھے کہ مقناطیس لشکر بادشاہ سے نکلی طرف کوہ ویران کے چلی مشکبار الگ سے دیکھتی ہوئی آتی ہی کہ مقناطیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جاکے غائب ہوئی مشکبار حیران و پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہی اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اُسی کے سحر نے مقناطیس کو

لیا یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اُڑکر بلند ہوئی آسمان پر سے آکے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی ہی مقناطلیس جاکر سامنے بیٹھی ہی منتین کر رہی ہی کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر کے پاس لیچل مین مدام مگر مسلمانان مین پھنس گئی تھی آج چھوٹی ہون اُس ساحرہ نے کہا ذرا منھ کھولو مقناطلیس نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان مین سوزن دی اور جسم مین مار آتشین لپٹائے پشت پر ایک حجرہ بنا ہوا تھا اُسمین مقناطلیس کو بند کیا آپ پھر بیٹھکر سحر کرنے لگی مشکبار نے بلندی سے یہ سب معرکہ دیکھا پہلو سے کوہ پر اُتری منظور ہو کہ پشت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ مارون کہ اسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہون جیسے ہی پہاڑ پر اُتری اور ہوا وہان کی کھائی ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا دل گھبرایا دل سے باتین کرتی ہی کہ مین اسی ساحرہ کے ساتھ بخدمت ہفت پیکر جاؤن خطا معاف کردیگا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیگا یہ سوچکر سامنے زلزلہ کے آئی زلزلہ نے پکار کر آواز دی ای مشکبار آج بعد مدت کے تمکو دیکھا ہمارے پاس آؤ تمکو قدرت نے بلایا ہی ہم تمھاری صفائی کرا دین گے ورنہ خراب رہو گی یہ سُنکر مشکبار سلام کرتی ہوئی قریب اُسکے آئی کہا ای زلزلہ سحر ساز مین چاہتی ہون کہ مجھکو خدمت خداوند مین لیچلو زلزلہ نے کہا بوا قدرت تم سے ناراض ہین زبان کھولو تو مین دیکھون کہ کیا فتور ہے مشکبار نے منھ کھولا زلزلہ نے اُسکی زبان مین بھی سوزن دی اور اُسی حجرے مین اسکو بھی قید کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونون جادوگرنیان گئین واپس ہو کے نہ آئین فیروزہ سے فرمایا ای فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہی اُسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونون جاکر مبتلاے بلا ہوئین کہ پھر واپس نہ آئین مقناطلیس کیسی گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی مجھسے اُسنے کہا کہ اب مین آپ سے رخصت ہوتی ہون اگر مین کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے سمجھایا اُسی کے عقب مین گئی اور وہ بھی واپس نہ آئی ذرا اُسکی خبر لو فیروزہ بن عمرو اسی فکر مین بارگاہ سے نکلا لشکر مین آکے دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلتے ہین اور طرف پہاڑ کے جاتے مین پھر واپس نہین آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کامل کی یہ تاثیر ہے سحر ساحرہ کا کمال کر رہا ہی یہ لوگ میرے روکے سے نہ رکین گے اہل فوج بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے کہ رہے ہین کہ رفاقت ہین بادشاہ کی کوئی مزہ نہین چلکر قدرت سے صفائی کرین فیروزہ

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اُلٹا ہوا ہے ایسا نہو یہ سب ملکر بادشاہ پر بلوہ کرین کہ ایک سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ افسر پہاڑ پر جاکر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی پہاڑ پر وہ ساحر یا ساحرہ ہے مگر حیران کہ کیونکر جاؤن ایسا نہو پہچان لے تو باعث خرابی ہو اس تردد مین پھر کر آخر سامنے کوہ کے ایک نخل ہے اُسکے سایہ مین بیٹھا ہے مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہین پہاڑ پر جاکے غائب ہوتے ہین کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر جوڑا باندھے ہوئے ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین سامان گزک لیے چلا آتا ہے سمک نے بڑھکر اُس ساحر سے پوچھا بھائی تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو یہ شراب تمھارے ہاتھ مین کیسی ہے اُس ساحر نے جواب دیا کہ ملکہ زلزلۂ سحر ساز مقرب خداوند تین دن کا وعدہ کرکے آئی ہین کہ مین جاکر تین دن مین سب لشکر کو بادشاہ کے آوارہ کردونگی بلکہ آخر کے سحر مین کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کرینگے مجھکو حکم دیا تھا کہ شراب وکباب ہمکو پہونچانا فیروزہ نے یہ باتین کرکے اُس ساحر کو اور اور باتون مین لگایا حباب مارکر بیہوش کیا سوچا کہ قتل کرنے سے اسکے شاید معاملہ بگڑ جاے اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ رنگ وروغن عیاری کا لگاکر اُسی ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا شراب وکباب ہاتھ مین لیکر طرف اُس ساحرہ کے چلا گھاٹیان طے کرکے بالاے کوہ پہونچا دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی ہے ساحر کو دیکھکر کہا کیون آہنگ جادو آج تو تمنے بڑی دیر لگائی ہم تمھارے انتظار مین تھے کیا باعث ہوا کہ تمنے عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا اے ملکۂ عالم راہ مین دیر ہوگئی اب مین جلد آیا کرونگا زلزلہ گھبرائی ہوئی تھی جماہیان بھی لے رہی تھی تو اُ فیروزہ کے ہاتھ سے شراب وکباب لیا جام لبریز کرکے قصد کیا کہ پیون دل جو دھڑکا رُک گئی دل مین کہتی ہے راہ مین کوئی فتور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شغل مین ہین فیروزہ نے سوچ کر جواب دیا کہ کوہ زنگار رنگ پر جلوس فرماتے ہین حرادمند لوگ جمع ہوتے ہین آج کل کئی طرف سے خبرین مل رہی ہین کہ طلسم کشا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے بی شہرت مرصع پوش دختر کمیل جاکر شریک ہوگئین مقام لوح طلسم کشا کو معلوم ہوا اب قلعہ فاروقیہ پر فروکش ہین ایک طرف سے صاحبقران کا قصد ہے کہ بالاے کوہ آئین قدرت تدبیرین

کر رہے ہین دو جادوگرنیان کامل و اکمل کہ اُنکا نام مجھکو نہین معلوم قدرت نے براے گرفتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہین دو چار روز مین طلسم کشا گرفتار ہونگے اس ترکیب سے فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل مین جو شک آیا تھا وہ نکل گیا فوراً گلابی سے شراب اونڈیل کر پی گئی کباب کھانے لگی شراب مین فیروزہ نے بیہوشی ملائی تھی ایک ہی جام پی کر گھبرا گئی کہا اے آہنگ آج یہ شراب کیسی ہے کہ پیتے ہی اسقدر نشہ ہوا کہ سر گردش کر رہا ہے یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی مگر گاتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کرون اب یقین ہوا کہ شراب مین کچھ فتور ہے قلب خود بخود ناصبور ہے اُٹھتے ہی لڑکھڑائی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرتے ہی زلزلہ کے ہنگامہ ہوا چند جادوگرنیان کنیزین زلزلہ کی جنکو چھپا کر رکھا تھا وہ پہلوے کوہ سے نکلین لینا لینا کہکر فیروزہ پر سحر کیا کہ فیروزہ کے پانون زمین نے تھام لیے نیچے کھینچکر طرف فیروزہ کے چلین فیروزہ بیقرار ہوا دل مین کہتا ہے مین یہ نہ جانتا تھا کہ اور جادوگرنیان بھی گوشے مین چھپی ہین دیکھیے اسنے کیونکر جان بچتی ہے بلک کر دعائین مانگنے لگا کہ اے معبود ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے لاشہ زلزلہ کا دیکھکر سب کنیزین رو رہی ہین اور کہتی ہین اے آہنگ تونے ملکۂ عالم کو کیون قتل کیا اسکو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتا اپنے پیدا کرنے والے سے دعائین کر رہا ہے نظم

نکرد بندگی این بندہ خدا افسوس
ز قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس
رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی
بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس
براے بندگی آمد درین جہان لیکن
نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس
نکرد قابل تحسین باخدا کارے
ند براندرہ غفلت بانہتا افسوس
بماند دور تر از منزل مقاصد خویش
قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس
نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم
بر آستان خداوند کبریا افسوس
برنج و درد و الم ماند در جہان تا مرد
بورفت رفت ز دور زمانہ با افسوس
رسد بکوچہ و بازار و در بدر گردد
چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوے زر و سیم روز و شب گردد — بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا افسوس
بکن براہ خدا خرج مال و زر ہمہ دمی — بدل دگر نماند ازین ترا افسوس

کنیزون کے سحر سے فیروزہ بصورت اصلی ہوگیا اب کنیزون نے چاہا کہ اسکو قتل کرین کہتی ہین ارے تو نے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن و جمال مین مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہے کوئی منھ پھیلا کر چلی کہ اس نگوڑے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدردان کو مارا ہم کیا تجھے زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہے مگر جس حجرے مین سب سردار بند تھے مرنے سے زلزلہ کے اُسکا دروازہ کھُلا سردارون نے دیکھا کہ ماران سیاہ جو ہمارے جسم مین لپٹے تھے وہ زمین پر گرے سب نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزون کے بیچ مین ہے کنیزین قتل کیا چاہتی ہین ایک لمحہ ان نے مقناطیس کی زبان سے سوزن نکال لی کہ مقناطیس تڑپ کر اُن جادوگرنیون پر گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ زیور اُتار کر پھینک مارا کسیکا سر پھٹا کئی سو کنیزین تھین لیکن چالیس پچاس مر کر گرین چند کنیزون نے بمشکل لاشہ زلزلہ سحر ساز کا اُٹھایا لیکر پہاڑ سے کودین طرف صحرا کے بھاگین لاشہ زلزلہ کا لیے ہوے روتی پیٹتی جاتی ہین یہان مقناطیس نے مشکبار وغیرہ کو رہا کیا سب سردارون کو ساتھ لیا پہاڑ سے اُتری طرف لشکر کے چلی یہان بادشاہ اسلام حیران و پریشان بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی فیروزہ سرداران حضور کو لیے ہوے آتا ہے بادشاہ خوش ہو کر باہر نکل آئے اپنے سردارون کو جیتے ہوے دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگایا سب سردارون کو لیکر بارگاہ مین آئے سبھون نے اپنا اپنا حال بیان کیا مقناطیس کہتی ہے حضور نے بڑی جہالت فرمائی کہ بروقت جانے کے مجھکو نہ روکا یہی دل چاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ بے ادبی کرون لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا مین خود جا کر پہاڑ پر پہونچی مشکبار نے بھی کہا کہ جو مین بھی تمھارے تعاقب مین گئی تھی میرے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہی کیا سارا پہاڑ مع ہوا سحر سے مملو تھا ہوا لگتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقناطیس کو روکین ہکا بلکہ یہ ہوا کہ خود اُسکے سامنے جا بیٹھی کیہان رسالدار بھی اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ حضور خود بخود دل مین ہوائے اُلفت ہفت پیکر پیدا ہو گئی اپنے خیمے سے نکل گئے پہاڑ پر جا کے

پہونچے اُسنے قید کر لیا یہان تو یہ ذکر ہین مگر کنیزین لاشہ زلزلہ کا لیکر چلین روتی پیٹتی خاک اُڑاتی جاتی ہین رات بھر راستہ چلین صبح کو دامنے مین ایک قلعے کے پہونچین قلعہ صحرا اُسکو کہتے ہین وہانکا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ رہا تھا کہ زوجہ ہماری ملکہ زلزلہ سحر ساز خدمت خداوند مین گئی ہین دیکھیے کیا سامان ہو قدرت کہین اسکو بھیجین گے کہ چند ساحر دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہنشاہ ہمنے سر قلعہ سے دیکھا کہ کئی سو جادوگرنیان ایک لاشہ لیکر آئی ہین دامنۂ قلعے مین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین اور رو رہی ہین کہ اغلال تخت سے کہتا ہوا اُٹھا کہ خداوند خیر کرین میرا خود بخود دل بھرا آتا ہی یہ کہکے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے نیچے رکھا ہی کنیزین رو رہی ہین قریب لاش کے آکر پکارتی ہین ای ملکہ عالم اُٹھیے آپکے شوہر کا قلعہ سامنے ہی وہ مردہ پڑی ہی جواب کون دے اغلال کنیزون کو پہچان کر دوڑا پکار کر آواز دی ای لنترن وغیرہ یہ کسکا لاشہ ہی تم تو بہت بیقرار ہو اُن کنیزون نے جو اغلال کو دیکھا پیٹنے لگین کہتی ہین ای شہنشاہ آپ کی زوجہ کو قدرت نے بہشت مین بھیجدیا یہ سُنکر اغلال نے اپنے کو گرا دیا ہاے صاحب کہکے رونے لگا کبھی کہتا ہی کیون صاحب ایسی جلدی چلی گئین کہ مجھ سے بھی رخصت نہ ہوئین مین بھی تمھارے ساتھ جاتا ایسی معشوقہ کو قتل کرتے قاتل کو افسوس نہ آیا ہاے کیا کرون کنیزون نے عرض کی اب حضور صبر کرین ہم رات بھر لاشے کو لیکر آئے ہین کوہ ویران پر جا کے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے آکر قید ہوے عیار بادشاہ کا آکر پہونچا نہین معلوم کیا دھوکا دیا ہم لوگ تو دڑہ ہاے کوہ مین تھے آواز سنکر جو نکلے لاشہ خاک و خون مین غلطان دیکھا چاہا تھا عیار کو قتل کرین مقناطیس ایسی ساحرہ اُسنے نکلتے ہی آفت برپا کر دی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بدلہ کرتا ہون اگر بادشاہ کو نہ قتل کیا تو نام اپنا اغلال جادو نہ پایا اُسی وقت ارتھی بنوائی لاشۂ زوجہ کو جلا کر پلٹا اپنے دربار مین آیا عیار اسکا اجلال تیز رو دربار مین بیٹھا تھا کہا ای اجلال سُنا تو نے کہ مین برباد ہو گیا اگر ہو سکے تو بادشاہ کو گرفتار کر لا مین دار پر کھینچ دون کہ میرے دل کو صبر آئے اجلال نے کہا حضور مین گیا اور آیا یہ کہکے باہر سے عیاری آراستہ کیے طرف لشکر بادشاہ اسلام چلا شب کو آکر لشکر مین پہونچا ایک ضعیف کی شکل بنکر پھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنکر پایگاہ

مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار و عیار سب جمع ہین جب بادشاہ نے دربار برخاست کیا آپ ایک گوشے مین چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ نوش کرکے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدمتگار چپی پر آئے عیار نے پروانے بیہوشی کے پھینکے دھوان جو بلند ہوا خدمتگار بیہوش ہوے اجلال جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر سراچہ چاک کیا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے مین سو رہا تھا خواب پریشان جو دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا گھبرایا ہوا دربار گاہ پر آیا اندر جا کے چھپر کھٹ کو خالی دیکھا بیترہ عیار کا پایا عیار پشتارہ لیکر جا چکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہبانون کو جگایا کہ یارو غضب ہوا نہین معلوم عیار کہان سے آیا آقا کو گرفتار کرکے لیگیا مقناطیس یہ خبر سنکر آئی کہا کہ فیروزہ تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا نہو کہ قید اُنکی سامنے ہفت پیکر کے پہونچ جائے ہفت پیکر تو اُنکا دشمن ہو رہا ہے فیروزہ باناے عیاری جسم پر آراستہ کرکے تلاش مین بادشاہ کی نکلا یہان اغلال جادو انتظار مین اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ بدوش آکر پہونچا کہا حضور مین بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل وغیر قتل کا آپ کو اختیار ہے اغلال نے حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ اسکو مسلسل و مطوق کرو آہنگرون نے آکر بادشاہ کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دربار کفر مدار اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلادون کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی ای شہریار اتنا بڑا شخص یون قتل ہو جائے اشتہار چھپیان ہون سارا شہر جمع ہو اُس مقام پر انکو قتل کیجیے کہ قدرت کو بھی خبر پہونچے کہ اغلال نے معاوضۂ زوجہ مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کیا آپ کو طرۂ پیغمبری عطا کرین آپ کا سارے طلسم مین نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قلعۂ اغلال پر قتل ہوے یہ بات اغلال کو پسند آئی حکم دیا کہ شہر مین ڈھنڈھورا پٹے کل صبح کو بادشاہ لشکر اسلام قتل ہونگے سب آکر تماشہ دیکھین اُسی وقت تمام شہر مین ڈھنڈورا پٹا اشتہار چھپیان ہو گئے ہر شخص کو خبر پہونچی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہونگے ایک یہی ذکر کر رہا ہے کہ زوجۂ اغلال قتل ہوئی اُسکے بدلے مین بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہو کے آئے اس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہوگا کہ لوگ عبرت کرین ہر چند کہ مسلمانون کے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن مین بے مثل و بے نظیر تھی نوجوان اور ایسی ہوشیار کہ مقناطیس اور مشکبار کو اپنے سحر مین پھانسا یا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی اغلال کو بڑا قلق ہے ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہین لیکن اغلال ڈھنڈھورا پٹوا کر اپنے باغ مین آیا کنیزون سے کہا یہین لا کر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگین گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا مددگار آئے وسط باغ مین ایک چبوترہ ہے سنگ مرمر سفید کا اُسپر فرش بچھا ہے ایک طرف بادشاہ کو مسلسل و مطوق ایک قفس مین بند کر کے سامنے رکھا اور کنیزون سے کہا گائنون کو لاؤ گائنین حاضر ہوئین اشارہ کیا ایک گائن سبزہ رنگ چست و چالاک نہایت بیباک اپنے مقام سے اُٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

محشر مین پاس کیون دم فریاد آگیا رحم اُسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آگیا
اُلجھا ہے پاؤن یار کا زلف دراز مین لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا
ناکامیون مین تمنے جو تشبیہ مجھسے دی شیرین کو درد تلخی فرہاد آگیا
ہم چارہ گر کو یون ہی پنہائینگے بیڑیان قابو مین اپنے گر وہ پریزاد آگیا
دل کو قلق ہے ترک محبت کے بعد بھی اب آسمان کو شیوۂ بیداد آگیا
وہ بدگمان ہوا جو کہین شعر مین مرے ذکر بتان خلخ و نوشاد آگیا
تھے بیگناہ جرأت پابوس تھی ضرور کیا کرتے وہم خجلت جلاد آگیا
جب ہو چکا یقین کہ نہین طاقت وصال دم مین ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا
ذکر شراب و حور کلام خدا مین دیکھ مومن مین کیا کہون مجھے کیا یاد آگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے اغلال مبہوت بیٹھا ہے جب زوجہ کا ذکر آتا ہے تو دُرد شراب بادشاہ پر پھینکتا ہے بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہین یہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہین کبھی فرماتے ہین کیون اے معبود کیا طلسم ہفت پیکر کا دیکھنا ہماری تقدیر مین نہین ہے کیا ساغر عمر میرا لبریز ہوا اے معبود اس آفت سے مجھکو بچا لے صاحبقران سے ملنے کی ہوس ہے نظم

گاہ در دل خیال وحدت نشست گاہ در دیدہ نور کثرت نشست
بر رہ حق قدم نہند ثابت ہر کہ او رہرو طریقت نشست

گاہ از حق زبان نمے بندد
ہست فارغ ز مذہب و ملت
با دگر کس نمے کند الفت
کو تعلق بما سوا دارد
جلوہ گر چار سو بدیدۂ خلق
طالبِ دید را ز ہر صورت
بزمین و زمان ندارد کار
عاشق از خود خبر نمیدارد

ہر کہ او واقف حقیقت تست
ہر کہ پابند بر شریعت تست
ہر کہ وابستۂ محبت تست
ہر کہ مصروف در عبادت تست
ہمچو خورشید نور قدرت تست
پیش دیدہ ظہور صورت تست
ہر کہ گنجینہ دار دولت تست
بیم جان خوف سر نمیدارد

بادشاہ لشکر اسلام بلک بلک کر دعائیں مانگ رہے ہیں زلف لیلائے شب کمر سے گذر چکی ہے اغلال نشے میں بیٹھا جھوم رہا ہے کہ ایک ٹکڑا ابر سرخ رنگ سامنے سے اُٹھا پھول برستے ہوئے ہوا ٹھنڈھی چلنے لگی ابر کو دیکھکر نخل باغ جھومے چمن سرسبز و شاداب ہوئے اغلال نے جو اُس ابر کو آتے ہوئے دیکھا یا تو غم میں زوجہ کے رنجیدہ بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھکر شگفتہ ہوا کنیزوں سے کہا ملکہ نوبہار رنگین پوش آتی ہیں شاید شب ماہ میں برائے سیر نکل آئیں گائن کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم و ای شہنشاہ خوبی و ای ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤ گی اور ہم مشرف بہ زیارت نہونگے چند ساعت ٹھہر جائیے ابر باغ پر آکے پھٹا بیچ میں سے شق ہوا بادشاہ نے دیکھا تخت پر ایک نازنین گلپوش دریا میں پھولوں کے غوطہ مارے جوڑا گلنار زیب جسم ابروے خمدار کھینچے ہوئے گویا خنجر برہنہ برائے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھیں رشک دیدۂ غزال دونوں ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچہ دہن نازنین سیم تن رشک چمن سرو قد خورشید خد چند کنیزیں گرد گھیرے ہوئے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہوئے وہ نازنین تخت اُتراتی ہوئی اُتری پکار کر کہا ای اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیوں خالی ہے ملکہ زلزلۂ سحر ساز کہاں گئیں تمنے ہمکو کیوں بلایا اُنکو تو ہمارے آنے سے رشک ہوتا ہے اغلال بے اختیار رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم خداوند ہفت پیکر نے اُنکو بلا لیا

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہی اُنکے خون کا بدلہ لونگا تمکو خانۂ دل مین جگہ دونگا نوبہار نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان رعنا غبغب گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری مگر ملول وحزین کُرتہ شبنم آبی کا زیب جسم ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے مسلسل ومطوق مگر معلوم ہوتا ہی کہ زیور آہن زیب جسم ہی بہ قول شاعر - فرد - اس ملگجی پوشاک پہ مسکی ہوئی چولی + یہ بگڑی ادا لاکھ بناوٹ کے برابر نوبہار جمال بیمثال دیکھکر نہایت بیقرار ہوئی کہا کہ کیون میان اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اُسکو کیا مار سکتے کلائی پکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتے کسی اور نے مارا ہوگا بیگناہ کو کیون خطاوار بنایا اغلال نے کہا اے ملکۂ عالم اس جوان کو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی نوبہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیون شہریار آپ ہی زلزلہ سحر ساز کے قاتل ہین بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا اے معشوق خوبرو میرے عیار نے اُسکو قتل کیا عیارون کا یہی کام ہی آپس مین نگاہین ملین دو باتین بھی ہوئین اشتیاق جانبین کے بڑھے اغلال نے نوبہار کو لا کر مسند پر بٹھایا اب نوبہار خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین کر رہی ہی کہ او نوبہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہی کیا تدبیر کرکے اسکو بچاؤن کیونکر قید سے چھڑاؤن گرفتار دام مصیبت آشفتۂ وادی مودت مجھکو بہ محبت دیکھ رہا ہی اغلال جادوگر مدت سے اُسیر عاشق ہی مگر خوف سے اپنی زوجہ کے اظہار محبت نہ کر سکا تھا دل مین کہتا ہی کہ مدتین گذرین اس ظالم پہ جان جاتی ہی اب تو اسکو قبضے مین کرون کہ وہ رشک کرنے والی مر گئی اسی سے گھر آباد کرون کسی طرح دل کو شاد کرون بڑے لطف سے خاطر کر رہا ہی کبھی گائن کو اشارہ کرتا ہی وہ غزلین ٹھمریان عاشقانہ گاتی ہی کبھی خود اُٹھکر جام شراب لبریز کرتا ہی ہاتھون پر رکھکر سامنے آتا ہی کہتا ہی ایک جام تو میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے نوبہار منہ پھیر لیتی ہی کہتی ہی اسوقت میرا دل نہین چاہتا ہی جب اغلال بہت منت کرتا ہی اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہی تو ابرو پہ بل پڑ جاتے ہین کہتی ہی ذرا ہوش مین آؤ اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بیہودہ بکتے ہو زلزلہ تمھارے لائق تھی قدرت نے سمجھکر تمھارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر پشت پر پھینک دیتی ہی اغلال

پھر اپنے مقام سے اُٹھا دوسرا جام بھر کر لایا منتین کرنے لگا کہتا ہی کہ ملکۂ عالم ابکی مرتبہ تو نوش فرمایئے مین بہت بیقرار ہون دل کو سمجھاتا ہون دل نہین سمجھتا یہ قول قمر نظم

کیا کہون آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل ۔ درد سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
تیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا اُسکو ۔ پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی ۔ صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل
ای قمر شیر ژیان سے بھی نہ خوف آئے مجھے ۔ اسد اللہ رسا گر ہو مددگاری دل

نوبہار نے کہا ای اغلال تم فراق مین اپنی زوجہ کے دیوان پڑھ رہے ہو زیادہ گوئی نکرو خاموش ہو کے بیٹھو ورنہ مین اُٹھ جاؤنگی مجھکو ناگوار ہوتا ہی مین اگر ایسا سمجھتی تو کبھی نہ آتی اغلال منتین کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین اب آپ کو نہ جانے دونگا آپ کے تشریف لانے سے کیسی آبادی ہوئی دیکھیے باغ کیسا سرسبز شاداب ہو رہا ہی دل نوبہار کا طرف شاہ کے رجوع ہی دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہی ہی شاہ بھی دیکھ رہے ہین کبھی اشارہ کرتے ہین تو نوبہار بھی مسکرا دیتی ہی سفیدی و براقی دانتون کی ایک برق چمکتی ہی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیتی ہی بادشاہ ملول ہو کر جب سر جھکاتے ہین نوبہار چاہتی ہی کیونکر اس شہریار کو شگفتہ کرون افسوس ایسا شہریار طوق و زنجیر مین مسلسل و مطوق ہی کاش کے یہ ہتھکڑیان بیڑیان میرے ہاتھ پاؤن مین ہوتین کیونکر اس شہریار کو رہا کرون جب اغلال کو بہت مبہوت پایا کہا ای اغلال اب مین نے اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک انھون نے فتح کیے مقناطیس جادو انھین کے قبضے مین ہی اغلال نے کہا ای ملکۂ عالم اب آپ نے بخوبی پہچانا مقناطیس و مشکبار اسیر عاشق ہین اسی وجہ سے مین چاہتا ہون کہ صبح کو قتل کرون نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین ایک دن اور ایک شب تامل کرو اسکو قتل کرکے بہت پچھتاؤگے کیونکر جان بچاؤگے طلسم کشا اسکا چچا ہی وہ خبر سنتے ہی تمھارے قلعے پر آئینگے کسی ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو مین ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہون اگر تمپر مسلمان بلوہ کرین تو قدرت مدد بھیجین ایک طرف سے صاحبقران بلوہ کرینگے اور طلسم کشا حاکم تحفہ جات اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا کون اُنکو روکیگا ہم خود

اسکا انتظام کرینگے تمھاری جان بچے یہ جو ملکہ نے ہنسکر کہا اغلال سمجھا میرا وصل نوبہار کو قبول ہوا نہال ہوگیا بحال ہوا کہا ای ملکۂ عالم اگر تمھارا حکم ہی ایک دن ایک رات کیسا جبتک کہیے قید رکھون اگر آپ انتظام کرین تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت مین مشکل ہوگی ایک طرف سے صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی نوبہار نے کہا مین قلعے سے چند کوس آگے بڑھکر انتظام کردونگی کہ کوئی آ نہ سکے دیوارین سحر کی بنا دون کہ اگر قریب دیوار کے آئین تو دب جائین مہلت نہ پائین اغلال بہت خوش ہوگیا حکم کیا کہ شاہ کو لیجا کر قید کرو ملکہ نوبہار نے قریب آکر اشارے سے کہا ای شہریار اب نہ گھبرائیے گا مین نے آپکی رہائی کی تدبیر تو کرلی ہی ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہی آپکا پروردگار تدبیر نکالدیگا اب بادشاہ کو یقین کامل ہوا کہ مجھپر عاشق ہی خوب باتین راز و نیاز کی کین کہ جس سے دل کو تسکین ہوئی اغلا نے میمون جادو کو کہ یہ اسکا ملازم ہی حکم دیا ای میمون بادشاہ لشکر اسلام کو لیجا کر قید کر لیکن بہ حفاظت رکھنا انکے دوست بہت ہین میمون جادو چارسو جادوگر ساتھ لیکر ایک مکان مین آیا اُس مکان مین لاکر بادشاہ کو قید کیا چارسو ساحر گرد مقرر کیے دروازے پر کرسی بچھا کے خود بیٹھا ہی حکم ہی کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اُسے روک دیا اس طور سے انتظام کر رہا ہی اغلال نے ملکہ نوبہار سے کہا آپ نے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے آگے بڑھکر انتظام کر دیجیے نوبہار ٹالتے ٹالتے شام کو یہ کہکر اُٹھی کہ اب مین رنگ سحر جمانے جاتی ہون وہ سحر بناؤن کہ اگر ہزار طلسم کشا قصد کرین تو آ نہ سکین تحفہ جات بھی بیکار رہین ادھر سے ملکہ نوبہار چلین مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش مین نکلا تھا راہ مین اسنے خبر پائی کہ فلان قلعے مین جہان کا حاکم اغلال جادو ہی عیار اُسکا شہریار کو وہان لیگیا ہر چند ڈھنڈھورا وغیرہ پٹا تھا اشتہار بھی چسپان ہوے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات کی مہلت دی گئی فیروزہ قلعے مین آیا مقام قید کو دیکھا مگر انتہا کا حیران ہی کہ یہ لوگ راہ گیر کو روکتے ہین مین کس طرف سے جاؤن یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے پکار کر آواز دی ای برادر جیحون دردولت شاہی پر جاؤ ہم لوگون کے واسطے شراب و کباب لاؤ دن تو بہ مشقت ہمنے کاٹا اب رات کو حفاظت چاہیے شراب پی کر رات بھر جاگین گے فیروزہ یہ سُنکر چلا دردولت شاہی پر آیا

ایک کنارے ٹھہرا جیحون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہی غلال نے حکم دیا کہ میخانے سے لیلو جیحون نے آکر میخانے سے پتیلہ لیا پکارتا ہوا باہر نکلا ہے کوئی مزدوری کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بنکر سامنے جیحون کے آیا مگر بکتا ہوا کہ حضور ہم تو رنگ باز ہین جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہی جان تک بد دیتے ہین مگر آج دن کی رات ہو گئی دو داؤن رنگ کے ایسے ہرے کہ دل پر قلق ہی اور حضور وہ داؤن ایسے تھے کہ کبھی ناغہ نہین جاتے جسدن چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینگے کچھ ہار جانے کا افسوس نہین کیا حکم ہوتا ہی جو کام چاہیے بیجیے مگر مزدوری کے چار غنڈے لینگے صبح کو اسی سے داؤن بدینگے اگر لڑ گئے تو سارے جوے کو ویران کر دینگے ہمسے کیا کوئی کھیل سکتا ہی جیحون نے کہا یہ پتیلہ اٹھالو شہدے نے پتیلہ اٹھایا آپ ہی آپ بکتا ہوا جیحون کے ساتھ ہو راہ مین ایک مقام پر ٹھوکر لی پتیلہ دوش سے گرا ہاتھ مین جو فتیلہ تھا وہ بھی گل ہوا جیحون سے کہا حضور اسے روشن کرا لائیے اسی ہارنے کی جھل مین گرا حضور ایسے داؤن غلام کے آج ہرے کہ سب جوے والے میرے بدنے کی صفت کرتے تھے جیحون نے کہا میان شہدے صاحب تمھین ان باتون سے مہلت نہین شہدے نے کہا حضور ہمارا جان و مال یہی ہی اسی مین ہماری بسر ہوتی ہی جوے پر رہتے ہین جواریون سے نوچ کے داؤن بدا اگر ہمارا رنگ کھیل گئی تو ایک ٹکے سے دس بیس روپے ہو جاتے ہین بڑے جوے پر جاکے لڑا دیتے ہین لیا جگ بدتے ہین جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان بنا لینگے ابھی تقدیر رسائی نہین کرتی اس حال سے رہتے ہین جیحون فتیلہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے پتیلہ کھولا اسمین بیہوشی ملائی اتنے عرصے مین جیحون روشنی لیکر آیا پتیلہ اٹھا کر شہدے نے کاندھے پر لگایا جیحون کے ساتھ قیدخانے پر آیا شہدے نے پتیلہ رکھدیا سپاہیون کی چلمین بھرنے لگا ان سب نے شہدے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہی کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہی جیحون نے کہا میان شہدے صاحب بیٹھو تمھین بھی شراب ملیگی شہدے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہی گُن تو پیٹ مین بھرے ہین فقط منھ سے بو آنا چاہیے مجھکو رتوندی بھی آتی ہی آپ لوگون کی خدمت مین رہونگا رات یہان بسر ہو جائیگی صبح کو جوے پر جاؤنگا جو کچھ آپ لوگون سے

بابا ہو لڑا دینگے اگر دو ہاتھ رنگ کھیلی تو سارے جوے کو جیت لینگے اور آسمان پھٹ پڑے تو ناچار ہین سب شہدے کی باتون سے ہنس رہے ہین کہتے ہین اس شہدے کی ذات سے بڑی آبادی ہے اور جوے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہے کہا حضور ہماری یہی دنیا یہی عقبی ہے اسی کے شوق مین شہدے ہوے اور جوے پر پڑے رہتے ہین میمون نے سب کو شراب پلوائی آپ بھی دو جام پیے ہنسکر کہا میان شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہے شہدے نے کہا حضور کھوب گاتا ہون ایسی تان لگاؤن کہ ساون کی طرح مینھ برسنے لگے یہ کہکے شہدے نے ایک گھڑا اٹھایا اُسے اوندھا کرکے رکھا اُسی کو بجانے لگا اور یہ غزل شروع کی۔

نظم

اجل جان بلب تیرے شیوون سے ہے
یہ نادم مرے زود کشتن سے ہے
وہ بدخواہ سمجھا تو سمجھے انہین
عبث دوستی تمکو دشمن سے ہے
یہ پردہ نہ ہو نیش زنبور کا
مشبک مرا سینہ چلون سے ہے
مرے داغ یاد آئے گل دیکھکر
کہ بیزار وہ سیر گلشن سے ہے
جلانے سے بھی تیرے شاکر ہون مین
گلہ نالۂ آتش زفگن سے ہے
شب غم موے شمع کو دیکھکر
ہمین خجالت اُس شوخ بدظن سے ہے
مرا خون کیا بار گردن ہوا ❋
کہ بیتاب وہ بار گردن سے ہے
کھلائے نہ کیون سرمہ گو سار کو
خجل سامری چشم پرفن سے ہے
جہان خاک اُڑائی وہین دب رہے
کدورت عبث فکر مدفن سے ہے
نئی کچھ نہین اپنی جانبازیان
یہی کھیل ہمکو لڑکپن سے ہے
بگڑتے ہو کیا اب بھی کہتا ہون مین
عیان صلح پھر کس کی چتون سے ہے
دل مومن آتشکدہ کیون بنے
لگاوٹ یہ طفل برہمن سے ہے

شہدے صاحب گا رہے ہین بیہوشی نے جو اپنا رنگ باندھا سب سپاہی شہدے سے ہنس ہنس کے باتین کر رہے ہین جیحون میمون سے کہتا ہے بھائی صاحب راہ بھر میان شہدے صاحب جوے کی باتین کرتے آئے انھین باتون سے یہ خوب خوش ہوتے ہین میمون نے کہا بھائی دیکھو میان شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہین شہدے نے بڑھکر کہا آپ

قدرت کو بلائیے میمون ناچتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا جیحون بھی اپنے مقام سے اُچھلا اور سپاہی بھی لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ خنجر لیکر اُٹھا کہ انکو قتل کرون پھر سوچا کہ یہ سب ساحر ہین قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور کوتوال وغیرہ طلاے پر پھر رہے ہین ایسا نہ ہو کہ آجائین پہلے دروازہ کھولون شہریار کو رہا کرون تب ان سب کو قتل کرون فیروزہ جست کرکے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہی چاہا قفل کھولون یا خنجر سے کاٹون نہ قفل کھلتا ہی اور نہ کاٹے سے کٹتا ہوا تو فیروزہ حیران ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون ہرچند چاہتا ہی کاٹون قفل نہین کٹتا کئی سو کنجیان اپنے پاس سے نکالین مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیران ہی کہ مین کیا کرون جی مین کہتا ہی کہ ای فیروزہ معلوم ہوتا ہی کہ میمون کا سحر ہی یہ قفل نہین کھلتا اسی سوچ مین تھا کہ پھولون کی خوشبو دماغ مین آئی فیروزہ دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار جوڑا سُرخ پہنے ہوے آسمان سے آتی ہی فیروزہ کو جو خنجر بکف اُس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی ان سب کو کسنے بیہوش کیا ہی فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دون نہین معلوم کہ دوست یا دشمن ہی راہبر یا رہزن ہی دل کو پتھر کرکے پکار اُٹھا منم فیروزہ بن عمرو عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہین اس شب کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ ای عیار نہ گھبرا تو نے سب کو بیہوش تو کیا مگر قید خانے مین نہ جا سکیگا قید خانہ سحر بند ہے مین آکے دروازہ کھولے دیتی ہون یہ کہکے نوبہار طاؤس سے اُترین آکر سحر کیا ایک پھول پھینکا کہ قفل ٹوٹ کر گرا فیروزہ اندر آیا دیکھا بادشاہ سر زنجیر پہ سر خم کیے ہوے بیٹھے ہین فرماتے ہین افسوس ہمارے یار وفادار نے بھی خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہی سب کو بیہوش کیا یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹین نوبہار دروازے پر کھڑی پکار رہی ہین کہ ای فیروزہ جلد آ عیار اغلال اجلال تیز رو طلایہ دیتا ہوا آتا ہی ایسا نہ ہو آکر یہان کے نگہبانون کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی شاہ نے قید توڑی نوبہار نے دیکھا کہ بغلون سے بادشاہ کی خون جاری ہی دل کو تاب نہ آئی بڑھکر عرض کی حضور نے کیون اسقدر جلدی کی عیار بیڑیان کاٹ دیتا ملکہ دوپٹے سے خون پونچھنے لگین بادشاہ باہر نکلے کہ اجلال قریب آیا میمون کو پکارا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

ہے

ہے ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے جیحون کو قتل کیا چاہتا ہے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے کہ جیحون کو قتل کرتا ہے یہ کہکے ساحرون کو اشارہ کیا کہ انکو گھیرلو ساحرون نے بادشاہ اور نوبہار کو گھیر لیا عیار نے سیمون اور جیحون کو ہوشیار کیا کہا اُٹھو تمھارا قیدی رہا ہو گیا میمون اور جیحون نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہے کہ جس پر سحر تاثیر ہی نہین کرتا جو سحر کیا وہ اُلٹا پلٹا اُنہی کا کام تمام کیا خواہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گیا اور خواہ سر پر پڑا کہ سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ نے تلوار لے لی اُسی تلوار سے لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچایا کئی ہزار ساحر جمع ہو گئے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا نوبہار نے جو دیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحرون کا بلوہ ہے ہر طرف نوبہار کے کوئی نہین آتا تب تو نوبہار نے گلے سے ہار اُتارا کچھ اسم سحر پڑھکر جیحون کی جانب پھینکا جیحون پر کچھ پھول گرے جوش مین آکر لہرایا بے اختیار پکار اُٹھا اے شہنشاہ اقلیم خوبی وای نوبہار باغ محبوبی مین بھی تیرے باغ حسن و جمال کا گلچین ہون گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہون میری عجب صورت ہے اصل مین دل کی یہ کیفیت ہے۔ نظم

ہمسری اُس زلف سے اب یہ بھی ایسا ہو گیا
تو مرے بخت سیہ کو اور سودا ہو گیا
گو جلا دے پر عدو کے وہ خود آرا ہو گیا
یہ ہمارا بھی تو مرجانا تماشا ہو گیا
کسطرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہائے
جو کبوتر لے گیا وان نامہ عنقا ہو گیا
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
کیون تری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا
ظلم کا ثمرہ یہی تھا دیکھکر گل ہائے داغ
بید مجنون شرم سے وہ سرو رعنا ہو گیا
چشمۂ حیوان بنا اُسکے لبون کی شرم سے
پانی پانی بسکہ اعجاز مسیحا ہو گیا
روز محشر کیا ہوا ہے کیون شب دیجور کی
کیا ہمارا نامۂ اعمال کچھ وا ہو گیا
بیوفائی ہے سرشت اُسکی سو وہ ہم مین کہان
ہم مزاجی کے سبب سے غیر اپنا ہو گیا
جان و دل پر لشکر آرائی تھی جوش یاس کی
مفت اِس بلوے مین شبخون تمنا ہو گیا
ہٹ گیا ہوگا دوپٹہ منھ سے سوتے مین کہین
شب یہان رہنے کا تیرے سب مین چرچا ہو گیا
لگ گئی چپ مجھکو تو بھی بات وہ کرتا نہین
کیا کہون قسمت کو کہنا دشمنون کا ہو گیا

شربت مرگ آب حسرت شور بختی زہر غم
تلخ کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہو گیا
رو دیا اُسنے جو میری لاغری کو دیکھکر
قطرۂ اشک ندامت ہمکو دریا ہو گیا
ہو شبک بسکہ روتے روتے چشم ای ماہرو
شب جو اشک آیا سو اک عقد ثریا ہو گیا
حق تو یہ ہی کیا غزل اک اور مومن نے پڑھی
آج باطل سارے اُستادونکا دعوا ہو گیا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے نوبہار کے آیا کہا ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہی کہ میمون کیسا جست کرتا پھرتا ہی ہمارے قتل کے لیے آیا ہے تو اسکا جلد سر لا جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی اسی کا خوف ہی کہ اگر مین تمھارے گھر بیٹھ جاؤن یا تمسے محبت بڑھاؤن تو یہ مجھکو قتل کریگا کنیزون سے کہکر زہر دلوا دیگا یہ سنکر جیحون جوش مین آیا کہا ابھی اس بیحیا کا سر لاتا ہون یہ کہکر پلٹا جست وخیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامبارک بندر ہماری ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہی یہ کہکے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا میمون ہوشیار جادوگر ہی اُسنے وار خالی دیا للکارتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کہا دیکھ پشت پر تیری کئی جادوگر آ گئے ایسا نہو تجھکو قتل کرین جیحون آواز دیتا ہوا پلٹا میمون نے ہاتھ مارا سر جیحون کا زخمی ہوا جیحون نے خون سر کا چلّو مین لیا لشکر پر میمون کے پھینکا کئی سو ساحر جلکر خاک ہوے قضاے کار ملکہ مقناطیس جادو کہ جسکو جدائی مین شاہ کی کب آرام تھا اُڑتی پھرتی ہی شاہ کو ڈھونڈھ رہی ہی کہ نعرۂ شاہ کی آواز کان مین آئی آواز سنکر بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہے شہریار کہین لڑ رہے ہین وہ یکہ تاز میدان جلالت رستم شوکت اسفندیار ہیبت کسی مقام پر رکنے والے نہین بلند ہوکر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساحرہ حسین چار طرف بادشاہ کے پھرتی ہی کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ مین ساحرون کے بادشاہ لڑ رہے ہین تڑپ کر زمین پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا بڑھکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہی فیروزہ نے کہا مین نہین جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری خیر خواہ ہی بادشاہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی یہ فرزند قباد شہریار ہین دختر سکندر بن ہیکلان عاد مغربی کے بطن اور صلب قباد شہریار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ لشکر اسلام انکی جرأت کا کیا پوچھنا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ بھی شاہ پر مائل ہوئی مقناطیس نے کہا مین ان سب کا ابھی خاتمہ

کرتی ہون پیچھے ہٹکر ایک گولا اسم سحر پڑھکر مارا کہ کئی سو ساحرون کے سر پھٹے و اصل جہنم ہوئے فیروزہ نے بڑھکر اجلال تیز رو عیار کو ٹوکا وہ حقیر جانکر باہر آ پڑا دو چار وار آپس مین رد و قدح ہوئے تھے کہ فیروزہ نے بیٹھکر تیغ مارا کہ دونون پانون اجلال کے اُڑ گئے بڑھکر نوبہار نے میمون کو مارا ساحر بھاگنے لگے مگر کچھ ساحر بھاگ کر پاس اغلال کے پہونچے کہ سعدان قباد کو ملکہ نوبہار نے جا کر رہا کیا اغلال فوراً گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کئی ہزار ساحر تیار ہو کر تے اُنکو لیکر چلا یہان مقناطیس نے دو تین حملے ایسے کیے کہ کئی ہزار ساحر مارے لڑتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی کہا حضور اب نکل چلین بادشاہ انکار کرتے ہین مگر مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اُس پر بٹھایا نوبہار کی طرف نگاہ کر کے آواز دی آؤ بی بی تم بھی نکل آؤ ایک گوشے پر تخت کے نوبہار بیٹھی مقناطیس نے پایہ تخت پر ہاتھ مارا تخت اُڑاتی ہوئی سے نکلی اغلال جادو فوج لیکر اُسوقت پہونچا کہ وہ نکلے آکر دیکھا لاشہ میمون اور حیمون خاک و خون مین غلطان پڑا ہے قید خانہ لٹا پڑا ہے آگے قید خانے کے لالہ زار کھلا ہوا چند ساحر اب بھی سحرون مین نوبہار کے مبتلا سر ٹکرا رہے ہین غل مچا رہے ہین اغلال نے آکر اُنپر سے سحر اُتارا جب اُنکو افاقہ ہوا تو اُنسے حال پوچھا ان سب نے حال بیان کیا اغلال جادو غصے مین کانپنے لگا کہا یارو اس گیسو بریدہ نوبہار نے مجھے بڑا صدمہ دیا کہ بادشاہ کو نکال لیگئی ساحرون نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آکر قیامت برپا کر دی نوبہار بھی اُنھین کے ساتھ گئین اغلال نے کہا مین ابھی اُسکے بھائی گلزار جادو کو نامہ لکھتا ہون وہ آکر اس گیسو بریدہ کو سزا دیگا وہ اس ذلت کو نہ گوارا کریگا میری صحبت مین آکر اُسنے بادشاہ کو دیکھا مجھسے میٹھی میٹھی باتین کر کے یہ دھوکا دیا مین نہ سمجھا کہ یہ بادشاہ کو قتل سے کیون روکتی ہے مراد اُسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤن اگر مقناطیس نہ بھی آتی تو ان ساحرون مین یہ لیاقت نہ تھی کہ اُسکو روک سکتے اور مقناطیس تو بلائے روزگار ہے یہ کہکے پلٹا مگر وہ قلق ہے کہ کسی سے بات نہین کرتا اُسی وقت ایک نامہ لکھا مراد یہ تھی کہ ای گلزار جادو تمھاری بہن نے بڑا ستم کیا مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کرتا تھا اُسنے مجھکو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر رہا کر لیگئی اور ساتھ بادشاہ کے نکل گئی نامہ قاصد

لیکر چلا سقنا طلیس نے راہ مین نوبہار سے جو مفصل حال سُنا سناتا آگیا جی مین کہتی ہی
دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو لشکر اسلام مین آکر پہونچی نوبہار نے کہا اگر حکم ہو تو مین
بالاے قلعہ چمنستان جاؤن بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہین اُنکو جا کے مسلمان کرون خدمت مین
حضور کی لیکر آؤن پھر کوہ زنگار رنگ پر بلوہ کیجیے بادشاہ نے سمجھایا کہ تمھارا جانا بہتر نہین
نوبہار نے نہ مانا اکیلی طاؤس پر سوار ہو کر طرف قلعہ چمنستان کے چلی اس قلعے مین اُسکی
سلطنت ہی قلعے مین آکر پہونچی تخت پر آکے بیٹھی وزیر و مشیر حاضر ہوے نوبہار نے سب سے کہا
صاحبو تم لوگون کو کچھ حال طلسم ہفت پیکر بھی معلوم ہی چہار طرف سے اہل اسلام نے گھیرا ہے
تمام در بند فتح کر لیے تین پہاڑ قبضے مین مسلمانون کے آئے اب چار پہاڑ قبضے مین خداوند کے ہین
طلسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہی ملکہ مغرور شیرین کلام نور چکیدہ خالص قدرت طلسم کشا پر عاشق
ہوئین لوح کا حال بھی اُنکو معلوم ہوا دختر کمیل شہرت مرصع پوش سب حال اُسنے لوح کا
ظاہر کیا طلسم کشا کو معلوم ہو گیا کہ لوح قصر معلق پر ہی کتابین ہماری جتنی تصنیف کردہ خداوند
ہین سب مین صاف صاف تحریر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن ہی یہ
طلسم ہفت پیکر کا فتاح ہی منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی تم سب کو مین سمجھاتی ہون
کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہو گا ہزارہا ساحر قتل ہوا ملکون پر
کیسی تباہی ہی وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی آپ کے
بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہین نوبہار تخت سے یہ کہکر اُٹھی کہ بھائی صاحب تشریف
لاتے ہین مین اُنسے چند ساعت باتین کر کے اُنکو رخصت کر دونگی تم سب صاحبون کو خدمت
اہل اسلام مین چلنا ہو گا یہ کہکر برائے استقبال گلزار جادو چلی بیرون بارگاہ آئی گلزار
نے جو بہن کو دیکھا جلگیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہی حال سے ملکہ نوبہار
کے آگاہ ہی مگر خاموش ہو رہا نوبہار نے پوچھا بھائی صاحب خلاف وقت آنے کا کیا باعث
ہوا گلزار نے کہا تمھین دیکھنے کو دل چاہتا تھا بیقرار ہو کر آیا نوبہار نے گلزار کا استقبال کیا
بارگاہ مین لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نوبہار سامان خاطرداری مین مصروف ہوئی نوبہار
۸ جو سامنے سے ہٹی ملازمون نے گلزار سے بیان کیا آپ کی ہمشیرہ پاس بادشاہ لشکر اسلام

کے جانے کو ہین، ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ آپکی آمد سُنکر براے استقبال گئین اب آپکے نزدیک جو مناسب ہو وہ کیجیے گلزار خاموش ہو رہا جب نوبہار نے ساقی بیجون کو بلایا شراب پیش کی تو گلزار نے آنکھ بچاکر بیہوشی ملائی کہا بہن یہ پہلے تم پیو نوبہار اس انقلاب سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر سُنکر آیا ہے اہل دربار نے آتش افروزی کی جام پی گئین پی کر کرسی پر بیٹھین تھوڑے عرصے مین آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے نوبہار گھبراکر اپنے مقام سے اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان مین سوزن دی مسلسل کرکے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ تو نے قلعۂ اغلال مین جاکر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزارہا ساحر مارا گیا اغلال نے شکایت لکھی ہے اب تجھکو خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا وہان سزا ملیگی کہ ساحرون کو قتل کرایا بادشاہ کو اُسکی قید سے چھڑایا وہ مجبور ناچار اپنے مقام پر حیران و پریشان ہے اُسنے سب حال مجھکو لکھا یہان اہل دربار تمھاری شکایت کررہے ہین کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ خدمت بادشاہ اسلام مین چلو تو تو بادشاہ اسلام کو دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو بھولی اہل اسلام پر توجہ کی نوبہار کو ارابے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلا یہان بادشاہ اسلام لشکر مین مین جب کئی دن گذرے اور نوبہار واپس نہ آئین اُنکی صورت زیبا کی زیارت نہ ہوئی فرمایا کہ ای فیروزہ ذرا دریافت تو کرو کہ نوبہار پر کیا گذری فیروزہ اُسی وقت قطورہاے زربفتی سے آراستہ ہوکر براے خبر نوبہار نکلا خیال مین یہ تھا کہ قلعۂ حمیستان پر چلون جو ملکہ کی حکومت کا قلعہ ہے رہروی کرتا ہوا آتا ہے اسی فکر مین کہ کسی طرح ملکہ کا حال دریافت کرون راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ارابے پر ملکہ نوبہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار یہ عہدۂ سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوے جاتا ہے فیروزہ صورت بدل کر کوہ سے اُترا اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نوبہار کو لیے ہوے طرف کوہ زنگار رنگ کے جاتا ہے فیروزہ یہ دریافت کرکے پلٹا خدمت شاہ مین آیا مقناطیس وغیرہ دربار مین حاضر ہین کہ فیروزہ آکر پہونچا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون ای یار وفادار کیا خبر لائی یاد مین اُس نازنین و معشوق سرخ پوش کی عجب کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہے نظم

رک گیا اُس پری سے جی ہی تو ہی
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہی
راہ پر آپ کا اجارہ کیا
آگیا رنج دوستی ہی تو ہی
وقت بد مین کہان انیس و جلیس
نہین لگتا چمن مین جی ہی تو ہی

نہ بنی ہمسے دوستی ہی تو ہی
للہ الحمد کیا نود ہوئی
ہم بھی آ نکلین گے گلی ہی تو ہی
نا شگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہی
ضبط آخر نہ ہو سکا اے رند

نہ رہا ہوش بیخودی ہی تو ہی
بن پڑی ہمسے عاشقی ہی تو ہی
وجہ آزردگی بتاؤن کیا
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہی
دل ہمارا اُداس ہے بلبل
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہی

اسطرح بیقرار ہوکر یہ اشعار سعد شہریار نے سامنے فیروزہ کے پڑھے فیروزہ نے بیقرار ہوکر عرض کی ای شہریار نوبہار نے بڑی خیرخواہی پہ کمر باندھی تھی مگر اُسکے بھائی نے اُسے قید کرلیا ابھی غلام نے دیکھا کہ ملکہ ارابے پر سوار گلزار ہمراہ لیے ہوے طرف کوہ زنگار رنگ کے جاتا ہی چند کنیزون کو بھی ہمراہ لیا ہو کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دین کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دیتی تھین کہ چلکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو بڑے سامان سے گلزار گیا ہی ثبوت خطائے ملکہ نوبہار مین کوئی جملہ اُسنے اُٹھا نہین رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہی فوراً حکم دیگا کہ نوبہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ اول تو مین گلزار کو راہ مین لونگا ورنہ اپنے کو تا بہ کوہ زنگار رنگ پہونچاؤنگا وہان جاکر ملکہ نوبہار کو چھڑاؤنگا یہ فرماکر بادشاہ سوار ہوے مقناطیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ ای شہریار مقام کوہ زنگار رنگ عجائب وغرائب سے معمور ہی ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا مین پھنسین تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا جب بہت سردارون نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ مین آپ لوگون کا ساتھ چلنا نہین چاہتا مین یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کریگا تو اُس گرفتار دام رنج و مصیبت کو رہا کرلونگا یا اپنی جان دونگا اُسنے ایسی خیرخواہی کی اپنی جان دینے مین کچھ اُٹھا نہین رکھا مین خبر سنون کہ اُسکی قید جاتی ہی اور نہ جاؤن تو خلاف مروت ہی سردار یہ کہکے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہ ایک ناخن پاے حضور پر ہماری جان نثار ہی بادشاہ مرکب پر سوار ہوے مقناطیس ورشکبا نے لشکر تیار کیا ساحر و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی بادشاہ بہ فکر رہائی نوبہار روانہ ہوے یہان گلزار قید لیے ہوے نوبہار کو دامنہ کوہ زنگار رنگ مین پہونچا زیر کوہ دو کا۔ مین

آراستہ میلا جمع ہی بالاے کوہ تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کر رہی ہی مراد مند جمع ہین گلزار جو اس مجمع مین پہونچا دوکاندار اٹھ اٹھ کے اپنی دوکانون سے پاس گلزار کے آتے ہین پوچھتے ہین اے گلزار یہ قیدی کون ہی گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہی رنگار رنگ جادو حاکم بیان کا سامنے تصویر کے حاضر ہی مراد مندون کو پیش کر رہا ہی موافق ہر ایک کی خواہش کے تصویر سے آواز آتی ہی مراد مند مرادین پا رہے ہین درختون پر جانور بیٹھے ہوے تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین ہزارہا زاغ وزغن درختون پر جمع ہین نام ہفت پیکر پکار رہے ہین ہر ایک زاغ وزغن کا یہی قول ہی کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہین سامری اور جمشید انھین کے بندے تھے اُن سب نے بڑی حماقت کی کہ دعوی خدائی کر بیٹھے آخر کار ایک سب غائب ہوے انکی خدائی روشن ہی ہر طرف سے یہی آوازین آرہی ہین کہ رنگار رنگ جادو نے بڑھکر تصویر سے عرض کی کہ گلزار جادو نوبہار کو گرفتار کر کے لایا ہی کیا ارشاد ہوتا ہی تصویر سے آواز آئی ہم اُسکے حال سے بخوبی آگاہ ہین بالاے کوہ اُس گنہگار کو نہ لاؤ زیر کوہ سامان قتل کرو رنگار رنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہین بالاے کوہ اس گنہگار کو نہ لاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والون کو حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو اہل فوج داربن استاد کرنے لگے جب نوبہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے مالک کارساز رحم اپنا شریک کر مین نے مذہب حق کو اختیار کیا اس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہون تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

تو بادشاہ جہانی و دو جہان محتاج
تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج
جہان بباب عطاے تو روز و شب سائل
زمانہ بر در لطف تو ہر زمان محتاج
بگوش قدرت تو دو گوش میکند یارب
کند چو بر در دربار تو فغان محتاج
رسا بکام دل خویش از عنایت تو
غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج
مطیع حکم تو دام و دد و وحوش و طیور
فرشتہ بندہ درگاہ و انس و جان محتاج

گلزار سامان قتل نوبہار کر رہا ہی داربن استاد ہین جلاد با خنجر برہنہ سر پر کھڑے ہین شلنگین لگا رہے ہین گلزار چاہتا ہی حکم دون کہ نوبہار کا سر کاٹ لو کہ صحرا سے گرد

اُدھر اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر فوج دریا موج دو طرف سے دو ابر سیاہ اُٹھے ہین کہ اُن ابرون سے رعد کی گرج برق کی چمک معلوم ہوتی ہے دونون وہ ابر بہ روا روی آتے ہین بادشاہ نے جو دیکھا وہین سے نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
نہال گلستان صاحبقران
ہزبر قربان شاہ اسلامیان

جو ہمراہی پشت پر تھے سب نے تلوارین کھینچین بادشاہ لڑتے ہوئے چلے کہ وہ دونون ابر بھی آکر گرے داہنی جانب سے ملکہ مقناطیس بارہ ہزار کنیزون کو ہمراہ لیے ہوئے اور بائین طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحرون کے آکر گرین دونون نے جو سحر کیے ہزارہا ساحر قتل ہوئے دوکاندار فریاد کرتے ہوئے بھاگے میلہ لٹنے لگا کل اہل میلہ فریاد کرتے پھرتے ہین کوئی پکارتا ہے یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا بلا نازل ہوئی ہم تو مراد مانگنے آئے تھے یہ کیسی نامرادی ہے بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا کہ تو بہار کو رہا کرون کہ گلزار سحر کرتا ہوا بڑھا پکار کر آواز دی ای بادشاہ قریب گنہگار کے نہ جلنے دونگا یہ کہکے گلزار نے گولہ مارا شعلۂ آتش بھڑکے تلوارین برسنے لگین مگر کوئی شی بادشاہ پر نہین آتی تلوارین الگ گر رہی ہین شعلہ ہای آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہین میلے والے جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے میرا لشکر تباہ ہوتا ہے بادشاہ پر کچھ تاثیر نہوئی ایک تلوار بھی اگر اُنپر گرتی تو سر اُڑ جاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی انکے قریب نہین جاتی گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسنے لگا برف کی سلین گرنے لگین دم بھر مین کوہ سفید کے انبار ہوگئے سب کافر سردی سے مثل بید کانپ رہے ہین مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گری گرد مرکب انبار ہے جسم مرکب بادشاہ کا برف و پانی سے محفوظ ہے جس طرف گھوڑا بڑھاتے ہین برف پانی ہوکر بہ جاتی ہے یہ تاثیر دکھاتی ہے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب گلزار کے پہونچے گلزار تو اپنے سحر سے عاجز ہو چکا تھا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر گلزار پر ہاتھ مارا گلزار کی پشت پر جو سپر پھولون کی پڑی تھی اُس سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کے

دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا تو قبہ سپر پر تلوار چمکی تھی یا زیر تنگ تلوار نے بوسہ دیا گلزار کا مارے جانا افسران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ملکہ نوبہار کے پہونچے نوبہار بادشاہ کو دیکھکر شگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھکر زبان سے نوبہار کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قبہ کٹکر گری نوبہار تڑپ کر اٹھی چھلے لشکر گلزار پر گری کئی سو کے سر اڑا دیے کچھ پھولون کا زیور جو جسم پر آراستہ تھا اتار کے پھینکا پھول جو بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہوگئے کوئی سر ٹکراتا ہو کسیکا گریبان چاک کوئی منھ پر خاک مل رہا ہو لشکر مین گلزار کے ہنگامہ پڑگیا ایک طرف سے مقناطیس سحر کرتی ہوئی آتی ہو اور ایک طرف سے مشکبار سحر کرہی ہو رنگار رنگ جادو نے بالاے کوہ سے دیکھا کہ میلہ تباہ ہو رہا ہو گلزار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینون جادوگرنیان جم کے سحر کر رہی ہین کہ پہاڑ تک انکے سحر پہونچ رہے ہین رنگار رنگ کانپتا ہوا سامنے تصویر کے آیا عرض کی یا خداوند مقناطیس و مشکبار و نوبہار نے سارے میلے کو لوٹ لیا ہو دوکاندار بھاگے جاتے ہین کوئی ایسی تقدیر کیجیے کہ بندے آپ کے اس آفت سے نجات پائین آواز آئی ای رنگار رنگ قدرت خود اس فکر مین ہین دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہو جا کر تماشہ دیکھو رنگار رنگ جادو برنگون سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جلد آؤ دیکھا بہاوے تصویر سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان پیچیدہ ہوکر بالاے آسمان پہونچا آواز آئی منم آسمان سیر کوہ انداز تصویر سے آواز آئی ای بندی خاص الخاص مقناطیس و مشکبار و نوبہار کو لینا اس جفا مین قید ہون کہ سحر کرنا بھولین وہ ساحرہ دھوئین سے نکلکر پہاڑ پر آئی پاؤن پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جاؤ تمکو قدرت نے نظر کردہ کیا آسمان سیر نے آکر رنگار رنگ جادو کو سلام کیا کہا ای رنگار رنگ آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے رنگار رنگ نے کہا ای آسمان سیر جلد جاؤ لاکھون بندگان قدرت قتل ہوے اگر تمنے دیر کی تو سارا میلہ تباہ ہو جائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی امان نہ پائیگا ذرا خیال کرکے دیکھو نوبہار کس لطف سے لڑ رہی ہو تمام زیور پھولونکا جو جسم پر آراستہ تھا سب اسنے

نوچکر پھینک دیا دیکھو تو سب ساحر و غیر ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض ابرد ڈوبنے کو جھیل مین جا کر گرتے ہین آسمان سیر نے کہا یہ سب بلائین دفع ہو جائین گی لشکر اہل اسلام اس رنگ مین پھنسے کہ نکل نسکے پھر قدرت کو اختیار ہے زنگار رنگ کو آسمان سیر سمجھا کر پہاڑ سے بلند ہوئی نوبہار نے دیکھا میرے چہار جانب چار پہاڑ ہین اور سحر کرنے سے مجبور ہون سحر یاد نہین آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سائے مین بیٹھی زنگار رنگ کے کان مین آواز آئی کہ دیکھ ہین نے نوبہار کو تو عاجز کیا سامنے درخت کے سائے مین بیٹھی ہی زنگار رنگ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ گرد چار پہاڑ ہین اور ایک چھوٹا میدان اس میدان مین ایک نخل ہے اسکے سائے مین سر جھکائے بیٹھی ہے افسوس کہ رہی ہی زنگار رنگ نے پکار کر آواز دی ای آسمان سیر کیا کہنا سحر اسکا نام ہی جو تو نے کیا آواز آئی ای زنگار رنگ دیکھو بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا دیکھو کیا آفت ہوتی ہی زنگار رنگ نے اپنی فوج کو اشارہ کیا قلعۂ زنگار رنگ سے ستر ہزار جادوگر اسباب سحر لیکر نکلے لشکر اسلام سے جنگ ہونے لگی لشکر اسلام ہٹ کر نخلستان مین پہونچا فوج زنگار رنگ ہٹ آئی کل اہل لشکر اسلام کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار کھنچی ہے اس دیوار پر لاکھ لاکھ سحر کیا غیر ساحرون نے گرز اور نیزے مارے مگر دیوار پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مقناطیس ایک جانب لڑ رہی ہے سحر کرتی جاتی ہے کہ اسکے کان مین رونے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ درد کشیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے۔

نظم

گر مین کمبخت وہ بخیل ہوا
کون مشتاق سلسبیل ہوا
ہاے وہ لاف ہاے خود کامی
میرے آزار کا کفیل ہوا
فخر حسن و عشق تھا بے مثل
مین اگر بزم مین ذلیل ہوا
کوتہی کے جواب مین جون جون
مجھکو چھیڑا آسمان ذلیل ہوا
آسمان راہ پر نہین آتا
غیر ہر کام مین دخیل ہوا
کسقدر تیز رو ہی سوے صنم
مین ترا تو مرا عدیل ہوا
آتش آہ بے اثر سے مری
اور بھی خط مرا طویل ہوا
گرہی بیخودی ہے صہبا مین
دعوی خضر بے دلیل ہوا
اب تغافل ہے وان مگر گردون
نامہ بر میرا جبرئیل ہوا
آپ کی کون سی بڑھی عزت
آسمان گلشن خلیل ہوا
ہاے مومن شہادت بے جا

بہر وصل صنم قتیل ہوا

مقناطیس یہ صدائے دردناک سُنکر بیقرار ہوگئی پلٹ کے دیکھا کہ ایک مقام پر چار کوہ ہین ایک نخل کے سائے مین نوبہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور اشعار مذکور زبان پر جاری ہین مقناطیس بیقرار ہوکر اُن پہاڑون کے بیچ مین پہونچی جاکے نوبہار سے ملاقات کی نوبہار نے ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا مقناطیس بھی پاس نوبہار کے بیٹھی مشکبار سحر کر رہی ہی کہ پلٹ کے اسنے دیکھا مقناطیس کہان گئی اب جو دیکھا تو ایک درخت کے سائے مین نوبہار سے باتین کر رہی ہی مشکبار تڑپ کے پاس مقناطیس جادو کے پہونچی یہ تینون ایک مقام پر بیٹھی ہین لشکر کل دیوارون مین گرفتار ہی بادشاہ نے پلٹ کے دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہین حیران ہوکر چہار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سارا حصار دیوار مین پھنسا مقناطیس اور مشکبار و نوبہار پہاڑون کے بیچ مین بیٹھی ہین سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہریار پر تلوارین کھینچکر آتے ہین اور جہنم واصل ہوتے ہین یکایک گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہر چند بادشاہ نے روکا مگر نہ رکا طرارہ بھر کے پہاڑون کے بیچ مین پہونچا فیروزہ ہمراہ رکاب ہی ایسا گھوڑا بگڑا کہ آخر بادشاہ پشت مرکب سے اُتر پڑے پہاڑ چارون مل گئے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب راستہ نہین ایک نخل کے سائے مین جا بیٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہی ہر مرتبہ بادشاہ کو پکارتا ہی ای شہریار یہان سے نکلیے بادشاہ ہر مرتبہ اُٹھتے ہین چاہتے ہین مین مرکب کو قبضے مین کرون پشت پر اسکی سوار ہون مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہی لیکن راستہ نکلنے کا نہین پاتا یہی حال بادشاہ کا ہی تینون جادوگرنیان نخل کے سائے مین سے نہین اُٹھتین آپس مین ہم کلام ہو رہی ہین زنگار رنگ جادو دیکھ رہا ہی آسمان سیر آسمان سے اُتری آکے زنگار رنگ سے کہا کہ ملاحظہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہی اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی مگر پہاڑون کے بیچ مین بیٹھے ہین نکل نہ سکینگے اسی مقام پر تڑپ تڑپ کر مرینگے زنگار رنگ کو سمجھا کر آسمان سیر قریب تصویر سنگی کے آئی عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمائیے مین نے سبکو قید کر دیا مین بادشاہ کا انتظام کرونگی ایک ہفتے مین تمام ہو جائینگے یہ کہکے تصویر سے رخصت ہوئی آسمان پر پہونچی انتظام کرنے لگی یہان بادشاہ کو دن بھر گذرا بے آب و دانہ شام ہوئی بادشاہ نے

فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ تمنے دیکھا کہ اس قیدخانے مین آب و دانہ بھی بند ہی فیروزہ اپنے مقام سے اُٹھا چار طرف پھرا مگر راستہ نکلنے کا نہ پایا پلٹ کر پاس نوبہار کے آیا کہا کیون ای نوبہار کچھ سحر وغیرہ تمکو یاد نہین نوبہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہوگیا کوئی اسم سحر یاد نہین اب دیکھین اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر ای فیروزہ بن عمرو جب تک آسمان سیر نہ قتل ہوگی یہان سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سُنکے پھرنے لگا قریب ایک درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئین دباکر بہ مجبوری اُترا درے سے باہر نکلا دیکھا پہلوے کوہ مین ایک باغ ہی اندر سے اُس باغ کے گانے کی آواز آتی ہے فیروزہ پشت باغ پر کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد مین گانا ہورہا ہی ایک گائن بیٹھی ہوئی تانین لگا رہی ہی آسمان سیر کہہ رہی ہی مین نے سب مسلمانون کو ایسے مقام پر قید کیا کہ جہان آب و دانہ کا نام نہین بادشاہ اسلام کو بڑا گھمنڈ ہی کہ بازو پر نقش درویش کامل کا دیا ہوا بندھا ہی کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہین کرسکتا مگر مین نے ایسے طور سے سحر کیا کہ وہان سے نکل نہ سکین گے آب و دانہ بھی مین نے بند کردیا یہ باتین دیوار سے فیروزہ نے سنین دبے پانون دیوار پر سے اُترا زرغے مین چھپکر بیٹھا گائن گاتے گاتے اپنے مقام سے اُٹھی اُس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اُس گائن کو حباب مارکے بیہوش کیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسی کی صورت بنکر سامنے آسمان سیر کے آیا بیٹھکر کھب کے یہ اشعار گائے ۔ **نظم**

جلون کے بدلے مجھکو زمین پر گرا دیا
اُس شوخ بے حجاب نے پردہ اُٹھا دیا
برق آہ کو جو مین نے کہا مسکرا دیا
دل گرمیون نے اُسکی کلیجہ جلا دیا
فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
تاثیر سوز دل کرہ نار ہے مگر ✚
اُس شعلہ رو کو سینے سے میرے لگا دیا
اشک فغان کی ہاے رقیب آفرینیان
محشر نے خفتگان زمان کو جگا دیا
مٹی پڑی مزار تلک آکے اسپہ بھی
کہتے ہین لوگ خاک مین اُسنے ملا دیا
اُسکی شرارتون سے جگر داغ داغ ہی
گل کھانے کو رقیب کا چھلا منگا دیا

ایسی غزل کہی ہی یہ جھکتا ہو سب کا سر ۔ مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا

آسمان سیر نے کہا ای شعلہ رخسار آج تو تو نے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہی وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی وہ گرفتار ہوے جی چاہتا ہی آج شراب وکباب کا چرچہ ہو خوب خوشی کرین آسمان سیر نے کہا ای شعلہ رخسار یہ سحر مجسے ایسا بن پڑا کہ قدرت خوش ہو گئے فرماتے تھے مین نے صدہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہی کہ بازو پر اُنکے نقش بندھا ہی کوئی ساحر پاس نہ جا سکیگا بے آب ودانہ مر جائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے بی مقناطیس کو اپنے سحر پر بڑا دعوی تھا اب سب منتر جنتر فراموش ہوے بی مشکبار کہ ہمیشہ اس گھمنڈ مین رہتی ہین کہ ہمسے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ذرا سے شعبدے مین کیسی پھنسین اب اُس نخل کے نیچے سے اُٹھ نہین سکتین مین اُسجگہ قدم نہ رکھونگی اگر بادشاہ کے سامنے جاؤن وہ ہاتھ تھام لین تو رہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا وہان جانا بہتر نہین چند کنیزین مقرر کرتی ہون کہ قیدیون کی خبر لایا کرین اہل لشکر کہ حصار دیوار مین پھنسے ہین فریاد فریاد کرکے مر جائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا واری مین نثار ہو جاؤن کلید میخانہ مجھکو مرحمت ہو آج وہ ساقی گری کرون کہ کوئی باقی نہ رہے آسمان سیر نے کہا یہ کنجی موجود ہی تم سب کے خوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہی کنجی دیکر کہا ای شعلہ رخسار ایک تدبیر مین نے اور بھی کی ہی بیہوشی زہر سنکھیا کوئی مجھکو کھلا نہین سکتا یہ میرے بازو پر پتلے بندھے ہین فوراً منع کرینگے اتو فیروزہ کے ہوش اُڑے جی مین کہتا ہوا ای فیروزہ بڑا ہی دعوی ہو کہ شراب مین بیہوشی ملا کے لاؤن اگر حال کھل گیا تو عذاب الیم سے قتل کریگی دل مین کہتا ہوا ای فیروزہ کیا تدبیر کرون میخانے سے جاکر شراب لایا سب کو پلائی مگر بیہوشی نہ ملائی تمام شب اسی تردد مین گذری دل سے کہتا ہوا ای فیروزہ بادشاہ کو دو شبانہ روز بے آب ودانہ ہو چلے ایسا نہ ہو صدمے سے ہلاک ہو جائین دن کو کئی مرتبہ سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کہتی ہی ہمارے رہنے کا مقام اور ہی اُن قیدیون کے اختتام تک رہونگی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتون مین یہی چاہتی ہے کہ اسکو تنہائی مین لیجاؤن

چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی آسمان سیر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبرین
شاید انکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہکے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا مین لشکر نقابدار مرصع پو
اُترا ہوا ہی لشکر مین کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین سُن چکی ہے کہ یہ نقابدار بھی
مسلمانون کا مددگار ہی جابجا اسنے کار نمایان کیے ایک پہاڑ پہ آکے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان پہ
ایک ابر سیاہ اُٹھا برف آسمان سے برسنے لگی نقابدار بارگاہ مین بیٹھا ہی افسران فوج
گرد جمع ہین عیار طرار بلاے روزگار پشت پر کھڑا مگس رانی کر رہا ہی کہ لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا
نقابدار نے کہا ای یار وفادار ذرا باہر نکل کے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہو کہ صداے
فریاد بلند ہوئی یہ کہکے صحن مین آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہی برف برس رہی
ہی عیار نے آسمان کو دیکھکر کہا یہ ابر اصلی نہین ہی کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہی خدا خیر
کرے یہ کہکے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آکے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہی اور دور دور
چاندنی نکلی ہوئی ہی اب تو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی دیکھتا ہوا ابر کو لشکر سے نکلا
دیکھا سامنے کوہ ہی اُسپر سے لکہ ہاے ابر اُٹھتے ہین ابر سیاہ مین جا کر ملتے ہین ابر کو زور
دے رہے ہین جب یہ لکہ ہاے ابر جا کر اُس ابر سیاہ سے ملجاتے ہین تو برف کی ترقی
ہوتی ہی عیار اُسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اُسپر سے چڑھ کے دیکھا کہ ایک
ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی جی مین کہتا ہی ای برق ثانی جو سوچے تھے وہی بات ٹھہری اسوقت
قبلہ وکعبہ ہوتے تو ہماری راے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچکر ایک جادوگر کی
شکل بنا ایک نامہ تیار کر کے ہاتھ مین لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا پھر سوچا کہ اگر پہاڑ پر
کودے تو اس جادوگرنی کے پاس پہونچے اگر نیچے گرے تو استخوان چور چور ہوے خیر
جانبازی کا ہماری ذکر ہوگا یہ تو کہنے والے کہینگے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ
نتھی یہ کہکے کودا اور وہین سے نعرہ کیا کہ منم فرستادۂ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پر آکے
پانون قائم ہوے آسمان سیر نے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا
گھبرا گئی ہاتھ مین کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ دار ہے قدرت نے بھیجا ہوگا مین کئی دن سے
خدمت مین حاضر بھی نہین ہوئی شاید یہ نقابدار طرفدار قدرت ہو مجھسے خطا ہوئی یہ سوچکے ۲۰

اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر آواز دی ای ساحر کہان سے آتا ہے مین ہون آسمان سیر ساحر
جھپٹ کر قریب آیا کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر بھول گئی دیکھ اس نامے مین کیا لکھا ہے
قدرت تجھ سے بست خفا ہین آسمان سیر نے نامہ لیا دیکھا تہ بہ تہ لپٹا ہوا ہے نامے کو کھولنے
لگی تہ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اُڑی ارے کہکر لہرائی عیارہ آمادہ کھڑا تھا خنجر کھینچکر پہلو پر مارا
کہ شکم چاک قصّہ پاک آسمان سیر لہرا کر گری فیروزہ بن عمرو یہ تو باغ مین آسمان سیر کے بصورت
شعلہ رخسار گائن موجود ہے کنیزون مین بیٹھا مسخرہ پن کر رہا ہے کہ یکایک دناتا ہوا ابر سیاہ آسمان
پر آیا چمن جلنے لگے صدہا درخت گرے طائر جلکر خاک ہوے کنیزین سر پیٹنے لگین کہتی تھین
غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اُنکے سحر کی علامتین مٹ رہی ہین خاص اُنکے قتل کی
نشانی ہے کیون شعلہ رخسار اب ہم کیا کرین کہان جائین عمر بھر تو اُنکے ساتھ بسر کی شعلہ رخسار
نے کہا ہم تم سب ملکر چلین اُنکے خون کا بدلہ لین کسنے اتنی جلدی مار لیا مگر فیروزہ حیران ہے
کہ آسمان سیر کو کسنے مارا دوڑ کر میخانے سے تُنگ شراب کا لایا اُسمین بیہوشی ملا کے کنیزون کو
شراب پلائی پلا کے بیہوش کیا سب کو قتل کرکے چلا یہان بادشاہ اسلام مع مقنا طلیس و نوبہار
و مشکبار حصار کوہ مین قید تھے دیکھا یکایک دناتا ہوا پہاڑ گرے مقنا طلیس کو سحر یاد آیا
نوبہار بھی تڑپ کے اُٹھی مشکبار سجدہ شکریہ پروردگار کرنے لگی مرکب باد رفتار جو بھاگا ہوا پھرتا
تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اُسپر سوار ہوے تینون جادوگرنیان
ہمراہ دور سے دیکھا لشکر بھی آتا ہے کہ فیروزہ آکر پہونچا اپنے آقا کو جو اس حال مین دیکھا
خوش ہو گیا عرض کی ای شہریار نہین معلوم آسمان سیر کو کسنے مارا کہ باغ اُسکا ویران پڑا ہے
مین نے اُسکی کنیزون کو قتل کیا مین کل سے حضور کے پاس سے گیا باغ اُسکا بہت قریب
تھا مگر خوف سے اُسکو بیہوشی نہین پلائی بادشاہ نے قلعہ زنگار رنگ کو جو دیکھا اُسی
طرف متوجہ ہوے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھتے چلے جاتے ہین لشکر تو بادشاہ
کا رک گیا تینون جادوگرنیون نے پڑھکر وہ گولے مارے کہ پھاٹک ٹوٹا زنگار رنگ جادو
کو خبر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آپڑے زنگار رنگ فوج لیکر نکلا اُسوقت پہونچا کہ پھاٹک
پر بادشاہ لڑ رہے ہین لاشون سے جادوگرون کے خندق پاٹ دی ہے ساحر غلبہ کر رہے ہین

چاہتے ہین قلعے مین نہ آنے دین مگر نوبہار نے بڑھکر ایسے سحر کیے کبھی تو بجلی پھینک ماری کبھی زیور گل جسم سے اُتار کر پھینکا ہزار دو ہزار بلبلا ئے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے ہوے سامنے آ گئے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے۔ نظم

کرتا ہی قتل عام وہ اغیار کے لیے
دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیے
دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے
عاشق ہوے ہین ہم ترے آزار کے لیے
دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکہ دون
رکھا ہی اسکو حسرت دیدار کے لیے
قتل اُسنے جرم صبر جفا پر کیا مجھے
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے
لے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تلخ اب
تجویز زہر ہی ترے بیمار کے لیے
آتا نہین ہی تو تو نشانی ہی بھیجدے
تسکین اضطراب دل زار کے لیے
چلنا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم
طرز خرام شوخی رفتار کے لیے
جی مین ہی موتیون کی لڑی اُسکو بھیجدون
اظہار حال چشم گہربار کے لیے
دیتا ہون اپنے لب کو بھی گلبرگ سے مثال
بوسے جو خواب مین ترے رخسار کے لیے
جینا امید وصل پہ ہجران مین سہل تھا
مرتا ہون زندگانی دشوار کے لیے
مومن کو تو نہ لاے کہین دام مین وہ بت
ڈھونڈھے ہی تار سبحہ کے زنار کے لیے

نوبہار نے افسران فوج کو بیقرار دیکھا فوج زنگار رنگ پر اشارہ کر دیا ایک طرف سے مقناطیس نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آئے عذر کرتے تھے کہ ای ملکۂ عالم جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لائین مقناطیس نے یہی بھائی کو بھائی سے لڑوایا بیٹے کو باپ سے قتل کرایا مشکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گر رہی ہے کئی سو کے سر اُڑا دیے زنگار رنگ جب سحر کرتا ہی ہزارہا ساحر و غیر ساحر ٹھہر جاتے ہین زنگار رنگ کو زیادہ یہ مشکل پڑی ہی کہ اسکے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہین کسی کو روکا جب روکے سے نہ رکا جھلا کر قتل کر ڈالا قتل کر کے افسوس کرتا ہی کبھی کہتا ہی ہاے وہ افسر مارا کہ جسکا رفاقت مین مثل نہ تھا افسوس مین نے خود قتل کیا اس ہنگامے مین کس کس پر سے سحر اُتارون کیونکر اپنے یاران ہمدم کو بچاؤن آخر ناچار ہو کر قتل کر ڈالتا ہون کہ بادشاہ

لڑتے بھڑتے قریب تخت رنگار رنگ پہونچے گریبان سحر چاک ہوچکا ہو ستارۂ سحری آسمان پر چمک رہا ہو شعاع نیّر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہو جب شہنشاہ گیتی ستان جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب رنگار رنگ پہونچے رنگار رنگ نے آگ برسائی تلوارین گرائین ان چیزون نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی جب قریب پہونچ گئے تو رنگار رنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری رنگار رنگ کے دو ٹکڑے ہوے رنگار رنگ کو مار کر بادشاہ طرف دار الامارۂ شاہی کے چلے کہ وزیرون اور امیرون نے آکر قدمبوسی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہین بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا آندھی سیاہ چل رہی ہو کوہ رنگار رنگ پر اندھیرا چھایا ہوا ہی نوبہار نے بڑھکر عرض کی ای شہریار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے پہاڑ پر نہ جایئے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امروز فردا مین جو پہاڑ چھوڑ دیگا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر بلا مین مبتلا ہون بادشاہ نے زنانا طرف کوہ کے چلے نوبہار نے بڑھکر سحر کیا کہ چند لڑکے مشعلین لیے ہوے ظاہر ہوے انکی روشنی مین بادشاہ چلے کہ تصویر سنگی نے آواز دی ارے رنگار رنگ جادو انکو نہین روکتا کہ چند برہمنون نے بڑھکر عرض کی کیا قدرت کو ظاہر نہین ہوا رنگار رنگ جادو مارا گیا قلعے پر قبضہ کرکے بادشاہ اسطرف آتے ہین رنگین جادو کہ رنگار رنگ کا بھائی ہے دیکھیے بادشاہ کے ساتھ آتا ہی سحر ہوا کو برطرف کر رہا ہی بادشاہ گھاٹیان طی کرنے لگے تصویر سے آواز آئی کہ ای کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر بشکل مہیب نکلا نکلکر ایک چیخ ماری کہ ہر طرف سے ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوے تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ستر ہزار جادوگر صفین باندھکر کھڑے ہوے کوہان کوہ در آگے بڑھا گھاٹیون پر آکے سحر کیا کہ کوہ تھرانے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیون پر نہین جمتا جس طرف چلتے ہین پہاڑ مین جنبش پاتے ہین کئی ہزار جادوگر جو ساتھ بادشاہ کے گھاٹیون پر چڑھ آئے تھے وہ سب قعر کوہ مین گرے ہر مرتبہ کوہان بڑھکر سحر کرتا ہی اور کہتا ہو کہ بادشاہ کیون نہین گرتے کہ مقناطیس سحر کرتی ہوئی پہلو پر بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقناطیس کو دیکھا آواز دی او گیسو بریدہ تو بھی ان باغیون کے ساتھ ہو یہ کہکے سحر کیا جس تصویر کہ

مقناطیس کھڑی تھی وہ پتھر پھٹا ایک آواز دناٹے کی آئی قریب تھا کہ مقناطیس بھی قعر کوہ مین گرے کہ نوبہار نے بڑھکر مقناطیس کو سنبھالا کہا ہوا کوہان کوہ در سحر کر رہا ہی مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کوہان نے اُس گولے کو کاٹا گولے کے کٹتے ہی صدہا آہوان صحرا پیدا ہوے کوہان کو آہوؤن نے آکے گھیر لیا جنگ کرنے لگے کئی ہزار جادوگر بار کر گرا دیے کوہان پیچھے ہٹا نام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلوے کوہ سے چند شیر ظاہر ہوے آہوؤن پر آکر گرے اب آہو بھاگنے لگے شیرون نے اپنا رنگ باندھ دیا آہوون کو بھگا کر ساحرون کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور شیر دھڑو کے مار رہے ہین طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس مہیب لڑتے ہوے شیرون پر جا پڑے کبھی خرس شیرون پر غالب آئے کبھی شیر خرسون پر آوازین مہیب آنے لگین تھوڑے عرصے مین شیر و خرس غائب ہوے بادشاہ گھاٹیون کو طے کر کے بالاے کوہ آگئے کوہان نے جو دیکھا کہ مین نے ہر چند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی بادشاہ لڑتے ہوے بالاے کوہ آگئے ساحرون کو قتل کر رہے ہین تینون جادوگرنیان چمک چمک کے سحر کر رہی ہین جس پر سحر کیا اُسے مار کر گرا دیا پہاڑ پر صاف ظاہر ہو کہ چمنستان لالہ زار کھلا ہی ہزار ہا لاشہ لوٹ رہا ہی تصویر سنگی سے آواز آئی کہ ای کوہان اپنا سحر کیون نہین کرتا بادشاہ پر یہ سحر تاثیر نہ کریگے اُنکے بازو پر درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہی کوہان نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف نخلستان کے پھینکا دیکھا پہلوے نخلستان سے چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ظاہر ہوئین سب کے آگے ایک نازنین زعفران پوش جوڑا زعفرانی زیب جسم ابرو کھنچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان یا آئینہ اسکندری سے مثال دون یا رنگ گل نسرین و نسترن کہون آخر کس شے سے مثال دون وہ عارض کہ دیکھنے والون کو عارضہ عارض ہو خرامان سب کے آگے بڑھی ہوئی گنگناتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بصد ادا آتی ہے

نظم

اعجاز جان وہی ہی ہمارے کلام کو
زندہ کیا ہو ہمنے مسیحا کے نام کو

لکھو سلام غیر کے خط مین غلام کو
بندے کا بس سلام ہی ایسے سلام کو

اب شور ہی مثال جو دی اُس خرام کو
یون کون جانتا تھا قیامت کے نام کو
آتا ہی بہر قتل وہ دور اے ہجوم یاس
گھبرا نہ جائے دیکھ کہین ازدحام کو
گو آپنے جواب بُرا ہی دیا و لے
مجھسے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو
یان وصل ہی تلافیِ ہجران مین اے فلک
کیون سوچتا ہی تازہ ستم انتقام کو
تیرے سمند ناز کی بیجا شرارتین
کرتی ہین آگ نالۂ اندیشہ کام کو
گریہ پہ میرے زندہ دلو ہنستے کیا ہو آہ
روتا ہون اپنے مین دل جنت مقام کو
سجدہ ہی کے نادرست تری خو بگاڑ دی
ہمنے خراب آپ کیا اپنے کام کو
جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھ ساتھ
پھر کون وارثون کے سنے اذن عام کو
شاید کہ دن پھرے ہین کسی تیرہ روز کے
اب غیر اُس گلی مین نہین پھرتے شام کو
مدت سے نام سنتے تھے مومن کا بارے آج
دیکھا بھی ہمنے اُس شعرا کے امام کو

وہ نازنین غزل گاتی ہوئی مسکراتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی سلام کرکے مثل ہلال شب اول خم ہوئی یہ ناز دکھا کے سر اُٹھایا آنکھ سے آنکھ کو ملایا نگاہ ملنے نے یہ تاثیر پیدا کی کہ سعد بن قباد ہر چند زرہ پہنے ہین تعویذ زیر زرہ ہو مگر اُس نازنین سے کہا مین دور سے حضور کی مشتاق ہوکے آئی ہون ذرا میرے ساتھ تشریف لائیے سامنے زیر کوہ اُس کنیز کا باغ ہی چند ساعت وہان تشریف رکھیے دیکھیے ملاحظہ کیجیے کہ لڑائی فتح ہوگئی آپ کے سردار غالب آئے ہی نوبہار و مقناطیس و مشکبار نے کیا کیا سحر کیے یہ کہکے بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیے بادشاہ اُسکے ساتھ چلے دور سے نوبہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک نازنین زعفران پوش سے باتین کرتے ہوئے جاتے ہین تلوار نیام مین کرلی سیر گشت بر ڈالی گلچینی گلشن جمال کی اُسکے کر رہے ہین نوبہار نے بڑھ کر مقناطیس سے کہا کہ بوا دیکھو بادشاہ کہان جاتے ہین مقناطیس آگے بڑھی چاہا جاکر بادشاہ کو روکے کوہان نے دوسرا گولہ طرف صحرا کے مارا کہ وہ گولہ وہان جاکر پھٹا تھوڑی دیر تو اُس مقام پر اندھیرا رہا بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا ایک نازنین گلابی کپڑے پہنے ہوئے نہایت طرار و فراٹہ بھرتی ہوئی قریب مقناطیس کے آئی پکار کر آواز دی اے افسر لشکر بادشاہ اسلام میرا سلام قبول ہو مقناطیس نے جواب دیا بوا کہان سے آئی ہو ہم تو خود تمھارے مشتاق

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقناطلیس کے پہونچی کہا مقناطلیس سامنے ہمارا باغ ہی ہمنے آپ ہی لوگون کے واسطے آراستہ کیا ہی ذرا ایک نگاہ چلکر دیکھ لو کہ ہمارے دل کو تسکین ہو گل و غنچے تمھارے انتظار مین لہک رہے ہین پھول چاندنی کے تمھارے انتظار مین چمک رہے ہین مقناطلیس نے کہا ہوا کیا نقصان ہی تمھارا عارض انور رشک غنچہ و گل ہے باتون مین کیا تامل ہے اُس نازنین نے مسکرا کر مقناطلیس سے آنکھ ملائی اور یہ اشعار بصد سوز و گداز گانے لگی۔

نظم

خالی ہوا ہی فتنہ سے گا ہے جہان نہ ہو
اس دم قیامت آئے اگر آسمان نہ ہو
اعجاز سے زیادہ ہی سحر انکے ناز کا
آنکھین وہ کہ رہی ہین جو لب سے بیان نہ ہو
یون تو بہت سے دل کے خریدار ہین وے
جو ہی سو بد معاملہ کیونکر زیان نہ ہو
لکھتا ہون اُسکو بستگی دل کا ماجرا
آنسو روان نہ ہون تو سیاہی روان نہ ہو
شیخ حرم سے کام نہ پیر مغان سے ربط
کیا کفر و دین جو پاس وہ زیبا جوان نہ ہو
تر کر دیا ہو ابر بہاری نے اس قدر
بجلی گرے تو گرم مرا آشیان نہ ہو
اب شوق وصل ہی نہ غم قرب مدعی
پامال ہو چکا ہون عبث سرگران نہ ہو
عزم سفر جہان سے کرون کیا شب فراق
مین جانتا ہون چین کہان تو جہان نہ ہو
اس شرط پر جو لیجے تو حاضر ہی دل ابھی
رنجش نہ ہو فریب نہ ہو امتحان نہ ہو
یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا
صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو
مومن بہشت عشق حقیقی تمھین نصیب
ہمکو تو رنج ہو جو غم جاودان نہ ہو

یہ اشعار اُس نازنین نے اس تکلف سے سامنے مقناطلیس کے گائے کہ مقناطلیس کا چہرہ سُرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ جاتے ہین اور گلابی پوش سے مقناطلیس باتین کرتی ہوئی بہت شگفتہ دونون نازنینین اب دونون کو لیکر چلین نوبہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے بڑھکر کہا لو بوا مین سمجھی تھی کہ مقناطلیس بادشاہ کو بچائینگی وہ خود مبہوت ہو کر اُس مکارہ کے ساتھ جاتی ہین مین جا کر روکتی ہون مشکبار نے کہا بوا مین بھی سحر کرتی ہون تم جا کر اول مقناطلیس کو روکو تو بہا

جھبیٹ کر سامنے مقناطیس کے آئی کہا بوا کہان جاتی ہو مقناطیس نے کہا ہماری بہن کا سامنے باغ ہی اُسی کو دیکھنے جاتے ہین آؤ بوا تم بھی چلو نو بہار بلا تکلف ساتھ ہولی کوہان کوہ در ایک گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی اور ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ اب اگر سامری و جمشید بھی آکے روکین تو یہ لوگ نہ رکین گے نو بہار نے بھی مقناطیس کا ساتھ دیا مشکبار جھبیٹ کر سامنے بادشاہ کے آئی کہا ای شہریار آپ کہان جاتے ہین اس نازنین کو کیا سمجھے ہین بادشاہ نے فرمایا ای مشکبار سیر باغ کی دیکھکر ابھی آتے ہین آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ ہولی دور سے فیروزہ بن عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ اور مشکبار ساتھ اُس زعفران پوش کے جاتے ہین اور گلابی پوش نے مقناطیس و نو بہار کو لیا یہ دونون اُنکے ساتھ جاتی ہین اور کوہان کوہ در گوشے مین بیٹھا ہوا خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہی دمبدم پکارتا ہی یا خداوندا یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ اور نو بہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے ہوے پہاڑ سے اُترین اُترتے ہی کئی ہزار کنیزین جو صحرا مین پھیلی ہوئی تھین جمع ہو کے سامنے آئین پکارتی ہوئین کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہی ہر پھول رنگ و بو مین لاجواب ہی چلکر ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب ہنستی ہی گوہر دندان کی چمک دل کو بیقرار کرتی ہی بادشاہ باغ مین داخل ہوے گلابی پوش نے مقناطیس و نو بہار کو بھی باغ مین پہونچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا ہر نخل کے سائے مین جوش مار رہی ہین حوض پختہ لبالب بہ آب نایاب حباب کی آبرو موجین خوشبو کنارون پر ہر حوض کے جام ہاے شراب نایاب رکھے ہوے جھلک رہے ہین جیسے ہی بادشاہ نے باغ مین قدم رکھا ہزار ہا طائران زمزمہ ساز زمزمہ سرائی کرتے ہوے صف باندھکر سامنے آئے اپنی آواز مین بصد سوز و گداز یہ

اشعار گانے لگے - نظم

بیم و بیداد و ستم کچھ دل مضطر مین نہین … یون ہون نالان کہ وہ گویا صف محشر مین نہین
خار بستر پہ شب ہجر بچھاؤن کیونکر … دلمین تو ہی وہ گل اندام اگر بر مین نہین
سر پٹکتا ہون کہ بس ہم بھی نہون گھر بھی نہو … دھیان جسوقت یہ آتا ہی کہ وہ گھر مین نہین

مجھسے میکش کیطرف محتسب آنا ہی تو آئے
ایک قطرہ بھی سبو و خم و ساغر مین نہین
جی اُٹھے اور وہی رنج محبت کے غذا ہے
ہم نہ مانینگے کہ ایذا تری ٹھوکر مین نہین
ہم نفس کیونکہ مسخر وہ پری رو ہوگا
نام اہل ہوس اوراد فسونگری مین نہین
قطع اُمید سے سر کاٹنے کو کیا نسبت
مجھ مین وہ دم ہی ابھی جو ترے خنجر مین نہین
دے دیا کیجیے بوسہ طلب اول ہم
سچ کہا تمنے مزا حرف مکرر مین نہین
کیا موثر ہو دعا وصل صنم کی مومن
ہم طلب کرتے ہین وہ شی جو مقدر مین نہین

طائرون نے یہ اشعار اس رنگ سے گائے کہ نوبہار و مشکبار و مقناطیس آمادہ ہو گئین کہ بادشاہ کو باغ کی سیر کراؤ بادشاہ ساتھ اُس زعفران پوش کے باغ مین سیر کر رہے ہین کہ زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی اے شہریار رنگار رنگ جادو کہ بادشاہ اس پہاڑ کا تھا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خداوند ہفت پیکر کو نہایت ناگوار ہی ہم لوگون نے بہت عذر کیے تب یہ حکم ہوا ہی کہ وہ گنہگار تھا اچھا ہوا مارا گیا مگر آپ ہتھیار کھولکر رکھدین آپکے پاس ان اشیار کا رہنا مناسب نہین بادشاہ نے سپر شمشیر کمان ترکش سب کھولکر زعفران پوش کو دیدیے پھر دوبارہ عرض کی یہ تعویذ بازو پر سے کھول ڈالیے قدرت کا نام آپ کا حافظ و نگہبان ہی بادشاہ نے بازو پر سے تعویذ بھی کھولا طرف نوبہار وغیرہ کے متوجہ ہوے پوچھا کیون اے مقناطیس ہتھیار تو مین نے کھول ڈالے اب یہ کہتی ہین کہ تعویذ بھی کھولکر رکھدو تمھاری کیا راے ہی تینون نے عرض کی حضور تعویذ کھول کر رکھدین ہم نگہبان رہین گے بادشاہ نے جیسے ہی تعویذ بازو سے کھولکر سپر پر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تعویذ اُٹھا لیگیا زعفران پوش نے بادشاہ سے عرض کی حضور تعویذ ہاتھ سے گیا طائر اُٹھا لیگیا نہین معلوم یہ طائر کون تھا کنیز کو بڑا قلق ہی اب مناسب ہی کہ آپ جلکر طلسم ہفت پیکر مین تشریف رکھین بادشاہ نے فرمایا اے مہ جبین مین مدت سے طلسم ہفت پیکر کا مشتاق ہون مقام فقط بتادو مین طلسم ہفت پیکر مین خود چلا جاؤنگا مقناطیس و مشکبار و نوبہار بھی کہ رہی ہین کہ اگر طلسم مین نہ جلینگے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا بادشاہ نے کہا مجھے مقام دکھادو پھر مین فتح کر لونگا تینون جادوگرنیان طرف گلابی پوش کے متوجہ ہوئین کہا کہ اے ملکۂ عالم نشان طلسم ہفت پیکر کا

شاہ کو بتاؤ آپ اُسمین فوراً داخل ہونگے جاکر فتح کر لینگے گلابی پوش نے کچھ اسم سحر کا پڑھا فوراً دیوار باغ کی گر گئی دیکھا سامنے ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی سبزہ پھیلا ہوا ہی نہرین جاری ہین بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گرد اڑی کل افسران فوج ہماری فوج کو ساتھ لیے ہوے آتے ہین آکے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا کل افسر یہی کہتے ہین کہ حضور مبارک ہو اب طلسم ہفت پیکر مین آپ کا داخلہ ہوگا بادشاہ جس افسر سے صلاح کرتے ہین وہ یہی صلاح دیتا ہی کہ حضور ہم سب ساتھ ہین چلتے ہی طلسم کو فتح کر لینگے بادشاہ کو تخت پہ سوار کیا وہ دونون نازنین ساتھ ہین ہتھیار بادشاہ کو لاکر دیے بادشاہ مسلح ہوے اس صحراے سبزہ زار سے گذر کر ایک دشت مین پہونچے کہ صحراے ویران کف دست میدان بالکل سنسان ہی ہواے گرم چل رہی ہی زاغ و زغن درختہاے خار پر اپنی آوازین لگا رہے ہین بادشاہ اُس دشت کو دیکھکر بہت پریشان ہوے جب جھونکا ہواے گرم کا آتا ہی گل عارض مرجھا جاتے ہین چہرے پہ پریشانی اہل فوج فریاد گری کی کرتے ہوے مرکب سے گرے پڑتے ہین فریاد کی صدائین بلند ہر خرد و کلان دردمند تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے ایک قلعہ معلوم ہوا کئی ہزار برج ہر برج مین ایک ایک زنگی قرنا لیے کھڑا ہی برج کلان مین ایک زنگی بڑے قد و قامت کا کرسی پر بیٹھا ہی پہلو مین اُسکے ایک معشوق خوبرو گلابیان شراب کی سامنے رکھی ہین ہر مرتبہ شراب پیتا ہی معشوق سے بوس و کنار کر رہا ہی بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا وہ جو زنگی قرنائین لیے کھڑے ہین دہن سے قرنائین لگائے ہوے کئی ہزار نقارہ نواز جو ہین گنگا جمنی اُنکے ہاتھون مین نقارون کے غاشیے ہاتھ مین امیدوار کھڑے ہین کہ بادشاہ کا داخلہ ہو تو نقارے اور قرنائین بجائین بادشاہ تخت سے اُترے اول تینون جادوگریان یہ کہکر بڑھین کہ پہلے کنیزین جائین حال طلسم دیکھ آئین تب حضور کا داخلہ ہو طلسم نہایت سہیم ہی فتح حضور کے نام ہی بادشاہ تخت سے اُترکر سامنے قلعے کے کھڑے ہوے کہ اول مشکبار و مقناطیس و نوبہار طرف قلعے کے چلین وہ زنگی جو معشوق خوبرو سے بوس و کنار کر رہا تھا اُسنے پکار کر آواز دی اے مقناطیس وغیرہ یہان آنے کا ارادہ نہ کرنا مگر تینون نے جواب نہ دیا طرف قلعے کے جاتی ہین جیسے ہی قریب قلعے کے پہونچین دروازہ قلعے کا کھلا ایک

زنگی بڑے قد و قامت کا تین کنیزین کرسیان لیے ہوے بیرون قلعہ آہنی خندق کے اِس پار آکر تینون کرسیان بچھائین یہ تینون جادوگرنیان جاکر اُن کرسیون پر بیٹھین اُس زنگی نے ایک ایک جام تینون جادوگرنیون کو دیا تینون نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگین اُس زنگی نے دیکھکر آواز دی ای مقنا طلیس و شکبار و نوبہار قلعے مین چلو کہ سب تمھارے مشتاق ہین اہالی طلسم ذکر کیا کرتے ہین کہ ہمراہیان بادشاہ اسلام طلسم مین آئینگے ہم سب قیدی ہونگے یہ کہکے طرف پھاٹک کے اشارہ کیا پھاٹک قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگے اُنکے ایک نازنین گلنار پوش جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سب نازنینون کے آگے بڑھی ہوی پکارتی ہوی آئی کہ اے مقنا طلیس و شکبار و نوبہار قلعے مین چلو بادشاہ طلسم تمھارے مشتاق ہین تینون جادوگرنیان کرسی سے اُٹھین اُن سب نے چہار جانب سے گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ تینون جادوگرنیان بیچ مین اُن سب کے ہنستی ہوئین نازنینان مہ جبین سے بخلق و محبت باتین کرتی ہوئین قلعے مین داخل ہوئین جب قلعے مین داخل ہوگئین نقارہ نوازون نے نقارے بجاے زنگیون نے قرناؤن کو دم دیا اب بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈالکر طرف قلعے کے چلے وہ زنگی جو برج کلان پر بیٹھا ہی اور پہلو مین اُسکے معشوق خوشخو ہی بوس و کنار اُسنے موقوف کیا کھڑا ہوگیا پکارکر آواز دی اے اجل گرفتہ کیون جان دینے آتا ہی مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤن کہ میری تینون رفیقین داخل قلعہ ہوچکین نہین معلوم اُنپر کیا گذری مین جاکر تماشہ دیکھون یہ فرماتے ہوے جیسے ہی قریب خندق کے پہونچے پھاٹک قلعے کا کھلا وہی زنگی ایک کنیز ساتھ ہاتھ مین اُسکے کرسی پکارکر زنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجیے اُس پار خندق کے ٹھہر جائیے بادشاہ رُکے تھے کہ اُس نازنین نے آکر کرسی بچھائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی پر بیٹھے کہ پھر پھاٹک کھُلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیرہن سیم تن غنچہ دہن رشک چمن دریاے جواہر مین غوطہ زن ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین جام بلورین اُسنے قریب بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ مین تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی بادشاہ کی آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا تلوار ٹیک کر اپنے مقام سے اُٹھے جس نازنین نے

نے شراب پلائی اُسی نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب زنگیون نے قرنائین دہن سے لگائین نقارچیون نے چوبین اُٹھائین وہ زنگی جو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھا ہے اُسنے پکار کر آواز دی اے اہالی طلسم ہفت پیکر تمکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم مین آتے ہین قرنائین بجنے لگین نقارون پر چوب پڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازنینان مہ جبین نکلین بادشاہ کو بیچ مین لیکر اس جاہ وحشم سے داخل قلعہ ہوئین جب بادشاہ قلعے مین آئے تو دیکھا کہ بازارین کھلی ہوئین دوکاندار دوکانون پر بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی دلالون کی باتین جوہری بچے سرخ و سبز و زرد و کپاسی پگڑیان باندھے ہوے بالے کان مین اُس مین مروارید بے بہا پڑے ہوے دوکانون پر بیٹھے ہین دلال خریدارون کو بلاتے ہین اور مال جوہریون کا بکواتے ہین جسطرف بادشاہ جاتے ہین ہر طرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہین اور جھک جھک کر سلام کرتے ہین کہتے ہین آپ کا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچین اور طلسم کشا قلعے مین نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائین بادشاہ کو دعائین دیتے ہین یہانتک کہ بادشاہ چوک مین آکے پہونچے اب ایکطرف سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی کہ کوئی شخص خوش آواز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے — نظم

کہتے ہین جسکو عرش برین ہی وہ بام دوست
اعلی ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست

کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پر
چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست

جاتا ہی جبسے خون شہیدان عشق کو
کاٹھی سے نکلی پڑتی ہی باہر حسام دوست

ہو جی مین کوہ طور پر اک روز جایئے
مثل کلیم ہو جیے وان ہمکلام دوست

عاشق جلو مین دوڑتے ہی دور مٹتے ہے
ہرگز قدم لگا نہ کہین خوشخرام دوست

پیغام بر کو دخل نہین اس مقام مین
بیواسطہ پہونچتا ہی مجھکو پیام دوست

آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو بیشتر
لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست

وان تک گذار ہر کس و ناکس محال ہی
پر جلتے ہین ملک کے جہان ہی مقام دوست

بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن کر
میلہ سا روز رہنے لگے زیر بام دوست

ای رشک مشک عود کی کیا اسکو احتیاج
رکھتی ہی بوے زلف معطر مشام دوست

اس آواز کو بادشاہ جمجاہ سنکر اُسطرف متوجہ ہوے دیکھا صدہا نازنینان مہ جبین دف و دائرے بجاتی ہوئین ایک محافہ آگے اُسکو نازنینانے گھیرے ہوے آگے ایک چوبدار عصاے مرصع کا ہاتھ مین آواز دیتا ہوا آتا ہو کہ اے دوکاندار و اے اہالی شہر مودب رہو کہ معشوق شاہی کی سواری آتی ہو جب وہ محافہ قریب پہونچا تو یکایک ہوا چلی کہ پردہ محافہ کا اُٹھا بادشاہ نے اُس بیچ محافہ مین ایک کوکب درخشان دیکھا یعنی ایک نازنین چاردہ سالہ دُلھن بنی ہوئی عطر سہاگ ملا ہوا کہ بُو سے اُسکی دماغ جان معطر و معنبر ہوتا ہو عروس نے یکایک سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ چار ہوئی تیر مژگان جو کمانخانہ ابرو مین لیس تھے تو وہ دل پر پڑے کہ توڑ کر پشت کو پار کر دے بادشاہ نے جھپٹ کر پلے پر محافے کے ہاتھ ڈالدیا فرمایا یہ ماہ پیکر کون ہو چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور بیتاب نہ ہون یہ معشوق خاص آپ کی عروس ہو گرد جو نازنینان مہ جبین کھڑی ہین اُنھون نے بادشاہ کو مبارکباد دی ایک تخت مرصع کا بر آیا اُسپر بادشاہ کو بٹھا کر دولھا بنایا بھاری سہرا باندھ دیا وہی نازنین سہرے کو سنبھالے ہوے بادشاہ اپنے تخت کے ہمراہ اُس محافے کو لیکر چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک دروازہ باغ کا سامنے معلوم ہوا دروازے پر سے کئی سو کنیزین بطور استقبال کھڑی ہین جیسے ہی تخت بادشاہ کا قریب پہونچا اُن سب کنیزون نے پھول جو ہاتھون مین لیے تھین بادشاہ پر اور محافے پر نثار کیے بادشاہ سے عرض کی حضور تخت سے اُترین عروس کو لیکر داخل باغ ہون بادشاہ تخت سے اُترے محافہ رکھا گیا عروس نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے عروس کو گود مین اُٹھایا مالا مال محبت مین لیکر عروس کو باغ مین آئے بارہ دری کہ نہایت تکلف سے آراستہ تھی فرش مشجر بچھا ہوا جھاڑ کنول آراستہ ایک جانب چھپر کھٹ نہایت عمدہ درست ہو اُس چھپر کھٹ پر لیکر عروس کو آئے کنیزون نے بڑھکر انتظام کیا ہر کام کے حیلے سے ہٹنے لگین تھوڑی دیر مین بادشاہ نے دیکھا کہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھکر سب ہٹ گئین بادشاہ نے دیکھا اب سواے عروس کے اور کوئی اُس مقام پر نہین ہو مقام جو خالی از غیر پایا چھپر کھٹ پر تشریف لائے پردہ ہاے زنبوری چہار جانب کھنچے ہوے بادشاہ نے جو پلنگ پر قدم رکھا عروس نے ہاتھ پھیلائے امید وصل مین دست دراز کیا اب جو عروس نے گھونگھٹ اُلٹا پایا تو اُس معشوق پریچہرہ کو

دیکھا

دیکھا تھا یا دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن جھریاں پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہی ہے کہ ای شہریار آیئے میں بھی تشنہ شربت وصل ہوں بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا او مردار تو کون ہے کہ مجھسے وصل کی خواہاں ہوتی ہے میں تجھ ایسی مردار ضعیفہ سے وصل حاصل کروں اصلی دولھن کیا ہوئی زنگن نے دامن پکڑا کہا ای شہریار میری شادی آپکے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیاں ساتھ تھیں آپ بناز و نغم مجھکو لیکر چھپر کھٹ پر آئے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہیں شاید کسی نے کچھ بہکا دیا بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت تو دیکھ اری بیحیا حلوا خوردن را روئے باید اُس زنگن نے چاہا گلے میں بادشاہ کے ہاتھ ڈالدے منھ جو کھولا بوے بدآئی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا ہٹا دیا اُسنے دیکھکر آواز دی ارے یہ دولھا بڑا گستاخ ہے میں چاہتی ہوں گلے میں ہاتھ ڈالوں وہ اپنے کو کھینچتا ہے کیوں شامتیں آئی ہیں تو نے مجھکو بدنام کیا تمام شاہزادیاں آگاہ ہو گئیں اپنے اپنے جلسوں میں ذکر کرینگی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی برات بازار سے نکلی سب نے دیکھا اب میں اپنے میکے میں کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کرونگی کہ دولھا مجھ سے بیزار ہو گیا میں بھی تجکو سب میں ذلیل کرونگی کیا اب تم جانے پاؤگے سب برادری والے جانتے ہیں کہ ضعیفہ کی بڑی آبرو ہے تم بادشاہ اسلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیگی یہ کہکے جو زنگن نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہر چند روکا وہ نہیں مانتی بادشاہ نے کلائی پہ ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ زنگن کا سر پھٹ گیا زنگن جو مر کر گری ہزاروں کنیزیں سر پیٹتی ہوئی گھس آئیں غل مچاتی تھیں کہ صاحبو یہ ظلم بھی کہیں سُنا ہے اس راز و نیاز سے دولھن کو بیاہ کے لائے اور پھر دولھا نے دولھن کو مار ڈالا کنیزوں نے جو ارادہ کیا کہ بادشاہ کو بذلت پکڑ لیں بادشاہ نے تلوار کھینچی کنیزیں ہنسنے لگیں ایک سے ایک کہتی ہے ارے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دولھن کو مار ڈالا اور ہم پر اب تلوار کھینچتا ہے بادشاہ نے جس پر ہاتھ مارا تلوار نے اُسے زخمی نہ کیا آخر وہ سب عورتیں لپٹ گئیں بادشاہ کو پکڑ لیا چلا کر آواز دی کہ ارے ہتھکڑیاں بیڑیاں لاؤ آہنگر کو بلاؤ آہنگر ہتھکڑیاں بیڑیاں لیکر آیا بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا ایسی بدعت بادشاہ پر کی کہ بادشاہ بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند زنگنیں سر زنجیر کو تھامے ہوئے اور لاشہ اُس زنگن کا ساتھ روتی پیٹتی ہوئیں مجھکو لیے جاتی ہیں جو راہ میں ملتا ہے اُس سے

کہتی ہین صاجو بنا اتفاق ہوا کہ ضعیفہ مردار خوار کو ساتھ مجمع کے بیاہ کے لیے گئے تنہائی مین نہین معلوم کیا فساد ہوا کہ دولھا نے دُلھن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتون سے کیسا محجوب ہوتے ہین ہر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آکر کہتا ہی ایسی خوبصورت دُلھن اُسکے وصل پر کچھ تمکو توجہ نہوئی بادشاہ اُن کہنے والون کو گالیان دیتے ہین فرماتے ہین کہ دُلھن کے نام سے لیاقت ظاہر ہی ضعیفہ مردار خوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لایق تھی کہ مین نے قتل کیا زنگنین کہتی ہین کہ میان دولھا صاحب زنگن کے قتل کا وہ انجام ہوگا کہ عمر بھر یاد کروگے خداوند ہفت پیکر ایسا کرین کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید مین بھیجو کہ اب وہ دانہ تم پر بند کرین ضعیفہ مردار خوار کے خون کا بدلہ لین تھوڑا راستہ طی کرکے ایک قصر کے دروازے پر پہونچے کہ چند حاجب نگہبان عصاے مرصع کار ہاتھ مین لیے ہوے دروازے پر حاضر ہین دروازے پر پردہ زنبوری کھنچا ہی قرق زنجیر بھی آراستہ ایک زنگی درگہ سالار بیٹھا ہی اُسنے زنگنون سے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے کہا میان درگہ سالار صاحب یہ دولھا ضعیفہ مردار خوار کو بیاہ کے لے گئے محافے مین اُسکو دیکھکر عاشق ہوے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ شادی کردین باغ نیرنگ مین لیکر گئے دولھا نے دُلھن کو گود مین لے کے اُتارا بڑا ولولہ تھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخلیے مین لیجا کر جب بیٹھے اور وقت وصل آیا نہین معلوم کیا سوجھی دولھا نے دلھن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عزیزداران عروس لاشہ لیکر آئی ہین اور میان دولھا بھی آئے ہین درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بعد تھوڑی دیر کے پکار کر آواز دی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت محجوب ہین ہرچند کہتے ہین کہ لاشہ اُس فاحشہ کا میرے ساتھ نہ لاؤ زنگنین کہتی ہین کہ دُلھن سے کیون شرماتے ہو ہماری قوم مین ایسی کوئی خوبصورت عورت نہین ہی کبھی ہم لوگون پر یہ باعث نہین ہوئی بادشاہ جو اندر پہونچے دیکھا تخت آہن بچھا ہی اُسپر ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تاج میلا سا سر پر رکھے ہوے لباس بھی جسم مین بوسیدہ ویسے ہی رفیق دنگل ہاے آہنی پر بیٹھے ہوے بادشاہ سے مسخراپن کر رہے ہین بادشاہ نے دربار مین پہونچکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ نے مع زنگنون کے کانون پر ہاتھ رکھ لیے زنگنون نے لاشہ سامنے بادشاہ کے رکھا کہا اے بادشاہ عادل

یہ

دولھانے دُلھن کو مار ڈالا بادشاہ ہنسا کہا صاحبو کیا خلاف مرضی دولھا کے شادی کی کہ جو دولھانے دولھن کو مار ڈالا زنگیون نے عرض کی حضور یہ دلھن پر عاشق ہوے تھے تخت سے کود کر پائے پر محافے کے ہاتھ رکھا حضور خوب آگاہ ہین کہ ہماری قوم مین اس سے زیادہ کوئی خوبصورت عورت نہین ہی قوم بھر کے گھر دن مین رونا پیٹنا پڑا ہی اور حضور آگاہ ہین کہ دلھن کا سِن کیا تھا جاری کئی برس گذرے ابھی روے شباب بھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر یہ دہ دنیا سے گئی ہم لوگ سُن رہے تھے کہ اُسنے کوئی بات محبت کی اُٹھا نہین رکھی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت ہوئی کہ اُسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیون اے شخص تونے دلھن کو کیون مار ڈالا بادشاہ اسلام نے فرمایا مین جسپر عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہین تھی کئی سو برس کی بڑھیا مُنھ سے بوے بدآتی تھی مجھکو وہ لپٹنے لگی مین نے منع کیا اُسلئے نہ مانا آخر کار کو مین نے سمجھا دیا بادشاہ نے کہا عزیزداران عروس کیا چاہتے ہین زنگیون نے عرض کی کہ جو اس شہر کا دستور ہی کہ دولھا دلھن کے ساتھ دفن ہوتا ہی امیدوار ہین کہ شاہ اسکو قتل کرکے لاشہ ہمین دین کہ دولھا اور دلھن کو ایک مقام پر دفن کرین دُلھن حسرت لیکر دنیا سے گئی ہی مرنے کے بعد تو اُسکو وصل ہولے شاید قبر مین وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ خود دولھا کو اقبال ہی کہ مین نے اسکو قتل کیا ابھی معاوضہ ہوا جاتا ہی حکم دیتے ہی چند زنگی جلاد لباس سیاہ پہنے ہوے خنجر برہنہ ہاتھ مین سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی حکم ہوا کہ دولھا کو قتل کرو کہ اسنے دلھن کو قتل کیا جلادون نے سر زنجیر پکڑ کے کھینچا بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی اے شاہ زنگیان حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا آپ کو معلوم ہی کہ طلسم ظاہر مین کئی سال سے ہنگامہ پڑا ہوا ہی طلسم نور افشان جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر جُھک پڑے کئی پہاڑ فتح ہوے یہ قیدی کوہ زنگار زنگ سے اسطرف آیا قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا ہمارا کام نہین ہی اس بادشاہ پیر نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب وسوال کر لینگے جلاد خنجر کھینچ کر سر بہ بادشاہ کے آیا اُسوقت بادشاہ کی بیقراری آنکھون سے آنسو جاری دل طرف پروردگار کے رجوع کرکے بخضوع وخشوع دعائین مانگ رہے ہین کہ اے رب بے نیاز و اے خالق کارساز اس بلا سے نجات دے ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے نظم

مینماید پرتو نور حسن از نزدیک و دور
میدہد جلوہ جمال کبریا نزدیک و دور
دور شد از دیدۂ دل چون حجاب ماسوا
در نظر آید جمال دلربا نزدیک و دور
پاک شد چون از غبار ہر تعلق آئینہ
عکس ذات حق نظر آید صفا نزدیک و دور
خانہ دار خانۂ دل بود در خانہ مکین
رفت بہر جستجو طالب چرا نزدیک و دور
طی کند راہ طلب طالب بپاے اشتیاق
شہر شہر و قریہ قریہ جا بجا نزدیک و دور
جستجوے گل کند بلبل بہر یک بوستان
میرود دور از چمن مثل صبا نزدیک و دور

بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور وہ زنگی تخت نشین جلاد سے اشارہ کر رہا ہے کہ جلد قتل کر جلاد نے کوے کا خط کھینچا خنجر کھینچکر چلا کہ قتل کرون کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا کئی سو زنگی اسکے نیچے دبے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او ظالم زنگی کئی سو برس سے تیری حکومت و سلطنت ہے آجتک حالات طلسم سے آگاہ نہ ہوا یہ کیا ستم کرتا ہے اگر اسکو قتل کیا تو فوراً طلسم برباد ہو گا یہ آواز سنکر وہ بادشاہ گھبرایا مشیروں وزیروں سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو اب میں کیا کروں آخر یہ کون شخص ہے کہ جسکے واسطے یہ انتظام ہو کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر تخت اڑاے ہوے آتا ہے ایک کتاب ہاتھ میں اسکو دیکھا ہے اسکی آمد دیکھکر بادشاہ تخت سے اٹھا کہا کاہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کرسی پر بیٹھا کہا اے ظالم تونے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا خلاف وقت گرا کیا تو نے خبر نہیں سنی غور کر میں نے اکثر جلسوں میں بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی طلسم کشا آ گیا کئی در بند فتح کر چکا اگر یہ شخص آج قتل ہو جاتا تو طلسم کشا آکر زمین کو ہلا دیتا رونے کی جگہ ہے کہ اہالی طلسم ہفت پیکر یوں غافل بیٹھے ہیں کہ عبادت خداوند بھی نہیں کرتے مسلمانوں کا بلوہ بڑھتا جاتا ہے در بند فتح ہوے تین پہاڑ مٹے چوتھے پہاڑ سے مصاحبان ہفت پیکر اسکو لگا کر لائے تین جادوگرنیاں بھی ساتھ تھیں انکو تو باغ نگارین میں قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہے اسکا قتل ہونا مناسب نہیں چند دن میں خداوند ہفت پیکر بھی بھاگ کر آئینگے بلکہ اس قیدی کو میرے حوالے کرو میں اسکو لیجا کر اسی باغ میں جہاں تینوں جادوگرنیاں قید ہیں وہیں اسکو بھی قید کروں شاید اہالی طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم بچ جاے کل کتابوں میں یہی لکھا ہے

کہ اس سال طلسم نہ بچیگا تم لوگون نے انجام پر خیال نہ کیا یہ کہکے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھا لیا لیکر روانہ ہوگیا زنگنین دوہائی دیتی رہگئین اُس ساحر نے رونا پیٹنا کسی کا نہ سُنا بلکہ جواب دیا کہ اس ضعیفہ مردار خوار کی ایسے جلیل کے ساتھ کیون شادی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا لاشہ اسکا لیجاکر جلاؤ بھیجہ انکو یہ اسی لائق تھی تمام دربار مین سناٹا پڑ گیا سب زنگی توبہ توبہ کرنے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہے اب قدرت طلسم مین تشریف لائینگی مگر وہ ساحر بادشاہ کو لیے ہوے ایک باغ پر بہار مین آیا بادشاہ نے دیکھا مقناطیس اور نوبہار دشکبار انکی زبانون مین سوزن چند زنگنین اُسی باغ مین انکو پھرا رہی ہین بیٹھنے نہین دیتین تینون اپنے حال زار پر رو رہی ہین کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ لیے ہوے اُسی باغ مین آیا ایک مکان عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اُس مکان مین لیجاکر بادشاہ کو پہونچایا زنگیون سے کہا ان تینون قیدیون کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینون بھی آئین کاہن نے اُنکی زبانون سے سوزن نکالی کہا اے مقناطیس و نوبہار دشکبار تمنے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کرا دیا اگر مین نہ پہونچتا تو اظلم زنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا یہ تینون جادوگرنیان پہلو مین بیٹھین کہا حضور اب نکاسی یہان سے بدون دست حق پرست طلسم کشا کے ناممکن ہے غلام الشر حاضر خدمت ہوگا مین بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہون اب طلسم کشا صاحب اسی مہینے مین طلسم مین قدم رکھین گے اور بڑی بہتری یہ ہے کہ لوح لے کے آئینگے میرا علم خبر دیتا ہے کہ جسدن رستم طلسم مین قدم رکھین گے ہنگامہ عظیم ہوگا اُسی دن حضور کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچا دونگا بادشاہ نے کاہن کا شکریہ ادا کیا کاہن نے عرض کی غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہین مدت سے جانتا ہون کہ فرزند صاحبقران اس طلسم کو آکر فتح کرین گے مین مذہب باطل پر لعنت کر چکا شکر ہے کہ بدل مطیع اسلام ہون یہ کہکر بادشاہ کی خدمت مین چند خادم چھوڑے اور چند نگہبان در باغ پر مقرر کیے اُنسے کہدیا خبردار کوئی ساحر اس باغ مین نہ آنے پائے منع کرنا کہ بحکم شمس یہان بادشاہ اسلام قید ہین یہ انتظام کرکے شمس فلک ہفت پیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا لیکن فیروزہ بن عمرو جب اُسنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادوگرنیون کے روانہ ہوگئے اور مقناطیس

اور نوبہار وغیرہ بھی ساتھ گئین پلٹ کے دیکھا فوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ ایسا نہو مین بھی کسی بلا مین پھنس جاؤن ساحران مکار بادشاہ کو لگا کر لے گئے اب چلکر رستم کو خبر کرو فیروزہ بن عمرو گریبان چاک چہرے پر خاک اول کئی دن گرد کوہ کے پھرا کہین بادشاہ کا نشان نہ پایا اکثر ساحرون سے ملاقات ہوئی اُنسے دل دہی کر کے پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ کو ساحر طلسم ہفت پیکر مین لے گئے اور داخل قلعۂ طلسم ہو گئے یہ دریافت کر کے فیروزہ طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر نورالدہر بن بدیع الزمان اُترا ہوا ہی فیروزہ روتا ہوا بارگاہ مین نورالدہر کی آیا نورالدہر بمحبت پیش آئے پوچھا کیون ای فیروزہ کس حال مین ہو فیروزہ چیخین مار کر رونے لگا کہا ای شہریار ہمارے بادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جس ملک مین پہونچے اُسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو اُنکو ایک درویش کامل نے دیا تھا اُسکی وجہ سے سحر اُنپر تاثیر نہ کرتا تھا بادشاہ کوہ زنگار رنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کر لیا زنگار رنگ جادو مارا گیا مقناطیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ پہاڑ پر نہ جائیے مگر بادشاہ نے نہ مانا اکثر ساحرون کو بھی قتل کیا آخر ایکسا دنین فریب و مکر سے مسحور بادشاہ کو لگا کر لیگئی طلسم ہفت پیکر مین جا کر دشمن اُنکے قید ہوے اب خدمت رستم مین چلا ہون نورالدہر نے کہا ای فیروزہ تم خدمت عم نامدار مین نہ جاؤ مین جا کر بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا رستم طلسم کشا ہین اُن سے عرض کرنے مین مطلب حاصل ہوگا حضور قصد نہ کرین اور بادشاہ کے پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُسپر تاثیر نہ کرتا تھا اُنکو تو مکار لگا کر لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا فیروزہ کا کہنا نورالدہر نے نہ مانا اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلے فیروزہ نورالدہر سے رخصت ہو کے نکلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایرج آگے آگے پشت پر فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے فیروزہ کو جو ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے پکار کر آواز دی ای فیروزہ بادشاہ جمجاہ کہان ہین فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا بادشاہ جمجاہ طلسم ہفت پیکر مین داخل ہوے اب مین حضور کے دادا جان سے

سنکر

لینے جاتا ہون ایرج نے کہا ای فیروزہ تم کیون تکلیف اُٹھاتے ہو مین جاکر طلسم کو درہم وبرہم کردونگا بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا ای پہلوان دوران مین جانتا ہون کہ جسقدر سعی کروگے اُسقدر یہ آپ زیادہ جلدی کرینگے مگر مقدمۂ طلسم ہی جرأت کو کام نہ فرمایئے بدون دست حق پرست رستم اور کسی سے مطلب نہ نکلے گا ایرج نے اُسی وقت لشکر کو درست کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلے مگر فیروزہ کئی دن مین منزلین طی کرکے سرحد فاروقیہ مین پہونچا خبر سُنی کہ لشکر رستم قلعۂ فاروقیہ پر فروکش ہی طرف لشکر کے چلا رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین خیرخواہان دولت ساحران نامی وپہلوانان گرامی خدمت مین حاضر ہین کہ سمک نے خبر دی فیروزہ بن عمرو آتا ہے رستم بیقرار ہوکر کھڑے ہوگئے فیروزہ نے آکے سلام کیا رستم نے بہ اشتیاق پوچھا کہ کیون ای فیروزہ ہمارے شہریار کس حال مین ہین فیروزہ بہت رویا کہا ای شہریار عالی لشکر بادشاہ کا اوج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ بر سر کوہ زنگار رنگ پہونچے قلعہ تسخیر کرلیا بالاے کوہ جاکر یہ سختی پڑی کہ جادوگریان لگا کر بادشاہ کو لیگئین ساکنان طلسم سے خبر سُنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر مین گئے وہان جاکر قید ہوے یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور سے عرض کرون راہ مین ایرج اور نورالدہر سے ملاقات ہوئی وہ دونون یہ خبر سُنکر بہ قہر و غضب گئے ہین ہرچند غلام نے منع کیا مگر نہ مانا رستم نے کہا ای فیروزہ مین فکر مین لوح طلسمی کی ہون انشاءاللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور مین نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ نے کہا مین حضور ہی کے ساتھ رہونگا رستم نے فیروزہ کو بہ اُلفت اپنے لشکر مین رکھا اور ملکہ شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیون ای شہرت تمنے سُنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم مین جاکر قید ہوے اب ہم کو جانا واجب ولازم ہی کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر مین پہونچائین لوح طلسم کی کوئی فکر کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدمون پر سرکار کے نثار کرون جسطرح ارشاد ہو بجالاؤن آفتاب فلک سیر نے کہا ای شہرت ہر وقت کمیل پاس گلدستون کے نہین بیٹھی رہتی تم رستم کو لیکر بالاے قصر معلق پہونچو ہم ہوا پر اُڑتے رہینگے جب رستم لوح حاصل کرلین اور کمیل پر جلوہ کرین ہم آسمان سے آکر پہونچین مصروف جنگ ہون لڑ بھڑ کے رستم کو نکال لائین یون لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا بہتر لیجاکر اُسی مقام پر اُنکو اُتارونگی

جہان گلدستے لوح کے ہین لیکن اے آفتاب ایک مقام پر اتنے گلدستے رکھے ہوے ہین یہ ہمکو نہین معلوم کہ کس گلدستے مین لوح ہے جہلال سرکش نے عرض کی اے شہرت طلسم کشا کے واسطے یہ فخر حاصل ہے کہ جب یہ ہاتھ ڈالینگے جس گلدستے مین لوح ہوگی خود ظاہر ہو جائیگی اسطرح لوح ملیگی شہرت نے کہا مین سب طرح پر حاضر ہون جسطرح سے ارشاد ہو بجالاؤن آخریہ صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کرکے بالاے قصر معلق لیجائے تب لوح حاصل ہو آخریہی صلاح کامل ہوئی کہ جہلال اور ماہی سحر و آفتاب وغیرہ یہ تو اڑکر بالاے آسمان روانہ ہوے یہان شہرت نے ایک تخت سحر تیار کیا اُسپر رستم کو سوار کیا تخت اُڑا کر لے چلی سمک و فیروزہ زیر قصر پہونچے ساحرون کی شکل بنے ہوے پھر رہے ہین لیکن محیط جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہے کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اُسنے آکر سامنے محیط کے زمزمہ سرائی شروع کی محیط مراد طائر سمجھی کنیزون سے کہا صاحبو تمھارے ذہن مین آیا کہ اس طائر نے کیا کہا خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہے کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتے مین طلسم کشا کو لوح ملجائیگی اور قدرت نے فرمایا ہے کہ اے محیط آگاہ ہو جاؤ کہ بادشاہ اسلام طلسم ہفت پیکر مین داخل ہوے وہان قید ہوگئے اب طلسم کشا کو جلدی ہے کہ اپنے کو طلسم مین جلد پہونچا کے بادشاہ کو جاکر چھڑائین لہذا حفاظت لوح واجب و لازم ہے مصاحبون نے عرض کی اے ملکۂ محیط اگر حکم ہو تو بالاے قصر معلق جاکر نگہبانی کرین محیط نے کہا کمیل کو نامہ لکھو یہ کہکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے کمیل قدرت نے کہلا بھیجا ہے کہ اسی ہفتے مین طلسم کشا کو لوح ملیگی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق مین آئی کمیل کو نامہ دیا کمیل نے پڑھکر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب مین قدرت کو دیکھا بہت پریشان تھے فرماتے تھے اب ابدولت ان بہادرون سے تنگ آئے ہین طلسم مین تشریف لیجائینگے مگر اے کمیل جہانتک ہو سکے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی تمھاری شہرت طلسم کشا پر عاشق ہے اپنی جان کی کچھ حقیقت نہین جانتی لہذا لوح کی حفاظت کرو ملکۂ عالم سے عرض کرنا کہ مین رات بھر جاگتی ہون چالیس ہزار کنیزین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین گرد قصر براے نگہبانی موجود ہین اب مین آج سے جس قصر مین گلدستے رکھے ہین اسی قصر مین اب

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہے کہ وہ گیسو بریدہ طلسم کشا کو لا سکے میری زندگی میں تو ناممکن ہے کہ لوح طلسم کشا کو لے آپ مطمئن رہیں یہ جواب کمیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو جواب سنکر بہت خوش ہوئی مگر کہا صبا جو کمیل وہ ساحرہ ہے کہ شہرت جسکے سامنے طفل مکتب ہے وہ ایک سحر میں سب کو دیوانہ کریگی اور میں بھی گوش برآواز رہونگی جس وقت طلسم کشا قریب اُن گلدستوں کے پہونچیں طایران سحر اس طور سے آواز دیں کہ میں خبردار ہو جاؤں سب نے کہا حضور اگر آپکو خبر پہونچی اور ہم لوگ پہونچ گئے پھر سامری و جمشید بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کرلینگے ملازمان حضور کے سحر سے کون بچ سکتا ہے باتوں سے مصاحبوں کی مطمئن ہو کے بیٹھی مگر کمیل جادو نے جس دن سے یہ خبر سنی تحریر کرچکا ہوں کہ معلق ہوا پر دو قصر بنے ہیں ایک قصر میں کمیل رہتی ہے دوسرے قصر میں وہ تختہ سنگ رکھا ہے جسپر اُنھی گلدستے رکھے ہیں اُنھی میں ایک گلدستے میں لوح ہے کمیل نے اپنے قصر میں رہنا موقوف کیا جس قصر میں گلدستے رکھے ہیں اُسمیں آکر بیٹھی آٹھ پہر گلدستوں کو دیکھا کرتی ہے بارہ ہزار کنیزیں گرد قصر پھر رہی ہیں شہرت رستم کو لیے ہوئے بالاے آسمان پہونچی اول شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا آسمان پر آکے چلی کمیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستوں کے بیٹھی ہے آفتاب و ہلال وغیرہ جو بالاے آسمان ستارے بنے ہوئے چمک رہے تھے شہرت نے ان سب سے کہا کیوں اے آفتاب ہاں میری بڑی حفاظت کر رہی ہے یہ تھوڑے عرصے کو ہٹتے تو میں طلسم کشا کو لیکر اُتروں لوح قبضے میں آجائے تو لڑائی پڑے پھر کچھ تردد نہیں اور بدون حصول لوح لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے میں نہ آئیگی یہ سنکر ماہی سحر نے کہا بوا تمنے ٹھیک بیان کیا مگر میں کنیزان کمیل میں جاکر ملتی ہوں تھوڑی دیر کے واسطے کمیل کو قصر سے بلا لونگی شہرت نے کہا بوا یہی کرو کہ اب جو آئے ہیں تو بدون حصول مطلب واپس نہ ہوں ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزوں میں کمیل کی ملگئی اور کمیل کو پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم براے چند ساعت یہاں تشریف لائیے کمیل نے آواز سنی سمجھی کوئی کنیز میری مجھکو پکار رہی ہے سامنے سے گلدستوں کے اُٹھی دوسرے قصر میں آئی پوچھا مجھے کسنے پکارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا اے ملکہ عالم آپنے انتظام

لوح تو خوب کیا اب تو کوئی نہین آسکتا کمیل نے جواب دیا ای نرگس تو سچ کہتی ہی مگر آج میرا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ خود بخود بھڑک رہا ہی ماہی سحر نے کمیل کو باتون مین لگایا۔ شہرت نے بالاے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اُتار کر قصر مین لائی کہا ای شہزادے بسم اللہ کرکے گلدستون پر ہاتھ ڈالیے دیکھیے قدرت پروردگار ظاہر ہوتی ہی رستم جیسے ہی آگے بڑھے عکس انکا گلدستون پر پڑا گلدستے شگفتہ ہوے رستم نے جیسے ہی بسم اللہ کہکے ہاتھ بڑھایا ایک گلدستہ جو سب کے بیچ مین تھا دیکھا اُسمین ایک ستارہ چمک رہا ہی رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس ستارے پر ہاتھ ڈالون کہ شاید یہی لوح ہو وہ جو گلدستے شگفتہ ہوے تھے اُن مین سے ایک طائر تڑپ کے نکلا اور اُسنے بالاے آسمان آکر آواز دی ای کمیل کیون دھوکا کھاتی ہے کس سے باتین کرتی ہی دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہین۔ طلسم کشا قریب گلدستون کے کھڑا ہی اپنے تئین جلد پہونچا کمیل نے جو یہ آواز سُنی ماہی سحر سے آنکھ ملا کر کہا اری تو کون ہی جو مجھے روک رہی ہی ماہی سحر نے کہا حضور نہین معلوم یہ طائر کیا بکتا ہی کمیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ چھڑایا اور ماہی سحر کو ڈھکیل دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کمیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت سامنے گلدستون کے کھڑی ہی اور طلسم کشا گلدستۂ لوح پر ہاتھ مارا چاہتے ہین کہ کمیل نے آواز دی ای شہرت او گیسو بریدہ او شوخ دیدہ دھگڑے کو پاس لوح کے لیکر آئی ای طلسم کشا خبردار لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کہکے مُنھ سے ایک شعلہ چھوڑا وہ شعلہ قریب گلدستے کے آکر چمکا دو شعلے چمک رہے ہین ایک شعلہ لوح کا اور ایک شعلہ سحر کمیل کا ماہی سحر جو زمین پر تڑپ رہی تھی اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون نے ماہی سحر کو گھیرا تمام قصر مین غل پڑگیا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچا وہ کنیزین بارہ ہزار جو گرد قصر کے چیخ مار رہی تھین اُنھون نے چاہا قصر پر جا پڑین آفتاب فلک سیر نے آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندھیرا چھا گیا کنیزین ٹٹول رہی ہین قصر تک نہین پہونچین مگر محیط جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہے آٹھ پہر ہنگامۂ عیش ونشاط گرم رہتا ہی اور ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہے

نظم

ہر دل مین غبار اُسکے گھر اپنا نہ کرینگے
ہم خاک مین ملنے کی تمنا نہ کرین گے
کیونکر یہ کہین منت اعدا نہ کرین گے
کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نہ کرینگے
ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کی باتین
اسطرح سے کرتے ہین کہ گویا نہ کرین گے
کیا نامہ مین لکھوں دل وابستہ کا احوال
معلوم ہی پہلے ہی کہ وہ وا نہ کرین گے
غیروں سے شکر لب سخن تلخ ہے تیرا
ہر چند ہلاہل ہو گوارا نہ کرین گے
بیمار اجل چارہ کو گر حضرت عیسٰے
اچھا بھی کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرین گے
جھنجھلاتے ہو کیا دیجیے اک بوسہ دہن کا
ہو جائین گے لب بند تو غوغا نہ کرینگے
دیوار کے گر پڑتے ہی اُٹھنے لگے طوفان
اب بیٹھ کے کونے مین بھی رویا نہ کرینگے
گر سامنے اُسکے بھی گرے اشک تو دل سے
کیوں روز جزا خون کا دعوی نہ کرینگے
کسوقت کیا مردمک چشم کا شکوہ
اے پردہ نشین ہم تجھے رسوا نہ کرینگے
ناصح کفِ افسوس نہ مل چل تجھے کیا کام
پامال کرینگے وہ مجھے یا نہ کرین گے
اُس کو مین ٹھہرنے نہ دیا جوش قلق نے
اغیار سے ہم شکوہ بیجا نہ کرین گے
گر ذکر وفا سے یہی غصہ ہے تو اب سے
گر قتل کا وعدہ ہو تقاضا نہ کرین گے
مومن وہ غزل کہتے ہین اب جس سے یہ مضمون
کُھل جائے کہ ترک در بتخانہ کرین گے

کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر چمکا اور مثل انسان کے آواز دی اے ملکہ محیط جادو طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا لڑائی شروع ہوئی جلدی جا کر خبر لیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جایا چاہتی ہے یہ آواز جو محیط جادو نے سُنی گھبرا کر کنیزوں سے کہنے لگی لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا کمیل جادو لڑ رہی ہے یہان وہ رنگ ہے کہ طلسم کشا وشہرت اندر قصر کے ہین گلدستے پر دو شعلے چمک رہے ہین جب طلسم ارادہ کرتے ہین کمیل جادو سحر کرتی ہے جتنے گلدستے ہین اُن سب پر ستارے چمکنے لگتے ہین جتنی کنیزین کمیل کی ہین چاہتی ہین بلوہ کرکے طلسم کشا کو پکڑ لین طلسم کشا نے تلوار کھینچی تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین جس کنیز پر عکس پڑا اجل کے گھر گئی جسپر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جو کنیزین قصر سے نکلی ہین گلدستون پر سینہ سپر ہین گلدستون پر گرتی پڑتی ہین جنگ سحر کرتے

کنیزون نے رستم کو گلدستے کے پاس سے ہٹایا باہر جو کنیزین تھین اُنکو تو آفتاب نے دیوانہ کر دیا ہی اسطرح کا سحر کیا ہی کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہی چاہتی ہین قصر مین جائین مگر نہین جا سکتین جھلال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پر بڑا بلوہ ہی کنیزین سینہ سپر کر رہی ہین گلدستے کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا ہی آفتاب اگر تمھاری صلاح ہو تو ہم سب قصر مین پہونچین قصور نہ کرین اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح نہ پائی تو نہین معلوم لوح کہان جائیگی ہفت پیکر ایسے مقام پر لوح کو چھپائیگا کہ جہان گذر ہوا کا نہ ہو سکیگا جھلال اور آفتاب نے قصد کیا ہی کہ قصر مین داخل ہون وہان سے محیط ساٹھ ستر ہزار ساحر لیکر چلی اُڑتی ہوئی آئی آفتاب و جھلال وغیرہ نے دیکھا کہ محیط بہ جمعیت کثیر آ پہونچی جھلال و آفتاب وغیرہ جتنے سردار ہوا پر اڑ رہے تھے لشکر محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر لوح مین لڑ رہا ہے اور سردار طلسم کشا کے مجھ پر آ پڑے اسنے کئی سحر آفتاب پر کیے آسمان سے شعلہاے آتش گرے شعلہ ہاے آتش مین آفتاب گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہی کہ شعلہ ہاے آتش سے نکلون مگر نہین نکل سکتا نہنگ بحری نے جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور یہ سحر محیط کا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر قریب اُس آتش کے آئین بال پر کے کھولے کچھ اسم سحر پڑھا کہ فوراً ابر سیاہ پیدا ہوا اس زور سے پانی برسا کہ شعلۂ آتش بجھے آفتاب کڑک کر نکلا اب جو آفتاب نے گرمی دکھائی جادوگر گرمی سے پریشان ہوے اُف اُف کرتے پھرتے ہین محیط نے جو بالاے آسمان سے دیکھا کہ ماہی سحر و نہنگ بحری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہ ہاے آتش سے نکلا اب ساحرون کو قتل کر رہا ہی ماہی سحر پر کڑک گری اور للکارا کہ او گیسو بریدہ تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا ماہی سحر اُلٹ گئی طرف زمین کے چلی کمیل نے جو دیکھا کہ بالاے آسمان سے محیط نے سحر کر کے ماہی سحر کو گرایا کمیل جادو نے کڑک کر چاہا کہ جب یہ زمین پر پہونچے اس طرح گردن کہ اسکے دو ٹکڑے کرون ماہی سحر زمین پر جو آکے گری فیروزہ بن غمر و سمک بلیداقی ساحر بنے ہوے زیر قصر کھڑے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر گر کے تڑپ رہی ہے کمیل جادو قصر سے تڑپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہی

ایک ساحر ہاتھ تھامے ہوئے سنبھال رہا ہے کمیل نے پہچانا کہ یہ عیار طلسم کشا ہو ماہی سحر کو سنبھالتا ہے وہین سے سحر کیا کہ سمک کے پاؤن زمین نے تھام لیے کمیل نیمچہ لیکر دوڑی کہ دونون کے سر کاٹ لون اُسوقت سمک کی بیقراری ماہی سحر کی اشکباری بیتابی مین ہم پکار رہے ہین ای خالق کون و مکان و ای رب دوجہان اب تو اس آفت سے نجات دے تو کریم و رحیم ہے۔ نظم

تمام خلق چہ خاکی چہ نوری و ناری — بعجز سجدہ کنند پیش حضرت باری
سحاب رحمت حق کرد چون گہرباری — بکار سوے زمین بحر فیض شد جاری
بحال بندۂ بیکس خدا کند یاری — ہمیشہ وقت غم و رنج و درد غمخواری
براہ لطف کند حق معاف تقصیرش — کند چو بندۂ مجرم بہ پیش حق زاری
کند عبادت معبود جن و انس تمام — بود بہ وحدت واحد زمانہ اقراری
کسے ز حالت انسان خبر نمی پرسد — کند بوقت مدد ذات حق مددگاری
ز حال نیک و بد خلق حق خبر دارد — کہ شد بذات خدا منحصر خبرداری

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سمک و ماہی سحر قتل ہوا چاہتی ہین ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا ای کمیل حکم خداوند لیکر آیا ہون اسے دیکھ تو پھر تمھین اختیار ہے کمیل نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام نیک انجام جھپٹا ہوا آتا ہے کمیل دونون کو قتل کرتے کرتے رُک گئی اُس ساحر نے بڑھکر کاغذ ہاتھ مین دیا کمیل نے کاغذ لیکر لفافہ جو کھولا لفافے سے ایک دھوان نکلا کمیل کے دماغ مین پہونچا لہرا کر گری ساحر پاس کھڑا ہوا تھا کود کر یہ کمیل کی خنجر مارا کمیل کا شکم چاک قصہ پاک مرنے سے کمیل کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھاگیا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من کمیل جادو بود شہرت بالاے قصر لار ہی ہے دونون ہاتھون سے سحر کرتی ہے اسکے کان مین جو آواز پہونچی کہا معلوم ہوتا ہے کسی عیار نے کمیل کو مارا مقدمہ مان کا تھا ایک خلق مرنے کا کمیل کے ہوا لیکن اسی حالت مین ساتھ طلسم کشا کے لڑتے گئی شہریت نے سحر سے ہاتھ نہ اُٹھایا محیط کے جو کان مین آواز پہونچی کہ کمیل کو عیار نے مارا مجمع سے آب نکل کے بلند ہوئی بالاے

آسمان پہونچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گلدستے مین ہی تڑپ کر آسمان سے گلدستے پر گری لوح اُٹھالی اب سب ساحرون کا محیط پر بلوہ ہی محیط نے لوح چمکانا شروع کی جسپر عکس لوح کا پڑا وہ ساحر سحر بھولنے لگا آفتاب فلک سیر ایسا جادوگر ٹلک کر محیط پر چلا کہ غضب ہوا لوح لیے جاتی ہی جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا کہ تمچہ مارون محیط نے لوح سامنے کر دی آفتاب اُلٹ گیا جہلال نے یہ جرأت بھی قصد کیا کہ جھپٹ کے لوح لون جب قریب پہونچ گیا تو محیط نے لوح کو پھر چمکایا آفتاب و جہلال دونون لڑکھڑا کے زمین پر گرے ماہی سحر نے دونون کو سنبھالا آفتاب نے گھبرا کر کہا کہ یارو غضب ہوا طلسم کشا قصر مین لڑ رہے ہین اور محیط لوح نکال لائی اب لیے جاتی ہی محیط نے بلند ہو کر ایک آواز دی کہ ای ساحرو جنگ موقوف کرو مین لوح لیکر خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ جو ساحرون کے کان مین آواز پہونچی جنگ طلسم کشا سے عاجز ہو رہے تھے سب ساحرون کے مار گولون ستھراؤ کر دیا تھا اب دو دو چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب کے قبل نکل گئی یہان رستم قصر معلق مین خوب لڑے جو کنیزین کہ اندر قصر کے آئین وہ سب انکے ہاتھ سے قتل ہوئین تھوڑی دیر مین رستم نے دیکھا قصر مین سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا ای شہریار جستجو ہماری آپ کی بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر آکر پاس رستم کے جمع ہوے رستم نے کہا ای آفتاب مین پیچھا محیط کا نہ چھوڑونگا جہان وہ لوح لیکر جائیگی وہین مین بھی پہونچونگا خواہ اسمین جان جائے خواہ رہے مین مفصل خبر پا چکا کہ بادشاہ جا کر طلسم مین قید ہوے دشمن اُنکے کس مصیبت مین ہونگے شہرت نے کہا ای شہریار چلیے کوہ الوان پے ہفت پیکر ٹھہرا ہے آفتاب نے بزور کہانت بیان کیا کہ حضور طرف الوان کے کوچ کرین یقین ہے کہ لوح دستیاب ہو میرا علم تو یہی خبر دیتا ہی رستم لشکر مین آئے افسران فوج کو تیار کیا قلعۂ فاروقیہ سے کوچ کر کے چلے سب سے زیادہ شہرت مرصع پوش مصروف جستجو ہوی ایک منزل رستم نے راستہ طی کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کنیز اپنے کو بالا کے کوہ الوان پہونچاتی ہے جا کے دیکھون کہ لوح پر کیا گذری یہ کہکر شہرت خدمت رستم سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے چلی یہان بعد کئی مہینے

کے ہفت پیکر کوہ رنگار رنگ سے کوہ الوان پر آیا ہے الوان جادو نہایت ساحر زبردست
ہے اسنے جو آمد ہفت پیکر کی سنی دیر کھلوا دیا آپ برائے استقبال قلعے سے نکلا دیکھا ایک ابر
چار رنگ آسمان سے پیدا ہوا ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے آتے ہین الوان
جادو تخت سے اٹھکر بلند ہوا زیر ابر آکر آواز دی یا خداوند آئیے مین مدت سے آپکا مشتاق
ہون کوہ رنگار رنگ پر عرصۂ دراز تک جلوس فرمایا اب ساکنان کوہ الوان آپ کے جلوس
کے مشتاق ہین قریب ابر کے یہ باتین کرتا ہوا طرف کوہ کے ابر کو لے چلا کوہ الوان پر آکے
جو ابر ٹھہرا الوان جادو ہاتھ باندھکر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہان سب آپ کے
رازدان ہین بلا تکلف ابر سے باہر آئیے قلعے مین تشریف لے چلیے یہان کوئی در انداز نہین
ہے کہ قدرت کو پہچانے یہ جو الوان نے کہا ابر شق ہوا ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا
سر جھاڑ منھ پہاڑ ابر سے نکلا الوان جادو کے مشیر وزیر حاضر تھے پاے انداز بچھواتا ہوا
لیکر طرف قلعے کے چلا قلعے مین ہلڑ ہوا کہ قدرت تشریف لاتے ہین قلعے مین جابجا ذکر ہو رہا
ہے ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مصاحب قدیم ہے قدرت کو اسقدر پاس ہے کہ
بصورت اصلی تشریف لاتے ہین طائر درختون پر بیٹھے ہوے تعریف ہفت پیکر
کر رہے ہین ہفت پیکر ٹہلتا ہوا گرد مشیر وزیر قلعۂ الوان مین آیا شہر مین ہنگامہ ہوا کہ
قدرت تشریف لاتے ہین الوان ہفت پیکر کو لیے ہوے دار الامارۃ مین آیا اور ہفت پیکر
آکے تخت پر بٹھایا پہلوے تخت مین ایک کرسی جواہر نگار بچھی تھی اُسپر الوان بیٹھکر
ہفت پیکر سے باتین کر رہا ہے کہ یا خداوند بندے آپ کے جابجا قتل ہو رہے ہین ہفت پیکر
کہ رہا ہے مین نے خود انقلاب کیا ہے اعتقاد کا سب کے امتحان ہے کہ آسمان پر ایک ابر یاقوتی
اُٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کنیز قدرت کی میری بیٹی جسدن سے اُسنے انقلاب
سُنا ہے پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہے دیکھیے وہ دورہ کیے ہوے آتی ہے آمد مسلمانان کی خبر لیتی
رہتی ہے دیکھیے کئی دن کے بعد پلٹی ہے ملکہ الماس یاقوت پوش نام ہے ہفت پیکر دیکھنے لگا
کہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین و جمیل اپنی مصاحبون کی
کفیل گرد کنیزین گھیرے ہوے لباس گلنار پہنے ہوے قدرت کو جو تخت پر دیکھا

تخت سے اپنے کودی تخت قدرت کے سامنے آکر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ اُس پری پیکر پر پڑی بجبین ہوگیا سلطان عشق نے مزرع دل پر چڑھائی کی پسینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ کرکے اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے بندی قدرت آؤ قدرت تمھارے مشتاق تھے تمکو بڑی مشقت پڑی ہی ہو ہاتھ پکڑ کے جو الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھا لیا الماس ایک نازنین سہ جبین حسن مین بیمثل ابرو خنجر آبدار کبک رفتار شیرین گفتار قمر پیکر ماہ منظر ہفت پیکر جو منھ کھولکر باتین کرنے لگا وہ بوے بد اسکے دہن سے آئی کہ الماس نے منھ پھیر لیا مگر پہلو تخت پر سرنگون بیٹھی ہی ہفت پیکر کبھی پشت پر ہاتھ رکھدیتا ہی کبھی کہتا ہی کچھ باتین تو کرو اے الماس کہان گئی تھین قدرت کو معلوم ہوا دور سے آتی ہو الماس نے سر جھکا کے عرض کی جب سے مین نے سُنا کہ قدرت موجود تھے اور مسلمان بلوہ کرکے کوہ زنگار رنگ پر آئے اپنے کوہ کی حفاظت کے لیے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہون کہ اگر کوئی اسطرف آئے تو دو مین صحرا مین روکون قریب قلعۂ الوان نہ آنے دون ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر مین قید کرون قدرت نے اُسکو ہدایت کی وہ قلعۂ زنگار رنگ پر آگیا زنگار رنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ کے اُسکو قتل کرایا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر مین بھیجا وہان جاکر قید ہوے اس مصیبت مین ہونگے کہ اسی ہفتے عشرے مین کوئی ساکن طلسم لکھے گا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس درست کہ رہی ہو الوان جادو قریب کرسی پر بیٹھا ہی مگر تیور ہفت پیکر کے دیکھکر حیران ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی یہ کیسی بدعت ہو کہ بیٹی میری پر یوشش اور یہ ایسا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اس تردد مین الوان بیٹھا ہی پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اٹھنے نہین دیتا جب الماس ارادہ کرتی ہی ہفت پیکر تو بٹھا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا محیط جادو آگے آگے پشت پر کئی سو جادوگرنیان مگر خستہ و شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران کے زخم سے حیران افتان و خیزان چلی آتی ہین محیط کو دیکھکر ہفت پیکر نے کہا محیط کچھ مژدہ خوشخبری لائی الماس نے درست کہکے سر جھکا لیا کہ محیط آکر پہونچی سجدہ کرکے رونے لگی اور کہا کہ یا خداوند وہ صدمے اُٹھائے کہ قدرت کے سامنے بیان نہین کرسکتی دختر کمیل سے

طلسم کشا کو بالائے قصر معلق پہونچایا کمیل قتل ہوئی مگر مین وقت پر پہونچی جان اپنی بچاکر فوراً گلدستون پر گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہی پہلے کوہ زنگار رنگ پر گئی کہ کئی مہینے سے قدرت اُسی مقام پر تھے وہ مقام قدرت سے خالی پایا تب یہان آئی یہ کہکے لوح سامنے رکھدی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا اے محیط ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تجویز کرین کہ اب لوح کو کہان رکھین تو حکم دیا جائیگا محیط نے لوح کو اُٹھاکر پھر جھولی مین رکھ لیا الماس نے اپنے دل مین کہا یہ کیسا خداوند ہی کہ جسنے محیط کو دیکھکر کہا تھا کہ مژدہ خوشخبری لائی ہے وہ یہ خرابی کی خبر لیکر آئی کہ اُسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کمیل ایسی ساحرہ ماری گئی اے الماس یہ اصل مین ساحر زبردست ہی خداوند بنکر ان پہاڑون پر بیٹھا ہی سب کو اپنے عجائب و غرائب دکھاتا ہی یہ الماس کے دل مین طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی آکر جلسے مین بیٹھی الماس نے بخوبی دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہی اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہی مجھ سے باتین عشق و محبت کی کر رہا ہی مجھکو اسکی صورت سے نفرت ہی اگر خداوند اصلی ہوتا میرے بھی دل کو رغبت ہوتی یہ سوچکر پہلو سے اُٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر ہاتھ تھاما کہا اے سرتاج معشوقان کہان جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تمہارا مرتبہ بڑھائینگے تمام اہالی طلسم تمکو سجدہ کرینگے میرے مقام پر رہائین گے تم کیون جاتی ہو ہفت پیکر جو جو یہ باتین کرتا ہی الماس کو ناگوار ہوتا ہی باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو منع نہین کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتین کر رہے ہین یہ کیسے خداوند ہین مثل انسان کے عذر و حیلہ کر رہے ہین اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے میرا دل خود بخود توجہ کرتا بیٹی کا یہ اشارہ پاکر الوان جادو کرسی سے اُٹھا سامنے ہفت پیکر کے گیا کہا یا خداوندا تو آپ نے نیازمند کو سرفراز کیا بالائے کوہ تشریف لے چلیے وہی مقام آپ کا جو تصویر سنگی مین ہی وہان تشریف رکھیے مراد مند حاضر ہونگے اور کنیز کو اپنی نذر کیجیے مین نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر مجھکو معلوم ہو کہ مسلمان اس طرف آتے ہین تو پڑھکر ایسا سحر کرون کہ لوہے کی دیوارین درمیان مین قائم ہون مسلمان قریب نہ آسکین یہ دیکھنے جاتی ہی کہ اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو نہ چاہتا تھا کہ اس محبوب پریچہرہ کو پاس سے اُٹھنے دون مگر الوان کے کہنے سے ناچار ہوا تخت سے اُٹھتے اُٹھتے غائب ہو گیا الوان نے

مشیرون اور وزیرون کو بالاے کوہ بھیجا کہ اب خداوند کا ظہور اُسی تصویر مین ہوگا گھنٹہ
وناقوس نوازون کو بھیجو کہ جاکر گرد تصویر مجمع کرین اپنے کام مین مصروف ہون وزیر وامیر
گھنٹہ نوازون کو لیکر بالاے کوہ آئے سب نے دیکھا وہی تصویر باتین کر رہی ہے شہر مین بھی ڈھنڈورا
پٹوایا کہ کل سب مرادمند زیر کوہ آکر حاضر ہون کہ قدرت تشریف لائے ہین اب اس کوہ پر میلہ
ہوگا مگر ملکہ الماس یاقوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ
ای محیط جادو لوح لیکر ہمارے ملک مین آئی ہین اُنکو بہ حفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا
مقام تھا اب حفاظت سے رہین وقت بے وقت نہ نکلین ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان
پاجائے اور آکر محیط پر دست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہے کہ طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے ساحر ہین اُنھون نے بتلایا ہوگا کہ محیط بالاے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت
یہان تشریف لائے ہر خرد و کلان براے مراد آئیگا تمام دنیا مین مشہور ہوگا کہ قدرت بالاے
کوہ الوان مین ضرور طلسم کشا آئینگے اور محیط کی فکر کرینگے انتہا کی جرأت یہ کی کہ بالاے قصر معلق
پہونچے اُس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اُس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا
ای نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچاتا ایسا نہو تمھارے جانے سے آفتاب فلک سحر
آگاہ ہو تمھاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا مین آمد لشکر دیکھکر پلٹ آؤنگی مگر ہفت پیکر
کی باتون نے شک مین ڈالدیا کہ مذہب اصلی کیا ہے اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب
توجہ نہ کرتا اُسنے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہے مجھکو بہت ناگوار ہوا مین آپ کے
خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ مین قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے
الوان نے کہا ای نور نظر ان باتون مین دخل نہ دو ہم سب لوگون نے ملکر اُنکو خداوند بنایا
ہے سب لوگ اُنکو بخدائی مانتے ہین اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوے جوکچھ
ہوگا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا ایک خیال آپ کو رہے کہ تنہائی مین قدرت کو
سمجھا دیجیے گا کہ مجھسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ قدرت کو مجھ سے ملال ہوگا الوان نے کہا
مین سمجھا دونگا الماس باپ سے باتین کرکے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے
چلی بارہ کوس نکلکر ایک پہاڑ تھا اُسپر آکے ٹھہری نگاہ اُٹھا کے چار جانب دیکھ رہی ہے

کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے زیر کوہ سے نکلے بعد علمدارون کے کئی ہزار مرکب تازی کچھی یمنی عراقی باکھرین اُنکی پشت پر موتیون کی پڑی ہوئی تھین سامنے سے گذر گئے اُنکے بعد دیکھا آفتاب فلک سیر و ہلال سرکش۔ شہرت مرصع پوش تخت پر تخت کو ساحر گھیرے ہوے نقیب آگے آوازین لگاتا ہوا الماس جاہ و جلال شہرت دیکھکر حیران ہوگئی جی مین کہتی ہی لشکر طلسم کشا مین شہرت کو بڑا مرتبہ ملا کہ بڑے بڑے ساحر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوے آتے ہین شہرت کا تخت سامنے سے گذرا اب جو دیکھا تو ایک مرکب باساز و یراق مرصع کا اُسپر ایک جوان آفتاب جمال مہر تمثال آنکھین بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار پہلو مین حمائل سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی اور چند پیکان تیر جو ترکش سے باہر ہین معلوم ہوتا ہی ناگنیان بانبی سے منھ نکالے ہین قد سرو گلزار خوبی دہن غنچۂ حدیقۂ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے سورج کے گرد کرن سینہ تختۂ رشک چمن ایک عیار مثل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کئی سو افسر کمیدان و رسالدار پشت پر مسلح و مکمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آرائے رستم پر پڑی بیقرار ہوگئی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا مگر کھڑی ہوئی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے بیکار اُٹھتی ہے کہتی ہی دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

ازبس جنون جدائی گل پیرہن سے ہی ‌ دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہی
سرگرم مدح غیر دم شعلہ زن سے ہی ‌ دوزخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہی
روز جزا نہ دے جو مرے قتل کا جواب ‌ وہ ہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہی
کچھ بھی کیا نہ یار کی سنگین دلی کا پاس ‌ سب کاوش رقیب دل کوہکن سے ہی
انکو گمان ہے گلۂ چین زلف کا ‌ خوشبو دہان زخم جو مشک ختن سے ہی
مین کیا کہ مرگ غم یہ دامان تر نہ ہو ‌ وہ اشک ریز خندۂ چاک کفن سے ہی

کیونکر نجات آتش ہجران سے ہو کہ مرگ
آئی تو دور ہی تب و تاب بدن سے ہے
خود رفتگی مین چین وہ پایا کہ کیا کہون
غربت جو مجھسے پوچھو تو بہتر وطن سے ہے
داغ جنون کو دیتے ہین گل سے زبس مثال
مین کیا کہ عندلیب کو وحشت چمن سے ہے
کیون یار نوحہ زن ہے کہان مرگ مجکو تو
لب بستگی تصور بوس دہن سے ہے
کیا کیا جواب شکوے مین باتین بنا گیا
لو اب بھی دل درست اُسی دلشکن سے ہے
اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے بتو
مومن کو ضد یہ کشش بد برہمن سے ہے

الماس یاقوت پوش حیران بڑھ بڑھ کر گلچینی گلشن جمال رستم کی کر رہی ہے قصد یہ ہے کہ اسی شہریار کے ساتھ جاؤن جہان یہ ٹھہرین گے کسی نخل پر بیٹھ رہونگی جب بارگاہ سے نکلین گے جمال بیمثال دیکھ لونگی دل کو اپنے تسکین دونگی اس خیال مین تھی کہ رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اُترے اُسی کوہ کے دامنے مین بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اُسی صحرا مین اُتر پڑا الماس پہاڑ سے یہ سب سامان دیکھ رہی ہے کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایۂ تخت پر بڑھ کے ہاتھ ڈالا شہرت تخت سے کودی رستم ہاتھ تھامے ہوئے شہرت کا لیکر بارگاہ مین گئے الماس بھی دیکھا کی سارا دن اُسی مقام پر الماس کو گذرا رستم نے شام کو سماک سے حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو چند خادمون کو حکم دو کہ وہان شراب و کباب پہونچائین آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھین گے کنارۂ صحرا پر ایک خیمہ استادہ ہوا رستم طرف اُسی خیمے کے چلے شہرت نے راہ مین عرض کی کنیز بھی ہمراہ حاضر ہو رستم نے کہا تم بارگاہ مین رہو الماس راز و نیاز شہرت دیکھ رہی ہے بڑی حیرت مین ہے جی مین کہتی ہے کہ شہرت پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہین سماک کے ساتھ رستم اُسی خیمے مین آکے داخل ہوئے گویا برج مین ماہتاب آیا خیمہ روشن ہوگیا خادمون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیے الماس کوہ سے دیکھ رہی ہے کہ صحرائے سبزہ زار چاندنی کی بہار رستم نے سماک سے کہا اے یار وفادار اسوقت کچھ گاؤ سماک نے نے تو بٹوے سے نکالی سامنے رستم کے جھکر نئے طور سے یہ غزل شروع کی

نظم

دو دینا بوسہ پا کو فلک جھکتا زمین پر ہی
کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہی اُتنا زمین پر ہی
تڑپتا ہی پڑا شوق شہادت خاک اور خون مین
گرا کوچے مین یہ تیرے لہو کسکا زمین پر ہی
خرام ناز نے کسکی جہان کو کر دیا برہم
زمین گرتی فلک پہ ہی فلک گرتا زمین پر ہی
مری دوری مین بھی کیا جائے جان اُس پاس جاتا ہی
کہ جیسے آسمان پر سے اُسے پٹکا زمین پر ہی
نوید قتل سے بھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین
کہ قدر نیم رقص مرغ بسمل جا زمین پر ہی
مری فریاد سے کہتا ہی اسرافیل حیرت سے
قیامت آگئی کیونکر یہ غل کیسا زمین پر ہی
ہوا جوہر برات عفو نقش سجدہ مومن کو
قدم رکھتا فلک پہ ہی کہ سر رکھتا زمین پر ہی

اس لطف سے سماک ملتانی گا رہا ہی کہ طائران صحرا درختون پر وجد کرتے ہین غزالان صحرا کبھی گوشہ ہاے دشت سے نکل کر گرد خیمۂ رستم چیخ مار رہے ہین شیران صحرا پہلوون مین غزالان دشتی کے بیٹھے ہوے ڈکار رہے ہین باز بلند پرواز نخل سے اُترے پہلوے گنجشک مین بیٹھے شکار سے باز ہین یہ حال ملکہ الماس یاقوت پوش نے جو دیکھا ضبط نہ کر سکین اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آخر بہزار بسختی اُٹھین در بارگاہ پر پہونچین غیرت تو منع کرتی ہی حسرت دامن کھینچ رہی ہی کہ بلا تکلف اندر بارگاہ کے چلو چند خادم کہ در بارگاہ پر حاضر تھے اُنھون نے گھبرا کے پوچھا آپ کون ہین کس انتظار مین کھڑی ہین ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہان ہون خدمتگارون نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کرین الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یاقوت پوش دختر الوان جادو قدمبوسی کی مشتاق ہین دروازے پر حاضر ہین امیدوار باریابی ہین خادمون نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک نازنین نہایت جمیل و حسین در بارگاہ پر حاضر ہین چاہتی ہین کہ صحبت مین آئین نام اپنا الماس یاقوت پوش بتاتی ہین سماک نے عرض کی غلام اول جا کے دیکھ لے تب اندر بلائے ایسا نہ ہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو باتون مین کچھ راز و نیاز ہو رستم نے کہا اے برادر زبانی خدمتگارون کی معلوم ہوا کہ نازنین محبوب ہی حسن و جمال مین خوب ہی اے سماک تمھارے گانے کی مشتاق ہو کر آئی ہی سماک نے کہا حضور لوح کی جستجو مین نکلے ہین قریب کوہ الوان پہونچ چکے ہین ایسا نہ ہو کچھ فتور ہو رستم نے کہا کیا ہم سوتے ہین خبر ہی جاگتے

رہے ہین تحفہ جات موجود ہین کوئی کیا کرسکتا ہی سمک نے زمانا تڑپ کر اُٹھا بیرون خیمہ آیا دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہی بحسرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہی سمک نے دیکھکر کہا اے الماس جادو تشریف لائیے پھر سمک نے برابر آکے پوچھا نام نامی و اسم گرامی حضور کا کیا ہی الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پہچانتے ہین سب خاص و عام جانتے ہین الماس یاقوت پوش دختر الوان تاجدار یہ باتین کرتی ہوئی اندر پہونچی رستم نے جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن وجمال سے اُٹھکر کھڑے ہو گئے تعظیم کرکے فرمایا آئیے تشریف لائیے

فرد- رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✤ یہ کہکے رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر برابر مسند پر بٹھایا الماس جو آکر بیٹھی رستم نے پوچھا اے سرتاج حسینان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہمین کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار اصل یہ ہی کہ مین اس سرحد کی نگہبان ہون اسی خیال سے آئی تھی لشکر کی جو آپکے آمد ہوئی اور مرتبہ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق مین آپ کی ملاقات کے سارا دن مجھکو اسی پہاڑ پر گذرا اب اسوقت جو گانا سُنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تخلیے مین ہین بلاتکلف چلی آئی آپکے جمال بے مثال کی مشتاق ہون بیقراری دل کھینچ لائی رستم سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر بر کوہ الوان آیا ہی کیا کر رہا ہی الماس نے کہا ایک بڑا مدعا آپ کا یہ ہمارے قلعے مین ہی کہ محیط جادو لوح لیکر قصر معلق سے آئی ہی ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے مین فروکش ہی ہفت پیکر تصویر سنگی مین داخل ہے وہی میلے ہو رہے ہین مشتاق آکر اُسکے جمع ہونگے جسطرح اور پہاڑون پر میلہ ہوتا ہی اُسی طرح یہان بھی میلہ ہوگا آپکے اقبال نے مجکو یہان تک پہونچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھین جہان تک ہوسکیگا کل مین لوح لیکر آؤنگی اب مین جان ومال سے کوشش مین حاضر ہون لیکن عیار سے کہیے کہ ایک غزل اور گائے کنیز نے بڑا تامل کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقین ہی کہ والد نامدار پوچھینگے کہ دن بھر اور شب بھر تمکو کہان گذرا حیران ہون کہ کیا کہونگی دیکھون کہ دل خانہ خراب کیا دکھائے نوشتۂ تقدیر کیا پیش آئے سمک نے سامنے الماس کے پھر

یہ شعر گائے نظم

بغیر یار کے لطف مے و کباب نہین
پیالہ زہر کا ہی ساغر شراب نہین
وہ عضو کون سا ہی جو کہ انتخاب نہین
کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہین
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی
غضب خدا کا ہی کافر ترا عتاب نہین
کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے
کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہین
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی بندون پر
مرادو پہ یہ ترا عالم شباب نہین
سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی
ابو لہب ہین زمانے مین بو تراب نہین

یہ اشعار جو سمک نے گائے الماس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بے اختیار ہو کے پکار اُٹھی۔ فرد شب وصل غریبان ہو مرے ہمدم کسی ڈھب سے + گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے + رستم نے کہا اے ملکۂ عالم اسقدر بیقرار ہو کہا اے شہریار نہین معلوم تقدیر مین کیا لکھا ہی اور کیا ہونے والا ہی دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی اب کنیز رخصت ہوتی ہی محیط سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہون کہ حضور کے خیال مین رہے ہفت پیکر نے مجھپر بدل توجہ کی یہی چاہتا تھا کہ پاس سے نہ اُٹھین باپ کو یہ ناگوار ہوا یقین ہے ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ ہی کہ ہفت پیکر ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست ہی مثل ہمارے باپ کے چند رازدان قرار دیے دعوی خدائی کر بیٹھے یہ لوگ منتظم کارخانۂ خدائی ہین بڑا شرف یہ رکھتا ہی کہ طلسم ہفت پیکر والے اسکو بخدائی مانتے ہین وہ طلسم ہفت پیکر پر بڑا ناز رکھتا ہی کہتا ہی کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہی کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے ہین کہ جنسے گذرنہ طلسم کشا کا دشوار ہوگا تو اے شہریار خدا فضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پہ تشریف رکھیے گا مین اسی مقام پر حاضر ہونگی رستم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کرکے الماس رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھکر طرف کوہ الوان کے چلی یہان الوان جادو آنے سے بیٹی کے شب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا ہی کہ الماس آکر پہونچی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اُداس پریشان آکے باپ کو سلام کیا الوان نے پوچھا کہ اے نور نظر شب کو کہان

رہین الماس نے کہا مین نے خبر آمد طلسم کشا سُنی تھی تا بہ قصر معلق گئی تھی وہان جا کے دیکھا قصر معلق ویران پڑا ہی اُسی مقام پر لشکر طلسم کشا اُترا ہوا ہی مین دیکھکر پلٹی تھی کہ راہ مین ایک کوہ ملا اُس پر ٹھہری تھکی ہوئی تھی سو گئی آنکھ جو کھلی ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا تھا آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی الوان نے کہا ای نور نظر بہت بہتر ہوا کہ تم شب کو نہ آئین خداوند تشریف لائے تھے تمکو دمبدم پوچھتے تھے مین نے اُنکو بہت سمجھایا مگر وہ نہین مانتے شب کو کھلکر مجھ سے کہا کہ اپنی بیٹی ہمین دو خداوندزادہ اُسکے بطن سے پیدا ہوگا خدائی تمھارے گھر مین آئیگی مین نے کچھ جواب نہ دیا ابھی صبح ہوتے کوہ الوان پر گئے ہین الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پچھتائینگے اتنا کہکر خاموش ہو رہی الوان جادو برسر کوہ برائے انتظام گیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک قصر مین جا کر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اُسی وقت طاؤس پر سوار ہو کر طرف لشکر طلسم کشا کے چلی قریب شام رستم نے اُسی مقام پر خیمہ استادہ کرایا تھا سمک کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور لوح مین لائی دونون ہاتھ پر رکھکر لوح خدمت طلسم کشا مین پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے مین ڈالا مگر محیط جو سو کر اُٹھی جھولی مین لوح کو نہ پایا گھبرا کر ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ میرے پاس کون آیا تھا کسنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیزین قسمین کھا رہی ہین محیط کو ایک ایک سے پوچھتے پوچھتے شام ہوگئی ہر ایک سے دریافت کرتی ہی کہ بی الماس کہان ہین کنیزون نے کہا برائے گشت تشریف لیگئی ہین محیط بیٹھی رو رہی ہی کہ الوان آیا اُسنے آکر پوچھا کہ ای محیط کیا ہوا محیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی ہفت پیکر اشتیاق ملکہ مین آکر پہونچا الوان سے پوچھا کہ معشوقۂ قدرت کہان ہی الوان نے کہا قدرت تو اور فکر مین ہین یہان دشمنون نے فکر کرلی ہی محیط کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہی ہفت پیکر نے کہا اے الوان قدرت جانتے ہین کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی تمھاری صاحبزادی نے یہ آفت برپا کی برسر کوہ لشکر رستم اُترا ہے وہین الماس گئی ہی اور لوح پاس طلسم کشا کے

پہونچادی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے ای الوان تمنے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کو بڑا قلق ہی الوان جادو جھلاکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند اگر وہ لوح پاس طلسم کشا کے لیگئی اور پہلوے طلسم کشا مین بیٹھی ہے تو ابھی جاکر اُسے لاتا ہون اور قتل کرتا ہون یہ تو مجھسے کبھی ہوگا کہ بیٹی آپکے سپرد کرون آپ یہ ہوس دل سے نکالڈالیے ورنہ غلام کو رنج ہوتا ہی قدرت یہ ذکر نہ کرین ہفت پیکر نے کہا ای الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس کو قبضے مین کرینگے الوان نے کہا تو مین جاتا ہون اگر بنتا ہی لوح بھی لاونگا نہین تو الماس کو تو ضرور لاتا ہون یہ کہکے الوان چلا محیط نے کہا مین بھی آؤن ہاے ای الوان مین لوح کو قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو نہ لیا آخر دشمنون نے اپنا کام کر لیا الوان جادو آہ کرکے اپنے مقام سے اُٹھا کڑکتا ہوا طرف کوہ صحرا کے چلا پیچھے پیچھے محیط جادو بھی چلی یہان پاس رستم کے الماس یاقوت پوش بیٹھی ہے جب کہتی ہے کہ مین جاتی ہون رستم ہاتھ تھام لیتے ہین فرماتے ہین ای الماس وہان جانے کا ارادہ نہ کرو ہفت پیکر خود وہان موجود ہی شاید کہدے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہی الماس نے کہا میرے جانے مین کئی مطلب ہین اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو مین گرفتار کرکے آپ کی خدمت مین حاضر کرونگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ لوح بے منت خلق پائی ای الماس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے پہونچائی او گیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑونگا یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلۂ جوالہ اول طرف طلسم کشا کے چلا منھ سے شعلے چھوڑتا ہوا ہاتھ چمکاتا ہوا کہ برقین گرنے لگین شعلہ ہاے آتش ہزارہا گرد رستم کے ہو گئے رستم نے لوح کو چمکایا شعلہ ہاے سرکش غائب ہوے تیغۂ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا تھا کہ ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا یا آہ دل مظلومان اب جو تیغۂ ہفت جوہر چمکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہی کبھی برق چمکاتا ہی کبھی تلوارین گراتا ہی مگر کوئی سحر رستم پر تاثیر نہین کرتا رستم جھپٹتے ہین الوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہی الماس کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم جھپٹ کر طرف الوان کے چلے الوان جو تڑپتا ہی برابر الماس کے پہونچا للکارا کہ او شوخ دیدہ تماشہ دیکھ رہی ہے الماس نے چاہا سحر کرون الوان نے

کلائی پکڑلی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا رستم نے لوح گلے سے اُتاری پکار کر کہا او ساحر یہ لوح لیتا جا مگر الماس کو چھوڑ دے ملکہ حسرت سے پکاری ای شہریار برائے خدا لوح اپنے پاس رکھیے مجھ ایسی کنیزین اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہین جو جمال بیمثال دیکھیگا پروانۂ شمع جمال ہو گا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا مزار غریبان پہ آکے فاتحہ پڑھیے گا روح کو راحت ہو گی قلب کو قوت ہو گی آپ ایسا جلیل جو قبر پر آئے تو کیون نہ روح راحت پائے

نظم

ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
پڑھون مین قصۂ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہین بیدار
جو مے پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان
بنائے تاک کے سائے تلے سبھونکا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین
کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار
بہ قول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کے مرقد پر
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہے نرگس زار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس
تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا
عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین
سو اُسکا گور غریبان مین کیلیے ہو گزار
مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی
بہ زیر خاک بھی ابتک ہی حسرت دیدار

ان کلمات حسرت نے غم والم سے خانۂ دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پر سے محیط جادو جگی للکار کر آواز دی ای رستم بوجہ الماس تمنے لوح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خودکمی کی جیب مین سے لوح پہونچائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جا سکتا ہی الماس نے یہ کمال کیا کہ تجھکو سوتا دیکھکر لوح جھولی سے نکال لی اب مرحلہ جات پر ساحران طلسم ہفت پیکر لوح تمسے لینگے رستم نے جھلا کر کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑ کر محیط پر مارا کہ سینے پر محیط کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ محیط کا زمین پر گرا آندھی

سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام میں محیط جادو بود راہ میں یہ آواز کان میں الوان کے پہونچی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا گیسو بریدہ محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھئے اب قدرت پر کیا گذرے الماس خاموش ہو الوان جھلایا ہوا بر سر کوہ پہونچا زیر کوہ میلا جمع ہو مرادمند بھی جمع ہیں فریاد و فریاد کر رہے ہیں مراد مانگ رہے ہیں تصویر سنگی ہر مرتبہ آواز دیتی ہو اے بندگان من مراد تمھاری قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر و گھنٹے نواز و ناقوس نواز گرد تصویر کے جمع ہیں باجے بجا رہے ہیں غل مچا رہے ہیں ہر ایک شجر و حجر سے آواز آ رہی ہو یا خداوند ہفت پیکر تیرا گنبد ہے دیبا بے نظیر ہے کہ جسکا مثل نہیں ہے ہفت پیکر تصویر میں سے باتیں کر رہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یاقوت پوش کو پنجے میں لیے ہوئے مگر محیط کے واسطے نہایت ملول و غمگین زمین پر آکے اترا سب مشیر و وزیر حیران ہو گئے کہ بیٹی کو اسطرح گرفتار کر کے لایا اور جلسہ خداوندی میں پہونچایا اب الوان نے سامنے تصویر کے عرض کی یا خداوند اس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت پیکر کی جان لی لوح طلسم کشا کو پہونچائی محیط جادو قتل ہوئی تصویر سے آواز آئی اے الوان اسکو چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قلب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند میں نہ مانونگا میرے بڑے بڑے عزیز دار طلسم ہفت پیکر میں حاکمان مرحلہ ہیں وہ سب قتل ہونگے میں کیونکر گوارا کروں کہ یہ زندہ رہے اسکو سزا نہ دیجائے ہرچند ہفت پیکر نے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ مانا ملکہ الماس کو جلاّدوں کے سپرد کیا جلاّدوں نے پکڑ کر الماس کو کھینچا دارین استادہ ہونے لگیں الماس دیکھ رہی ہو کہ میرے قتل کا سامان ہو رہا ہو بیقرار ہو کر پکار اُٹھی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس آفت سے بچالے

نظم

از خدا جوید دوائے درد دل بیمار روح
شافی مطلق کند چارہ پے آزار روح
جلوہ گر باشد بہ چشمش نور ذات کردگار
جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح
ذائقہ حاصل کند ہر وقت مرد اہل حال
از صدائے نغمۂ پرسوز موسیقار روح

پاک گرد جسم زارش ز اختلاف آب و گل   شوید از رویش سیاہی چشم گوہر بار روح
در گذر از رنگ و بوے جسم خاکی در گذر   سیر اے بلبل مکن در گلشن بیخار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر حالم الٰہ   دور دار از ہندی آسیب تن و آزار روح

ناظرین پر واضح ہو کہ یہان کو وہ الوان پر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہین طرف سے ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہین کہ اے الماس قدرت کو قبول کر وہ تیری جان بچا لین گے ابھی تجھکو رہا کر دینگے الماس نے جواب دیا مین عاشق جمال بمثال طلسم کشا ہون مین اس بیحیا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ یکتائی کا دعوی کرتا ہے خداوند ہونے پر مرتا ہی یہ خداوند نہین ہی یارو یہ ایک ساحر ہی کیون اسکے دام مکر مین پھنسے ہو وزیر و مشیر توبہ کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ یارو ایسی بے ادبی کسی نے کا ہیکو کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بتاتی ہی مگر طلسم کشا بعد جانے الماس کے لوح کو پھینکے دیتے تھے سمک نے سمجھا کر لوح گلے مین ڈالی کہا اے شہریار اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے ڈرینگے یقین ہی مکر و حیلہ نہ کرینگے برائے خدا اسکو قبضے مین رکھیے رستم نے کہا اے سمک مین کیا کرون الماس کا گرفتار ہوکے جانا مجھے نہایت شاق ہے دل اُسکے جمال کا مشتاق ہی سب سردار آکر جمع ہوگئے ہین سمجھا رہے ہین کہ اے شہریار صبر فرمائیے خدا اُنکو بچائیگا باپ اُنکا گرفتار کر کے لیگیا ہے حضور بیٹی کو ضرور بچانے کی تدبیر کریگا رستم نے کہا بڑی مشکل یہ ہی کہ ہفت پیکر اُسپر عاشق ہے وہ ضرور کد کریگا کیا کہون دل کو عجب عجب خیال ہین دل پر ہجوم غم و ملال ہین۔ نظم

مشورہ کیا کیجیے چرخ پیر سے   دن نہین پھرتے کسی تدبیر سے
کسطرح مایوس ہون تاثیر سے   دم رُکے ہی نالۂ شبگیر سے
میری وحشت کے لیے صحرائے قیس   تنگ تر ہے خانۂ زنجیر سے
کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو   برق کٹتی ہے تری شمشیر سے
وہ مٹادے نامۂ مضمون وصل   گر ہوا خط کاتب تقدیر سے
یون بنا کر حال دل کہنا نہ تھا   بات بگڑی ہے مری تقدیر سے

انگلیون مین خامہ جمکر رہ گیا
نامہ ہاے شوق کی تحریر سے
قہر ہی پھیرنا نگاہِ یار کا
الامان اس بازگشتی تیر سے
وحشتِ چشم پری رو دیکھنا
پھر گیا جی سرمۂ تسخیر سے
لیگئی جان یادِ رونق ہاے قبل
گھر مرا ویران ہوا تعمیر سے
اے صنم مومن ہون آخر کسطرح
مجھکو تسکین ہو تری تصویر سے

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش وخروش ایسا پاتے ہین کہ غلام بہت گھبراتے ہین اُسوقت بارگاہ مین ایک عجب غریو ہی رستم کی بیقراری سبب سردار ہرچند سمجھا رہے ہین رستم نہین قبول کرتے قضاے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ یہ قلعے مین تھی اسنے جو یہ ہلڑ سُنا کہ الوان جادو جاکر الماس کو گرفتار کر لایا پہلو مین رستم کے پایا اُسی غیرت مین بالاے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر ہو رہی ہی بیقرار ہوکر قلعے سے نکلی بالاے کوہ الوان آکے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہی وزیر وامیر گرد سمجھا رہے ہین مگر الماس مبہوت یاد مین رستم کی لب پہ مہر سکوت دایہ گھبرائی چونکہ اسنے دودھ پلاکر پرورش کیا ہی بیقرار ہوکر پہاڑ سے اُتری دل سے کہتی ہی کہ چلکر رستم سے اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپکی محبت مین الماس قتل ہوتی ہی وقت قتل اب قریب ہی اگر آپ سے کچھ ہوسکے تو کوشش کیجیے تامل نہ فرمائیے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا مین آئی بارگاہ مین آکر پہونچی دیکھا بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہی رستم مثل مرغ بسمل تڑپ رہے ہین دایہ نے آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی واری آپ کے اس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا اسوقت تک تو الماس کو مین نے ثابت قدم پایا کہ آپ کے جوش محبت مین سر جھکائے ہوے زیر تیغ بیٹھی ہی اب قتل ہونے مین اُسکے کچھ دیر نہین ہی یہ سنکر رستم نے فرمایا کہ مرکب تیار کرو مین جاکر اُسکو رہا کرون یا اپنی جان دون وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اس خیال مین ہوگی کہ جو میرے قبضے مین تھا یعنے لوح طلسمی کا لیجانا وہ مین نے طلسم کشا کو لیکر پہونچا دی یقین ہی کہ میری مدد کو آئین رستم کا مرکب تیار ہوکر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہوے سمک نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح گلے مین ڈالے ہوے تحفہ جات زیب جسم مرکب چمکاتے چلے تمام سردار ساتھ ہین شہرت نے جو رستم کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئی سب کے ساتھ

نہ چلی بالاے آسمان جاکر چمکی رستم جاتے ہین یہان الوان جادو سر پر بیٹی کے کھڑا کہہ رہا ہی کہ کیون ای نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کر بگی قدرت تجھکو پہلو نشین کرینگے سارے طلسم مین ہنگامہ ہوگا کہ الماس یاقوت پوش زوجۂ خداوند ہفت پیکر ہی سب تجھکو آکر سجدہ کرینگے الماس نے جواب دیا ای باپ تجھکو شرم نہین آتی کہ ایسے فقرات کہتا ہی مین چاہتی ہون کہ معشوقہ طلسم کشا مشہور ہون کہ جو ہفت پیکر کے بھی سرکوب ہین نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے ہین اسیر الوان جادو جھلاتا ہی کلمات سخت و سست سناتا ہی کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی - **نعرۂ رستم** - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر - علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + زیر کوہ زمین تلے اوپر ہوئی الوان نے دیکھا کہ دوکاندار بھاگنے لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف جہلال سرکش ان دونون کے سحر نے زمین ہلادی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت نہنگ بحری ان دونون نے ہزارون کو دیوانہ کیا جسکو جمال بمثال دکھادیا اور نگاہ سحر آگین سے اشارہ کیا وہ گریبان پھاڑنے لگا خاک اُڑا رہا ہی جنگ سے بالکل بیکار مجبور و ناچار سحر آفتاب نے سیکڑون کے سر گرادیے دوکانین ویران میلہ برباد الوان نے مشیرون اور وزیرون کو اشارہ کیا کہ بڑھکر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ پہاڑ سے اُترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی ہزارون ساحر نابینا ہوگئے لوح کا چمکنا ساحر آنکھین بند کرکے بھاگتے ہین جب ساحران الوان پہاڑ سے اُتر آئے چند مارے گئے چند آنکھین بند کیے کھڑے ہین اُنکو آفتاب قتل کر رہا ہی الوان نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی پہاڑ سے اُترنے لگا الماس اُسی مقام پر بیٹھی رہ گئی شہرت نے جو آسمان سے دیکھا کہ چند جلاد صرف گرد ہین اور ساحران زبردست گرد سے الماس کے ہٹ گئے تڑپ کے آسمان سے گری جلادون کے سر اُڑا دیے الماس کی زبان سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ای الماس اُٹھو ہم سب تمھارے ممنون و شکر گزار ہین تمنے وہ نعمت طلسم کشا کو پہونچائی کہ ہمنے مہینون کوشش کی اور ہماری جستجو بیکار ہوئی لوح ایسی شی تمنے طلسم کشا کو پہونچائی کہ طلسم کشا لڑتے ہوے آتے ہین ہزارون ساحرون

کو دیکھو مارکر زیر کوہ پہونچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیان پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طے کیا گھاٹیون پر ساحر بیٹھے ہین رستم کو روکتے ہین رستم لوح کو چمکاتے ہوئے آتے ہین جب لوح چمکائی سو دو سو نابینا ہوئے سامنے سے ہٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیون پر لڑتے ہوئے جاتے ہین گرد رستم انبوہ ساحران ہے سحر سے تیر و تلوار سے روک رہے ہین رستم اُنکے روکے سے نہین رکتے مگر زخمی ہو رہے ہین آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آڑ پکڑ کے گولہ مارا کہ کئی ہزار ساحرون کے سر پھٹے الوان جادو کہ زیر کوہ پہونچا تھا فوج کو تو اسنے سحر کر کے روک لیا مگر پلیٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمانہ کرتے ہوئے بالائے کوہ پہونچے جب الوان ہٹ آیا ماہی سحر وغیرہ نے پھر بلوہ کیا زیر کوہ دریائے خون بہا دیے سارا میلہ لوٹ لیا ہر طرف سے صدائے فریاد بلند ہے الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالائے کوہ پہونچے سب گھنٹ نواز ناقوس نواز گرد سے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی دیر مین آواز دیتی ہے او الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اُٹھایا رستم نے جو الوان کو لڑتے ہوئے دیکھا خود تیغہ کھینچکر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوئے بڑھا رستم نے للکارا او الوان بے ایمان الوان نے یہ سنکر گولہ مارا کئی سو کنیزین نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئین

نظم

وہ گردن دیکھ یہ حالت ہوئی تغییر شیشے کی
کہ تھمتی ہی نہیں ہچکی ہوئی ہے دیر شیشے کی

مدام اُس دلبر سرکش کے منہ لگتا ہے اے ساقی
بنائی ہائے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی

سوا اے محتسب اسکے کہ اپنے دل کی صورت ہے
سزاوار شکستن کونسی تقصیر شیشے کی

اثر اُس سنگدل کو کیا ہو عوض دل شکستن کی
شکایت ہے مری فریاد بے تاثیر شیشے کی

ہوں اک آئینہ رو کا دیدۂ پر آب دیوانہ
بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی

بیان کرتا ہے ہکلانے کا اُس بدمست کے عالم
ولے کیا سمجھے پیچیدہ ہے تقریر شیشے کی

بھلا کیا اعتبار ای مومن ایسی پارسائی کا
کہ بیخود ہو گئے تم دیکھکر تصویر شیشے کی

رستم نے اُن نازنینون کو دیکھکر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہ جبین غائب ہوئین اُنکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرایا کہ دوبارہ اسنے دستک دی دردیر سے آگے بڑھا ایک دو پتھر زمین پر مارا چند جوانان زنگی زمین سے پیدا ہوے تلوارین کھینچکر رستم پر گرے آفتاب نے آواز دی ای شہریار انکو قتل نہ کیجیے گا لوح چمکائیے رستم نے فوراً لوح کو چمکایا وہ زنگی گویا پانی کے بنے ہوے تھے مثل قطرہ آب زمین مین جذب ہو گئے دور سے الوان نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ ای ببران مردم خوار جلد آؤ صحرا سے چند شیر دم اُٹھائے ہوے منھ کو مثل قعر بلا کھولے ہوے جست کرکے پہاڑ پر آئے آتے ہی طرف رستم کے چلے رستم نے بہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ مین پھینک دی مہلال وغیرہ نے پکار کر کہا ای شہریار یہ کیا فعل کیا دیکھیے لوح نہ ہاتھ سے جائے رستم نے اشارہ کیا کہ لوح نے یہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان مین اُن شیرون کے پھینک دو مین نے وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیرون پر پڑا آپس مین لڑنے لگے یہان تک لڑے کہ وہ سب نابود ہوے کوئی زخمی ہوکر بھاگا جسپر عکس لوح کا پڑا مثل قطرۂ آب جذب ہو گیا تھوڑے عرصے مین سب شیر غائب ہوے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھکر طرف تصویر کے پلٹ کر پکار کر آواز دی یا خداوند کوئی تقدیر کیجیے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصویر نے آواز دی ای الوان قدرت گھبرائے ہوے ہین اب یہان نہ ٹھہرینگے یہی آرزو ہے کہ طلسم ہفت پیکر مین جائین وہان جا کر کل انتظام کرین اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہین کل شعبدون کو سے بخوبی ماہر ہین ایسا فقرہ کرین کہ طلسم کشا لوح حوالے کرے تحفہ جات قبضے سے جب طلسم کشا کے نکل جائینگے طلسم کشا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہوگا الوان نے جو یہ باتین سنین گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان پہونچے للکارا۔ او الوان اُس مکار سے کیا پوچھتا ہے وہ خود مکار و جعلساز ہے ساحر شعبدہ باز ہے آج وہ بھی بھاگے گا الوان نے جو یہ باتین رستم کی سنین گھبرا گیا تیغہ کمر سے کھینچکر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے او ظالم تو نے مجھکو ذلیل و خوار کیا الماس نکل گئی اُسکے رہا کرنے مین یہ آفت ہوئی ہین اگر یہ مصیبت جانتا راہی ہین اُسکو

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جاساز ہی طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بدحواس ہو گیا طلسم کشا نے وار الوان کا تیغۂ ہفت جوہر پر روکا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلۂ آتش بھڑک کر طرف رستم کے چلے رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلے بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے ہاتھ چمکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے بسم اللہ کہکے ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اٹھا دی تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوئے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تصویر کے چلے اسقدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تصویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہلو سے آواز دی کہ اے شہریار لوح چمکایئے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کر کے چمکایا تصویر کو چاہا جھپٹ کے تیغہ مارون کہ یکایک تصویر کو جنبش ہوئی سر تصویر کا شق ہوا ایک جوان سپیدہ ہو کر نکلا آفتاب و جلال و شہرت و الماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آگے نہ بڑھیے ہفت پیکر نکل گیا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی دیکھا بالائے آسمان ایک ساحر قوی تن قوی مس پکار رہا ہی کہ ای رستم مین اب طلسم ہفت پیکر مین جاتا ہون اگر وہان آؤ گے تو مزا اٹھاؤ گے رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا تھا ہفت پیکر چمک کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہو گیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا اہل فوج انکے لڑتے بھڑتے قلعے مین گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ مین قلعے مین جا کر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کشا کی دہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اترے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بسایا اسی مقام پر لشکر اترا رقیبون مین یہی چرچا ہی کہ ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا الماس نے عرض کی ای شہریار اب کیا قصد ہی رستم نے کہا خواہ جان جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم مین جانا ضرور ہو گا آیندہ جو قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے بادشاہ وہان قید ہین جس وقت قبلہ و کعبہ سنینگے تو کیا فرمائینگے تین دن رستم کوہ الوان پر بمشکل رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی مین ضرور ساتھ چلونگی الماس نے اپنی طرف سے اپنی دایہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کر کے

پشت مرکب پر سوار ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جملہ ساحرانی اپنی شوکت وشان دکھاتے ہوے جاتے ہین سب کے آگے مقدمۃ الجیش لشکر آفتاب فلک سیر آفتاب ایک صحرا پر فضا مین آکر اُترا آفتاب کے عقب مین لشکر جہلال بعد انکے لشکر شہرت مرصع پوش والماس یاقوت پوش ایک جانب ماہی سحر ونہنگ بحری لشکر گران لیے ہوے اُتری ہین ان سب کے بعد لشکر عیوق وجاروق وشریر مردم در دیوانہ ات سردارون کے بیچ مین بارگاہ رستم استادہ ہے شام کا وقت ہے رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین آفتا وجہلال وشہرت والماس لشکرون کو اپنے چھوڑ کر براے ملاقات رستم آئے ہین بیچ مین دنگل زرین پر رستم گرد سب سردار بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے صحبت عیش وجشن آراستہ تھی کہ لشکر آفتاب مین ہڑ بڑ ہوا سردار بھاگنے لگے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پر ہزارہا شیران صحرا آکر گرے ہین لشکر پامال ہو رہا ہے سردار بھاگے ہوے آتے ہین آفتاب یہ کہکر اُٹھا کہ حضور تشریف رکھین غلام ابھی آتا ہے یہ کہکے آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزارہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہین آفتاب نے بڑھکر شیرون کو للکارا اور آواز دی اے سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہے یہ کہکے آفتاب نے سحر کیا کہ دوسری طرف سے صدہا آہو سینگون کو جنبش دیتے ہوے سامنے شیرون کے آئے جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کرون آہو نے بڑھکر اُسکو سینگ مارا کہ توڑ کر پشت کو شیر کی پار کردیا شیرون کو آہوون نے مار لیا شکار نے شکار کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک ابر سیاہ اُٹھا اُس سے برف برسنے لگی الماس نے اُس ابر کو جو دیکھا کہا اے آفتاب یہ دو جادوگرنیان ہین انکو ہفت پیکر نے کوہ زنگار رنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر طلسم کشا مین غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نامہ ہمارے باپ کے پاس آیا تھا کہ جہانگیر وزہرہ بڑی زبردست جادوگرنیان ہین شاید ان دونون کے ہاتھ سے کام نکلے وہ دونون سحر کر رہی ہین مین ابھی جاکر اُنکو لاتی ہون یہ کہکے الماس طاؤس پر بیٹھی شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ جسقدر برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کرکے شہرت زمین پر آگے ٹھہری کھڑی دیکھ رہی ہے کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی برابر ابر کے پہونچی

للکار کر آواز دی او جہانگیر و زہرہ مین نے تمکو پہچانا ابر مین کہان تک چھپوگی یہ کہکے گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر دونون جادوگرنیان بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین الماس کو جو جہانگیر نے دیکھا پکار کر آواز دی کیون الماس تو نے باپ کو قتل کرایا قدرت کو بہکایا اب میرے مقابلے مین آئی ہے یہ کہکے گولہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھ مین روک لیا روک کر وہی گولہ مارا کہ تخت جہانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹتے ہی وہ دونون جادوگرنیان علیحدہ ہوئین دونون نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسنے لگی آگ نے الماس کو گھیرا الماس تڑپ کے نکل کر دونون پر جا پڑی دونون کا سحر دفع کر رہی ہے زہرہ نے ستارے الماس پر گرائے جہانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلوارین الماس پر برسنے لگین سب تلوارین الماس نے توڑین ایک تلوار چمک کر سر پر الماس کے گری کہ سر سراسر الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا پھاڑا اُس سے سر کو باندھا کچھ خون چلو مین لیا اسم سحر کا پڑھکر دونون پر پھینک مارا دو کمندین دونون کی گردنون مین پڑین الماس نے کھینچا دونون کی گردنین بندھی ہوئین کمندون مین لٹکتی ہوئین الماس نے چاہا اُن دونون کو لے نکلون کہ ابر سیاہ الماس پر گھرا آفتاب نے جھپٹ کر چاہا ابر کو توڑون ابر نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا مگر ابر سے نہین نکل سکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابر کے پہونچا جا کر ایک گولہ مارا وہ رعد کڑک کر گرا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا آفتاب نے جا کر الماس کو سنبھالا الماس کے ہوش درست ہوے آفتاب نے منھ پر چھینٹے پانی کے دیے الماس اُن دونون کو گرفتار کیے ہوے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آکے پہونچین اُن دونون کو ایک درخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھایا اُن دونون نے ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر ہین یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے اُن دونون کے قتل کا حکم دیا جلادون نے انکو قتل کیا قتل ہونے کے بعد اُن دونون کے دیر تک ہنگامہ رہا کچھ زاغ و زغن پیدا ہوکے وہ سر پیٹتے ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے رستم لشکر فراغت کرکے

بہ فرزندی و بہ حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے
کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جانا ایرج و نور الدہر کا اور قید ہو جانا طلسم ہفت پیکر مین و صاحبقران کا پہونچنا و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام حیرت فزا
بتا ساقیا مین بیان کیا کرون
عبث مجھسے ساقی تو مہجور ہی
سر راہ پر ایرج گرو ہے
کہ دونون جوان بر سر راہ ہین
نیا آج سامان ہوا ہی بہم
کہ صاحبقران خجستہ شیم
نکل آیا جانے کا اُنکے سبب
لکھون صاف خواجہ کی عیاریان

کہ سامان ہی قید سردار کا
کیا مجھکو پیر مغان نے خراب
ترے مہر سے صاف یہ دور ہی
یہ منظور ہی مجھکو پیر مغان
کہ اس رمز سے لوگ آگاہ ہین
شنین سعد کا حال صاحبقران
گل گلشن عز و جاہ و حشم
بہ صد لطف رستم کا جانا لکھون
نہ عیاریان بلکہ مکاریان
کبھی رزم مین رنگ ہی بزم کا

ترے دور مین ایسا بیچین ہون
کیا مجھسے بنت العنب نے حجاب
مے صاف ہو اور نہ یان دُرد ہو
لکھون حال فرزند صاحبقران
چل اے توسن کلک جادو رقم
رہے رنگ پر ہر گھڑی داستان
بہ صد کر و فر کوچ کرتے ہین اب
امیر عرب کا بھی آنا لکھون
اسی حال مین لطف ہو رزم کا

بہ جہرۂ رہروان منازل طلسمات و طی کنندگان مراحل پر آفات داستان حیرت بیان ایرج و نور الدہر یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیالان رنگین ادا + چنین مے نگارند این ماجرا + جب کہ خبر وحشت اثر گرفتاری بادشاہ جمجاہ ایرج نوجوان نے سُنی قبضۂ تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ رکھا اُسی وقت سوار ہوے جو فیروزہ نشان بتا گیا تھا اُسی پتے پر چلے عقب مین نور الدہر بھی آتے ہین مگر اول ایرج نوجوان بعد از قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے اُس دشت پر آشوب مین پہونچے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ پھاٹک بند برجہاے قلعہ پر نگہبان آدم خوار قرنائین دہن سے

لگائے کھڑے ہین بہت سے نقارہ نواز برجون مین ایرج نے آتے ہی لشکر اُتارا شب کو داخل بارگاہ ہوے شاپور شیر دل نے عرض کی ای شہریار یہ مقدمۂ طلسمات ہو بادشاہ آکر جانبر نہ ہوے نہین معلوم کس حال سے طلسم مین پہونچے ایرج نے کہا جب تیغ مرداں عالم گھینچی تو شعبدہ و نیرنگ کام نہین کرتا کل اس قلعے کو فتح کرین گے لڑتے بھڑتے تابہ بادشاہ اسلام پہونچین گے کہ اُنکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہوا خواہ جو تھے وہ آپہونچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کہنا نہ مانین گے خاموش ہو رہا وہ رات ایرج نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھکر سر بسجود ہوا اور سیتاح جہانگرد سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ضیا و شعاع ہمراہ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہوکر باہر نکلے شاپور دمبدم عرض کرتا ہے ای شہریار یہ مقدمۂ طلسم ہے بے سمجھے نہ جائیے ایرج نے نہ مانا گھوڑے کو میدان مین مہمیز کیا جب ک میدان مین آکر نعرۂ کوہ شگاف کیا اور طرف پھاٹک کے چلے سینے دیکھا کہ نصف میدان طے کیا تھا کہ پھاٹک کھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوے خندق پر آکے بیٹھا اُس نازنین کے ساتھ بوس و کنار کرنے لگا چند کنیزین پشت پر حاضر ہین اور گلابیان اُنکے ہاتھ مین دونون کو شراب پلا رہی ہین زنگی نے جوش محبت مین اُس نازنین کا بوسہ لیا اُسنے سر اُٹھا کر ایرج سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھپر ظلم کرتا ہے ایرج نوجوان نے تلوار نیام سے کھینچی اور للکارا کہ او بے ادب یہ کیا حماقت ہے اس نازنین سے الگ رہ اُسنے پھر گلے مین ہاتھ ڈالا پھر اُسکا بوسہ بہ جبر لیا اب تو ایرج کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو جھکا کر قریب خندق کے آکے للکارا کہ او بے حیا مین اُس پار آتا ہون اُسنے کچھ جواب نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑ کی کرہ بن اشقر ایسا گھوڑا چارون تیلیان جھاڑ کر خندق کے پار پہونچا اب وہ زنگی تلوار لیکر اُٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر اپنا وار کیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے وہ نازنین کھڑی ہو گئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہے ای شہریار آپ نے مجھکو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچایا خوشامد کرکے ایرج کو کرسی پر بٹھایا ایرج

میٹھے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیا پیتے ہی آنکھیں سرخ ہوئیں اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ مین چلیے وہ مقام خالی از غیر ہے اُسی وقت ایرج اُٹھ کھڑے ہوے وہ نازنین ایرج کو لیکر اندر قلعے کے گئی دروازہ بند ہو گیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے مین گئے چاہا کہ روتے پیٹتے پلٹیں کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان مع فوج آکر پہونچے ایرج کا حال سُنا بڑا افسوس کیا شہر نگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کرین اب عبادت خانہ آراستہ ہو نور الدہر نے کہا سبحان اللہ وہ کر پاس فروش بازاری یون طلسم مین جائے اور مین عبادت خانہ آراستہ کرون مین ابھی جاتا ہون ہر چند سب نے سمجھایا یہ بھلا کب مانتے ہین اسپ پریوش کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ پھاٹک قلعے کا کھلا دیکھا کہ ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا للکارا کہ او جوان کہان آتا ہے یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہے بڑے بڑے شاہ و شہر یار آئے ٹھوکرین کھا کے چلے گئے بالاے قلعہ سے نقارہ نوازون نے آواز دی کہ ای جوان کیا اپنی جان سے بیزار ہے نور الدہر نے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط میدان مین پہونچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو مہمیز کر کے سامنے نور الدہر کے آیا ایک نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا نور الدہر نے چاہا کہ نیزہ اسکا توڑ ڈالون نیزے کو گانٹھا تھپیڑ دیکر ہکہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مرصع پوش کے نکلگیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا نور الدہر پر ہاتھ مارا نور الدہر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پہر بھر مین اُس مرصع پوش نے نور الدہر کو اُٹھا لیا ہاتھ پر تولتا ہوا قلعے مین لیگیا پھاٹک بند ہو گیا اہل قلعہ نوبت نقارے و قرنائین بجانے لگے ہر طرف یہی ہلڑ تھا کہ دو جوان عزیز داران طلسم کشا قید ہوے اہل لشکر دونون کے حیران و پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہین بیقرار و بیچین اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی سبنے دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع لندھور و مالک و قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہونچے شہر نگ و شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہر یار

ایرج و نور الدہر ابھی جا کر قید ہوئے بادشاہ اسلام چند روز گذرے ہین کہ جا کر قید ہو گئے امیر نے جو یہ حال سُنا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے اشقر کو اُسی وقت مہمیز کیا لندھور و مالک داہنے بائین قاسم و بدیع الزمان قبضون پر ہاتھ رکھے پس پشت ہوئے سرداران نامی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہین سب سردار یعنی جمہور و فرامرز و بہرام وغیرہ چار پانچ سو سردار پس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھوڑا جھمکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائین لیے کھڑے تھے سب قرنائین پھونکنے لگے نقارچیون نے نقارے بجائے میدان مین ایک غریو ہوا صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہین کہ پہلوے قلعہ سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون پشت پر کئی سو پہلوان عقب مین تین لاکھ کا لشکر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھسے مقابلہ کر لیجیے تب قلعے پر جائیے یہ کہکے پشت پر دیکھا ایک پہلوان کرگدن سوار پس پشت سے گینڈا جھمکا کر نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران کسی کو بھیجیے امیر نے طرف دست چپ کے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون جمہور گھوڑا جھمکا کر مقابلے مین اُس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اُس جوان کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا جمہور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ جمہور نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے نکل گیا اُسنے قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی جسنے ایک مقام پر باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جمہور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا لپٹے ہوئے دونون زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی وہ جوان جمہور کو لے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ رکون لیکن نہین رک سکتا دس پانچ قدم پر لا کر اُسنے بکہ مارا کہ دونون گھٹنے جمہور کے آشنا بہ زمین ہوئے کمر مین ہاتھ ڈالکے آواز دی المدد یا خداوند ہفت پیکر پس جمہور کو اُٹھا لیا جست کرکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا پھاٹک قلعے کا کھلا اہل قلعہ قرنائین بجانے لگے وہ جوان جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا پھاٹک بند ہو گیا وہ افسر جو کھڑا ہے اُسنے دوسرے

جوان کو اشارہ کیا اُسنے میدان مین آکر نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے فرامرز عاد مغربی نے گھوڑا اُٹھا دیا مقابلے مین اُس جوان کے پہونچا آپس مین نیزہ چلا فرامرز نیزے مین غالب آیا بعد تلوار کشتی کی نوبت آئی چار گھڑی مین اُسنے فرامرز کو اُٹھا لیا گینڈے پر سوار ہوکر طرف قلعے کے گیا پھاٹک کھلا قلعے مین داخل ہوگیا اسی طرح تا بہ شام چالیس سردار اُس طرف سے نکلے اِدھر سے سرداران صاحبقران عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و نعمان بن منظر نکلے مگر پہلوانان لشکر کفار سرداران صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کرکے قلعے مین لے گئے ہر مرتبہ قرنائین بجتی ہین اور نوبت نقارہ بجتا ہی لشکر کفار سے صدا مبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سردار جسکا لقب گیہان کرگدن سوار ہی یہ کہکر پلٹا کہ یا صاحبقران اتبو شام ہوگئی کل آپسے سمجھ لونگا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو لیکر پلٹے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی جملہ سردارون کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمرو نے عرض کی ای شہریار معلوم ہوتا ہی اس طلسم کا ہفت پیکر نام ہی علامتین چند درچند ہین پادشاہ اسلام کا اور طور سے داخلہ ہوا ایرج اور رنگ سے گئے نور الدہر اور طریقے سے داخل ہوئے حضور کے سردارون پر یہ معرکہ گذرا میری مراد یہ ہی کہ حضور اپنے کو بچائین ایسا نہو کہ مقدمۂ طلسم ہی کوئی سانحہ بندگان عالی پر گذرے تو مشکل ہوگی انتظار رستم کیجیے مین نے خبر پائی ہی کہ اُنھون نے تحفہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ آکر طلسم مین داخلہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی پھر بجوایا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی بحکم صاحبقران نقارۂ رزمی پر چوب پڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن ہی کہ دشمن تو آمادہ حرب و پیکار ہوا اور ہم تامل کرین جس طور سے جنگ آغاز ہوئی اُسی طرح ہوگی مین خود نکلونگا اگر سحر ہی دفع ہوجائیگا اُسی وقت سے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی جس وقت کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش قلعۂ مغرب سے مع فوج ضیا و شعاع

برآمد ہوا اور میدان چرخ زبرجدی مین صف آرا ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے اور صف آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفین جمین آتش افسر پہلوان نے خود گینڈا اچمکایا اور میدان مین آکر آواز دی منم گیہان کرگدن سوار جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے بدیع الزمان نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدان قرق کر دین مین خود اسکے مقابلے مین جاؤنگا خواجہ نے کلاہ نمدی اُچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلین گے امیر نے اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہو کر ساتھ ہوے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان مین ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہی تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجھکو مظفر و منصور کرے سب سردار پلٹے مگر بدیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھاے ہوے کھڑے ہین امیر جو گیہان کے مقابلے مین پہونچے تگاور زن ہوے خواجہ عمرو فرماتے جاتے ہین کہ ای شہریار اسم اعظم ورد زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان سے تگاور زن ہوے چھ سات قدم اُسکا گینڈا ہٹا تین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان نے دیکھکر آواز دی یا صاحبقران مین پہلوان قدرت ہفت پیکر ہون اور نظر کردہ ہون آپ مجھسے مقابلہ نکیجے صاحبقران نے فرمایا ای گیہان اتو تیرے مقابلے مین آئے پلٹ جانا مقابلے مین آکر مردان عالم کا دستور نہین گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ کا ٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے گیہان کے نکلگیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جب اسم اعظم موقوف کرتے ہین ایک پریشانی معلوم ہوتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ خون بدن مین جوش مار رہا ہی امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار قدم ریل کر لیجاتے ہین تو وہ چاہتا ہی کہ پانچ قدم ریل کر لیجاؤن لیکن بسبب اسم اعظم کے صاحبقران پر کوئی زور نہین چلتا امیر بھی چاہتے ہین اسکو زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا ہے ایک طور پر کشتی ہو رہی ہی جس مقام پر صاحبقران گیہان کو پکڑ لاتے ہین گیہان تڑپ کر نکلجاتا ہی اور جہان گیہان صاحبقران کو پکڑ لایا یہ بھی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہین شام تک

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہوگئے گیہان کو زیر نہ کر سکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہوگیا ہر چند قصد کیا کہ امیر کو زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران دن واسطے جنگ وجدل کے اور شام واسطے آرام کے ہے اب تشریف لیجائیے میرے آپ کے کل پھر مقابلہ ہوگا ہر چند کہ صاحبقران کو پلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان مجھپر غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہے گیہان نے کہا مین ضرور آپ کے مقابلے مین آؤنگا ہر چند کہ میرے جملہ سردار آپ کے سردارون سے مقابلے کے خواہان ہین مگر اب مین میدان مین آیا آپ سے مقابل ہوا میرے آپ کے فیصلہ ہولے تو سردارون سے سردار لڑین صاحبقران پلٹے سپر و شمشیر اُٹھائی اشقر پر سوار ہوکے چلے کنارے تک لشکر کے نہ پہونچے تھے کہ لشکر مین ہلڑ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہو کہ اُمیہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اُٹھا لیگیا امیر کو حال سُنکر بدیع الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اُٹھا کر دیکھا ایک پنجہ کمر مین پڑا ہوا بدیع الزمان کو قلعے مین لیگیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ مین آئے سر جھکا کر بیٹھے عمرو نے پوچھا کیون آقائے نامدار مزاج کیسا ہی امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا مگر یہ پہلوان ایسا زبردست ہو کہ خدا نے آبرو بچائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچونگا مگر خواجہ تمنے سُنا کہ بدیع الزمان کو پنجہ اُٹھا لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا۔ نظم

روز دیگر کین جہان پر غرور یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر بہ این زرین سپر ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین گیہان کرگدن سوار نے گینڈا اپنا نکالا میدان کارزار مین آکر سلحشوری دکھانے لگا گینڈے کو چمکا رہا ہے نیزہ ہلا رہا ہے

صاحبقران

صاحبقران آمادہ کھڑے ہین کہ یہ آواز دے تو مین میدان کارزار مین جاؤن مگر فرما رہے ہین کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہی پروردگار آبرو بچائے گیہان گینڈے کو روکے کھڑا ہوا آواز دی کہ کہان ہین صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرا کے گرد اُٹھی سب دیکھنے لگے دیکھا چند لکہ ہاے ابر آسمان پر کڑکتے ہوے نمایان ہوے اور لشکر عظیم پشت بر ساحر و غیر ساحرون کے جما و امیر نے دیکھا رستم مرکب اشتر مالا کبود پر سوار سردار گھیرے ہوے ایک دیوانہ ژولیدہ مو چوب دست کاندھے پر رکھے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی پشت پر چار سو دیوانے غل مچاتے ہوے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین اُس گرد سے رستم ظاہر ہوے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان مین دیکھا سمک نے جو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے تھا عرض کی ای شہریار پہلوان میدان مین ہو آپ کے قبلہ و کعبہ کو للکار رہا ہی صاحبقران نکلا چاہتے ہین رستم نے وہین سے مرکب کو مہمیز کیا فرمایا او بیحیا مین تیرے مقابلے مین آتا ہون مرکب پر کوڑا اُٹھایا وہ مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چھلاتین ٹھیکون مین مقابل گیہان مین پہونچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے پہونچکر فرمایا او بیحیا ہم تیرے ہم نبرد ہین صاحبقران نے جو رستم کو اِس شان سے دیکھا خوش ہو گئے صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بلایا سب حال پوچھا کل کیفیت سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکہ ہاے ابر آسمان پر ٹھہر رہے ہین اسمین بڑے بڑے ساحر مخفی ہین اور رستم کے شریک ہین کائنات کے ساحر ہین علم نیرنگ و شعبدے سے بخوبی ماہر ہین صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے رستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ رستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ برقاب نیام انتقام سے کھینچکر خبردار کہکے رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر سامنے کیا جیسے ہی تیغہ چمکا گیہان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا اُسنے سپر فولادی چہرے کی پناہ کی مگر تیغۂ ہفت جوہر جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو جو کاٹ کر تیغہ گرایا تو قبہ سپر پر چمکا تھا یا زیر تنگ جا کر

زمین کو بوسہ دیا بار کر گیہان کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سامنے کھڑی ہی نیزے اٹھا کر رستم پر چلی رستم نعرہ کر کے اُن سب پر جا پڑے ۔ **نعرۂ رستم** ۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ خود + ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین برکشم از غلاف + تزلزل فتد درمیان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ و بن برکنم + فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان نے سامنا کیا اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی سو پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے بھاگی رستم اُنکو رولتے ہوے جاتے ہین جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنانوازون نے قرنائین بجائین اور پکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرنا نوازون نے آواز دی تو اہل فوج پلٹے طرف صحرا کے رُخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہین خندق پر آکے رستم نے لوح کو جھکایا پانی مین غرش ہوئی ایک آہو جست کر کے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم نے اُسپر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی صحرا مین جا کر آہو غائب ہوا رستم اُسکے تعاقب مین ایک کوئین پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اپنے کو چاہ مین مع مرکب گرا دو رستم نے فوراً گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا کوئین مین فوراً پھاند پڑا سمک یلداقی نے جو یہ معرکہ دیکھا وہان سے پلٹا اور یہان لشکر مین آیا آفتاب فلک سیر نے پوچھا آقا کہان گئے سمک نے بیان کیا کہ کوئین مین مع گھوڑے پھاند پڑے آفتاب اُسی جانب چلا شہرت مرصع پوش نے کہا ای آفتاب جس راہ سے طلسم کشا گئے ہین اُس راہ سے ہم تم نہین جا سکتے ہمارا تمھارا اور راستہ ہی آفتاب نے الماس سے پوچھا کیون ای ملکہ عالم کسطرح جائین کہ پاس طلسم کشا کے پہونچین الماس نے کہا مین چلتی ہون میرے پیچھے جسکو آنا ہو جلد آئے یہ کہکے الماس آگے بڑھی آفتاب جلال وشہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آتے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آکر آواز دی ای راہبر منزل مراد جلد آؤ ہمکو طلسم مین لیچلو دیکھا درۂ کوہ سے ایک ساحر سیہ فام بدانجام نمایان ہوا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم آئیے آگے آگے وہ ساحر چلا پیچھے اُسکے الماس و آفتاب

[illegible]

و شہرت و جہلال جاتے ہین جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درہ کوہ مین رکھا آواز آئی ای راہبر کسی لیے جاتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین پہلو سے ایک ساحر قوی الجثہ جھپٹ کے نکلا چاہا الماس کو پکڑ لون الماس نے پیچھے ہٹکر زلف عنبرین کو گردش دی جیسے ہی زلفون کو جنبش ہوئی دھوان نکلا وہ دھوان اُس ساحر کی طرف چلا اُس ساحر نے پیچھے ہٹکر ایک دو پتھر زمین پر مارا الماس لڑکھڑا کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ لون آفتاب نے للکارا او نالائق کیا کرتا ہی ساحر نے پھر دو پتھر زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑا کر گرا جہلال نے بڑھکر سحر کیا جہلال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے بڑھکر آواز دی ارے مجھکو پہچانتا ہی یا نہین اُس ساحر نے جو جمال بے مثال شہرت کو دیکھا شہرت نے کچھ آنکھون سے اشارہ بھی کیا گورے گورے ہاتھون سے دستک دی اُس ساحر کا منھ گلنار ہوا آنکھین سرخ ہوئین منتین کرنے لگا کہتا تھا ای سرتاج معشوقان مین تو مدت سے تمھارا مشتاق تھا ہجر کی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ جمال بے مثال تمھارا دیکھا برسون تڑپتے گذرے اب یہ کیفیت ہی نظم

ہی فسانہ ساتھ سوئے کب کسی تدبیر سے
نیند آتی ہی ہمارے خواب کی تعبیر سے
ہائے پھر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے
اُسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے
مل گئے ہم خاک مین محشر تری تاخیر سے
میرے لکھے کو مٹایا آپ نے اچھا ہوا
تھا شگون ہی مدعا یان نامہ کی تحریر سے
جاے شربت مرتے دم بھی خون پلایا ہائے ہا
منھ مرا کھولا ستم پیشہ نے نوک تیر سے
عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی ہمکو رہا
ہی یہ کیسا جرم جو جاتا نہین تعزیر سے
سر ٹپکتا ہی قلق مین مومن خانہ خراب
مسجدین رہتی نہین کیا فائدہ تعمیر سے

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا ای ملکۂ عالم راہ زن میرا نام ہی راہبر وہ کھڑا ہی تشریف لیچلیے یہ کہکے راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اُٹھایا آفتاب و جہلال پر سے سحر اُتارا اب دونون ساحر راستہ بتاتے ہوے ان چارون کو لے چلے درۂ کوہ سے تھوڑی دیر مین نکلے دیکھا ایک صحراے ویران کف دست میدان چہار طرف سے

سنسان کچھ نخل جلے ہوے خاک اُڑ رہی ہو ہر طرف سے آواز سائین سائین کی آرہی ہو
زاغ و زغن غل مچاتے پھرتے ہین اِنکو جاتے ہوے جو دیکھا ایک زاغ اُن سب کے بیچ سے
نکلا نکلکر بلند ہوا پکار کر آواز دی ای ساکنان صحراے ویران ہمراہیان طلسم کشا اُس
راستے سے جاتے ہین کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے بڑھکر
آواز دی کیون سنسان ہمکو رستے آئی ہو ہم تو مدت سے تمہارے مشتاق تھے ذرا ہمسے
نگاہ ملاؤ اگلی محبتین یاد کرو یہ کہکے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اُسکی
آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ تھر تھر کانپ کر پکار اُٹھی ای آفتاب ای کاہن طلسمی ہم تو
مدت سے تمہارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طلسم کشا کے آفتاب آئینگے
لیکن یہ راہبر و راہ زن تمکو خلاف راستے سے لائے جاتے ہین کہ تمکو بھٹکائین آفتاب
نے کہا ای سنسان تمکو یہ گوارا ہوگا کہ ہم بھٹکتے پھرین منزل مقصد تک نہ پہونچین اور طلسم کشا
سے ملاقات نہ ہو ای سنسان ان دونون کو روکو یہ بد باطن ہین سنسان نے بڑھکر آواز
دی اور راہ زن آگے نہ بڑھنا کیون انکو بہکاتا ہو راہ بر نے پلٹ کے آواز دی اری دیوانی
ہمارا یہی کام ہو اسی اُلٹ پلٹ مین ہمارا نام ہو آخر دونون نے تلوارین کھینچین راہبر اور
راہ زن سنسان کی سمت چلے سنسان نے کئی سحر کیے راہ زن دفع کر دیتا ہو تینون
مین سحر چل رہا ہو الماس نے سنسان کو پکار کر کہا ذرا مجھ سے آنکھ ملا سنسان نے جو
الماس سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی سنسان کو بڑا غصہ آیا تیغ کھینچکر پہلے راہبر کو تیغ
مارا پلٹ کے راہ زن پر وار کیا دونون کا سر زخمی کیا دونون کا سر زخمی ہونا تھا کہ دونون نے
خون اپنے اپنے سرون کا لیکر سنسان پر پھینک مارا دونون کے سر کا خون جو جسم پر سنسان
کے پڑا سنسان مثل ہیزم خشک جلنے لگی غل مچانے لگی کہ ای ملکہ الماس واسطہ اپنے
دین و مذہب کا مجھے بچائیے اب مین جلکر خاک ہوا چاہتی ہون الماس نے بڑھکر دونون ہاتھ
ہلائے برق چمکی ابر آیا اور اُس ابر نے پانی برسایا پانی نے آگ بجھائی سنسان ہوش مین
آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ پھوٹا اُسکا پانی لیکر سنسان نے راہ زن
پر پھینک مارا راہ زن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر چاہا پانی برساوین یہ جو

سنسان

سنسان نے دیکھا نیمچہ کھینچکر قریب راہبر آئی للکارا کہ او سحیا کیا کرتا ہی اپنی تو خبر لے یہ کہکے ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دونون لڑکھڑائے سنسان نے بڑھکر ایک نیمچہ مارا کہ راہ زن کے دو ٹکڑے ہوے راہ زن کا مرنا کہ راہبر نے سنسان پر نیمچہ مارا دونون مین دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سر بتا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سنسان کے دو ٹکڑے ہوے سنسان جو مر کر گری جسم کا اُسکے خون جو راہبر پر پڑا یہ بھی جلنے لگا جب ان تینون ساحرون کا خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحراے ویران مین تھے یا ایک صحراے پر بہار ہی جانورون کی پکار پھولون کے رخسار مثل شعلۂ آتش دہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین نخل سرسبز وشاداب غنچہ ہاے گل لاجواب نہرین موج مار رہی ہین موجین مثل تلوار کے چمک رہی ہین عندلیبان خوشنوا چہک رہی ہین ایک مقام پر صدہا بلبلین جمع ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ اشعار گا رہی ہی۔

نظم

گر غیر کے گھر سے نہ دلارام نکلتا / دم کاہیکو یون اے دل ناکام نکلتا
مین وہم سے مرتا ہون وہان عیب لگے اُسکے / قاصد کی زبان سے نہین پیغام نکلتا
کرتے جو مجھے یاد شب وصل عدو تم / کیا صبح کہ خورشید نہ تا شام نکلتا
ہر ایک سے اُس بزم مین سب پوچھتے تھے نام / تھا لطف جو کوئی مرا ہمنام نکلتا
حورین نہین مومن کے نصیبون مین جو ہوتین / بت خانے ہی سے کیون یہ بد انجام نکلتا

یہ اشعار جوان سب نے سنے آفتاب نے دیکھکر آواز دی یارو دیکھا تمنے صحرا تبدیل ہوا عندلیبان خوشنوا ہمکو تمکو سمجھا رہی ہین اب ہمارا تمھارا ساتھ رہنا بہتر نہین ورنہ گرفتار ہو جائینگے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہین معلوم طلسم کشا کس مقام پر ہین آفتاب نے جو یہ باتین کین الماس نے پیچھے ہٹکر گولہ مارا زمین سے غبار پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہو کر اُس ابر مین مخفی ہوئی ابر ایک جانب چلا شہرت نے بھی ایک ابر گلگون تیار کیا اُس ابر مین مخفی ہوئی جھونکے ہوا کے کے چلتے ہوے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ جھومتا ہوا سامنے آیا مثل آفتاب عالمتاب اُسمین چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا جھلال نے

ابر سوسنی آراستہ کیا یہ شکل ماہِ تابان بنکر اُس ابر مین مخفی ہوا یہ ایک جانب چلا چارون ساحر
ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر رستم پیل تن جو کوئین مین داخل ہوے
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحراے پر آشوب مین جاکر پہونچے وہ صحرا نہایت وسیع تھا
ہزارہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہاے طولانی آراستہ کسی جانب چھوٹے
چھوٹے نخل مثل گلدستے کے آراستہ مین کہ سایہ اُنکا نہایت لطف دیتا ہی رستم اُس صحرا کو دیکھ
رہے ہین بہت محظوظ ہوے اب ایک نخل کے سائے مین جاکر اُترے زین پوش بچھا کر بیٹھے
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت ہول خیز و فرح انگیز مین داخل ہو تو اسم حاشیۂ لوح اس
تعداد سے درد زبان کرو تعداد مین فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیۂ لوح شروع کیا چند تسبیح
پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے
چمکاتے ہوے پیدا ہوے وہ جوان جو سب کے آگے ہی اُسکا سرخ فام سُرخ پوش نام
ہی سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا پکار کر دور ہی سے آواز دی ای طلسم کشا سارا گھمنڈ تمکو اس
لوح پر ہی کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو میرے مقابلے مین آؤ کچھ زور بازو
دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا اُسکا ناگوار تو ہوا مگر کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اُسنے پکار کر
آواز دی کہ ای رستم نام رستم ہی صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اُس
پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپ کی جرأت ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے مین
نہین آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہین بزرگونکا جو اُس پہلوان نے
نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی مین تیرے مقابلے مین آتا ہون
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی رستم گھوڑے پر
سوار ہوکر مقابلے مین اُسکے پہونچے تگاورزن ہوے اُسنے نیزہ مارا رستم نے چند
طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا نیزہ نکلنا کہ اُسنے ساتھ والون سے پکار کر آواز دی یارو
تم دیکھتے ہو طلسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہی چار جانب سے گھیر کر مار لو کئی ہزار سوار گھوڑے
اُٹھا کر رستم پر آپڑے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا اُن سب سے لڑنے
لگے مگر وہ جوان الگ سے لینا لینا کر رہا ہی مقابلہ مین رستم کے نہین آتا سوارون کو

ترغیب دے رہا ہی جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوئے قریب اُس جوان کے پہونچے پکار کر آواز دی او نامرد بُرے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے مین نہین آتا تب اُسنے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا اور ایک ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُس پہلوان کے غریو بلند ہوا اسقدر غبار اُڑا کہ صحرا تاریک ہو گیا آوازین مختلف آئین پھر ایک آواز آئی کشتی مرا نام ہمن سُرخ فام سُرخ پوش بود رستم اُس اندھیرے مین کھڑے ہین حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحرائے مختصر ہی سامنے مین پہاڑ کے مین کھڑا ہون حیران ہوئے کہ ای رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہی شام قریب تھی مرکب سے اُترے سامنے مین ایک نخل کے زین پوش بچھا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر درۂ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھکر پھر پلٹ گئے اس صحرا کا حاکم غراب بن اہرمن صحرانشین اپنے مقام پر بیٹھا ہی دربار جمع ہی بیٹی اسکی سہیم گوہرپوش کرسی پر بیٹھی ہی اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اب تو طلسم کشا لوح لیکر آیا ہی غراب کہتا ہی کہ مقام پر سرخ فام کے پہونچے ہین وہ ضرور دھوکا دیگا کہ سالہا سال رستم پریشان رہین یہ وہ مقام نہین ہی کہ لوح کے بھروسے پر طلسم کو فتح کر لین وہ مشکل پڑیگی کہ نوبت بجان و کارد بہ استخوان پہونچے گی کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ بیٹھے ہوئے ہین سب غلام اپنی آنکھون سے دیکھ آئے غراب یہ سُنکر اُٹھا سہیم گوہرپوش نے کہا ای والد کہان ارادہ جانے کا ہی غراب نے کہا برائے قتل طلسم کشا جاتا ہون سہیم نے کہا ای والد تحفہ جات و لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہین ایسا نہو حضور پر وار چل جائے غراب نے کہا ای نور نظر اب وہ میری حوالی مین آیا ہی کیونکر مقابلہ نہ کرون سہیم نے کہا فوج کو بھیجدیجیے وہ جا کر گھیرے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہی ہزار دو ہزار کی حقیقت نہین جانتے ایسے ایسے مقامون پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے کہ سرحد طلسم ہفت پیکر پہلوانان نامی سے خالی ہو گئی بڑے بڑے پہلوان کہ جو طبل یکتائی بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا تھراتے تھے اُنکو یون قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی نہین لیتا

سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد نامدار آپ اسقدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے ہین اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین جاکر دیکھ آؤن آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم جاکر دیکھ آئین اُسکے بعد شکر کشی کیجائے یہ صلاحین کرکے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہوئین طرف طلسم کشا کے چلین غراب بن اہرمن بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ رہا ہی دختر میری سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہی کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے ہزارہا شعبدے اُسکو آتے ہین ایک شعبدہ اگر اُسکا چلگیا تو طلسم کشا دیوانے ہوکر آئین گے راہ مین سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تدبیر کرون کہ دربار طلسم کشا دیکھون ساحر و غیر ساحر جو اُنکے ساتھ ہین اُن سب کو نگاہ مین تولون موافق ہر ایک کے مرتبے کے سحر کرون سب دیوانے ہو کر الگ جائین طلسم کشا خدمت والد مین آئین یہ سوچکر ایک پہاڑ پر ٹھہری صورت اپنی تبدیل کی ایک ساحرۂ راہ گیر کی قطع بنی کپڑے بھی کچھ خراب صورت مین خلاف وضع اُس اندھیری رات مین دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین ایک شخص بیٹھا ہی مرکب مثل نگہبان گرد پھر رہا ہی آخر یہ دیکھکر پہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہوگیا کہ طلسم کشا اکیلے اس مقام پر پہونچے ہین رات بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہین پہاڑ سے اُتر کر بطور راہ گیرون کے طرف طلسم کشا چلی لوح طلسم کشا کے گلے مین تحفہ جات زیب جسم قبضے پر تیغۂ ہفت جوہر کے ہاتھ زیر بغل سپر اُسپر تکیہ کیے بیٹھے ہین کہ سہیم ٹہلتی ہوئی زیر نخل پہونچی مرکب اصیل نے جو دوسرے شخص کی آہٹ پائی ٹاپ زمین پر ماری رستم نے آنکھ کھولدی سر جو اُٹھایا عارض انور چمکا صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہی سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک ماہ پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ چشم غزال زلفین خلیلی دوش پر مار سیاہ لہرا رہے ہین جسکی مثال شاعر کہتا ہی۔

نظم بطور مسدس

زلف رسا ہی یا شب معراج سر بلند
یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہی یہ کمند
یا ہین وہ مار شانۂ ضحاک خود پسند
ہی جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن مین ہی
دل خون خشک مشک کا نافہ ختن مین ہی

ہر زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا
یہ ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہی یا کہ شام غریبان یہ بر ملا
خورشید روے یار کی گو زلف غرق ہو
ممکن نہین ہی یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دل ربا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
زلفین سنوارنے مین جو شانہ شل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خرد بین مین بگیان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بے زبان
جادو ہو اُنکے نام سے دنیا مین بے نشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان
پہونچے نہ چشم زخم کہین خوف ناک ہون
دم سورۂ صاد کا مین کرون کیون ہلاک ہون

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
تار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا
جتون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھین کبھی چُرا کے مرا دم چُرا لیا
سیدھی نگاہ تیر سی سینے کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

پہلوے گل کی خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم و جنگ
رگہاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہی چشم یہ وردی سیاہ رنگ
پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا بہر صید باز نے پنجے نکالے ہین

جمال جہان آراے رستم دیکھکر سہیم کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہر چند چاہا ضبط کرون نہو سکا آخر لہرا کر گری بیہوش ہوگئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو پایا تو ثابت ہوا کہ کوئی عورت ہی قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بدلی لباس بھی عمدہ پہنے ہی دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہی رستم سرہانے بیٹھ گئے سر اُٹھا کے زانو پر رکھا اب بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمان ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار آنکھین بہ سبب غشی کے بند دوپٹہ سینے سے سرکا نار پستان کا اُبھار قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھکر سب نازنینان مہ جبین کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا

رستم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین سر زانو پر آنکھون سے آنسو ٹپکے عارض پر اُس مہ جبین کے بڑے اشکون نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین کی بو جو دماغ مین پہونچی گویا لخلخہ سنگھایا سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھول دی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ زیر سر تکیۂ زانوے محبوب گوہر آبدار اشک آنکھون سے رستم کی ٹپک رہے ہین گھبرا کر اُٹھ بیٹھی کہا اے شہریار آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام گیسو ہوئی کشتۂ تیغ ابرو ہوئی رستم نے اُسی زین پوش پر جگہ دی پہلو مین سہیم بیٹھی رستم سے باتین ہونے لگین فرمایا اے سرتاج معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آج اس شب تیرہ مین تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا اے شہریار آپ نے جو سرخ فام سرخ پوش کو مارا اُسنے عجب شعبدہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ اسم حاشیۂ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائین اُسنے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس سرحد مین بھیجا میرا باپ غراب بن اہرمن جادو اس سرحد کا حاکم ہے جب ساحر آپ کو دیکھکر گئے غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر لشکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق مشہور ہے بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر بن پڑے تو یہان لگا کے لاؤ بہ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کرلین یہ کنیز اس ارادے پر آئی یہان آکر ایسی گرفتار ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر آپ کے ساتھ ہین اُن سب مین مین حقیر ہون مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہے اس سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اُسی صحرا مین پہونچین اور اُسی اسم کو اُسی تعداد سے ختم کرین ہر چند کہ اور ساحر موجود ہین اپنے شعبدے دکھائین گے مگر آپ دھوکا نہ کھائین اسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھین تب یقین ہے کہ اُن مکارون کے مکر سے بچین اور منزل مقصود تک پہونچین پھر جو امورات ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہوجائین گے اب جو اس سرحد مین آنا ہوا قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجھکو کچھ بن نہین پڑتا اگر تامل کرون تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا مین پھنسین اگر کوشش کرون تو باپ کے قتل کا سامان ہے دونون طرح مشکل ہے اور جبتک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

جب

نکاسی غیر ممکن ہی اور ہزار طرح کی آفتین ہین اگر کسی بلا مین پھنسے تو نکلنا دشوار ہوگا کیا گزارش کرون اب مناسب یہ ہی کہ مین رخصت ہوتی ہون رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے عرض کی مین دل و جان سے آپ کی مطیع ہون جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ قتل ہو یہ وہ مرحلہ ہی کہ جس پر بڑے بڑے ساحر آکر حیران ہوے اور میرے ہی ہاتھ سے مارے گئے مین اب خود بربادی ملک غرابیہ چاہتی ہون مین جاکر سب حال آپ کی تنہائی کا اپنے باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو لوح کو دیکھکر دربار غراب مین تشریف لائین مجھسے جو کچھ خیرخواہی ہوسکے گی بسر و چشم کوشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو مہلت پائی ورنہ تکلیف ہی جب آپ دربار مین تشریف لائینگے تو ساٹھ ستر ہزار ساحر آپ پر بلوہ کرینگا ہرچند کہ جہان تک ہوسکیگا مین کد و کوشش کرونگی ساحرون کو آپ پر بلوہ نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق و معشوق دل کھول کر باتین نہ کرنے پائے تھے کہ طائرون نے آشیانون سے سر نکالے چہکارنے لگے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سہیم نے گھبراکر کہا اے شہریار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہین اب مین رخصت ہوتی ہون ہرچند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب خوش اسلوب آنکھون کے سامنے سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہوا چاہتی ہے سہیم رستم سے وعدہ کرکے طرف بارگاہ غراب کے چلی رستم انتظار مین ہین کہ روشنی ہولے تو مین سوار ہون اتفاقا جب سہیم چلی تھی تو دایہ غراب کی پیر فرتوت اپنے مقام پر سوچی کہ رستم وہ جوان ہی کہ سہیم دیکھکر شاید عاشق ہو مین بھی پردے مین چلون دیکھون اُسپر کیا گذرتی ہے شہرت نے لوح بتائی کمیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہوے لوح ایسی شی دستیاب ہوئی تو اے معطل جادو اسکا خیال ضرور ہے معطل جادو ایک طائر بنکر آئی اُسی نخل پر بیٹھی اپنے کو پتون کی آڑ مین چھپایا سب حال سہیم کا دیکھا کہ بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھا ہوشیار ہوکر وعدے وعید کیے معطل نے چونکہ غراب کو دودھ پلایا ہے پرورش کیا ہے یہ جو اُسنے سُنا کہ کل غراب قتل ہوجائیگا طلسم کشا دربار غراب مین جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہی کون لڑسکیگا

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل وجان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تدبیرین تباگئین بس مین لوح طلسم کشا سے لیلون جب سہیم جا چکی معطل جادو درۂ کوہ مین آئی اور سہیم کی صورت بنکر درۂ کوہ سے نکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا ای شہریار مجھے کچھ اور عرض کرنا ہی دل نے نہ مانا پلٹ آئی رستم نے کہا کہو ملکہ خیر تو ہی معطل قریب آئی قریب آکر کہا ذرا مین لوح دیکھون کہ وہی لوح ہی کوئی اُفتاد تو نہین پڑی رستم جان گئے ہین کہ سہیم عاشق صادق ہی بس فوراً لوح گلے سے اُتار کر ہاتھ مین سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے دیکھتے تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا کہا ای شہریار کلاہ بھی دیکھون رستم کلاہ اُتارنے لگے مگر معطل جادو نے لوح جو جھولی مین رکھی عکس اُسکا پڑگیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے دیکھا ایک ضعیفۂ فرتوت کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین فرمایا ارے تو کون ہی چاہا کہ تیغ چھین لون معطل جادو سامنے سے بھاگی رستم اُسکے تعاقب مین چلے تھوڑی دور دوڑے تھے کہ ایک مقام پر ٹھوکر کھائی آخر تھک کر اُسی مقام پر ٹھہر گئے معطل جادو لوح و تیغ ہاتھ مین لیے ہوئے پاس غراب کے پہونچی غراب محل مین تھا ابھی سہیم نہ پہونچی تھی کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح و تیغ پیش کیا کہا ای غراب تیری دختر نے سب تدبیر تیرے قتل کی طلسم کشا کو بتادی مین اسطرح چھپکر گئی مجھکو یقین تھا کہ جب شہرت و الماس ایسی شاہزادیان آپ سے مبہوت ہوکر عاشق ہوئین کہ گھر اپنے برباد کرائے بزرگون کو قتل کرایا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہی کہ یہ بھی جاکر عاشق ہو عین وقت شباب رستم رشک آفتاب اُسکے دام عشق سے کون رہائی پاسکتا ہی وہی ہوا کہ یہ جاتے ہی مائل ہوئی بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار ہوئی آپ کے قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہوکر چلی آئی مین نے سہیم کی شکل بنکے لوح و تیغ لیا کلاہ و زرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو مجھپر پڑا صورت اصلی ہوگئی اب یہ دونون تحفے موجود ہین اور صاحبزادی آتی ہونگی ان چیزون کو احتیاط سے رکھیے مین امروز فردا مین طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہوگا غراب بیٹی کا حال سُنکر جھلاگیا غصے مین کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تحفہ جات کو ایسے مقام پر رکھو کہ جہان ہوا کا بھی

گذ

گذر نہ ہو ابھی چل کے اُس گیسو بریدہ کو سزا دیتا ہون اُسکو ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان کوئی نہ پہونچ سکے مگر ای امان تمنے وہ احسان کیا کہ مین تمھارا شکریہ نہین ادا کرسکتا اہل قلعۂ غرابیہ کی تمنے جان بچائی ہرچند کہ اس طلسم مین ایسے ایسے ساحر ہین کہ طلسم کشا جانبر نہ ہونگے مرحلہ جات پر دھرے جائینگے مگر ابتدا ہی مین تمنے ایسا کام کیا کہ قدرت بہت خوش ہونگے اب دربار مین آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سہیم گوہرپوش گھبرائی ہوئی آکر پہونچی باپ کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیون بیٹا کیا سہیم نے کہا مین نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی ہے صبح و شام مین گرفتار کرونگی رنگ مین نے جمایا ہے غراب نے کہا او گیسو بریدہ و او شوخ دیدہ جا کر دھگڑے کو دیکھ کے عاشق ہوئی بیہوش ہوکے گری طلسم کشا نے سزا تو یہ رکھا میری دائی امان سب تماشہ دیکھ رہی تھین میرے قتل کی تدبیر تو نے طلسم کشا کو بتائی دیکھ یہ لوح اور تیغہ طلسم کشا سے لیلیا اتفاق سے وہ بچگیا اب دائی امان اُسکو گرفتار کرینگی سہیم نے یہ سُنکر چاہا کہ اُٹھون لڑ بھڑ کر نکلجاؤن غراب نے ہاتھ پکڑ لیا سہیم نے سحر کے ہاتھ چھڑایا چاہا نکلون معطل جادو نے جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہے لڑ بھڑ کر نکلجائیگی تو طلسم کشا کو بچائیگی جھپٹ کے پہلو پر آئی حلقے کمند سحر ماردیے وہ گردن مین سہیم کے پڑے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہوکر گری غراب نے گرفتار کرلیا زبان مین سوزن دی مار سیاہ جسم مین لپٹائے قفل مار سیاہ دہن پر لگایا تمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھکر سہم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا کے ساتھ دوستی کریگا غراب اُسے زندہ نہ چھوڑیگا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہین جاتا غراب نے سہیم کو گرفتار کرکے ایک تخت سحر بنایا لوح و تیغہ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اُسی پر سوار کیا معطل نے پوچھا ای نور نظر اسکو کہان لیجاؤ گے کہا ایسے مقام پر لیجاؤنگا کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہ ہو ای مادر مہربان باغ سومناتیہ مین قید کرونگا کہ وہ مقام سخت و سنسان ہے ساتھ ستر ہزار ساحر وہان رہتا ہے مگر کسیکو خبر نہین ظاہر مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل سناٹا ہے یہ کہکے تخت کو بلند کیا پھر کامل رہروی کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل مین ایک باغ ہے مگر بالکل ویران چہار دیواری ٹوٹی ہوئی درخت کہنہ چمن برباد درخت گرے ہوے

پھول بے رنگ غنچون کے دل تنگ ہزار ہا طائر درختون پر خاموش بیٹھے ہین چہار جانب دیکھ رہے ہین بیچ مین باغ کے ایک گنبد کہنہ بنا ہوا ہو اُسکا دروازہ بند ہی غراب تخت کو لیے دروازے پر اُس گنبد کے اُترا دروازہ کھولا سہیم گوہر پوش نے دیکھا گنبد مین صدہا بت پتھر کے رکھے ہین غراب بیٹی کو لیکر اُس بتخانے مین آیا بیٹی کو بیچ مین بتون کے بٹھا دیا اُنھین بتون کے آگے لوح و تیغہ رکھکر کہا کہ یا خداوند لات و منات سوا میرے کوئی اس مقام پر نہ آسکے اگر شاید کوئی آئے تو اُسکو ظہور قدرت دکھائیے گا کہ وہ شخص زندہ بچ کے نہ جانے یہ کہکے کچھ سحر کیا کہ وہ بت پتھر کے مثل انسان کے کھڑے ہو گئے تیغہ پر نگاہ ڈالے ہوے ٹہل رہے ہین یہ سامان کر کے باہر نکلا پھر گنبد مین قفل لگایا کنجی اپنے جوڑے مین رکھی پکار کر آواز دی ای نگہبانان باغ سومناتیہ خبردار کوئی غیر اس باغ مین نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اُسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظام کر کے اکیلا روانہ ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پیدا ہوا اُسمین آفتاب چمکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آواز دی ای آفتاب فلک سیر کہان سے آتے ہو آفتاب نے کہا ہمنے سُنا ہی کہ قدرت طلسم مین تشریف لائے ہین اور طلسم کشا بھی ہین ہم تلاش مین طلسم کشا کی نکلے ہین جہان طلسم کشا ملین اُنھین گرفتار کرلین جا بجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہین پایا غراب نے کہا ای آفتاب وہ میری سرحد مین ہی سُرخ فام سُرخ پوش مارا گیا اُسنے جان دیکر طلسم کشا کو میری سرحد مین پہونچا دیا معطل جادو دایہ میری وہان پہونچی لوح اور تیغہ لے لیا بیٹی میری طلسم کشا پر مائل ہی مین نے اُسے بھی گرفتار کیا باغ سومناتیہ مین قید کر آیا وہین لوح اور تیغہ بھی رکھا ہی اُس باغ مین کوئی جا نہین سکتا یہی کام کر کے پلٹا ہو ت میرے ملک مین آنا مین طلسم کشا کو بتا دونگا تم گرفتار کر لینا آفتاب نے سب حال غراب سے پوچھا پوچھکر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اُسی صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا چر رہا ہی گھوڑے کو پہچانا اُتر کے زمین پر آیا پکار کر آواز دی ای مرکب وفادار آقا تیرا کس مقام

یہ ہو مرکب نے سر اُٹھا کر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا دیکھا طلسم کشا زیر نخل بیٹھے ہین مگر سرنگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ ای آفتاب تم ہمسے جدا ہوے ہمنے بڑا دھوکا کھایا لوح اور تیغہ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو سب حال معلوم ہو گیا ملکہ سہیم گوہر پوش دختر غراب سرکار پر عاشق ہو کر گئی وہان گرفتار ہوئی معطل جادو دایہ غراب کی بلاسے روزگار ہو کس مکر سے سرکار کے سامنے پہونچی رستم نے کہا اگر اُسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کُلاہ اور زرہ بھی دیدینا ایسا اُسنے دام مکر پھیلایا کل سے اسی مقام پر بیٹھا ہون آفتاب نے اُسی وقت ایک تخت سحر تیار کیا اُس تخت پر رستم کو سوار کر لیا تخت اُڑتا ہوا طرف باغ سومناتیہ کے چلا یہان غراب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی صاحبو مین نے بیٹی کا پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہی کہ خداوند کہنہ نگہبان ہین کیا مجال کسی کی کہ قدرت کے سامنے جائے فوراً افگار ہو پتلے پتھر کے ٹہل رہے ہین سردار کہتے ہین حضور آپ بڑے صاحب اقبال ہین جابجا شاہزادیان عاشق ہوئین کچھ بھی کسی کے کیے نہ ہو سکا دایہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم مین آگئے اب طلسم کشا کا بچنا دشوار ہی آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش مین طلسم کشا کی پھرتے ہین کاہن طلسم ہی ضرور وہ گرفتار کرکے طلسم کشا کو لائیگا صرف مراد یہ ہی کہ کلاہ و زرہ لے لیتا پھر تو ایک غلام گرفتار کر لیتا کیا طلسم کشا بچ سکتے ہین دائی امان نے لوح طلسمی لے لی اب کلاہ و زرہ لے لینا کتنی بڑی بات ہی مقدم لوح کا لینا تھا وہ نیکنامی دائی امان کے واسطے ہوئی کیا مجال ہے کہ کوئی باغ سومناتیہ مین جا سکے اور سامنے گنبد کے ٹھہر سکے ساٹھ ہزار نگہبان وہان موجود ہین سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر راہ دیکھ رہے ہین کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کر لین اگر سامری و جمشید ہو تو وہ بھی گرفتار ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلا رہا ہی مگر آفتاب جو رستم کو لیکر چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ سامنے سے ابر گوہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سامنے آفتاب کے آکر بیٹھا دیکھا ملکہ الماس پر رعنائی تخت پر سوار ہین آفتاب کو دیکھکر طلسم کشا کو

جو دیکھا بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیون آفتاب شہریار کو کہان لیچلے آفتاب نے سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہاتھ سے گئی تیغہ قبضے سے نکلگیا لیجا کر باغ سومناتیہ مین رکھا ہی الماس نے کہا اے آفتاب باغ سومناتیہ ہمارا دیکھا بھالا ہی وہ جو ہزارون طائر ہین وہی ساحر ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین وقت پہ وہی ساحر بنینگے پہلے تمھین کو روک دینگے یہ کہکے الماس آگے بڑھی کہا اے آفتاب تم عقب سے آؤ مین چل کر انتظام کرتی ہون رستم نے گھبرا کر کہا اے الماس ایک خیال رہے کہ دختر غراب۔ سہیم گوہر پوش بھی اُسی گنبد مین ہی اُسکو پہ لطف نکالنا نام سہیم کا جو سُنا الماس سمجھ گئی کہ وہ بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا اے شہریار اُسی کی ذات سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے اُسی کو رہا کریگی تب لوح اور تیغہ قبضے مین کریگی یہ کہکے الماس نے ابر اپنا بڑھایا باغ پر آکر ابر چھایا طائرون نے جو ابر گوہربار دیکھا چاہا کہ درختون سے اُڑین غلغلہ کرین الماس نے للکہ ابر پر اشارہ کیا چند عقاب قوی الجثہ کہ پنجے اُنکے مثل آہن تھے ابر سے نکلے طائرون پر گرے جس طائر نے چاہا منقار کھولے اُسی طائر کو مارا اور چیر کر پھینک دیا چند طائرون کو مارا چند طائرون کو غربال کیا درخت جو ہرے تھے پھولون سے بھرے تھے وہ لہرا کے گرنے لگے کئی سو نخل گرا طائر اُن درختون مین دبے طائرون کو مار کر الماس ابر سے اُتری سامنے گنبد کے آکر جو کہ دیا ساری لیکر آدھی باندھی آدھی اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی سطح سے سحر کیا کہ ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا اُس پنجے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کُھلا دیکھا سہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی ماہ تابان اپنے برج مین ہی یا گوہر بے بہا اپنے درج مین ہی الماس سہیم کو دیکھکر شرما گئی دل سے کہتی ہی ایسی نازنین پہ شہریار کیون نہ فریفتہ ہون تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہوے ہین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی دعائین مانگ رہی ہی کہ اے خالق لیل و نہار اس کنیز کو اپنی بچالے کہ الماس نے پکار کر آواز دی اے ملکہ نہ گھبرائیے مین بھی کنیز طلسم کشا ہون وہ بھی تشریف لاتے ہین آپ کے قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا صدمہ پہونچا ہمراہ آفتاب فلک سیر کے آتے ہین یہ کہکے الماس اندر گنبد کے گُھسی پُتلے پتھر کے جو گرد سہیم پھر رہے تھے اُن پتلون نے مثل

انسان کے آواز دی کہ گنبد مین کون آتا ہی یہ گنبد خزانہ راز ہی سواے غراب کے اور کسی کو آنے کا حکم نہین ہی الماس نے پکار کر آواز دی ارے او نگہبان ہمکو غراب نے بھیجا ہی اُسی نے حکم دیا ہی کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو روکوگے تو بہت پچتاؤگے یہ کہکے الماس آگے بڑھی جیسے ہی گنبد مین قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ ای ملکۂ عالم و ای شاہزادی والاحشم ہم وہ پتلے ہین کہ جنکو سامری وجمشید نے بنایا ہمکو اگلے سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا بس باہر نکلجاؤ یہان زیادہ باتین نہ بناؤ الماس نے اُس پتلے پر گولہ مارا گولہ جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دناٹا ہوا اُس پتلے نے ایک چیخ ماری اپنے ساتھ والون کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین سیمن بر بجبر بدعت کرتی ہی خالی کیا بیٹھے ہو اسکو روکو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو جتنے پتلے پتھر کے اُس گنبد مین تھے سب اپنے مقام سے اُٹھے الماس کو روکنے لگے اس عرصے مین آفتاب مع طلسم کشا آکے پہونچا اسنے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پتلون سے لڑ رہی ہی پتلے الماس کو قریب سہیم گوہر پوش کے نہین جانے دیتے آفتاب دروازے پر آیا آفتاب بنکے چمکا اپنا عکس جو پتلون پر ڈالا پتلے ساکت ہوے جو جس مقام پر تھا اُسی مقام پر ٹھہرا آفتاب نے پکار کر آواز دی ای الماس بڑھکر سہیم کو رہا کرو الماس بڑھی کہ سہیم کو رہا کرون کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قبل الماس مین کوشش کی چمک کر مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑلون آفتاب نے جھپٹ کر اُس پتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا اور پتلون کے جسمون پر خون پڑا پتلے اور زیادہ تیز ہوے کچھ طرف آفتاب کے بھی چلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہین چاہتے ہین گرفتار کرلین سہیم بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل ونہار یہ میری رہائی کو آئے ہین انکو آفت ارض وسما سے بچالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بیقرار پایا الماس وآفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے نہین جانے دیتے ہرچند کہ آفتاب نے کئی پتلون کو آفتاب بنکے جلایا الماس نے کار سحر سے کئی پتلے مارے ظاہر مین وہ مرکے

گرے زمین پر لوٹے پھر کھڑے ہوگئے رونے لگے رستم کی کمر مین تلوار لگی تھی اُسکو کھینچکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب + دیگر۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر زبان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے نعرہ کیا کہ تمام گنبد ہل گیا ایک پتلے پر بڑھ کے ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے گرا اور گر کر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی ای شہریار تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیجیے علمشاہ نے بڑھکر تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیا اُس تیغ کو کھینچا جس پتلے پر عکس تیغہ ہفت جوہر کا پڑا وہ غل مچا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مچا رہا ہی کہ ای غراب دوڑو سہیم رہا ہوتی ہی کل آپ شکایت کرینگے ہمپر وقت تنگ ہی پاس نام و ننگ ہی مدت سے اس گنبد مین رہتے تھے آج قدم ایسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد کر رہے ہین غراب اپنے تخت پر بیٹھا ہی گرد مشیران سلطنت یہی ذکر کر رہا ہی کہ اب سہیم تڑپ تڑپ کے مریگی وزیر و مشیر کہتے ہین حضور اُسکی خطا معاف کیجیے اتفاق سے اُس سے ایسا معاملہ ہوا طلسم کشا اوصاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہی اُنکی طلسم کشائی انھین نازنینان مہ جبین کی مدد پر موقوف ہی غراب کہتا ہی یارو تمنے دیکھا میرے سامنے اُسنے کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کروگے بند سے بند جدا ہوگا محبت طلسم کشا دلبر تاثیر کر چکی ہے غیر ممکن ہی کہ مین محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ اُٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنے کی پتلون کے آواز کان مین آئی غراب نے کہا لو صاحب جو غضب ہوا طلسم کشا گنبد نور مین پہونچ گیا پتلے غل مچا رہے ہین جلد چلو یہ کہکے تخت سے اُٹھا چالیس مشیر و وزیر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر غراب چلا یہان تھوڑے ہی عرصے مین طلسم کشا نے پتلون کو باہر نکالدیا اب قریب سہیم کے پہونچے جیسے ہی سہیم کی زبان سے سوزن نکالی سہیم جو تڑپی سب قید جسم سے دور ہوئی ماران سیاہ مر کر گرے سہیم تڑپ کر پشت پر رستم کی آئی کہا ای شہریار باہر نکلیے سہیم نے لوح گلے مین رستم کے پہنائی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا ایک طرف الماس دوسری طرف سہیم پشت پر آفتاب فلک سیر گنبد سے نکلے آفتاب نے کہا غلام تخت تیار

کرے اُسپر سوار ہو کر نکل چلے رعسم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم و الماس سوار ہوئین آفتاب نے تخت اُڑانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا غراب نے بیٹی کو جو پہلوے طلسم کشا مین دیکھا جل گیا وہین سے نعرہ کیا باش اے طلسم کشا تو چاہتا ہی کہ سہیم کو رہا کر کے لیجاؤن سہیم کو مین ہرگز نہ جانے دونگا یہ کہکے ساحرون کو اشارہ کیا چالیس مشیر غراب کے سحر کرتے ہوے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبدہ کے باہر سحر کرتے ہوے اُترے چار جانب سے گھلے ترنج و نارنج پڑنے لگے طلسم کشا تخت سے کودے نعرہ کرکے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی اُٹھی الماس نے بھی سحر کیا ساحرون کا بلوہ روکا ہر طرف سے ساحر یہی چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے رستم کو گرفتار کرلین مگر رستم پیلتن تیغۂ ہفت جوہر کھینچے ہوے درمیان مین اُن ساحرون کے لڑرہے ہین جو ساحر سحر کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا ماردیا ساحر مرکر گرا مرنے کی اُسکے علامت برپا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب جادو بھائی غراب کا چارسو ساحرون سے اس زور سے گرا ہی چاہتا ہی کمندون مین رستم کو گرفتار کرون سہیم نے بڑھکر للکارا کہ او شہاب سیاہ رو کیون اسقدر کوشش کرتا ہی ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طرف سہیم کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگین ڈالی کان سے بالی نکال کے پھینک ماری وہ بالی گرد جاکر شہاب کے پھری شہاب کا چہرہ سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بیقرار ہوکر پکار اُٹھا اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کلمات کہتا ہوا سامنے سہیم کے آیا آواز دی اے ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے کہا غراب کا سر لاؤ شہاب بہت خوب کہکے چارسو ساحرون کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہی دور سے للکارا کہ او نامرد یہ کیا حرکت ہی شہاب نے کئی افسرون کو مارا اور دمبدم ولولہ بڑھتا جاتا ہی غراب شہاب پر جا پڑا ایک گولہ ماردیا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چارسو ہمراہی جو مبہوت ہو رہے تھے اپنے افسر کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرے مگر غراب اُنکو کب مانتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے سر اُڑگئے بڑے زور شور سے لڑرہا ہی چارسو کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

چیخین مار کر رویا کہتا تھا کہ یارو اس شوخ دیدہ نے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا سہیم نے کئی افسرون کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک ابر تین رنگ کا پیدا ہوا برقین گرتی ہوئین وہ ابر قریب آنکر پھٹا سب نے دیکھا شہرت ماہی سحر و نہنگ بحری تینون جادوگرنیان آکر پہونچین شریک جنگ ہوئین اب غراب بھاگا بھاگا پھرتا ہی عین گرمی جنگ مین فوج تو ساحران مذکور نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہوا غراب اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہی افسران فوج خیرخواہان دولت مجھ بلوہ کر کے آتے ہین کوئی سحر شہرت مین مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال بیمثال سہیم دیکھکر تنکے چن رہا ہی کوئی کوہ دشت سے سر ٹکراتا ہی کوئی غل مچاتا ہی کئی افسر اسنے اپنے ہاتھ سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا خوب خوب سحر کیے رستم پر آگ برسی مگر بہ سبب لوح کے سحر نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوئے رستم قریب غراب کے پہونچے لوح چمکائی لوح پر جو نگاہ غراب کی پڑی تھرّا گیا یقین تھا کہ لہرا کر گرے مگر مجبور و ناچار سر آگے کر دیا تیغہ ہفت جوہر جو پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا غراب کا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من غراب بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے انھون نے چادر ہلائی امان مانگی رستم نے ان سب کو امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب نے عرض کی حضور لوح کو ملاحظہ کرین رستم نے کہا مین نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہی وہان جاکر اسم حاشیہ لوح پڑھونگا تب قلب کو اطمینان ہوگا غرض رستم اسی صحرا مین آکر پہونچے اس نخل کو پہچانا زیر نخل بیٹھکر فرمایا کہ برادران تم اب ہمکو رخصت کرو تم لشکر مین جاؤ ہم بھی انشاء اللہ وقت پر آئینگے سب ساحر ابر چمکاتے ہوئے اس مقام پر پہونچے کہ جہان لشکر تھا لشکر مین آکر ملے رستم نے اسم حاشیہ لوح تعداد کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی رستم نے دیکھا بائین پر سے گرد اڑی ایک جوان بصورت مہیب بہ شکل عجیب و غریب کوڑا مار آتشین کا ہاتھ مین اژدر پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار صدائین مہیب دیتا ہوا وہین سے پکارتا آتا ہی او طلسم کشا بس عمل خوانی کو موقوف کیجیے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھیے منم اژدران اژدر سوار او طلسم کشا سر اٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہی رستم نے سر اٹھا کے

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر آ کر گرا ہے لشکر تباہ ہو رہا ہے یکایک آفتاب فلک سیر اپنی بارگاہ سے نکلا پکارتا ہوا منم غلام طلسم کشا اُس ساحر پر جا پڑا اُس ساحر سے خوب سحر چلے آخر کار اُس ساحر نے ایک گولہ مارا کہ آفتاب کا سر پھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا پکار کر آواز دی اے شہریار غلام کو بچا لائیے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلیں اُس ساحر سے مقابلہ کیا اُس ساحر نے آواز دی او شوخ دیدہ مین نے تجھکو پہچانا طلسم کشا پر مائل ہو کے بڑے نخر پائے پر کہکے نیمچہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلیں پکارتی ہوئین کہ اے شہریار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہے آپ اسم موقوف کر کے آئیے ہم سب کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے الماس کو بھی اُس ساحر نے زخمی کیا رستم اسم پڑھنا نہین موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ اے طلسم کشا یہ نمود بے بود طلسم ہے یکایک الماس بھی زخمی ہوئی سہیم نے آ کر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے مین سب ساحران نامی کو اُس ساحر نے زخمی کیا اب اُس اژدر سوار نے دیکھکر آواز دی کہ اے طلسم کشا ذرا بائین جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر مُنھ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر لقا صف باندھے کھڑا ہے اور ایک جانب لشکر صاحبقران کہ ایک کوہی پہلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا نکلا گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا آواز دی جسکی تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان اُسکے مقابلے مین نکلے آپس مین نیزہ چلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا ڈو ڈو وار آپس مین چلے تھے کہ اُس جوان کوہی نے پکار کر کہا اے فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجیے کہ وہ ہمپر تیر مارا چاہتا ہے بدیع الزمان غصے مین پلٹے اُس کوہی نے سر کو تاکر کمر پر ہاتھ مارا بدیع کے دو ٹکڑے ہوے اُس کوہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم نوجوان غم مین بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا پکارتا ہوا مین اپنے عم نامدار کے پاس جاؤنگا اُس جوان کوہی نے کمان کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر تاک کر سینہ بے کینہ پر مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گیا قاسم گھوڑے سے گرے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پر روتے ہوے آئے صاحبقران فرماتے ہین

ای نور نظر تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا لقا نے فوج کو حکم دیا لشکر اسلام پر جا کے گری صاحبقران تو لاش بدیع و قاسم پر ہین ایرج و نورالدہر نکلکر اُس جوان کوہی سے لڑے یہ دونون جوان بھی مارے گئے اُن چارون جوانون کی لاش پر تمام سرداران نامی کا جماو ہے لقا روانہ ہوا قریب خیمہ ہاے ناموس صاحبقران کے پہونچا قضاے کار ابتدا مین خیمہ ملکہ رابعہ زرلفت اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا درخیمہ پر کود پڑا کنیزون نے ہر چند روکا اُن عورتون کو لقا کب مانتا ہے کئی سو کنیزون کو دروازے پر قتل کیا ملکہ رابعہ نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن اس دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤن پہلو پر قریب لقا ضیغم خون آشام لڑ رہا تھا لقا نے اشارہ کیا ضیغم نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کشان کشان بیرون خیمہ لیچلا رابعہ نے چیخ پکار کر آواز دی ای فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہین دیتے ہمکو بچاو ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا بدحواس ہو کر نعرہ کیا او دشمن خدا لقاے بے لقا عورتون نے تیرا کیا لیا ہی رستم نے جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک سناٹا ہوا کہ زمین کانپ گئی اب رستم نے جو بغور دیکھا وہ صحرا نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اژدر سوار ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہین ایک آواز کان مین آئی کہ ای شہریار خوب دھوکا کھایا فلک نے آپ کو اس مقام پر پہونچایا اب بھی خیر ہے اُس تعداد کو تمام کرو رستم نے قصد کیا کہ سامنے نخل ہے اُسکے سائے مین بیٹھون اور اب کسی طرح اسم کو موقوف نکرون جیسے ہی قصد کرکے دامن گردانا کہ پہلو سے آواز آئی ای رستم ہم تو تمھاری رستمی دیکھین رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی سن للکارتا ہوا سامنے آیا قریب آکر نیزہ مارا چند طعنون مین رستم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی ای طلسم کشا غضب کیا ایسے بہادر کو مارا اب کہان جاؤگے کہان چھپوگے سنم ناقوس جادو درہ کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ پوش بصد جوش و خروش ظاہر ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہر چند آگ تلوارین گرائین مگر رستم پر تاثیر نہوئی وہ جادوگرنی دور سے سحر کر رہی ہے قریب رستم کے نہین آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ قریب نہین آتی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ ساحرہ کا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر

ساحرہ کے پڑا توڑ کر چہرۂ پشت کو پار گیا اندھیرا اُس مقام پر چھایا عرصۂ دراز کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من ناقوس جادو بود اب پھر گرد اُڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھر پرے کھلے ہوے آفتاب فلک سیر سب کے آگے سب شاہزادیان طاؤس سان زرین بال پر سوار شہرت تخت پر عیوق و جاروق و دیوانہ شریر مردم در وغیرہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہونچے سہیم نے قریب آکر عرض کی ای شہریار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپ نے اسم موقوف کیا جب آپ نے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ نمونہ بے بود طلسم ہی ہم لوگون کا اسوقت حاضر ہونا اتفاق سے ہوا اب چلکر باغ نسترن مین فروکش ہو جیے یہ مقدمہ راز طلسمی ہی باغ نسترن مین چلکر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمایئے حکم لوح پر کاربند ہو جیے مگر اس خطا پر آپکو تکلیف ہوگی بعد تکلیف بسیار سامنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دھوکے کھایئے گا تو طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدہا مقدمات سرکار کو ملین گے بڑے بڑے مکار و جعلساز اس طلسم مین ہین سب سرداران رستم نے آکر قدمبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ نسترن مین آپ کا مقام ہوگا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ نسترن کے جاتے ہین کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ بر سر قلعۂ طلسم فروکش ہین عاشق ہونا امیر پر دختر اظلم زنگی کا کہ بادشاہ دربند اول ہی یعنی جہنا زیری طلعت کا عاشق ہوکر صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامہ مصنف

بلا ساقیا ساغر خوشگوار
کہ جسکا شگفتہ ہی ہر اک چمن
ہواے فرحناک بے چلنے لگی
کہ ملجاے معشوق کا بھی نشان
نسیم چمن لڑکھڑانے لگی

دکھاؤن مین باغ سخن کی بہار
نہالان گلزار ہین سبز پوش
ہر اک شاخ سرسبز پھلنے لگی
کبھی پھول آویزۂ گوش ہین
یہ مژدہ گلون کو سنانے لگی

عجیب ہی بہار ریاض سخن
اُڑاتی ہی بلبل ہر اک گل کے ہوش
ہر اک پھول ہی عارض مہوشان
کہ میخوار اس جا پہ مدہوش ہین
بہار مضامین کی آمد ہوئی

قمر مجھکو تحریر کی کد ہوئی
ترانے جو گاتی ہین یہ بلبلین
گلون کو یہ ہنسکر سنانے لگین
کہا قمریون نے بصد سوز و درد
کہ شمع طرب یان پہ حیران ہی
ہوے طائران چمن نغمہ سنج
کہ دل تنگ تھے مثل رنگ دہن
یہ لیلی کو الفت مین مژدہ ملا
کہ ہی رنگ سے عشق کے دل کھچی
کہ آتی ہی گلشن مین میرے بہار
ہوا کھاکے گلشن کی سیر مین
ہمین وصل گل کی جو خواہش ہوئی
کہ لالے کی رنگت نہ ہوجائے زرد
چراغ مضامین جو روشن ہوے
زر گل لٹانے لگے بعد رنج
چمن آجکل بر سر وجد ہی
کبھی غنچۂ دل دشت کا کھلا
کرون بلبل فکر کو مین شکار
ترانے فرح خیز گانے لگین
ہر اک سرو گلشن کو کاہش ہوئی
کہ لالہ چراغ گلستان ہی
تو مضمون سب رشک گلشن ہوے
کہ کھولی ہی غنچون نے اپنی زبان
کہ لیلی کا ناقہ سر نجد ہی
لکھون حال عشق امیر دلیر

چہرہ نیرنگ سازان حال عشق و الفت و سرائندگان حالات شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کو یون تحریر فرماتے ہین ۔ شعر مصنف ۔ دوران فلک کہ بمیدارست + او گاہ خزان وگہ بہارست + این بادہ کہ روزگار دارد + یک مستی و صد خمار دارد + ہم چہرۂ دہر بدست ہم در + گہ شیشہ تہی کند گہے پر + گہ برد فراز از نشیبت + ہشیار کہ میدہد فریبت + صاحبقران زمان برسر قلعۂ طلسم فروکش ہین انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مار صحرا مین جاکر غائب ہوے سرداران رستم بھی فرداً فرداً گئے اب امیر کو بڑی تشویش ہی کہ چالیس سردار گرفتار طلسم ہوے رستم بھی طلسم مین گئے نہین معلوم میرے سردارون پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گذری آخر پلٹ کے بارگاہ مین آگئے فرماتے ہین کہ کل مین طلسم مین داخلہ کرونگا خواجہ عرض کرتے ہین کہ حضور کا یون جانا مناسب وقت نہین ہی عبادت خانہ درست کرائیے جیسا حکم پروردگار ہو وہ کیجیے ایسا نہو کسی بلائے طلسمی مین مبتلا ہو جائیے امیر فرماتے ہین خواجہ مین اپنے سردارون کا کیونکر حال دریافت کرون عمرو نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین آپکا فرزند دلبند اس طلسم کا فتاح ہی منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی وقت پر قیدی رہا ہونگے عمرو نے سمجھا کر امیر کو جانے سے قلعے کے باز رکھا امیر کو کئی دن اسی مقام پر گذرے قضائے کار ظلم زنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہو اپنے مقام پر بیٹھا ہی اسکو آکر ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا داخل الطلسم ہوے مگر امیر برسر قلعہ فروکش ہین جسدن قصد کرینگے انکو کون روکیگا صاحب اسم اعظم ہین گلے مین حرز ہیکل ہی جو انکو روکیگا مارا جائیگا ساحرانکا مقابلہ

نہین کر سکتا اظلیم نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہین ہین تو ایسا آوارہ کرون کہ عمر بھر رہائی نہ پائین کیا عجب ہو کہ گرفتار ہو جائین بیٹی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقان جہان سے زیادہ شکیل یہ سب باتین بیٹھی سُن رہی ہی اوصاف امیر سُنکر مشتاق جمال بیمثال امیر ہوئی صحبت سے باپ کی بیقرار ہوکر اُٹھی گھبرا کر کنیزون سے کہا سواری تیار کرو ہم اپنے باغ جائینگے محافہ زرین کنیزین تیار کرکے لائین وہ ماہ آسمان خوبی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین بھی سوار ہوئین اپنے باغ مین آکر پہونچی اندر بارہ دری کے آئی مسند پر آکے بیٹھی مگر اشتیاق امیر مین بدحواس چہرہ اُداس ملکہ کو جو کنیزون نے بہت بیقرار دیکھا گلشن نامے وزیرزادی نے علحدہ بُلایا اور عرض کی کہ لونڈی سے نہ چھپائیے مین حضور کو کل شب سے بہت بیقرار پاتی ہون آپکا انتشار دیکھکر گھبراتی ہون مفصل حال دل بتائیے کنیز قدیم سے نہ چھپائیے ملکہ جہناز پری طلعت سے جو وزیرزادی نے بمنت پوچھا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای گلشن کیا کہون عجب معرکہ درپیش ہی دل کو پیس و پیش ہی کل شب کو دربار مین باوا جان کے امیر کے آورہ کرنے کی تدبیرین ہو رہی تھین ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبے کے آوارہ کرنے پر آمادہ تھا ای گلشن انصاف کرو کہ اُنکے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشا ہے اصلی داخل طلسم ہو چکا وہ ضرور طلسم فتح کریگا لوح طلسمی لیکر داخل ہوا ہی تو ای گلشن مین تو باپ کے مقدمے مین کہہ نہ سکی کیونکر امیر کو بچاؤن اور کیونکر اُن تک جاؤن کیون گلشن کوئی ایسی تدبیر ہی کہ امیر کو خبر پہونچ جاے یا اُنکو بلوالو کیا تدبیر کرون جلالت امیر سُنکر دیدار کی مشتاق ہون گلشن نے کہا واری باپ آپکے دشمن ہو جائینگے جہناز نے کہا ای گلشن جب جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا خوف ہی گلشن نے بہت بہت سمجھایا ملکہ کا ولولہ بڑھتا جاتا ہی فرماتی ہین ای گلشن اگر کچھ تدبیر تمسے ہو سکے تو کرو ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا واری میرا بھائی گُل عیاری عیار پیشہ ہی اُسکو بلاتی ہون شاید وہ چھڑا لائے ملکہ نے خوش ہوکر کہا ای گلشن اگر یہ تدبیر کر لی تو نہایت احسان ہوگا یہ کہکے گلشن کے قدمون پر سر رکھ دیا گلشن نے ہاتھ باندھکر عرض کی لونڈی کیا کوئی بات اُٹھا رکھے گی یہ کہکے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلا لا کنیز نے جاکر گُل عیاری کو خبر کی سنتے ہی گُل عیاری حاضر ہوا گلشن نے رو رو کر اُس سے بیان کیا کہ اگر ہو سکے تو امیر کو چھڑا لا گُل عیاری اُسی وقت با نہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر امیر کے چلا لشکر مین جو آیا ہنگامہ سنا کہ کل صبح کو امیر قلعہ طلسمی مین جائینگے اپنے سردارون کے واسطے

بہت بیقرار ہین عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کرون پہر دن رہے لشکر مین آیا سنا کہ امیر دربار مین ہین ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ امیر مین آیا کھڑا ہو کر جمال امیر دیکھنے لگا دیکھا کہ شعشعۂ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہے جب اسنے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ سرا کھڑے رومال ہلا رہے تھے نگاہ اس خدمتگار پر جو پڑی کھٹکا ہوا کہ یہ خدمتگار دمبدم امیر کو دیکھتا ہے شاید کوئی عیار ہے جھپٹ کر پشت پر آئے چاہا کمند یارون عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمرو نے پیچھا کیا خود بھی بارگاہ سے نکلے ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر نکلگیا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب کو امیر نے دربار برخاست کیا اور سونے چلے تو عمرو نے عرض کی آج غلام حضور کے برابر سوئیگا امیر نے فرمایا خواجہ تم تکلیف نکرو اپنے خیمے مین جاکر سوئین ہوشیار رہتا ہون مین نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار مجھکو دمبدم دیکھتا تھا مجھکو بھی کھٹکا ہے عمرو خاموش ہو رہا اپنے خیمے مین جاکر سویا لیکن وہ عیار جو لشکر سے نکلا بازارون مین پھرا کیا جب پردۂ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ کیسی ہے ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہے جسقدر کھودتا ہے سراچہ زمین مین اُترتا جاتا ہے آخر کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکالکر چاہا سراچے کو جلاؤن سراچہ آگ سے بھی جلا ناچار ہو کر نقب سے نکلا دربارگاہ پر آکر ٹھہرا مقبل پہرے پر تھا وقت نماز اندر گیا جاکر امیر کو جگایا امیر نے فرمایا اے مقبل پانی وضو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا آفتابہ پانی کا اُٹھایا بیہوشی ملاکر آگے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلی کی چند قطرے جو حلق سے اُترے بیہوش ہوے عیار نے بہ تعجیل امیر کا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا اوپر سے پشتارے کے ایک میلی چاندنی ڈالی باہر نکلا غلامون نے پوچھا اے مقبل یہ کیا ہے مقبل نقلی نے کہا اس چاندنی پر چھینٹین پڑگئین دھوبی کو دینے جاتا ہون غلام خاموش ہوے عیار جست کرتا ہوا نکلا کہ مقبل اصلی آیا غلامون نے کہا تم تو چاندنی لیکر گئے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا مین تو پانی لینے گیا تھا گھبرا کر اندر گیا آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر نکلا کہا آقا کو کوئی لیگیا کسی نے حفاظت نہ کی سب نے کہا ہم تمہارے دھوکے مین رہے مقبل دوڑکر کنارے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش چلتا ہے پکارا او عیار ٹھہر جا عیار ٹھہر گیا جب مقبل قریب پہونچا عیار نے حباب بیہوشی مارا مقبل گرا عیار نے چاہا سر کاٹون پھر سوچا کہ ملکہ کے خلاف ہوگا مقبل کو چھوڑکر طرف باغ ملکہ کے چلا یہان ملکہ رات بھر عیار کے

انتظار مین در باغ پر کھڑی رہین کہ گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اُڑی عیار کو دیکھا پشتارہ بدوش آتا ہے ملکہ نے گلشن وزیرزادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا لو تمھارا بھائی پشتارہ بدوش آتا ہے گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا خوش ہوگئی ملکہ سے کہا آپ بارہ دری مین چلیے مین بھائی کو ساتھ لیکر آتی ہون عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیون بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو ملکہ کی مراد تھے اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پشتارہ رکھوایا صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر کی جو آنکھ کھُلی یا تو وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک باغ مین پایا ایک نازنین برائے تسلیم خم ہوئی امیر نے پوچھا اری تو کون ہے اُسنے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہون سب حال صاحبقران کے سامنے بیان کیا امیر کمندین توڑ کر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ بارہ دری مین آئے دیکھا ایک مہ جبین حور خصال پری تمثال ابرو رشک ہلال آنکھین سیاہ مثل دیدۂ غزال دریاے جوانی مین غوطہ زن مسند پر سرنگون بیٹھی ہے امیر کو دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی استقبال کرکے امیر کو قریب مسند کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہوگئے اور دل سے مائل ہوے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اُس مہ جبین نے سر جھکالیا امیر آکر مسند پر بیٹھے وزیرزادی نے اشارہ کیا ایک گائن نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر بیٹھی ساز ملا کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

جان بلب ہون جیسے وہ بےرحم بدظن ہوگیا
حال میرا اب مبارک باد دشمن ہوگیا
کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کے نظارہ مین بھی
جو مسلمان اس طرف گذرا برہمن ہوگیا
صدقے مین کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا
چھد گیا پہلو کبھی سینے مین روزن ہوگیا
بے ہوا اُڑتا ہون جب بیتابیان کرتا ہے دل
کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہوگیا
مین بھی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ نہو
اب یہ وہ کوچہ کہان لوگونکا مدفن ہوگیا
ہاے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہوگیا
وہ توقع تجھسے بر آئی جو مجھکو اُس سے تھی
او عدو کے دوست تو بھی اب تو دشمن ہوگیا
حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
پاؤن میرا شاہد آغوش آہن ہوگیا
بڑھ کے ٹھہرا جب یہ سمجھا مین کہ وہ آتے ہین
بارہا میرا تصور مجکو رہزن ہوگیا
سر اُٹھانے کی کہان طاقت پس مردن نسیم
آج تو احسان قاتل بار گردن ہوگیا

جلسہ آراستہ ہی صاحبقران پہلوے مہناز مین بیٹھے ہین مہناز سمجھا رہی ہین کہ کئی ساحر آپکے آوارہ کرنے پر آمادہ ہین کسی ساحر سے دھوکا نہ کھایئے گا اپنے کو بہت بچایئے گا امیر فرما رہے ہین ملکہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحرون کے آگاہ کر دیا یہان خواجہ جو سو کر اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سُنا کہ عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب مین گیا ہے مگر پلٹ کر نہین آیا عمرو بیقرار ہو کر چلا راہ مین آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کرکے طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلو مین ایک نازنین کے بیٹھے ہین اور پہلو مین اُس نازنین کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہے عمرو گلیم اوڑھکر اُترا گلیم اوڑھے ہوے ایک نخل کے سایۂ مین بیٹھا گائن واسطے پیشاب کے اُٹھی اُسی نخل کے سایہ مین آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اُتار لیے زیور بھی لیا اُسکو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا تبا تبا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

نظم

بیتابی فراق سے عالم بدل نجاے — نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجاے
وہ مجسے بن گئے خبر مرگ غیر سُن — بے اختیار نالہ دہن سے نکل نجاے
روئے ہین ضد یار سے ناراض ہو کے ہم — جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نجاے
وقتِ وصال عاشق و معشوق ایک ہی — ٹھنڈھی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجاے
ابرو چڑھے رہے صف مژگان پھری رہے — خم تیغ کا مٹاؤ نہ خنجر سے بل نجاے
شام فراق ہی وہ اندھیری کہ خوف ہی — پیغامبر جناب قضا کا دہل نجاے
کس آب و تاب پر رُخ شفاف ہی نسیم — پاے نظر ہزار جگہ کیون پھسل نجاے

اسطرح تبا تبا کے یہ غزل گائی گلشن اس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفین کین کہا ای نیرنگ آج تو تونے رنگ باندھ دیا دل بیچین کر دیا کیا بتایا ہو آج تونے رنگ واقف کارون کا دکھایا ہی خواجہ نے گلشن کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای واقف کار تیرے سامنے کمال دکھایا یہ کہکے پھر اپنے مقام پر آبیٹھی گاتے گاتے طرف مہناز کے دیکھکر کہا بی مہناز جب صاحبقران مجھسے اشارے کرتے ہین طرف کمرے کے اشارہ کر رہے ہین مین ہرگز ان

بڑے میان کو نہ قبول کرونگی تمھین کو مبارک رہین مجھے یہ فقرے نہین پسند آتے جہناز کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے افسوس کی بات ہی صاحبقران نے غصے مین فرمایا ای نیرنگ کچھ دیوانی ہوئی ہی مین نے تجھسے کب اشارہ کیا مین خود ایسی شغلون کو قبول نہین کرتا عمرو نے کہا زبان سنبھالے بیٹے پوتے جوان اور آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہین یہ کہکے عمرو نے بائین آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر نے پہچانکر فرمایا او مکار مین سمجھ گیا بولی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاو عمرو نے اٹھکر جست کی اور پکار کر آواز دی باوا آدم درویش از کل عالم بیشم میری شکل اصلی مجکو مرحمت فرمائیے یہ کہکے جو محفل مین آئے صورت پیر مرشد کی کنیزین دیکھکر بھاگ گئین کوئی کہتی تھی جلمانس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہی خواجہ فرماتے تھے مین تو خاصا بھلا مانس ہون گلشن دیکھکے حیران ہوگئی جہناز کو دیکھکر خواجہ نے کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہی جسکی ننھی ننھی آنکھین تاڑ سا قد ملکہ یہ سنکر رونے لگین یہ حین کہ محلات صاحبقران مین ایسی حسین شاہزادیان ہونگی جنکے آگے مجھکو عمرو عیار دنیا نسمجھتا ہی امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہی کچھ دو اسکو تمھاری تعریفین کریگا ملکہ نے دو کشتیان جواہرات کی منگا کر کہا خواجہ یہ آپ کی نذر ہی عمرو نے کہا ای شاہزادی مین افسوس کرتا ہون کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادہ خانۂ کعبہ کو پہلو مین بٹھایا ہی یہ لعل بے بہا پتھر سے ٹوٹا انکے بزرگ خانۂ کعبہ کے جاروب کش ہین تو شاہزادی والا قدر ہی حسن و جمال مین رشک بدر ہی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہین عمرو نے کہا آپ ہمیشہ مفلس رہتے ہین اب لشکر مین چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہین امیر نے فرمایا خواجہ چلین گے جہناز نے کہا ای شہریار مین نے آپ کو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپ کے آزار کرنے کے لیے مقرر کیے ہین آپ اپنے کو انکے مکر سے بچائیے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے ساتھ دربار اظلم مین پہونچائیے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤن سے بچیے گا ورنہ دشمن کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنون کے واسطے ہوگی اور مین بالکل سحر نہین جانتی ورنہ اپنے کو وقت پر پہونچاتی اُن صحراہاے پُر آشوب سے

بچاتی تا بمنزل مقصد پہونچاتی امیر نے فرمایا تمھارے ساتھ کیونکر چلیون کہا حضور سوائے میری کنیزون مین ملکر چلنے کے اور کوئی صورت نہین ہی امیر نے فرمایا خواہ جان رہے خواہ جائے مگر مین کنیز کی شکل نہ ہونگا ہرچند ملکہ نے کہا صاحبقران نے کہا مین نہ مانونگا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین عورت کی شکل بن نہ جائین گے مگر آپ مجھے لیچلیے مین اُسکی گردن لونگا وہ ساقی گری کرون کہ ایک کو باقی نہ رکھون میان اظلم کو قتل کرون جس کنیز کی صورت دکھاو اُسی کی شکل بنکر چلون ملکہ نے کہا مین آج شب کو صحبت مین باپ کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوے ہین وہ بھی سب جمع ہونگے سب کے حال بھی سنونگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیرزادی کی شکل بنکر چلو خواجہ اُسی وقت سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہی گلشن کی شکل بنکر محفل مین آئے قریب ملکہ گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہی جو میری شکل پر آکے بیٹھی ہی حضور معلوم ہوتا ہی اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہی اسکو گرفتار کیجیے ملکہ خفا ہونے لگین کہ اری سچ بتا تو کون ہی اب گلشن منتین کرنے لگی آخر عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا کوئی مجھکو پہچان تو نہ سکیگا سب نے خواجہ کی تعریفین کین شب کو گلشن کو پاس امیر کے چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیو مین خواجہ عمرو کو لیکر دربار اظلم مین جاتی ہون خواجہ عمرو گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوے ملکہ نے اور چند کنیزون کو ساتھ لیا لباس فاخرہ پہنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہان اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہی ساحرون کو نامہ لکھا ہی کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشا کا امیر حمزہ برسر قلعۂ طلسمی فروکش ہی اُسکو آکر آوارہ کرو اپنے اپنے کمال دکھاؤ ساحر آتے جاتے ہین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کوئی کہتا ہی بادشاہ اسلام جو طلسم مین قید ہین اُنکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دون کہ صاحبقران جنگل مین مارے مارے پھرین دوسرا کہتا ہی بیٹا اُنکا بدیع الزمان جسکو مین نے باغ سنبلستان مین قید کیا ہی اُسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کرون کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین زندہ پلٹکر نہ آئین کوئی کہتا ہی اُنکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل بنون نامۂ رستم لیکر جاؤن امیر کو لے نکلون اظلم زنگی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کسی طور سے حمزہ کو اسم اعظم بھلاؤ یک

کے

ساحر کہہ رہا ہی کہ مین ایسا سحر کرون کہ صاحبقران مبہوت ہو جائین اسم اعظم نہ پڑھین اظلم کہتا ہی مین بھی وہ سحر کرون کہ ملازمان صاحبقران زمین پر قدم نہ رکھ سکین زمین متزلزل و متحرک ہو کہ وزیرزادی نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین اظلم نے وزیرون کو براے استقبال بھیجا وزیر ملکہ کو لیکر بارگاہ مین آئے آنے سے ملکہ کے تمام بارگاہ روشن ہو گئی حسن جہانسوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جانتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملکہ قریب تخت کے آکر کرسی جواہر نگار پر بیٹھین کہا ای والد ہماری وزیرزادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہی کہ آپ سُنکر یہ فرمائنگے کہ ہمنے ایسا گانا کبھی نہین سُنا یہ کہکے اشارہ کیا کہ بوا گلشن آج اس صحبت مین کچھ گا کر رنگ دکھاؤ قدردانون کو اپنا گانا سُناؤ خواجہ عمرو جھپٹ کر اُٹھے بیچ محفل مین آکر بیٹھے اول تو حسن عابد کش زاہد فریب بڑی بڑی انکھڑیان جٹی بھوین سازندے حاضر ہوے ساز درست ہو گئے گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی محفل کے شروع کی۔ نظم

کعبہ نہین ہو زاہد غافل نشان دوست
دل ڈھونڈھ عاشقونکا یہی ہی مکان دوست
افسانہاے دوست مین کٹتے ہین اپنے دن
رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست
جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست
نکلی نہ منھ سے بات بجز ذکر یار کے
لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست
کیا تاب مدعی جو لگائے نظر ادہین
رہتے ہین آہ و نالہ مرے پاسبان دوست
ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیون کے ساتھ
رکھتی ہی اور طرح کا چسکا زبان دوست
ہی سرفروشیون پہ بہاے جمال دوست
ارزان ہی آج کل تو متاع دکان دوست
ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے
ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست
مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین
ہی اور رنگ پر چمن بیخزان دوست
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست
دیکھا جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان
غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست
دھوکے دیے نزاکت جانان نے ای نسیم
پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

اس رنگ مین گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین

اظلم نے کہا ای گلشن حقیقت مین تمنے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا تمنے کن کاملون سے یہ کمال سیکھا ہی کہ آج سب اہل محفل وجد کر رہے ہین خواجہ نے عرض کی حضور کی قدردانی ہی کہ اپنی کنیزون کی آپ آبرو بڑھاتے ہین یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا رکھتی ہون کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہوگا اظلم نے پوچھا اس سے بہتر اور کیا کمال ہی خواجہ نے کہا ای شہنشاہ اصل یہ ہی کہ مین ساقی گری ایسی کرتی ہون کہ کوئی باقی نہ رہے سر سے شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاتی جاؤن پاؤن سے ناچون زبان سے گاؤن تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل میرے علم سے ماہر ہو اظلم نے کہا ای گلشن جو کہو وہ سامان کرون آج تمھارا کمال دیکھون خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجکو دیجیے شراب مین محفل مین لاؤن سب کو پلاؤن تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے کہا ای گلشن کلید میخانہ موجود ہی یہ کہکے کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے مین آئے شراب مین بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہین کہ مطلب ہوا چاہتا ہی کئی سو گلابیان مے ارغوانی سے آراستہ کین محفل مین لیکر آئے گھنگرو پاؤن مین باندھے اب چاہتے ہین کہ گت شروع کرون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اظلم نے بیٹی سے کہا اب بخوبی اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو آتی ہین ہمارے ملک کی یہ کاہنہ ہین ابر آکے قصر پر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ کتاب ہاتھ مین لیے ہوے اُسکو پڑھتی ہوئی تخت سے اُتری کہا کیون ای اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیسا آراستہ ہی ہمنے تمکو لکھ بھیجا تھا کہ قدرت نے لکھا ہی کہ فلان تاریخ عمرو اس صحبت مین آئیگا آفت برپا کریگا یہ کہکے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب مین لکھا ہی کہ آج کی شب کو عمرو اس صحبت مین آئیگا اظلم نے کہا ای ملکہ اختر مین نے اپنی صحبت مین یہ بات مشہور کر دی کہ کوئی غیر صحبت مین نہ آئے آجکل ہم انتظام مین رہتے ہین نگاہ اُٹھا کے دیکھو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہین چند کنیزین ساتھ ہین اور ایک وزیرزادی ہی تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہی ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہوے اب ساقی گری کیا چاہتی ہین اختر نے کہا ای شاہ عمرو کے آنے کو کوئی پہچان سکتا ہے ایک کلمہ کتاب مین ایسا لکھا ہی کہ اُسکو زبان پر نہین لا سکتی ایک ورق اُلٹ کر آپ

پڑھین

مضمون دیکھ لیجیے اظلم نے جو ورق اُلٹا بخط جلی نوشتہ پایا کہ ای اظلم تیری صحبت مین بیٹی تیری عمرو کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان مین کہا ای اختر اس فقرے کا کیا اعتبار کرون بیٹی میری سحر سے ناواقف ہی یا میری صحبت مین آتی ہی یا اپنے باغ مین رہتی ہی شکار تک کو نہین جاتی اختر نے کہا مین آج سے علم کہانت کو ترک کرون اسوقت عمرو آپ کی صحبت مین موجود ہی جو جو قدرت نے لکھا ہی وہی پیش آتا ہی عمرو یہ حال سُنکر بہت گھبرا رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ خواجہ عین وقت پر یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہ رہی ہی مہناز سے اشارے کر رہا ہی کہ ملکہ اب نکل چلیے رنگ بگڑا چاہتا ہی مین شراب محفل مین لاچکا تھا ایک تھوڑی دیر یہ کاہنہ اور نہ آتی تو خون کا دریا بہا دیتا اس عیاری پر بڑے بڑے جلسے درہم و برہم کر دیے مگر اب یہان رنگ بگڑا ہی دیکھون فلک کیا دکھائے مہناز کا رنگ رو متغیر اشارون مین جواب دیتی ہی کہ خواجہ کیونکر اُٹھون چلنے کے نام پر حال کھل جائیگا یہ ساحرہ زبردست ہی جانے نہ دیگی اختر نے جو مہناز کو ملول و حزین پایا قریب آکر کہا کیون صاحبزادی عمرو کو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلا دو ورنہ ہم پہچان لینگے قدرت نے کتاب مین سب کچھ لکھ دیا ہی آج کی صحبت کا حال بہت طول و طویل لکھا ہے صاف صاف لکھ دیا کہ بی مہناز صاحبقران پر عاشق ہونگی اور عمرو کو صحبت مین لائینگی مگر یہ نہین لکھا کہ صاحبقران کہان ہونگے ہم وہ بھی تجویز کر دینگے احکام قدرت مین فرق نہین پڑتا جو جو لکھ گئے ہین وہ سب کچھ ہوگا طلسم کشا باغ نسترن مین جائینگے نسترن جادو بڑی کوشش کریگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہین لکھی انجام اُنکا بخیر ہی مہناز نے گھبرا کر جواب دیا ای اختر جادو ہوش مین آو مین عمرو کو کیا جانون مین باپ کی صحبت مین عمرو کو لاتی بربادی دربار چاہتی یہ گمان دل سے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر کنیزان ملکہ کو بہ نگاہ تند دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن بنے ہوے تھے ہوش اُڑ گئے اختر دیکھتے دیکھتے طرف گلشن کے پلٹی نگاہ تند جو ڈالی رنگ و روغن عیاری کا چہرہ سے خواجہ کے اُڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا ای گلشن یہ صورت تمھاری کیسی ہوگئی عمرو نے جو طرف آئینے کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے اُٹھے کہا مین براے پیشاب جاتی ہون اختر نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب کہان جائیگا عمرو نے اٹھتے اٹھتے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ عمرو۔ عمرو ہون مین عیار صاحبقران

مرے مکر سے کانپتا ہو جہان   تراشندۂ ریش کفار ہون   زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم   صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم   اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو   دوندہ جہان گرد طرار ہون   جہانگیر عالم کا عیار ہون

چاہا کہ اختر کو خنجر مارون اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زمین پر گرے زمین لے پانون تھام لیے غل ہوا کہ عمرو پکڑا گیا جہناز کا عجب حال ہی چاہتی ہو کہ دم نکلجائے یا زمین شق ہو مین سما جاؤن اختر نے کہا ای اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کرلے اسی کی ذات کا سارا فتور ہی اظلم کو تو بیٹی سے محبت ہی طرف جہناز کے دیکھتا ہی اور خاموش بیٹھا ہی اختر نے بڑھکر جہناز کا ہاتھ تھاما چند کنیزین جو ملکہ کے ساتھ آئی تھین نکل کے بھاگین کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین اختر نے جہناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اسکی کیا خطا ہی اختر نے کہا ای شاہ کیون دھوکا کھاتا ہی یہی عمرو کو بشکل گلشن لائی جہناز و گلشن دونون گرفتار ہوے اظلم یہی چاہتا ہی کہ بیٹی میری خطادار نہ ہو مگر اختر نہین مانتی کہتی ہو ان دونون کو جلد ہی قتل کرو ای اظلم اگر عمرو مارا گیا تو تمھاری خیر و عافیت ہی ورنہ تمھاری قضا اسی ضمن مین ہو کوئی عمرو کا مکر ایسا پڑیگا کہ بہت پچتاؤ گے ہاتھ سے مسلمانون کے مہلت نہ پاؤ گے آٹھ پہر یہ لوگ اسی فکر مین رہتے ہین اختر تو یہ باتین کر رہی ہو اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہو سب اہل دربار حیران و پریشان ہین کہتے ہین صاحبو کیا زمانہ خلاف آیا ہو کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھی ہی یہ تو قدرت نے طلسم مین خوب آشوب کیا فرماتے ہین کہ اب مین طلسم کو برباد کراؤنگی حقیقت مین اب طلسم کا بچنا دشوار ہو مسلمانون کا خدا بڑا زبردست ہی ہمارے خداوند جولی طلسم مین ہین بادشاہ طلسم بہ خوشامد پیش آرہا ہی دیکھین اب انجام کیا ہو سب تو یہ باتین کر رہے ہین کہ اب ہر طرح مشکل ہی مگر اختر نے جہناز و عمرو کو گرفتار کرکے زیر تیغ بٹھایا کہہ رہی ہی کہ جلادون کو اب بلاؤ ان دونون کو جلد قتل کرو یہان جلادون کا ہنگامہ ہی اظلم چاہتا ہی کہ بیٹی کو بچاؤن یہان صاحبقران باغ مین جہناز کے گھبرا رہے ہین فرماتے ہین کہ ای گلشن نہین معلوم وہان عمرو پر کیا گذری ہر چند کہ عمرو بلائے روزگار ہی مگر یہ در بند طلسم ہین انکے عجائب و غرائب مشہور ہین دیکھین کیا ہو کہ رونے کی آواز کان مین آئی امیر نے کہا ای گلشن دیکھو

یہ کون روتا ہی گلشن اُٹھی ہی کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین اور رو رو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای گلشن مین دربار اظلم مین جاؤنگا گلشن نے عرض کی ای شہریار فوج اظلم بہت ہی کئی سو افسران فوج ہین ایسا نہو کہ حضور کو گھیر لین حضور اکیلے جو اُس صحبت مین جائینگے بیچ مین فوج کے گھر ینگے اکیلے کس کس سے لڑیے گا امیر نے فرمایا ای گلشن مین اپنے یار وفادار کا حال سنون اور بیٹھا رہون میرے دل کو تاب نہین یہ فرماکر صاحبقران اُٹھے طرف دربار اظلم کے چلے گلشن مع دو سو کنیزون کے پیچھے پیچھے پیٹتی ہوئی چلی کہ ای شہریار اکیلے دربار اظلم مین نہ جائیے اگر حکم ہو تو جاکر آپ کے لشکر مین خبر کرون افسران فوج آئین تب آپ جائین امیر نے فرمایا ای گلشن تم نہ مجکو سمجھاؤ مین اپنے یار وفادار کی محبت مین بیقرار ہو رہا ہون یہ کہکے گلشن کو پلٹایا گلشن پلٹ کر باغ مین آئی سجادہ بچھاکر واسطے عمرو کے دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق کارساز و اے رب بے نیاز عمرو و صاحبقران و مہناز کو آفت سے بچالے نظم

برفگن از چہرۂ انور نقاب تا شود شرمندہ نور آفتاب
لاشریک و بے مثال و لایزال ذات پاک تست ای عالی جناب
گاہ ز آتش آب جاری میکنی گاہ آتش میکنی پیدا از آب
از تو آزاد ست ہر پابند غم از تو آباد است ہر خانہ خراب
خارج از ہر حد و اندازہ توئی فارغی از ہر حساب و ہر کتاب
گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر شکل مے آید نظر از ہر حجاب

گلشن تو یہان دعائین مانگ رہی ہی وہان اختر نے جلادون کو اشارہ کیا کہ عمرو کا سر کاٹ لو جلاد نے بڑھکر عمرو کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا کہا او ساربان زادے جو کھانا ہو وہ کھالے وقت قضا تیرا قریب ہی عمرو نے کہا مین مرنے کا عادی نہین بی مہناز کو قتل کیجیے جلاد نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم عمرو کہتا ہی مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا اختر نے کہا سر کاٹ لے اب باتین نہ بنا دیر نہ لگا جلاد تلوار کھینچکر چلا کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا النعرہ شیر کی صدا آئی زمین تھرائی - نعرۂ صاحبقران - منم صاحب چتر و تیغ و علم +

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
منم قاتل کافران جہان
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در فتح سنجان پئے گیر و دار
پذیرفت کنجاب ملعون فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
جزائر پر از عدل و انصاف شد
زدم دیو عفریت را در مصاف
بلرزہ فتادند دیوان قاف
سمندون بابخت گشتہ شکار
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار
در آنجا چہ جاہ و ادب یافتم
سلیمان ثانی لقب یافتم

اختر نے کہا اے اظلم ہوشیار ہو جاؤ ایسا سحر کرو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یکایک صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوئے تیغۂ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوئے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اختر نے دستک دی دیکھا سب نے کئی سو نازنینان مہ جبین آگے اُن سب کے ایک مہ پارہ پیشانی یا آسمان کا ستارہ جب گنگناتی ہے سب ساتھ اُسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہیں۔ نظم

سراغ درد نہان کا جو پا نہیں سکتے
تو ہاتھ رکھ کے ٹھکانا بتا نہیں سکتے
ہم آہ بنگئے اپنی کہ جا نہیں سکتے
وہ ہوش کھوئے ہمارے کہ آ نہیں سکتے
یہ رنگ ہجر میں یون اشک لا نہیں سکتے
جگر کا خون کیا ہی چھپا نہیں سکتے
حباب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے تنگ
بس ایک پردۂ حیرت اُٹھا نہیں سکتے
کوئی بلائے جو قاصد ہمیں تو کہہ دینا
کہ آپ ہی میں وہ مدت سے آ نہیں سکتے
چلے تھے کوچۂ قاتل پہ رہ گئے بسمل
تڑپنے والے بہت دور جا نہیں سکتے
یہ لاکھ طرح سے ہی ایک امتحان وفا
جفاکشون کو تمھیں آزما نہیں سکتے
بس ایک دوست ملا عشق میں نصیحت گر
کسی طرح جسے دشمن بنا نہیں سکتے
فراق یار میں اللہ رے شور نالون کا
کہ درد دل ہی کسیکو سنا نہیں سکتے
یہ مدعائے دلی ہی کہ نقش پتھر کا
بہت مٹاتے ہین لیکن مٹا نہیں سکتے
کسی کے پاؤن پہ گر کر یہ آگیا ہے غرور
کہ لاکھ سر کو جھکائین جھکا نہیں سکتے
ہوئی جو حشر میں پرسش ہمارے قاتل کی
دہان زخم پکارے بتا نہیں سکتے
گلے سے ہم تو اُنھیں ہر ادا پہ لپٹا لیں
دھرے ہین ہاتھ جگر پر اُٹھا نہیں سکتے

نگاہ خلق مین کم ہو گئے بہت لیکن
تمھاری آنکھ مین ہرگز سما نہین سکتے
جلال اُسکی خبر کو نہ دل نے بھیجا ہو
کہین تو ہوش گئے ہین کہ آ نہین سکتے

اُن نازنینان مہ جبین نے جو یہ غزل عاشقانہ گائی صاحبقران بہ نگاہ غور سننے لگے ساحرون نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کرلین عمرو نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیسے اسم اعظم پڑھیے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائین یا تو صاحبقران چپ ہوے تھے یا اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنینین خاموش ہوئین امیر ساحرون کو قتل کرنے لگے اظلم نے پکار کر آواز دی ارے کل فوج کو تیار کرو اتو لشکر اظلم مین قرنا ہوئی کل افسران فوج لشکر ہزیمت اثر یکہ حاضر ہوے لکھا ہی کہ اسی ہزار ساحر وغیر ساحر بلوہ کرکے آئے یہان اظلم نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ شخص غضب کرتا ہی چاہتا ہی قیدیون کو رہا کرے اے ساحرو جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی سب ساحرون نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو جہناز پری طلعت کو ہتھکڑیون اور بیڑیون مین پایا بیقرار ہو گئے لڑتے ہوے قریب عمرو کے پہونچے رسن ہاے سحر کاٹین اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا۔ نعرہ عمرو

مرا نام ہی خواجہ خواجگان
عمرو ذیحشم جہتر جہتران
مری نسل سے ملک پیدا ہوا
مرے نام پر غدر رشیا ہوا
اُڑاتا ہون کفار کے مین عونین
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو تیغ
مرا نگر ہی گلشن قیل و قال
مری چال سے ہی صبا پائمال
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
مرا افسر ذیحشم نامدار
امیر عرب شیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

نعرہ کرکے عمرو نے حقۂ آتشبازی مارنا شروع کیے حقہ ہاے آتشبازی جو چلے سب میدان دھوان دھار ہو گیا سوار پامال پیدلون کا عجب حال افسر دیکھتے ہین کہ شعلۂ آتش بھڑکے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اُڑ گیا اُس اندھیرے مین سیکڑون نے ہزارون کو مارا خواجہ عمرو برابر حقۂ آتشبازی مار رہے ہین کبھی گوپھن سے کھولا سنگ ڈولون پر پتھر برسا دیے کسی کو جھپٹ کر حباب مارا وہ لڑکھڑا کے گرا عمرو نے خنجر مارا شکم چاک

قصہ پاک کیڑے اُسکے اُتار لیے اختر جادو حیران کہ اب کیا تدبیر کرون اختر نے اظلم سے کہا اے اظلم اب نکل چلو دوسرے دربند پر کہ تمھارے بھائی حاکم ہین کہکشان زنگی وہان چلکر ٹھہرو وہان سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا لڑتے لڑتے ایک گوشے مین آیا اسطرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اُس آندھی مین نکل گیا جہناز نے دیکھکر کہا اے شہریار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوئی امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کر کے اسم اعظم پڑھکر تیر مارا اختر کا ستارہ گردش مین تھا تیر آکر جہرہ پشت پر پڑا تو وہ سینے کو توڑ کر پار گیا اختر کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اختر جادو بود اختر مری اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سبکو امان دی چالیس ہزار ساحر وغیر ساحرہ دائرہ اسلام مین آئے امیر نے قلعۂ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا مطیع الاسلام ہوئی جہناز کو لاکر تخت پر بٹھایا گزو سکہ نام پر سعدین قباد کے جاری ہوا جہناز نے عرض کی حضور طرف دربند کہکشان کے تشریف لے چلین وہان اظلم جاکر خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تدبیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب دربند کہکشان پر چلین امیر نے جہناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد پھر نے طلسم ہفت پیکر کے ہم تمسے عقد کرینگے جہناز نے عرض کی اے شہریار کنیز کی تو عجب کیفیت ہو کیونکر ہجر کا یہ زمانہ کٹیگا۔

نظم

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہوکر ۔ دے جگہ یار کو پہلو مین رگِ جان ہوکر
نوش نگاہون کے کرشمے کوئی ہمسے پوچھے ۔ آنکھون مین کرتے ہین گھر آنکھ سے پنہان ہوکر
دست وحشت سے کھونگا مین اُسے بھی کر چاک ۔ دل مجھے تنگ کریگا جو گریبان ہوکر
حسرت ناوک قاتل ہین جو دل بھر آیا ۔ آنسو آنکھون مین کھٹکنے لگے پیکان ہوکر
گریۂ شب ہو کسی پر کچھ اثر ہو کہ نہ ہو ۔ مضحکہ کرلے ذرا صبح تو خندان ہوکر
حسرتین خاک مین سب ملگئین اپنے دل کی ۔ اب بلائین اُنھین کیا بے سروسامان ہوکر
قتل عالم کو کیا پر وہ نہ ٹھہرے قاتل ۔ بھولے بنکر کہین چھوٹے کہین نادان ہوکر

جان ہو جاتے ہین کسطرح کسی کے دلبر
آزمایش تو کرون قالب بیجان ہو کر
ہاے اُس شوخ کی شرمندگیِ جور و ستم
مار ڈالا ہمین ظالم نے پشیمان ہو کر
آنکھ عاشق سے ملاتا نہین جوہر کوئی
تیغ اُس ترک کی شرما گئی عریان ہو کر
دل وحشی وہ ہی جو ہوش کرے عشق مین گم
راہ بتلاے یہ داناؤن کو نادان ہو کر
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ
پھانس کھنچ آئے کلیجے ہی مین پیکان ہو کر
نہ رہے ہمسے سیہ بخت تو کیا غم ہی جلال
دیکھئے رہتی ہے کسکی شب ہجران ہو کر

اس حسرت مین یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران نے گلے سے لگا کر فرمایا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی ہم فکر فتاحی طلسم ہفت پیکر مین ہین ہمارا فرزند صاحب شوکت و شان علمشاہ نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت پیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے ایرج و نوزلند اس طلسم مین جا کر قید ہوے اُنکی رہائی کی ہمکو فکر ہی انشاء اللہ بعد وہان کے واپس ہونے کے ہم تمسے ملاقات کرینگے اور عقد کا بھی تمسے وعدہ کرتے ہین اسطرح صاحبقران نے سمجھایا کہ ملکہ جہناز کو صبر آیا خواجہ گلشن سے وداع ہوے اور یہ وعدہ کیا کہ مین بھی ہمراہ صاحبقران کے آؤنگا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و جہناز سے ہوا وہی وعدہ مین بھی تمسے کرتا ہون یہ کہکر جہناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موج بموجب ہدایت جہناز طرف دربند کہکشان کے چلے مگر کہکشان جادو دربند دوم کا مالک ہو راہ مکر و حیلہ کا سالک ہی اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران دربند اظلم پر آ گئے اسنے سرحدارون کو نامے لکھے کئی پہلوان آئے دعوی کرتے ہین کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کر لائین گے کہ اظلم آ کر پہونچا سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے دربند پر صاحبقران کا قبضہ ہو گیا ای کہکشان اُس نازنین مہ جبین نے بڑی آفتین برپا کین عمرو کو دربار مین لے آئی اختر نے آ کر حال کھولا عمرو گرفتار ہوا اُسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آ گئے ہر چند کہ وہ طلسم کشا نہین لیکن سحر انپر تاثیر نہین کرتا آخر دربند پر قبضہ ہو گیا اختر جادو قتل ہوئی ای کہکشان کچھ انتظام کرو ورنہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ جہناز پری طلعت یہان کا پتہ بتائیگی تم لوگون کو مشکل ہو گی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہین اور

اُنکے جملہ سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہین اگر طلسم کشا باغ لنسترن مین پہونچ گئے تو تمھارا در بند راہ مین پڑیگا کہکشان نے کہا مین یہی تدبیر کر رہی ہون تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو بھیجون کہ صاحبقران کو گرفتار کرلائے امیر حمزہ مہلت نہ پائے یہ کہکے اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی اظلم آکر تخت پر بیٹھا کہکشان نے پکار کر آواز دی ای پہلوانان دیو خصال تم مین کون ایسا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لائے ہومان دیو بند پہلوان زبردست دنگل سے جھومتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار مین جاتا ہون امیر کو گرفتار کرکے لاتا ہون ستر اسّی ہزار فوج لیکر آیا تھا کوچ کرکے واسطے روکنے صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران کو تیسری منزل ہی ایک صحرائے بے خس و خاشاک مین آکر ٹھہرے ہین چارون طرف ملاحظہ فرما رہے ہین جنگل مین کہین درخت کا نام نہین گرد اُڑ رہی ہی صدائے بوم سے کہ صدائے ہیہات دیتے ہین تنہا کا ویرانہ ہین اُس مقام پہ برس رہا ہی کسی مقام پر دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش سے منھ کھولکے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے اُسی مقام پر مرا دھوپ کی شدت سے اُڑ نہ سکا کسی جانب عوض درختون کے بڑے بڑے بلند و مرتفع پہاڑ ہین اُن پہاڑون پر جانور آکے بیٹھے ہین مگر تپش آفتاب سے جسم تپک رہے ہین تڑپتے پھرتے ہین چین نہین ملتا زمین پر پنجہ ٹیکا پنجہ کو مثل شعلۂ جوالہ پایا پھر اُٹھے چاہا کہ دشت ہول خیز سے نکل جائین آخر اُسی پہاڑ پر تڑپ کے گرے اور بمجبوری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ کیون خواجہ کیسے کیسے جنگل دیکھے مگر ایسا صحرائے ویران کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا عمرو جواب دیتا ہی کہ ای شہریار یہ صحرائے طلسمی ہی ایسے ایسے شعبدے بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم ورد زبان کرین ایسا نہو کہ دشمنون کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہی کہ جسمین کبھی انسان کا گذر نہ ہوا ہو یہ کہکر امیر نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پانی پر دم کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک دھماکا ہوا کہ زمین ہل گئی امیر نے وہ پانی دمیدۂ اسم اعظم گرد لشکر کے چھڑکوا دیا قصد کیا ہی کہ بارگاہ مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ہومان دیوبند اسّی ہزار فوج سے آکر پہونچا لشکر کو اپنے اُتارا آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو یہ لشکر کسکا ہی ساتھ والون نے عرض کی ای پہلوان نامدار آپ نے جو نام

صاحبقران

صاحبقران کا سُنا تھا ملک اظلم پر قبضہ کر کے اب طرف دربند کہکشان کے جاتے ہین ہومان نے جھلا کر کہا حمزہ کی قضا دامنگیر ہی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے کل صبح کو دیر سے سمجھ لونگا ہرکارے جو صاحبقران کے بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت مین امیر کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ہومان دیو بند پہلوان آیا ہی طبل جنگی اُسنے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہی کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کرے امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر ثبت فرمایا ہی وہی پیش آتی ہی خواجہ نے آکر نقار خانۂ سکندری مین غاشیہ اُٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی صداے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل ہومان دیو بند سے سر میدان مقابلہ ہی دیکھین کیا گذرے تیاریان ہونے لگین آلات حرب و ضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش مع شاگردان شعاع وضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبرجدی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا ادھر امیر مع فوج ظفر موج میدان کارزار مین تشریف لائے اُدھر سے ہومان دیو بند مع فوج میدان کین مین آکر پہونچا صفین بندھنے لگین بعد صفوف آرائی ہومان نے گھوڑا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آیئے کہ بہرام گرد بن خاقان چین گھوڑے کو بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اس سے جا کر مقابلہ کریگا امیر نے فرمایا ای بہرام وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی لہذا مناسب ہی کہ مین مقابلے مین جاؤن بہرام نے کہا غلامون کے ہوتے نہین مناسب ہی کہ آقاے نامدار تشریف لیجائین بہرام نے بصد التجا یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کریگا یہ کہکے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی امیر ناچار ہوے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آیا ہومان سے آکر تگاورزن ہوا دو دو چار چار قدم مرکب ہٹے ہومان نے دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا نام کیا ہی بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اُسوقت سے مین رفیق ہون کہ جبوقت کوئی اور خدمت صاحبقران مین شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے آئے کہ لندھور بن سعدان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران ہین وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

ہوے ہومان نے کہا ای جوان حربہ کر کہ تیرے دل مین حوصلہ نہ باقی رہے بہرام نے کہا ہمارا دستور نہین کہ پیش قدمی کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے ہومان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا اوسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہومان لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے اوترے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کرلے دوڑا ہومان چند قدم جاکے پلٹا بہرام نے چاہا پیچھے نہ ہٹون ہومان نے جو زور کیا بہرام کا قدم پیچھے ہٹا وہان پر موشخانہ تھا ہومان نے جو ہکہ مارا دونون پاؤن بہرام کے موشخانے مین جاتے رہے کولہ بہرام کا اوتر گیا ہرچند صاحبقران نے آواز دی کہ اوقابوچی کیا کرتا ہی ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کرکے لیگیا صاحبقران رنجیدہ پلٹے خواجہ سے فرمایا خواجہ ہمین دمبدم بہرام کی خبر پہونچانا خواجہ اوسیوقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان روانہ ہوے بصورت خدمتگار دربار مین ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کی نسبت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لیجاکر اس جوان کا کولہ بٹھاؤ کل صبح کو سر دربار سمجھا جائیگا یہ کہکے بہرام کو قیدخانے مین بھیجا عمرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہی امیر نے فرمایا سویرے ہمکو خبر دینا خواجہ عمرو صبح کو جو دربار مین ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلاکے کہا ای بہرام مین نے تمکو سر میدان زیر کیا اب بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھینچونگا بہرام نے کہا تجھکو دعوے پہلوانی بیکار ہی میرا کولہ اوتر گیا تو گرفتار کر لایا اوسپر اطاعت کو کہتا ہی شرم نہین آتی ہم اہل اسلام ایسے مکارون کی اطاعت نہین کرتے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہومان نے حکم دیا جلادون کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرین ہمکو مکار بتاتا ہی سر میدان زیر کرکے لائے ہین آخر کولہ بھی ہمارے زور سے اوترا اسی وقت جلاد حاضر ہوا شلنگین لگاتا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھکر آواز دی ای جوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دل نکال لے ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا مین نے صدہا پہلوان قتل کیے میرے ہاتھ سے بچنا

دشوار ہی بہرام نے کہا او بیحیا جو تیرا مالک حکم دیتا ہی وہ بجا لا زیادہ باتین نہ بنا جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال مین گذرا کہ اگر مین خدمت صاحبقران مین جاؤن یہان بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہی یہ سوچکر عمرو نے گوپھن سر سے کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ لیکر ایک گوشے مین کھڑے ہوئے جیسے ہی جلاد نے چاہا کہ ہاتھ مارون عمرو نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا اُلٹا ہوا وہ مارا اب سب نے دیکھا کہ لاشۂ جلاد پڑا لوٹ رہا ہی سب نے کہا کہ جلاد دیوانہ تھا تلوار پھرا کے اپنے سر پر ماری مر کر گرا عیار ہومان کا شہباز بلند پرواز جسنے اپنے شاگرد کو حکم دیا کہ ارے اس گنہگار کا سر کاٹ لے شاگرد اسکا خنجر کھینچکر آگے بڑھا ناگاہ اُٹھا کے عمرو کو دیکھا چاہا بہرام پر خنجر مارون عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا شہباز نے عمرو کو دیکھ لیا پکار کر آواز دی ارے اس شخص کو پکڑ لو عمرو نے نیمچہ کھینچا لڑتا ہوا قریب بہرام کے پہونچا کہا ای بہرام سنبھلکر بیٹھو یہ کہکے عمرو نے نیمچہ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانۂ زین مین آکر قید کو توڑا لڑائی مین مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہین اور ہرکارے شاگردان عمرو جو کہ دربار مین حاضر تھے نکلکر بھاگے کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین صاحبقران یہان مسلح بیٹھے ہین خبر بہرام کے مشتاق ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے عرض کی ای عالیوقار دشمن مین اُستاد نے بڑا کام کیا جلادون کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہین مگر دونون پر فوج کفار کا بلوہ ہی یہ سُنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سرداران نامی جو دربار مین حاضر ہین ساتھ صاحبقران کے سوار ہوئے یہان بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے کئی سو عیارون کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہٹو ہٹو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان ہٹ رہے ہین ہومان چاہتا ہی بہرام پر جا پڑون کہ نعرۂ شیر کی صدا کان مین آئی بارگاہ تھرائی ہومان نے پوچھا یہ کیسی آواز ہی ملازمون نے عرض کی کہ صاحبقران آ گئے نعرہ امیر کی وہ سب نے سُنی۔ **نعرۂ صاحبقران**

منم قاتل کافران جہان
بذیرفت گنجاب ملعون فرا

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بسنجان بے گیرودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار

گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
درانجا جو جاہ وادب یافتم

جزائر برا ز عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بدین ذلیل و نزار

نعرہ کرکے صاحبقران آبڑھے چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب بہرام کے پہونچے کہا اے شیر بیشہ جرأت لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلو لیکن بہرام عجب شہر مرد ہو لڑتا ہوا قریب ہومان کے پہونچا ہومان کو للکارا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی ایک مقام پر ہومان ے کمربند کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے چاہا بہرام کا سر کاٹ لون امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہوگئے وہین سے للکارا او نامرد کیا کرتا ہے صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سر اُسکا زخمی بے زرہ و خود لڑ رہا ہی اُسپر یہ مکاری یہ کہکے امیر نے گھوڑا ڈالدیا مقابلے مین ہومان کے پہونچے کئی پہلوان ہمراہیان ہومان صاحبقران پر وار کرنے لگے جتنے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقرب کا ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے چار پہلوانون کو مار کر مقابلے مین ہومان کے پہونچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغۂ عقرب پر روکا روک کر کمر کو تاکر سر پر ہاتھ ماردیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوے اب سرداران امیر نے فوجون کو منتشر کیا بارگاہ ہومان گرادی لوٹ ہونے لگی خزانہ لوٹ لیا بازارین تباہ کین عین گرمی جنگ ہی سب کافر شمشیر زنی صاحبقران سے تنگ ہین چاہتے ہین کہ بھاگ جائین کسی طور سے جان بچائین کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دُور کا بہ مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل سامنے آکر پہونچا اُس پہلوان نے کہ جسکا قنطور آہن کلاہ نام ہی اُسنے جو سُنا کہ ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لو چار طرف سے سپاہیون نے امیر پر بلوہ کیا امیر لڑنے لگے قنطور طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار ہومان کا قریب قنطور آہن کلاہ کے آیا لندھور نے ہاتھ تیغۂ دودمۂ ہندی کا مارا قنطور کو زخمی کیا قنطور نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او بیہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا اس جوان نے مجھکو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیارون کو بلا اُس جوان کو کمندون مین گرفتار

کرے شاہباز نے زنفیل بجائی چارسی پاپ بچے اُسکی صدا پر جمع ہو گئے شاہباز اُن عیارون کو لیکر طرف لندھور کے چلا قنطور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اُس سپہ سالار نے بڑھکر لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اسکے مقابلہ مین مصروف ہوے شاہباز نے پشت پر آکے حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین لندھور کی پڑے عیارون نے کھینچا لندھور پشت مرکب سے گرے چہار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو اندوے بلوے کے گرفتار کیا اب قنطور طبل بازگشت بجوا کر پلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر پلٹے راہ مین خبر ملی کہ لندھور گرفتار ہو گئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تمنے سُنا کہ بہرام رہا ہوے لندھور گرفتار ہوے عمرو نے عرض کی اے شہریار قنطور کے تیور بد ہین ایسا نہو کہ لندھور کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے جو وہ زخمی ہوا تو اُسنے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام آج شب کو تدبیر کریگا مگر قنطور جو پلٹ کر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے کہا وہ جو آپ دعوی کرکے آئے تھے کہ مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمایئے اور لکھیے کہ مقابلے مین حمزہ کے فرو کش ہون مگر جرات مین حمزہ بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ہے لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہے جیسا حکم ہو بجا لاؤن یقین ہے کہ وہ کسی ساحر کو روانہ کرین جب کوئی ساحر آئیگا تو مطلب نکلے گا قنطور نے اُسی وقت ایک عرضی کہکشان جادو کو لکھی شاہباز نے عیار کو دی کہ جاکر ہاتھ مین کہکشان کے دینا شاہباز عیار عرضی لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے نکلے صحرا مین آکر ٹھہرے اس سوچ مین کہ کسی کی شکل بنکر جاؤن لندھور کو رہا کرون اس سوچ مین ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہے جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی مین مخفی کیا کمندین سر راہ بچھا دین کہ شاہباز آتے آتے قریب کمندون کے پہونچا لیکن دل م اُسکا دھڑکا پکارنے لگا او ساربان زادے مین نے تجھکو پہچانا نکل کے مجھسے مقابلہ کر کیون چھپا بیٹھا ہے خواجہ سمجھے اسنے مجھے دیکھ لیا چاہا کہ نکل آؤن پھر سوچے کہ ذرا اور ٹھہر جاؤن شاہباز نے کئی آوازین دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ میرا

گمان غلط ہی مقابلہ صحرا اٹھا دل دھڑکا اسکا کچھ اعتبار نہین یہ سوچ کے جست کی بیچ کمندون مین آکے کھڑا عمرو نے شیر کی آواز دی اس نے چاہا کہ بھاگون خواجہ نے کمندین کھینچین شاہباز پھنسکر گرا خواجہ کود کر چھاتی پر سوار ہوے چاہا بیہوش کرون مگر شاہباز نے اپنے دونون ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس جاب منھ پر عمرو کے مار دیے خواجہ بیہوش ہوکر گرے شاہباز نے عمرو کو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور پکار کر آواز دی کیون او ساربان زادے اب کہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا اُستاد کیا کہنا مین نے سیکڑون عیار مارے مگر آپ سا عیار طرار نگاہ سے نہین گذرا اگر آپ قبول کرین تو مین شاگرد ہوتا ہون اس کلمے پر شاہباز خوش ہوگیا کہا خواجہ کچھ نقدی دلواؤ عمرو نے کہا روپیہ تو میرے پاس موجود ہی مگر ایسی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہی کہ مجھسے دیا نہ جائیگا شاہباز نے کہا خواجہ مین اپنے عہدے پر تمکو مقرر کراؤنگا کہکشان جادو بڑا سخی و فیاض ہی ہزارہا روپیہ پیدا کر دوگے عمرو نے کہا خیر مین خدمتگزاری کرتا ہون یہ کہکے بولا میرا ہاتھ ڈھیلا کر دیجیے شاہباز نے ہاتھ عمرو کا کھولا خواجہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک پوٹلی اشرفیون کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہوگیا اسی طرح متواتر کئی پوٹلیان عمرو نے شاہباز کو دین شاہباز روپیہ و اشرفیان گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہی عمرو نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیق سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہی یاقوت احمر ہی کہا اُستاد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شی ہی کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہین مگر اسکو دیکھیے نہین جب ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجیے گا جب مین قیطول لقا پر گیا اور اُسکو بیہوش کیا تب یہ تحفہ پایا شاہباز سوچا کہ اسمین کوئی بھید ہی کوئی شی بڑی معقول ہی یہ سوچکر کھولنے لگا عمرو ہان ہان کرتا رہا شاہباز نے جیسے ہی ڈبیا کو کھولا بیہوشی جو اُڑی ارے کھلکے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمرو نے شاہباز کو اُسی وقت درخت مین باندھا اور آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر طرف لشکر قطورہ کے چلے یہان لندھور جس قید خانے مین قید ہین وہان شاگردان شاہباز مقرر ہین اُستاد کو جو اپنے آتے ہوے دیکھا شاگردون نے پکارا عمرو نے کہا رات کا وقت ہی مین پلٹ آیا لندھور کو جا کر دیکھون کہ وہ قید مین

کیا کر رہا ہی یہ کہکے قید خانے مین آکر لندھور کو دیکھا کہ سر بزنجیر بر سر خم کیے ہوے ہی عمرو نے آکر کہا اے جانشین صاحبقران ہم آپہونچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر مین جاکر دیجیے گا لندھور نے کہا خواجہ سلامت مجھے کس وقت انکار ہی خواجہ نے قلم دوات زنبیل سے نکالکر کہا لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھور حیران ہی کہ مین نے رقعہ لکھا یہ خواجہ عمرو ہین ضرور مجھسے لینگے لندھور انکار کر رہے ہین خواجہ اصرار کر رہے ہین سحر قریب تھی کچھ کاہ فروش جنگل مین پہونچے گھاس چھیلنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سنکر گھسیارے گھبرائے آپس مین کہنے لگے کہ اس جنگل مین کوئی بھوت پریت ہی جواب نہ دو یہان سے بھاگ چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے نے اسی لشکر کے تھے سمجھکر قریب آئے شاہباز کو کھولا رہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے جھپٹا قید خانے پر لندھور کے آکر پہونچا شاگردون نے دیکھکر کہا استاد آپ نے حرکات لات و منات کے پیدا کیے ایک شاہباز اندر خیمے کے اور آپ باہر سے آتے ہین شاہباز نے کہا وہ عمرو عیار ہی مجھکو جنگل مین قید کر کے برائے رہائی لندھور آیا ہی چہار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیارون نے چہار طرف سے خیمہ گھیرا خواجہ عمرو و لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ شاہباز نے آواز دی او ساربان زادے اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا عمرو نے کہا اے لندھور تمنے ایسا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا لندھور نے کہا میری ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین لڑتا بھڑتا نکل چلونگا عمرو نے چاہا لندھور کی ہتھکڑیان کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا عمرو نے زنبیل پر ہاتھ ڈالا کہ حقۂ آتشبازی نکالون پیک بچون نے مہلت نہ دی حلقہ ہاے کمند مارنے لگے عمرو لڑتا ہوا باہر نکلا چاہا کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہی خواجہ نے پانچ سات پیک بچے مار کر ڈالدیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقۂ کمند عمرو پر مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکر لگی لڑکھڑا کر گرے شاہباز نے بڑھکر حباب بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوے اب شاہباز نے عمرو کی مشکین باندھین برابر لندھور کے انکو بھی قید کیا دوڑکر قطور کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اے شہریار اب عمرو و لندھور قید مین اگر آپ قتل کا ارادہ کرینگے صاحبقران آپڑینگے اپنے

عیار و سردار کو رہا کر لیجائینگے اور یہ بھی مناسب نہین ہی کہ عرضی لیکر جاؤن نہین معلوم کہکشان کیا فرمائین بہتر یہ ہی کہ عمرو و لندھور کو خدمت مین کہکشان کی لیجلیے کوچ کر کے نکل چلیے ان دونون کے قتل ہونے سے حمزہ کی کمر ٹوٹ جائیگی لندھور افسر پہلوانان عمرو روح قالب حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونون قتل ہوگئے تو مین یہ وعدہ کرتا ہون کہ حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پر دست اندازی نہین کر سکتا عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہو جائیگا قنطور کو بھی یہ راے بہت پسند آئی اسی وقت لشکر تیار کیا لندھور اور عمرو کو ایک ارابے پر سوار کیا طرف دربند کہکشان کے روانہ ہوگیا صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے فرمایا کیون بہرام کچھ عمرو کا حال معلوم ہوا کہ لندھور پر کیا گذری کہ اس عرصے مین نامیان و طومیان خیبری گھبرائے ہوے آئے عرض کی ای شہریار شب کو استاد گرفتار ہوگئے قنطور کوچ کر کے گیا لندھور و عمرو کو لیگیا یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہی اگر قنطور بر سر دربند کہکشان پہونچ گیا تو فوراً عمرو و لندھور کو قتل کریگا یہ ممکن نہین ہی کہ عمرو پر کوئی اُفتاد پڑے اور مین نہ جاؤن یہ مجھسے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہی مجھسے ناممکن ہی کہ حال گرفتاری عمرو سنون اور خاموش رہون فرمایا اشقر لاؤ سردارون نے عرض کی غلامان جانباز بھی ہمراہ چلین امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہین امیر سوار ہوے سردارون کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب مین چلے مگر قنطور لیے ہوے عمرو و لندھور کو جاتا ہی راہ سے اسنے عرضی خدمت کہکشان مین روانہ کی کہ عمرو و لندھور کو لیکر آتا ہون مگر حمزہ ضرور پیچھا کریگا امیدوار ہون کہ غلام کی مدد کیجیے کہکشان زنگی نے جو اُس عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہا قنطور نے جاکر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو مین راہ سے جاکر قنطور کو لاؤن قلعے مین لا کر دونون قیدیون کو قتل کرون اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طلسم فتح نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہین ستر اسی ہزار ساحرون کو لیکر چلا قنطور قلعہ کہکشان سے بارہ کوس ہٹ کر اترا ہی کہ کہکشان آکر پہونچا قنطور کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا ای شاہباز تونے جہان عمرو کو

گرفتار کیا تھا وہین کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کاہے کو لیکر آیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو لندھور اور عمرو کو دار پر کھینچون قلعۂ کہکشان پر جا کے بیٹھون رات ہی سے تیاری میدان خونی کی ہونے لگی خواجہ عمرو ایک خیمے مین قید تھے لندھور ملول و حزین سر زنجیر پر سر رکھ کے سو گئے شاہباز مع عیاران در قید خانہ پر نگہبانی کر رہا ہی عیارون سے کہا اچھی طرح حفاظت کرو جاگتے رہو کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہباز نے کہا یارو تم ہوشیار رہنا یہ کہکے آپ طلاے کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اُٹھا بھیروین کے سرون مین تانین مارنے لگا عمرو نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گانے مین بھی دخل ہی عمرو نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

جہان مین نقش پیری سے مفر ظالم نے کم پایا ۔ کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
مکان ہون تو مکین ہوتے ہین از خود غیب سے پیدا ۔ کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا ۔ کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
کمی دیکھی نہ ہر گز اشک ریزی کی ترقی نے ۔ مری آنکھون کو دامن نے سدا ابر کرم پایا
نہین ممکن جدائی رات اور اُنکے تسلسل مین ۔ بہ شکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا
کُھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے ۔ اُسے بالاے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی ۔ مین دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا صنم پایا
بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے ۔ ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا
جہان سینے مین دل ہو آرزو بھی ساتھ ہوسکے ۔ ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا
نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئین گے ۔ کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا
تصور میرا مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہی ۔ کہ جب مین نے اُسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل ۔ ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا
نسیم اب شکر کی جا ہی لحاظ انکار کا ٹوٹا ۔ ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اس طور پر عمرو نے یہ غزل گائی کہ عیار بیقرار ہو کر اندر قید خانے کے چلا آیا عمرو نے باتین کر کے اُسکو بٹھایا تان لگا کر کہا بھائی یون گلا ہلاؤ وہ گلا ہلانے لگا عمرو نے حباب مار کے

اُسی بیہوش کیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر اُسی کے مقام پر آ بیٹھے اس عرصے مین سفیدہ سحری ظاہر ہوا کہکشان زنگی سوار ہوا بازار مین جو شاہباز کو پہرتے دیکھا پکار کر کہا ای شاہباز قیدیون کو جلد لا شاہباز نے آواز دی ای سرہنگ تیز پا قیدیون کو جلد لاؤ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اُسی عیار کا نام ہی کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوے ہین خواجہ نے بہ تعجیل اپنے ہمشبیہ کو نکالکر ارابے پر سوار کیا بعد لندہور کو اور جھپٹ کر قریب شاہباز کے آئے کہا اُستاد عمرو کو جلد قتل کیجیے اگر لندہور بچ بھی جائیگا تو ہم یا آپ پھر گرفتار کر لائینگے اور عمرو تو آپ کے اقبال سے پکڑا گیا عمرو کو جلد قتل کیجیے اب شاہباز نے بڑھکر کہکشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمرو کو قتل کیجیے کہکشان نے اشارہ کیا اے شاہباز تجھکو اختیار ہی جسکو جسطرح مزاج مین آئے اُسکو قتل کر شاہباز نے ارابے سے اُتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید مین پایا غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اُستاد مین ہون سرہنگ عمرو مجھکو قید کر گیا خواجہ نے بڑھکر ایک تھپڑ مارا اور شاہباز سے کہا اُستاد اس مکار کی باتون کا خیال نہ کیجیے بہ تعجیل دار پر اسکو کھینچیے شاہباز نے عمرو نقلی کو دار پر کھینچا شاگردون سے اشارہ کیا تیر مارو جب تیر بجر کمان مین پیوست ہوے سرہنگ تڑپنے لگا کہتا تھا اُستاد مین بخطا قتل ہوتا ہون عمرو نے ایسا غل مچایا کہ سرہنگ کی بات شاہباز کو نہ سُننے دی چہار طرف سے تیر پڑے کہ جنہ۔ تیر چہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرے نوبت نقارے بجنے لگے چہار جانب ہُلڑ ہوا کہ عمرو مارا گیا اب شاہباز نے اشارہ کیا لندہور کو بھی دار پر کھینچو لندہور کو بھی ارابے سے اُتارنے لگے لندہور نے لنگر مارا ارابے سے نہین اُترتے کہکشان کو خبر پہونچی کہ لندہور ارابے سے نہین اُترتے کہکشان خود گینڈے سے کودا چاہا کہ لندہور کو ارابے سے اُتارے کہ زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی - نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے امیر آ گرے باجے جو امیر نے بجتے دیکھے گھبرا کر پوچھنے لگے یہ کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین

کہ سامنے سے برق روتا ہوا آیا کہا ای شہریار غضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ دار پہ لٹک رہا ہے تمام جسم مشبک ہے یہ کہکے برق چلا صاحبقران نے جو لاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا جھپٹ کر لڑنے لگے ڈر ہے کہ لندھور نہ قتل ہو جائے مگر ایک لاشہ عمرو کا دیکھکر ایسے بیقرار ہوے کہ لڑتے ہوے طرف لندھور کے چلے مگر سرہنگ نقلی یعنی خواجہ عمرو فوراً جست وخیز کرتے ہوے قریب لندھور کے پہونچے شاہباز کے برابر خواجہ عمرو آکر کھڑے ہوے کہا اُستاد دیکھیے ساربان زادے نے میرا نام لیا مجھے ناحق کو بدنام کیا دیکھیے صاحبقران کس زور و شور سے لڑتے ہوے آتے ہین جیسے ہی شاہباز نے طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہونچ ہی چکے تھے کوکھ پر ایک خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان	عمرو ذیحشم جہتر جہتران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر غدر شید ہوا	اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین	جھنکاتا ہون دشمن کو ہر دم مکر سے
مرا مکر ہو گلشن قیل و قال	مری چال سے ہو صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا	مرا افسر ذیحشم نامدار	امیر عرب شیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے	کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے	

امیر نے جو نعرۂ عمرو کی صدا سنی مثل گل شگفتہ ہوگئے کہا ای جہتر برق فرنگی تمھارے اُستاد کے نعرے کی آواز آئی ہے یہان عمرو نے جو شاہباز کو مارا عیارون نے عمرو کو گھیر لیا عمرو اُنسے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہونچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھرے ہوے ہین نیمچہ کھینچکر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق –

کہ استاد ہین خواجۂ نامدار	تڑپنے مین مین برق رفتار ہون	لقب ہے مرا برق خنجر گزار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطوے ذیعلم شاگرد ہے	زمانے کا مکار و غدار ہون
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا	بزیر قدم غرب ہو شرق ہے	در مکر پر سدا بیدار تھا
		چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا خواجہ بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین جسکے نیمچہ مارا اُسکا سر اُڑا دیا امیر لڑتے بھڑتے قریب لندھور کے پہونچے بڑھکر ہاتھ مارا لندھور نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی لندھور نے خانۂ زور مین آکر قید توڑی وہی ارابہ اُٹھا لیا اُسکو جو گھمانا

شروع کیا ایک ایک جنبش مین دس دس کے سر پھٹے بھیجے ارابے مین لپٹے ہوے ہین کہکشان جادو کو بڑھکر ہرکارون نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا کہکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہرکارون نے عرض کی بہ شکل سرہنگ **عمرو تھا** عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بہ صورت سرہنگ تھا اُستاد شاگرد خوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہی لندھور نے جو قید اپنی توڑی چھکڑا اُٹھا لیا اُسی چھکڑے سے لڑ رہا ہی ہزارون ساحر وغیر ساحر مارے گئے یہ سُنکر کہکشان گھبرایا رفیقون سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہو سب نے کہا طرف قلعے کے نکل چلیے کہکشان زنگی اپنے ساتھ والون کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو کو ساتھ لیا اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُتر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوے بیٹھے ہوے لندھور و عمرو سے باتین کر رہے ہین سب سردارون نے جانا کہ امیر نے کہکشان کا پیچھا نہ کیا اسی مین کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہی امیر نے شتر سوار کو بلوایا شتر سوار نے اندر آکے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامے کو ہاتھ مین لیا سرنامے نام جہان زماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ پروردۂ جہد کج ادائی غزال صحراے بے اعتنائی زیدت دولتکم بعد آرزوے ملاقات مسرت آیات واضح ہو کنیز کو خبر پہونچی کہ کہکشان آپکے مقابلے مین آکر نکل گیا جلد اپنے کو قریب قلعۂ کہکشان کے پہونچایئے ورنہ وہ ایسا انتظام کریگا کہ حضور تا بہ قلعۂ کہکشان نہ جا سکین گے کیونکہ کہکشان جادو بڑا زبردست ساحر ہی آپ کے اسم اعظم سے کچھ اُسکا زور نہ چلا ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجاتا اور کنیز کا فراق مین حضور کے عجیب حال ہو زندگی محال بنے اصل مین یہ کیفیت ہی

نظم

افزائشون یہ تھا قلق دل تمام رات
کاٹی ہے ہمنے یار بہ مشکل تمام رات
ہر لحظہ دل مین شوق شہادت کے جوش تھے
ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات
محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن
آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم
جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت
بیتابیان تھین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم
رہتا ہو سامنے مہ کامل تمام رات
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین ای نسیم
لٹتی ہو خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھکر جواب لکھا کہ نامۂ محبت آمیز تمھارا پہونچا بموجب تمھارے لکھنے کے فوراً طرف دربند مذکور کے جاتے ہین یہ لکھکر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ قنطور آہن کلاہ اسکے ساتھ ہو راستہ بھر صلاحین کرتا ہوا جاتا ہو کسی منزل پر قیام نہ کیا برابر سیر طی کرکے قلعہ کہکشان مین پہونچا تخت پر آکے بیٹھا مشیر و وزیر گرد یہی ذکر ہونے لگے کہ ایک ساحر آسمان پر اُڑتا ہوا آیا دربار مین کہکشان کے گرا کہا اے کہکشان نامدار طلسم کشای عالیوقار طرف باغ نسترن کے جاتے ہین نسترن نے ابلاغ بیردندان پہلوان کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے براے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپکے قلعے کے قریب آکر اُترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اُسکے ساتھ کر دیجیے سُنا ہو کہ علم شبخون مین ابلاغ کو زیادہ دخل ہے وہ جب کسی حریف پر گیا تو شبخون مارکر اُسے تباہ کیا یہی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپکے سرحدار کے لازم میلادوامن یوش حاکم بیشۂ میلادیہ نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر کہکشان سے اطلاع کرو یہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اُنسے سوال کیا کہ کون تم مین ایسا ہو کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اُسکی شرکت کرتا واجب و لازم ہو مگر ہمارا ابھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جاے کہ حاکم دربند کہکشان نے یہ آفت برپا کی سالوس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی من قددار مکار و غدار اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکر کہ آپ کا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لائیگا شبخون سے ایسی بات نہین ہے کہ طلسم کشا بچ سکے کہکشان نے اُسکو خلعت دیا اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ کیے سالوس فوج مذکور لیکر بیرون قلعہ انتظار مین ابلاغ کے اُترا دوسرے دن بیرون رہے گرد اُڑی دیکھا کہ ابلاغ بیردندان فیل مست پر سوار پشت پر لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل نمایان ہوے سالوس نے بڑھکر

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اے سالوس بیرون قلعہ آنے کا کیا باعث ہوا سالوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شبخون مین میرا ساتھ نہ دے سکو گے سالوس نے کہا تم سے چند قدم آگے بڑھکر لڑینگے دونون ایک ہی بارگاہ مین رہے چار پہر رات آپس مین تکرار رہی جب صبح ہوئی دونون پہلوان سوار ہوے لاکھ لاکھ سوار و پیدل دونون کے ساتھ رستم ایک منزل پر فروکش ہین بیرون بارگاہ کرسیان بچھی ہوئین اسیر معشوقان عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہین یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ابکی مرتبہ انشاء اللہ باغ نسترن مین سرکار کا مقام ہو نسترن جادو بڑی کوشش کریگی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی پھر پھریرے علمہاے سیاہ کے کُھلے ہوے نشان آمد لشکر کافران جس سے ثابت ہوتا ہے آکے دونون مقابلے مین آ اترے رستم نے سمک سے کہا دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہین کس ارادے سے آئے ہین سمک گیا اور دریافت کرکے آیا عرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہین مگر حقیقت مین بڑے قد و قامت کے دونون جوان ہین دونون مغرور نشئہ بادہ کبر و نخوت سے چور رستم اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئے آج طلاے کی گشت دیوانہ شریر مردم در کے متعلق ہے جیسے ہی داروغہ نے لاکر فرد دکھائی دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا سامنے رستم کے آیا عرض کی آج غلام طلایہ دیگا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم سمجھ لینگے دیوانے نے چوبدست اُٹھائی کہا آقا ایسین باتون پر مجھے غصہ آتا ہے ایک چوبدست ماردونگا پراٹھا ہو جاؤ گے رستم نے ہنسکر کہا کیون شامتین آئی ہین تمھارے کان اُکھاڑ ڈالونگا دیوانے نے پیچھے ہٹکر ایک چوبدست ماری رستم نے پینترا بدل کے چوبدست کو خالی دیا چوبدست جو زمین پر پڑی گرد اُڑی رستم تو گرد مین چھپ گئے دیوانہ چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا ہاے آقا اسی دن کے لیے مین منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوے رستم نے پہلو سے نعرہ کیا کہ ارے کیون روتا ہے مین بحفاظت پروردگار زندہ موجود ہون دیوانے نے چوبدست پھینک دی بڑھکر ایک چنگل مارا کہ زرہ اور پوست نوچ لیگیا رستم کے جسم سے خون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھکر دیوانے کے دونون کان پکڑے فرمایا اُکھیڑ لون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر

ہی دریلے جرأت کا بے بہا دُر ہی آقا معاف فرمائیے غصّہ نہ کیجیے مگر طلاے پر مین ہی جاؤنگا رستم نے حکم دیا دیوانہ خیرہ مردم درچار سو دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لشکر مین آیا دوکاندارون سے کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہان چور آوے تو مجھے اطلاع کرنا مین کنارے پر لشکر کے ہون مین اُسکو مار ڈالونگا دوکاندار دیوانے کی صورت سے ڈرتے ہین بہت خوب بہت خوب کہ رہے ہین دیوانہ یہ سب انتظام کر کے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرا وہ دونون پہلوان اپنی بارگاہ مین ہین کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کہو بھائی کیا اصلاح ہی آج شبخون مار کے طلسم کشا کو پکڑ لین سالوس نے کہا ای ابلاغ طلسم کشا رستم ہی اُسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہی مین نے تو طلسم کشا کو دیکھا ہی ایک چھوٹا سا جوان ہی سامنا ہوتے ہی گرفتار کرونگا سالوس نے کہا اُسنے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا تمھاری کیا حقیقت ہی ابلاغ نے کہا تو بھی ہاتھ سے رستم کے مارا جائیگا مین فوراً گرفتار کرونگا دونون مین تکرار ہونے لگی آخر یہانتک تکرار بڑھی کہ دونون نے تلوارین کھینچین ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر نکلا فوجین دونون کی تیار ہوگئین نوبت نقارے بجنے لگے قرنا پھکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سوار اُدھر آپس مین تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہی اور سالوس کہتا ہی تو خود نامرد ہے ایک ہی وار مین گرد بر کردونگا دونون مین تلوار چلنے لگی ہاؤ ہو ہوا اور باجے جنگی بجنے لگے دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سمک ساتھ تھا کہا ای سمک دیکھ تو یہ کیسے باجے بج رہے ہین سمک نے بڑھکر خبر دی کہ دونون پہلوان آپس مین لڑ رہے ہین دیوانے نے کہا مین جاکر دونون کا فیصلہ کردون سمک نے سمجھا کر کہا تم تماشہ دیکھو کہ دیوانہ چوب دست لیکر سمک پر چلا کہا او عیار تجھے سمجھاتا ہی یہ کہکے چارسو دیوانون کو اشارہ کیا کہا ہان بھائیو ہوشیار ہو جاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرمائینگے کہ اگر دیوانہ طلاے پر نہ ہوتا تو بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتین کر کے طرف فوج کفار کے چلا چارسو دیوانون کو ساتھ لیکر دولا کہ یہ آگرا سالوس اور ابلاغ دونون زخمی ہو چکے تھے کہ ایک چیخ کی آواز آئی زمین ہلنے لگی دیوانے نے گھسکر فوج کفار مین چوب دستین مارنا شروع کین کئی ہزار جوان مار کر

ڈالدیے سالوس نے کہا اے ابلاغ اب سنبھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کردی اب ہم تم سنبھل کے لڑین دونون آپس مین ایک ہوے فوج کو بھی ترغیب دینے لگے ایک طرف ابلاغ چلا اور ایک طرف سالوس کہتا ہوا جاتا ہی یارو تم سوار و پیدل بہت ہو دیوانے کے ساتھ چارسو جوان ہین جی داری کرو حق نمک خداوندی سے ادا ہو سالوس جب یہ آواز دیتا ہی سوار و پیدل جاؤ کرکے طرف دیوانے کے چلتے ہین اور دیوانہ ہنگامہ شیرانہ چارسو دیوانون کو جمائے ہوے چوبستین مارتا ہوا آتا ہی جب جمکر حملہ کیا ہزار دو ہزار کے سر پھاڑے جرائت کے جھنڈے گاڑے دیوانون کی بےباکیان و چالاکیان جب جم کے حربہ کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرا دیا چیخین مارتے ہین حریف کو للکارتے ہین سالوس کو جو دیوانے نے دیکھا للکار کر آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد تو اپنی فوج کا افسر ہے مین ملازم آقاے سرخ ہون میرا آقا کسی سے نہین دبتا مجھ ایسے کو رفیق بنایا ہی چوبدست سے ہتیار رہتا ہی دن بھر مین سو مرتبہ بگڑتا ہون اپنے آقا سے لڑتا ہون تجھکو کب مانونگا یہ کہکے جست کرتا ہوا سامنے سالوس کے آیا سالوس نے ہاتھ تلوار کا جمکایا دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ گینڈے نے سالوس کے منہ پھیرا زمین تھرا گئی سالوس نے چاہا گینڈے کو بھگاؤن مگر دیوانے نے للکارا گردن مین جو طوق پڑا ہی اُسکو ہلاکر چوبدست کو گردش دی خبردار خبردار کہکے چوبدست آہنی لگائی سالوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا چوبدست جو آکر پڑی سپر کے پھول مرجھائے سپر و گردان چوبدست جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سر پر پڑی سر گردن مین گردن سینے مین سارا جسم گینڈے مین گینڈا و سالوس دونون خون کا تھالا ہو کر رہگئے دیوانہ پکارتا ہی ابے سالوس دیوث اُٹھکر مقابلہ کر کیا ٹانگ پھیلائے پڑا ہی دیکھون تو کیسا پہلوان ہی ساتھ والون نے جو دیکھا کہ سالوس مارا گیا روتے پیٹتے سامنے ابلاغ کے آئے کہا اے ابلاغ سالوس کو دیوانے نے مار ڈالا گینڈا و افسر خون کا تھالا ہو کر رہگئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہی ابلاغ نے افسرون کو پکارا کہا یارو طلسم کشا کا یہ رفیق ہے مگر بڑے غضب کا ہی نہین معلوم طلسم کشا نے کیا سحر کیا ہی کہ اُنکی اطاعت مین ہی سنتا ہون کہ روز طلسم کشا پر چوبدستین لگاتا ہی

مگر طلسم کشا اپنے کو بچاتے ہین ایسا اسکو دبایا کہ یہ نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہی رفیقون نے کہا حضور اصل مین یہ کیفیت ہی کہ طلسم کشا نے بڑے زور و شور سے اسکو زیر کیا ایسا دبایا کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہی چہار طرف سے گھیر کر اسکو گرفتار کرلین ابلاغ نے بھی ترغیب دی کہ چہار جانب سے فوج نے مجمع کیا کمندین اور رسنین دیوانے پر پڑنے لگین سپاہی ہوا دیوانہ کے فوج سے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کمندین پڑین کہ وہ بندھکر گرا چہار طرف سے ازروے بلوہ کفار ٹوٹ پڑے مگر دیوانہ بیہوش ہوکر گرا ابلاغ نے گرفتار کرلیا ساتھ والون نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا چوبدستین تان کر چلے سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مارا لاشے تڑپ رہے ہین ابلاغ نے آواز دی یاروان سب کو رسنون اور کمندون مین گرفتار کرو ان بیچارون پر بھی کمندین پڑنے لگین دیوانہ شریر مردم در مع ساتھ والون کے گرفتار ہوا وہ طبل امان بجوا کر پلٹ گیا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے کہا ہم تو منع کرتے تھے کہ یہ دیوانہ طلاے پر نہ جائے اُسنے نہ مانا آخر جاکر گرفتار ہوا اے سمک بڑھکر خبر تو لو سمک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے مین پلٹ کے آیا عرض کی سالوس تو مارا گیا دیوانے کی ایسی چوبدست پڑی کہ پراٹھا ہوگیا ابلاغ نے دیوانے کو کمندون سے گرفتار کرلیا اب اُسنے قید کیا ہی حکم دیا ہی کہ کل سویرے میدان جنگ کی تیاری ہو دیوانہ قیدخانے مین زنجیرین ہلا رہا ہی رستم نے کہا میری زندگی مین دیوانے کو کون قتل کرسکتا ہی اے سمک ہمکو وقت پر خبر دینا سمک بصورت مبدل داخل لشکر کفار ہوا پھرنے لگا ابلاغ جو اُس معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بخدمت نسترن جادو لکھی جسکا مضمون تھا کہ غلام بموجب حکم جو آکر پہونچا طرف سے کہکشان جادو کے سالوس نامے ایک پہلوان آیا ایسا جاہل اجہل تھا کہ غلام سے تکرار کرنے لگا آخر دیوانہ شریر مردم در کے ہاتھ سے مارا گیا مین نے دیوانے کو گرفتار کیا ہی کسی جادوگر کو روانہ کیجیے مین نے رستم کو بھی روکا ہی آگے نہ بڑھنے دونگا نسترن جادو باغ نسترن مین بیٹھی ہے جادوگرنیان اُسکے پاس بیٹھی تھین ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا سُنا کہ چارسو دیوانون سے وہ

دولاکھ پر آگرا اتنی فوج کو قتل کیا کہ سالوس بھی مارا گیا ابلاغ باقی ہی اپنے مقام سے اُٹھی کہا اے ملکۂ عالم کنیز جاکر طلسم کشا کو روک لیگی ابلاغ تو بہ قوت روکیگا مگر مین سحر سے روکونگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکیگا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے لنترن نے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پر بیٹھا ہی اسکو چونکہ خوف ہی کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا آکے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آپڑا تو کون روک سکیگا یقین ہی کہ اپنے رفیق کو رہا کر لیجائیگا کہ دفعۃً آسمان سے برقین چمکین ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے آکر پہونچی ابلاغ خوش ہوگیا کہا اے ہلال خوب وقت پر آئین آج میرا ارادہ تھا کہ میدان جنگی کی تیاری کرون دیوانے کو قتل کرڈالون لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آجائے ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ مین دیکھونگی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ جیل خانہ سر زنجیر تھام کر دیوانے کو لایا دیوانہ بل کرتا ہوا دربار مین آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ گلے مین طوق زرین پڑا ہوا خوف کا نام نہین زنجیرین ہلاتا ہوا دربار مین آیا بطریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہوگئی پہلو بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا اے ابلاغ تو نے بڑا کمال کیا اس شیر کو کیونکر گرفتار کیا ابلاغ نے کہا کمندون سے گرفتار ہوا کیا روکے سے رُکتا تھا گرتے گرتے کئی سو جوان مارے جب بیہوش ہوگیا تب بمشکل تمام گرفتار ہوا اسکے قید خانے مین بھیجدیا ابلاغ نے ہلال کی خاطر کے واسطے گائنون کو بلایا گائنین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بجوش و خروش گانے لگین نظم

ہوس یہ رہگئی دلمین کہ مدعا نہ ملا
بہت جہان مین ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا
ہوا ہی کون سا معشوق باوفا اے دل
گلہ عبث ہی اگر وہ ملا ملا نہ ملا
عجیب قسمت بد تھے شب فراق مین ہم
کمال ڈھونڈھ پھرے خانۂ قضا نہ ملا
ندی تو ہاتھ سے ہون ضعف سے مین رنگ حنا
ہوائے شوق فنا مین جہان اڑا نہ ملا
جواب دیگی بھلا روز بازپرس تو کیا
اڑام اڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا
وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر مین
مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی
بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا
کمال عیش و جوانی و ملک و مال و طرب
یہ سب ملے ہمین پر یار باوفا نہ ملا
عجیب جوش جنون مین ہوئی تھی پامالی
کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
چبھے ہزار تمنا سے کیون نہ بے کھٹکے
کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا
بہت ہی کرتی رہی باغ دہر مین گلگشت
پر اپنی بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

یہ اشعار عاشقانہ جو گائن نے گائے ہلال کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ابلاغ نے پوچھا کیون ملکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا اے ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خودبخود گھبراتی ہی پریشانی سامنے آتی ہی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہی کیسے کیسے سردار جمع ہین کہ اُسی وقت ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے پہلوان دوران اسوقت دربار مین طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہی ملکہ شہرت مرصع پوش نے ہلال انجم پیشانی کے آنے کی جو خبر سُنی اپنے مقام سے اُٹھی ہین اور کہتی ہین کہ دیکھون تو ہلال کیا کرتی ہی مین برائے رہائی شریر مردم در جاتی ہون دیکھون کہ بی ہلال میرا کیا کرینگی ایک طرف سے مہلال سرکش یہ کہتا ہوا اُٹھا ہی کہ اے ملکۂ عالم ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو مناسب نہین ہی کہ لشکر دشمن مین جائیے آفتاب فلک سیر کاہن نے اُٹھکر دونون کو روکا اور کہتا ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین شریر مردم در کو مجھسے لیجیے اس سہولت مین رہا کرون کہ کسیکو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین غرق زمین ہوکر جاؤن دیوانے کو رہا کرلاؤن اور کسیکو نہ معلوم ہو جو بولیگا اور روکیگا سمجھ لونگی اور عیوق یہ کہکے اُٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے ہین جاروق کہتا ہی مین اسیوقت جاکر قیدخانے مین گھس جاؤن رفیق کو مع جملہ ہمراہیان رہا کرلاؤن مگر طلسم کشا نے بزم زبانی سب کو روکا ہی کہا تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو کیونکر نہ دریائے جرأت کا جوش ہو ابلاغ کو ارادہ کرنے دو دیوانے کی سزا ہی کہ ہمنے منع کیا تھا کہ مقدمۂ لشکر کفار مین دخل نہ دینا اُسنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سیاہ دیکھا جسوقت وہ قصد کریگا کہ اُسکو قتل کرین اُسی وقت مین جا پڑونگا سب تو رک گئے مگر بی شہرت نہین رکتین انکا ارادہ ہی کہ آپڑین کئی سرافسران

فوج لیے ایسے ساحر بگڑ رہے ہین ای پہلوان دوران کچھ تدبیر کیجیے ابلاغ نے جو یہ خبر سنی کہا کیون ملکہ ہلال اب کیا تدبیر کرون اگر تمھاری خوشی ہو تو دیوانے کو لیکر بخدمت لشکر مین چلا جاؤن وہان اُنکو اختیار ہی ہلال نے جواب دیا کہ ای ابلاغ طلسم کشا نہ جانے دیگا راہ مین جاکر روکیگا معرکہ عظیم پڑیگا مگر مین بڑھکر ایک حصار سحر بناتی ہون کہ کوئی ساحر نہ آسکے اگر طلسم کشا آئیگا گرفتار ہونگی مشکل یہ ہی کہ تحفے اُنکے پاس موجود ہین ابلاغ ملکہ سے تحسین کرنے لگا کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم تم حصار سحر بناؤ روکنے کی ساحرون کے تدبیر کرو یہ سُنکر ہلال اپنے مقام سے اُٹھی اس حیلہ سے در زندانخانے پر آئی اور نگہبانون سے کہا ہوشیار رہنا دیوانہ نے جو قید خانے سے ہلال کو دیکھا زنجیرین ہلانے لگا پکار کر آواز دی ای نرگس ذرا ہمسے تو نگاہ ملا شرما کر ہلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ بھی اشارے کرنے لگا اور پکار کر آواز دی ای مہ جبین ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

مزا دیوانگی کا زیر شمشیر دو دم نکلا
کہ زنجیر ہوا بنکر مرے سینے سے دم نکلا
جبین سائی کو ہم کس حوصلے پر آپ تک آتے
نہ بل زلفون مین کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا
بڑے ثابت قدم یاران ایذا دوست ہوتے ہین
کہ اشک دیدہ سے لخت جگر ہو کر بہم نکلا
نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے
بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا
غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرم زا تیری
جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا
پکارا مجھکو وان اُسکو ہوئی منظور جس جا
جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا
وہی زور جوانی مین ابھی پشت خمیدہ ہی
کمان آسمان پیر کا ابتک نہ خم نکلا
نہ چھوڑا خاک نے جز خاک کچھ اُنکا نشان باقی
نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا
ابھی پردے مین ہو جسپر پیام مرگ آتے ہین
قیامت اور آئیگی اگر باہر قدم نکلا
زمانہ ممسکون سے ای نسیم آباد ہی اتجو
بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ ہلال انجم پیشانی کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر اقبال اوج پر آیا سمجھی کہ اس دیوانے کو بھی مجھپر توجہ ہوئی بڑے جلیل کا رفیق ہے

حقیقت مین اس دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر ٹہلتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ زنجیر ہلانے لگا قیدخانے مین اُچھلتا ہی کودتا ہی دمبدم یہی کہتا ہی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تجھکو دیکھکر میری جان نکلی جاتی ہی کوئی ایسی تدبیر کر کہ مین اور تو ایک پاس رہون یہ سُنکر ہلال نے کہا نہ گھبرا مین تیری رہائی کی تدبیر کرتی ہون قصد کر رہی ہی کہ سحر کرکے نگہبانون کو بیہوش کرون دیوانے کو نکال لیجاؤن قضائے کار لنترن جادو جلسے مین اپنے بیٹھی ہی اور سب مصاحب جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ہلال واسطے روکنے طلسم کشا کے گئی ہے ابلاغ ایسا پہلوان ہلال ایسی ساحرہ اُسنے جاکر ایسا سحر کیا ہوگا کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکینگے اُسکی بہن نجم جادو بیٹھی ہی اُسنے کہا ملکہ عالم یہ تو ارشاد فرمائیے کہ طلسم کشا صاحب تاج و حاکم تحفہ جات اُسپر سحر کیونکر تاثیر کریگا بڑی مشکل پڑیگی یہ تو کتاب مین دیکھیے کہ اسوقت ہماری بہن کیا کر رہی ہین لنترن نے جھولی سے کتاب نکالی اُسکو کھولا مضمون دیکھکر منھ پیٹ لیا نجم نے پوچھا حضور خیر تو ہی کہا اور غضب دیکھو دیوانے کو دیکھکر دیوانی ہوئین قیدخانے مین اُسکے پاس بیٹھی ہین نگہبانون پر سحر کیا چاہتی ہین نگہبان بیہوش ہوے اور وہ دیوانے کو لے نکلین اے نجم تو جا چوٹی پکڑ کے کھینچتی ہوئی لا وہ سزا دون کہ دیکھنے والون کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا سحر کیا چاہتی ہین اُس دیوانے نے جو وحشیانہ کلام کیے بس گئین رات کو گانا سُنا اور زیادہ بیقرار ہوئین غزل عاشقانہ سُنکر روتی تھین نجم نے کہا مین ابھی جاکر لاتی ہون اس ذلت سے لاؤن کہ دیکھنے والے عبرت کرین یہ کہکے سامنے سے لنترن کے اُٹھی لنترن نے کہا ایسا نہو اُسکے ساتھ کی فوج بگڑ جائے اور تمھارے ساتھ فساد کرے نجم نے کہا کیا مجال ہی کہ کوئی بول سکے جاتے ہی گرفتار کرونگی لنترن نے کہا قیدخانے مین جاؤ کہ خطا اُنکی ثابت ہو نجم جادو پرواز پیدا کرکے چلی مگر لنترن کو فکر ہوئی کہ ایسا نہو نجم گرفتار ہو جائے تو باعث خرابی ہی بارہ ہزار جادوگر جمع کیے افسر اُنکا مسکین جادو ہی کہا اے مسکین جلد جاؤ اگر نجم جاتے ہی ہلال کو انگشت نما کر دے تو تم الگ رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو نجم کی شرکت کرنا مسکین نے کہا مجھکو دیکھتے ہی بی ہلال کا ہیدہ ہو گی آپکا حکم قضا شیم ہی کی

مجال ہی کہ آپ کے حکم مین دراندازہو یہ کہکے مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر اسکے تخت کے ساتھ چلے وہان ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہبانون پر سحر کر رہی ہے نگہبان کہتے ہین کیا ٹھنڈھی ہوا چلی دیکھو یارو ابر بھی آسمان پر آتا ہی جی چاہتا ہی سو رہین نیند آرہی ہی طبیعت گھبرا رہی ہی کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعضے ٹھنڈھی ہوا کھا کر ایسے بدحواس ہوے کہ پکارنے لگے نظم

کس پری رو کا انتظار ہی آج
دل مرا سخت بیقرار ہے آج
جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج
بلبلو باغ مین بہار ہے آج
آہ کی برق کوندجاتی ہی
ابر تر چشم اشکبار ہے آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو
مرغ روح روان شکار ہی آج
تیرے آتے ہی دیکھ رحمت جان
چین ہی صبر ہے قرار ہے آج
وصل گلرو سے عیش باغ مین ہی
باغیون کو کمال خار ہے آج
فخر تھا کل تو مجھسے ملنے کا
کس لیے تمکو ننگ و عار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا
اسلیے دل کو انتشار ہے آج
قتل گہ مین جو خاک اڑتی ہے
گرم رو کوئی شہسوار ہی آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر
تودۂ دل کے صاف پار ہی آج
کہنا قاصد سے اسکے جینے کا
وعدۂ وصل پر مدار ہے آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین
غیر سے یار ہمکنار ہے آج
ہجر گلرو مین سیر باغ کہان
نکہت گل بھی ناگوار ہے آج
عندلیبو مقام ناز ہے یہ
غیرت گل گلے کا ہار ہے آج
مین نہین ہجر یار مین تنہا
غم دلدار غمگسار ہے آج
دھیان مین کسکی چشم میگون کے
کہو رعنا تمہین خمار ہی آج

بعض یہ اشعار پڑھ کے بھاگے جاتے ہین کہتے ہین ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کرینگے درقیدخانہ پر ایک ہنگامہ ہی ہلال بیٹھی ہنس رہی ہی دیوانے سے کہتی ہی نہ گھبرا مین تھوڑے

عرصے مین ان سب کو ہٹا سے دیتی ہون تجھکو لیے چلتی ہون دیوانہ بھی خوشی کر رہا ہو معشوق کو دیکھکر ہنس رہا ہو قضائے کار ہلال چاہتی ہو کہ دیوانے کو رہا کر دون یہ لڑتا بھڑتا نکلجائیگا مین اسکے عقب مین جاؤن جو روکے اُسکو دیوانہ کر دون ابلاغ بیر دندان بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہو قضائے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا در قیدخانہ پر کچھ لوگ سو رہے ہین کچھ دیوانہ وار وحشی مثال اشعار پڑھتے پھرتے ہین اور ہلال قیدخانے مین بیٹھی سحر کر رہی ہو ابلاغ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا پکار کر آواز دی اے ہلال یہ کیا کیا تمنے نگہبانون کو سُلا دیا یہ دیوانہ وار کیسے پھر رہے ہین ہلال نے آواز دی تم انکا ساتھ کیون نہین دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ اپنے آپ سے باہر ہو گیا پکار اُٹھا اے ہلال صاف تو یہ ہو نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
کب خوش آتی ہو اُسے اے دوست گلشن کی بہار
اسقدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل ہو بے ثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہو گلشن کی بہار
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش
دل ٹھکانے ہو تو دیکھین چل کے گلشن کی بہار
کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کیطرح مہمان ہو گلشن کی بہار
جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہو عکس
برق تابان کی چمک دیتی ہو دامن کی بہار
کیون خفا ہوتا ہو چھینٹون سے لہو کی بار بار
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
گر نہین کوئی نہ ہو باقی ہو کسکو احتیاج
دیکھتی ہو بیکسی اب میری مدفن کی بہار
کیون نہ صدقے جائیے اے دل ہجوم داغ کے
کم نہین ہو جلوۂ گلزار سے تن کی بہار
ہان اُٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری
دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار
مثل پیراہن ہوئی ہو زیور وحشت کی قدر
کم گریبان سے نہین ہو طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اُٹھتی ہو جب سینے مین آگ
گرد ہو جاتی ہو اکثر شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہو نسیم
دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ابلاغ یہ اشعار پڑھ کے وجد مین ہو مصاحب اسکے یہ حال دیکھکر دوڑے کہتے ہین اے پہلوان دوران آپکے قاعدے کے بہ خلاف ہو ہلال نے اُنپر بھی سحر کر دیا کہ سب مصاحب بھی اشعار پڑھ کے ناچنے لگے اب قصد ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کر دون ہنسکر کہا اے رفیق

طلسم کشا تو نے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہون تو سب کا یہی حال کردون میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہی اتو نکلجا دیوانہ اُچھلنے کودنے لگا کہ آسمان پر برق چمکی نجم جادو اُسوقت آکے پہونچی کہ اسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ ناچ رہا ہی گرد اسکے مصاحب چرخ مار رہے ہین ہلال اپنے مقام سے اُٹھی چاہتی ہی دیوانے کو رہا کرون نجم نے وہین سے للکارا او شوخ دیدہ اسی واسطے تجھکو ملکہ نسترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا چاہتی ہے خبردار اُسکے قریب نہ جانا اگر اُسکو رہا کیا تو آفت برپا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملکہ نسترن کو ہوگئی مجھکو بھیجا ہی بہتر یہ ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چلکر حاضر خدمت ملکہ نسترن ہو ہلال نے کہا مین کیا نسترن کی لونڈی ہون ملازمت نہین کرتی مین اُسکے پاس نہ جاؤنگی یہ سُنکر نجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹا کٹتے ہی اُسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان جو مُنھ ہلال کے لگا چرخ کھا کر گری بیہوش ہوگئی نجم تڑپ کے آسمان سے گری چاہا کہ مین پنجہ دیکر لے اڑون دیوانے نے جو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی ہرچند کہ تو بھی نزک ہی مگر میری یہ نزک نہایت حسین و جمیل ہی تجھسے زیادہ شکیل ہی مین تجھپر توجہ نہین کرتا خبردار اسکے قریب نہ آنا نجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کر اسکے بال پکڑ دون کھینچتی ہوئی لیجاؤن دیوانے نے غصے مین ہکہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی خانہ زورین آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا طرف نجم کے جھپٹا نجم سمجھی کہ ہاتھ ہلادونگی دیوانہ گر پڑیگا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانہ زنجیر مار دیا کہ نجم کا سر پھٹا لڑکھڑا کر گری اندھیرا ہوگیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرا نام من نجم جادو بود اب جو ہلال اُٹھی دیکھا دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہی لاشہ نجم زمین پر پڑا ہی کہا ای یار وفادار اس مکارہ کو کیونکر مارا دیوانے نے کہا قید توڑ کر ایک زنجیر مار دی اسکا سر پھٹ گیا اب ابلاغ کہ رہا ہی ای ہلال تو نے غضب کیا کہ فرستادہ نسترن اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کرون دیوانہ منع کرتا ہی کہ ای ملکہ عالم تم تکلیف نہ کرو مین اس سے سمجھ لونگا دیکھنے ہی کا اسکا قد و قامت ہی ایک جو بدست اسکے واسطے کافی ہی یہ کہکے جھومتا ہوا چلا یکایک آسمان سے نعرہ ہوا منم مسکین جادو او دیوانے مجہول ابلاغ پر نہ جانا ارے نجم جادو کو کسنے مارا

ارے یہ مصاحب نسترن تھی یہ کہکے مسکین جادو نے سحر کیا کہ دیوانہ رُک گیا پانوٗن زمین نے تھام لیے ہلال نے بڑھکر سحر کیا دیوانے کو رہا کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کر لو کل فوج نے بلوہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی دونون لشکر آپس مین لگئے سحر چلنے لگا مگر ہلال چمک چمک کے گرنے لگی جب تڑپ کر گری ہزار دو ہزار کے سر اُڑا دیے مسکین کو کہ ہلال سے سحر مین کم ہی خوف ہوا کہ ایسا نہو میرا بھی سر اُڑا دے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے قضاے کار مہتر سمک یلداقی یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے بلوہ ہی دیوانہ چپکا کھڑا ہی چہ یدست کو ہلا نہین سکتا یہ رنگ دیکھکر سمک بھاگا اُسوقت پہونچا کہ رُستم دربار مین بیٹھے ہین تمام ساحر جمع ہین ملکہ شہرت کہہ رہی ہین کہ حضور نے کنیز کو کل روک لیا ورنہ ابتک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سمک آکر پہونچا سمک نے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی فرد۔ ای زابر رحمت خرم گل بستان ما + گفتگوے حرف عشقت مطلع دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے عجب طرح کا ہنگامہ لشکر کفار مین ہی آپس مین تلوار چل رہی ہی آپکے دیوانے پر بی ہلال عاشق ہوئی ہین نسترن کو جب یہ معلوم ہوا تو اُسنے اُسکی بہن نجم جادو کو بھیجا اُسنے آکر ایسا سحر کیا کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اُٹھکر نجم کا سر پھاڑ ڈالا اب مسکین جادو آپڑا اُسنے ہلال کو گھیرا ہی کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہی پریشان لڑ رہی ہی یہ سُنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا حضور ایسا نہو رفیق آپ کا مارا جاے تو باعث خرابی ہوگا کہ آفتاب فلک سیرا اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ مین جاکر دیوانے کو لاتا ہون شہرت نے ہاتھ باندھ کر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ کہکے بلند ہوئی اُسوقت جاکے پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکہ ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہی مگر مصروف جنگ دیوانے کو جو پریشان دیکھتی ہی پکار کر آواز دیتی ہی لو صاحب تمسے رخصت ہوتے ہین تمپر نثار ہوتے افسوس ہی حسرت وصل لیکر پردۂ دنیا سے چلے دیوانہ ان باتون کو سُنکر چیخین مار کر روتا ہی ہرچند چاہتا ہی بڑھون جاکر معشوق کو بچاؤن مگر ایسا سحر مین مبتلا ہی کہ زمین سے پانون نہین

چھوٹتے شہرت نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانے کے پانون زمین نے چھوڑ دیے آواز دی ای شریر مردم در تو رفیق طلسم کشا ہو لڑتا بھڑتا نکلجا دیوانے نے روکر آواز دی ای ملکہ شہرت کیونکر نکلجاؤن نزرک میری گھری ہوئی ہے اگر نزرک پر کوئی صدمہ پہونچا تو تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگا اس نزرک کے واسطے میری جان تک حاضر ہی نزرک سے کوئی شی عزیز نہین اسطرح دیوانے نے بیچین ہو کر کہا کہ ملکہ شہرت ہنس پڑین کہا ای شریر مردم در مین تیری معشوقہ کو بھی نکالتی ہون یہ کہکے طرف ابلاغ ببر دندان کے دیکھا پکار کر آواز دی ای ابلاغ ببر دندان مقام تعجب ہی کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اُٹھا کر تماشہ دیکھو جیسے ہی ابلاغ نے سر اُٹھایا ملکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھون مین گجرہ پھولون کا بندھا تھا وہ گجرا پھولون کا کھولکر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا پکار کر شہرت نے آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو ہمسے آنکھ ملاؤ اسقدر ہمسے آنکھین نہ چراؤ ابلاغ نے سر اُٹھایا ایک معشوقہ مہ جبین کو دیکھا دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوئے زیور جواہر پہنے ہوئے سیم تن غنچہ دہین رشک چمن سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار رنگ گل عارض پر نثار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی اتو آپ کے چاہنے والے کا یہ حال ہی نظم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم
پہونچے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم

لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سُنکر
دیکھتے روز ہین آ آکے ترے بام کو ہم

پہلے تو عاشق عارض تھے اور اب بندۂ زلف
صبح کے بھولے ہوے آئے مگر شام کو ہم

خوب انصاف ہی سرکار مین ماشاءاللہ
مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم

مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین
توڑ کر صاف نکلجا ینگے اس دام کو ہم

جلوۂ کثرت و وحدت ہی حقیقت مین ایک
خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم

دیر مین یار ملا کعبہ ہوا دین رعنا
کیون سلام اب نہ کرین کعبۂ اسلام کو ہم

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ شہرت کے چلا شہرت نے آواز دی مسکین کے ابلاغ چلا للکارتا ہوا اوساحرنا کام

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آئین تجھکو سزا دونگا مسکین نے جو ابلاغ کو آتے ہوے دیکھا کہ تلوارین مارتا ہوا آتا ہی ادھر اور ساحرون کو شہرت نے اشارہ کیا کہ مسکین کو مارو سب ساحرون پر بجرہ پھینکا سب پر بھول برسے سب مبہوت ہوگئے مسکین پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا بھڑتا قریب مسکین کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامرد کہان جاتا ہی مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہی تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہی حیران ہوا کدھر جاؤن کیونکر بھاگ کر نکلون آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا یہ تو سحر مین ملکہ شہرت کے ہی سحر اُلٹا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی سوچکر ایک جانب بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نعرہ کر کے سامنے آئی کہا ای مسکین کیون گھبراتا ہی منم محسن جادو فرستادۂ ملکہ نسترن یہ کہکے تین طرف ماش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر جو ساحرون پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آواز دی ای مسکین ہم تیرے تابعدار ہین تجھپر جو قصد کیا اُسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش مین نتھے جی چاہتا تھا تجھکو قتل کرین اب ذی ہوش ہوے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال کو مارو فوجون نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہین ہلال کو پکڑ لین ہلال نے بہ نگاہ یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آواز دی بی بی اس کنیز کو بچائیے لاکھ ساحرون نے مجھپر بلوہ کیا یقین ہی گرفتار کرلین ملکہ شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی محسن جادو نے لکۂ ابر پیدا کیا ایسا پانی برسایا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محسن نے اُسکو مٹایا ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جاکے تلوار بجلی کڑک کر شہرت پر گری کہ شہرت کا شانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اتو محسن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا کہ اسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا پکار اُٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دانم ترا درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق ارض و سما و ای رب دوسرا مین نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فرد — شاہا ز کرم بر من درویش نگر + بر حالِ منِ خستہ و

دلریش نگر + ادھر ملکہ شہرت عرض کر رہی ہین کہ ای مالک بے نیاز و ای خالق کارساز و واقف اخبر ہی عین وقت پر جمال بے مثال رستم کو دیکھ لون فراق مین کنیز کا عجیب حال ہو اسوقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہی۔ نظم

وہ دیوانہ تھا مین جسکا ہوا غم اہل عالم کو
پریزادون نے اپنے بال کھولے جسکے ماتم کو
عداوت پاک دامن سے بھی ہی اپنا ہے عالم کو
کیا مطعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو
مثال غیر یادر خون دل پیتا ہو غیرت سے
دیا کیا حوصلہ اللہ نے فرزند آدمؑ کو
کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیمؑ پر جسنے
گل و گلنار کر سکتا ہے وہ نار جہنم کو
محیط حسن و خوبی ہو سراپا یار زیبا ہے
کہون مین دو حباب بحر خوبی اُسکی محرم کو
مین دیوانہ ہون اُس شنگ پری کا دیکھکر جسکو
سلیمانؑ نذر کی خاطر اُتارے اپنی خاتم کو
جھکے وہ تیغ ابرو راست بازون کیطرف کیونکر
بنایا ہی نہین اُستاد نے تعظیم کے خم کو
بجا ہی جو کہون محراب کعبہ اُسکے ابرو ہین
اگر تشبیہ دون چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو
گلیم فقر کو کیون دوش پر ہم ڈالتے اکر زند
اگر کمل سے بہتر جانتے کمخواب و شبنم کو

شہرت کی بیقراری یاد رستم مین اشکباری کہتی ہو ای خالق لیل و نہار میرا حال تجھپر ظاہر ہے تو میرے باطن سے بخوبی ماہر ہی کہ سمک نے جاکر رستم کو خبر پہونچائی کہ ای شہریار شہرت و ہلال گھر گئین دیوانہ زخمون مین چور ہے مگر شیرانہ لڑ رہا ہی ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہی رستم نے فوراً تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا مرکب تیار ہوکر آیا رستم نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو مہمیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک سیر وغیرہ سب سوار ہوے مگر آفتاب آگے بڑھگیا اُسوقت آکے جمکا کہ محن نے وہ سحر کیا ہی کہ شہرت پر آگ برس رہی ہو شہرت ہر مرتبہ ہاتھ ہلاق سے پانی برساکر اپنے کو بچاتی ہے آفتاب نے جو شہرت کو اِس حال مین دیکھا گھبرا گیا قریب آکر آواز دی ای شہرت ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو شہرت نے آنکھین کھولین آفتاب نے منھ پر ہاتھ پھیرا ظاہر مین سب زخم اندمال پاگئے مگر باطن مین درد ہی رنج سے رنگت شہرت کی زرد ہی صدمۂ زخم قلب پر ہی نہایت بیقرار و مضطر ہے اُس حال مین پوچھا کہ ای آفتاب کیا باعث ہوا کہ

رستم تشریف نہین لائے آفتاب نے ہاتھ اُٹھاکر بتایا کہ وہ لڑتے ہوے آتے ہین رستم پرے درہم و برہم کرتے ہوے آتے تھے کہ ابلاغ بیر دندان سامنے آیا سحر شہرت سے مبہوت ہو رہا ہے پکار کر آواز دی اے طلسم کشا ذرا مردان عالم سے تو آنکھین چار کیجیے مجھپر تو کوئی وار کیجیے قریب رستم پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاو سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے گھوڑا چمکایا گینڈے سے اسکے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا ابلاغ نے سپر تو اُٹھا دی مگر کمال پریشان ہوکہ نام تو اسکا سہ پر ہے اگر ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے برق شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی ابلاغ زمین پر گرا تمام ساتھ والے ٹوٹ پڑے ملکہ شہرت دیکھ رہی ہین کہ رستم نے کئی سو پہلوان اُس مقام پر مارے ایک غریو ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح مار لیا دیوانے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہین کہ اے شریر مردم نہ گھبرانا مین آپہونچا شریر مردم در نے جو آقا کو دیکھا یا تو سست تھا یا چالاک و چست ہوا ارادہ درست ہوا چوبدست ہلاتا ہوا چلا ہلال نے جو لاشۂ ابلاغ دیکھا اور دیوانے پر نگاہ پڑی خوش ہو گئی جی مین اپنے کہتی ہے آقا کو دیکھکر دیوانہ کیا مزے سے لڑ رہا ہے محسن جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزارہا ساحر و عیوق و جاروق غیر ساحرون کا لشکر ساتھ لیے آگرے اب محسن جادو گھبرائی دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر مین ہے آفتاب فلک سیر آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہے گرمی سے ساحران غدار بدحواس جوش پر پیاس سوچی کہ اے محسن نکلجاؤن اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہے بھاگنے کا بندوبست ہے ملکہ لنترن نے کہکر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لانا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا لوح گلے مین پڑی ہے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے محسن جادو نکل گئی فوج کا ساتھ ستر ہزار ساحر مارا گیا باقی ماندہ نے چاہا نکلجائین آفتاب نے گھیرا حصار کا ڈالدیا اُس حصار سے وہ نہین نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوے پناہ مانگی طلسم کشا نے پناہ دی سب مطیع الاسلام ہوے اُسی مقام پر طلسم کشا اُتر پڑے دربار آراستہ ہوا

سب سردار آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین شہرت نے عرض کی کہ آپکا باغ نسترن مین پہونچنا واجب ولازم ہی دو چار دن آپ کو وہان رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح سب حال بتائیگی طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ طرف باغ نسترن کے کوچ کرین مگر محن جادو جو بھاگی راہ مین ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہی کئی سو افسر گرد فوجین گرد قصر کے اُتری ہوئی ہین محن جادو زخمدار تھی آسمان سے اُتر آئی اُس ساحر مسند نشین نے پکار کر آواز دی ای محن جادو خیر تو ہی بی نسترن نے جنگ آغاز کردی اور ہمکو خبر نہ کی منم افتتاح جادو سلطنت نسترن ہمارے زور پر قائم رہی ہمیشہ مکر کرتے رہے پہلوان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئین محن نے کہا ای افتتاح جادو طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہی حقیقت مین طلسم کشا ایسا جری وبہادر ہماری نگاہ سے نہین گذرا افتتاح نے کہا جب فرزندان جمشید دعوی خدائی پر ہفت پیکر کے مقابلے مین آئے اور ہفت پیکر اس طلسم مین آیا ہم سب نے ملکر فرزندان جمشید کو پکڑ لیا آجتک قید مین کیا طلسم کشا اُنسے زیادہ ہی جس روز قصد کرونگا زمین ہلا دونگا یہ کہکے محن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی ہزار کنیزین گرد تاج سر پر شعلۂ آتش نکلتے ہوے پتلہ سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ برستی ہی کسی طرف منہ برس رہا ہی کسی جانب آندھی ہی کہین ذرّے چمک رہے ہین اس زور وشور سے وہ ساحرہ آکر پہونچی افتتاح دیکھکر خوش ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا برلے استقبال آیا پکار کر کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا ای ملکہ اختتام جادو تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا لوح پاچکے اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراؤ بخوبی ہم انتظام کرلین گے اس راہ سے نہ جانے دینگے وہ عورت بھی آکر پہلو مین اُس ساحر کے بیٹھی کہا صاحب شراب کا چرچہ کرو ساقی بنجے موجود ہوے گلابیان کھلنے لگین جام گردش مین آیا ایک گائن شوخ وشنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے افتتاح واختتام کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

کھینچے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا
دیکھ لینا شرط ہی شمشیر خانہ ساز کا

صوفیون کو وجد مین لاتا ہی نغمہ ساز کا
شبہہ ہو جاتا ہی پردے سے تری آواز کا

یہ اشارہ ہمسے ہی اُنکی نگاہ ناز کا
دیکھ لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا

گفتگو بڑھ جائیگی تقریر عیسےٰ نے جو کی
وہ لب جان بخش دم بھرتے ہین اپ اعجاز کا

پڑگئے سوراخ دل مین گفتگو سے یار سے
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا

روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے
ایک ادنےٰ سا کرشمہ ہی یہ تیرے ناز کا

منھ سے بے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نہین
مثل نَے محتاج ہی اپنا دہن دمساز کا

حیرت آنکھون کو ہی نظارہ مین اُس محبوب کے
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہی کس انداز کا

یہ اشارہ کر رہی ہی ابروے خمدار یار
کام منھ چڑھتا ہی اس تلوار کے جانباز کا

ای زبان کیجو نہ شرح حالت دل کا خیال
منکشف ہوتا نہین بہتر ہی مخفی راز کا

غیبت عاشق کے سننے کا دماغ اسکو نہین
بند ہو جاتا ہے سو سو بار دم غماز کا

کاٹ کر پر مطمئن صیاد بے پروا ہو
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا

کھینچ دیتا ہی شبیہ شعر کا خاکہ خیال
فکر رنگین کام اُسپر کرتی ہے پرواز کا

بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو برمحل گائی گئی اہل محفل خوش ہو گئے عاشق و معشوق مین بوس و کنار ہونے لگا افتتاح نے کہا ای محسن اب تم جاؤ مین ایسا سحر تمھارے ساتھ کردون کہ لشکر طلسم کشا غارت ہو جاے محسن نے کہا ای افتتاح اُس سرزمین پر جا کر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے ہو گئے افتتاح نے جھولی سے ایک طائر نکالکر دیا کہا ای محسن یہ طائر مین چھوڑتا ہون جسقدر سرداران طلسم کشا ہین یہ سبکو تمھارے پاس پہونچا دیگا تم لیکر خدمت نسترن مین جاؤ تاکہ نسترن تمسے راضی ہو ہم لوگ ہمیشہ ملکہ نسترن کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے اگر ہمارا قدم درمیان مین نہ ہوتا ابتک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کس نے نہین ارادہ کیا کہ طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا ہمنے اختتام کر دیا کسی ساحر نے ہمارے ملک مین آکر دباؤ نہین ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہین بڑھے یہین سے انتظام کر دیا لہذا تم فوج لیکر جاؤ جا کر مقابلے مین اُترو یہ طائر جو اُڑ کر گیا ہی تمکو زبان نہ ہلانا پڑیگا یہی طائر سب

انتظام کریگا بس تم اتنا کرو کہ مقابلے مین جا کر اُترو ہر روز ایک سردار تمھارے پاس آئیگا محن جادو اپنے مقام سے اُٹھی ساٹھ ہزار ساحران کار آزمودہ ان زن و شوہر نے ساتھ کردیے محن لیکر اس فوج کو چلی یہان طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پہلے ہلال انجم پیشانی کہ دیوانہ شریر مردم در پر عاشق ہوئی ہی زخمی ہوکر آئی ہی طلسم کشا نے ہلال کو شفاخانے مین بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا کیون آقاے نامدار میری نزرک کو کیا کیا مین نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہی سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ شرمندہ ہوا سر جھکا کر کہا صاف صاف فرمائیے اگر میری نزرک نہ آئی ہو تو مین باغ لستران جاؤن اپنی معشوقہ کو لاؤن دیکھون تو کون روکتا ہی ملکہ شہرت نے کہا تمھاری معشوقہ کو ہم ساتھ لائے مگر انتہا کی زخمی تھی اُسکو شفاخانے مین بھیجا ہی علاج اُسکا ہو رہا ہی جب صحت پائیگی تمھارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہوکر طرف شفاخانے کے چلا شفاخانے مین جو پہونچا دیکھا جراحون نے زخم کھولے ہین پٹیان چڑھا رہے ہین اسنے چوبدست جراح پر ماردی جراح پر اٹھا ہوکر رہگیا اور جراح اُٹھکر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اُٹھا لیا کاندھے پر سوار کیا ہلال چیختی ہے ارے دیوانے مجھے کہان لیے جاتا ہی اور کبھی اسکے حرکات پر ہنستی ہی دیوانہ لیکر اُسے دربار مین آیا کہا آقاے نامدار میری نزرک تو بڑی مصیبت مین تھی مین نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال کو کاندھے سے اُتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا کبھی مین بھی آپ کی نزرک کو چھوتا ہون رستم نے گھُرکا کہا آقا کیون بگڑتے ہو رستم نے دیوانے کے کان پکڑے کہا ارے یہ زخمی ہے دو دن مین صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اُسکے زخم بگڑ جائین - کان جو رستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اُتارا کہا لیجیے آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہی مین اسپر نگاہ ڈالونگا رستم نے کہا تیری معشوقہ تجھکو مبارک ہو علاج کر کے تجھکو دی جائیگی اسوقت دربار مین ایک عجب ہنگامہ ہی سمک یلداقی بیرون بارگاہ کھڑا ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی محن ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ مین کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کرون

رستم نے کہا ای ہلال شفاخانے مین جاؤ زخمون کو بندھواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چرخ مارا ہلال کی آنکھیں سرخ ہوگئین کنیزون سے کہا ہٹ جاؤ مین شفاخانے مین نہ جاؤنگی محسن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہی مین جاکر اُسکی شریک ہون تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہکے طرف لشکر محسن کے چلی پلٹ جو ہوا کہ ہلال انجم پیشانی پاس محسن کے جاتی ہی رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مبہوت آنکھیں سرخ چہرہ گلنار اسی پر بگڑی ہی کہ پاس محسن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے ہلال ہمسے کیا بُرائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدمون پر گر پڑی کہا مین کنیز سرکاری ہون میری کیا مجال کہ جو کہین مین جاؤن محسن کا ہمیشہ ساتھ رہا اُسکو دیکھکر ایک ولولہ ہوا تھا کہ پاس اُسکے جاؤن اب حضور کو دیکھکر ہوش آگیا سب سردار اُسی مقام پر آکے جمع ہوگئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اُسی جوش مین یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس پڑا اُسکے ہوش درست ہوے محسن کسی وجہ سے آئی ہی یہ کہکر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اُسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چرخ مارا یا تو طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر ٹھہر گیا کہا مین برائے ملاقات محسن جاؤنگا یہ کہکے چلا ہرچند طلسم کشا نے پکارا آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر مین محسن کے پہونچا جاکر محسن کو سلام کیا محسن نے کہا ای آفتاب مزاج کیسا ہی آفتاب نے کہا تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ ملکہ لنترن سے ہماری صفائی کرادو ہمین زبردستی طلسم کشا نے قید کیا ہی ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت مہلت پائی محسن نے اشارہ کیا زبان مین اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان بیڑیان پہنین محسن نے آفتاب کو قیدخانے مین بھیجدیا ہلال جب شفاخانے مین پہونچی جراحون نے پھر پٹیان چڑھائین بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی یہی کہتی ہی کہ مین پاس محسن کے جاؤنگی وہ ملکہ لنترن سے صفائی کرادیگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکے اُٹھی ہرچند جراحون نے روکا ہلال نے پر پرواز پیدا کیے اور پاس محسن کے پہونچی جاکر سلام کیا مثل آفتاب کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سحر اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ وہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

چرخ مارا ماہی سحر یہ کہکے اُٹھی کہ نسترن سے صفائی کرنا ضرور ہی محسن جادو صفائی کرا دیگی اپنی بارگاہ سے اُٹھکر چلی نہنگ بحری یہ کہکر دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجیے مین تو آپکے ساتھ ہون ماہی سحر نے کہا بہوا میرے ساتھ آؤ پاس نسترن کے پہونچ جائینگے دونون حالت وجد مین لشکر سے نکل گئین پاس محسن کے پہونچین محسن نے آفتاب وہلال کے مثل انکو بھی قید کیا سمک نے یہ سب خبرین طلسم کشا کو پہونچائین کہ حضور چار سردار جاکر محسن کے لشکر مین قید ہوے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی خود ہتھکڑیان بیڑیان پہنین محسن نے قید خانے مین بھیجدیا رستم یہ خبر وحشت افزا سنکر نہایت پریشان ہوے فرمایا ای سمک سردارون پر زوال آنے لگا کہ دربار مین شہرت جادو بیٹھی ہے کہا حضور نہ گھبرائین یقین ہی وہ طائر مجھکو بھی لینے آئیگا جسوقت گرد میرے آکے چرخ ماریگا دیکھیے کسطور سے گرفتار کرتی ہون یہ کہکے شہرت اپنے مقام سے اُٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہونچی دیکھا وہ طائر اُڑتا ہوا آتا ہی جب طائر سامنے نمایان ہوا شہرت نے للکارا او بے حیا مین نے پہچانا میرے قریب نہ آنا بہت پچتائیگا اُس طائر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ مارون شہرت نے سحر کیا کہ وہ طائر ایک نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا منقار کھولکر پکارتا تھا کہ ای ملکہ شہرت آگاہ ہو

نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پانؤن مین تا رہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہو دل
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہو جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
قصد رہتا ہی یہی پانؤن کا اب وان چلیے
رہنما جوش جنون ہوگا بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے
زلف کے سودے مین اک سیر کی ہمنے آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

ملکہ شہرت طرف طائر کے دیکھ رہی ہین جون جون اشعار سنتی ہین آنکھیں سُرخ ہوئی جاتی ہین نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکایک شہرت کو ولولہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر کنیزون سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزون نے جاکر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا دوڑے ہوے آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے عرصے مین جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم کشا کے جمال کو دیکھکر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کاٹا اُسے ہوا پر اُڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہین کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جاکر غائب ہوا ایک باز سفیدہ ہوا سے اُڑتا ہوا آیا طرف طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اُڑ کر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا وہ یہی چاہتا تھا کہ باز نہ آوے اس طائر کو پکڑ کر چیر ڈالون جب تڑپ کر آسمان پر پہونچا آسمان سے ایک برق گری کہ اُسنے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے شہریار آپکے گلے مین لوح تھی آپ کا جمال دیکھکر قلب مین قوت آئی کہ مین نے یہ سحر کیا مگر آسمان پر جاکر اسیر سحر ہوا وہ جلکر خاک ہوگیا لیکن حضور کو اسکا خیال رہے جسوقت یہ طائر میرے قریب آئے حضور اپنے کو پہونچائین آپ کے جمال جہان آرا کو دیکھکر قلب مین قوت آئی ہو اگر حضور لوح حاصل کرکے نہ آتے تو اس طلسم مین وہ ساحر ہین کہ حضور کا جمنا و تھمنا مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سماک پر تاکید کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سماک نے کہا غلام آج خبر لیتا ہو یہ کہکے بارگاہ محن مین آیا دیکھا محن جادو اکیلی بارگاہ مین بیٹھی ہو کہ ایک آواز آئی ہم بھی آئین محن نے کہا تشریف لائیے سماک ایک ستون کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہو کہ پہلو بارگاہ سے ایک ساحر مہیب ہنستا ہوا سامنے محن کے آیا محن نے کہا او طیران جادو ملکہ شہرت کو نہ لائے طیران نے کہا اے ملکہ عالم مین گیا اور شہرت مبہوت ہو چکی تھی کہ اُسوقت طلسم کشا آگئے طلسم کشا کو دیکھکر شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اسنے سحر کیا مین نے بلندی پر جاکر اُسپر برق گرا دی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر مین جاتا ہون یہ کہکے وہ ساحر بہ شکل طائر بلند ہوا سماک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سایے مین بیٹھ سر جھکا کر یہ اشعار عبرت آثار گانے لگا

نظم

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
پانؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

منھ پہ نقاب ڈالا ہی جب سے کہ یار نے
آنکھون مین اپنی بنا ہی بازار آفتاب
پی کر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب
حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب
اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب
زیر زمین ہے گاہ گہے آسمان پر
عقل حکیم ہے شہی رفتار آفتاب
البتہ روے یار کا ہمکو ہوا اشتباہ
لب لعل کسے دکھائے جو رخسار آفتاب
بھلائیے نہ دھوپ مین ہوکر خفا مجھے
مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب
چلکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہاے خام
ظاہر ہین رُخ سے آپ کے آثار آفتاب
پیدا ہوا ہون عشق رُخ یار کے لیے
دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین
شب کو ہمارے گھر مین ہوا اقرار آفتاب
جو تھے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ
ہی آفتاب ساغر سرشار آفتاب
ایسا کھرا ہی سکّہ ترے داغ عشق کا
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب
رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب
اندھیرا اپنی آنکھون مین آتش ہی روشنی
بے روے یار داغ ہے رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان مین طیران کے آئی بیقرار ہوگیا درخت پر بیٹھا پاؤن مین رشتہ محبت بندھ گیا جھک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہی لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی ہے پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیخ نخل مین سر ڈالے ہوے بیٹھی ہی اُسی اپنی بیقراری مین اشعار مذکور گا رہی ہی یا دل تردد منزل بہلا رہی ہی بہ صورت اصلی ہوکر درخت سے اُترا ٹہلتا ہوا قریب آیا پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ زیر لکۂ ابر ماہ تابان مخفی تھا ظاہر ہوگیا حیران جمال محو دیدار ہوا کہا اے نازنین اس صحراے ہول خیز مین تجھ ایسی مہ جبین کا کیا کام ہی صاف بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ برگشتہ بخت کا حال نہ پوچھو آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اس صحرا مین آپھنسی باپ میرا تاجر جلیل تھا وہ مجھکو ساتھ لیے ہوے جاتا تھا مال وافر کارندے معتبر ناگاہ شب کو قزاق آپڑے

کارندے مارے گئے باوا جان گرفتار ہوے مال سب لٹ گیا مین بدنصیب آوارہ ہوکر بارگاہ سے نکلی آج تین دن ہوے کہ بے آب و دانہ اس جنگل مین پڑی ہون شیر بھیڑیے نے بھی مجھکو نہ پوچھا ای شخص تیرا بڑا احسان ہو کہ تلوار سے مجھکو قتل کرڈال کہ مین اس کشاکش سے چھوٹون طیران نے آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ہو سکتا ہی کہ تجھ ایسی محبوبہ کو قتل کرون جان کو تیرے قدمون پر نثار کرون تمھاری آواز نے دل کو مشتاق کیا ذرا انھین اشعار کو پھر تو سناؤ اُس مہ جبین نے پٹے طیران کے پکڑ لیے کہا او دیوانے اس نگاہ سے دیکھتا ہو کہ کھائے لیتا ہی میرے سر مین درد ہونے لگا نگاہ ہی کہ تیر دلدوز طیران منتین کرنے لگا جب چاہتا ہی کہ پوچھون یا کچھ کلام محبت آمیز کرون وہ نازنین کہتی ہی ای شخص میرے پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہی تیرے تیور سے دل بھراتا ہی طیران منتین کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اُس نازنین نے پلنگ پوش اوڑھکر منھ بند کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی شی پی کر منھ کھولا طیران نے کہا کیون ملکۂ عالم کیا شی پی اُس نازنین نے بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہو اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک قطرہ پیین مٹکے شراب کے منگوا دونگا کہ آٹھ پہر پیا کرو اُس نازنین نے کہا صاحب مین انھین سے نہ دونگی میری زندگی کا باعث ہی جب درد و غم و الم سے گھبراتی ہون تو چند قطرے پی لیتی ہون جان کو آرام ملتا ہی ای طیران اسکے لینے مین دخل ندے مجھ بدنصیب کو کہان ممکن ہوگی تم تو مٹکے منگاؤ گے مین کمبخت کہان سے لاؤنگی طیران نے کہا ای جان من یہ سامنے جو لشکر معلوم ہوتا ہی مین اسکا مالک ہون اگر حکم دون تو مٹکے کے مٹکے شراب کے چلے آئین نازنین نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہی طیران نے جواب دیا کہ ملک افتتاح کا مین بھیجا ہوا ہون چند سرداران اسلام کو قید کرا دیا شہرت جادو نہایت ساحرہ زبردست ہی وہ ہر وقت اسی خیال مین رہتی ہی اسوجہ سے سحر نہین جمتا طلسم کشا نے بڑے بڑے خاندان مین دھبا لگا دیا نام مسلمانان سُنکر وہ نازنین کوسنے لگی کہتی تھی انھین مسلمانون مین کے لوگ تھے جو لوٹنے آئے تھے ایک انمین یہی کہتا تھا کہ رستم کو خبر کرو طیران کو بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہین نازنین نے پتے دیے کہ ایک جوان اس

قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھکو دیکھکر دوڑا تھا اب شراب کے لیے تکرار ہونے لگی نازنین تو کہتی ہے مین نہ دونگی طیران کہتا ہی مین چند قطرے پیونگا آخر اُس نازنین نے گلابی بغل سے نکالکر سامنے رکھدی کہا لو صاحب تمھین اختیار ہی اگر پہر دو پہر مجھکو تھمکن ہوگی تو میرا دم نکلجائیگا طیران نے کہا مین ابھی گلابی بھرلا دونگا پہر دو پہر تھمکن ہونا کیا معنی پتلے لاکے رکھ. دون میخانہ سپرد کرون نازنین نے کہا تم منھ کھولو مین چند قطرے تمھارے منھ مین انڈیل دون طیران منھ کھولکر بیٹھا نازنین نے گلابی اُٹھائی مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اسنے سحر کردیا ہے جو نازنین نے چاہا ساری شراب منھ مین اُنڈیل دون گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بنکر اُڑی منھ مین اسکے نہ گئی جب تو طیران نے کہا اری تو کون ہی سمک سمجھ گیا کہ اسنے سحر کیا خنجر کھینچ کر نعرہ کیا چاہا کہ چھاتی پر چڑھ بیٹھون طیران نے ایک دوہتھڑ مارا کہ سمک زمین پہ گرا رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا طیران نے کہا ارے مین جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوے ہین عیار طلسم کشا ضرور فکر کریگا یہ کہکے سمک کو کھینچتا ہوا لیچلا سمک چہار جانب دیکھتا ہی جنگل کا سناٹا کہین انسان کا نام نہین کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ساحر کس لیے جاتا ہی ذرا ہمسے ملاقات کرلے طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا پکارتا ہوا آتا ہی کہ ارے ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہی بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار رستم طیران کو مارا چاہتا ہی جلد اپنے کو پہونچا وہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھکو نہ پینے دی منم خیال جادو فرستادہ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کرکے قریب آیا ایک نامہ ہاتھ مین دیا طیران نے سر نامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی جی مین کہتا ہی خداوند کو ہر وقت فکر رہتی ہی کہ عین وقت پر ساحر کو بھیجا یہ بھی کوئی عیار نہ ہو نامے کو دیکھتا جاتا ہی اور چاہتا ہی کہ سحر کرون باتین کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پاؤن زمین نے تھام لیے ساحر نے کہا اے طیران مجھپر سحر کرتا ہی اگر دفعیہ کرونگا تو جلکر خاک ہو جاؤگے ایک عیار یہ سحر کے سبب کو عیار جانتے ہو طیران نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا فرنگی ہی طیران نے کہا

تو کون ہی عیار نے کہا مین نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا مین واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہوگئی ساتھ والون سے کہا اسی مقام پر اُتر پڑو عیار نقابدار جھتر برق ثانی یہ بھلا کب سوتے ہین رات کو واسطے سیر کے جنگل مین نکلے سمک کو جو دیکھا کہ گرفتار ہوا دوڑ پڑے سمک بھی اسکو دیکھکر حیران ہی جی مین کہتا ہی کہ بالکل یہ صورت تو مجھکو برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہی مگر بہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہین ہے مگر ہمشبیہ برق ہی کچھ کچھ صورت مین فرق ہی کمسن مگر بڑا تیز و طرار ہی سمک کو بڑا افسوس ہوا طیران دونون کو گرفتار کرکے لیچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار مین رہتی ہی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیارون کو گرفتار کرکے لاتا ہی عیارون کا نام سُنکر محن باہر نکل آئی سمک کو تو پہچانا کہ عیار طلسم کشا ہی پوچھا ای طیران یہ انگریز کون ہی طیران نے کہا مین نے لاکھ پوچھا لیکن یہ نام نہین بتاتا محن نے کہا جلادون کو بلاؤ ساحر دوڑے دارین استاد کین جلاد آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور ایک نے سمک کو لیا زیر تیغ بٹھایا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اُٹھا رفیقون سے پوچھا ہمارا یار وفادار عیار کہان ہی ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار استاد رات کو برای سیر نکلے تھے سمک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب لشکر محن مین تیاری میدان مُولی کی ہو رہی ہی چارون سرداران طلسم کشا بھی بلائے گئے آفتاب و ہلال و ماہی سحر و نہنگ بحری سب زیر تیغ بیٹھے ہین یہ سُنکر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت مرکب پر سوار ہوا چند بیطلے قراول ساتھ مین واسطے شکار کے آیا تھا کل دوسی سوار ہین مگر نقابدار کو انتہا کا غصہ ہی کہتا ہی کہ عیار ہمارا قتل ہو اور ہم تماشہ دیکھین اُسوقت پر نقابدار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہی تیر و کمان لیکر طیران و محن کھڑے ہوے ہین حکم ہی کہ بارہ ہزار تیرانداز بلاؤ تیرانداز آتے جاتے ہین کہ نعرۂ نقابدار کی صدا آئی پلٹ کر طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش تیغۂ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا دوسی سوارون سے قتل کرتا ہوا آتا ہی محن نے دیکھکر آواز دی کہ ای طیران ان مسلمانون کے مددگار تو جابجا موجود ہین یہ گورا عیار اسی کا ہی طیران نے کہا مین اسکو بھی گرفتار کرتا ہون طلسم کشا بسبب

لوح کے بیچ جاتا ہی یہ کس بھروسے پر بچیگا جیسے ہی نقابدار لڑتا ہوا سامنے پہونچا ساتھ کے سوار تیر اندازی کر رہے ہین جب دو سو تیر چلے دو سو ساحران خطا کار گھوڑون سے گر کے تڑپ کر واصل جہنم ہوے کئی ہزار جوان ان دو سو نے مارے برق ثانی چاہتا ہے کہ کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤن نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہی کہ طیران نے ایک گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی نقابدار جدھر قصد کرتا ہو ادھر نہین جاتا ساتھ والے گھوڑون سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گھوڑ نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین مین انگارے بچھے ہین تڑپ کے جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محق نے کہا نقابدار کے تم چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہی ملازمان محق جو طرف نقابدار کے چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے نہ ہٹانا تمھین ہمارے نام و نشان سے کیا کام ہی ہم طلسم کشا کے مددگار ہین جہان کہین ساحرون کو پائینگے قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑینگے تمھارے دشمن ہین ہماری صورت نہ دیکھنا اس تیور سے نقابدار نے کہا کہ کئی سو ملازمان محق چلے تھے مگر تھرا کر رک گئے کوئی قریب نہین آتا ہر چند محق و طیران غل مچاتے ہین ساحر کہتے ہین قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس جائیگا نقابدار گردن مروڑ دیگا دیکھو کیسا غیر نہ ہو للکارنے سے اسکے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آتا ہی کلیجہ تھراتا ہی مگر آفتاب و ماہی سحر و نہنگ بحری و ہلال تہ دل سے دعا مانگ رہے ہین پکار رہے ہین اے خالق بحر و بر و اے ربا کبر اس بہادر کو بچالے ہم لوگ مارے جائین مگر نقابدار پہ حرف نہ آئے رباعی۔ شاہا ز کرم بر من درویش نگر ✦ بر حال من خستہ و دلریش نگر ✦ ہر چند نیم لائق بخشایش تو ✦ بر من منگر بر کرم خویش نگر ✦ بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا انکا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باد سفید سایہ فگن رہتا ہی پردۂ دنیا سے پلٹا ہوا طرف پردۂ قاف کے جاتا ہی کئی لاکھ نرہ دیو ہمراہ سائیان زربفتی سر پر نقابدار کے کھنچا ہوا تخت زبرجدی پر سوار مرکب سہ چشمی بھی اسی تخت پر پشت عیار

طرار قنطورے لگائے ہوئے کمندین بازوون پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سمک کو پہچانا دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہین پروردگار کو پکار رہے ہین نقابدار کی نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بیقرار ہوکر دیوزادون سے اشارہ کیا کہ تم تو سب ہٹو دیوزاد بیرقین چمکاتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے نقابدار گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان جملہ پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور پر سر نقابدار وہی باز سفید سایہ فگن ہو نقابدار زمین پر آیا پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جس وقت اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا اُلٹا ہوگیا جنھنے سحر کیا وہ گولے تیغ و ناچخ اُلٹے پلٹے اُنھین کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے آیا شانہ تھام کر اسم اعظم پڑھا جسم مین نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے کیسے کیسے گولے نقابدار زرین پوش پر مارے جو گولہ مارا باز سفید سینہ سپر کر دیتا ہو کسی گولے پر پنجہ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ پھٹ کر اُسی مقام پر گر پڑتا ہی محن نے کہا ای طیران نکل چلو اس نقابدار پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باز سفید کیا بلا ہو کہ گولہ پھٹ جاتا ہی اب ٹھہرنا مناسب نہین طیران نے غلطک ماری اُسی طائر کی شکل بنکر چاہا کہ نکل جاؤن باز سفید نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اُڑتا ہوا جاتا ہی جھپٹ کے ایک پنجہ مارا پر نوچ کے پھینک دیے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دونون آنکھون پر دونون پنجے رکھ دیے آنکھین نکالکر پھینک دین طیران کی آنکھون سے دریاے خون جاری باز سفید نے منقار سے سر پکڑا دونون پنجے پنجون سے پکڑ کر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود محن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار رنج و محن ہوگئی نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل کرتا ہوا قریب محن کے پہونچا محن نے نقابدار پر آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر برسائے لیکن نقابدار پر تاثیر نہ ہوئی نقابدار بہ آواز بلند اسم اعظم پڑھ رہا ہو اُدھر عیار نقابدار جست و خیز کرتا ہوا قریب سمک کے آیا قید سمک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چارون سردارون کو نقابدار زرین پوش نے رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کانپی وہ گرمی پیدا ہوئی کہ بھیجے پگھلنے لگے نخل حدت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جابجا زمین شق ہوئی پانی اُبلنے لگا کہ ہزارہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جاکے چمکی خنجر گرنے لگے کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ سمک گھبرایا ہوا آیا عرض کی اے شہریار معرکہ عظیم پڑا غلام قتل ہوگیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا آکر مدد کرنا اور پھنسنا سامان قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا بعد اسکے نقابدار زرین پوش کا پہونچنا بیان کرکے کہا حضور محسن ابھی لڑ رہی ہے ساحر نقابدار کو گھیرے ہوے ہین مگر کسیکا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت و لیاقت ہے غلام کی نگاہ سے ایسا بہادر نہین گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہین ہے کہ اسم اعظم دستیاب ہوا اُسکے بھروسے پر ساحرون کو قتل کرتے ہین کچھ زور بازو دکھائین سمک خاموش ہوگیا جانتا ہے کہ یہ جاہل مزاج ہین مین جو کچھ کہونگا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی کہ طیران قتل ہوا محسن جادو معروف جنگ ہے رستم فوراً سوار ہوے عیوق و جاروق ساتھ ہوے رستم نے حکم دیا کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہمکو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہے سوار ہوکر چلے یہان نقابدار نے گھیر کر محسن کو بھی مارا ساحران باقی مطیع اسلام ہوے اب نقابدار بہ فتح پلٹا چارون سرداران رستم نقابدار زرین پوش کے ساتھ ہین دیوانہ شریر مردم در نے جو سنا کہ آقا جاتے ہین جو بدست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا چار سے دیوانون کو ساتھ لیکر ہمراہ رستم ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا نقابدار زرین پوش کے خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئی سردار چار جانب سے گھیرے ہوے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کمندین بازوون پر توبڑا خنجرون کا لٹکتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہے نقابدار آفتاب سے کہتا ہے آپ لوگ اب جائین اور اپنے آقا سے ملین یہ مال جو لوٹ کا ہے تمھین لیتے جاؤ آفتاب نے مال پر قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہین خیمے چند ارابون پر خزانہ اس لطف سے آفتاب آتا ہے زرین پوش نے کہا اے آفتاب رستم سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ اے شیر بیشۂ جرأت

تم فرزندان صاحبقران مین نہایت پُر قوت ہو ہمسے تمسے امتحان ہوجاے بعد فتح طلسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیجیے لشکر لیکر اُس مقام پر آئیے مقابلہ ہوجاے صرف امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہو مین عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار نے دیکھا رستم پیلتن آتے ہین لوح طلسمی گلے مین تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیوانہ جست وخیز کرتا ہوا زنجیرون کی جھنکار دیوانون کی للکار دیوانے نے جو ہلال کو آتے دیکھا نرزک نرزک کہتا ہوا دوڑا دوڑکر ہلال کے گرد پھرنے لگا کہتا تھا کیون نرزک کہان تھی رستم نے نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا یہ مال نقابدار کو دیدو ہم کیا اس مال کے محتاج ہین آفتاب نے پلٹ کر نقابدار سے کہا نقابدار کو بہت ناگوار ہوا کہا ای آفتاب اب ہم واپس نہ لین گے تمکو دیکھلے آفتاب نے کہا آقا خفا ہوتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ بدون حکم آقاے نامدار مال لین نقابدار نے بڑھکر کہا ای رستم برہم کیون ہو رہے ہو یہ مال تمھارا حصّہ ہی اسمین کیا قباحت ہی رستم نے کہا ہم کیا تمھارے مال کے محتاج ہین صدہا ساحر بہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحرونکو مار کر آپ کو بڑا گھمنڈ ہی نقابدار نے کہا مین صاحبقران سے مدت سے تقاضا کر رہا ہون کہ مجھسے امتحان لیجیے جو آپ کے فرزندون مین مثل آپکے ہو اُس سے مقابلہ کرائیے مجھے لحاظ ہی کہ صاحبقران سے ہم نبرد ہون اور طور سے امتحان ہوجاے اگر آپ کو منظور ہو مجھسے مقابلہ کیجیے مگر وعدۂ حصول پابناے صاحبقرانی ہوجاے رستم نے کہا بسم اللہ جسطرح آپ کو منظور ہو مین امتحان کو موجود ہون صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہی پہلے اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صدہا زیر کیے اور مبیقون مین چھوڑ دیے اسکی کیا حقیقت ہی دیوانہ شریر مردم در تو ہلال سے باتین کر رہا تھا اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کر رہا ہی چوبدست گھماتا ہوا جھپٹا قریب آکر کہا او نقابدار ہوشیار ہوجا آقا سے کلام نہ کر یہ کہکے چوبدست لگائی نقابدار نے کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے دوڑکر چنگل مارا زرہ جسم نقابدار سے نوچ لیگیا نقابدار نے گردن پر ہاتھ رکھ کے

ایک ہلہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے ملگیا دیوانے نے بمشکل سر اُٹھایا تیسرے پیچ پر نقابدار نے دیوانے کو اُٹھایا ہاتھ پر چرخ دیکر کہا ماروں زمین پر کہ استخوان چور چور ہوکر رہجائیں اب دیوانے نے منھہ پھیلایا کہ نقابدار کو کاٹ کھاؤن نقابدار نے ایک طمانچہ مارا دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اُڑگیا تحسین کرنے لگا کہا اے نقابدار مین تجھسے نہین لڑتا نقابدار نے چھوڑ دیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا اے نقابدار بہادر اب آپ کو مین جانے نہ دونگا اسی مقام پر اُترئیے طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے آپکے امتحان ہوجاے تب حال کھلیگا نقابدار نے کہا اگر مین آپ کو زیر کرون تو بابہاے صاحبقران ملینگے رستم نے کہا قبلہ و کعبہ مجھکو خود زیر کر چکے ہین کوئی فرزندون مین ایسا نہین ہی کہ جسکو امیر نے زیر نہ کیا ہو بس میرے زیر کرنے پر باپون کا ملنا ناممکن ہی مگر مین آپ کو جانے نہ دونگا نقابدار بارہ ہزار سوارون سے اُسی مقام پر اُتر پڑا اب بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی نقابدار داخل بارگاہ ہوا باز سفید قبۂ بارگاہ پر بیٹھا رستم بھی آکر مقابلے مین اُترے ساحرون کو آگاہ کردیا جاروق و عیوق و دیوانہ شر پر مردم در یہ سردار ساتھ ہین نقابدار نے بارگاہ مین جاکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین سرداران رستم۔ رستم سے عرض کرتے ہین اے شہریار حقیقت مین نقابدار نہایت زبردست ہی زبانی عیارون کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہی صاحبقران سے بھی گفتگو کر چکا۔ صاحبقران یہی فرماتے ہین کہ جب مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کیجیے آجتک تصفیہ نہین ہوا حضور نے جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سر میدان اسکی مشکین باندھ لونگا غرور جو اسکے دماغ مین ہی نکالدونگا قبلہ و کعبہ کے مرتبے اعلیٰ ہین یہ بیچارہ کیا بانے لیگا شب بھر یہی چرچا رہا کہ چار پہر رات گذر کر صاحبقران زرین پوش بصد شوکت و جوش قلعۂ مغرب سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی لیلی شب دشت نجد مین پہونچی مجنون روز بصد سوز رونق افروز ہوا نقابدار نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے بپشت مرکب سہ چشمی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر میدان مین آیا انتظار مین ہی کہ طلسم کشا

آئین تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوے جاروق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آئے صفیں جمنے لگیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہوے کہ نقابدار زریں پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار میں آکر سلحشوری دکھانے لگا پکار کر آواز دی ای رستم آئیے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھایا رستم کے سامنے آکر قدموں سے لپٹ گیا تلوار کھینچکر گلے پہ رکھ لی کہا ای شہریار غلام کو اجازت دیجیے جاکر نقابدار سے مقابلہ کروں آپ کے اقبال سے مشکیں باندھوں دوڑاتا ہوا خدمت میں لاؤں ناچار ہوکر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچکے گلے پر اپنے رکھی تھی اسوجہ سے رستم نے ناچار ہوکر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا جھکاکر سامنے نقابدار کے آیا آپس میں تگاورزن ہوے تین قدم مرکب نقابدار چھ سات قدم گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل میں اپنے انصاف کرو تو کمی زیادتی ظاہر ہوگئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہی گینڈا اگرمایا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا اب نیزہ اٹھائیے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان سے اپنے کو بچایا گلوگاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑکر عیوق کا پھینکدیا عیوق نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغہ برق تاب کھینچا نقابدار پہ ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو حربے کی پناہ کیا باڑھ بچاکے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا کہا ای عیوق بس زیادہ غصے کو کام نہ فرمائیے عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو چھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اب کشتی میں مقابلہ کیجیے تو آپ کو حال کھلے عیوق غصے میں گینڈے سے کودا نقابدار سے لپٹا دونوں میں کشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو دہ وہ گھسے مارے کہ عیوق اپنی جان سے تنگ مگر مصروف جنگ ہی زرہ پارہ پارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکر لے دوڑتا ہی عیوق ناچار پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہی دوپہر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور عیوق ہونے لگا دوپہر ڈھلتے ڈھلتے نقابدار ایک مقام پہ عیوق کو ریلکر لے دوڑا سترہ اٹھارہ قدم پر لاکر

ہتہ مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنا بہ زمین ہوے نقابدار نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کیا کہ زمین تھرائی پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا عیوق نے چاہا ہٹ ہوکر گرون نقابدار نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت گرا نقابدار نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھین عیوق کو لیکر پلٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ وکبیدہ پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بج رہا ہے تیاریان ہو رہی ہین اتفاقاً افتتاح جادو کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ زوجہ نے کہا صاحب دریافت تو کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری طیران نے جاکر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوگا مگر مین نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا اب تک کسی سردار کو اُسنے روانہ نہین کیا افتتاح نے کتاب اُٹھائی کتاب اُٹھا کر دیکھا کتاب دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ملکۂ عالم غضب ہوگیا طیران و محن نے جاکر بڑی آفتین برپا کین آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زرین پوش سے مقابلہ ہے اُسوقت کئی ساحر موجود تھے کہ اسنے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کون ایسا ہے کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کر کے اُٹھا کہتا ہوا کہ اے ملکۂ عالم غلام کو حکم ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کر دون لوح چھین لون افتتاح و اختتام نے اُسکو خلعت دیا دیلمان تخت پر سوار ہوا اسّی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہان وہ وقت ہے کہ طلسم کشا نے اپنے نام پر کھلے طبل جنگی بجوایا ہے عیوق کے گرفتار ہونے کا بڑا قلق ہے نقابدار نے عیوق کو لا کر قید خانے مین بھیجدیا آب و دانہ مقرر کیا مگر نگہبان کو حکم دیا کہ سردار رستم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے ورنہ ہمکو رستم سے شرمندگی ہوگی پھر رات گئے دربار مین اپنے نقابدار بیٹھا تھا کل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے نقابدار نے کہا ایک سردار جائے رستم کو بلا لائے ہمین اُنسے کچھ کام ہے بہمن تیغ زن کہ طرف دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اُٹھا نقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ مین دینا اور زبانی یہ عجز عرض کرنا کہ اسوقت غلام کے دربار مین جلسہ آراستہ ہو آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ حمیرۂ آتش اس ذرہ بے مقدار کو ممکن ہو اسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آیا گینڈے پر سوار ہو کر چلا لشکر رستم مین آیا ہرکارون نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقابدار آپکے لشکر مین آیا ہی رستم نے چند سردار برائے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ہی ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا رستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہونچایا رستم فوراً اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہیان طلسم کشا ساتھ ہین رفتہ رفتہ بارگاہ نقابدار مین آئے نقابدار نے تعظیم کی رستم کو پہلو مین جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام رستم کو دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساقی بچے نے نقابدار کو دیا نقابدار نے کئی جام پیے سرور جو ہوا پکار کر آواز دی کہ عیوق کو لاؤ ملازمان نقابدار جا کر عیوق کو لائے عیوق سر کو جھکائے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے نقابدار کے آیا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا سب نے جواب دیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق قید سے رہا ہوا نقابدار نے ہاتھ تھام کر عیوق کا خدمت مین رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار حاضر ہی رستم نے کہا آپنے اسے زیر کیا آپ کو اختیار ہے خواہ آپ کی یہ اطاعت کرے خواہ اسکو قتل کیجیے نقابدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے اسنے امتحان کیا مین اسپر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہی جب سے زیر ہو کر آیا ہے اسنے آب و دانہ نہین کھایا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلو مین جگہ دی عیوق شگفتہ ہو کر بیٹھا نقابدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق بھی جام شراب پی کر مسرور ہوا نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ ایک گائن شوخ شنگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و انداز بتا بتا کے گانے لگی۔

نظم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان ہمارے ہین
کسنے جا جا کے وہان جوڑ نہین مارے ہین

متلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہین
جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہین
مضمحل ہجر مین اعضاے بدن سارے ہین
اک اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہین
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچین گے
تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہین ہارے ہین
دمبدم قتل ہوا جاتا ہے کیون نخل حیات
آمد و شد یہ نفس کی ہے کہ دو آرے ہین
ہین یہ از قند و نبات آپ کی میٹھی باتین
لب شیرین نہین گویا یہ شکر پارے ہین
کوئی بلبل بھی وفادار ہے ہمسا صیاد
چھری کیا کھا کے ترے باغ مین چہکارے ہین
گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائین گے
آج اگرچہ تری دانست مین ناکارے ہین
وہ سنایا جو فرشتون نے سُنا تھا نہ کبھی
عالم جذب مین مجذوب جو بنکارے ہین
بات سے اپنی پھرین قول یہ مردون کا نہین
ہو سو ہو اب تو ہم اُس بُت سے سخن ہارے ہین
ہم کہان تم کہان پھر گل کہان گلزار کہان
مغتنم گلشن ایجاد کے نظارے ہین
دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سل آخر
لہو تھوکے ہین جو ہم کھانس کے کھنکارے ہین
اپنے ہمچشمون سے ہم رہ گئے کس وادی مین
قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہین
بھاگ نکلے ہین فرشتے بھی دبے پاؤن رند
یا علی کہکے جو ہم گور سے للکارے ہین

نقابدار نے سب طرح کی خاطر کی ناچ راگ و رنگ جب ہو چکا اور رات کم باقی رہی تو نقابدار اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے رستم حقیقت مین تم اپنے وقت کے رستم ہو مین تم سے نہین لڑ سکتا مین تو صاحبقران کا ہم نبرد ہون رستم نے کہا اسطرح مین آپ کا پیچھا چھوڑتا ہون کہ کبھی قبلہ و کعبہ کا نام نہ لیجیے گا نقابدار نے کہا کہ یہ عہد تو مین کبھی نہ کرونگا اس عہد کا تو خدا سے خواہان ہون جہان صاحبقران ملین گے اُنسے بھی یہی عرض کرونگا کہ کسی امتحان پر قرار دیجیے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اُس امتحان کو بجا لاؤنگا ورنہ بہ ناچاری مقابلہ کرونگا اے رستم یہ ملحوظ رہے کہ بانہاے صاحبقرانی مجھی کو ملین گے مین نے تو یہ بھی صاحبقران سے عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمائیے اگر وہ حکم دین تو بانے مجھے مرحمت کیجیے اگر منع کرین اور مجھ سے یہ فرماوین کہ تو لائق بانہاے صاحبقرانی نہین ہے پھر مین اُس دن سے نام نہ لونگا صاحبقران نے اسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ بزرگان دین

کو میری سپاہ گری مین کیا دخل ہے غرضکہ ان باتون کا فیصلہ ہوگا دیکھون کس مقام پر میرے دم نکلے تصفیہ ہو رستم کہتے ہین کہ ای نقابدار طبل جنگی بج چکے سب خرد و کلان آگاہ ہوے اب میرے تمھارے کل فیصلہ ہوجانا بہتر ہے نقابدار کہتا ہی اے رستم میرے تمھارے فیصلہ ناممکن ہے مگر رستم بگڑ رہے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا لشکر مین ہاتھی گھوڑے چھوٹنے لگے نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیا آفت برپا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ لشکر مین حضور کے اسقدر برف برس رہی ہی کہ سفید پہاڑ بنگئے ہین ہزارہا آدمی زیر برف دب گئے ہین اہل لشکر فریاد کر رہے ہین نقابدار باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر والے بھاگے جاتے ہین بڑے زور و شور سے برف برس رہی ہی مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اُس مقام پر برف نہین گرتی نقابدار نے گھبرا کے کہا ای عیار دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہے ہزارہا بندگان خدا زیر برف دبگئے ہین ہاتھی گھوڑے جو چھوٹے ہین لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہین نقابدار جس مقام پر جا کر کھڑا ہوتا ہی اسم اعظم پڑھتا ہے اُس مقام پر برف موقوف ہوجاتی ہے پہاڑ برف کے پگھلتے ہین بندگان خدا ہمراہیان نقابدار جو زیر برف دبے تھے وہ اُٹھ بیٹھتے ہین اور کہتے ہین حضور کی آواز سُنکر دل مین طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو سہ چشمی ہی وہ بھی چھوٹا ہوا پھر رہا تھا اُسکو نقابدار نے پکڑ لایا تو بدحواس پھر رہا تھا نقابدار نے اسم اعظم پڑھ کے اُسکی پشت پر ہاتھ رکھا مرکب رکا بغلون مین نقابدار کی منھ ڈالنے لگا رستم نقابدار کے ساتھ ہین جس مقام پر یہ بھی جاتے ہین برف موقوف ہوجاتی ہے کہ سمک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار یہی آفت آپکے لشکر مین ہے آفتاب و شہرت و جلال وغیرہ سحر کر رہے ہین مگر برف نہین موقوف ہوتی ان ساحران نامی نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسا رہے ہین مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہین ہوتی عیار نقابدار جو پہلو مین کھڑا تھا یہ کہکے بھاگا کہ حضور مین خبر لاتا ہون صورت بدلتا ہوا بیرون لشکر آیا کنارے پر لشکر کے آکے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اُسپر لکہ ہاے ابر جمع مین وہ لکہ ہاے ابر وہان سے بھڑک کر آتے ہین اور اس ابر مین آکر ملجاتے ہین ابر کو زور

ہوتا ہی برف کے برسنے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اس پہاڑ پر کوئی ساحرہ ہے اُسی کے سحر نے یہ تلاطم کیا ہی یہی معرکہ کنارے پر سے سمک نے بھی دیکھا سمک آگے بڑھ گیا قریب پہاڑ کے آکے پکارنے لگا کہ اے ملکۂ عالم مجھے خداوند نے بھیجا ہے دیلمان جادو کہ پہاڑ سے سحر کر رہا تھا اسنے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ عیار آئے جھک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہو ملکہ ملکہ کہکر پکار رہا ہی دیلمان نے پکار کر آواز دی اے ساحر کیا ہی کسنے تجھے بھیجا ہی سمک نے پکار کر آواز دی کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر نے بھیجا ہی نامہ لیکر آیا ہون دیلمان جادو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اُس بداقبال نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر چمکتی ہوئی زیر کوہ آئی دیلمان نے آواز دی اس زنجیر کو پکڑ کر چڑھ آ۔ سمک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پانٔون مین لپٹ گئی دیلمان جادو نے سمک کو اوپر کھینچ لیا جب سمک بالاے کوہ پہونچا دیلمان نے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی پکار کر آواز دی او نا عیار اب مین ان دونون لشکرون کو مثل خس و خاشاک کے بہا دونگا اور تجھکو ابھی قتل کرتا ہون اتنا بھی نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہی یا عورت سحر کر رہی ہی مگر کیا کیجیے ہین تم لوگون کے کہ فوراً آ دوڑ پڑے ملکہ ملکہ کہکے پکارنے لگے مین آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب ہین جو آکر پکارنے لگے یہ کہکر خنجر گھسیٹا چھاتی پر سمک کی چڑھ بیٹھا چاہتا ہی خنجر گلے پہ رکھون درخت جو بڑے بڑے گرد کوہ تھے اُنمین ایک درخت کلان بہت بلند تھا تے اُسکے بڑے بڑے پتون مین کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آواز نحیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ کوئی درد رسیدہ رو رو کر کچھ کہہ رہا ہی دیلمان جادو چھاتی پر سمک کی سوار طرف نخل کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین بھاری کپڑے پہنے ہوے آسمان سے اترتی ہوئی آتی ہی جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آسمان سے سحر کرکے آئی ہی مگر پکارتی ہوئی کہ اے دیلمان ذرا ٹھہر جاؤ مین آتی ہون یہ کہتی ہوئی زمین پر پہونچی بڑی بڑی آنکھین دیلمان پر جو نگاہ ڈالی دیلمان فریفتہ ہوا ساحرہ نے اشارہ کرکے آواز دی اے دیلمان ہم تو تمھارے مشتاق ہوکر آئے ہین اور تم عیار کے قتل مین مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

فرمایا ہی تمھارے سحر پر ناز کر رہے ہین فرماتے ہین میرا بندہ خاص کیا مزے سے سحر کر رہا ہی مین سامنے گا رہی تھی خوش ہوکر فرمایا ای زہرہ فلک تم اپنے کو پہونچاؤ پاس دیلمان کے جاؤ جاکر ہمارا پیغام پہونچاؤ کہنا کہ تمنے ہمارا سحر بڑے مزے سے کیا ہمین نے تمھارے دل کو روشن کر دیا خانۂ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سماک کو تمنے گرفتار کیا یہ بلا کا عیار ہی بیٹا عمرو کا اسنے سیکڑون کو دھوکا دیا اسطرح جو مسکراکر اُس نازنین نے کہا دیلمان نے سماک کو چھوڑا سحر کر دیا کہ اُٹھ نہ سکے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کیا کہون کیا دل کی کیفیت ہی تمکو دیکھکر میری یہ حالت ہی کہ کہہ نہین سکتا نظم

میلادن

خرمن عمر جلی تیرے لب خندان سے — برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
زلف سے چھوٹ کے نگہ الجھی رخ جانان سے — لیگئی کعبے کو قسمت مجھے ہندستان سے
روز مولود سے ہی اہل حقیقت کا خیال — بوے خون آتی ہی دایہ کی مجھے پستان سے
مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے — تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے — سر کٹے پر نہ ہٹے پانون مرا میدان سے
نیک طینت کو بدی کا نہین منظور غرض — انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے
صحبت یار و رقیب آنکھون مین پھر جاتی ہی — داغ ہوتا ہی مجھے لالۂ نافرمان سے
آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی + — صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے
پست فطرت کو نہ ہو رتبہ اعلیٰ حاصل — ایک تہ خانے کو دیکھا نہ بلند ایوان سے
امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ — ہاتھ آتا ہی کفن دزد کو کیا عریان سے
بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش — یار تک نامہ پہونچ جائے کسی عنوان سے

نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ صاحب مجھکو قدرت نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہی تم مجھسے لگاؤ کی باتین کرتے ہو ان باتون سے مجھے معاف رکھو مین اور باتون کے قابل نہین ہون مین ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائین گے مجھے تمھارے لگاؤ سے بچائین گے اسطرح کی باتین اُس نازنین نے کین کہ دیلمان جادو سحر کرنے سے رُکا برف کی

وہان کمی ہوئی دیلمان نے ہاتھ تھام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آتی ہو نازنین نے جواب دیا کیون صاحب اس پہاڑ پر بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ شراب وکباب کا بھی چرچا ہو دیلمان نے خوش ہو کر جواب دیا مین سات دن کا وعدہ کر کے آیا تھا چند گلابیان ساتھ لایا تھا سب تو پی چکا ہون لیکن یہ دو باقی ہین نازنین نے دونون مین سے ایک گلابی اُٹھائی اُسکو سونگھا سونگھکر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور کہا صاحب مجھے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو ڈہکانے لگی آخر کار جام شراب لبون سے لگا کر کہا ایک سانس مین پیو دیلمان تو صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا پیتے ہی مبہوت ہوا یکبار اُٹھا کہ قلب مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہنے لگا کیون صاحب یہ کیا ماجرا ہے دل گھبرا رہا ہے معلوم ہوتا ہے پہاڑ اُڑا جاتا ہے نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمین گود مین آ کر اُٹھا لیجا دیکھو خداوند بھی آتے ہین بے طرح ہاتھ نہ لگانا دیلمان اپنے مقام سے اُٹھا چٹکیان بجاتا ہوا چلا جا رہا گود مین اُٹھا لاؤن پتھر کی ٹھوکر لگی منھ کے بھل گرا نازنین کا یا تو پنجۂ نگارین تھا یا پنجۂ جلادی بنگیا خنجر کمر سے کھینچکر نعرہ کیا منم عیار نقابدار زرین پوش یہ کہکے خنجر مارا کہ دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر مار کر بھاگا سمک یلداقی پیچھے چلا یہان نقابدار نے دیکھا برف سب پانی ہو کر بہگئی رستم اپنے لشکر مین تھے جو لوگ بیہوش ہو کر گرے تھے اُنپر لوح چمکاتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم نے دیکھا ایک دناٹا ہوا برف پانی ہو کر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سمک آ کر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقابدار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر سے تھی رستم نے کہا لشکر نقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سمک جو لشکر نقابدار مین آیا دیکھا لشکر نقابدار تیار ہو رہا ہے گھوڑے کسے جاتے ہین سمک نے پلٹ کر رستم سے خبر کہی رستم نے کہا مین نقابدار کو نہ جانے دونگا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے رستم جب قریب پہونچے دیکھا نقابدار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی اے نقابدار بہادر وعدے کے خلاف کرتے ہو نقابدار نے پکار کر جواب دیا اے رستم آپ سے مین مقابلہ نہین

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جبتک مین زیر نہ ہونگا یا ہمارے صاحبقرانی ہرگز نہ دونگا اور مین بانے اُنسے لونگا رستم نے کہا اے نقابدار جھگڑا ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہوجائے نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمایئے ہمارے آپکے مقابلہ نہ ہوگا یکلخت نقابدار نے حکم دیا کئی لاکھ نرہ دیو صحرا سے بیرقین لیے ہوے آئے سائبان زربفتی سر پر نقابدار کے کھنچا نقارے پر چوب پڑی اُسی وقت شوکت وشان سے نقابدار رواہ ہوگیا رستم دیکھتے رہگئے شوکت وشان نقابدار دیکھکر ایک حیرت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہے عیار بھی عرض کرتا ہے کہ حضور اصل یہ ہے کہ جو شوکت ولیاقت نقابدار نے پیدا کی ہے آجتک کسی جلیل کی یہ شوکت نہین دیکھی رستم ناچار ہوکر پلٹے داخل بارگاہ ہوے سب سردار آکر جمع ہوگئے سب کے یہ قول ہین کہ حضور لینے کو باغ نسترن پہونچائین عرصہ کرنا باعث خرابی ہے بیچ مین سرحداران نسترن مین افتتاح و اختتام کے ساحران کامل واکمل ہین بڑے بڑے فتور کرینگے یہ ساحر اُخین کا فرستادہ تھا کہ لشکرون کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اُسکے مکر سے مہلت پائی ایسے غضب کا سحر تھا کہ ہمارے رفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے شہرت نے کہا مین نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ برسائی لیکن برف دفع نہوئی عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہان تو یہ ذکر ہین اُدھر افتتاح جادو سے اختتام نے کہا کیون صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دیلمان نے جاکر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی کہ دونون لشکر معرض زوال مین ہین وہ جاکر اُسنے برف برسائی ہے کہ طلسم کشا اور نقابدار بچین گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دیلمان کا لاشہ اُڑتا ہوا آیا سامنے افتتاح کے گرا سینہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا پکارتا ہوا کہ میرے آقا کو عیار نقابدار زرین پوش نے مارا عیار طلسم کشا کو پکڑ لیا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار نقابدار زرین پوش اس صورت پر پہونچا کہ دیلمان کو دیوانہ کر دیا آخر مار لیا افتتاح نے جھلا کر چند نامے سرحداران کو لکھے مضمون ہر ایک کا یہ تھا کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہین اگر باغ نسترن مین پہونچے تو تم سب کے لیے باعث خرابی

ہو گا جسطرح بنے بڑھکر طلسم کشا کو روکو۔ صمصام جنگ آزما ایک پہلوان ہو اپنے قصر مین بیٹھا ہو کہ نامہ افتتاح پہونچا طائر نے لاکر نامہ گود مین گرایا صمصام نے نامہ پڑھا مثل برق کے چمکا اپنے رفیقون کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر جوانان زبردست مرکبون کو تیار کر کے سامنے آئے صمصام تیز ہو کر اُٹھا محل مین آیا دختر اسکی مینوش شیرین کلام باپ کو دیکھکر برائے تعظیم اُٹھی سلام کیا کہا کیون باوا جان آج آپ نے ہتھیار کیون لگائے ہین در دولت پر کیسا غلغلہ ہے صمصام نے کہا اے نور نظر اصل کیفیت یہ ہو کہ طلسم کشا تحفہ جات حاصل کر کے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم مین آگیا ہو کئی مقام فتح کیے اب طرف باغ نسترن کے جاتا ہو کسی کے روکے نہین رکتا افتتاح و اختتام ہمارے افسر ہین اُنھون نے نامہ لکھا ہو مین برائے مقابلہ طلسم کشا جاتا ہون مینوش رونے لگی کہا اے والد نامدار مین نے حالات طلسم کشا سُنے بڑے بڑے ساحر اُنکے ساتھ ہین مالک لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگامون سے بچے اور ان چیزون کو پایا آپ بے سمجھے مقابلے مین نہ جائیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا اے نور نظر مجھے تحفہ جات کا کیا خوف مین بزور اُسے زیر کرونگا اسی وجہ سے افتتاح نے نامہ پہلوانون کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہین گے پہلوان بہ آسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات اُتار لیگا ہمارا کیا کر سکین گے **مینوش** خاموش ہو رہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہوا **قمقام** بلانوش بھائی کو اپنے دو لاکھ فوج سے برائے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑا آپ سوار ہو کر چلا مینوش کو باپ کے جانے سے نہایت ملال تھا فنون سپہ گری مین طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق تھی قمقام کو عرضی بھیجی کہ اے عم نامدار والد کے جانے سے دل کو تشویش رہتی ہو بہت جی گھبراتا ہو اگر آپ حکم دین تو مین برائے سیر و شکار کے جاؤن اپنے دل کو بہلاؤن شاید میرے آنے مین دو چار دن کا عرصہ گذرے تو آپ تشویش نہ فرمائیے گا مین بہت جلد حاضر ہونگی **قمقام** نے عرضی پر دستخط کیا کہ اے نور نظر باپ تمھارے یہان نہین ہین شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھکر مینوش نے کنیزون سے اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزون نے سب اسباب شکار کا درست کیا بارہ سی

کنیزین مسلح ہوکر سامنے آئین مینوش ایک مادیان بحری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے چلی صحرا مین شکار کھیلنے لگی تمام صحرا طائران چرند و پرند سے خالی کر دیے کئی راتین اُسی صحرا مین گذرین سب نے عرض کی اب واپس ہوجیے چچا صاحب آپ کے انتظار کرتے ہونگے مینوش کی پشت پر بارہ سو کنیزین سب کے ہاتھ مین نیزے پھریرے اُڑتے ہوے اس شوکت سے مینوش آتی ہے کہ جس صحرا مین گذر ہوا ہنگامہ پڑ گیا قضاے کار بادشاہ جمجاہ کہ بہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکر کہ اسنے شاہ کو لاکر باغ نگارین مین رکھا ہے بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہین ایک روز گھبرا کر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ سقناطیس نے نگہبانون سے کہا شمس کاہن کو خبر کرو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہے نگہبانون نے جاکر شمس سے اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا ہے آ کے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہے بادشاہ نے فرمایا اے شمس تمنے ہمکو ایسے مکان مین رکھا ہے کہ سواے اس مکان کے کوئی شی دکھائی نہین دیتی اگر تمھاری خوشی ہو یہ جو قصر مین دریچہ ہے جسکے باہر صحرا ہے اسکو کھول کر اسمین بیٹھا کرین صحرا کی کیفیت دیکھا کرین اس حیلے سے دل کو بہلائین یہ سُنکر شمس نے کہا غلام جانتا ہے کہ حضور صاحب اقبال ہین لشکر اسلام کے تاجدار ہین آپ کا ایک مقام پر رہنا نا ممکن ہے مگر غلام اس فکر مین ہے کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آئے تب آپ کو لشکر مین داخل کرون اس سیر سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی مین بدل وجان مطیع سرکار ہون بسم اللہ دریچہ کھولدیجیے لیکن یہ عرض ہے کہ غلام کی خدمتگذاری کا خیال رہے کہ آپ کے ذریعہ سے صاحبقران سے ملون مجھکو بھی شرف حاصل ہو یہ کہکے شمس نے خود دریچہ کھولا بادشاہ کے لیے مسند لگا دی مقناطیس سے کہا شہریار کا خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہین تشریف لیجائین مقناطیس نے کہا مین آٹھ پہر خدمت مین رہتی ہون نوبہار نے عرض کی اے شمس مطمئن رہنا غیر ممکن ہے کہ یہان کوئی آئے شمس نے کہا اے نوبہار ہزارہا ساحر تلاش مین آپ لوگون کی نکلا ہے ایسا نہو کوئی اس راز سے آگاہ ہو جائے کسی کی یہ مجال نہین کہ مجھپر نگاہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہوگا کہ شمس نے بادشاہ کو قید نہ کیا بہ آرام رکھا نوبہار نے کہا کوئی ساحر نہ آئیگا اگر آئیگا تو زندہ پلٹ کر نہ جائیگا

شمس بخوبی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ آکر دریچے مین بیٹھے اب اس دریچے مین بیٹھے ہوے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہین ایک روز پہر دن چڑھا تھا بادشاہ دریچے مین بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی پھرہرے اُڑتے ہوے گرد سے نمایان ہوے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک نقابدار بادلہ پوش پشت پر بارہ سو نقاب پوش رواروی کرتے ہوے آتے ہین جب قریب قصر کے وہ نقابدار پہونچا بہ نگاہ غور طرف دریچے کے دیکھنے لگا باگ جو ڈھیلی ہوئی کمیت بدلگامی کرنے لگا مادیان نے جست کی جست کرنے مین نقاب چہرے سے ہٹی بادشاہ نے دیکھا کہ پردۂ ابر ہٹا ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت مہ جبین بقول شاعر نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کیے اُسمین سرمہ کا تھا

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین استاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
شہباز نے واکیے تھے بازو

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شراب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

سراپا خوب معشوق مرغوب سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایان سینے پر نار پستان کا ابھار جنت الماویٰ کے انار چہرۂ آفتاب عالمتاب ابروے خمدار تلوار جوہر دار یا ہلال فلک خوبی کہیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کہیے پشت مرکب پر سوار پودھے پر ہاتھ پڑا ہوا نیمچہ کمر مین سپر پشت پر ہلال و آفتاب فلک فتح و ظفر آنکھین نرگس شہلا یا بادام کہیے یا دیدۂ غزال کہیے ناظرین سمجھ گئے ہونگے مینوش شیرین کلام دختر صمصام جو برائے شکار نکلی اسطرف بگذر ہوا مینوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق خوبرو ماہرو سمن بو خوشخو جمال بے مثال دیکھکر پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی بادشاہ ادھر تھرا کر گرے وہ نازنین جو لہرا کر گرنے لگی بیہوش ہونے لگی کنیزون نے بڑھکر سنبھالا بادشاہ جو گر کر بیہوش ہوے مقناطیس و نوبہار نے بڑھکر سر انور زانو پر رکھا نوبہار نے زلف عنبرین کی خوشبو سنگھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا دہان کنیزون نے جو بڑھکر اُس نازنین کو سنبھالا لیکر

طرف صحراے سبزہ زار کے نکل گئین وہان جاکر بارگاہ استادکرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا گلاب وکیوڑہ و بیدمشک چھڑکا اُس مہ جبین نے بمشکل آنکھ کھولی گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی سامنے اُس روے زیبا کو نہ پایا دل بھر آیا کنیزان رازدار جو خدمت مین حاضر ہین اُنھون نے عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان پاتے ہین خیر تو ہی اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہی آپ حالت پریشانی مین کیون چار جانب دیکھ رہی ہین خیر خواہان سرکار گھبرا رہے ہین ہمسے تو حال دل کہیے کیا دیکھا کہ جس سے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہی ملکہ نے گھبرا کر جواب دیا صاحبو تمسے کیا کہون کیونکر خاموش رہون کیفیت تو اپنی یہ ہی نظم

آستانِ یار تک اپنی رسائی کیجیے
جی مین ہی دربان سے اُسکے آشنائی کیجیے
مثل آئینہ مصاحب ہو جیے اُس حور کے
شانہ سان گیسوے پیچان تک رسائی کیجیے
پانؤن پھیلا کر شب وصل صنم مین سوئیے
بالش سر دست جانان کی کلائی کیجیے
نالہ و فریاد سے اُنکے تنگ آئے ہین لوگ
ذبح ہون یا اب اسیرون کی رہائی کیجیے
زنگ دل ٹٹتا نہین ہر دم کدورت ہی زیاد
تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے
خون ہو جائین لہو تھوکے کوئی صاحب کو کیا
آپ منھدی مل کے دست و پا حنائی کیجیے
اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے
لاکھ خط منڈوا کے عارض کی صفائی کیجیے
چار دن کی دوستی کا ہی زمانے مین رواج
کس توقع پہ کسی سے آشنائی کیجیے
بیٹھ رہیے بنکے وان دریوزہ گر دیوار کے
اُس شہ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے
زیر گردون رہ قمر قسمت آزمائی کی بہت
اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کنیزون نے حیران ہو کر کہا لونڈیان اِس پہیلی کو نہین سمجھین ملکہ نے کہا جہان مادیان نے بدنگاہی کی تھی اور مین بیہوش ہو گئی تھی وہان سے مجھے کیون لے آئین اُس مقام پر تھوڑی دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پاجاتا اتنا تو ثابت ہو جاتا کہ وہ گل کس گلستان کا ہی ماہ کس آسمان کا ہی اگر قریب ہو سکتی تو یہ پوچھتی فرد اگر شاہے ترا آخر چہ نام است + وگر ماہی ترا منزل کدام است + اس مضمون مین شاعر گرامی و نامور بیان قمر کیا خوب ارشاد فرماتے ہین۔ نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دلمین رہتے ہین
گل لالہ مین مسکن ہی مہ کامل مین رہتے ہین
خیال مہ جبینان عاشقون کے دلمین رہتے ہین
یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین
نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پہ آکر بیٹھکے وہ غیرون سے کہتے ہین
قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین

تم لوگون نے جلدی کی مجھکو لے آئین مین نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جاتا شاید بہ سبب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ وہان تک جائے نام تو دریافت کر آئے یہ تو مین جانتی ہون کہ وہ باغ نگارین شمس فلک ہفت پیکر کا ہی مگر یہ کون شخص ہی کہ جو دریچے مین بیٹھا تھا سمن رخ نامے کنیز نے عرض کی اگر حکم ہو تو لونڈی جائے مفصل دریافت کرکے آئے سمن رخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہی مردانے کپڑے پہنکر طرف باغ کے چلی یہان بادشاہ جمجاہ جب ہوشیار ہوئے تو گھبراکر طرف صحرا کے دیکھنے لگے مقناطیس و سنگبار و نوبہار عرض کرنے لگین کہ ای شہریار آپ دمبدم طرف صحرا کے دیکھتے ہین چہرے پر اُداسی معلوم ہوتی ہی لونڈیون کو آگاہ فرمائیے جو تردد ہو اُسمین کوشش کرین شاید ہماری کوشش سے ملال سرکار کا دفع ہو سعد نے سر جھکالیا کہا ای مقناطیس مین کیا بیان کرون تم لوگون کے سامنے کچھ نہین کہ سکتا چاہتا ہون کہ ضبط کرون نہین ہوسکتا مگر حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکر خاموش رہون کیا کہکے دل کو سمجھاؤن کیونکر اُس ماہ پیکر کو پاؤن دل کی عجب کیفیت ہی نئی صورت ہی۔

نظم

زیست بے یار مجھکو ہستی ہی
شہر ویران اُجاڑ بستی ہی
ہی جہان پر مرا قدم بھاری
ہر قدم پر زمین دھنستی ہی
وہ پری ساتھ لے کے سوتا ہون
حور جسکا پلنگ کستی ہی
ہی حقیقت مجاز سے مطلوب
بت پرستی خدا پرستی ہی
اُسکے کشتے ہین زندہ جاوید
نیستی اُنکی عین ہستی ہی
ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب
بے زبانون کی ہند بستی ہی
خاکسارون کی ہی یہی معراج
سربلندی ہماری پستی ہی

کئی دن سے ہی گھات مین صیاد
عندلیب آج کل مین پھنستی ہی
اس مرقع کی دیکھو ہر تصویر
کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہی
منزل عشق کی ہے رہ ہموار
نہ بلندی ہی یان نہ پستی ہی
زلف اُسکی سیاہ ناگن ہی
مار رکھتی ہے جسکو ڈستی ہی
ایسے جینے پہ زندہ خاک پڑے
موت اس زندگی پہ ہنستی ہی

تمنے خیال کرکے نہین دیکھا یہ دریچہ کھولنا میرے واسطے سدّ باب عیش ہوا تمنے خیال کیا ہوگا سامنے سے گرد اڑی ایک ماہ پیکر رشک قمر مادیان بحری پر سوار سپر و شمشیر لگائے ہوے بہ قول شاعر۔ فرد۔ اکڑ کے پنجون کے بل پہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہون اُس ادا کا + سجا سجایا کھنچا کھنچا یا یہ چھب تو دیکھو غضب خدا کا + یہ مین نے دیکھا کہ حال اُسکا بھی ابتر ہوا مین ادھر غش کھاکے گرا اُدھر کنیزون نے اُسکو سنبھالا لیکر نکل گئین مین نے چاہا تھا اپنے کو سنبھال کے آواز دون کہ ای جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کرنے کے لائق نہ رہا ایسا غش آیا نوبہار کہ عاشق صادق ہی اسنے عرض کی حضور مطمئن رہین مین پتہ لگاتی ہون اور ابھی جاتی ہون اگر ملجاے تو حضور کے عیار کو تلاش کرکے لاؤن یہ کہکے نوبہار چلی مگر فیروزہ بن عمرو بادشاہ سے جدا ہوکر چند دن ہمراہ طلسم کشا رہا آخر گھبرایا اور سوچا کہ انکے ساتھ رہنے سے کیا نفع ہی مین اپنے آقا کو خود تلاش کرون یہ سوچکر لشکر رستم سے نکلا ایک صحرا مین جاتا ہی دیکھا ایک جادوگرنی زیر شجر بیٹھی سحر کررہی ہی جب ماش کے دانے اُچھالتی ہی شجر خشک بارور ہوتے ہین صحرا کو سرسبز و شاداب کررہی ہی فیروزہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنا اور گاتا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

بیابان کو بھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا
سر شوریدہ کو پائے غزالان پر بھی دھر دیکھا
تری مستانہ آنکھون کی گردش کا اثر دیکھا
مے گلرنگ سے سو سو طرح پیمانہ بھر دیکھا
سواد گیسوئے مشکین مین ظلمت شام کی پائی
بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا
محبت مین مزا ملتا ہی ایذائین اٹھانے سے
اُسی کو ہمنے چاہا جو حسین بیداد گر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا مین
جسے دیکھا اُسے آلودہ گرد سفر دیکھا

دل سوزان کی حالت سینۂ سوزان مین یاد آئی
کسی مجمر مین ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا

خریدار محبت آئے تھے بازار عالم مین
وہی سودا کیا ہمنے کہ جسمین دردسر دیکھا

نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیرون سے
کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا

ہوئی ہین کیا سمجھ کر پردہ فانوس سے باہر
مگر شمعون نے پروانون کو بھی بے بال و پر دیکھا

جگر خون ہو گیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے
خموشی مین بھی مظلومون کی نالے کا اثر دیکھا

یہ مستغرق تصور مین ہوئین اُس طاق ابرو کی
پھرین اپنی نگاہین جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا

فراق یار مین جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہی
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا

بدخشان و یمن چھانا لگائے غوطے دریا مین
نہ لب سا لعل ہی کوئی نہ دندان سا گہر دیکھا

گانے کی آواز جو اُس ساحرہ نے سنی پکار کر آواز دی بی گانے والی ذرا ہمارے پاس آؤ فیروزہ جھپٹ کے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا گلرنگ جادو میرا نام ہی افتتاح تاجدار کی ملازم ہون اُسنے اس صحرا کی آبادی کا حکم دیا ہی اسکو آباد کر رہی ہون فیروزہ بیٹھ گیا اب گلرنگ نے کہا کیون صاحب تم کون ہو اس جنگل مین جو اسطرح پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا مین رازدار خداوند ہفت پیکر ہون ابھی صحراے بے خس و خاشاک مین تھی حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گلرنگ کے جاؤ تو کیون بی گلرنگ مین بحکم خداوند تمھارے پاس پہونچی لیکن شراب بھی ممکن ہی ایک جام ہم پئین اور ایک تمکو پلائین گلرنگ نے کہا مین ابھی شراب لاتی ہون یہ کہکے اُٹھی دو گلابیان شراب کی ڈھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لبریز کیا پہلے خود پیا دوسرے جام مین گھائی سے بیہوشی ملادی سامنے گلرنگ کے پیش کیا گلرنگ نے چاہا پیون مگر سحر کر رہی ہی ایک ماش کا دانہ جو شراب مین پڑ گیا شراب شعلہ بنکے اُڑ گئی جام ٹوٹا گلرنگ نے للکار کے آواز دی ارے تو کون ہی فیروزہ نے اپنے دلمین کہا تیرا انتظام مٹا نیمچہ کھینچکر نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمرو ساحرہ نے اپنے کو گرا دیا فیروزہ جست کر کے بھاگا گلرنگ نے نعرہ کیا او مکار تو کہان جاتا ہی بے سبب میرے قتل کو آیا اب مین کب تجھے جانے دیتی ہون فیروزہ قریب سو

قدم کے نکلگیا تھا کہ گلرنگ نے آواز دی ای نسیم سحر خیز اس عیار کو لینا ایک جھونکا ہوا کا چلا فیروزہ زمین پر گرا گلرنگ پنجہ کھینچکر چلی اوسوقت فیروزہ کی بیقراری بلک بلک کے پکار رہا ہی ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی تو مدد کر نظم

توگوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب   دعاے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہاندہ دانم ترا   درین عاجزی چون نخوانم ترا

رباعی - شاہا ز کرم بر من درویش نگر + بر حال من خستہ و دلریش نگر + ہر چند نیم لائق بخشایش تو + بر من منگر بر کرم خویش نگر + گلرنگ پنجہ کھینچے ہوے کلمات سخت زبان پر لاتی ہے کہ پہونچکر اسکو قتل کرون مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبہار جو تلاش فیروزہ مین نکلی تھی آسمان سے اسنے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہی اور ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی نوبہار حال فیروزہ دیکھکر گھبرا گئی کہ مین ذرا رکی اور اُسنے پنجہ مارا پنجہ مثل برق کے چمکتا ہوا ہاتھ مین ہی اور بہت ہی بدظن ہو رہی ہی نوبہار نے بجلی کمان سے نکالکر پھینک ماری ایک برق جندہ گلرنگ پر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوے نوبہار کو اطمینان ہی کہ فیروزہ کو ساتھ لیچلونگی لیکن مرنے سے جو گلرنگ کے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین فیروزہ بھاگا جنگل مین گھس گیا درختون کی آڑ پکڑے ٹلتا ہوا جاتا ہی نوبہار بہ اطمینان زمین پر آئی دیکھا لاشہ گلرنگ کا پڑا ہی فیروزہ ندارد گھبرا گئی کہ یہ کمبخت کہان گیا پکارتی ہوئی چلی ای فیروزہ بن عمرو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی مین ہون نوبہار یہ کہکے بلند ہوئی دیکھا ایک نخل کی جڑ مین چھپکر فیروزہ بیٹھا ہی نوبہار کڑک کر گری فیروزہ کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اڑی فیروزہ کا تڑپنا پھڑکنا کبھی کہتا اری تو کون ہی جو مجھکو لیے جاتی ہی مین بیچارہ تو غریب مسافر فقیر مذہب جنگل مین پڑا رہتا ہون مجھکو کہان لیجائیگی نوبہار کچھ جواب نہین دیتی تھوڑے ہی عرصے مین باغ نگارین مین لاکر اُتارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند پر سرنگون بیٹھے ہین چہرہ اُداس عالم یاس کچھ اشعار پڑھ رہے ہین بیٹھی مقناطیس و مشکبار کہہ رہی ہین کہ ہم بھی تلاش مین جائینگے فیروزہ کو ڈھونڈھکر لائینگے کہ فیروزہ نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا بجوش محبت گرد پھرنے لگا عرض کی ای شہریار حضور کیون اسقدر

بیقرار ہین بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکے پرورش پائی تھی گلے سے لگایا فرمایا کہ ای یار وفادار کہان تھے ہمکو تو اظلم زنگی سے بچاکر شمس فلک ہفت پیکر کاہن نے اس باغ مین رکھا ہی یہ تینون رفیق بھی ساتھ ہین فیروزہ نے اپنی مصیبت بھی بیان کی بادشاہ نے دیکھکر فرمایا ای فیروزہ عجب معرکہ گذرا ہی اسطرح ایک نازنین کا اسطرف گذر ہوا دل کی عجب کیفیت ہی ای فیروزہ کس زبان سے بیان کرون نظم

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہی چشم یار کو
نیلگون گنبد ٹھہرایا مردم بیمار کو
حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
جبر تکلیف نگہ ہی مردم بیمار کو
حسن بے پردہ سے عالم جلوہ گر پاتا ہو تمین
دم بھڑک جاتا ہی عریان دیکھکر تلوار کو
زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیاہ
برق دیکھی ہو نہ جسنے دیکھے اس رخسار کو
مطلع ہو کچھ تو حالِ زار سے وہ بے وفا
زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہی مین نے یار کو
روے روشن سے مشابہ ہی نہایت آفتاب
دھوپ مین بٹھلائیگا مجھ تشنۂ دیدار کو
میری آہون کے دھوئین نے گھر بنایا خانہ باغ
نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو
رات بھر آنکھون کو اس امید پر رکھتا ہون بند
خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو
بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست
نشہ مین اگر دیکھے تری رفتار کو
صبر کو کھو کر نہ ہوگا تو بھی ای دل باغ باغ
بھولتے پھلتے نہ دیکھا ہی غریب آزار کو
لکھ کے خط حسرت مین قاصد کی لہو رویا یہ عین
کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو +
بوٹیان اپنے کفِ پا کی جو صحرا مین آذرین
رجبۂ سیخ کباب آتش بنا ہر خار کو

فیروزہ نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام آپ کا جاکر پتہ لگاتا ہی اگر بنتا ہی تو حضور کو لیکر چلتا ہون یہ کہکے فیروزہ باغ سے نکلا ادھر تو یہ جاتا ہی اُدھر ملکہ بہت بیقرار ہین اور سمن رخ کا انتظار کر رہی ہین دمبدم فرماتی ہین کہ سمن رُخ پلٹ کر نہ آئی یہ باغ سے آتی ہی اور فیروزہ صورت بدلے ہوے ایک مہ جبین کی شکل بنا ہوا ہی راہ مین دوچار ہوے سمن رخ نے خود پوچھا ای نازنین تو کون ہی جو اس صحرا مین یون پھرتی ہے فیروزہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا صاحب کیا بیان کرون کس حال مین ہون ایک

گوہر بے بہا کی تلاش مین نکلی ہون سمن رُخ نے پوچھا یہ مطلب مین نہین سمجھی فیروزہ نے کہا ہمارے آقاے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین مین بہ مدد شمس فلک ہفت پیکر مقیم ہین وقت کا شمس فلک کو انتظار ہی دریچے مین براے سیر تشریف رکھتے تھے کہ ایک گرد عظیم بلند ہوئی ایک نازنین مادیان بحری پر سوار نہایت حسین و جمیل بارہ سو کنیزین پشت پر نمایان ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہین مین اُسی محبوب کی تلاش مین نکلی ہون سمن رُخ یہ حال سُنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تمھین بادشاہ سے کیا تعلق ہی فیروزہ نے کہا اے مہ جبین اصل یہ ہی کہ مین عیار ہون بادشاہ کا فیروزہ بن عمرو میرا نام ہی سمن رُخ نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ ملیگا وہان سے نشان حاصل ہو جائیگا فیروزہ طرف باغ کے چلا مگر سمن رُخ نام و نشان سُن چلی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ کے جن نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنکر باغ مین آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے پہونچی جھک کر سلام کیا عرض کی حضور ذرا کنارے چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی بادشاہ اُٹھ کھڑے ہوے ایک کمرے مین لیکر سمن رُخ کو آئے یہ قدمون پر بادشاہ کے گر پڑی کہا اے شہریار مین مینوش شیرین کلام کی کنیز ہون جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھکر یہان سے گئی ہین اُسی دن سے آب و دانہ ترک ہی آپ کی یاد مین بیقرار ہین اگر حضور ساتھ چلین تو مین آپ کو لیچلون بادشاہ یہ مژدہ سُنکر فوراً اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا اے سمن رخ مین تیرے ساتھ چلونگا پیام محبوب سنون اور مین رک جاؤن مگر میرے رفیق جو یہ تینون ساتھ ہین یہ مجھکو نہ جانے دینگے مین چاہتا ہون کہ اُنسے چھپکر جاؤن سمن رُخ نے عرض کی مین چلکر صحرا مین ٹھہرون آپ کسی طور وہانتک آئیے بادشاہ نے سمن رُخ سے وعدہ کیا سمن رُخ تو جاکر صحرا مین ٹھہری صبح کو بادشاہ جو اُٹھے مقنا طلیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بحالی ہی تینون جادوگران بادشاہ کے قریب بیٹھین بادشاہ نے فرمایا اے مقنا طلیس ایک مرکب کسی طرح ممکن ہوتا تو مین سیر سوار ہوکر شکار کو جاتے مقنا طلیس نے عرض کی اے شہریار آپ جبکہ مہمان ہین اُسنے منع کیا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپ کو دیکھ لے تو راز کھل جائیگا شمس کا قول یہ ہی کہ مین کسی سے سحر مین کم نہین ہون مگر جو مین نے تجویز کیا ہے اُسمین فرق پڑیگا بادشاہ نے

فرمایا مین باغ مین مرکب کو پھراؤنگا باہر نہ جاؤنگا مقناطلیس نے کہا مین شمس کو بلواتی ہون اُس سے مرکب کی فرمایش کرون یہ کہکے ان تینون نے شمس کاہن کو ایک نامہ لکھا شمس نامہ دیکھکر آیا مقناطلیس نے کہا ای شمس بادشاہ یہان گھبراتے ہین ایک مرکب بادشاہ کے واسطے بھیجدو اسی باغ مین پھرینگے شمس نے کہا ای مقناطلیس وقت انقلاب قریب آگیا جو مین سوچا تھا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے خلاف ہوگا ای مقناطلیس مین نے یہ انتظام کیا تھا کہ جب صاحبقران اس طرف سے گذرین تو مین بادشاہ کو اُنسے ملاؤن اور بالاعلان ساتھ ہو جاؤن اب بادشاہ پر کوئی اُفتاد پڑیگی جہانتک ہوسکے ای مقناطلیس وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر نہ جانے دینا میرا نجوم خبر دیچکا ہی کہ باہر جانا بادشاہ کے واسطے باعث خرابی ہو مقناطلیس نے کہا باہر تشریف لیجانے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی باہر وہ کیون تشریف لیجائینگے شمس نے کہا خیر مین مرکب آج بھیجونگا مگر حفاظت کرنا مقناطلیس وغیرہ نے عرض کی ظاہر تو یہی ہی کہ اسی باغ مین سیر کرینگے باطن کا حال خدا جانے شمس نے اپنے نگہبانون کو بھیجا ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار خدمت مین بادشاہ کی لائے شمس دست بستہ کھڑا ہوا کہا ای شہریار یہ مرکب تو حاضر ہی مگر غلام کی خدمتگزاری خیال مین رہے ایسا نہو سرکار کو کوئی دیکھ لے تو باعث خرابی ہو بادشاہ نے کہا ای شمس مین تمھارے حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑکر چلا گیا بعد جانے شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہوے باغ مین مرکب ٹہلانے لگے قریب دیوار باغ کے آکر ایڑ جو دی مرکب طرارہ بھرکے دیوار کے پار گیا صحرا مین بادشاہ نے سمن رخ کو تلاش کیا دیکھا سمن رخ سائے مین ایک نخل کے بیٹھی ہی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہی بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی رکاب پر ہاتھ ڈالا بادشاہ کو لیکر طرف باغ کے چلی ادھر یہان فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ ملکہ پہونچا پشت پر باغ کی آکر کمند ماری داخل باغ ہوا ملکہ حیران و پریشان وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُسپر بیٹھی ہین کنیزین بہلا رہی ہین فیروزہ ایک کنیز کی شکل بنکر قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا اے لالہ رخسار سمن رخ کو کئی دن کا عرصہ گذرا کہ گئی ہے اسوقت تک پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہے اُسنے نشان نہین

پایا حجاب سے پلٹ کر نہ آئی فیروزہ نے کان مین منھ لگا کر کہا اے ملکۂ عالم مین اس شہر یار کا عیار ہون بہ مشکل یہان تک پہونچا حضور نہ گھبرائین مین بادشاہ کو لاتا ہون ملکہ نے گھبرا کر کہا بھیّا اگر مناسب ہو تو مین خود چلون فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہے وہ مرد ہین اُنکا آنا آسان ہے آپ سے کہکے جاتا ہون آج سے کل تک بادشاہ کو لیکر آتا ہون ملکہ نے گلے سے موتیون کا مالا اُتار کے گلے مین فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ بخوبی سمجھا کر ملکہ کو باہر نکلا طرف باغ نگارین کے چلا ملکہ نے یہان جو حال شاہ کا سُنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزون نے پوچھا حضور لالہ رخسار کہان گئین ملکہ نے کہا ذرا مادیان بحری تیار کرو تو ہم صحرا کی سیر کرینگے دل کو زیادہ بیقراری ہے ترقی پر اشکباری ہے دیکھون اس سوزش کا کیا انجام ہو آخر مین حال ابتر ہوگا کوئی شی اچھی نہین معلوم ہوتی آب و دانہ کے نام سے نفرت ہے اصل مین دل کی یہ کیفیت ہے۔

نظم

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہین ہون کہ رکھائی سے مین ٹلجاؤنگا
آج جاتا ہے تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی سحر
منھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکلجاؤنگا
کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
ناف معشوق نہین ہون جو مین ٹلجاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے
کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا
طالعِ بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھکو
تیری حسرت ہی مین اے حسن عمل جاؤنگا
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے
حال دل پر کف افسوس مین مل جاؤنگا
شعلہ رویون کو دکھاؤ نہ مجھے اے آنکھو
موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا
کیا سمجھتا تھا کہ آخر مین مین ڈھل جاؤنگا
وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دے
دیکھکر لڑکون کی صورت کو بہل جاؤنگا
شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج اے آتش
مر کے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

ملکہ نے کنیزون کو سمجھایا کہا ہم مادیان پر سوار ہونگی کنیزین سمجھین کہ باغ مین پھرینگی دل بہلائینگی ملکہ نے جو اُس مادیان کو زیر ران پایا اُڑاتی ہوئی قریب در باغ آئین گھوڑے کو باغ سے

نکالا مادیان کو ایڑ کی باغ سے نکلین صحرا کی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرنے لگی ملکہ تو وہ راستہ دیکھ چکی تھین مگر گھوڑی طرارے بھر کے اور طرف نکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہوا کہ اصلی رستہ چھوٹا سامنے ایک پہاڑ تھا اُسکے دامنے مین آکر ٹھہرین دیکھ رہی ہین کہ ای مہوش رستہ اصلی مجھ سے چھوٹا مادیان نے راستہ بھلایا نگہ اُٹھا اُٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ ای مہوش کسطرف جاؤن کیونکر اپنے کو قریب باغ نگارین پہونچاؤن اِس سوچ مین کھڑی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار بہشت مرکب پر سوار پشت پر دو تین سو پیلے قراول عہدے ہاتھون مین باز بحری جرہ لیے چلے آتے ہین بہ سبب صحرا کے ملکہ بے نقاب کھڑی تھین اُس بادشاہ کی جو نگاہ پڑ گئی آفتاب زیر کوہ پایا دامنہ کوہ روشن ہو رہا ہی بدحواس ہوگیا پکار اُٹھا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمھارا جمال بے مثال دیکھکر روح تڑپ گئی چاہتا ہون آکر قدمون کو بوسہ دون ہر چند اپنے کو روکتا ہون مگر ضبط نہین ہو سکتا عجب کیفیت ہی دل کی یہ صورت ہی۔

نظم

بہار آئی ہے عالم ہی گل و نسرین و سوسن پر جوانان چمن نازان ہین اپنے جوبن پر
نقاب اُلٹے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے یہ پروانے سے آرے چلین شمعون کی گردن پر
دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہی یہ چھری چلتے نہین دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر
ادب آموز ہی ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا نہین ممکن کہ گرد اُڑکر پڑے رہرو کے دامن پر
نہایت بلبل شیدا کا دل اسنے جلایا ہی جو بس ہووے تو رکھدون آگ مین گلچین کے دامن پر
نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر
تری زلف سیہ اک دن سفید ای یار ہوئیگی یہ وہ شب ہی چلیگی جو طریق روز روشن پر
حرارت طور کے شعلے کی ہر اک دانہ رکھتا ہی یقین ہی خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر
فنا ہوکر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی ہماری خاک کے ذرے کرینگے قبضہ روزن پر
جو کامل ہین نہین اندیشہ آتش اُنکو بدن کا دہان زخم کاری خندہ زن ہین چشم سوزن پر

ملکہ نے پکار کر جواب دیا ای شخص خبردار ایسے خیالات مہملات اس جانب نہ کرنا یہ تاجدار بادشاہ قلعہ نیلم نگار خراج گذار ہفت پیکر براے شکار نکلا تھا ملکہ کو دیکھکر مائل ہوا

بیتاب

تحسین کرنے لگا جب ملکہ نے کلمات سخت کہے تو گھوڑا بڑھایا کہا او جان جہان اب مین تمکو نجانے دونگا پکڑ کر لیچلونگا ملکہ نے کمان کیانی کاندھے سے اوتاری تاک کر تیر مارا کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا گھوڑے نے جست کی نیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والون سے اشارہ کیا چہار جانب سے گھیر لو گرفتار کرکے نیلم حصار زمین لیچلو خاتون محل قرار دونگا وہ مرتبہ کرون کہ سب محلات کو رشک ہو بہلیے قراول ہلوہ کرکے چلے نیلم تاجدار جھاڑ پوچھ کر اوٹھا حکم ہلوے کا دے رہا ہی بہلیے قراول جو چلے ملکہ نے جسے تاک کر تیر مارا وہ خطا شعار سہم کر واصل جہنم ہوا چلایا رویا بیٹھا مگر گر کر نہ اوٹھ سکا بعض گوشون مین چھپتے ہین بعض مثل تیر کے بھاگتے ہین ملکہ نے تیرون کی بوچھار کردی دس بیس جوان گرے نیلم نے ادھر مرکب منگایا یہ نہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مر کب گیا اب گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ والون کو لیکر چلا قضا سے کار صمصام بد انجام کو جو لشکر کشی کرکے طرف طلسم کشا کے چلا تھا اوسکا اس طرف گذر ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ آپکی صاحبزادی نہین معلوم کس ضرورت مین اس جنگل مین آئی ہین نیلم تاجدار نے گھیرا ہی وہ صاحب عصمت و عفت اپنے کو بچا رہی ہے تیر لگا رہی ہے صمصام یہ سنکر غصے مین گینڈا جھکا کر بڑھا پکار کر آواز دی او نیلم کیون قضا آئی ہی میرے مقابلے مین آسوارون سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون کو مار لو سواران جنگی گھوڑون کو بڑھا کر بڑھے تھوڑی ہی دیر مین بہلیے قراولون کو مار لیا اب نیلم مقابلے مین صمصام کے آیا نیلم جانتا ہے کہ یہ پہلوان زبردست ہی اس سرحد مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کرسکتا تحسین کرنے لگا کہتا تھا اے صمصام بیٹی کی آخر شادی کروگے مجھکو بہ فرزندی قبول کرو مگر صمصام نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو تو گرفتار نہ کرسکا پیغام شادی دیتا ہی مین ایسے دلیر کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا مین پہلوان ہون مثل میرے ہو اوسکو داماد قرار دونگا کہ مجھکو بھی لطف ملے یہ کہتا ہوا قریب نیلم کے آیا نیلم نے نیزہ مارا صمصام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باپ میرا نیلم کے مقابلے سے مہلت پائیگا مجھکو اپنے ساتھ لیجائیگا یہ تو دونون مصروف جنگ ہوئے ملکہ نے گھوڑی کو جھکا کر درہ کوہ مین ڈالدیا دوسری طرف سے ہوکر نکل گئی یہان صمصام نے تھوڑے ہی

عرصے مین نیلم تاجدار کو مار لیا اب جو پلٹ کے دیکھا بیٹی کو اُس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ واسطے شکار کے آئی تھی یہان آکر گھر گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی بر سر منزل روانہ ہوا ملکہ راہ مین بھٹکتی ہوئی جاتی ہے ایک نخل کے سایے مین جاکر ٹھہری حیران و پریشان ہو کہا اے ہینوش رستہ فراموش کیا اب تا بہ باغ نگارین کیونکر پہونچونگی عیار نے جاکر اُس شہریار کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہونگے کیا عجب ہے کہ چل نکلے ہون اس خیال مین کھڑی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ گھوڑے پر سوار سمن رُخ رکاب پر ہاتھ رکھے ہمراہ بادشاہ کے آتی ہے ملکہ نے پکار کر آواز دی اے سمن رُخ یہ تو کسکے گھوڑے کے ساتھ جاتی ہے سمن رُخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا اے شہریار دیکھیے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آپکے اشتیاق مین نکل آئین بادشاہ ملکہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اُترے ادھر ملکہ بادیان سے اُترین دونون فراق دیدہ آپس مین ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نگارین کے چلو شمس نے مجھکو منع کیا ہے کہ صحرا مین نہ جائیے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو مجھکو تمکو دیکھ لے تصویرین ہماری سب کے پاس موجود ہین ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلیے وہان آرام پائیے گا ایسی آپس مین تکرار ہوئی ملکہ کہتی ہین میرے باغ مین چلو بادشاہ فرماتے ہین باغ نگارین مین چلنا بہتر ہے آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھو اُسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھے صرف سمن رُخ خدمت مین ہے کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی فیروزہ بن عمرو آتا ہے فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو پہچانا کہا اے شہریار یہ عیار آپ کا میرے باغ مین پہونچا تھا اسی کے کہنے سے مین نکل آئی اس مقام پر بیٹھنا بہتر نہین ہے راہ مین مجھکو ایک تاجدار نے گھیرا تھا میرے باپ نے آکر مدد کی نیلم کو مارا مگر میرا پردہ اُسپر نہین کھلا مین درہ کوہ مین ہو کر نکل آئی آپ تک پہونچی ایسا نہ ہو وہ اسطرف سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ بر سر منزل ہوگا اس طرف کہان آئیگا اگر آئے گا تو مارا جائیگا ملکہ نے کہا اے شہریار صمصام یگانۂ آفاق ہے فنون سپاہ گری مین طاق ہے اُسپر پنجہ قابض ہونا دشوار ہے اس حوالی مین کوئی اُسکا نظیر نہین نظر کردہ ہفت پیکر کہلاتا ہے اگر حضور سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی شاہ نے فرمایا اے ملکہ ہر چند کہ اُس

حوالی مین پہلوان بے نظیر مشہور ہی گر مقابلہ پڑے تو تماشہ دیکھنا ای فیروزہ بن عمرو کہین سے شراب تلاش کرو کہ صحرا مین عرصے سے شراب کا جرعہ نہین ہوا فیروزہ بہت خوب کہکے روانہ ہوا اور یہان بادشاہ نے ایک ہرن تیر سے مارا اُسکے کباب لگانے مین مصروف ہوے یہان کباب تیار ہین فیروزہ کوس کوس بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہین شراب کا نشان نہ پایا پلٹ کر عرض کی ای شہریار یہ وہ صحرا ہی کہ جہان بستی کا نام نہین بھٹی قریب بستی کے ہوتی ہی یہان کوئی بستی قریب نہین سب طرف جنگل اُجاڑ چہار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ پہاڑ سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد پیر جُھرّیان چہرے پر پڑی ہوئین لباس بھاری پہنے ہوے ایک طفل امرد کا ہاتھ پکڑے ہوے اُس سے مسخرہ پن وہ کرتا ہوا پہاڑ سے اُترا سامنے بادشاہ اسلام کے ایک نخل کے سایہ مین آکر بیٹھا پکار کر آواز دی ای میخوار شراب لاؤ ایک غلام زنگی پہلوے کوہ سے پیدا ہوا مٹکہ شراب کا کاندھے پر رکھے ہوے جتنے گلابیان شراب سے خالی لاکر اُس مرد پیر کے سامنے رکھین مرد پیر نے گلابیان شراب سے معمور کین ایک جام شراب آپ پیتا ہی ایک طفل امرد کو پلاتا ہی طفل امرد نشے کے جوش مین بہ الحان یہ غزل گاتا ہے **نظم**

باتیہ

ہوتا ہی سوز عشق سے جل جل کے دل تمام
کرتی ہی روح مرحلہ آب و گل تمام
دیکھا ہی جب تجھے عرق آ آ گیا ہے یار
غیرت سے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام
قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام
درد فراق یار سے کہتا ہی بند بند
اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام
ساری عدالت اُلفت صادق کی ہی گواہ
شہرون سے ہی لکھی ہوئی اپنی سجل تمام
کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال
اُلفت سے ہو گئے ہین موافق مخل تمام
تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چھلنی ہوا ہی سینہ مشبک ہی دل تمام
ہوتا ہی پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدے کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام
خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا ہمین
ارباب انجمن ہوے آتش خجل تمام

وہ لڑکا اسطرح گا رہا ہی کہ وہ پیر کبھی اُسکے پاؤن پر گرتا ہی کبھی اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیتا ہی

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ ای فیروزہ اس بڈھے کے پاس جاؤ ایک پتلہ شراب کا اُسکے پاس ہی کہو ایک گلابی ہمین دیدے تیرا احسان ہوگا پھر ایک گلابی شرا کے بدلے ہم دس گلابیان دینگے مگر اسوقت ہم مجبور ہین تیرے پاس شراب بہت ہی اگر ایک گلابی دیدے گا تو تیرے پاس کم نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اُس بڈھے کے آیا بڈھے نے یہ سخت جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہین کہ غیرون کو تقسیم کرتے ہین مگر ای شخص تو میرے پاس آیا ہی تو ایک جام پی لے فیروزہ نے کہا وہ میرے آقا ہین اُنھون نے شراب مانگی تم نہین دیتے میری مجال ہی کہ مین پیون بڈھے نے کہا ای شخص مین تجھے ایک جام پلاتا ہون تو کیون عذر کرتا ہی یہ کہکے جام لبریز کیا لڑکے نے کئی شعر فیروزہ سے آنکھین ملا کر جو گائے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا کہا کہ لائیے مجھے ایک جام شراب پلا دیجیے مین تو خود جام کا مشتاق ہون اگر بادشاہ کو غرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگین گے یا طلب کر لین گے اُس طفل نے جام لیا چند اشعار گا کر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی فیروزہ خود تھرکنے لگا ہاتھ اُٹھا کر گاتا تھا اور بڈھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا ای پیر روشن ضمیر و ای صاحب جاہ و توقیر جو حکم کرو وہ بجا لاؤن بڈھے نے کہا بالاے کوہ فلک شکوہ جاؤ وہی تمھارا مسکن ہی یہ سُنکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے آواز دی او بے حیا کہان جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھاٹیان طی کر کے بالاے کوہ پہونچا پہاڑ پر ایک غار تھا اُسمین پھاند پڑا بادشاہ نے سمن رُخ سے کہا تم جاؤ اس بڈھے سے شراب مانگ لاؤ فیروزہ بڑا بیحیا ہے شراب پی کے بالاے کوہ چلا گیا فرزندان عمرو بے مروت بھی ہوتے ہین آپ شراب پی کر بالاے کوہ چلا گیا نہین معلوم وہان کیا رکھا ہے سمن رُخ نے عرض کی جب اُسنے عیار کو شراب نہ دی تو مجھے کاہیکو دیگا نہین معلوم کیا کہیگا آخر ملکہ نے کہا اے سمن رُخ جاؤ تو تم جاکر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اُسکے پاس سارا چلہ رکھا ہے ایک گلابی مین کیا کم ہو جائیگا سمن رُخ ناچار ہوکر بموجب حکم ملکہ اُس بڈھے کے پاس آئی کہا ای

پیر روشن ضمیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ مانگتے ہین تیرے پاس تپلہ بھرا رکھا ہی ایک گلابی مین کیا کم ہو جائیگا بڈھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کرکے پیین گے اس تپلے کی کیا حقیقت ہی ہم دن بھر مین دو دو تپلے پیتے ہین اسمین سے گلابی دینے مین ہمارے نشے مین کمی ہوگی مگر ای سمن رُخ تو ہم تک آئی ہی اگر تیرے مزاج مین آئے تو ایک جام پی لے سمن رُخ نے کہا میری ملکہ سامنے بیٹھی ہین مجھسے یہ بے ادبی نہ ہوگی لڑکے نے گنگنا کے سمن رُخ سے آنکھ ملائی چند اشعار عبرت آثار جو گائے سمن رُخ بھی منتین کرنے لگی کہتی تھی ای پیر روشن ضمیر ایک جام شراب کا مجھکو پلا دے مالک کو چاہے نہ دینا میرا کیا حرج ہو مجھے اپنے لطف سے مطلب ہی لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رُخ کو دیا سمن رُخ بھی پی گئی پی کر ناچنے لگی بڈھے نے کہا ای سمن رُخ تم بھی بالاے کوہ جاؤ سمن رُخ یہ سُنکر گاتی ہوئی فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے پکارا او سمن رُخ بے حیا بے مروت کہان جاتی ہے ادھر آ اری وہان جاکر کسی بلا مین پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہین کس کام کو بھیجا تھا تو نے جاکر کیا کیا اب پلٹ کر ادھر نہین دیکھتی ہر چند ملکہ نے پکارا سمن رُخ نے نہ سُنا بالاے کوہ چلی گئی مثل فیروزہ یہ بھی غار مین پھاند پڑی بادشاہ نے لاحول پڑھکر قبضے پر ہاتھ ڈالا اپنے مقام سے اُٹھے فرماتے ہوے کہ ای ملکہ عالم مین اس ملعون سے شراب چھین کر لاتا ہون مجھسے انکار نہ کرسکیگا جیسے ہی بڈھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہین تمام تپلے کی شراب زمین پر انڈیل دی طفل کا ہاتھ تھام کر طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے بڈھے کا پیچھا کیا ملکہ غل مچاتی ہین کہ ای شہریار آپ کہان جاتے ہین مجھکو اس صحراے ہولخیز مین اکیلا چھوڑے جاتے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڈھا گھاٹیون کو طی کرکے طفل امرد کا ہاتھ تھامے ہوے اور مسخرہ پن کرتا ہوا بالاے کوہ پہونچا اُسی غار مین پھاند پڑا بادشاہ نعرہ کرکے گھاٹیان تھامتے ہوے بالاے کوہ چلے ملکہ بیٹھ رہی ہین پکارتی ہین ای شہریار بالاے کوہ نہ جائیے یہ کنیز گھر بار چھوڑ کر آپ کے واسطے آئی ہی اب کیونکر بسر کرونگی اسی جنگل مین سر ٹکرا کر مرون گی۔

نظم

ظاہر کسی کے دل کا کیا خار خار کچھ	سُنتا نہین وہ گل کہے کوئی ہزار کچھ

توفیق خیر رکھتی ہے گر تیغ یار کچھ
پوچھی کسی نے محکمۂ حشر مین نہ بات

زخم اتنے کھائیگا نہ رہیگا شمار کچھ
ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ای شہریار اس صحرا مین مجھے آپ تنہا چھوڑتے ہین میری محبت سے منھ موڑتے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالاے کوہ پہونچے اور اُس غار مین جاکر بلا تکلف پھاند پڑے ملکہ تڑپتی ہوئی زیر کوہ رہگئین تھوڑے عرصے کے بعد اُسی غار مین سے فیروزہ بن عمرو نکلا پکار کر آواز دی ای ملکہ کیون گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہی ملکہ خوش ہوکر دوڑین پکار کر پوچھا ای فیروزہ تمنے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب پی لی اور ہمارے واسطے نہ لائے بالاے کوہ چلے گئے اور غار مین پھاند پڑے اب بادشاہ کیا کر رہے ہین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم بادشاہ کو وہان جاکر سلطنت ہوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین وزیر امیر گرد چونکہ یہ سامان ہونے کو تھا اسی وجہ سے مین نے بات کا جواب نہین دیا اور بالاے کوہ پہونچا جب وہان پہونچا تو سُنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کر رہے ہین اب بادشاہ نے کہا ای فیروزہ جاکر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ مین آپکو بلانے آیا ہون تشریف لے چلیے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئین غار کو دیکھکر ڈرین فیروزہ نے کہا اسی غار مین پھاند پڑیے ملکہ نے کہا ای فیروزہ مین اس غار مین کیونکر پھاندون مجھکو تو خوف معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلیے یہی راستہ چلنے کا ہی کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سُنکر بیتاب و بیقرار ہوئین کہا ای فیروزہ بادشاہ پر تو میری جان جاتی ہی مین ضرور چلونگی اول فیروزہ اُسی غار مین پھاند پڑا بعد فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھین بند کرکے پھاند پڑین اب جو آنکھین کھولین اور سر اُٹھا کر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوئے ہین سمن رُخ مگس رانی کر رہی ہے کچھ وزیر و امیر وضع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہین سمجھا رہے ہین کہ حضور یہان کے بادشاہ ہوے ہم لوگون پر دست شفقت رکھیے عدل و انصاف سے بسر کیجیے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھکر فرمایا ای ملکۂ عالم آؤ بیٹھو ملکہ مجمع وزرا دیکھکر گھبرائین مگر ایک کرسی پر بیٹھین فیروزہ بن عمرو کہ رہا ہے ای ملکۂ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتین ہو رہی

تھین کہ چند لوگ دوڑے ہوے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروغۂ زندان خانہ آتا ہی دیکھا کہ چند چوبدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اُسکے بعد وہی پیر زمین گیر طفل امرد کو ساتھ لیے ہوئے لباس بھاری پہنے ہوے آیا بادشاہ برائے تعظیم اُٹھے اُس بڈھے نے کہا ای بادشاہ لشکر اسلام یہ مقام زندان خانۂ طلسم ہی یہان وجہ معاش سبب سے حاصل ہوتی ہے بے سبب کسی کو کھانا نہین ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہی کیا پیشہ کرکے کھائیگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتین سینا پرونا جانتی ہین اور ہم شاہزادیان کیا جانین بڈھے نے کہا انکو خیاط خانے مین داخل کرو ہرچند ملکہ روئین بھڑکین مگر کسی نے نہ سُنا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزین ملکہ کو کھینچکر ایک مکان مین لیگئین وہان دیکھا بہت سی عورتین عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہین ملکہ کے آگے بھی بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو سیجیے جسقدر سیوگی اُسیقدر اُجرت ملیگی اور اگر کچھ کام بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھون مین آنسو بھر کر سینے لگین مگر حیران ہین کہ دیکھیے جمال بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہی یا محروم رہتی ہون اب اُس بڈھے نے فیروزہ سے پوچھا کہ کیون ای عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہی فیروزہ نے کہا مین کار زرگری سے بخوبی آگاہ ہون چند نگہبان فیروزہ کو لیگئے اور ایک مکان مین دیکھا کہ بہت سے زرگر بیٹھے ہوے کار زرگری کر رہے ہین فیروزہ کے آگے لاکر نہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ نگینے جواہرات کے رکھدیے کہا یہ لو زیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو تمکو سزا ملیگی فیروزہ ناچار کار زرگری مین مصروف ہوا اب اُس بڈھے نے سمن رُخ سے کہا تم خیاط خانے مین جاؤ جو جوڑے تیار ہون اُنکو تہ کرکے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے تمسے حساب لیا جائیگا سمن رُخ کو یہی غنیمت معلوم ہوا کہ مالک کے تو سامنے رہونگی سمن رُخ اُسی مکان مین آئی جہان ملکہ سینے مین مصروف ہین اب وہ بڈھا طرف بادشاہ کے متوجہ ہوا کہا آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج بنانے مین دخل ہی مین تاج بنایا کرونگا وہ بڈھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ مین آیا کہ اُسمین بالکل سناٹا ہی ایک الماری رکھی ہے اُسمین قفل لگا ہی بڈھے نے

ازار بند سے اپنے کنجی کھولی قفل کھول کر الماری سے تاج شکستہ نکالکر سامنے بادشاہ
کے رکھدیے بادشاہ مجبور و ناچار اُسکے بنانے مین مصروف ہوے مگر رویا کرتے
ہین کہ عجب مقام پر فلک نے پہونچایا کہ مثل مزدورون کے کام کیا کرتے ہین شب کو
ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان مین نگہبان لاتے ہین وہین ملکہ و فیروزہ
وسمن رُخ بھی کام بناکر آتے ہین اسقدر تھکے ماندے ہوتے ہین کہ آپس مین کلام
کرنے کی نوبت بھی نہین ہوتی نگہبانون نے کھانا لاکر مثل مرتبے کے سامنے ہر ایک کے
رکھدیا سب نے اُسکو شکر کرکے نوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے صبح کو پھر اپنے اپنے
کاروبار مین مصروف ہوے اس بڈھے کا نام فرتوت جادو ہے سب کو اُس مقام
قید کرکے اپنے مکان اصلی مین آیا زوجہ اسکی سکارہ جادو دختر اسکی گلگونہ
گلگون پوشش ہی اُنکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج مین نے بادشاہ لشکر اسلام
کو قید کرلیا بڑی مصیبت مین ہین جبتک طلسم کشا یہان آئین گے انکو زندہ نہ پائینگے
جس دن خدمت مین فرق پڑیگا وہ سزا دونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے گلگونہ
نے جو یہ سب حال سُنا اور یہ بھی سُنا کہ ایک معشوق پری پیکر دختر صمصام لدس
قید خانے مین بھی ساتھ ہی گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ ای والد نامدار انکے رہا ہونے کی
کیا صورت ہی کہا ای دختر بلند اختر یہ باتین راز خداوندی کی ہین انکو زبان سے نہین
نکال سکتا گلگونہ نے کہا ای باپ اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیون کو دیکھ آئین
اُنکو مصیبت مین دیکھین کہ ہمارے دل کو خوشی ہو فرتوت نے کہا یہ بادشاہ لشکر اسلام
ہین انکا دیکھنا بہتر نہین جس نازنین نے انکو دیکھا دل وجان سے مائل ہوئی دختر
صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہی مگر عشق مین ایسی مبتلا ہی کہ ساتھ بادشاہ کے
قید اختیار کی اور ایسی مبہوت ہو رہی ہی کہ شام کو صرف جمال دیکھ لیتی ہی اسی کو وہ غنیمت
جانتی ہی بات کرنے کی فرصت نہین اتنا کام ان لوگون کو پڑتا ہی کہ فقط کھانا کھا کے
بسبب محنت ومشقت کے سو رہتے ہین صبح کو پھر اُسی مشقت کا سامنا ہوتا ہی اب مدت
تک یون ہی رہینگے طلسم کشا کا یہانتک پہونچنا دشوار ہی جب تک وہ یہان آئین گے

جبتک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مر جائین گے یہ کہکے فرتوت نے کوئی صورت نسبت رہائی کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سُنکر ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر تڑپی آخر شام کو اُٹھی مان کے پاس آئی کہا ای مادر مہربان سچ بتلائیے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرلے تو کیا تدبیر ہے مکارہ نے کہا ای نور نظر باپ تمہارے کہ مکار طلسم مشہور ہین اس بات کو مُنھ سے نہین نکالتے یہ بھی کتابون مین لکھا ہے کہ ان لوگون کے معین زمین سے پیدا ہوتے ہین صمصام جنگ آزما کہ پہلوان بے نظیر ہے بیٹی کو بھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکل آئی بادشاہ نے خلاف قاعدۂ طلسمی کیا قید ہو گئے مین ان باتون کو زبان سے نہین نکال سکتی گلگونہ رونے لگی کہا ای مادر مہربان آپ کیا مجھکو دشمن جانتی ہین مین ان دشمنون کی رہائی کی تدبیر کرونگی چونکہ مین دختر فرتوت جادو ہون آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی ان لوگون کی کیا صورت ہے مکارہ نے کہا ای نور نظر اول یہ تدبیر ہے کہ شمس فلک ہفت پیکر ان لوگون کا معین ہے قید اظلم سے رہا کرکے لایا اپنے باغ مین رکھا وہان یہ افتاد پڑی کہ جوش عشق مینوش شیرین کلام مین باغ سے نکل آئے یہان آکر پھنسے شمس کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کریگا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آکر ایک نامہ بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے مددگار ہو وہ آکر قید مین فرتوت کی مبتلا ہوے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلاے بلا ہین مین گلگونہ دختر فرتوت مشتاق جمال بادشاہ ہون اور کوئی خواہش نہین رکھتی اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہا یہ جاکر شمس کو پہونچا دے کنیز نامہ لیکر چلی یہان شمس فلک ہفت پیکر بعد کئی دن کے جو باغ مین آیا مقناطیس و نوبہار و مشکبار کو گریان و نالان پایا گھبرا کر اُن سب سے پوچھا نوبہار نے سب کیفیت بیان کی مقناطیس وغیرہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جوش محبت مینوش مین باغ سے نکل گئے کسی بلا مین جاکر پھنسے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا مُنھ اپنا پیٹ لیا اور کہا صاحبو افسوس ہے

میری مشقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا باغ سے نکل گئے مین سمجھ گیا جہان جاکر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کریگا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگونہ نے آکر نامہ دیا شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکہ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز مین تشریف رکھیے گا مین حاضر ہونگا جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہوگئی شمس رات کو پرواز پیدا کرکے چلا گلگونہ قصر راز مین ہ کہ شمس آکر پہونچا دیکھا گلگونہ رو رہی ہی شمس کو دیکھکر آنسو پونچھے شمس نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کو تو عجب حال زار مین پایا آپ نے مجھکو بہ عنایت سرفراز کیا مین حاضر ہون امیدوار ہون کہ جو فرمائیے وہ بجالاؤن گلگونہ نے کہا ای شمس کیا کہون حال مصیبت مآل بادشاہ سنکر عجب دل کی کیفیت ہی آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی اس خیال مین عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

وان پڑے ابرو مین بل یان ہون نہ خم شمشیر ہم
زلف الجھے اور پھانسی پائین بے تقصیر ہم
کھائین شل نیشکر ای ترک تیرے تیر ہم
جانکر غربت مین آب دم شمشیر ہم
بت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو
تو بنا مسجد کو بتخانہ کرین تعمیر ہم
ہم وہ منصف ہین جو دے مقصود ہمکو آسمان
خاک بلبل سے کرین گلزار کی تعمیر ہم
بیگناہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو
عشق شاہد ہی ہوے ہین قتل بے تقصیر ہم
جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود پر
تیز رفتاری مین رکھتے ہین خواص تیر ہم
کوہکن کہتا تھا ای شیرین جو ہی تائید عشق
بے ستون کو کاٹ کر لاتے ہین جوے شیر ہم
دیکھ لیتے ہین شفق آلودہ جب دم ماہ نو
یاد کرتے ہین گریبان کی ترے تحریر ہم
دولت دنیا سے مستغنی قناعت نے کیا
جانتے ہین خاک کوے یار کو اکسیر ہم
رخ کو قرآن جانتے ہین تیرے مصحف کی قسم
کیون کہین خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم
صورت معنی عیان ہین اپنی ہر اک بیت سے
شاعری کرتے نہین ہین کھینچتے تصویر ہم
شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل ہے
شاعران ہند مین کہتے ہین طرز میر ہم

شمس نے دیکھا گلگونہ کی حالت تغیر ہے کہا ای گلگونہ انگشتر جمشید کو وہ نیرنگ پر ہی

اگر ہو سکے تو اپنے کو وہان پہونچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو تدبیر رہائی بادشاہ کی ہو یا تو اس کوشش مین ہماری تمھاری جان گئی یا بہ عنایت پروردگار بادشاہ کو اس بلا سے نکالا گلگونہ نے کہا مین کوہ نیرنگ پر جاتی ہون اور جہانتک ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہون مگر نیرنگ جادو نہایت بدمزاج ہی شعبدہ بازون کے سر کی تاج ہی وہ ضرور حائل ہوگی ای شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤگی گلگونہ نے کہا جو وقت بزرگون نے مقرر کیا ہی کہ نہ دن ہو اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر مثل کرامات ہو اسیوقت قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ پڑگیا تو لے نکلونگی اور اگر قضا لیے جاتی ہی تو مجبور و ناچار ہون شمس نے کہا مین سمجھ گیا یہ کہکے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام رات تڑپی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جب وہ وقت آیا کہ جسکو ساعت بخت کہتے ہین نہ دن ہی نہ رات ستارۂ سحری چمک چکا ہی سفیدۂ سحری ظاہر نہین ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی اڑتی ہوئی جاتی ہی سامنے کوہ نیرنگ کے پہونچی دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ پھاٹک بڑا سا لگا ہی ایک قفل کلان سے بند ہی اور قریب پھاٹک کے دو پتلیان سنہری نیچے برہنہ ہاتھون مین لیے ٹہل رہی ہین گلگونہ نے آسمان سے سحر کیا کہ وہ پتلیان ہٹین ہٹ کر گوشۂ قصر پر آئین مگر جھانک رہی ہین گلگونہ نے پکار کر آواز دی ای کنیزان ہفت پیکر منھ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہو ہمارا عکس تم پر پڑے پتلیون نے یہ سنتے ہی منھ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگین گلگونہ اتری یا ہفت پیکر کہکے قفل کھولا جیسے ہی قفل پر ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً قفل کھلگیا دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ ہاتھ مین لیے بیٹھی ہی گلگونہ کو دیکھکر ہنسی اور کہا ای گلگونہ کس خیال مین آئی ہو انگشتر جمشید دستیاب نہ ہوگی بہت پچتاؤگی ای گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسمائے سحر پڑھے اسمائے سحر پڑھکر دستک دی دستک دیتے ہی اس نازنین نے آئینے کا گردپوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی ای غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے مین برق چمکی

ایک تڑاقا ہوا آواز آئی ای گلگونہ تونے کیون قتل پر ساحرون کے کمر باندھی گلگونہ نے جواب دیا مین کسیکی جان کی خواہان نہین ہون فقط انگشتر جمشید لینے آئی ہون ای دختر غائب اگر مطلب ہوسکے تو ہمکو منع نکرو آواز آئی چلی جاؤ یہ مقام بزرگان دین ہی ایسا نہو قدرت آجائین تو بڑی مصیبت ہوگی یہ کہکے اُس نازنین نے ہاتھ جھکایا گلگونہ کی آنکھون کے آگے برق چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ مین آئینہ ہی اُسکی اُنگلی مین ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہی گلگونہ نے ہاتھ بڑھایا اُس نازنین نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی قصر ہلگیا آواز آئی او بے ادب یہ کیا کرتی ہی یکایک قصر کی چھت سے ایک زنجیر گری گلے مین گلگونہ کے پڑ گئی گلگونہ لٹکتی ہوئی طرف قصر کے چلی گلگونہ کی آنکھین نکل آئین نفس درقفس پیچیدہ دل سے پکار رہی ای بادشاہ لشکر اسلام کے خدا میری مدد کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض کرے اب مجھسے کشاکش نہین اُٹھتی بیقراری کر رہی ہے اور زنجیر اُسے کھینچے لیے جاتی ہے یقین ہی اندرون شگاف چھت کے لیجائے کہ ایک برق چمکی برق زنجیر پر گری زنجیر کے دو ٹکڑے ہوے گلگونہ چھوٹ کر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تخت پر نہ وہ نازنین ہی نہ وہ آئینہ ہی اور نہ انگشتر کا پتہ ہی مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت پیکر چلا آتا ہے گلگونہ نے کہا ای کاہن یہ کیا شعبدہ ہے کہا نیرنگ کا سحر تھا مین نے سحر کرکے تمھین بچایا چونکہ تم سے وعدہ کرلیا تھا مین پیشتر سے یہان موجود تھا مین نے برق چمکا کر تمکو بچایا اب انگشتر کیونکر ظاہر ہو یہ کہکے شمس نے کئی دستکین دین لیکن کچھ نہوا گلگونہ نے ہیکل گلے سے اُتار کر آواز دی اے نگہبان انگشتر جمشید اس پردہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کرو اے انگشتر ظاہر ہو تو بھی میرے حال سے ماہر ہو شمس نے پکار کر کہا اے نیرنگ اصل یہ ہی کہ طلسم کشا آتا ہے اس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا اور طلسم ظاہر سے خداوند بھاگ آئے سب کتابون مین قدرت نے لکھا ہی اُس تحریر کا وقت ظہور آگیا اُس شخص کی رہائی کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا افسر ہی بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص وعام

یہ سُنکر ایک پہلو سے ایک بلّی پیدا ہوئی ایک مار سیاہ اُسکے دہن پر لپٹا ہوا اُگلکے طرف گلگونہ کے چلی مار سیاہ نے کفچہ کھولا جب تو گلگونہ گھبرائی شمس نے پکار کر کہا اے نیرنگ ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو مار سیاہ تڑپ کر گلگونہ پر گرا سارے بدن پر دراز ہوکے لپٹ گیا کشاں کشاں پیچلا اور وہ بلّی مار سیاہ کی نگہبان ہی گرد پھرتی ہوئی جاتی ہی شمس نے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سامنے بلّی کے پھینکا بلّی نے جو شکار مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منھ ڈالا جھنجھوڑنے لگی دیکھا اُس طائر مردہ کی ہڈیاں مثل برق کے چمکین بدن مین بلّی کے لپٹ گئین وہ مار سیاہ جو گلگونہ کو کشاں کشاں پیچلا تھا پلٹ پڑا چاہا کہ بلّی کو چھڑاؤن گلگونہ کو تو ایک طرف ڈالدیا جیسے ہی قریب بلّی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک تڑاقا ہوا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا مار سیاہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین گلرنگ جادو بود بلّی کو جو استخوان طائر لپٹے اور شمس نے بخوبی سحر کیا بلّی پر کتنی برقین گرین ایک طائر پیدا ہوا کہ اُسنے سر پر بلّی کے منقار لگائی بلّی تڑپ کر گری گلگونہ نے دیکھا ایک ساحرۂ گلگون پوش عاجز و ناچار فرش خواب پر بیٹھی کہہ رہی ہی اے شمس الامان شمس نے کہا امان بشرط ایمان نیرنگ نے کہا مین اطاعت طلسم کشا کی کرتی ہون اُٹھکر گلگونہ کے قدمون کو بوسہ دیا گلگونہ نے سر چھاتی سے لگا لیا نیرنگ بصدق مطیع اسلام ہوئی شمس نے کہا اے ملکہ انگشتر جمشید دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے مین انگشتر نہین ہی مین اس قصر کی نگہبان ہون وہ جو نازنین آئی تھی مین نے سحر کر کے گلگونہ کو گرفتار کیا تمھارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اُسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تمسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکار کر آواز دی اے جمشید یہ سحر طراز دیکھ تیرا کون کون مشتاق ہی بی گلگونہ دختر فرتوت و شمس کاہن یہ کہکے دستک دی ایک بجلی چمکی کہ ایک چھماکا ہوا دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہے انگشتر ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی شمس نے اُس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے جمشید یہ سحر طراز وقت خرابی ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم مین آیا

اپنے شعبدے دکھا رہا ہی یا تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر ساحری کا تجھکو اختیار ہی اُس جادوگرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا ای شمس تمھارا کہنا مجھکو بدل و جان قبول و منظور ہی گلگونہ بھی سامنے کھڑی ہی شمس و نیرنگ سمجھا رہے ہین اُس ساحرہ نے انگوٹھی اُنگلی سے اُتاری اُتار کر ہتیلی پر رکھی کہا ای شمس یہ حاضر ہی بی گلگونہ یہ انگوٹھی لیجیے شمس نے انگوٹھی ہاتھ مین لی دیکھا کہ یکایک وہ قصر تھرایا گوشہ ہاے قصر سے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین کئی ہزار جادوگرنیون نے آکر گلگونہ و نیرنگ سحر طراز و شمس فلک کاہن کو گھیر لیا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ ان تینون کو مار لو گولے ترنج نارنج مارنے لگین نیرنگ سحر طراز پر جو کئی گولے پڑے کڑک کر گرنے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر کیا آگ برسنے لگی نیرنگ نے کہا آپ لوگ ٹھہر جائین مین ان شعلون کا علاج کیے دیتی ہون یہ کہکے باہر نکلی باہر آکر ایک دستک دی کہ قصر گرا سب جادوگرنیان اُسی مین دب کر رہگئین اندھیرا ہو گیا بعد دیر کے آوازین آئین کشتی مرا نام ما نگہبانان قصر طلسم انگشتر جمشید بود اب گلگونہ و شمس و نیرنگ سحر طراز و جمشید یہ کوہ پر جمع ہوئے شمس نے کہا ای گلگونہ اب تم قصر قید خانہ مین جاؤ بادشاہ کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا شام کو جانا کہ وہ خاصے کا وقت ہی سب کو ایک مقام پر پاؤگی بادشاہ سے وعدہ کر آنا کہ حضور نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت مین آئے **فرتوت** کے قتل کی تدبیر ہو گی گلگونہ چلی قریب شام نزدیک قصر پہونچی دیکھا قصر سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین پہلے تو گلگونہ شعلہ ہاے آتش دیکھکر ڈری انگشتر جو چمکائی شعلہ ہاے آتش نابود ہوے گلگونہ قریب پہونچی پہلوے قصر مین ایک دریچہ تھا اُس دریچے سے جو داخل ہوئی دیکھا بادشاہ مینوفش شیرین کلام سے باتین کر رہے ہین حسرت دونون کی باتون سے ہویدا مینوفش کہتی ہے ای شہریار کون سی ساعت تھی کہ جو مین بدنصیب گھر سے نکلی طرف باغ نگارین کے چلی تھی کہ راہ مین حضور مل گئے یہان کی مشقت سے زندگی نہ ہوگی فیروز نے کہا دن بھر آپ کا سامنا رہتا ہی سمن رخ نے رو کر کہا ای شہریار کل مین جوڑے ہٹ کر چلی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی پیر مکار آیا طفل امرد ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتا ہی

مسخرہ پن سے چھٹی نہین ملتی مجھسے کہا ای سمن رُخ دیکھو یہ جوڑ لیتے نہین تو کیا گرد و غبار اسپر پڑ رہا ہی سب کو علیحدہ علیحدہ رکھا کرو ہمکو حساب دینا ہوگا تمکو سزا دونگا بادشاہ نے فرمایا دیکھیے کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہکر رونے لگے اور کہا ای مینوش و فیروزہ اور سمن رُخ یہ انقلاب فلک ہی کہ ہمارے حکم سے شاہ و شہریار دار پر کھینچے جاتے ہین نہ کہ ایک مکار ہمکو ناسزا کہتا ہی جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑے گا مگر یہ بات ہی کہ ہمارے عمر نامدار کا نام سُنکر سب تھراتے ہین وہ بڈھا کہتا تھا کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اُس حال مین گلگونہ سامنے آئی جمال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین و جمیل مردان عالم کا کفیل مگر کانٹا ہو گئے ہین گل عارض مرجھائے ہوے گلگونہ نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا آواز تو ہمارے کان مین آئی مگر ہمنے نہین دیکھا کون صاحب ہین گلگونہ نے انگشتر کو چمکایا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل رخسارے تراشِ ناخن غم جابجا آنکھین جو نرگس شہلا تھین اُنمین آنسو بھرے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ جام یاقوتی مین موتی کوٹ کر بھرے ہین بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا ای نازنین تو کون ہی گلگونہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا مین صرف آپکو دیکھنے آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہکے طرف مینوش کے دیکھا کہا ای شاہزادی والاقدر تم اس بلا مین کیونکر پھنسین تمھارا باپ ایک پہلوان ہی مینوش نے کہا جب فلک گردش دکھاتا ہی تو ایسا ہی سامان ہوتا ہی مین نے کس اشتیاق مین شہریار کو صحرا مین پایا یہ مجھ بدنصیب کے اشتیاق مین آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرحد فرتوت جادو ہی مگر اب تمھارے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر نکلے وہ کرو گلگونہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وعدہ کر گئی کہ اب جا کر شمس سے صلاح کرون فرتوت جادو بڑا ساحر زبردست ہے دیکھیے یہان سے کیونکر نکاسی ہو کئی ہزار جادوگرنیان کوہ نیرنگ پر قتل کین ایسا نہ ہو اُس ملعون کو خبر ہو جائے آنے جانے کا تو رستہ کھلا مین بلا تکلف حاضر ہوا کرونگی یہ کہکے گلگونہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت دیاس مین ہین ای شمس تمکو یاد کرتے تھے شمس نے کہا ای ملکۂ عالم
بڑی سختی ہو اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ
دریافت کرو ملکہ ان سب سے رخصت ہو کر جو مکان پر آئین ماں کو دیکھا رو رہی ہین اب
گلگونہ نے پوچھا کیون مادر مہربان خیر تو ہو کیون رو رہی ہو مکارہ نے کہا ای نور نظر
آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی اُسمین مین نے عجب مضمون دیکھا تمھارے بڑے
مرتبے لکھے پائے مجھکو خوف پیدا ہوا ای نور نظر برائے خداوند ہفت پیکر کوئی تدبیر
نہ کرنا اپنے کو کسی بلا مین نہ پھنسانا یہ گنہگاران خداوند ہفت پیکر ہین جو انکی مدد کریگا
قدرت اُس سے بیزار ہونگے گلگونہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ ماں کو شک ہو
ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن باپ نہین معلوم کیا آفت برپا کرے تو پھر رہائی غیر ممکن ہو
مگر سوچ مین ہو کہ کیا کرون کیونکر پوچھون کہ محل مین ہلڑ ہوا فرتوت جادو آتا ہے
طفل امرد ہمراہ ہو کنیزون نے کہا یہ نگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہو ہماری بی بی کا
کمبخت رقیب ہو اب اسکی موت قریب ہو فرتوت جادو کو اس مہمل کا بڑا عشق ہو فرتوت
آکر تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب شراب لاؤ مکارہ نے کنیزون سے کہا کنیزین
گلابیان لائین فرتوت نے جام لبریز کیا پہلے اُس طفل امرد کو پلایا امرد جام پی گیا
پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا گلے مین فرتوت کے ہاتھ ڈالکر کہا کیون صاحب جن قیدیون
کو تمنے قید کیا اُنکو کون چھڑا سکتا ہے فرتوت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا
ہم تجھے تاکید کر چکے ہین کہ اس مقدمے مین کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا مُنہ پھلا کر
بیٹھا ہر چند فرتوت شگفتہ کرتا ہو مگر طفل کہتا ہے مجھسے بات نہ کرو پہلے یہ بتاؤ اُنکی
رہائی کی کیا صورت ہو آخر فرتوت نے گھبرا کر کہا ارے تجھے کیا مطلب طفل نے
کہا ارے کیون ڈرتا ہو اپنے مکان مین بیٹھا ہے تیری زوجہ ہے اور دختر یہان
غیر کسکو سمجھا ہے مین آٹھ پہر تیرے ساتھ رہتا ہون مجھے کیا غرض کہ مین کسی سے
ذکر کرون جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فرتوت نے کہا خبردار کسی کے سامنے
ذکر نہ کرنا وہ شخص رہا کریگا جو انگشتر جمشید حاصل کرے اور قصر انگشتر کو گرائے

اور جمشید یہ سحر طراز بھی اطاعت مین ہو اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہو نیرنگ بھی
اُسکے ساتھ ہو اگر انمین سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہی ای جان جہان وای آرام دل
مشتاقان خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا مین آج کتاب مین دیکھ چکا ہون چاہتا ہون کہ بادشاہ
کو قتل کرون جب کتاب دیکھتا ہون یہی نکلتا ہی کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت
نہین ہی اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہی کہ مین قاعدۂ
طلسم کو توڑون بادشاہ کو قتل کرون تب ثابت ہو کہ قاعدے مین فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہوے
بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے ہزارون بھائی بند مارے گئے جو گرفتار ہوا مسلمانون نے
اُسے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیان ان مسلمانون کی شریک ہوئین گلگونہ کو دیکھکر میرا دل کانپتا ہی
اسکی زوجہ نے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہی شکار
کو بھی نہین جاتی فرتوت نے کہا صاحب کیا کہون جو کتاب مین دیکھا ہی اُسکو زبان پر
نہین لاسکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہی کہ بادشاہ کو قتل کرون مکارہ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہی
گلگونہ نے کہا ای باپ مجھکو حکم ہو کہ مین جاکر سر کاٹ لون فرتوت نے کہا ای نور نظر یہ بھی
کتاب مین لکھا ہی کہ جہان ان لوگون کا خون گریگا وہ زمین آباد نہوگی کوئی ایسا خیرخواہ ہو کہ
قصر زندان خانے سے ان قیدیون کو لیجاے کسی مقام ویران پر لیجاکے قتل کرے
گلگونہ نے جو پہلو پایا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ آپ کی زبانی احکام سُنکر
دل تھراتا ہی کسی طرح یہ قتل ہو جائین مین اسے صحرا مین لیجاکر قتل کرون جہان کوسون پانی نہ ہو
یہ کیسکی مجال نہین کہ میری قید سے رہا ہو سکے پھر آپ کو کیا خوف ہی فرتوت نے کہا بیٹا
کتاب مین وہ مضمون پڑھے ہین کہ جس سے دل کانپتا ہی ایسا نہو تمھاری وجہ سے کوئی فتور
برپا ہو مکارہ نے کہا او بے غیرت خاموش رہ دمبدم مقدمے مین بیٹی کے ایسے کلمات
کہتا ہو مین خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگونہ نے کہا بہت بہتر ہی مادر مہربان جو ساتھ ہونگی فوراً
سر کاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے مان بیٹیان چارون قیدیون کو
لیکر جائین صحراے بے خس و خاشاک مین لیجاکر قتل کرین صرف سر لیکر چلی آوین فرتوت
طفل امرد کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا زوجہ سے کہا اب تمھین اختیار ہی کل ان چارون کو

لیجا کر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکا مددگار آجائے مکارہ نے کہا اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہین ہی کہ مجھسے مقابلہ کر سکے مین زمین ہلا دون اور طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دون فرتوت تو اپنے دربار مین آیا مصاحب نشے مین دیکھکر اسکو ہٹ گئے یہ بیحیا اس طفل امرد کے ساتھ شراب پینے مین مصروف ہوا جب خوب نشہ کی زیادتی ہوئی کپڑے اُتار کے ناچنے لگا تالیان بجاتا ہی ناک پر اُنگلی رکھ کے مٹکتا ہے تھرکتا پھرتا ہی اور یہ گاتا ہی ؎ بے جانان چون ہولی بازم + دو پچکاری بندہ نوازم + بے جانان چون ہولی - فرتوت جب سم پر آتا ہی طفل امرد کہ جوتی ہاتھ مین لیے ساتھ ساتھ پھرتا ہی تڑاق سے اُسکے سر پر لگاتا ہی بیان تو یہ عیش ہی مگر گلگونہ باغ کے چیلے سے باہر نکلی طاؤس پر سوار ہوکر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا ای شمس کل مین مادر جہربان کے ہمراہ قیدیون کو لیکر اسی صحرا مین آؤنگی تم سب ٹوٹ پڑنا مین مادر جہربان کو مارونگی اگر مادر جہربان کا سحر چلگیا تو تم سب کو بیکار کر دیگی بہت ہوشیاری سے کام کرنا شمس نے کہا مین آتے ہی اُسکی گردن لونگا اپنے بادشاہ کو رہا کرونگا شمس یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اُٹھا کر دیکھا مقناطیس و نوبہار و شکبار بدحواس و پریشان تلاش مین بادشاہ کی نکلی ہین شمس کو دیکھکر اُتر آئین شمس نے سب حال بیان کیا مقناطیس نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت ہے کہ ایک سحر مین تنکے چنوا دونگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قبضے مین کر لینا اُنکے دشمنون پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقناطیس نے کہا مین بادشاہ کو اُٹھا لونگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کر کے آپس مین رخصت ہوئے گلگونہ گلگون پوش نے سب سے وعدہ پختہ کر کے شمس سے سمجھا دیا کہ ہم اسی صحرا مین آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل مین آئی وہ رات پہاڑ ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگایا کہا ای مادر جہربان ہوشیار رہیے سحر قریب ہی مکارہ حیران ہے کہ گلگونہ کو بڑی دھن لگی ہے کئی مرتبہ کہا ای نور نظر چلین گے تمہارے باپ بھی تو محل مین آوین یہ کہکے مکارہ اُٹھی پوجا پاٹ کرنے لگی پوجا پاٹ کرکے کہا

گلگونہ اول اپنے باپ کو بلواؤ اس عرصے مین فرتوت جادو طفل امرد کا ہاتھ تھامے ہوے محل مین آیا زوجہ سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف پر آیا شب کو حیران نہین کرتا ناچنے گانے مین میرا ساتھ دیتا ہو خوب لطف ہوتا ہو کہ گلگونہ نے آکر سلام کیا کہا باوا جان اب قیدیون کو لیجائین فرتوت جادو نے کہا ای نور نظر مجھکو تمھاری باتون سے خوف آتا ہو مکارہ نے کہا صاحب چھوکری رات بھر جاگی ہو ہر مرتبہ یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنون کو لیجا کر قتل کرین تمام اہل طلسم کو بچائین فرتوت نے کہا ای مکارہ کیا کہون جو دل پر ہجوم غم وملال ہو کئی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی کہین یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا فلان ساحر کے ہاتھ سے ہو بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے کہ جنکے معنی سمجھ مین نہین آئے قدرت نے سب زبانین لکھی ہین خیر لے جاؤ گلگونہ و مکارہ دو ہزار جادوگرنیون کو لیکر تخت پر سوار ہوئین قید خانے مین آکر پہونچین دیکھا نگہبان کام بانٹ رہے ہین بادشاہ کو جواہر خانے مین بھیجا چاہتے ہین گلگونہ نے کہا کہ ارے ان قیدیون کو کام نہ دو ہم انکو قتل کرنے لیجائینگے مگر نگہبانون مین ایک شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھا نقارے پر چوب لگائی آواز دی منم بقراط جادو لو نگہبانو تمکو فرصت ملتی ہے قیدی براے رہائی جاتے ہین یہ فقرہ سنکر گلگونہ کے ہوش اڑ گئے بڑھکر کہا ای بقراط کیون تو باتین بناتا ہے یہ کیا لفظین سناتا ہو مادر مہربان ساتھ ہین کسکی مجال ہے کہ انپر دست انداز ہو اگر تجکو خوف ہو کہ کوئی رہا کر لیگا تو تو بھی ساتھ چل قتل مین حفاظت کرنا مکارہ نے کہا ای نور نظر یہ بقراط جادو راز دار خداوند ہفت پیکر ہو اسکا نقارے پر چوب لگانا اور یہ کہنا کہ براے رہائی جاتے ہین کبھی اسکے حکم مین فرق نہین پڑا جو یہ کہتا ہو وہی ہوگا آج تامل کرو کل لے چلنا گلگونہ خاموش ہوئی چار دن قیدیون کو کام تقسیم ہوگیا گلگونہ نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور ہرگز نہ گھبرائین مین رہا کرونگی اگر آج اسنے روک لیا شب کو اسی کی فکر کرونگی معلوم ہوا کہ نگہبانون مین یہی در انداز ہے مکارہ نے کہا ای نور نظر اب گھر چلو کام سے چھڑا کر قیدیون کو

بیجا با سراسر قاعدے کے خلاف ہی گلگونہ ناچار مان کے ساتھ پلٹی راہ مین مان سے کہنے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین باغ جاؤن مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے برہمی پائی جاتی ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہی گلگونہ نے کہا ای مادر مہربان یہی باعث اُداسی کا ہی کہ دشمن قتل ہو جائین تو دل کو تسکین ہو مکارہ نے کہا ای نور نظر مجھکو تیرے مقدمے مین بڑے بڑے تردد ہین کہ ایسا نہو تو جمال بادشاہ پر مائل ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہی گلگونہ نے کہا اگر آپ کو خیال ہی تو مین باغ نہ جاؤنگی مگر گلگونہ مان سے رخصت ہوکے باغ مین آئی کنیزون نے جو پریشان پایا پوچھا ملکۂ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کہا صاحبو کیا کہون کیا کیفیت ہی اب تو یہ صورت ہی کہ نہین سکتی

نظم

میکشی پر مجھے لہراتی ہی کیا کیا بدلی
یاد دلوا رہی ہی ساغر و مینا بدلی
گل تھے جس جا یہ وہان خار ہین سبحان اللہ
کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی
طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا
ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقا بدلی
قلزم اشک جو فرقت مین ہوا طوفان زا
دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی
دفعۃً ہو گئی صحت مجھے بیماری سے
کیا دوا نسخے مین ای میرے مسیحا بدلی
نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو
آنکھ بیمار سے کیون اپنے مسیحا بدلی
سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رند
چیتون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

کنیزون نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلگونہ نے کہا کہ بقراط جادو تو نہایت ہوشیار ہی اُسنے نقارے پر یہ کہکے چوب لگادی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہین مادر مہربان نے کہا آج تامل کرو آج مین بقراط ہی کی فکر کرتی ہون یہ کہکے ملکہ گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھین دریاے سحر مین غوطہ زن ہوئین کچھ اشیاے سحر ہاتھ مین لیے تلاش مین بقراط کی روانہ ہوئین جب گلگونہ وغیرہ چلی گئین تو بقراط جادو یہ کہکے اُٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہوے مین تمکو واقف کرتا ہون مین سب کچھ کتاب مین دیکھ چکا کہ گلگونہ درپی ہی کہ بادشاہ کو رہا کرے مین زوجہ کی ملاقات کو جاتا ہون

جا کے انتظام کرون لیکن تم لوگون سے کہے جاتا ہون اگر مین وقت پر نہون تو فرتوت سے صاف صاف کہدینا کہ تمھاری صاحبزادی ہوش مین نہین ہین انکی باتون کا اعتبار نہ کرو شاید کہ فرتوت جادو سمجھ جائے نگہبانون نے کہا ای بقراط یہ ہماری مجال نہین ہے کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کرین بقراط نے کہا کہ مین خود کل صاف صاف حال کہدونگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا زوجہ اسکی ثمرات جادو باغ مین اپنے بیٹھی ہوئی ہی جلسہ آراستہ ہو رہا ہی شوہر کی منتظر ہی اس باغ مین جتنے درخت ہین کہ بقراط جادو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہین انکو دیکھ رہی ہی بقراط جادو جو قید خانے سے چلا ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہرا چہار جانب سر کو اٹھا اٹھا کے دیکھ رہا ہی زوجہ کی تصویر خیالی مین مبہوت ہو رہا ہی اُدھر سے ملکہ گلگونہ گلگون پوش آتی تھی بقراط جادو کو جو دیکھا غصے مین کانپنے لگی دل سے کہتی ہی اگر یہ بیچ درانداز نہ ہوتا تو مین نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت مین یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی ماش کے دانے ہاتھ مین لیے تھی جھولی سے ایک مقراض اور ایک کارد نکالی اُسپر اسم سحر پڑھکر پشت پر بقراط کی آکر پھینک ماری جب سحر کو رہا کر چکی تب نعرہ کیا کہ منم گلگونہ گلگون پوش او بقراط اپنے کو بچا پنجہ اجل سے نکلجا اور حال تو نے کتاب مین شب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا کارد و مقراض مثل شعلۂ جوالہ چلین کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشاہ لشکر اسلام صاحب اقبال ہین میرا جب قدم نہ ہوگا اُسوقت جسطرح چاہنا بادشاہ کو لیجانا مقراض و کارد تیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی پڑین کہ توڑ کر پشت کے پار گذرین بقراط جادو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گلگونہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات جادو جو باغ مین بیٹھی ہوئی درختون کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل جلنے لگا ثمرات جادو نے دیکھکر منھ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غضب ہوا کہ شوہر میرا مارا گیا پکار کر آواز دی ای شعبدہ ساختۂ بقراط یہ تو تو نے ظاہر کیا مگر مجھکو اس سے بھی آگاہ کر کہ بقراط جادو کو کسنے مارا کہ یکایک بیخ نخل سے دھوان نکلنے لگا اُس دھوئین مین

سے ایک طائر پیدا ہوا ثمرات جادو نے پوچھا ای طائر خیال تو مجھسے یہ ظاہر کر کہ میرے شوہر کو کسنے مارا اور کس مقام پر مارا گیا ہائے کوئی وہان پر معین نہ تھا طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای ثمرات جادو تیرے شوہر بقراط جادو کو گلگونہ گلگون پوش دختر فرتوت نے مارا کوہ سنگین پر لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ابھی قاتل اسی مقام پر موجود ہی ثمرات جادو یہ کہکے اُٹھی کہ ابھی جاکر اُس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہون فرتوت کو جواب دیلونگی کہونگی کہ اسنے میرے شوہر کو مارا مین نے اسکو قتل کیا یہ کہکے حیران و پریشان اُفتان وخیزان چلی مگر بد حواس عالم یاس چہرہ اُداس آنکھون سے آنسو جاری دلبر ہجوم آہ وزاری چادر سر سے اپنے اُتار کر پھینک دی یہان گلگونہ بقراط کا سر کاٹ کر چاہتی ہی بلند ہو کہ سامنے سے نعرہ ہوا او شوخ دیدہ وا و گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہکے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے اشارہ کر دیا یہ بھی ساحرہ بے بدل ہی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا ثمرات جادو نے متواتر کئی سحر کیے مگر گلگونہ نے اشارون مین سب سحر دفع کیے پہاڑ پر آکر ثمرات جادو اُتری گلگونہ نے اُڑتے اُترتے ثمرات کے اپنے گلے سے ہار پھولون کا اُتارا ثمرات جادو پر کھینچ مارا ثمرات نے چاہا دفع کرون مگر وہ ہار قریب آکے ٹوٹا پھول برسنے لگے بو جو پھولون کی دماغ مین آئی بے اختیار ہو کر پکار اُٹھی کیا کہون کہ جو حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہے۔

نظم

دل کو کبتک ہجر مین بہلائیے
جی مین ہی اب کھا کے کچھ مر جائیے

دھوپ دن کی اوس شب کی کھائیے
آستان یار پر مر جائیے

مجھسے بیہودہ نہ گرمی کیجیے
ٹھنڈے ٹھنڈے آپ گھر کو جائیے

ہم جو کہتے ہین سراسر ہے غلط
سب بجا ہی آپ جو فرمائیے

اُٹھ نہین سکتے شدائد ہجر کے
آئیے اب پاس مجھے بلوائیے

دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز
شب کو بھی اکدن کرم فرمائیے

ترک عشق لالہ رویان کر دیا
کسکے کسکے واسطے گل کھائیے

کفر کیون بکتے ہو توبہ کیجیے
جھوٹھی جھوٹھی بس نہ قسمین کھائیے
کچھ کرونگا مین بھی اب خدمت مین عرض
چپکے رہیے منھ نہ اب کھلوائیے
دیدۂ سوزن مین بھی بھر آئین اشک
زخم سینے کے اگر دکھلائیے
کی ہو جیسی بیوفائی آپ نے
بالعوض اسکے خدا سے پائیے
ہاتھ پانؤن توڑتا ہون نزع مین
مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
باغ مین او گل نظر تو آیا گیا
خون بلبل سے تجھے نہلائیے
بن چکین زلفین بھی سر بھی گندھ چکا
آئینہ آگے سے اب سرکائیے
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہی
وحشت دل اب کدھر کو جائیے
دل لیا ہو جان بھی گر درکار ہو
کیا کروگے یاد لیتے جائیے
خوف رسوائی جو بیداری مین ہو
خواب مین صورت مجھے دکھلائیے
تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین
اب تو پردہ غرفے سے اٹھوائیے
زور و زر سے جسطرح ممکن ہو
آج کل تک اسکو گھر مین لائیے

ثمرات جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے گلگونہ کے آئی گلگونہ نے کہا اے ثمرات جادو کیا چاہتی ہو ثمرات نے کہا مین اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگونہ نے کہا تلوار کو کھینچ ثمرات جادو نے تلوار کھینچی گلگونہ نے کہا گلا اپنا کاٹ لے ثمرات جادو نے بیخوف تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگونہ نے اشارہ کیا کھینچ لے ثمرات جادو نے تیغہ کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ثمرات جادو بو ولیکن شمس وغیرہ صحرا مین سرگردان تھے گلگونہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان مین آئی بدحواس ہوگئے شمس آسمان پر آکے چمکا دیکھا گلگونہ نے زن و شوہر کو مارا اور تلوار کو نیام مین رکھ رہی ہی کہ شمس فلک آکر پہونچا گلگونہ کا دامن پکڑا کہا اے گلگونہ ہمکو آٹھ پہر اسی صحرا مین گذرے ہین آب و دانہ بھی ترک کیا گلگونہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا اور کہا اس بیہودہ بقراط نے باتین بنا کر روک دیا مین نے آج زن و شوہر کو مارا اب آج رات کو قید خانے پر بلوہ کر کے آؤ بادشاہ کو رہا کرلو

میرے پاس انگشتر جمشید موجود ہی کوئی مجھکو نہ دیکھ سکیگا یہ بقراط جادو مرتے مرتے نگہبانون کو آگاہ کر آیا ہی نگہبان وقت جانے کے روکین گے بادشاہ کو نہ جانے دینگے مین بالاعلان قید خانے مین جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی رہو چھپانا بخوبی یہ وعدہ کرکے گلگونہ گلگون پوش اپنے مقام سے اُٹھی اندھیری رات مین طرف قید خانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا اُدھر سے نہین گئی بلکہ قید خانے کے پہلو مین جو دریچہ تھا اُسی دریچے سے اندر قید خانے کے داخل ہوئی جاکر دیکھا بادشاہ آرام فرماتے ہین شانہ پکڑ کر جگایا نگہبانون نے دیکھا کوئی جگانے والا بادشاہ کا معلوم نہین ہوتا مگر بادشاہ اُٹھے بیٹھے ہین نگہبانون نے پکار کر آواز دی کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگایا فیروزہ و سمن رخ و دلمینوش شیرین کلام بھی اُٹھے بارہ ہزار نگہبانون نے آکر بادشاہ کو گھیر لیا گلگونہ نے سحر کیا کئی کے سر کٹ کے زمین پر گرے نگہبانون نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو پکڑ لین گلگونہ سحر کر رہی ہی بادشاہ کے قریب کسی کو نہین آنے دیتی فرتوت جادو پڑا سو رہا تھا طفل امرد پاس بیٹھا تھا جگا کر کہا ای فرتوت جادو بادشاہ رہا ہو رہے ہین فرتوت نے گھبرا کر آنکھ کھولی پوچھا ارے کیسے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرتوت نے اپنے مقام سے اُٹھکر اپنی زوجہ کو جگایا کہا ای مکارہ اُٹھ دیکھ تو کیا ہوا مکارہ گھبرا کر اُٹھی فرتوت نے کہا طفل امرد نے مجھکو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہو رہے ہین یہ کہکے فرتوت نے ایک دستک دی ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا پکار کر اُسنے آواز دی ای فرتوت و مکارہ گھر سے آگ لگی بقراط اور ثمرات مارے گئے بقراط کے مارے جانے کی خبر سُنکر فرتوت گھبرا گیا کہا ای مکارہ جلد چلو زن و شوہر طرف قید خانے کے بارہ چودہ ہزار ساحر ساتھ لیکر چلے اُسوقت آکے پہونچے کہ دیکھا قید خانے پر دریاے خون بہ رہا ہی جب برق چمکی دس پانچ کے سر اُڑ گئے دھڑا دھڑ لاشے گر رہے ہین فرتوت نے کہا ای مکارہ دریافت تو کر یہ کون مخفی سحر کر رہا ہی چارون گنہگارون کے گرد حلقہ آہنی ہی جو قریب حلقے کے آیا سر کٹ کر گرا کتنے ساحر مرگئے

مکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اُچھالا جب خون اُچھالا ایک برق چمکی اُس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگونہ کھڑی سحر کر رہی ہو فرتوت نے پکار کر آواز دی کہ او مکارہ واو شہکارہ مین یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے بقراط کے کہنے سے کل روکا تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی فرتوت بڑھا کہ گلگونہ کی چوٹی پکڑ لون گلگونہ نے جھولی سے انگشتر جمشید نکالی مثل ستارے کے جو انگشتر چمکی فرتوت نے کہا کہ لو صاحب اور غضب دیکھو انگشتر جمشید اس شوخ دیدہ کے پاس موجود ہی رات کو میرے بیرون نے خبر دی کہ اسنے بقراط و ثمرات کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہین کون اُنکا لاشہ اُٹھائے کون اُنکی خبر کو جائے یہ کہکے کنیزون کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑ لو انگشتر اس سے چھین لو انگشتر ہمارے قبضے مین آ جائے تو ابھی گرفتار کرلین لاشہ ہاے کنیزان مین اسکا بھی لاشہ پڑا ہو اسنے خانمان برباد کیا کنیزون نے قسم کھا کر کہا کہ ای افسر ہم گلگونہ کو نہین دیکھتے کیونکر گرفتار کرین سر ہتھیلی پر رکھے کھڑے سحر اُٹھا رہے ہین آگ ہمپر گر رہی ہو جلے جاتے ہین کنیزون کی زبانی یہ حال سُنکر فرتوت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکا و مکارہ نے پھر دستک دی برق چمکی فرتوت نے دیکھا کہ گلگونہ ایک گوشے مین ہٹ گئی ہو مگر سحر کر رہی ہو جب ہاتھ چمکاتی ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہو دو چار کے سر اُڑ جاتے ہین فرتوت بڑھا اُس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلگونہ کے رُکی کہ جسکی وجہ سے گلگونہ معلوم ہوتی ہو فرتوت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلگونہ کی پکڑ لون گلگونہ نے بلک کر دعا کی کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز مجھکو اس آفت ارضی و سماوی سے بچا لے بلک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقناطیس جادو نیمچہ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلی للکارا کہ او بیحیا خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اُٹھانا دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جادو ظاہر ہوئی اور ایک طرف سے جمشید یہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلی عکس آئینے کا ملکہ

گلگونہ پر ڈالا گلگونہ نگاہ سے فرتوت کے مخفی ہوئی فرتوت ٹٹولنے لگا چاہتا ہی کہ اُسکو پا جاؤن تو گرفتار کرون مگر جمشید یہ سحر طراز آئینہ چمکا کر سامنے فرتوت کے آئی فرتوت پر جو آئینے کا عکس پڑا نابینا ہوگیا زوجہ سے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب مجکو کچھ نہین سوجھتا زوجہ نے بڑھ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھامون جمشید یہ سحر طراز نے بڑھ کر آئینے کا عکس اُسپر بھی ڈالا زن و شوہر دونون نابینا ہوے نیرنگ نے بڑھ کر فرتوت کا سر کاٹا فرتوت کے سر کٹتے ہی صداے ہا ہو بلند ہوئی زمین کانپنے لگی آواز آئی کہ او نیرنگ تو نے کوتوال زندانخانہ کو مارا اطاعت طلسم کشا سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کر رہی ہی چاہتی ہے کہ اگرچہ نابینا ہون مگر نکل جاؤن جمشید یہ سحر طراز نے آواز دی کہ ای گلگونہ اس بیحیا کی قضا تیرے ہاتھ سے ہی اب یہ بچنے نہ پائے گلگونہ نے بڑھ کر نیمچہ مارا کہ مکارہ کے بھی دو ٹکڑے ہوے تمام کنیزون کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و سمن رُخ و مینوش شیرین کلام کو لیکر نکلین مینوش نے عرض کی کہ اب حضور براے چند ساعت میرے باغ مین چلین وہان چند تحفہ جات ہین اگر وہ حضور کو مل گئے تو اس طلسم مین آرام ملیگا مقناطیس وغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین ملکہ مینوش نے منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ پانچ کوس باقی ہی کہ بادشاہ نے فرمایا اے مینوش ہم پیدل چلنے کے عادی نہین ہین اب ہمسے چلا نہین جاتا اُس مقام پر ایک نخل تھا اُسکے سایے مین بادشاہ و مینوش بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہے ناز و غمزے کر رہی ہو بادشاہ فرماتے ہین کہ ای مینوش ہمارا تمھارا وصل بر وقت فتح طلسم ہوگا چند سردار ہمارے مثل نورالدہر و ایرج و چالیس سرداران صاحبقران یہ بھی قید ہوے آج تک اُنکے نشان نہین معلوم کہ یہ لوگ کس حال مین ہین سرداران نامی اس حسرت و یاس سے قید ہوے رستم کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم ہین انکی تو یہ کیفیت ہی سر پر بار رنج و مصیبت ہی۔ نظم

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا
گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا
او جان حزین جاتا ہی اکدن تجھے آخر
اب جائے تو بہتر ہی کہ کل جائے تو اچھا
بہتر نہین ہے صورت جانان کا تصور
دل اور کسی شے سے بہل جائے تو اچھا
اک سل ہی کلیجہ پہ نہین روح بدن مین
چھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا
او آتش دل پھونکدے تن اشک بہادے
بہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا
تابوت مرا تھم کے اُٹھاؤ ابھی یارو
وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا
ای رند ملو یار سے یا ہاتھ اُٹھاؤ
جھگڑا چلے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

مینوش نے کہا کہ ای شہر یار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدمات اُٹھائے خدا نے فضل کیا کہ اس قیدخانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یاور ہی طالع آپ کے مددگار ہین گلگونہ نے بڑی جانبازی کی انگشتر جمشید لائی قیدخانہ مین پہونچی مان باپ کو قتل کرایا ایسا کسکا کلیجہ ہوگا وہ حضور کی عاشق صادق ہی اس طلسم مین اُس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے انگشتر جمشید لیکر آئی ہے اُس انگشتر سے جا بجا مطلب نکلیگا میرے باغ مین کئی تحفے ہین وہ بھی حضور کو دستیاب ہونگے دشمنون کا سحر تاثیر نہ کریگا صرف ایک لوح تو نہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے ذمے رہتی عاشق ومعشوق یہ باتین کر رہے ہین فیروزہ مگس رانی مین مصروف ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی صمصام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باپ ملکہ مینوش کا جو برائے مقابلۂ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر نگاہ پڑی زیر شجر جلوہ وادی ایمن پایا عیار اسکا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہی نام اسکا وہم تیز رو ہی اُس سے صمصام نے کہا کہ ای وہم بڑھکر دیکھ تو سایۂ شجر کے کون بیٹھا ہی وہم نے کہا کہ حضور مین یہین سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہین نہین معلوم کہان سے آئی ہین اپنے باغ مین لیے جاتی ہین صمصام یہ سُنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا کہا یارو بادشاہ کو

قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کرلو دولاکھ فوج لینا لینا کہکے چلی مینوش نے عرض کی کہ حضور غضب ہوا باپ میرا صمصام بلوہ کرکے آتا ہی بڑی بہادر اسکی فوج ہی بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے سوارون نے آکر حملہ کیا ایک رسالدار کو بادشاہ نے مارا اُسی کے مرکب پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا کہ اے شیدای کافران بیحیا و ای نابکاران پُردغا منم شہنشاہ گردون مقام بادشاہ لشکر اسلام جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہو گیا مگر اپنے دل مین کہتا ہے کہ اے فیروزہ غضب ہوا مینوش گھبرا رہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھکر ایک اور سوار کو مارا مادیان اُسکے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سامنے مینوش کے کی کہا کہ اے ملکہ اسپر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی نیمچہ کمر سے کھینچا کمانِ کیانی دوش سے اُتاری تیراندازی کرنے لگین صمصام کو اپنے زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہے دور سے دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہین جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشون کے انبار لگا دیے پلٹن و رسالے بے افسر کردیے جب جھپٹ کر گئے کمیدان و رسالدار کو تاکا اُسی کو تاک کر مارا گرد مرکب صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہی فیروزہ حقہ آتشبازی مار رہا ہی کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند مار دیے گرتے گرتے اُسکو خنجر مارا اسطرح کئی سو جوانون کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا ہوش پراگندہ ہوے وہم تیز رو عیار سے کہا کہ تو عیار کو انکے پاس سے ہٹا تو مین بادشاہ کو گرفتار کرلون یہ سُنکر وہم تیز رو دس عیارون کو لیکر بڑھا اور للکار کر آواز دی کہ او عیار طرار مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر اسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہو کر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی پلیچون کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا لشکر سے نکل گیا مگر دل مین کہتا ہو کہ اے فیروزہ غضب ہوا کہ مین بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہو کہ شہریار پر کوئی اُفتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوے ہو قریب بادشاہ نہین جانے دیتا

فیروزہ ہرچند کہ چاہتا ہی اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤن مگر وہم دور سے پتھر مارتا ہی ادھر صمصام جنگ آزما نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو ٹھکرا کر چلا شمشیرزنی بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہی پہلوانون کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو ٹوکو مین قتل کرون جب قریب پہونچا اور پہلوانون نے بادشاہ کو ٹوکا یہ للکارا کہ ای بادشاہ جمجاہ ہم لوگون سے مقابلہ کیجیے بادشاہ اُن پہلوانون مین سے ایک پہلوان پر جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بچایا کمر پر ہاتھ مار دیا کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پہلوان تعریفین کرنے لگے صمصام نے پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پرنالہ خون کا سر سے جاری ہوا مگر بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا داہنے ہاتھ سے ہاتھ تیغے کا مارا ہرچند کہ آنکھون پر قطرات خون چلے آتے ہین مگر تیغہ قمقام جو تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے وہان سے تڑپ کر سر پر گرا تا دو ابرو پہونچا صمصام نے دستانہ مارا تیغہ جھجنا کر نکلا تڑپ کر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلوانون نے صمصام کو سنبھالا ایک پہلوان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ شانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آکے گرز مارا وہ دوسرے شانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار ہوا ایک پہلوان نے گھوڑا بادشاہ کا پے کیا بادشاہ گھوڑے سے گرے ازروے بلونے کے کافرون نے چاہا بادشاہ کو پکڑ لین بادشاہ نے اُس حال پرملال مین کسی پر قبضہ مار دیا کسی پر خنجر مارا کئی پہلوان جو بادشاہ نے اس حال مین مارے پہلوان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا جھپٹ کر حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی کے منھ جلے گرد سے بادشاہ کے لوگ ہٹے فیروزہ نے جلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندھ کر اُٹھایا اس عرصہ مین جو مینوغش نے مہلت پائی بادبان کو جھکا کر نخلستان صحرا مین جا کر چھپین صمصام کو پہلوان گینڈے پر سوار کر کے لے بھاگے ایک صحرا مین جا کر اُترے علاج مین صمصام کے مصروف ہوے مگر فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک ٹیلے کی طرف سے گذرا سہیل زمیندار

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیر کمٹھے لیے ہوئے سہیل زمیندار نے پکار کر آواز دی کہ ای جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شی لیے جاتا ہی فیروزہ نے چاہا کہ بھاگون پاسیون نے تیر کمٹھے سیدھے کیے فیروزہ نے دیکھا کہ غربال ہو جاؤنگا ناچار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھ کر فیروزہ کو ایک نخل کے سائے مین ٹھہرایا کہا کہ دکھلا پشتارے مین کیا ہی فیروزہ نے پشتارہ کھولا ایک آفتاب تابان کو ٹکڑے ٹکڑے پایا سہیل بے تاب ہو گیا کہا کہ ای عیار یہ کیا معرکہ گذرا اس شیر کو کسنے زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کر دیا سہیل زمیندار بادشاہ کو لیکر اپنے مکان مین آیا فیروزہ ساتھ ہی زمیندار نے جراح کو بلایا زخمون کو دھلوایا ٹانکے دلوائے جراح سے کہا کہ بہت کچھ تجکو دونگا اگر تو نے اس زخمی کو صحت دی جراح نے کہا کہ کوئی رگ و پٹھہ نہین کٹنے پایا ہی انشاء اللہ ایک ہفتے مین صحت حاصل ہو گی یہ کہکے پٹیان چڑھائین زخمون کو باندھا زمیندار رومال ہاتھ مین لیکر کرسی پہ بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد دوپہر کے بادشاہ کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک زمیندار مگس رانی کر رہا ہی زمیندار نے سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ کا عیار آپ کو لیے جاتا تھا مین آپ کو اپنے مکان مین لے آیا ہون امیدوار ہون کہ خدمتگزاری کرون سرکار سے سرخرو ہون بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی غلام اس صرف کے لائق ہی جب حضور صحت پائینگے تو معاوضہ خدمت گزاری کا چاہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہانکی سرحد ہی کسکو خراج دیتے ہو سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جسنے حضور کو زخمی کیا یعنے صمصام جنگ آزما کی یہ سرحد ہی بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گاؤن تمکو معافی مین دین گے اور صمصام سے بدلہ لین گے اُس بیحیا نے از روے بلوے کے ہمارے قتل کا ارادہ کیا تھا ہمارے وحدہ لاشریک نے اُس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا تم تک پہونچایا یہ قدرت اُس حافظ حقیقی کی ہی فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کر رہا ہی سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہی پٹیان مرہم کی لگاکر چلا جاتا ہی ایک دن ایک مکان مین سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے رنڈیان دیہاتنین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوے اُمین ٹول کی گوٹین زیور مین چاندی کے لدی ہوئین آکر حاضر ہوئین زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ مہتر صاحب آج ہمنے جشن کیا ہی تم بھی صحبت مین آنا عین گرمی صحبت کا وقت ہی دیہاتنین شراب پیے گا رہی ہین اُلٹا سیدھا کچھ بتاتی بھی ہین کہ فیروزہ صحبت مین پہونچا بے لطفی صحبت دیکھکر ایک جانب سر جُھکاکر بیٹھا سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسند ہی فیروزہ نے کہا کہ گانے والیان ناواقف ہین سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بیخبر ہین آئین بائین شائین بجا رہے ہین ویسا ہی گانے والیون کا حال ہی بے سمجھی تان لگاتی ہین سننے مین گھبرا جاتی ہین سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا تمکو علم موسیقی مین دخل ہی فیروزہ نے کہا کہ ہم عیار ہین اسکی بھی ضرورت ہوتی ہی تو گانا پڑتا ہی سہیل نے کہا کہ کچھ گائیے فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ بیچ صحبت مین آکے بیٹھا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی۔ نظم

نہ کسطرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق
کہان تلک تری اُلفت کرین نہان مشتاق
یہان بھی آئیے اک رات تو کرم کیجے
تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق
پتہ لگا ترا بتخانے مین نہ کعبے مین
پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق
سُنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم
عطاء لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق
دکھایا جلوہ کبھی اپنا نہ تونے بعد کلیم
ترس گئے تری صورت کو جان جان مشتاق
فراق یار شکر لب نے زیست کردی تلخ
ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق
تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین
تنگ آئے ہین دیتے ہین اپنی جان مشتاق
قرار اسکو نہین ایک دم کسی جا پر
کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق
کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
رہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان مشتاق
عیان تھی رند کی نظرون سے یاس تا دم مرگ
خدا اُٹھائے جہان سے نہ ای بتان مشتاق

فیروزہ نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار راوٹی پر بیٹھی تھی فیروزہ کی آواز سنکر جھانک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا تامتیا کمندین بازوؤن پر بندھی ہوئین تو بڑا پتھر کا لٹک رہا ہی مغرور غمخوار اسکا نام ہی دیکھتے ہی فیروزہ کے گانے پر عاشق ہوئی ہر چند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دل سے مائل ہوئی حیران ہوکر کیا کرون تھوڑی دیر مین جلسہ برخاست ہوگیا فیروزہ وہان سے اٹھ کے جس کمرے مین بادشاہ تھے وہان آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسے سے اٹھی تھرآتی ہوئی گوشے مین آکر رونے لگی دل سے کہتی تھی کہ ای مغرور کس حیلے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہی اسنے جو سنا کہ ملکہ مغرور ایک گوشے مین بیٹھی ہین ٹہلتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے کی آواز سنی حیران تھی کہ یہ کیون روتی ہی چونکہ رازدان ہی بلا تکلف اندر چلی گئی دیکھا کہ مغرور کا چہرہ روتے روتے سرخ ہوگیا ہی آنکھین ابلی ہوئین شعلہ خیز کو دیکھ کر مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیون بہن کیا مصیبت ہی تنہائی مین رونے کی کیا صورت ہی ہمسے بیان کرو علاج کرین جو خواہش ہو اسکی تدبیر کرین ہم تمکو بہت پریشان پاتے ہین مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی روکر کہا کہ بہن کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون میرے باپ نے جنکا علاج کیا انکا عیار کل صحبت مین آیا جبسے اس کمبخت کا گانا سنا دل پر ہجوم غم و الم ہی اور کیا کہون صاف صاف تو یہ مضمون ہی مجھے خواہش جنون ہی۔

نظم

گر تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین
سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین

رخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین
لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین

مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا +
کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین

جو کہ خوگر ہین تری بوسے دہن کے ای گل
غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دید
گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین

یون پتہ پوچھو اس حور کے گھر کا قاصد
کسکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا
اہل دل تجکو بجا آفت جان کہتے ہین
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل
یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین
سُنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد ای رند
اسلیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

شعلہ خیز نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین لیکر آؤنگی عیار کی کیا حقیقت ہی فوراً اُسے بلا کر لاؤنگی نام تمھارا اُسنکر دوڑیگا اس طور سے ذکر کرون کہ وہ بھی بیقرار ہوجائے عیار کی کیا اصل ہی شعلہ خیز نے مغرور کو بخوبی سمجھایا گوشے سے اُٹھا کر باغ مین لائی سیر گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یاد چشم محبوب دلائی سرو کو دکھلا کر کہا قد محبوب کی یہی صورت ہی مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہی باہر آکر ٹہلنے لگی فیروزہ کسی ضرورت کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بلایا کہا کہ تمکو ملکہ مغرور یعنے دختر سہیل نے اپنی صحبت مین بلایا ہی وہ نہایت حسین و جمیل ہی فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جا کر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ مین بیٹھی کہ فیروزہ آیا در باغ پر کنیزین جو نگہبان تھین اُنھون نے کہا کہ اندر جائیے فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف چہار جانب گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نرگس کے اشارے گل و بلبل مین اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ غمازی کرون حال عشق گل و بلبل ظاہر کردون فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آکر بیٹھا شعلہ خیز نے کہا کہ اے فیروزہ ہماری ملکۂ عالم چاہتی ہین کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ تمھارا گانا بہت پسند ہی فیروزہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم مجھے تمھاری صحبت مین بیٹھنا ناگوار ہی تم ہفت پیکر کو بخدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خداے حقیقی کو پہچانو جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا کیا عجائب و غرائب دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سراسر حماقت ہی اس طرح کے کلمات جو

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی برائیان کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کو ناگوار ہوا کہا کہ بہتر صاحب سمجھ کر کلام کرو پیدا کرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے کہا کہ وہ ایک جعلساز و مکار ہے سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا اگر یہ پیدا کرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز نہو جاتا ساری مکاریان و دغابازیان ظاہر ہو گیئن اب طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی مہلت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہے کہ اپنے بندون کے ہاتھ سے دردمند ہے بھاگا بھاگا پھرتا ہے طلسم کشا لوح طلسمی حاصل کر چکے مرحلہ جات توڑ کر جب دن لشکر کشی کرین گے پھر بھاگ کر کہان جائیگا مغرور نے کانون مین انگلیان دے لین شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے رخصت کرو مجھسے قدرت کی برائیان نہین سُنی جاتین کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑ کر طلسم باطن مین آئے اب طلسم باطن آباد ہوگا رعایا کی پرورش منظور ہوئی چلے آئے بادشاہ جو یہان کا ہے اُسنے یہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہے سامری و جمشید و لات و منات پر قدرت اُنکی غالب ہے فیروزہ نے ان باتون کو سُنکر منھ پھیر لیا ہنس کر کہا کہ مین شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا فیروزہ رنجیدہ ہوکر صحبت سے اُٹھ آیا فیروزہ تو آکر خدمتگزاری مین بادشاہ کی مصروف ہوا بعد جانے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ ای مغرور اگر قدرت کو خبر ہوئی تو سنگ سیاہ کر دینگے جائے انسانیت مین نہ رہوگی اگر انکا دل چاہے جانور بنا دین جہنم دکھا دین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مجکو بھی یہی خوف آتا ہے یہ لوگ دشمن خداوند ہین اپنی سرکشی کے پابند ہین یہ سُنکر شعلہ خیز نے کہا کہ ای ملکہ مغرور یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا مین صمصام جنگ آزما فروکش ہے اگر تم کہو تو مین جاکر خبر کرون کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے عیار صاحب مجبور و ناچار ہونگے تب قدمون پر گرینگے مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مین بھی یہی ڈرتی ہون کہ شاید قدرت مجھکو جہنم مین داخل کرین ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہنا پڑے ہمارے بزرگون نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ یونہی دوسی کو چھوڑتے

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرتے یہی بہتر ہی کہ بادشاہ اسلام قتل ہون اور یہ عیار عاجز ہوکر قدمبوسی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہین پائی جاتی مگر اے شعلہ خیز اتنا خیال رکھنا کہ وہ آگر عیار پر دست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ کیا مجال جو عیار پر دست انداز ہو مین خود کہکر بچا لونگی اگر آپ کے والد طرفداری کرینگے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائین گے صمصام وہ پہلوان ہی کہ اس اقلیم مین کوئی اُسکا مثل نہین یہ آپس مین صلاح کر کے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہان ایک دن بادشاہ جو اُٹھکر بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سہیل نظر انصاف سے دیکھو کہ ہفت پیکر ساحر ہی علم شعبدہ سے بخوبی ماہر ہی طلسم ظاہر سے بھاگ کے طلسم باطن مین آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہان کا بادشاہ جو ہی اُسکے دماغ مین غرور بھرا ہی قصر عجائب مین ہفت پیکر کو اُتارا ہی اور وعدہ کیا ہی کہ مین طلسم کشا سے لوح چھین لونگا سب ساتھ والون کو گرفتار کرونگا ہرچند کہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہین مگر ایسی تدبیر کرون کہ مبہوت ہو جائین اسم اعظم پڑھنا موقوف کرین ملاحظہ عجائب و غرائب مین مصروف رہین ایسی ہی تدبیر واسطے طلسم کشا کے کرونگا بادشاہ تو فصیحان عرب سے ہین ایسی دلیلین باطل ہوے مذہب ہفت پیکر کی فرمائین کہ سہیل نے قدمون کو بوسہ دیا کہا غلام ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہی دین خداے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے فرمانے سے پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر مرد ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی سہیل زمیندار صدق دل سے مسلمان ہوا اپنے گانون کے لوگون کو بھی بلاکر مسلمان کیا روز دس پانچ کو بلاتا ہی بادشاہ کی دلیلین سُنواتا ہی وہ لوگ بصدق مسلمان ہوتے ہین دس ہزار آدمی اُس قریے مین رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے اُن سبکو سہیل نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے ہین گھبرا کر

عرض کرتے ہین کہ کیون حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہین بادشاہ فرماتے ہین
کہ انشاء اللہ مین صحت پاکر چلونگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے
پر بہت خوش وخرم ہین لیکن شعلہ خیز پھرتی پھراتی لشکر مین صمصام جنگ آزما
کے پہونچی صمصام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا چوسر کھیل رہا تھا کہ
دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگون سے پوچھتا ہوا آتا ہے کہ پہلوان
دوران وگرشاسپ جہان یعنے صمصام جنگ آزما کہان تشریف رکھتے ہین
لوگون نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہین شعلہ خیز سلام کرکے سامنے آئی
کہا مین کچھ عرض کرونگی صمصام نے پہلو مین جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بیان
کریگی شعلہ خیز نے کان مین صمصام کے کہا کہ آپکے دشمن ہفت پیکر پرستون
کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے
مین فروکش ہین آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے عیار اُنکو لے بھاگا تھا
سہیل زمیندار نے اپنے مکان مین جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے
نصف قریہ مسلمان ہوچکا مگر بیٹی اُسکی بڑی پختہ ہفت پیکر پرست ہے
چاہتی ہے کہ بادشاہ قتل ہون مگر عیار کو اُنکے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے
خدمت مین مغرور کی بخدمتگذاری حاضر رہے صمصام نے کہا کہ یہ کیا باعث
شعلہ خیز نے کہا کہ مغرور عیار پر عاشق ہے چاہتی ہے کہ میری خدمت کرے جب
اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہوکر حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانے گا
صمصام نے کہا کہ کل مین صبح کو آکر قریے کو گھیر لونگا میرے ساتھ دو لاکھ فوج
ہے سارے قریے بھر کو قتل کر ڈالونگا عیار کو گرفتار کر دونگا مشکین باندھکر
خدمت مین اُس خیرخواہ دولت کی حاضر کر دونگا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا
صمصام نے پختہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہوگا تم اپنے قصر سے دیکھ لینا
لیکن اپنے قصر کا نشان بتا دو کہ اُس طرف ہمارا الزام نہ جائے ایسا نہ ہو کہ
تمھارا مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائین پر قریے کے ایک

باغ ہے اُس باغ میں ملکہ رہتی ہیں اُس باغ کو بچانا اُس طرف تمہارا کوئی ملازم نہ جائے کہ ساکن باغ آرام پائے بلکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزوں کو ساتھ لیکر تیر اندازی کرتے نکلے چند اہل قریہ کو مار لینگے صمصام بہت خوش ہوا کہا کہ اے شعلہ خیز ملکہ مغرور کو اُس قریے کی حکومت دینگے تمکو منتظم کردینگے اور چند قریے بھی اُس قریے کے خراجگذار زمین کے بڑے بڑے راجاؤں کو مغرور کے ماتحت کردونگا اگر وہ قبول کریں تو خاتون محل اپنا قرار دوں شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتیں وہاں آکے کرنا اگر یہ بات دل میں ہے تو عیار کو بھی ایک نیزہ ماردینا ہم کہدینگے کہ معرکے میں مارا گیا ملکہ خاموش ہو رہیں گی بعد اُسکے مرنے کے تمکو قبول کرینگی اب شعلہ خیز صمصام سے رخصت ہوئی آکے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش ہوئی کہا کہ اے شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت پیکر پرستوں میں نام کیا یہاں شب کو بادشاہ برائے فرحت قصر پر آکے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صحیح ہوچلے ہیں چند باقی ہیں بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ اے فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے جو اپنے مالک کا دماغ تر پایا یہ غزل شروع کی۔

نظم

اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف

برسوں سے قدِ یار کا مضموں نہیں بندھا
مدت ہوئی گئے نہیں شمشاد کی طرف

چلنے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچہ جلاد کی طرف

اے جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف

لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشاں کشاں
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

نکلا ہے تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آوازے ہیں اسیروں کے آزاد کی طرف

سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا ہوں سے عشق
بد نظر ہے حُسن خدا داد کی طرف

گردوں سے چاہتے ہیں یہی ہم گناہ گار
منھ سوے قبلہ آنکھیں ہوں جلاد کی طرف

طاقت ہے کسکی دیکھے جو رغبت کی آنکھ سے
اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف

عاشق ہیں محو حُسن جو چاہو ستم کرو
کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن مین ہے وہ یوسف گم کر
شادی کو بھی گذر ہو غم آباد کی طرف
جوش جنون ہے موسم گل کا ہے زور شور
سودائی کھینچے جاتے ہین حداد کی طرف
دھوکا دیا ہے دام نے کس گل کی زلف کا
بلبل اشارے کرتی ہے صیاد کی طرف
شیرین بھی چاہتی تو اُسے بیرزن تو کیا
خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف
آتش یہ وہ زمین ہے کہ جسمین شفیق من
سودا ہوا ہے میر سے اُستاد کی طرف

دماغ بادشاہ کا تر ہے شب بھر فیروزہ کا گانا سُنا اب وہ وقت آیا ہے کہ نی نواز زرین پوش چنگ زرین ہاتھ مین لیکر عیش گاہ آسمان چہارم پر آیا سہیل بھی خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہو گیا یک گانون مین بلوا ہوا دُہائی و فریاد کی صدا ہر طرف سے آنے لگی بادشاہ نے سر اُٹھا کے فرمایا کہ اے فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہے فیروزہ صحبت سے اُٹھا دوڑا ہوا گیا گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہریار صمصام جنگ آزما کو کسی نے خبر دی وہ گانون مین آگیا رعایا کو قتل کر رہا ہے سہیل زمیندار گھبرا کے اُٹھا پاسیون کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہین اُنکو خبر کرو اور سب سے کہو کہ وقت جانبازی ہے صمصام بد انجام برائے گرفتاری شاہ آیا ہے ہم اپنی جان دین گے پاسیون نے دوڑ کے آوازین دین کہ اے اہل اسلام اپنے اپنے مکانون سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہے صمصام جنگ آزما فوج کو لیکر قریہ مین گھس آیا ہے بے گناہون کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہو گئے ہین جسکے کان مین یہ آواز پہونچی تلوار لیے ہوے مکان سے نکلا یہان بادشاہ سوار ہوے سہیل زمیندار ساتھ ہے نکلتے ہی جس سے سامنا ہوا اُسکو واصل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا پانچ ہزار جوان نیزے تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے نمایان ہوے بادشاہ کے ساتھ لڑنے لگے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادۂ حرب و پیکار دیکھے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ بادشاہ جمجاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
ہزبر دمان قاتل کافران

گل نخل بستان صاحبقران

+ سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے بجانبازی کی لڑ رہا ہی جسنے سامنا کیا اُسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان سہیل نے بھی مارے یہ خبر ہرکاروں نے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ پانچ ہزار جوانوں سے جنگ کر رہے ہیں صمصام گینڈا اٹھکر اسی طرف چلا بادشاہ جنگ رستمانہ کرتے ہوے آتے ہیں کہ نعرہ صمصام کی آواز کان میں آئی بادشاہ نے للکارا کہ او نامرد ازلی ان غریبوں نے کیا لیا تھا کہ جنکو تو نے قتل کیا تو اگر بیرون قریہ آکر اُترتا ہر چند کہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر میں تنہا تیرے مقابلے میں آتا جو کچھ گذرتی وہ ظاہر ہوتا صمصام نے ساتھ والوں کو منع کیا کہ غربا کو قتل نکرو فوج والے جم کر کھڑے ہوے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا کانٹھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام کے نکل گیا صمصام نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای بادشاہ تمنے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا کہ کُل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا میں نے اپنی عملداری میں کسی پہلوان کو رہنے نہیں دیا اور جو رہا اُسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہہ کے بصد کبر و غرور تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی چاہا کہ تلوار مار کر پلٹوں بادشاہ نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تیغہ قمقام کا مار دیا صمصام نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا سراسر کلہ اور جبڑے کو کاٹا تا بہ جگر گاہ پہونچی لاشہ جو صمصام جنگ آزما کا گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا فوج والوں نے جو افسر کو مردہ دیکھا لینا لینا کہکر بادشاہ پر آپڑے بادشاہ اُن ہی پانچ ہزار جوانوں سے دو لاکھ پر جا پڑے گنواروں کا بلوہ ہی لٹھ چل رہا ہی جسپر لٹھ مارا تلوار اُسکی ٹوٹی سر پھٹ گھوڑے سے گرا اس طرح ہمراہیان صمصام پامال ہونے لگے مثل مشہور ہے

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر کس کام کا چاہتے ہین بادشاہ کو گرفتار کر لین بادشاہ نہنگانہ لڑ رہے ہین جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج مین آکر لڑ رہے ہین ہزار ہا افسرون کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار گنوارون نے دس بارہ ہزار جوان مار کر ڈال دیے لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین دریاے خون جاری ہو آخر کار چند افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی کہ اے شہریار ہم جنگ سے عاجز ہوے امیدوار ہین کہ دامن مین پناہ دیجیے آپکے زیر سایۂ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کرین بادشاہ نے تلوار روکی ساتھ والون کو منع کیا لاکھ سوار و پیدل بصدق دائرۂ اسلام مین آئے سہیل کسقدر خوش ہو کہ پھولون نہین سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیشے مین نامہ پہونچے کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا نہ منظور کرے وہ آمادۂ حرب و پیکار رہے بادشاہ نامہ لکھ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مقناطیس و نوبہار و شکیبا و گلگونہ و جمشید یہ سحر طراز و نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر چونکہ بادشاہ کا زخمی ہونا سُنا تھا تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے بادشاہ کو خیریت جہانبانی پر پایا سب نے قدمبوسی کی بیشۂ صمصام مین ناکام پہلوان کہ صمصام کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سنتے ہی کانپ گیا خراج خدمت مین بادشاہ کی بھیجا جواب لکھا کہ مین تابعدار ہون بدون قدمبوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ ہمنے تمکو بادشاہ بنایا سہیل نے عرض کی کہ مین حضور کے ساتھ رہونگا میری یہی سلطنت ہو کہ زیارت سے ہمیشہ مشرف رہون بادشاہ نے اسکے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل زمیندار قائم رہی ایک ہفتے مین بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جابجا حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کر کے شمس سے کہا کہ اے برادر اب ہم چاہتے ہین کہ اپنے کو مقابلۂ ہفت پیکر مین پہونچائین شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی خواہش ہو کہ حضور کے ساتھ کدوکاوش کرے مگر تا بہ ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہے

وہ سامان لشکر کشی قصر عجائب مین کر رہا ہو کیا عجب ہو کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرے یہ شوکت و جلالت طلسم کشا کی ہو کہ مقابلے مین ہفت پیکر کے جائین اور اوس سے مقابلہ کرین حضور یہان سے کوچ کرین شاید آپ ہی کے مقابلے مین ہفت پیکر آئے مگر یہ غلام بجولی بہ زور علم کہانت دریافت کر چکا ہو کہ ہفت پیکر کا مقابلہ طلسم کشا ہی سے پڑیگا وقت پر آکے لڑیگا آیندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ لیکر طرف ہفت پیکر کے کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہو آیندہ جلد سوم مین تحریر کرونگا بادشاہ کوچ کرکے قریۂ سہیل سے چلتے ہین دیکھیے کہان پہونچین۔

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین تخلص سہیل
فرزند دلبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا اور نعت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار یہ حقیر سراپا تقصیر کج مج زبان زلّہ رباے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین مین عرض رسا ہو کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب و غرائب سے بھر دیا ہو وہ وہ داستانین لکھین کہ ناظرین والا تمکین پڑھکر نہایت خوش ہونگے اور تیسری جلد مین جو کچھ قبلہ و کعبہ نے تجویز کیا ہو عرض نہین کر سکتا مقابلہ ہفت پیکر اس عجائب و غرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب و غرائب ہوشربا کو فراموش کرین ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہو کہ بعد طلسم ہوش ربا قلم اٹھایا فتنۂ نور افشان تین جلدون مین ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیاریان بے نظیر لڑائیان با توقیر اسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہے جو داستان لکھی نایاب زمانہ بے سنا ہوا فسانۂ عشق نئے طور کے مقابلے جرأت و جلالت سے بھرے ہوے میری زبان نہین کہ مین اس کتاب کے اوصاف لکھون

میرے قبلہ و کعبہ مین ہر چند کہ بُرائی کو بھی بھلائی جانونگا مگر یہ چند فقرات میرے ناظرین پر بروقت ملاحظہ اثر پذیر ہونگے آپ حضرات خود داد دینگے

تاریخ طبعزاد مصنف کتاب در صنعت توشیح اگر از ہر مصرع یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا گردد

مجھے ساقیا جام عشرت پلا	شراب مصفا کا دورہ ہوا
خدا نے عجب فخر مجکو دیا	کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا
ہے اپنے دستور کا بھی خیال	نہ ہو ناظرین کو بھی ہرگز ملال
جو لکھون زبان صاف ہو با تمیز	اُسے اہل بینش کرینگے عزیز
قلم جلد ثالث بھی تحریر ہو	اُسی طور کی صاف تقریر ہو
۹۲۳	۳۹۲

۹۲۳
۱۳۱۵ = ۱۸۹۶

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم ہفت پیکر نول کشور پریس مین بماہ اپریل ۱۹۱۵ء طبع ہوئی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
طلسم فتنہ نور افشان ۔ جلد اول	سے ر	۵ ۔ جلد مطلع الانوار	سے رپ
” جلد دوم	ہے ۸ ر	۶ ۔ جلد خزینۃ الاسرار	صہ رپ
” جلد سوم	للعہ ر	۷ ۔ جلد نثر الانوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	صہ رپ
لعل نامہ ۔ جلد اول دفتر ہشتم	؏ ۸ ر	۸ ۔ جلد مشرق الانوار ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر
ایضاً جلد دوم	؏ ۱۲ ر	۹ ۔ جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ	ہے ۸ ر
طلسم ہفت پیکر ۔ جلد اول	عہ ۸ رپ	داستان امیر حمزہ باتصویر ۔ ہر چہار دفتر	
” جلد دوم	؏ ۱۲ ر	مسلسل ہندسہ ترجمہ مولوی عبد اللہ و	
” جلد سوم	سے پ	نظر ثانی مولوی تصدق حسین	عہ ر
طلسم نوخیز جمشیدی ۔ جلد اول	عہ ۸ رپ	الف لیلہ باتصویر ۔ دو کالم مین مشہور افسانہ	
” جلد دوم	عہ ۸ رپ	ایک ہزار و ایک رات کا عربی مین تھا اسکا	
” جلد سوم	؏ رپ	ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم	
طلسم خیال سکندری ۔ جلد اول	؏ ر	منشی نب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان	
” جلد دوم	؏ ۸ ر	مرحوم نے کیا اور بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی	
” جلد سوم	؏ ۸ ر	خان صاحب متخلص بہ حامد مع تصاویر طبع ہوا	عہ ر
طلسم زعفران زار ۔ جلد اول	؏ ۱۲ ر	فسانہ عجائب جلی قلم باتصویر ۔ بعبارت	
” جلد دوم	عہ ۸ ر	رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور	۹ ر
ترجمہ بوستان خیال حسب تفصیل ذیل		الف لیلہ باتصویر ۔ کامل ۔ ہر چہار جلد	
مصنفہ محمد تقی خان ۔ خیال دہلوی		یکجائی ترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب	۱۴ ر
۱ ۔ جلد مہدی نامہ	للعہ پ	قصہ سندباد جہازی ۔ ماخوذ از قصہ الف لیلہ	۲ ر
۲ ۔ جلد ۔ دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ پ	کامروپ کا جادو اُردو ۔	۲ رپ
۳ ۔ جلد ۔ ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	ہے ۸ ر	جادۂ تسخیر ۔ قصہ دلچسپ از نواب حیدر علیخان	عہ ۸ ر
۴ ۔ جلد شمس النہار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	للعہ ر	فسانہ عجائب جلی قلم باتصویر ۔ کاغذ سفید	۹ رپ

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم	۶/
ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب اتب بالا	۳/
سروش سخن باتصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی	۵/۳ پا
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۴/۳ پا
طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون	۵/
باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر۔	۳/
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۳/
طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم	۹/
آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش	۶/۶ پا
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۵/
مقتول جفا۔ معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین۔	۱/۶ پا
نو طرز مرصع۔ از محمد عوض	۱/۶ پا
بستان حکمت۔ اردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان	عہ
سیراب باغ۔ از میر محمد علی تلق مرحوم و مغفور	۳/۶ پا

نام کتاب	قیمت
فسانۂ دلپذیر۔ مصنفہ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم بزم دونوں عمدہ۔	۸/
فسانۂ جمیل۔ مترجمہ منشی حامد حسین	۴/
قصۂ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ تخلص قیس	۶ پا
فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر	۸/۳ پا
فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عیش عرف اچھے صاحب	۵/
قصۂ زاہد شمسی مصنفہ شیخ برہان الدین احمد	۱/
سنگاسن بتیسی	۳/۹ پا
ناٹک نل دمنتی۔ مولفۂ منشی بنایک پرشاد	۲/۹ پا
قصۂ سوتی و نیولہ	۹ پا
بیتال پچیسی باتصویر۔ قصۂ مشہور	۳/
گل بکاؤلی۔ از منشی نہال چند	۳/
طوطا کہانی باتصویر۔ مصنفہ سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر	۲/۹ پا
قصۂ گل و صنوبر۔ از منشی پیم چند	۱/۹ پا
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔ مترجمہ مسٹر ہنری فانتوم صاحب	۵/
نور تن۔ قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور	۸/۹ پا
قصۂ اگر گل۔ قصۂ مشہور	۲/
سیر مقبول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر	۹/